اسلام قبول کرنے کے بعد آپ بیتی / تاثرات / مرزا مسرور کے نام خطوط
انٹرویوز اور قادیانیوں کو دعوت اسلام پر مشتمل مضامین کا مجموعہ

مضامینِ راحیل

اَثرِ خامہ
شیخ راحیل احمد

ترتیب
محمد عامر اعوان / انیف کاشر

بسم الله الرحمن الرحيم

اسلام قبول کرنے کے بعد آپ بیتی / تاثرات / مرزا مسرور کے نام خطوط
انٹرویوز اور قادیانیوں کو دعوت اسلام پر مشتمل مضامین کا مجموعہ

مضامینِ راحیل

اثرِ خامہ
شیخ راحیل احمد

ترتیب
محمد عامر اعوان / انیف کاشر

ایک ایسے انسان کی کتاب جو زندگی کے پچپن سال قادیانیت کے مختلف عہدوں پر رہا اللہ پاک نے کرم فرمایا دروہ اسلام کی آغوش میں آگیا اور اُس نے مرتے دم تک قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد جاری رکھا قادیانیت کی کمر میں یہ کیل انہیں تڑپنے وتلملانے پر مجبور کردے گا اور بہتوں کو ہدایت نصیب ہوگی! انشاءاللہ

اللہ تعالیٰ ان قادیانیوں کو ہدایت عطا فرمائے جو گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے شیخ راحیل احمدؒ صاحب کو ہدایت عطا فرمائی اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان بھٹکے ہوؤں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے! آمین

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب........... مضامین راحیل

اثرِ خامہ........... شیخ راحیل احمد مرحوم ومغفور

ترتیب .... محمد عامر اعوان/انیف کاشر

ناشر........... احرار فاؤنڈیشن پاکستان

قانونی مشیر........... چودھری محمد ظفر اقبال (ایڈووکیٹ)

کمپوزنگ........... محمد عامر اعوان

سن اشاعت........... جنوری 2013ء

تعداد........... 500

قیمت........... Pk Rs. 700.00

Us.$ 15.00

Pound. 10.00

ملنے کا پتہ: ﴿احرار فاؤنڈیشن پاکستان﴾

69/C حسین سٹریٹ نیو مسلم ٹاؤن وحدت روڈ لاہور 042-35912644

(سٹاکسٹ)

رویم پبلشرز، الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور 0300-9480356

راوی پبلشرز، الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 0345-4233071

بخاری اکیڈمی، مہربان کالونی ایم۔ڈی چوک ملتان 0300-6326621

مکتبہ معاویہ جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال 040-5482253

Zulfiqar Ali :
Address: 167 Kempton Road East-Ham Newham
E62 PD, UK. Ph # 00447877816693

انتساب......

اپنی بیوی اور بچوں کے نام، جو میرے ساتھ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے۔اور کسی موقع پر مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔اور تحریک ختم نبوت ﷺ کے ستاروں کی کہکشاں کے نام

☆......حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

☆......حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

☆......حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

☆......مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

☆......شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

☆......ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ

☆......حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

☆......حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

☆......سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

☆......شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی قبروں پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے! آمین ثم آمین

ان بزرگوں اور دوستوں کے نام جن کا آج بھی مشن دن رات صرف ردِ قادیانیت وتحریک تحفظ ختم نبوت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں اور دوستوں کے ساتھ جڑنے اور ان سے اکتسابِ فیض کرنے کی توفیق دے!

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ صاحب بخاری مدظلہ

حضرت مولانا سید عطاء المومن شاہ صاحب بخاری مدظلہ

جناب عبداللطیف خالد چیمہ

جناب سید محمد کفیل بخاری

جناب شاہد کاشمیری

جناب ڈاکٹر عمر فاروق

مبارک باد

فون اور ای میل کے ذریعے جن شخصیات نے شیخ راحیل احمد صاحب کو قبول اسلام پر مبارک باد پیش کی تھی ان میں علمائے کرام اہم سیاسی شخصیات دانشور دکالم نگار بھی شامل ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

علماء کرام

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی۔ (پاکستان)

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ (پاکستان)

حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مدظلہ العالی۔ (مکہ مکرمہ، سعودی عرب)

حضرت مولانا محمد مغیرہ صاحب۔ (چناب نگر)

حضرت سید محمد کفیل بخاری صاحب۔ (پاکستان)

حضرت مولانا ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ صاحب۔ (مکہ مکرمہ، سعودی عرب)

جناب قاری شاکر قاسمی صاحب۔ (سعودی عرب)

جناب مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب مدظلہ العالی۔ (لندن)

محترم مولانا سہیل باوا صاحب۔ (لندن)

محترم مولانا منظور الحسینی صاحب۔ (لندن)

محترم مفتی سہیل صاحب۔ (کرائیڈن)

مولانا حسن محی الدین صاحب۔ (ادارہ منہاج القرآن)

جناب شیخ عبدالواحد صاحب۔ (گلاسکو)

اہم سیاسی شخصیات

محمد رفیق تارڑ صاحب۔ (سابق صدر پاکستان)

کیپٹن محمد صفدر صاحب۔ (رہنما مسلم لیگ (ن))

دانشور

عبدالطیف خالد چیمہ صاحب۔(پاکستان)

ڈاکٹر شاہد کاشمیری صاحب۔(لاہور)

ڈاکٹر عمر فاروق صاحب۔(تلہ گنگ)

پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب۔(فیصل آباد)

محمد متین خالد صاحب۔(لاہور)

محمد طاہر عبدالرزاق صاحب۔(لاہور)

جمشید بھٹی صاحب۔(کراچی)

امتیاز احمد صاحب۔(کراچی)

محمد اسلم علی پوری صاحب۔(ڈنمارک)

سیف اللہ خالد صاحب۔(روزنامہ اُمت کراچی)

زبیر احمد ظہیر صاحب۔(کراچی)

محمد شفیع الرحمٰن احرار صاحب۔(کراچی)

محمد عامر اعوان صاحب۔(لاہور)

مضامین راحیل

﴿مصنف﴾

شیخ راحیل احمد (مرحوم)

﴿سابق قادیانی﴾

☆............دنیا بھر کے قادیانیوں کو دعوت فکر............

☆............جن کی زندگی کے پچپن سال قادیانی مذہب میں گزرے............

☆............جو قادیانی جماعت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے............

☆............دنیائے قادیانیت کو دعوت فکر............

☆............جو شخص قادیانیت کے لئے ایک ننگی تلوار تھا............

☆............اندر کی باتیں............

☆............کئی رازوں کا افشاء............

☆............جن کا ہر مضمون ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے............

☆............جن کے ہر مضمون میں ایک نئی کہانی قاری کو ملتی ہے............

☆............ختم نبوت کے محاذ پر انٹرنیٹ کی دنیا میں کام کرنے والے............

☆............مناظر قلم کار اور صحافتی دنیا کی نام ور شخصیت............

☆............جن کے مناظروں سے کئی قادیانیوں کو سیدھا راستہ ملا............

☆............تمام مضامین، مگر آج آپ کے ہاتھ میں ایک کتابی شکل میں......

فہرست

نمبر شمار	فہرست مضامین		صفحہ نمبر
1	شیخ راحیل احمد صاحب	محمد عامر اعوان	14
2	زہے مقدر حضور حق سے سلام آیا، پیام آیا	جناب انیف کاشر	20
3	اپنے شریک سفر کے نام	زوجہ شیخ راحیل احمدؒ صاحب (جرمنی)	24
4	اپنے والد صاحب کی یاد میں.	شیخ سہیل احمد صاحب (جرمنی)	27
5	''دختران'' شیخ راحیل احمد صاحب کی طرف سے	بنات شیخ راحیل احمدؒ صاحب	28
6	آپ کی یاد میں	ذوالفقار علی صاحب (لندن)	30
7	حرف تشکر	عبدالرحمٰن یعقوب باوا (لندن)	34
8	باطل سے حق کا سفر	سید محمد کفیل بخاری	36
9	دل کی بات	جناب عبداللطیف خالد چیمہ	38
10	صبح کا بھولا شام سے پہلے اپنے گھر	جناب خالد لاہوری	40
11	ضمیر کی آواز	شیخ راحیل احمد صاحب	44
12	کفر کے اندھیروں سے اسلام کی نورانی بہاروں تک	//	49
13	پہلا کھلا خط، بنام مرزا مسرور احمد قادیانی	//	61
14	دوسرا کھلا خط، بنام مرزا مسرور احمد قادیانی	//	67
15	تیسرا کھلا خط، بنام مرزا مسرور احمد قادیانی	//	75
16	دائم المرض مرزا صاحب	//	83
17	عرض میری فیصلہ آپ کا	//	99
18	دجال اور مرزا صاحب	//	114
19	مرزا صاحب اور انکی بیگمات	//	128
20	ہائے اس ستمگر کو کیا کہیں؟ نبی یا منافق!	//	130
21	وجہ تسمیہ	//	139
22	انٹرویو مرزا صاحب، بانی قادیانی مذہب	//	146
23	احمدیہ خوش کلامیاں	//	209

211	شیخ راحیل احمد صاحب	اتمام حجت برائے ممبران جماعت احمدیہ	24
224	//	آواز دل	25
234	//	حقائق براہین احمدیہ	26
252	//	دھندہ، چندہ، پھندہ	27
263	//	ان احمدیوں سے درندے اچھے	28
267	//	مزید سوالات	29
272	//	جھوٹ کی وہی ملمع کاری، جو پہلے تھی سو اب بھی ہے	30
287	//	حرامی......کون؟	31
296	//	مرزا صاحب بہادر	32
308	//	منافقت	33
314	//	اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت	34
318	//	طاعون	35
325	//	تشریحات	36
327	//	مرزا صاحب کے دعویٰ جات	37
339	//	دسوندی سے خدائی تک	38
346	//	محمد کا جہان پر آستاں ہے، زمین کا اتنا ٹکڑا آسماں ہے	39
349	//	مرزائیت اور عیسائیت	40
398	//	حضرت عیسیٰؑ کے متعلق مرزا قادیانی کا نظریہ	41
411	//	کیا اسلام اور احمدیت دو علیحدہ مذہب ہیں؟	42
414	//	مرزا صاحب کے الہامات/ پیشگوئیاں	43
421	//	قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ	44
427	//	سات ستمبر مرزائیت پنجرے اندر	45
435	//	مرزا صاحب اور حدیث	46
443	//	ہفواتِ مرزا	47
459	//	دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری	48
469	//	آئینہ جو اُن کو دکھایا تو	49

515	شیخ راحیل احمدؒ صاحب	مرزا جی اور اسلامی عبادات	50
568	//	مرزا صاحب کی گل افشانیاں	51
582	//	قادیانی خلیفہ مرزا مسرور اور لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِین	52
588	//	چھوڑ دو تم	53
605	//	عذر گناہ...... بدتر از گناہ	54
614	//	عمرِ مرزا	55
620	//	جنبہ صاحب جواب پیش خدمت ہے	56
644	//	تقریر (۱)	57
656	//	تقریر (۲)	58
666	//	پیغام دل برائے کانفرنس تحفظ ناموس رسالت ﷺ	59
668	//	پیغام نامہ شیخ راحیل احمد بنام شرکائے کانفرنس ۷ ستمبر ۲۰۰۳ء بمقام چناب نگر	60
672	//	انٹرویو سید منیر احمد صاحب (سابق قادیانی، جرمنی)	61
681	مولانا سہیل باوا صاحب (لندن)	انٹرویو شیخ راحیل احمد صاحب، (جرمنی)	62
697	محمد اسلم علی پوری صاحب (ڈنمارک)	انٹرویو شیخ راحیل احمد صاحب، (جرمنی)	63
704	ڈاکٹر سید راشد علی صاحب(U.A.E)	الفتویٰ انٹرنیشنل نمبر ۳۰	64
707	ڈاکٹر سید راشد علی صاحب(U.A.E)	الفتویٰ انٹرنیشنل نمبر ۳۲	65
710		ضمیمہ (خبریں)	66
729		تعزیتی پیغامات / مضامین	67

جناب شیخ راحیل احمد (مرحوم ومغفور)

۱۵مئی۲۰۰۹ءکوشیخ راحیل احمد صاحب مرحوم ومغفوراس دار فانی سے ہمیشہ کے لئے ہمیں چھوڑ کرابدی زندگی کی طرف چلے گئےانا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

موت ایک اٹل حقیقت ہے ۔لیکن بعض لوگوں کی موت بہتوں کو متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑتی ۔شاید یہ ان کی شخصیت کا کمال ہوتا ہے یااس شخص کے ایمان کی کیفیت کچھ ایسی ہوتی ہے۔انہی چندایک میں شیخ صاحب کی شخصیت بھی تھی۔جو کہ پہلی دفعہ ہی گفتگو کرنے سے ہی آدمی کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔میرا شیخ صاحب کے ساتھ تعلق زیادہ عرصہ تک نہیں رہابس قریباًدوسال متواتران کے ساتھ فون اورآن لائن نیٹ پران کے ساتھ ہوتا رہا۔

میں کئی سالوں سے سعودی عرب میں بغرض ملازمت کام کررہاہوں۔شیخ صاحب کواس وقت سے جانتاہوں جب وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اورانہوں نے مرزامسروراحمد قادیانی کے نام کھلے خطوط لکھ کرمرزامسروراحمد قادیانی کو اسلام کی دعوت دی۔وہ اسلام قبول کرنے کے بعد پاکستان میں مجلس احرار اسلام کی دعوت پرتشریف لائے اور مجلس احرار اسلام کے لاہور دفتر میں قیام کیا،مگر میں ان دنوں میں سعودی عرب آچکا تھاان کے ساتھ ملاقات کا سبب نہ بن سکا۔یہ بات ستمبر ۲۰۰۴ءکی ہے۔وہ پاکستان کچھ دن گزار کر واپس جرمنی آگئے ۔لیکن میرارابطہ ان کے ساتھ ممکن نہ ہوسکا۔میں بہت کوشش میں تھا کہ کسی طرح شیخ راحیل احمد صاحب کا فون نمبر مجھے کہیں سے مل جائے تا کہ میں ان سے بات کرسکوں۔ آخر میں نے مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکرٹری حضرت حاجی عبداللطیف خالد چیمہ صاحب سے ان کا نمبرلیااوران سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔جب میں نے انہیں فون کیا تو انہوں نے (شیخ راحیل احمد صاحب) نے پہلی مرتبہ فون خود اٹھایا(یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں نے ان کی وفات سے صرف دوسال قبل ان سے رابطہ کیا)جب میں نے محترم وپیارے بزرگ حاجی عبداللطیف خالد چیمہ صاحب کا نام حوالے کے طور پر پیش کیا،کہ میں نے ان سے آپ کا نمبر حاصل کیا ہے ،انہوں نے میری بات بڑی خوش دلی اور محبت سے سنی،کہ میں نے آپ کے مضامین اکثر ویب سائیٹ پر دیکھے ہیں اس لئے آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش میں تھا۔چیمہ صاحب سے آپ کا نمبر حاصل ہوااورآج آپ سے بات کررہاہوں۔اور

پھر یہ باتیں روزانہ ہونے لگیں کبھی فون پر تو کبھی انٹرنیٹ کے ذریعے، شاید ہی کوئی روز ایسا ہوتا کہ میں شیخ صاحب سے بات نہ کرتا اور شیخ صاحب بھی میرے انتظار میں رہتے کہ اب فون آئے گا۔ پھر میں اور شیخ صاحب گھنٹوں بیٹھ کر آن لائن باتیں کرتے۔ میں انہیں اکثر تجاویز دیتا کہ شیخ صاحب آپ قادیانی جماعت کے اندر ۵۵ سال گزار کر آئے ہیں تو کبھی ان کے اندر کی باتیں بھی لکھیں تا کہ لوگوں پر اور عام قادیانیوں پر ان کی حقیقت کھل سکے۔ تو وہ مجھے اکثر کہتے کہ میں انشاءاللہ ضرور اس موضوع پر لکھوں گا اور پھر انہوں نے وعدہ نبھایا، ان کی وفات کی خبر مجھے حاجی عبداللطیف خالد چیمہ صاحب نے پاکستان سے فون کر کے دی۔

۲۰۰۳ء سے لے کر ۲۰۰۹ء تک قریباً سات سال تک شیخ صاحب نے کئی ناموں سے مضامین لکھے جو کہ اخباروں ورسالوں میں اور اس کے علاوہ بھی چھپے، وہ تمام نام آپ ان کے مضامین میں ملاحظہ کریں گے۔ انہوں نے اس تھوڑے عرصے میں جو کچھ لکھا وہ انشاءاللہ آپ پڑھ لیں گے، وہ مریض آدمی تھے پھر بھی انہوں نے رات دن ان تھک محنت سے جو مضامین لکھے ہر کوئی اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آخری دنوں میں جب وہ ہسپتال میں تھے تو اس وقت تک وہ اسی پر کام کر رہے تھے، حالانکہ ڈاکٹروں نے انہیں کسی سے بات تک کرنے سے منع کیا تھا لیکن احقر پھر بھی روزانہ ان سے بات کر لیتا تھا اور حال احوال پوچھتا تھا، انہوں نے گھر والوں سے کہہ رکھا تھا کہ اگر عامر کا فون آئے تو اسے میرے ہسپتال کے کمرے کا فون نمبر ضرور دینا۔ میں روزانہ ان سے بات کرتا اور نئی سے نئی معلومات ان سے حاصل کرتا۔ میرا شوق دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا کہ شیخ صاحب کے مضامین ایک کتابی شکل میں آنے چاہئیں ۔ یہ ان کی اپنی بھی خواہش تھی مگر افسوس یہ خواہش ان کی زندگی میں پوری نہ ہو سکی۔ میں اکثر ان کے ہاں فون کرتا کہ شیخ صاحب نے جو اپنی زندگی میں جو کچھ لکھا اسے میں چھاپنا چاہتا ہوں لیکن شیخ صاحب اپنی زندگی میں اپنے تمام مضامین و آرٹیکل اپنے داماد ذوالفقار علی صاحب (حال مقیم برطانیہ) کے حوالے کر گئے تھے۔ جب میں نے شیخ راحیل احمد صاحب کے گھر والوں ان کے بیٹے اور ان کی اہلیہ کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا، کہ میں شیخ صاحب کے مضامین پر کام کرنا چاہتا ہوں اور اسے کتابی شکل میں چھپوانا چاہتا ہوں ۔ چنانچہ انہوں نے اپنے داماد ذوالفقار علی صاحب کے ساتھ بات کی۔ ذوالفقار علی صاحب نے لندن سے میرے ساتھ فون پر رابطہ کیا تو میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور آخر کار ہمارے محترم بزرگ عبداللطیف خالد چیمہ صاحب کے مشورے سے انہوں نے مجھے تمام مضامین بذریعہ ای میل بھیج دیئے۔ اکثر مضامین تو شیخ صاحب نے خود کمپوز کر رکھے تھے اور جو باقی تھے میں نے خود کمپوز کئے۔

شیخ صاحب نے اپنی زندگی میں احقر کو بہت اچھی اچھی تجاویز دیں جو الحمدللہ آج بھی مجھے ہر موڑ پر کام دے رہی ہیں۔ وہ اکثر آن لائن نیٹ پر قادیانیوں کے ساتھ مناظروں ومباحثوں میں مشغول رہتے، مگر ان کا طرز کلام اتنا اچھا ہوتا کہ مخالف بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ اور حکمت وبصیرت سے کام لیتے اکثر مجھے انہوں نے آن لائن قادیانیوں

کی گفتگو سنائی تو احقر کے علم میں بھی اضافہ ہوا۔ میں اکثر انہیں کسی خاص موضوع پر لکھنے کے لئے کہتا تو وہ ہای بھرتے اور پھر چند دنوں میں مضمون منظر عام پر آ جاتا۔ شیخ صاحب مجھے ای میل کر دیتے۔ میں پڑھتا اور پھر دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیتا۔ لیکن افسوس کہ ان کی زندگی میں ان کی مضامین کا مجموعہ منظر عام پر نہ آ سکا، جو ان کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ آخری چند دنوں میں جب کہ وہ ہسپتال میں تھے تو میں روزانہ انہیں فون کرتا۔ تو انہوں نے مجھے دو وصیتیں کیں، جو کہ ایک پوری ہو چکی ہے اور دوسری انشاء اللہ پوری ہونے جا رہی ہے۔ پہلی وصیت یہ تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کا گھر دیکھ لوں اور مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے حاضری دوں۔ انہوں نے تاکید کی کہ میرے لئے روضہ رسول پر اور بیت اللہ کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دی تو میں انشاء اللہ سب سے پہلا سفر عمرے کے لئے کروں گا۔ اگر میں نہ آ سکا، اور میری صحت نے اجازت نہ دی، اور میں سفر کے قابل نہ رہا تو آپ میری طرف سے ایک عمرہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر میری طرف سے درود وسلام ضرور پیش کر دینا۔ میں انہیں جواباً کہا کہ شیخ صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے اور آپ خود سعودیہ عمرے کے لئے آئیں اور میں بھی آپ کے ساتھ انشاء اللہ عمرہ کروں گا۔ لیکن زندگی نے اس کی اجازت نہ دی اور وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ احقر ان کی وفات کے بعد حسب خواہش وحسب وصیت ان کے لئے عمرہ کرنے حرم مکہ مکرمہ گیا اور بھرپور دعائیں کی مدینہ طیبہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری بھی دی اور وہاں خصوصی دعائیں ان کی مغفرت کے لئے اور ان کی تحریریں چھپ جانے کے لئے اور ان کے گھر والوں کے ایمان کی سلامتی کے لئے کیں۔ آج بھی ان کی وہ باتیں میرے ذہن میں گھوم رہی ہیں اور انشاء اللہ ان کی دونوں وصیتوں پر عمل ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ اپنا دین پھیلانے کے قابل بنائے رکھے۔

کچھ لوگوں کو اس دنیا میں بہت تھوڑا وقت ملتا ہے۔ لیکن وہ کام اتنے بڑے بڑے کر جاتے ہیں کہ انسان اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا، شیخ صاحب کو بھی اللہ نے اسی لئے پیدا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تحریر میں ایسی برکت ڈالی کہ چند سالوں میں وہ اتنا کچھ لکھ گئے شاید دوسرا کوئی آدمی اتنا کچھ نہ لکھ پاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس سے چاہے کام لے۔ یہ اس کا کرم ہے آج ایک نہیں بہت ں مثالیں موجود ہیں۔ کہ جن لوگوں نے قادیانیت پر تین حرف بھیج کر اس کو خیر باد کہا تو انہی لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے بہت کام لیا۔ اندر کے لوگ جو کچھ جانتے ہیں، وہ باہر کے کم جانتے ہیں۔ میری اکثر یہ کوشش رہی اور ہے کہ ان لوگوں سے رابطہ کسی طریقے سے ممکن بنایا جائے جو لوگ قادیانیت چھوڑ کر اسلام میں اور امت محمدیہ میں داخل ہوتے ہیں تا کہ ان سے یہ پوچھا جا سکے کہ آپ نے قادیانیت کو کن وجوہات کی بناء پر چھوڑا اور اسلام کی کس چیز سے آپ لوگ متاثر ہوئے۔ اور ان لوگوں سے خصوصی طور پر کچھ لکھوایا جائے تا کہ آئندہ ان کی نسلیں دوبارہ اس قادیانیت کے گندے گٹر میں نہ گر سکیں۔

یورپ سے لے کر جاپان تک جو لوگ بھی قادیانیت کو خیر باد کہہ چکے ہیں الحمدللہ انہوں نے بہت کچھ اس پر روشنی

ڈالی ،لیکن افسوس کہ یہ چیزیں بکھری پڑی ہیں انہیں یکجا کرنے کی ضرورت ہے۔ان کے یکجا کرنے سے امت مسلمہ کو کیا فائدہ حاصل ہوگا یہ کسی سے چھپی ہوئی بات نہیں ،فائدہ ہی فائدہ ہے اور سب سے بڑی بات کہ قادیانیت کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ ہے جس کی آواز مشرق سے لے کر مغرب تک ایک دن میں نہیں بلکہ چند سیکنڈ میں پھیل جاتی ہے بذریعہ نیٹ ،ہمیں آج کے جدید دور میں سب سے پہلے وہ میڈیائی ہتھیار استعمال میں لانے ہوں گے جسے قادیانیت بہت پہلے استعمال کر چکی ہے،اس کا خمیازہ پوری امت مسلمہ آج بھگت رہی ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ سب سے پہلے میڈیا اور ویب سائٹس پر اور کتابی لائن پر اور مبلغین کی تیاری پر زور دینا ہوگا۔اس وقت میرے پاس جو لسٹ موجود ہے قادیانیوں کی ویب سائٹس کی (جن میں لاہوری بھی ہیں اور ان کے اور بھی بہت سے فرقے ہیں) قریباً اسی ۸۰ کی تعداد میں ہے۔اب آپ خود اندازہ فرما سکتے ہیں۔کہ مقابلہ کتنا خوفناک ہے۔اگر آج بھی ہوش کے ناخن نہ لئے تو آئندہ آپ نتیجہ خود ملاحظہ فرما لیں گے۔شیخ صاحب نے نیٹ کی دنیا پر اتنے لوگوں کو متاثر کر دیا تھا کہ قادیانی اکثر ان سے مباحثہ کرتے اور شیخ صاحب نے اکثر مجھے آن لائن یہ مباحثے سنوائے۔میں یہ سب کچھ اپنے کانوں سے سنتا تو بڑی حیرانی ہوتی کہ قادیانی کس کس بھیس میں اسلام پر سنگ باری کر رہے ہیں۔اور دوسری طرف ہماری سوچ ایک گلی محلے تک محدود رہتی ہے۔حالانکہ عالمی سوچ اس کے مقابلے پر چاہیے۔جیسے کوئی قادیانی اگر مسلمان ہوتا ہے تو قادیانی اس خبر کو چھپاتے ہیں۔مگر مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس خبر کو نیٹ کے ذریعے یا تحریر کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلا دیں اور ان سے مضامین لکھوا کر تمام اخبارات و رسائل میں چھپوا دیں تا کہ ہر عام و خاص اسے پڑھے اور ان کو حقیقت حال سے آگاہی ہو۔شیخ راحیل صاحب نے جب ۲۰۰۳ء میں اسلام قبول کیا تو اس وقت تین کھلے خطوط مرزا مسرور احمد قادیانی کے نام لکھ کر حجت تمام کر دی،ان کے کھلے خطوط اردو اور انگلش دونوں زبانوں میں چھپے اور ان کی تشہیر بھی بھرپور طریقے سے مجلس احرار اسلام نے کی۔اس کا اثر یہ ہوا کہ کئی قادیانی شیخ صاحب کی نگارشات پڑھنے پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے مطالعہ کرنے کے بعد قادیانیت کو خیر باد کہہ دیا۔

اسی طرح آج کے دور میں یہ اشد ضرورت ہے کہ سابق قادیانیوں کے جو مضامین ہیں ان کو اکٹھا کیا جائے اور انہیں کتابی شکل دی جائے۔اور دوسری اہم بات جو آج کل کے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال ہم جائز طریقے کو بروئے کار لاتے ہوئے اینٹی قادیانیت ویب سائٹس وغیرہ تیار کریں تا کہ جن لوگوں تک کتاب نہیں پہنچ سکتی وہ لوگ نیٹ کے ذریعہ سے کتاب ڈاؤن لوڈ کر کے مطالعہ کر سکیں۔اب پوری دنیا میں مسلمان بستے ہیں اور اکثر جگہ یا ان ملکوں کے علاوہ بھی جہاں کتابیں پہنچنا ممکن نہیں تو وہاں نیٹ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔جس طرح میں نے شیخ صاحب کے تمام مضامین نیٹ سے ہی حاصل کیے یا منگوائے،نیٹ کے فائدے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا بس استعمال اچھا ہو تو فوائد بہت زیادہ ہیں۔اس دور میں قادیانی اس ہتھیار کو سب سے زیادہ استعمال کر رہے ہیں مزید برآں وہ ٹی وی چینلوں پر کام کر رہے ہیں۔اللہ کرے کہ اس کا بھی مقابلہ ہو سکے،لیکن شیخ صاحب کی تحریریں پڑھنے کے بعد ایک دفعہ قادیانی ضرور اندر سے ہل جائیں گے کیونکہ

ان کی تحریریں ضمیر جھنجوڑتی ہیں اور آدمی کو مجبور کرتی ہیں کہ حق کی تلاش میں جستجو کرے۔اس میں مشکل مراحل بھی آئیں گے ۔وہ ۵۵سال اس ماحول میں گزار کر آئے تھے تو کیا ان کو کسی نے تنگ نہیں کیا؟ یقیناً کیا، انہیں دھمکیاں بھی دی گئیں، انہیں ذہنی طور اذیت سے دوچار کیا گیا تا کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر دوبارہ قادیانیت کی طرف آجائیں ان کی وفات کے بعد ان کے گھر والوں پر پریشر ڈالا گیا اور انہیں طرح طرح کی ایذا دی گئیں۔شیخ صاحب زندگی کے پچپن ۵۵ سال قادیانیت میں گزار کر اسلام میں داخل ہوئے، قادیان میں پیدا ہوئے، (ربوہ) چناب نگر میں جوان ہوئے۔اور پھر کئی جماعتی عہدوں پر کام کرنے کے بعد قادیانیت کو خیر باد کہا۔آج کے دور میں پوری دنیا کے قادیانیوں کو اس فکر میں رہنا چاہیے کہ ایک انسان ساری زندگی قادیانی ہونے کے باوجود قادیانیت کو کیوں خیر باد کہہ گیا اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پوری دنیا میں جہاں جہاں قادیانی موجود ہیں میں انشاء اللہ شیخ صاحب کے مضامین وہاں پہنچانے کی کوشش کروں گا اگر یہ مضامین وہ ایک دفعہ پڑھ لیں گے تو ضرور ان کا ضمیر انہیں ملامت کرے گا کہ کس گندے فرقے میں وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔کیوں نہیں وہ اسلام قبول کر لیتے اور مجھے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی امید ہے کہ بہت سے قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ یہ کتاب ''مضامین راحیل'' بنے گی انشاء اللہ۔شیخ صاحب جو آج ہم میں نہیں انشاء اللہ روز قیامت ان سے ملاقات ہوگی، ہم نے ان سے کیا ہوا وعدہ نبھایا۔انہوں نے اسلام قبول کیا اور پھر استقامت سے اس پر ڈٹ گئے۔یہی اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتے ہیں، ان پر بہت پریشانیوں کے پہاڑ توڑے گئے۔مگر انہوں نے حق کا ساتھ نہیں چھوڑا، کس وجہ سے؟ کیونکہ وہ جان چکے تھے کہ حقیقی اسلام یہی ہے ہم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو چکے ہیں اور اب ہم گنبد خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں سے کبھی دور نہیں جائیں گے۔انہوں نے اپنے خاندان سمیت اسلام قبول کیا، اللہ تعالیٰ انہیں دین حق پر استقامت عطا فرمائے اور شیخ صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، آمین اس شعر میں انہوں نے اپنی زندگی کا نچوڑ بیان کر دیا ہے

وہ اپنے زعم میں تھا بے خبر رہا مجھ سے
اُسے گمان بھی نہیں میں نہیں رہا اُس کا

احقر کا مضمون سادا سا ہے میں کوئی ادبی آدمی نہیں ہوں جو کہ مشکل لفظیات کے ساتھ کچھ لکھتا برائے کرم اگر کوئی غلطی رہ جائے تو معذرت قبول کر لیجئے گا۔میں شیخ راحیل احمد صاحب کے چاہنے والوں سے گزارش کروں گا کہ شیخ صاحب کے گھر والوں اور تمام نئے نومسلم قادیانیوں کے ایمان کی سلامتی کے لئے ہر نماز میں دعا کر دیا کریں انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس پر بھی آپ کو اجر عظیم دیں گے۔مجھ سے جتنا ہو سکا میں نے ان کے مضامین مدون کر دیئے اگر اس کے علاوہ کسی دوست کے پاس ان کے مضامین ہوں تو برائے کرم مجھے ای میل کر دیں تا کہ دوسرے ایڈیشن میں شائع ہو سکیں۔کمپوزنگ د

پروف ریڈنگ احقر نے خود کی ہے میرے محترم ومکرم دوست ڈاکٹر شاہد کاشمیری صاحب نے خصوصی محنت وکرم فرمائی کرتے ہوئے مضامین کی نوک پلک سنواری اور اور پروف ریڈنگ کا اہم کام کیا ہے اگر کوئی غلطی رہ جائے تو اس فقیر در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بتایا جائے تا کہ آئندہ اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے، جزاکم اللہ دعاؤں کا طلبگار ہے۔

محمد عامر اعوان

aamir4688@hotmail.com

mahrarkha@hotmail.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زہے مقدر حضورِ حق سے سلام آیا، پیام آیا

انیف کاشر

چند برس پیشتر دل وشعور کی وادی میں یہ خبر معطر جھونکے کی طرح آئی کہ شیخ راحیل احمد صاحب کو خدائے بزرگ و برتر نے راہ راست دکھادی ہے اور اب وہ سچے مومن اور پکے مسلمان بن گئے ہیں۔

شیخ راحیل احمد صاحب چھپن سال تک مرزائیت کے خارزار میں ایسے الجھے رہے جیسے کوئی مسافر رات کی مسافت میں ولدل میں جا گرے۔خالقِ کائنات کا کرم اور مالک دو جہاں کی عطا ہے کہ ان کی مراجعت وادی ایمن و نور میں ہوئی ورنہ فتنہءِ قادیانیت نے ان کی دین و دنیا کی تباہی کا سامان فراواں کیا ہوا تھا۔یہ آقاؐ کی نگاہِ کرم کا فیضان ہے کہ شیخ صاحب کا ایمان بچ گیا وگرنہ ایسے کئی اصحاب ہیں جو اس قعرِ مذلت سے بسیار کوشش باوجود اور بہ ہزار حیلہ بھی باہر نہ نکل پائے۔

صدق و کذب کی آویزش ازل سے ہے اور تا ابد رہے گی۔چراغ مصطفویؐ اور شرار بولہبی میں ستیزہ کاری ہے مگر مردِ مسلمان حبِ رسول کی خلعت زیب تن کرنے والا مجاہد اچھی طرح باخبر ہے کہ قزاقانہ عزائم کو خاک میں ملانے اور مرجبی و عنتری حیلوں کی بربادی کے لیے ضرب یدِ اسدُ اللّٰھی کی ضرورت ہے ۔آج بھی ایسے درویش بے گلیم ہیں جو اپنی آستینوں میں یدِ بیضا لیے پھرتے ہیں ۔یہ قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ نہیں رکھتے یہی اصحاب تاج سلطانی رسالت کی حفاظت و حصانت اور خاتم النبین کی تقدیس و حرمت کے لیے ہمہ وقت شمشیر بدست اور کفن بدوش ملیں گے۔یہی وجہ ہے کہ شیطانی دماغ رکھنے والے متمنی ہیں کہ:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ ، اُس کے بدن سے نکال دو !

یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اسی ایجنڈے پر کام کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ان کا مطمح نظر رہا ہے کہ شمشیر پہ بھروسہ نہ کرنے والے اس بے تیغ مسلمان مجاہد کے سپاہیانہ جذبات کا قلع قمع کیا جائے۔چنانچہ اُن کے جانشینوں نے مسلمانوں سے جذبہءِ جہاد اور روح محمد نکالنے کے لیے اور فرقہ واریت کا الاؤ بھڑکانے کے لیے فتنہ ارتداد مرزائیت کھڑا کر دیا۔قادیانی نبوت باطلہ نے اپنی لچھے دار تقریر و تحریر سے

☆ مسیلمہ کذاب کی جانشینی کا حق ادا کیا۔

☆ مسلمانوں میں جذبہ ءِ جہاد ختم کرنے کے لیے تنسیخ جہاد پر پورا زور صرف کیا۔

☆ سلطنت برطانیہ کے راہ کی رکاوٹیں ختم کرنے کے جتن کیے۔

☆ صیہونی طاقتوں اور برطانوی سامراج کے مفادات کی محافظت میں قوائے ذہنی وجسمانی کا بھرپور استعمال کیا

☆ اہل ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں روڑے اٹکائے

☆ اورسب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کی دولتِ اِیمان پر شبخون مارنے کی ناپاک جسارت کی۔

سستی ءِ ایمان کا کچھ باعث ہے ورنہ ایک دن
آتشِ نمرود کو بھی گلستان سمجھا تھا میں

شیخ صاحب ''خبث قادیانیت'' کو ہی ایمان وایقان سمجھ بیٹھے تھے۔انہوں نے اپنی حیات مستعار کے بیشتر سال اسلام سے دوری اختیار کیے رکھی۔صد شکر کہ راہ فوز وفلاح کی طرف لوٹ کر دین ودنیا میں سرخرو ہوئے۔تغافل نے جو داغ جوانی میں ان کی جبیں پر اُبھار دیا تھا پیری کے استغفار، گریہ زاری اور تہجد گزاری نے وہ داغ ندامت اس طرح دھویا ہے کہ ان کی جبینِ نیاز نورِ ایمان سے بُراق وصیقل ہوگئی ہے۔بقولِ شاعر

دی ہے مری توبہ نے کچھ اس دھوم سے دستک
رحمت نے در خلد بریں کھول دیا ہے
یٰسین کی دہلیز پہ سلطان فلک نے
میرے لیے ہر سجدے کو معراج کیا ہے

شیخ راحیل احمد رحمت ایزدی کے باوصف اخیر عمر میں قافلہ نور ایمان مین شریک ہوکر معتبر ہوئے۔انہوں نے قادیانیت کا بنظر تعمق جائزہ لیا کیونکہ وہ اس عمل دجل کا حصہ رہے ہیں اس لیے انہوں نے ان کے فریب ومکاری کے لبادے کو تار تار کر کے اُتارا ہے۔شیخ صاحب قادیانی مخالف لٹریچر پڑھنے سے قادیانیت سے تائب نہیں ہوئے بلکہ قادیانیت کے اپنے ملغوبہ جہالت آثار سے روشنی کی طرف پلٹے ہیں۔انہوں نے مرزا غلام احمد کے ''علمی ذخیرہ'' سے وہ جملہ کھلے تضادات یکجا کر کے طشت از بام کیے ہیں۔سارے ثبوت مع حوالہ جات موجود ہیں جو چاہے ''انبار کذب وافترا'' کی تصدیق کرسکتا ہے۔

شیخ راحیل صاحب سے میری پہلی اور آخری ملاقات کی سبیل اس وقت بنی جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت خاتم وخاتَم پر ایمان لانے کے بعد جرمنی سے پاکستان کے آخری دورہ پر لاہور تشریف لائے۔وہ پاکستان پہنچنے کے لیے مضطرب وبے تاب تھے تو راقم اور احباب احرار ملاقات کے لیے بے چین وبے قرار تھے۔جناب میاں محمد اویس، جناب

عبداللطیف خالد چیمہ اور جناب سید کفیل شاہ بخاری صاحب ہوائی اڈے پر انہیں خوش آمدید کہنے کے لیے بازوئے محبت وا کیے ہوئے تھے۔ ائیر پورٹ سے دفتر احرار لاہور تک کا سفر، خوشیوں اور مسرتوں بھرا سفر تھا اور کمال سرور ولطف سے ہمکنار کر رہا تھا۔ دفتر احرار لاہور (مسلم ٹاؤن) پہنچنے پر ان کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ ان کے چہرے پر آسودگی، سکون اور طمانیت اور مسرتوں کی لہریں رقصاں تھیں۔ چونکہ وہ مردودی اور مرتدی گروہ کو چھوڑ کر اسلام کی نورانیت کے حصار میں داخل ہو چکے تھے اس لیے ان کا چہرہ نور ایمانی سے گلنار دکھائی دے رہا تھا۔ وہ قلبی اور کُلّی طور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ فتنہ ارتداد مرزائیت کا شکار لوگ پوری طرح مسلمان نہیں ہو پاتے کہیں نہ کہیں ان کے ایمان میں جھول رہ جاتا ہے۔ بقول شیخ راحیل صاحب :

> ''ہمارے مرزائی، احمدی حضرات اسلام تو قبول کر لیتے ہیں یا مرزائیت سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں مگر ان کے دل کے نہاں خانوں میں مرزائیت چھپی رہتی ہے جو ان کے ایمان کو ڈانواں ڈول رکھتی ہے۔''

اپنے مضامین میں متعدد مقامات پر انہوں نے اس بات کے استنادی ثبوت کے طور پر کچھ واقعات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ ایک صاحب کا ذکر تو بطور خاص کیا گیا ہے جو کہ نام نہاد مسلمان بن کر اپنی مرزائی زوجہ کے ساتھ آرام دہ زندگی گزار رہے ہیں۔ موصوف خوش فہمی میں خود کو بھی کسی مجددی سے کم نہیں سمجھتے۔ ہمارے لوگوں کی ویسے بھی یہ بدبختی ہے کہ بقول چودھری افضل حق:

> '' جو شخص پانچ وقت کی نماز پڑھ لیتا ہے وہ آسمان کی طرف منہ کر کے وحی کا انتظار کرنے لگتا ہے۔''

غیرت مند اور فدائیانِ ختم نبوّت کی کمزوری یہ ہے کہ وہ اِن نومسلموں کو صدق دل سے قبول کر لیتے ہیں۔ اِس اُمر کی تحقیق نہیں کرتے کہ آیا یہ واقعی اقرار باللّسان کرنے والا شخص قلبی طور پر بھی مسلمان ہوا ہے کہ نہیں۔ بہر حال بات دور نکل جائے گی۔ شیخ راحیل صاحب اور ان کے جملہ اہل خانہ نے اسلام قبول کیا تو مرزائیت کے کسی بھی روپ کو قبول نہیں کیا اور دل وجان سے ہدف تنقید بنایا اور اسی کے ساتھ اپنے مضامین کے ذریعے احمدیوں (لاہوری، قادیانی مرزائیوں) کو نہ صرف سوچنے کی طرف راغب کیا بلکہ قادیانی قابوچیوں کے چنگل سے نکل کر سچے دل سے اِسلام قبول کرنے کی دعوت بھی دی۔ اللہ ربّ العزت نے ان سے قبولِ اسلام کے بعد کی چھ سالہ زندگی میں بہت بڑا کام لیا۔

جہاں تک اِن کے اُسلوب یا اندازِ تحریر کا تعلق ہے وہ سادگی اور اخلاص سے مملو ہے۔ انہوں نے ردِّ مرزائیت کے ضمن مسلمان لکھاریوں کی ان تحریروں پر کڑی تنقید کی ہے جن میں درشت اور متشدد انداز اپنایا گیا ہے۔ وہ حلیمی، بردباری، رواداری اور پیار ومحبت کا درس دیتے ہیں مگر یہ الگ بات ہے کہ جب وہ ملعون مرزا کی مکروہ تحریروں کی نشاندہی کرتے ہیں تو ان کا قلم خود بھی رسم محبت کو توڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور بے اختیار ''حرامی'' لکھ دیتا ہے۔ دراصل مرزا کی تحریریں ہی ایسی

غلیظ اور مکروہ ہیں کہ ایک حلیم الطبع انسان کی رگ حمیت بھی برانگیختہ کر دیتی ہے۔

آخر میں سب مسلمان بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ جس طرح جگہ جگہ مرزا قادیانی کو مرزا صاحب لکھا ہے تو ان کا اصل مقصد تبلیغ ہے اور ان کا روئے تخاطب قادیانی حضرات ہیں جو سدھائے ہوئے جانوروں کی طرح مرزا کی ہر بات آنکھیں بند کر کے قبول کیے بیٹھے ہیں۔شیخ صاحب کی نگارشات ان کی چشم دل وا کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گی

۔

شیخ صاحب کے متفرق مضامین جوانہوں نے اپنی عمر کے آخری چھ سالوں میں تواتر کے ساتھ لکھے۔قلمی جہاد کے طور پر انہوں نے ردِ مرزائیت میں جو خامہ فرسائی کی ہے اسے اب کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔چونکہ ان میں ہر مضمون اپنی ایک مکمل اکائی ہے اس لیے کئی واقعات، جملے اور حوالے بہ تکرار نظر آئیں گے۔جہاں تک مضامین کو کتابی شکل میں پیش کرنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں بھائی عامر اعوان کی کاوشیں لائق صد تحسین وستائش ہیں اس لیے ان کا ذکر نہ کرنا صریحا زیادتی ہوگی۔خداوند قدوس ان کو یقیناً بے کراں اجر و ثواب عطا فرمائے گا دیگر احباب میں ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری زید مجدہ ،محترم حکیم عبدالواحد صاحب اُگی والے، جناب مفتی مطلوب الرحمان عابد صاحب دامت برکاتہم کی رات دن کی خصوصی دعائیں شامل حال نہ ہوتیں تو یہ بیل کبھی منڈے نہ چڑھتی کیونکہ جس طرح بھائی عامر اعوان اور شیخ راحیل احمد کے خاندان کے افراد نے مسودہ کتابی تکمیل کے لیے مجھ ناتواں کے سپرد کیا تھا جو شاید میری بساط سے باہر تھا مگر احباب کی مشاورت مخلصانہ اور خصوصی دعاؤں سے میری منزل سہل الحصول ہوگئی۔میرے لیے یہی بات بیکراں انبساط و افتخار کا باعث ہے کہ اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کے صدقے اس کام کے لیے میرا انتخاب کیا۔ آخر میں خطیب احرار جناب مولانا محمد مغیرہ اور جناب خالد لاہوری کا شکریہ ادا نہ کرنا باعث بخیلی ہوگا کیونکہ ان صاحبان نے کتاب کی تدوین و ترتیب کے ساتھ ساتھ کتاب کی پروف ریڈنگ کے ضمن میں کمال عرق ریزی اور بڑی دیدہ ریزی کا ثبوت دیا ہے۔اہل دین و دل حضرات ان صاحبان کی محنت اور خلوص نیت کو بنظر استحسان واحسان دیکھیں گے اور خدائے لم یزل لایزال اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ،سید المرسلین و خاتم النبیین کے صدقے مجھے اور ان کو دنیا میں سرخرو فرمائے اور آخرت میں اجر جزیل سے نوازے۔آمین

انشاءاللہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنے شریک سفر کے نام

﴿زوجہ شیخ راحیل احمد صاحب (مرحوم)﴾

۱۵ مئی ۲۰۰۹ء کا دن اگر میں بھلانا بھی چاہوں تو بھلا نہیں سکتی، اس روز میں نے اپنے شریک سفر اور شریک حیات ہمیشہ کیلئے کھودیا، میرے بچوں کا محسن باپ اُن کو داغ یتیمی دیکر ابدی نیند سو گیا۔

اس تاریخ اور اس دن سے میرے دل و دماغ کی کیفیت ہمیشہ کے لئے بدل کر رہ گئی جس کا لفظوں میں بیان کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ بہر حال موت کا سامنا ایک اٹل حقیقت ہے اور حکم ربی کے آگے کسی کی کیا مجال۔

یوں تو کسی بھی عورت کیلئے اپنے شریک سفر ہمیشہ کی جدائی ایک بہت بڑا دکھ ہے جس کا کوئی مداوا نہیں مگر جب کوئی محبوب شوہر اور ایک پیار کرنے والا باپ جدائی کا غم دیتا ہے تو دکھ بھی دُگنا ہو جاتا ہے اور اس کا خلاء بھی پُر نہیں ہو سکتا۔

شادی کے بعد سے انکی وفات تک ہمارا سفر خوشیوں اور انمول یادوں سے بھرا پڑا ہے۔ جن کے حصار سے آج تک میں باہر نہیں نکل سکی۔ ان کی ایک ایک بات اور ایک ایک یاد میری زندگی کا ایسا سرمایہ ہے جو مجھے کبھی مفلس نہیں ہونے دے گی۔ آج بھی تنہائی میں اور مشکل کی ہر گھڑی میں انہیں یاد کرتی ہوں تو ان کی باتیں دل کے نہاں خانوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور میں پُرسکون ہو جاتی ہوں۔

میری زندگی کے شریک سفر بہت خوبصورت جیون ساتھی تھے، ایک محبت اور شفقت کرنے والے باپ اور زندگی سے پیار کرنے والے انسان تھے، وہ زندگی کو حقیقی معنوں میں جینا جانتے تھے۔ خودداری بردباری، فصاحت و بلاغت اور وضع داری ان کا طرۂ امتیاز تھی۔ وہ اپنے موہ لینے والے انداز سے گفتگو کے قرینے اور سلیقے سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے۔

دوستوں کے ساتھ بہت مخلص اور حد سے زیادہ مہمان نواز تھے۔ دوسروں کے مسائل حل کرنے میں ذاتی دلچسپی لیتے تھے اور انہیں اس وقت تک سکون نہیں آتا تھا جب تک وہ اسے حل نہ کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں طرح طرح کی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آج بھی وہ نہ صرف اہل خانہ کے دلوں میں بلکہ ہر جاننے اور چاہنے والوں کے دلوں میں خوبصورت انسان کی طرح زندہ ہیں۔ میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتی کہ شیخ صاحب خود تو خلد مکیں ہوئے لیکن اپنے چاہنے والوں کو اندوہ گیں کر گئے۔ شاید یہ ان کے دل کے اندر سچی محبت، خوب میرت اور نیک نیتی کا انعام تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے طفیل ان کے اوپر اہل خانہ پر خصوصی رحم کرتے ہوئے قادیانیت کے گھپ اندھیروں سے نکال کر اسلام کی سچی روشنی کو عطا فرمایا۔ بلکہ یہی نہیں میرے پاک رب نے پھر مرتے دم تک انہیں اور ان کے قلم کو وہ رحمت اور طاقت عطا فرمادی کہ وہ قادیانیت کے خلاف برسرپیکار ہو گئے۔ اور پھر اپنی آخری سانسوں تک علمی اور قلمی جہاد جاری رکھا۔ انہوں نے بڑی

دلیری اور بے باکی کے ساتھ قادیانیوں کے خلاف محاذ سنبھالا اور جماعت کے جھوٹے اور گمراہ کن پراپیگنڈے کی حقیقت سے لوگوں کو آشنا کروایا۔

انہوں نے اپنے مخصوص اندازِ تحریر سے کئی مضامین لکھے جس میں احمدی جماعت کی اصلیت اور حقیقت بے نقاب کی اور ٹھوس دلائل کے ساتھ اُسے غلط ثابت کیا۔

انہوں نے احمدی (قادیانی) جماعت کے سربراہوں کو کھلے خطوط لکھے جن کا ان کو جواب تو نہ مل سکا مگر وہ خطوط احمدی (قادیانی) جماعت کے ایوانوں میں لرزا طاری کر گئے۔ جس کے بعد احمدی ان کے ساتھ کسی بھی مباحثے میں حصہ لینے سے کتراتے تھے۔

شیخ صاحب چونکہ احمدی (قادیانی) جماعت کے کئی بڑے عہدوں پر کام کر چکے تھے اس لئے وہ جماعت کی رگ رگ سے واقف تھے۔ یہی وجہ ہے اپنے رب کی خاص مہربانی کے ساتھ ان کو خاطر خواہ کامیابیاں ملیں۔

ان کے مضامین جہاں ایک طرف جماعت کے عہدیداروں کے لئے پریشانی کا باعث تھے، تو دوسری طرف جماعت کے اندھیروں میں حقیقت سے بے خبر عوام الناس کے لئے مشعل راہ تھے اور یہی وہ چاہتے تھے کہ ان کا پیغام عام احمدی (قادیانی) لوگوں تک پہنچ جائے تاکہ وہ اس جماعت کی حقیقت سے باخبر ہو کر اسلام کو قبول کر لیں۔

شدید علالت کے باوجود جس طرح میرے شوہر نے رات دن اس عظیم کام کے لئے جو عرق ریزی کی اس کو میرا رب جانتا ہے یا میں جانتی ہوں۔ ڈاکٹر صاحبان کے منع کرنے کے باوجود وہ اپنے کام میں لگے رہے اور مجھے ہمیشہ یہی کہتے کہ میں چاہتا ہوں جتنا میرے پاس وقت ہے وہ سارا وقت میں اسی کام میں صرف کروں۔

ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ وہ اپنے ان مضامین اور خطوط کو ایک کتاب کی شکل دے سکیں تاکہ یہ عوام الناس کے کام آسکے مگر زندگی سے انہیں مہلت نہ مل سکی۔ اور عقیدہ ختم نبوت کا یہ محافظ، خود فروشوں اور بے ضمیروں کا نقاد اس خواہش کو لئے ہوئے اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ ”رہے نام اللہ کا“۔

ان کی وفات کے بعد میں نے یہ دل میں تہیہ کر لیا کہ اپنے رفیق سفر کی اس خواہش کو ضرور پورا کروں گی، اور آج اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مہربانی فرمائی اور میرے بچوں جیسے تابع فرمان اور فرض شناس محمد عامر کو میرے لئے فرشتہ بنا کر بھیج دیا جو میرے شوہر کی اس آخری خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس عظیم کام کو شروع کر چکے ہیں۔ اللہ رب العزت اُن کی کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے۔ میں اپنے اس بیٹے کی حد سے زیادہ شکر گزار ہوں اور اپنے پروردگار سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ (محمد عامر) کو اس عظیم کام کے بدلے دین و دنیا کی برکات اور کامیابیوں سے نوازے (آمین)۔

میں اپنے شوہر کے تمام چاہنے والوں اور اس کتاب کے تمام پڑھنے والوں سے اپنے شوہر کے بلند درجات کے لئے دعا کرنے کی التجا کرتی ہوں، اور ان دعائیہ کلمات کے ذریعے اپنی بات کو ختم کرنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب

کے ذریعے احمدی (قادیانی) جماعت کے ابھی تک اندھیروں میں بھٹکنے والوں اور گم کردہ منزل لوگوں کو صراط مستقیم دکھائے اور اس کتاب کو میرے مرحوم شوہر کے لئے صدقہ جاریہ بنادے، آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''اپنے والد صاحب کی یاد میں''

﴿شیخ سہیل احمد صاحب، جرمنی، پسر شیخ راحیل احمد صاحب﴾

میں اپنے والد صاحب کے بارے میں جتنا لکھوں کم ہے ان کا تعلق میرے ساتھ ایک باپ، بیٹے کا ہی نہیں تھا بلکہ وہ میرے ایک بہت اچھے دوست بھی تھے۔ میرے والد صاحب ایک دانشور اور فلسفی سوچ کے مالک تھے۔ وہ فیصلہ کرتے وقت ہمیشہ پیش بینی اور دور اندیشی سے کام لیتے تھے۔ زندگی کے اتنے نشیب و فراز دیکھنے کے باوجود ان کا عزم اور حوصلہ ہمیشہ بلند رہا۔ ہار ماننا ان کی فطرت میں شامل نہیں تھا۔ بہت کم لوگ ان کو مکمل طور پر جانتے تھے۔ میری نظر میں میرے والد صاحب (مرحوم) اعلیٰ خوبیوں سے بھرپور قابل احترام اور قابل تعریف شخص تھے۔

میں ان کی کمی بڑی شدت سے محسوس کرتا ہوں کیونکہ میں نے جتنا وقت بھی ان کے ساتھ گزارا بہت قربت میں گزارا اور ان سے بہت کچھ سیکھا، مجھے زندگی میں جب بھی کسی مشورے کی ضرورت پڑی یا کوئی اور مشکل پیش آئی تو وہ ہمیشہ میرے لئے موجود ہوئے، جو پیار اور سہارا میں نے ان سے پایا ہے اس کی قدر و قیمت میں ہی جانتا ہوں ایک ایسا احسان ہے جو کبھی میں اتار نہیں سکتا۔ صرف اپنے اللہ پاک سے دعا کرتا رہوں گا کہ اللہ پاک انہیں ہمیشہ اپنی جوار رحمت میں رکھے (آمین) میں اپنے پروردگار سے ان سالوں کا بھی شکر گزار ہوں جو میں نے ان کے ساتھ گزارے۔

اگر اللہ پاک کا فضل و کرم میرے ساتھ رہا اور مجھے اپنے پروردگار نے توفیق دی تو میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ ان کے نام اور مقام کو قائم رکھوں (آمین)۔

میں اپنی طرف سے اور تمام اہل خانہ کی طرف سے اپنے تمام بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو میرے والد صاحب کی اس نیک کاوش کو ایک کتاب کی شکل دے رہے ہیں، وہ یقیناً دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے (آمین)۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دین حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں نیک اور صالح مومنین میں شامل رکھے (آمین)۔

جزاکم اللہ

آپ کی دعاؤں کا طلبگار

شیخ سہیل احمد، (جرمنی)

"دختران"

شیخ راحیل احمد کی طرف سے

انتہائی پیار و محبت اور ادب کے ساتھ ہمارے والد شیخ راحیل احمد (مرحوم) کے نام! ہم ان کے بارے میں مختصر سا بیان کریں گے ہمارے والد صاحب ماشاء اللہ بہت ذہین و متین، بہادر، ہنس مکھ اور بچوں کے ساتھ بھی دلیل کے ساتھ بات کرنے والے انسان تھے۔ ہمیں یقین تھا کہ وہ ہمیشہ اچھائی اور سچائی کا ساتھ دیں گے یہی وجہ تھی کہ جب وہ اسلام میں داخل ہوئے تو ہم سب نے انہیں لبیک کہا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمیں ہمارے والد صاحب کے ذریعے دین اسلام کی روشنی نصیب ہوئی۔

ان کی ذات سے بیشتر لوگ واقف ہیں اور ان کے مضامین پڑھ کر بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے بڑے مختلف انداز بیان، نہایت آسان الفاظ میں اور حوالوں کے ساتھ ان تمام قادیانیوں کو سمجھانے کی کوشش کی جو محض غلط فہمی کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ والد صاحب یہی چاہتے تھے کہ وہ اس غلط فہمی کو دور کر کے اسلام میں داخل ہو سکیں اور اس پر عمل کر سکیں (آمین)۔

ایک نیک کام میں اللہ پاک نے ہمارے والد صاحب کو بہت عزت اور شہرت کے ساتھ نوازا جس کا جیتا جاگتا ثبوت تین کھلے خطوط ہیں جو انہوں نے قادیانیوں کے سربراہ مرزا مسرور احمد کے نام لکھے۔ جس میں انہوں نے اسلام کی روشنی میں قادیانیوں کو اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کرنے کو کہا ہے۔

ہم اللہ پاک سے دعا کرتے ہیں کہ جو بھی اس کتاب کو پڑھیں اللہ پاک انہیں قادیانیت کی اصلیت، اور اسلام کی روشنی میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

آخری دنوں میں جب اُن کی طبیعت کافی ناساز تھی اس کے باوجود نیک نیتی کے ساتھ اسلام کی خدمت اور قادیانیت کا پردہ فاش کرنے میں لگے رہے تا کہ اگر موت انہیں مہلت نہ دے تو لوگ ان کے مضامین سے فائدہ اٹھا سکیں یہ قابل تعریف ہے، ویسے بھی وہ باوقار، جرأت مند اور بلند ارادوں کے مالک تھے۔ ہمارے والد صاحب ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہیں جو اپنے اس نیک کام کے ذریعے ہمیں اور بہت سارے قادیانیوں کو نورانی راستہ دکھا کر دعاؤں کے حق دار بن گئے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صدقہ جاریہ کو ان کے لئے قائم و دائم رکھے اور ان کے درجات بلند فرمائے (آمین)۔

آج بھی ہمارے لئے اس بات کو تسلیم کرنا مشکل ہے کہ وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں پر یہ قدرت کا قانون ہے۔

اللہ عزوجل ہم سب کو اپنی رضا میں راضی رہنے اور سچے دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

ہم دل کی گہرائیوں کے ساتھ بھائی محمد عامر اور دوسرے تمام احباب کے تعاون اور خلوص کے بہت شکرگزار ہیں اور ان تمام لوگوں کے لئے دعا گو ہیں، جو دین کی اس خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں۔

شکریہ

"دختران شیخ راحیل احمد"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ کی یاد میں

﴿ذوالفقار علی صاحب،لندن﴾
﴿داماد شیخ راحیل احمد صاحب﴾

بلاشبہ تمام تعریفیں اللہ پاک کی ذات کیلئے ہیں جو اپنی ذات وصفات میں بے مثال ہے۔اس کی ذات اور صفات ہر نقص سے پاک اور ہر عیب سے مبرّیٰ ،وہ لم یلد ولم یولد ہے۔جس کو چاہے عزت دے،جس کو چاہے ذلت ورسوائی دے۔سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے۔جس کو چاہتا ہے بڑی عزت ووقار کے ساتھ اپنے پاس بلاتا ہے اور جسے چاہے عبرت کا نشان بنادے۔

میں سب سے پہلے برادرم (محمد عامر) کا بہت ممنون ہوں جنہوں نے ابو جان (مرحوم) کی خواہش کی تکمیل میں اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے۔میری پروردگار سے استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم کام میں کامیابی عطا فرما (آمین) اور اس کے بدلے انہیں اور ان کے تمام اہل خانہ کو اس دنیا میں اور آخرت میں کامیابیاں عطا فرمائے اور ان پر ہمیشہ اپنی رحمت کے دروازے کھلے رکھے (آمین)۔

شیخ راحیل (مرحوم) رشتے کے اعتبار سے سے میرے سسر تھے مگر درحقیقت وہ میرے لئے ایک سگے باپ کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔انہوں نے شادی کے بعد مجھے اپنا بیٹا بنایا اور پھر اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک میرے ساتھ ایک باپ کی طرح حُسن سلوک کرتے رہے۔یہ میری خوش قسمتی ہے کہ ان کے ساتھ مل بیٹھنے کا موقع ملا اور ان کے خیالات اور جذبات سمجھنے میں آسانی ہوئی یہ ان کی شخصیت کا ایک کمال تھا کہ تھوڑے عرصے میں انہوں نے مجھے اپنے اتنے قریب کر لیا کہ ان کی شخصیت کے کئی پہلو مجھ پر ایک کُھلی کتاب کی طرح عیاں ہو گئے۔

میرے لئے بہت مشکل ہے کہ ان کے زندگی کے تمام پہلوؤں کو ایک مضمون کے اندر بیان کرسکوں۔مگر پھر بھی اپنے تئیں کوشش کروں گا کہ ان کی زندگی کے ایک خاص پہلو ''انکی علمی شخصیت'' کے بارے میں جس قدر میں جان پایا ان کے چاہنے اور تمام پڑھنے والوں کو کچھ آگاہ کرسکوں۔

میں یہاں پر ان کی زندگی کے بارے میں کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں!

شیخ راحیل احمد (مرحوم) ۲۱ جولائی ۱۹۴۷ء کو انڈیا میں قادیانی گھر میں پیدا ہوئے آپ بہت چھوٹے تھے جب آپ کے خاندان نے انڈیا سے ہجرت کر کے چناب نگر (پاکستان) میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔بچپن کے ایام وہیں گزرے اور ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی،اس کے کچھ عرصہ بعد ملتان بھی رہے۔اور وہاں سے ۱۹۶۴ء میں کراچی

آ گئے ۔ جہاں پر مزید تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اور بی ۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ اور اس کے بعد پاکستان نیوی کے ساتھ وابستہ ہو گئے ۔ انہوں نے ۱۹۸۰ء میں گجرات کے قصبہ کنجاہ میں ایک نیک سیرت خاتون سے شادی کر لی جوان کی زندگی میں بہار کے جھونکے کی طرح آئیں اور ان کے گھر اور زندگی کو جنت کا نمونہ بنا دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ جرمنی آ گئے جہاں پر بعد میں آپ نے اپنے تمام اہل خانہ کو یہیں پر بلوا لیا اور پھر اپنی زندگی کے تمام ایام یہیں پر بسر کر دیئے۔ ان کی فیملی آج تک یہیں پر سکونت پذیر ہیں۔ آپ بروز جمعۃ المبارک ۱۵ مئی ۲۰۰۹ء کو اس دار فانی کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے اور جرمنی میں ELSDORE کے مقامی قبرستان میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔

انکی وفات اور رفاقت ٹوٹ جانے سے نہ صرف ان کے اہل خانہ بلکہ ان کے تمام ساتھی اور تحریک ختم نبوت کے رفقاء بہت متاثر ہوئے ۔ لیکن موت ایک اٹل حقیقت ہے، گدائے بوریا نشین سے لے کر شاہان تخت نشین تک کوئی نہیں جو دست اجل سے بچا ہو۔ بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ ۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

دعا ہے کہ اللہ رب العزت (مرحوم) کی تمام حسنات کو قبول فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں اپنا قرب خاص نصیب فرمائے (آمین)

شیخ صاحب (مرحوم) ایک ہنس مکھ، اپنے مؤقف پر ڈٹ جانے والے، کبھی بھی جبر کو خاطر میں نہ لانے والے ،منافقت سے پاک، نہایت زندہ دل انسان تھے۔ ہمیشہ ایمانداری اور کھری بات کرنے کے عادی تھے۔ قدرت نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔

خصوصی طور پر اللہ پاک نے ان کے قلم کو وہ طاقت عطا فرمائی تھی جس کی وجہ سے ان کے لکھے ہوئے الفاظ قادیانیوں کے سینے میں تیر کی طرح پیوست ہوتے تھے۔

اللہ پاک کی جب ان پر مہربانی ہوئی اور ۲۳، اگست ۲۰۰۳ء کو جب انہوں نے اپنے خاندان سمیت اسلام کو قبول کر لیا تو یہ خبر قادیانیوں کیلئے کسی آسمانی بجلی سے کم نہ تھی۔

۲۰۰۳ء سے مئی ۲۰۰۹ء تک کا سفر قادیانیت کے خلاف قلمی جدوجہد میں گزار دیا۔ اس دوران پوری دل جمی کے ساتھ رات دن اس جدوجہد کو جاری وساری رکھا۔ اللہ پاک نے ان کے قلم کو وہ ہمت اور طاقت عطا فرمائی جس کی بدولت احمدی جماعت اور اس کی اندھی تقلید کرنے والوں کے دلوں پر انکی دھاک بیٹھ گئی۔ یہی وجہ تھی کہ جب بھی احمدیوں کو پتہ چلتا کہ کسی مباحثے میں شیخ صاحب (مرحوم) آ رہے ہیں تو وہ بھاگ جاتے۔

ان کا خیال تھا کہ ایک عام احمدی جماعت کی اصل حقیقت سے بے خبر ہے اس لئے ان تک یہ پیغام محبت سے

پہنچانا ضروری ہے۔تا کہ وہ آپ کی بات سن سکیں اور دوسری طرف جماعت کے خلفاء اور اعلیٰ عہدے داران کو نہایت صاف اور واضح الفاظ میں نڈر طریقے سے کھلے خطوط لکھے۔

آپ نے اپنی تحریروں میں مرزا غلام احمد کے عقائد اور خیالات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیہ کر کے احمدی (قادیانی) عوام الناس کے سامنے پیش کیا ہے تا کہ عام لوگوں کو جماعت کے اصل حقائق اور اصل چہرے کو بے نقاب کیا جائے۔

ان کی تحریریں سچائی کے عنصر کے ساتھ ساتھ جماعت کے خلفاء اور دیگر بڑے عہدے داران کا کردار ٹھوس دلائل، جماعت کا مالیاتی نظام اور اندرونی مشاہدات پر مبنی ہیں۔جن سے کوئی بھی قادیانی (جو کہ جماعت کو اچھی طرح جانتا پہچانتا ہے) انکار نہیں کرسکتا۔

آپ نے کھلے لفظوں میں قادیانی جماعت کے خاص اور عام غرضیکہ ہر طبقے کے لوگوں کو سمجھایا کہ مرزا غلام احمد کا کلام متناقض ہے اور اس کی تحریریں جھوٹی، موقع پرست اور دھوکہ دینے والی ہیں اگر آپ لوگوں نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو اب تک تو اپنا ایمان، مال و دولت، اولا د اور خود کو گروی رکھ چکے ہو اور وہ بھی کسی چیز کے بدلے نہیں۔ پھر آخرت میں بھی بربادی کے ساتھ کچھ نہیں پاؤ گے۔انہوں نے جگہ جگہ پر اپنے ہر مضمون کے اندر قادیانی لوگوں کو آنکھیں کھولنے کے لئے اپنے ذاتی مشاہدات کو کھلی کتاب کی طرح پیش کیا ہے۔اب آگے مرضی ان لوگوں کی!

میں اپنے اس مضمون کے ذریعے تمام قادیانیوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔کہ ابو جان (مرحوم) بھی آپ کے ہی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔اور اپنی زندگی کے ۵۵/۵۴ سال اس جماعت کی اندھی تقلید میں چھوٹے بڑے عہدوں پر کام کرتے ہوئے بسر کردیئے۔آپ اس بات کو کیوں نہیں سمجھتے کہ آخر وہ کون سی وجہ ہوگی کہ انہوں نے اس جماعت کو چھوڑ دیا اور پھر اس وجہ کو انہوں نے آپ لوگوں کے سامنے کھل کر پیش کر دیا۔اور انہوں نے اس جماعت کو جھوٹا قرار دے دیا۔اسے گمراہ کن اور ایک منافق جماعت قرار دیتے ہوئے ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا۔رحمت خداوندی کے حصار میں آگئے اور اللہ پاک کے رحم کے مستحق ٹھہرے۔

خدارا ان کی تحریروں کو نیک نیتی کے ساتھ پڑھیں ہوسکتا ہے کہ آپ بھی اپنی دنیا اور آخرت سنوار لیں اور خدائے بزرگ و برتر کے سایہ رحمت میں آ جائیں۔

ابو جان (مرحوم) کی تحریریں نہ صرف قادیانیوں کے لئے مشعل راہ ہیں بلکہ ان تمام مسلمان طالبعلموں کے لئے بھی علم کا ذخیرہ ہیں جو تحریک ختم نبوت سے وابستہ ہیں یا کسی بھی طور طریقے سے قادیانیت کے خلاف جہاد میں برسرپیکار ہیں۔

اپنے الفاظ ان دعائیہ کلمات کے ساتھ سمیٹتا ہوں کہ اللہ پاک اس کتاب کو بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ پر آنے

کا ذریعہ بنائے اور ابو جان (مرحوم) کیلئے صدقہ جاریہ ثابت ہو۔

ابو جان مرحوم کی یاد میں اتنا ہی کہوں گا ۔

زندگی جن کے تصور سے جلا پاتی ہے
ہائے کیا لوگ تھے جو دامِ اجل میں آئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حرفِ تشکر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا (لندن)

ہمارے بہت ہی مہربان محاذ ختم نبوت کے سرگرم رفیق اور ہمسفر جناب عبدالطیف خالد چیمہ نے مجھے حکم فرمایا کہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام سابق قادیانی رہنما جناب شیخ راحیل احمد مرحوم کے مضامین، خطوط اور انٹرویوز جو ان کی زندگی میں مختلف اخبارات، ویب سائٹ اور رسالوں میں شائع ہوئے تھے، انہیں یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کئے جا رہا ہے، اس لیے میں بھی کچھ تحریر کروں چنانچہ ان کے حکم کی تعمیل میں چند سطریں تحریر کر رہا ہوں۔

جناب شیخ راحیل مرحوم سے شناسائی اس وقت حاصل ہوئی جب انہوں نے اپنے پورے خاندان سمیت قادیانیت کو 2003ء میں ترک کر کے اسلام قبول کرلیا تھا۔ قبول اسلام کے بعد وہ ختم ٹھونک کر میدانِ عمل میں کود پڑے اور قادیانیت کا کڑا احتساب کیا۔ خصوصاً ان کے تین خطوط جو انہوں نے قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کو لکھے وہ نہایت مقبول ہوئے۔ بہت سے اخبارات اور رسالوں اور ویب سائٹس کی زینت بنے، ختم نبوت اکیڈمی لندن کی جانب سے بھی اسے اردو اور انگریزی میں طبع کرا کے کثیر تعداد میں مفت تقسیم کیا جا رہا ہے، وہ خطوط بھی اس کتاب میں شامل اشاعت ہیں۔

شیخ راحیل احمد مرحوم پیدائشی قادیانی تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بخشی اور انہوں نے 2003ء میں اسلام قبول کرلیا اور 2009ء میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آخر عمر میں وہ اکثر بیمار رہتے تھے لیکن اس کے باوجود باہمت جوانوں کی طرح اپنے مشن یعنی ختم نبوت کے لئے سرگرم رہے اور ڈاکٹروں کے منع کرنے کے باوجود سفر کرتے تھے اور کار خود چلاتے تھے۔ بعض مرتبہ دیکھا گیا کہ جرمنی سے لندن تک اکیلے سفر کر کے آتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں بیلجیم کے شہر برسلز گیا تھا۔ وہاں ختم نبوت سینٹر بیلجیم کے نائب امیر جناب ملک محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ کے گھر مقیم تھا۔ شیخ راحیل مرحوم کو علم ہوا تو مجھے جرمنی آنے کی دعوت دی لیکن میں نے عذر کیا تو شام کو وہ خود مجھ سے ملنے کے لئے برسلز تشریف لے آئے۔ رات کافی ہوگئی ہم نے برسلز میں ہی رات گزارنے کا مشورہ دیا لیکن وہ نہ مانے اور واپس تشریف لے گئے۔ ان کی ہمت کی داد دینی چاہیے۔ لندن مختلف اوقات میں وہ تشریف لاتے رہے اور ختم نبوت اکیڈمی کے پروگراموں میں شرکت کرتے رہے۔ بہت ہی ملنسار اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ ہر انسان کو اس دنیا فانی سے کوچ کرنا ہے چنانچہ وہ بھی اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم شیخ راحیل کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے (آمین)

ان کے انتقال کی خبر جب لندن ختم نبوت اکیڈمی پہنچی تو اس دن میں کراچی سے لندن واپس آیا ہی تھا کہ جرمنی سے ان کے اہل خانہ نے تقاضا کیا کہ میں ہر حال میں نماز جنازہ کی امامت کے لئے پہنچوں۔ چنانچہ ان کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ صبح لندن سے بذریعہ جہاز گیا اور شام کو واپس آ گیا، جناب انیف کاشر اور جناب

عبداللطیف خالد چیمہ کی نگرانی میں عزیزم محمد عامر اعوان نے احرار فاؤنڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام ''مضامین رحیل'' کو شائع کرنے کا جو اہتمام کیا ہے میرے دل سے ان حضرات کے لئے دعائیں نکل رہی ہیں امید ہے کہ یہ حضرات اپنے مبارک کام کا تسلسل جاری وساری رکھیں گے، اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے آمین ثم آمین۔

باطل سے حق کا سفر

(سید محمد کفیل بخاری)

نعرۂ ختم نبوت کی گونج سے قادیانیت دم توڑ رہی ہے، اس پر لرزہ طاری ہے اور جاں کنی کی کیفیت سے دوچار ہے، ان کی صفوں میں ارتعاش اور انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ ان کا مذہب و فلسفہ، علم و شعور اور دلیل کی قوت سے تو پہلے ہی محروم تھا، رہی سہی کسر ان کی جاہل، بے علم، بدعمل اور بدکردار قیادت نے پوری کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نوجوان نسل بڑی تیزی کے ساتھ اور بہت بڑی تعداد میں اسلام کے دائرہ سلامتی و فلاح میں داخل ہو رہی ہے۔ جناب شیخ راحیل احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جنہوں نے قادیانیت پر لعنت بھیجی اور دین حق کو قبول کیا۔ وہ اس لحاظ سے منفرد اور ممتاز تھے کہ انہوں نے شعوری طور پر قادیانیت کو ترک کیا۔ اللہ تعالیٰ کا اُن پر خاص فضل و کرم ہوا کہ وہ ظلمت و گمراہی کے تاریک گڑھے سے نکل کر اسلام کی روشن ترین منزل پر پہنچ گئے۔

واللّٰہُ یھدی من یّشاء الیٰ صراطٍ مّستقیم۔

شیخ راحیل احمد پیدائشی قادیانی تھے۔ قادیان میں پیدا ہوئے، قادیانی ماحول میں تعلیم و تربیت ہوئی اور ایک طویل عرصہ قادیانی جماعت کے اہم عہدوں پر فائز رہ کر پورے خلوص کے ساتھ ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ ترین سال کی عمر میں اُن کے دل میں قبول حق کی چنگاری سلگی جو تین سال کے عرصے میں بھڑک کر شعلۂ جوالہ بن گئی جس کی روشنی سے ان کے دل و دماغ منور ہو گئے۔ حق کی فتح ہوئی اور کفر و ارتداد کے سارے بت ٹوٹ پھوٹ کر کرچی کرچی ہو گئے۔

جاء الحقُ وزھق الباطل، ان الباطل کان زھوقا

شیخ راحیل احمد رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات ۲۱ ستمبر ۲۰۰۳ء کو لاہور میں ہوئی۔ اسلام قبول کرنے کے پورے ایک سال بعد وہ پہلی مرتبہ پاکستان تشریف لائے تو صبح تین بجے میں اپنے احرار دوستوں کے ساتھ لاہور ائیر پورٹ پر ان کے لئے سراپا استقبال تھا۔ چونکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا اس لیے میرے ذہن میں ان کی شخصیت کے بارے میں مختلف ہیولے، خیالات اور تصورات ابھرتے، بنتے اور ٹوٹتے رہے لیکن جونہی وہ سامنے آئے تو میں نے انہیں بالکل مختلف پایا۔ وہ پہلی باریوں بغل گیر ہو کر ملے جیسے برسوں کا بچھڑا ہوا بھائی ملتا ہے۔ ان کی آنکھوں میں خوشی کے موتی تیر رہے تھے جو زندگی کا طویل سفر طے کر کے معانقے کے دوران میرے کندھوں پر اترے اور ٹھہر کر جذب ہو گئے۔ کہ...... دل کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

بات طویل نہ ہو جائے مختصراً یہ کہ شیخ راحیل احمد ہمارے ساتھ مجلس احرار اسلام کے مرکزی دفتر پہنچے۔ انہوں نے سب سے پہلے وضو بنایا اور باجماعت نماز فجر ادا کی۔ وہ دو تین دن دفتر احرار میں ہمارے مہمان رہے۔ شہر بھر سے

دوست احباب آ کر ان سے ملتے رہے۔وہ دوستوں کے جھرمٹ میں چہکتے اور کھلتے رہے۔ان کی گفتگو میں کلیوں کی مہک اور لہجے میں اعتماد کی کھنک تھی۔نمازوں میں ان کا خشوع وخضوع،با جماعت نماز کا اہتمام اوران کے چہرے پرنورایمان اور عقیدۂ ختم نبوت کی روشنی قابل دید تھی۔جسے ہر دیکھنے والے نے محسوس کیااوراپنے ایمان کومنور کیا۔

شیخ راحیل احمد نہایت پڑھے لکھے آدمی تھے۔انہوں نے مرزا قادیانی کی تمام کتابوں کا با قاعدہ مطالعہ کیا،اسی مطالعے نے مرزا قادیانی اوراس کے باطل گروہ کے بہروپ کا پردہ چاک کیااور قادیانیت کا اصل روپ ان پر منکشف ہوا۔ انہوں نے قرآن وحدیث کا نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ ان میں غور وفکر بھی کیا جسکی جلوہ ریزیاں آپ ان کی تحریروں میں دیکھیں گے۔

ایک عرصے سے خواہش تھی کہ شیخ راحیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تحریریں یکجا ہو جائیں۔مرحوم،ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان میں باقاعدگی کے ساتھ لکھتے رہےاورایک آدھ تحریر الگ بھی شائع ہوئی۔حال ہی میں ان کے مجموعۂ مضامین پر مشتمل ایک مستقل کتاب شائع ہوئی ہے وہ بھی نا مکمل ہے۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے جناب عامر اعوان اور جناب انیف کاشر کو جنہوں نے شیخ صاحب کی تمام تحریریں جمع ومرتب کیں اور اب انہیں کتابی صورت میں شائع کردیا۔یہ دونوں نوجوان سب مسلمانوں کی طرف سے بہت زیادہ دعاؤں کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنے مصروف ترین اوقات میں سے وقت نکال کر یہ کٹھن کام سرانجام دیا۔اللہ تعالیٰ ان کی اس عظیم خدمت کوقبول فرمائے(آمین)

میرا ایمان ہے کہ یہ تحریریں جہاں شیخ راحیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مغفرت کا ذریعہ اورصدقۂ جاریہ ہیں وہاں ان کی اولاد اور دیگر اہل خانہ کے حق میں بھی مغفرت کا ذریعہ بنیں گی جنہوں نے شیخ صاحب کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔شیخ راحیل احمد مرحوم کی ان تحریروں کا سب سے زیادہ نفع ان قادیانیوں کو پہنچ سکتا ہے جو ابھی تک قادیانیت کے بلیک ہول اور سنڈ اس میں بھٹکتے اور غوطے کھا رہے ہیں۔وہ ایک مرتبہ خالی الذہن ہوکران تحریریں پڑھیں تو حق ان پر واضح ہو جائے گا،حقیقت منکشف ہوجائے گی اور سلامتی کے واحد راستے دین اسلام کے دروازے ان کے لئے کھل جائیں گے۔مردہ دلوں پر پڑے قفل ٹوٹ جائیں گے،کفروارتداد کا زنگ اتر جائے گا اور دنیا وآخرت کی ساری بھلائیاں انہیں بھی نصیب ہو جائیں گی۔ان شاء اللہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

دِل کی بات

عبداللطیف خالدؔ چیمہ

ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام (پاکستان)

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کا ذوق الحمدللہ بچپن میں ہی بن گیا تھا اور یہ سب حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ سراجیہ) اکابر احرار اور خصوصاً فرزندان امیر شریعتؒ کی صحبتوں کا فیض ہے۔ اسی فیض کی بدولت پوری دنیا میں تحریک ختم نبوت کے کام کے حوالے سے واسطہ رہتا ہے۔ اس ضمن میں عالمی مبلغ ختم نبوت جناب عبدالرحمن باوا اور ان کے فرزند جناب سہیل باوا (ختم نبوت اکیڈمی لندن) سے متعلقہ امور میں رابطہ معمول کی سرگرمیوں میں شامل ہے۔

اگست ۲۰۰۳ء میں ایک روز باوا صاحب نے لندن سے فون پر یہ خوشخبری دی کہ پاکستان سے جرمنی گئے ہوئے ایک مشہور قادیانی شیخ راحیل احمد نے قادیانیت ترک کر کے اِسلام قبول کرلیا ہے۔

سہیل باوا سے شیخ راحیل احمد کا فون نمبر لے کر اُن کو مبارک باد پیش کی، شیخ صاحب بڑی بے تکلفی سے باتیں کرنے لگے اور تفصیل سے آگاہ فرمایا۔ ۲۰۰۴ء میں معلوم ہوا کہ وہ پاکستان تشریف لا رہے ہیں، راقم الحروف نے فون کر کے اُن کو دفتر احرار لاہور میں قیام کی دعوت دی جو انہوں نے خوش دلی سے قبول فرمالی۔

۲۱، دسمبر ۲۰۰۴ء کو لاہور ائیر پورٹ پر ہم نے احباب کے ساتھ اُن کا اِستقبال کیا تو بے حد خوشی ہوئی کہ طبیعت انتہائی بے تکلفانہ ہے سولحوں میں گھل مل گئے۔ ''میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی؟'' کے عنوان سے لاہور اور چناب نگر میں ان کے بیانات ہوئے جو تقاریر کی بجائے دعوتی گفتگو اور تجزیے پر مشتمل تھے؛ انداز عام فہم اور سادہ تھا جو بہت مفید ثابت ہوا۔

شیخ راحیل احمد بیمار ہو گئے اور مجھے برطانیہ سفر پر جانا تھا، بعدلزاں رابطہ رہا۔

۲۰۰۶ء میں راقم برطانیہ کے سفر پر لندن پہنچا تو یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ شیخ راحیل احمد بھی جرمنی سے لندن تشریف لائے ہوئے ہیں جہاں ان کے ساتھ مختلف پروگراموں میں شرکت رہی۔ مجھے یہ محسوس ہونے لگا جیسے تحفظ ختم نبوت کے کام کے حوالے سے ہم ایک دوسرے کا حصہ بن چکے ہیں اور مزاج شناس بھی! اُن کی محبت وشفقت اِس قدر والہانہ تھی کہ تحریر میں بیان کرنا میرے لیے بہت دشوار ہے۔

ایک روز فون پر اپنے مضامین کی اشاعت کے حوالے سے کتاب کے عنوان پر ہم مشورہ کرتے رہے اور طے پایا

کہ ''مضامین راحیل'' عنوان بہت بہتر ہے۔

میرے عزیز القدر جناب محمد عامر اعوان رابطے اور عالمی رابطے کے ماشاء اللہ خوب ماہر ہیں، سعودی عرب میں محنت مزدوری کے لیے گئے اور وہاں صحرا میں بھی ''تحفظ ختم نبوت'' کے کام سے غافل نہیں! انہوں نے ''مضامین راحیل'' کی کمپوزنگ کی ذمہ داری تو ازخود حاصل کردہ اختیارات کے تحت ہی لی تھی، جب تک یہ چھپ نہ جائے برادر محترم انیف کا شر اور میری خیر نہیں! سوانہی (محمد عامر اعوان) کی زور آور توجہ اور محترم انیف کاشر کی دن رات کی محنت کے بعد کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

شیخ راحیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کے داماد عزیزم ذوالفقار علی (لندن) کا تعاون ہمیں ہر مرحلے پر حاصل رہا۔ ہم ان کے از حد شکر گزار ہیں۔ مرحوم کے اہل خانہ، صاحبزادیوں اور فرزند سہیل راحیل کے بھی ممنون ہیں کہ ان سب نے مرحوم کے مشن کو صدقہ جاریہ سمجھ کر جاری رکھا ہوا ہے۔

اللہ تعالی مرحوم کے درجات بلند سے بلند فرمادیں اور ہم سب کو جناب نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمادیں

آمین یارب العالمین!

☆☆☆☆☆☆

شیخ راحیل احمد ــــــ صبح کا بھولا شام سے پہلے اپنے گھر

(خالد لاہوری)

ربّ کائنات ہی وہ ذات والہ صفات ہے جو جس کو چاہتی ہے عزت دیتی ہے اور جس کو چاہے ذلت سے ہمکنار کرتی ہے۔ الحمدللہ شیخ راحیل احمد صاحب صراطِ مستقیم کی طرف لوٹ آئے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی عاقبت پیرانہ سالی میں سنواری ہے مگر میری نظر میں اُنہوں نے یہ باور کرادیا ہے کہ پتھر چاٹ کر واپس آنے سے کہیں بہتر ہے کہ جادہءِ صدق دصفا سے رو گردانی نہ کی جائے۔

اِنتہائی خوش بخت ہیں وہ اصحاب جو بھٹکتے بھٹکتے سنبھل جاتے ہیں اور انتہائی بدقسمت ہیں وہ لوگ جو سنبھل کر بہک جاتے ہیں۔ ایک ایمان ودین کی دولت بہرہ یاب دوسرا دنیوی بحرِ جہالت وظلمت میں غرقاب۔ خوش نصیبی اور بدبختی میں حدِ فاصِل ایمان ہے۔ سلطان العارفین نے فرمایا تھا:

ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہو

شیخ راحیل احمد کا ایمان بھی محفوظ اور عشق بھی سلامت۔ وہ دنیا میں بھی سرفراز اور آخرت میں بھی سرخرو۔ تائید پیغمبر توفیق خداوندی ہے جو کسی کسی کا مقسوم ہوتی ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ یہود ونصاریٰ کی نگاہ میں مسلمان کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا ہے چنانچہ اس نے دامے، درمے، سخنے اور قدمے گویا کہ ہر طریق سے یہ کوشش کی ہے کہ مسلمان سے اس کا جذبہءِ ایمان، جو اس کا اصل مایہءِ حیات ہے، چھین لیا جائے چنانچہ اس نے اِس ضمن میں اوچھے ہتھکنڈا استعمال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ مرزا قادیانی کا نبوت کا دعویٰ کذب وافترا اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے افکارِ جہالت آفریں نے کمزور ایمان کے اصحاب کے قصرِ ایمان میں نقب زنی کے لیے ایسا تزویراتی دامِ ہم رنگِ زمین بچھایا کہ عقل اندھے کان کو دیکھے یا چھوئے بغیر کان کی تلاش میں کتے کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے۔

دینِ متین اِسلام نے اکناف عالم میں جو قوت آفرین تغیر پیدا کیا تھا اس کے شدومد اور ہر دلعزیزی کو دیکھتے ہوئے صیہونی قوتوں نے علانیہ اور خفیہ مساعی کی کہ نورِ حق بجھانے کی ناپاک سعی کی جائے۔ طاغوتی طاقتوں کی کاوشوں کے تسلسل کی اہم کڑی فتنہءِ قادیانیت ہے۔

اہلِ فرنگ کی شاطرانہ سیاسی چالبازیوں کی کوکھ سے قادیانی نبوتِ باطلہ کا ایسا حبس آثار موسم نمو پذیر ہوا جس نے اپنے صرصرانہ خصائص سے ویرانیاں بچھانا شروع کر دیں۔ مگر جن کے دل کی قندیل ایمان کے تیل سے فروزاں ہو وہ کذب کی

ظلمت اور دروغ کے طومار کو شتاب پہچان لیتے ہیں۔ شیخ راحیل احمد کا دل بھی نورِ ایمانی سے منوّر و تاباں ہو گیا اور وہ تشکیک و تذبذب کی شبِ تیرہ و تار سے نکل آئے۔ قلبی اطمینان اور آسودہ خاطری کے بلند مراتب پر متمکن ہو کر انہیں وہ دولت ملی جو حیطۂ تحریر اور اظہار بیان میں نہیں آ سکتی۔

طواف حاجیاں دارم بگرد یار می گردم
نہ اخلاق سگاں دارم نہ بر مردار می گردم

''مضامین راحیل'' ایک ایسی حیات بخش اور ایمان افروز کتاب ہے جس کے مطالعے سے ضعفِ ایمان کا شکار لوگ حق الیقین کی معارف پروروادی کی طرف ضرور آئیں گے۔ اِنشاءاللہ

☆☆☆☆☆☆☆

مضامین

ضمیر کی آواز

﴿شیخ راحیل احمد صاحب، جرمنی﴾

وہ اپنے زعم میں تھا، بے خبر رہا مجھ سے
اسے گماں بھی نہیں، میں نہیں رہا اسکا

(احمد فراز)

☆ عرض مصنف ☆

میں ۸ سال کی عمر سے لیکر ۲۰۰۰ء تک جماعت احمدیہ میں مختلف عہدوں پر مختلف اور ممتاز حیثیتوں میں کام کرتا رہا ہوں۔ آخر میں، میں نے بطور ترجمان و ممبر مرکزی کمیٹی ہیومینٹی فرسٹ (ذیلی تنظیم جماعت احمدیہ) سے خود استعفیٰ دیا ہے۔ میرے خلاف جماعت کے اندر نہ تو کسی قسم کی کوئی کارروائی ہو رہی ہے اور نہ ہی مجھے جماعت سے نکالا گیا ہے میں نے پچھلے ۳، ۴ سالوں میں شاذ و نادر ہی جماعت کے مرکزی یا ریجنل یا مقامی اجلاسوں میں شرکت کی ہے۔

دسمبر ۱۹۶۶ء میں میری ملاقات میرے انتہائی پیارے دوست جمشید بھٹی (آجکل انسٹرکٹر، الیکٹریکل سکول، پی این ایس کارساز) سے ہوئی۔ دن بدن دوستی کا رشتہ گہرا ہوتا گیا۔ ایک دن جمشید صاحب کہنے لگے کہ یار کسی دن بیٹھتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ یا تم مسلمان ہو جاؤ یا پھر مجھے احمدی بنالو۔ میں نے رضامندی ظاہر کر دی، کیونکہ مجھے یقین تھا (اور ہے) کہ جمشید، ایک سعید فطرت انسان ہے، اور میرے پاس سچائی ہے، اس کو دنوں میں احمدی بنالوں گا۔ یہ واقعہ کہ میں نے اسوقت اپنے مربی کو بھی بتایا کہ کچھ دنوں کے بعد آپ کو ایک خوشخبری سناؤں گا۔ اسوقت تو معاملہ نہ بنا کہ مصروفیت اور کئی دوسرے عوامل درمیان میں آ گئے۔ پھر میں ربوہ شفٹ ہو گیا، وہاں سے جرمنی آ گیا، لیکن ہمیشہ ضمیر پر، طبعیت پر بوجھ رہا کہ یہ کام نمٹانا ہے۔ جرمنی آنے کے بعد ایک تو ان (احمدیوں) کے ماحول سے تھوڑی سی آزادی ملی دوسرے زیادہ ذمہ دار عہدوں پر تعیناتی ہوئی اور قریب سے کئی باتوں کا انکی تعلیم اور عمل سے موازنہ کیا، تیسرے جماعت نے مرزا غلام احمد صاحب کی کتابوں کا سیٹ شائع کیا، اس سیٹ کے مطالعہ کا موقع ملا، چوتھے اس کے علاوہ دوسروں (غیر جانبدار نیز مخالفین

جماعت) کی کتابیں پڑھیں، پانچویں جماعت کے نظام کا تنقیدی جائزہ لیا، تو یہ جماعت خدائی کی بجائے مرزائی جماعت نظر آئی۔ اس دوران جمشید بھٹی صاحب سے رابطہ رہا، جب بھی فون پر بات ہوتی تو انہوں نے یہ ضرور کہنا ہوتا تھا کہ.........مرنے سے پہلے مسلمان ہو جاؤ۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں آج تک غلطی پر تھا تو سب سے پہلے میں نے اپنی رائے کا اظہار جمشید صاحب سے کیا، پھر اپنے بیوی بچوں سے مشورہ کیا، باوجودیکہ ہمیں بے پناہ مسائل نظر آرہے ہیں، انہوں نے مجھے مایوس نہیں کیا اور مکمل طور پر میرا ساتھ دینے کا اپنی خوشی سے عہد دیا۔ میرے داماد جاوید نے بھی مجھے یہی جواب دیا، **جزاکم اللہ** ۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ میرے لئے اپنی فیملی کی رضامندی اور اُنکے تعاون کے بغیر اتنا بڑا قدم اُٹھانا آسان نہیں تھا۔ مجھے علیحدگی کا اعلان کرنے میں اس لئے دیر لگی کہ بعض معاملات طے کیے بغیر بہت نقصان کا اندیشہ تھا، اور قریبی دوستوں کا مشورہ بھی یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری نیت کا علم ہے اور اسی کا حکم بھی ہے کہ حکمت سے کام لو، اور جو معاملات ہیں ان کو طے کرنے کے بعد علیحدگی کا اعلان کرنا۔

اس کتاب کے لکھنے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ شاید کسی اور کو بھی ہدایت نصیب ہو جائے۔ دوسرے میرے رشتہ دار، دوست جب پوچھیں گے تو کس کس کو جواب دوں گا، اُنکے تمام سوالوں کے جواب میں یہ کتاب بھیج دونگا۔ تیسرے، بہت سی کتابیں ان لوگوں نے لکھی ہیں جو شروع سے ہی جماعت احمدیہ کے مخالفین میں شمار ہوتے ہیں، اور بہت سے احمدی حضرات اُن کتابوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے کہ اُن کے نزدیک اُن کتابوں کو پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں، لیکن جب ایک ایسے شخص کی کتاب دیکھیں گے، جو ۵۵ سال کی عمر تک احمدی رہا ہے اور مختلف اہم عہدوں پر بھی رہا تو تجسس کی وجہ سے بھی اس کتاب کو ہاتھ میں لیں گے اور اس طرح بھی شائد خدا کسی کو ہدایت دے دے۔

ایک بات یاد رہے کہ میں نے مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کے دوسرے سرکردہ احباب کا نام عزت و احترام سے اس لئے بھی لکھا ہے کہ اسلامی حکم ہے کہ دوسری قوموں کے سرکردہ لوگوں کا نام عزت سے لو، اور میرا یقین اور ایمان ہے کہ ہم اگر احمدیوں کو اپنی طرف بلانا چاہتے ہیں تو ہم پیار، حکمت اور عزت و احترام سے ہی اُن کو اُن کے غلط عقائد کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں۔

اس کتاب کے مرتب کرنے میں میرے جن دوستوں نے مدد کی ہے، اللہ تعالے اُن کو جزائے خیر دے (آمین)۔ خاص طور مکرم عبدالباسط سماٹری صاحب آف ربوہ حال جرمنی نے، کتابوں اور حوالہ جات کے ذریعہ انتہائی قابل قدر معلومات بہم پہنچائی ہیں، اور یہ خاص شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔

مصنف کے حالات زندگی

میں ۱۹۴۷ء کو قادیان میں ایک احمدی گھرانے میں پیدا ہوا۔اور ستمبر یا اکتوبر میں دس دن کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ کوئٹہ منتقل ہوگیا۔ ۱۹۴۹ء میں جب ربوہ کی بنیاد رکھی گئی تو ربوہ (چناب نگر) منتقل ہوگئے۔ابھی تک میرا ذاتی مکان ربوہ (چناب نگر) میں ہے۔میٹرک کا امتحان میں نے ربوہ (چناب نگر) سے ہی ۱۹۶۲ء میں پاس کیا اور ۱۹۶۴ء میں، میں نے ربوہ (چناب نگر) چھوڑ کر کراچی میں رہائش اختیار کرلی۔وہاں میں نے پرائیویٹ سٹوڈنٹ کے طور پر بی۔اے تک پڑھا۔ ۱۹۸۰ء میں کراچی کو خیر باد کہہ کر ربوہ (چناب نگر) منتقل ہوگیا۔۱۹۸۴ء میں جرمنی آگیا اور اب تک جرمنی میں ہی رہائش پذیر ہوں۔جس طرح ایک مخصوص ماحول میں، مخصوص رجحانات کے تحت، مخصوص سمت میں، مخصوص مقاصد کے لئے، ربوہ میں بچپن سے ہی تربیت کی جاتی ہے، اسی طرح میری بھی تربیت ہوئی کہ سوائے احمدیوں کے دنیا میں اور کوئی نجات یافتہ نہیں، اس طرح میری ایک مخصوص ذہنیت بن گئی۔جس طرح ایک مخصوص ذہنیت والا شخص دوسروں کی کوئی ٹھوس دلیل بھی سننے اور سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، اسی طرح احمدی حضرات بھی کرتے ہیں، وہ بھی مجبور ہیں کیونکہ ان کی برین واشنگ ہوچکی ہے، اور میں خود بھی ایک لمبا عرصہ ایسے ہی کرتا رہا اکثر اوقات سوال کا جواب نہ دے سکنے پر جماعتی تربیت کے تحت یہی سوچتا کہ میرے علم میں کمی ہے یا شیطان مجھے بہکانے کی کوشش کررہا ہے۔

میرے ماشاءاللہ چھ بچے ہیں۔میرا گجرانوالہ کی قانونگو شیخ برادری سے تعلق ہے۔گلی شیخ جھنڈو میں میرے پردادا شیخ نذر محمد تھانیدار، (جو کہ نذر وڈیرا کے نام سے مشہور تھے) رہتے تھے۔میرے دادا جان شیخ فیض محمد صاحب ریلوے گارڈ (مرحوم) اپنے خاندان میں سے اکیلے احمدی ہوئے تھے، کیونکہ اُنکے ماموں بدقسمتی سے قادیانی ہوگئے تھے اور انکی بڑی بیٹی سعیدہ بیگم (میری دادی) میرے دادا کی شیر خوارگی سے ہی منگیتر بنادی گئی۔اور جب شادی کا وقت آیا تو قادیانی بننے کی شرط عائد ہوگئی۔اس طرح میرے دادا احمدی یا قادیانی بنے تھے۔اس وجہ سے باقی خاندان سے انکا اور اُنکے بعد میرے تایا کیپٹن شیخ نثار احمد صاحب (مرحوم) اور والد شیخ نذیر احمد فیض صاحب (مرحوم) کا تعلق کٹ گیا تھا۔میری پھوپھیاں بھی احمدی گھروں میں بیاہی گئیں۔میرے والد کی ایک چچازاد بہن لیڈی ڈاکٹر امتہ الحمید فضل، جن کا تعلق جماعت سے نہیں ایک بار دوران گفتگو بڑے ہی دکھ سے مجھے کہنے لگیں کہ اس جماعت نے خاندان کو نہیں ملنے دیا، اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ میرے ددھیال میں ہمارے ان سے کٹ جانے کا کافی گہرا اثر تھا۔

میرے ننھیال میں سے صرف میرے ایک ماموں ماسٹر شیر علی صاحب احمدی ہیں اور اُنکی وجہ سے میری والدہ صاحبہ احمدی ہوئیں۔باقی میرے ننھیال والے ماشاءاللہ اس سلسلہ سے دور ہی ہیں۔اس وجہ سے ہم سے بھی کسی حد تک دور ہی رہے۔

میرے سُسرال کا تعلق کُنجاہ (ضلع گُجرات) سے ہے اور سب کٹر احمدی ہیں۔ اور میری بیوی، جماعت کے ایک مشہور عالم، جنھوں نے ۴۵ سال سے زیادہ انڈونیشیا میں احمدیت کی تبلیغ کی ہے، کی بھانجی ہیں۔ اور میرے مُخلص احمدی ہونے کی وجہ سے انہی مبلغ یا مربی صاحب کے ذریعہ یہ رشتہ ہوا تھا۔ ویسے اُن کا ایک بیٹا جماعت کو چھوڑ چکا ہے۔ اور جرمنی میں رہائش پذیر ہے اور بڑی ہمت اور بہادری کے ساتھ قادیانیوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہے۔

سکول کے زمانے سے ہی ہمارے دل و دماغ میں یہ بات بٹھائی جاتی ہے کہ ہم لوگ سب سے بہتر ہیں اور **اصل مسلمان ہیں** اور وہ فرقہ ہیں جو آخرت میں اللہ پاک کے نزدیک صحیح قرار پائے گا۔

مرزا غلام احمد کی اطاعت میں ہی ہماری بقاء اور نجات ہے اور ان کے ورثاء اور خلفاء کی اطاعت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ان کی ہر بات کو تسلیم کرنا، ان کی عظمت اور بڑائی کا ہمیشہ خیال رکھنا ہمارا اولین فرض ہے۔ جماعت آپ کو بچپن سے ہی اس طریقے سے تعلیم و تربیت کا بندوبست کر دیتی ہے کہ پھر آپ صرف اس کے ہی ہو کر رہ جاتے ہیں اور پھر ایک عام احمدی اس کو چھوڑنا تو کجا اسکے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں کرتا۔ صرف وہی لوگ اس دلدل سے نکل پاتے ہیں جن پر اللہ پاک مہربان ہو جائے۔

دراصل یہ جماعت جھوٹ، مذہبی اجارہ داری اور منافقت پر مبنی جماعت ہے جہاں پر ایک عام احمدی کی زندگی ایک جماعت کے خاص احمدی سے بڑی مختلف ہے۔ جہاں پر جماعت کے خلاف اور خصوصاً خلفاء کے خلاف کوئی آواز نہیں نکال سکتا۔ جماعت کے مربیوں کا کردار منافقانہ ہے جو کہ ایک عام احمدی کو جماعت کی حقیقت سے دور رکھتے ہیں۔

میں اپنے پروردگار کا کروڑ ہا مرتبہ شکر گزار ہوں جس نے مجھے اور میری فیملی (خاندان) کو اپنی رحمت میں جگہ دیتے ہوئے ان اندھیروں سے ہمیں نکال دیا۔

اگست ۲۰۰۳ء میں جب میں اور میرا خاندان مسلمان ہو گیا تو مجھ سے میرا اپوا خاندان ناراض ہو گیا جس کی وجہ سے کئی رشتے ناتوں کو چھوڑنا پڑا لیکن بخدا مجھے اس کا ذرہ بھر بھی ملال نہیں بلکہ میں نے اپنی پوری کوشش کی اور پورے خاندان کو اس جہنم سے نکلنے کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی ہے مگر پھر وہی بات آجاتی ہے کہ وہی سمجھتا ہے جسے اللہ پاک سوچنے اور سمجھنے کی طاقت دیتے ہیں۔

بہر حال مسلمان ہونے کے بعد میں نے اپنے دل میں پورا تہیہ کر لیا کہ جب تک میری زندگی ہے میں یہ سارا وقت احمدی جماعت کی اصلیت اور حقیقت کو اور مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کو لوگوں کے سامنے بے نقاب کرتا رہوں گا۔ میرے مولا میرے پروردگار نے مجھ پر اپنا رحم کیا اور تب سے لے کر آج تک میرا قلم نہیں رُکا۔ اور انشاء اللہ جب تک سانسیں ہیں ردِ قادیانیت پر خامہ فرسائی جاری رہے گی۔

مجھے اپنے پروردگار سے امید ہے کہ میرے یہ الفاظ اور مضامین احمدی جماعت کے عام اور خاص دونوں طبقات

کو جماعت کا اصل چہرہ دیکھانے میں میری مدد فرمائے اور انشاءاللہ وہ دن جلد آئے گا جب مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کا دعویٰ ہمیشہ کے لئے مٹی میں دفن ہو جائے گا جس طرح اس سے پہلے کاذبین الاوّلین کا انجام ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

کفر کے اندھیروں سے اسلام کی نورانی بہاروں تک

میں قادیان میں ۱۹۴۷ء کے آخر میں احمدیوں کے گھر میں پیدا ہوا،اس کے بعد جب سے ربوہ (اب چناب نگر) آباد ہوا ہے،اس وقت سے مستقل رہائش وہیں رہی ہے میٹرک ربوہ سے ہی کیا۔اس کے بعد تقریباً ایک سال تک ملتان میں قیام کیا پھر ۱۹۶۴ء سے ۱۹۸۰ء تک کراچی میں رہا اور وہیں پرائیویٹ بی۔اے کیا۔میری دادی جان کے والد شیخ اصغر علی صاحب بھنڈاری،مرزا صاحب کے ''صحابی'' تھے اور میری دادی جان ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئی تھیں اور پیدائشی احمدی تھیں۔لیکن میرے دادا جان نے ۱۹۱۳ء میں بیعت کی تھی۔وہ ۱۹۳۰ء میں وفات پا گئے۔ان کی وفات کے بعد میری دادی جان بجائے گوجرانوالہ اپنے سسرال میں جانے کے،اپنے والد کی ہدایت پر بچوں کو لے کر قادیان میں رہائش پذیر ہو گئیں جس وجہ سے میرے والد اور تایا کا پھر آگے ہمارا بھی اصل خاندان سے تعلق منقطع ہو گیا ہاں البتہ میرے پردادا شیخ نذیر محمد صاحب تھانیدار،ساکن گلی شیخ جھنڈو،گوجرانوالہ اور ان کی باقی اولاد میں سے کوئی احمدی نہیں ہوا۔میرے والد اور تایا اپنے مرنے تک مخلص احمدی رہے،دراصل ان کی تربیت بچپن ہی سے قادیان میں ہوئی۔لیکن یہ ہدایت خدا نے میرے نصیب میں لکھی تھی کہ باوجود ربوہ کے ماحول میں پلا بڑھا اللہ مجھے واپس اسلام کی نورانی کرنوں میں لے آیا،وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

میری اہلیہ کنجاہ ضلع گجرات کی رہنے والی ہیں (ویسے کنجاہ میں آٹھ دس گھر قادیانی تھے،ان میں اب شاید ایک گھر ہی قادیانی رہ گیا ہے اور باقی سب قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام کی آغوش میں پناہ گزیں ہو چکے ہیں) اور ان کے دادا اور نانا بھی مرزا صاحب کے ''صحابی'' تھے۔یہ جماعت کے ایک بہت بڑے عالم مولوی محمد صادق سماٹری صاحب کے قریبی رشتہ دار ہیں جو کہ چالیس سال سے زیادہ انڈونیشیا،سماٹرا،اور سنگاپور وغیرہ میں قادیانیت کے مبلغ رہے اور بدنام زمانہ کتاب ''حقانیت احمدیت'' کے مصنف ہیں،اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ شخص جو ۴۰ سال سے زیادہ عرصہ تک دوسروں کو قادیانی بناتا رہا،اس کا اپنا ایک بیٹا جو کہ جرمنی میں رہائش پذیر ہے،اپنے بیوی بچوں کے ساتھ قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو چکا ہے اور بڑی شدومد سے قادیانیت کی بیخ کنی کا کام کر رہا ہے،اور سب سے بڑا بیٹا رشید سماٹری کراچی اور صوبہ سندھ کا انصاراللہ کا اعلیٰ عہدیدار ہے،اس کی بھی ایک بیٹی قادیانیت سے تائب ہو چکی ہے،نیز رشید سماٹری کی ایک بہن ثریا زوجہ احسان نور (ولد عبدالرحمن انور سابق پرائیویٹ سیکرٹری قادیانی خلیفہ سوم) کا بیٹا جو پاشا کے نام سے مشہور ہے اور اسلام آباد میں رہتا ہے،بھی مسلمان ہو چکا ہے اور مسلم فیملی میں شادی شدہ ہے۔انہی مولوی صاحب کی بیٹی صادقہ زوجہ محمد عقیل کا بیٹا ارشد جمیل بددیانتی کے جرم میں پی ڈبلیو ڈی سے ایکسین کے عہدے سے برطرف کیا گیا ہے اور نیب کو سات لاکھ روپیہ ادا کر کے گلوخلاصی کرائی ہے،حالانکہ قادیانی اپنے افسروں کی دیانت داری کا بڑا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔اب واپس

ربوہ کی زندگی کی طرف چلتے ہیں۔

شروع میں ربوہ میں لوگوں کے ساتھ جو ناانصافیاں دیکھتے تھے، ان کی کوئی مطمئن کرنے والی وضاحت بہت ہی کم سامنے آئی بلکہ ان کو دین اور قسمت کا فیصلہ سمجھ کر قبول کرنا پڑتا تھا۔ وہاں مذہبی جاگیرداروں کی گرفت پوری مکمل تھی۔ انٹرنیٹ پر ایک ویب سائٹ www.ahmedi.org پر راز دان کے نام سے ربوہ کے ایک سابق باسی نے "یادیں ربوہ کی" کے نام سے جو چند حقائق لکھے ہیں، ان کو پڑھنے سے ہی ایک انسان اس ماحول کا بہت کچھ اندازہ کر سکتا ہے، ویسے تو اس سائٹ پر مرزا خاندان کے بارے میں بہت حقائق لکھے ہیں جو کہ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں اور قادیانیوں کا منہ بند کرنے کا تیر بہدف نسخہ ہیں۔ شروع میں ناانصافیوں اور شہزادوں کی بدمعاشیوں پر جماعت احمدیہ کے سسٹم پر اعتراضات پیدا ہوئے، لیکن ربوہ میں تربیت ایسی ہوئی تھی کہ ان اعتراضات کو اوّل تو اٹھانے کی جرأت ہی نہیں ہوتی تھی اور اگر کبھی ڈھکے چھپے لفظوں میں بات کر ہی دی تو تاویلات ایسی کہ منہ بند کرنا پڑتا تھا۔ ایک بات ربوہ میں تقریباً ہر مقرر کہتا کہ منافقوں سے ہوشیار رہو، اور یہ ایک ایسی بات تھی جس کی آڑ میں جو بھی بات کرنے لگتا منافق کا لیبل لگا دیتے اور لوگ ڈر جاتے، کھل کر بات نہ کرتے۔ ایک مقولہ ہے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" ان اختلافات پر ذمہ داران کے جوابات ورد یہ نے کچھ سوچنے اور تجزیہ کرنے کی طرف توجہ دلائی، اس توجہ سے مرزا صاحب اور ان کے بیٹوں کی کتابوں اور دوسری طرف کئی پڑھے لکھے لوگوں، مربیوں سے گفتگو کی لمبی نشستیں ہوتی رہیں، اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات اور عقائد کے ساتھ موازنہ کرنے کا موقع ملا، جس پر آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ سسٹم ہی نہیں بلکہ بانی جماعت کے دعوے اور تعلیمات ہی غلط ہیں۔ مجھے پچھلے دنوں ایک قادیانی کا فون آیا، کہنے لگے کہ مجھے آخری ملاقات میں اندازہ ہو گیا تھا کہ بات دور جا پہنچی ہے لیکن اتنی دور کا اندازہ نہیں تھا، کیا واپسی کی کوئی گنجائش ہے؟ صرف سسٹم سے یا نظام جماعت سے اختلاف ہوتا تو میں یقیناً اس کا کوئی راستہ ڈھونڈ لیتا، اور نظام کے اندر رہ کر ان سے لڑتا، جیسا کہ اکثر میں نے کیا تھا۔ مجھے تفصیلی مطالعہ اور تقابل کے بعد جب اس چیز کا ادراک ہوا کہ مرزا صاحب کی تعلیم، اسلام نہیں بلکہ اسلام کے درخت پر آکاس بیل ہے تو پھر بحیثیت باضمیر شخص کے میرے لئے اس جماعت کے اندر رہنا ناممکن تھا۔

میں اب سکول کے ایام کی طرف جاتا ہوں، وہاں ہمارے دماغ میں ڈالا جاتا تھا کہ تم لوگ بہتر ہو، دوسروں سے افضل ہو اس لئے کہ مہدی آخر الزمان کے ماننے والے ہو وغیرہ وغیرہ، مگر تمہاری فضیلت صرف مسیح موعود کی غلامی، دوسرے لفظوں میں خاندان مرزا غلام احمد کی اطاعت سے ہی رہے گی اور اس غلامی کی وجہ سے تم دنیا کے رہنما ہو ورنہ تمہاری حیثیت اور حالت غیر احمدیوں سے بدتر ہوگی۔ آپ کسی بھی قادیانی کا نفسیاتی تجزیہ کر لیں آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی والا خبطِ عظمت کا کچھ نہ کچھ اثر ملے گا، برین واشنگ کے لئے جدید ترین طریقے استعمال کیے جاتے ہیں، کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ آپ کے کانوں میں مرزا صاحب اور ان کے خلیفوں (بیٹوں) کی کوئی بات اس طرح کان میں نہ پڑے کہ ان کی

عظمت، بڑائی اور آپ کی دینی و دنیاوی زندگی کی بقاء کے لئے ان کی اہمیت ثابت نہ ہو۔ جماعت میں جھوٹ، منافقت ،دوہرا معیار، مذہبی جاگیرداری اور ربوہ کے باسیوں پر ہر وقت نہ نظر آنے والا دباؤ اور اکثر کوئی نہ کوئی نئی کہانی (سکینڈل) سامنے آنا، جیسی باتیں مجھے غیر محسوس طریقے سے ان کے بارے میں سوچنے پر مجبور کرتی رہیں۔ مربیان کا کردار بھی منافقت میں (منافقت کرنے پر بیچارے کچھ مجبور بھی ہیں) ایک سے بڑھ کر ایک ہے، میں نے ایک بار ایک میٹنگ میں ایک عمومی خامی کی طرف توجہ دلائی تو وہاں سے ایک مربی صاحب نے کھڑے ہو کر اس کی تردید کردی، جس پر سب حاضرین مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، تھوڑی دیر بعد علیحدگی میں کہنے لگے کہ اس طرح جلسے میں کمزوری ،چاہے اجتماعی ہو یا انفرادی تسلیم کرنی چاہیے، کیا یہ منافقت نہیں؟ مربیان کی بات چلی تو ایک مربی صاحب میرے پاس بیٹھے تھے، ایک اور دوست بھی تشریف لے آئے، وہ بھی بے تکلفوں میں سے تھے، باتوں باتوں میں مربی صاحب نے ایک صاحب کا ذکر کیا کہ وہ اغلام بازی میں اساتذہ کو بھی مات دے رہے تھے، اور غلطی سے ایک اہم شخصیت کے صاحبزادے کو بھی اس راہ پر لگا دیا، اور بات باہر بھی نکل گئی تو ان کو جامعہ احمدیہ (مبلغین تیار کرنے والا ادارہ) سے نکال دیا گیا، اس کے علاوہ اور بھی باتیں ان کے بارے میں ہوئیں، اب سوئے اتفاق سے وہ صاحب بھی تشریف لے آئے، مربی صاحب نے اٹھ کر ان سے ہاتھ ملایا، اور اسی لحہ ان کو انتہائی مخلص ثابت کرنے لگ پڑے، اور وہ صاحب اس کے باوجود جرمنی میں جماعت کے قاضی رہے اور ایک بہت بڑے ریجن کے زعیم اعلیٰ انصاراللہ رہے ہیں۔ میرا مختصر سوال یہ ہے کہ یہ منافقت نہیں تھی؟ جب احمدی حج پر جاتے ہیں تو وہ بندوں سے اپنے آپ سے اور خدا سے بھی منافقت سے کام لیتے ہیں۔ سب سے پہلے مسلمان کا پاسپورٹ لینے کے لئے وہ مرزا صاحب کی نبوت کا انکار کرتے ہیں، پھر ان کو اپنے اہل خانہ کو، پھر اپنے آپ کو اپنے عقیدے کے برعکس کافر لکھتے ہیں۔ جب وہاں پہنچتے ہیں تو واضح اسلامی احکام ہیں کہ ایک امام کے پیچھے سب نماز پڑھو مگر احمدی حضرات اوّل تو امام خانہ کعبہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، لیکن اگر پڑھنی پڑ جائے تو پھر خیمے میں آکر دوبارہ پڑھتے ہیں، اگر صرف امام کعبہ کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور علیحدہ پڑھتے تو پھر مسیح موعود کے فتوے کا کیا بنے گا کہ جو ان کا انکار کرتا ہے اور کافر جانتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، ورنہ وہ احمدی نہیں رہتا؟ اور پھر خدا کے بھی اور اپنے ''مسیح موعود'' کے احکام کو پس پشت ڈال کر کیا ان کو یقین ہے کہ ان کا حج قبول ہوگا، پھر ان پر یہ کہ واپس آکر احمدیوں کو کہنا کہ میں نے خیمے میں اکیلے نماز پڑھی تھی یا ہم احمدیوں نے اپنی جماعت کر لی تھی، لیکن غیر از جماعت لوگوں کو کہنا کہ میں نے امام کعبہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے، کیا ان میں سے ایک جھوٹ نہیں؟ کیا یہ منافقت نہیں؟ پھر جماعت کے بہت سارے افراد جن میں بعض اہم عہدے دار بھی شامل ہیں اپنی پوری آمدن چھپاتے ہیں اور جماعت سے جھوٹ بول کر زیادہ چندہ دینے سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہی عہدے دار اسی منہ سے جماعت کو یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اپنی پوری آمد ن پر چندہ دو، خدا تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اپنی آمدنیاں چھپا کر جھوٹ بول کر نیکیوں کو ختم نہ کرو۔ پاکستان

میں، احمدی ہونے کی وجہ سے، جو لوگ مسلسل مالی، جانی، عزت، وقار اور اولاد کی قربانیاں دے رہے ہیں پچھلے سو سالوں میں بالعموم، لیکن پچھلے تیس سالوں میں بالخصوص، ان کو کب تک جھوٹی تسلیاں دے کر بہلایا جائے گا، کہ ''ہم آن ملیں گے متواتر بس دیر ہے کل یا پرسوں کی'' دوسرے لفظوں میں چڑھ جا بیٹا سولی پر رام بھلی کرے گا، آخر یہ ان کو سچ کیوں نہیں کہتے، کہ اگر خوش قسمت ہو تو اللہ سے ہی اجر ملے گا، ہم تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے، اور نہ ہی پاکستان دوبارہ کبھی بین الاقوامی مرکز بنے گا؟ خیر یہ تو عام سی باتیں تھیں، اصل میں اوّل اوّل مجھے مرزا صاحب کے الہامات یا کم از کم ان کی تشریحات سے جہاں سوالات اور عدم اطمینان کا احساس پیدا ہوا وہ ''پیشگوئی مصلح موعود'' اور مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو ''تین کو چار کرنے والا'' قرار دینے پر اور مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کا ''قمر الانبیاء'' کا خطاب تھے۔ میں ان کے جوابات پر کبھی بھی مطمئن نہیں ہو سکا۔ لیکن چونکہ ربوہ (چناب نگر) میں سدھایا گیا تھا اس لئے یہ سوالات مجھے نا آسودہ ہونے کے باوجود جماعت سے پرے نہیں کر سکے، کیونکہ جب کبھی ایک بات سمجھ میں نہیں آتی تو جیسا سکھایا گیا تھا کہ ضروری تو نہیں کہ ہر بات سمجھ میں آجائے، کے الفاظ سے اپنے کو تسلی دینے کی کوشش کرتا۔

مصلح موعود:

تمام پیشگوئیاں جو اس سلسلے میں مرزا صاحب نے کیں، میں اس جگہ نہ تو تفصیل میں ان کو بیان کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی اتنا موقع ہے، میرا سوال بڑا سادہ تھا اور ہے!

مصلح موعود کی پیشگوئی پر دونوں فریقوں (قادیانی یا ربوی اور لاہوری) کی طرف سے بہت بحث ہوئی ہے۔ میں ایک عام آدمی کی حیثیت سے جس کو نہ تو وقت ہے، اور نہ الفاظ سے الجھنے کی ضرورت ہے، صرف ایک سادہ سا سوال اٹھانا چاہتا ہوں کہ، مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ مسیح موعود کا ہے، اور ان کا کام بھی دین کی اصلاح کرنا تھا، یعنی وہ بھی مصلح تھے۔ ان کے اپنے دعوؤں کے مطابق وہ (۱) مجدد تھے (۲) مثیل مسیح تھے (۳) بروز محمد تھے (۴) جری اللہ فی حلل الانبیاء تھے (۵) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج اور مرزا صاحب چاند تھے (۶) مہدی موعود تھے (۷) کبھی ابراہیم کبھی نوح (۸) خاتم الخلفاء تھے (۹) کرشن مہاراج تھے (۱۰) بیت اللہ تھے (۱۱) بلکہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھے۔ اسی (۸۰) سے زیادہ کتابوں کے مصنف تھے۔ اور اگر مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھیں تو یہ تاثر ملتا ہے کہ ان کی شخصیت ہی وہ شخصیت ہے جس میں ۵۰۰۰ ہزار سال سے لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ان کے بعد تقریباً تمام مجددین کرام، اولیاء کرام خبر دے گئے ہیں۔ اب آپ خود سوچیں کہ کتنی عظیم الشان شخصیت تھی مرزا صاحب کہ جس کے بارے میں بقول ان کے خدا کی تمام پاک کتابوں میں ذکر موجود ہے؟ اور کتنا عظیم الشان کام ہوگا اس شخصیت کا؟ اور یہ شخصیت اپنے حصہ کی ذمہ داری پوری کر کے، مئی ۱۹۰۸ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملی، لیکن یہ کیا ہوا؟ کہ اس عظیم الشان شخص کا عظیم الشان کام جو ایک لمبے عرصہ تک چلنا چاہیے تھا وہ اتنا بودا اور ناپائیدار نکلتا ہے کہ سات سال کے بعد ہی اللہ کو

ایک نیا مصلح موعود بھیجنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔اگر مرزا محمود صاحب پسر موعود کا دعویٰ کرتے تو شاید اتنا غلط نہ ہوتا لیکن مرزا محمود صاحب کا دعویٰ مصلح موعود کا ہے اور بقول ان کے الہامی ہے؟اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ واقعی کسی مصلح موعود کی ضرورت تھی؟ کہیں سیاسی اغراض کے تحت تو اپنے اوپر یہ الہام فٹ نہیں کیا کیونکہ اس سے کچھ عرصہ قبل تک مسلسل وقفے وقفے سے ان کے قریبی ساتھیوں کی طرف سے ان پر بدکاری اور زنا کے الزام لگتے رہے اور لوگ الزام لگا کر ان کو اور جماعت کو بھی چھوڑتے رہے؟

تین کو چار کرنے والا:

مسیح موعود اس الہام کی کیا تشریح کرتے ہیں،''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی کیسا اخفاء ہوتا ہے۔پسر موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔مگر ہمارے موجود سارے لڑکے ہی کسی نہ کسی طرح تین کو چار کرنے والے ہیں۔چنانچہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ میاں (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کو تو حضرت صاحب نے اس طرح تین کو چار کرنے والا قرار دیا کہ کہ مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو بھی شمار کرلیا،اور بشیر اوّل متوفی کو بھی،تمہیں (یعنی خاکسار راقم الحروف کو) اس طرح پر کہ صرف زندہ لڑکے شمار کرلئے اور بشیر اوّل متوفی کو چھوڑ دیا۔شریف احمد کو اس طرح پر قرار دیا کہ اپنی پہلی بیوی کے لڑکے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد چھوڑ دیئے اور میرے سارے لڑکے زندہ اور متوفی شمار کرلئے،اور مبارک کو اس طرح پر کہ میرے صرف زندہ لڑکے شمار کرلئے اور بشیر اولیٰ متوفی کو چھوڑ دیا۔[سیرت المہدی/جلد اول/روایت نمبر۹۲/صفحہ ۷۳]

اب بتایئے کہ اس میں صرف مرزا محمود صاحب کی فضیلت کہاں نکلتی ہے،ان کے تو دوسری بیوی یعنی کہ اماں جان کے تو سارے بیٹے ہی تین کو چار کرنے والے ہیں......ایک اور جگہ مسیح موعود فرماتے ہیں کہ''۱۸۸۳ء میں مجھ کو الہام ہوا کہ تین کو چار کرنے والا مبارک۔اور وہ الہام قبل از وقت بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا اور اس کی نسبت تفہیم یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اس دوسری بیوی سے چار لڑکے مجھے دے گا اور چوتھے کا نام مبارک ہوگا اور اس الہام کے وقت منجملہ ان چاروں کے ایک لڑکا بھی اس نکاح سے موجود نہ تھا اور اب چاروں لڑکے بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہیں......[نزول المسیح /صفحہ ۵۷۴/روحانی خزائن جلد ۱۸/شائع کردہ ایڈیشنل ناظر اشاعت،۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء]......اب بتائیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اس میں کہاں فٹ بیٹھتے ہیں؟ یا کم از کم اکیلے ان پر یہ پیشگوئی کیسے لاگو ہوتی ہے؟......ہاں ایک رنگ میں تین کو چار کرنے میں اپنے کو پیشگوئیوں کا مصداق قرار دے سکتے ہیں،کہ یہ بیویوں کی تعداد کو''تین کو چار کرتے رہے ہیں اور بار بار کرتے رہے ہیں''۔

جماعت کا چندہ سسٹم:

یہ صحیح ہے کہ کسی بھی تنظیم کو چلانے کے لئے چندہ ضروری ہے، اور جماعت احمدیہ میں چندہ جات کو جو اہمیت ہے، وہ کسی سے بھی مخفی نہیں، مرزا صاحب سے لے کر تمام خلفاء نے چندوں پر ہی زور دیا ہے۔لیکن خلیفہ ثانی کے دور سے جماعت نے جس طرح عام احمدیوں کے جذبات کو ابھار کر، مجبور کر کے، بلیک میل کر کے مذہب کے نام پر لوٹا ہے اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔

مرزا محمود صاحب کے دور میں ایک بار خواجہ حسن نظامی صاحب نے قادیان کو اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ مرزا محمود خلیفہ ثانی صاحب کی دعوت پر وزٹ کیا۔ اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں ''ہم نے قادیان میں امور عامہ کا معائنہ کیا، نشرواشاعت اور تحریک جدید کے دفاتر دیکھے، غرض بہشتی مقبرہ پہنچے تو اسے سبزہ ورستہ کے اعتبار سے واقعی جنت معنوی پایا، لیکن ایک بات بڑی حیران کن تھی کہ اس کے تمام درختوں اور پیڑوں پر قطار اندر قطار بیٹھے ہوئے پرندے ایک ہی راگ الاپ رہے تھے چندہ...... چندہ...... چندہ! اس بات کو لکھے ہوئے بھی ساٹھ ستر سال گزر چکے ہیں، اس کے بعد سے مرزا محمود صاحب اور ان کے بیٹوں کے ادوار میں تو اس سے کہیں زیادہ غریب احمدیوں کا خون نچوڑا جا رہا ہے۔ اور اب تو ان کی ہڈیاں بھی چوسی جا رہی ہیں۔ ہر شخص اس بوجھ تلے کراہ رہا ہے، مگر سسٹم اور ماحول ایسا بنا دیا گیا ہے کہ کوئی بول نہیں سکتا، مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں ہی اس چندہ سسٹم کی بڑی گہری بنیادیں رکھ دی تھیں اور پہلے خلیفہ کو چونکہ اتنی ذاتی دلچسپی نہیں تھی اس لئے معاملہ کچھ حد میں رہا مگر جب گدی مرزا صاحب کے بیٹوں اور پوتوں کے قبضے میں آئی تو آہستہ آہستہ شکنجہ سخت کرتے گئے اور مرید غریب ہوتے جا رہے ہیں لیکن پیر اربوں کی جائیدادوں کے مالک بن چکے ہیں اور مزید بن رہے ہیں۔ اب جب سے مرزا مسرور صاحب نے اقتدار سنبھالا ہے، ان کا بھی مطالبہ جماعت سے مزید قربانیوں کا ہے، اور سنا ہے کہ اب چندوں کے بقایا جات کی بڑی سختی سے پڑتال اور وصولی کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے۔ اب نویں نکور خلیفہ صاحب بھی اپنے پیشرو خلفاء کی روایت پر عمل کرتے ہوئے نئی تحریک ''طاہر فاؤنڈیشن'' جماعت کو پیش کر رہی ہے! ویسے میں نے حتیٰ الامکان موجودہ چندوں کی مکمل فہرست پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔لیکن ممکن ہے کہ کوئی کمی رہ گئی ہو تو توجہ دلانے والے کا شکر گزار ہوں گا۔ (۱) چندہ عام، ہر شخص کی آمدنی کا سولہواں حصہ (لازمی) (۲) چندہ وصیت، بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے خواہش مندوں کی آمد اور کل جائیداد کا دسواں حصہ (۳) چندہ جلسہ سالانہ (۴) چندہ تحریک جدید (۵) چندہ وقف جدید (۶) چندہ انصار اللہ، آمدنی کا سوداں حصہ (لازمی) (۷) چندہ اشاعت انصار اللہ (لازمی) (۸) چندہ سالانہ اجتماع انصار اللہ (لازمی) (۹) چندہ خدام الاحمدیہ (لازمی) (۱۰) چندہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ (لازمی) (۱۱) چندہ اشاعت خدام الاحمدیہ (لازمی) (۱۲) چندہ اطفال الاحمدیہ (لازمی) (۱۳) چندہ سالانہ اجتماع اطفال

الاحمدیہ(لازمی)(۱۴)چندہ اشاعت اطفال الاحمدیہ(لازمی)(۱۵)چندہ لجنہ اماﷲ (لازمی)(۱۶)چندہ سالانہ اجتماع لجنہ اماﷲ(لازمی)(۱۷)چندہ اشاعت لجنہ اماﷲ(لازمی)(۱۸)چندہ ناصرات الاحمدیہ(لازمی)(۱۹)چندہ سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ(لازمی)(۲۰)چندہ اشاعت ناصرات الاحمدیہ(لازمی)(۲۱)چندہ مساجد بیرون ملک(۲۲)چندہ مساجد اندرون ملک(۲۳)ایم ٹی اے (نیم لازمی)(۲۴)صدقہ (۲۵)زکوۃ(۲۶)بیوت الحمد(۲۷)درویش قادیان فنڈ(۲۸)افریقہ فنڈ(۲۹)یتامیٰ فنڈ(۳۰)غربا فنڈ(۳۱)نصرت جہاں فنڈ(۳۲)فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ(۳۳)مریم جہیز فنڈ(۳۴)طلباء فنڈ(۳۵)سومساجد جرمنی فنڈ(۳۶)سومساجد افریقہ فنڈ(۳۷)بیوگان فنڈ(۳۸)عید فنڈ(یہ فطرانہ کے علاوہ ہے، جو عید کی نماز سے پہلے یا بعد وصول کیا جاتا ہے)(۳۹)فطرانہ(۴۰)عطیہ جات برائے ہیومینٹی فرسٹ (ضروری نوٹ، ہیومینٹی فرسٹ کی تنظیم بظاہر انسانی ہمدردی کی تنظیم ہے، لیکن حقیقت میں شعبہ تبلیغ کا ذیلی ادارہ ہے اور جہاں تبلیغ کے چانس ہوں وہیں ان کی انسانی ہمدردی جاگتی ہے)(۴۱)ہر دوسرے تیسرے سال نئی دیگوں کی تحریک، جیسے ۳،۲ سال قبل پانچ سو دیگوں کی تحریک(۴۲)خاص تحریکات مثال کے طور پر لندن میں نئے مراکز کے لئے پانچ ملین کے بعد مزید چندہ کا مطالبہ، وغیرہ وغیرہ(۴۳)مساجد کے لئے مقامی جماعت سے پنکھوں ،قالینوں، وغیرہ وغیرہ کی تحریک(۴۴)بکروں کی قربانیاں خلیفہ وقت کی صحت وغیرہ کے لئے (۴۵)لجنہ کے مرکزی/ریجنل/مقامی مینابازار کے لئے دستکاری ودیگر اشیاء کے عطیہ جات(۴۶)مقامی اخراجات کے لئے (مثال کے طور پر مقامی نماز سنٹر کا آدھا کرایہ مقامی جماعت ادا کرے۔ نیز مقامی تبلیغی میٹنگز کے لئے توقع کی جاتی ہے کہ مقامی جماعت بوجھ اٹھائے اگر پورا نہیں تو کچھ حصہ دے)(۴۷)مقامی /ریجنل /مرکزی طور پر جماعتی /انصار/خدام/اطفال/لجنہ/ناصرات کے اجلاس/اجتماعات/سالانہ جلسہ/شوریٰ/انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کے علاوہ مختلف ،یوم مثلاً سیرت النبی ،یوم مسیح موعود، یوم مصلح موعود وغیرہ وغیرہ ،جماعت /انصار/خدام اور لجنہ کے تحت تبلیغی میٹنگز، مقامی/ریجنل/مرکزی سطح پر منعقد ہوتی ہیں، میں شمولیت کے لئے اخراجات کا حساب لگائیں تو صرف یہ اخراجات ہی ایک ہوشربا رقم بن کر سامنے آئے گی۔(۴۸)وقار عمل (دراصل بیگار عمل) کے نام پر جو جسمانی ،ٹیکنیکل، وقت کی بلا معاوضہ خدمات کا اجتماعی معاوضہ کا کوئی بھی حساب نہیں لگایا جاسکتا۔ اگر ہم ویسٹرن سٹینڈرڈ کے مطابق کم از کم پانچ ڈالر فی گھنٹہ بھی لگائیں اور ہر احمدی جب اپنا حساب خود لگائے کہ ایک سال میں اس نے کتنے گھنٹے وقار عمل کیا ہے اور کتنی دور اپنا پٹرول یا کرایہ خرچ کر کے گیا ہے، اور اس نے اتنے گھنٹے کام کر کے پاکستان/انڈیا/افریقہ میں کسی غریب رشتہ دار کی مدد کی

ہوتی تو کسی غریب کو سر چھپانے کو ایک کمرہ مل گیا ہوتا یا کسی کا مناسب علاج ہو گیا ہوتا، یا کہیں ٹھیلا لگا کر بچوں کی روٹی کما کر دے سکتا یا کسی غریب بیٹی کی رخصتی کیلئے خرچہ مہیا ہو جاتا یا کسی اندھے ہوتے ہوئے کی بینائی لوٹ آتی، دوسرے اگر یہ واقعی ''وقارِ عمل'' ہے اور بیگار عمل نہیں تو مرزا خاندان کے شہزادے کیوں اس باوقار کام سے مستثنٰی ہیں؟(۴۹) طاہر فاؤنڈیشن، دی گئی فہرست سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اسلام جو کہ دینِ فطرت ہے اس کو عام احمدیوں کی جیب سے دین کے نام پر آخری روپیہ تک کھینچنے کی ہوس میں نظام جماعت اور اس کے کرتا دھرتا لوگوں / نے اسلام کو احمدیت کا نام دے کر دینِ فطرت کی بجائے، دین چندہ، بنا دیا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اتنا دے کہ جتنا تجھے تکلیف میں نہ ڈالے، اور چندوں کی فہرست بتا رہی ہے کہ احمدی تکلیف میں پڑے ہوئے ہیں یا نہیں؟ چندہ لینے کے لئے اور جو دے رہے ہیں ان سے اور زیادہ نکلوانے کے لئے ہر قسم کے ذاتی، جماعتی، سماجی اور نفسیاتی غرضیکہ ہر حربہ استعمال ہوتا ہے۔

خیر چندے کا ذکر ضمنی طور پر آ گیا، اصل میں جب جرمنی آیا اور یہاں روحانی خزائن کا سیٹ خریدا اور تقابلی مطالعہ شروع کیا تو بات ہی کچھ اور نظر آئی، مثال کے طور پر مرزا صاحب کی پیشگوئیاں محمدی بیگم اور کئی دوسری، میرے لئے ایک سوالیہ نشان بنتی گئیں، اور کئی سوال میرے ذہن میں پیدا ہونے لگے، ان سوالوں کا کوئی تسلی بخش جواب نظر میں نہیں آیا۔ حتیٰ کہ ۵/۶ سال پہلے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا صاحب کے دعاوی جو ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں، اب میں نے مختلف مربیان اور دوسرے جماعتی علماء سے ان معاملات پر پرائیویٹ طور پر بحث شروع کر دی، آخر تقریباً تین سال پر محیط ان بحثوں کے نتیجے میں اور دوسری بہت ساری باتوں کا عمیق نظروں سے جائزہ لینے کے بعد میرا فیصلہ یہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب نہ تو مجدد تھے نہ ہی مسیح و مہدی موعود تھے اور نہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثانی وغیرہ تھے۔ اب ایک باضمیر شخص کی طرح ان میں بیٹھنا مشکل تھا، دوسری طرف چھوڑنے کا فیصلہ کرنا بھی اتنا آسان نہیں تھا، آخر میں نے جماعت چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اپنا ارادہ کسی کو بتایا نہیں مگر اپنے عہدوں سے صحت کی خرابی اور اپنی کاروباری مصروفیت کا عذر پیش کر کے عہدوں سے مستعفی ہو گیا اور خاموشی سے اپنے خاندان کو ذہنی طور پر تیار کرنا شروع کر دیا، کیونکہ میں اپنے خاندان کو تقسیم نہیں کرنا چاہتا تھا اور ان کو بھی ساتھ لے کر چلنا چاہتا تھا۔ اس طرح دو سے تین سال کے اندر میرے بچے اور بڑا داماد شیخ جاوید اقبال تیار ہو گئے کہ ہم جماعت کو چھوڑ دیں گے۔ جنوری ۲۰۰۳ء میں، میں نے محترم افتخار صاحب (سابق احمدی) سے کہا کہ اگر آپ کے پاس کچھ اینٹی قادیانیت لٹریچر ہو تو پڑھنے کے لئے مجھے دیں کیونکہ اس سے قبل اکا دکا کتاب سرسری طور پر پڑھی تھی لیکن باقاعدہ اس نظریہ سے نہیں کہ جماعت چھوڑنی ہے لیکن اس سے قبل دوسروں کی کاوشوں پر نظر ڈال لی جائے۔ افتخار

صاحب نے اگلے دن ہی کئی کتابیں مجھے لا کر دیں۔ فروری میں ہم نے جماعت چھوڑنے کا حتمی فیصلہ کر لیا اور سب سے پہلے میں نے اپنے بہترین دوست جمشید بھٹی صاحب، الیکٹریکل انسٹرکٹر، پاک بحریہ کو کراچی ٹیلیفون پر اطلاع دی، اس کے بعد ڈاکٹر (فزکس) امتیاز احمد صاحب، کولون، جرمنی کو دی۔ لیکن کچھ معاملات سلجھانے والے تھے اس لئے دونوں کا مشورہ تھا کہ اعلان میں کچھ توقف کیا جائے حالانکہ جمشید نے جب میرا فیصلہ سنا تو خوشی سے رو پڑا، آخر میں فیصلہ یہی ہوا کہ اعلان موخر کر لیا جائے۔ میری اہلیہ اس بات پر ابھی تک اڑی ہوئی تھیں کہ ماں باپ کا مذہب ہے میں نے نہیں چھوڑنا۔ وہ کہتی تھیں کہ مجھے کوئی دلیل نہیں آتی پر ہمارے باپ دادا پاگل تو نہیں تھے جنہوں نے مرزا صاحب کو مانا ہے، آخر میں ہم سب نے یہی فیصلہ کیا کہ اگر وہ اپنے عقیدہ پر قائم رہنا چاہتی ہیں تو رہیں، ہماری طرف سے انہیں کوئی مسئلہ پیش نہیں آئے گا۔ میں نے انہیں کہا کہ خدا کے لئے اس جماعت کے پیچھے لگ کر اپنا گھر نہیں اجاڑنا اور میرے لئے یا اپنے بچوں کے لئے کوئی مسائل نہ کھڑے کر دینا کیونکہ یہ جماعت بھائی کو بھائی کے خلاف، اولاد اور ماں باپ کو ایک دوسرے کے خلاف، میاں بیوی کو ایک دوسرے کے مقابل مذہب اور دین سے وفاداری کے نام پر کھڑا کر دیتے ہیں اور جاسوسی تک کرواتے ہیں، باقی آپ کی مرضی! ابھی اعلان علیحدگی نہیں کیا تھا کہ مارچ ۲۰۰۳ء کے آخر میں مجھے دل کی تکلیف ہو گئی جس کی وجہ سے اگست کے درمیان تک کا عرصہ لگاتار ہسپتالوں کے قیام کی صورت میں نکلا۔ اگست میں ہسپتال سے آنے کے ایک ہفتہ کے بعد افتخار احمد صاحب، کولون جرمنی ملنے آئے، ان سے بات ہوئی کہ کسی دن فرانکفرٹ چلا جائے اور مکرم مولانا قاری مشتاق الرحمان صاحب امیر ختم نبوت جرمنی سے ملاقات کی جائے۔ اس سے قبل میرا ان کے ساتھ براہ راست رابطہ کبھی نہیں رہا تھا، مگر ان کو غالباً افتخار صاحب کے ذریعہ میرے جماعت چھوڑنے کے ارادہ کا علم ہو چکا تھا۔ آخر شہر ''اوفن باخ ام مائینز'' کی مسجد توحید میں ہم ان سے ملنے گئے، وہاں جا کر ان کو ملے تو جو کچھ سنا تھا، اس کے بالکل برعکس پایا، ان کی بات چیت کا طریقہ پسند آیا، اس وقت تک اعلان کا کوئی واضح ارادہ نہ تھا، مجھے مولانا مشتاق الرحمان صاحب کہنے لگے کہ آپ کا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ نماز کے بعد واپس جاؤں گا، آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا، اس لئے حاضر ہوا تھا، فرمانے لگے کہ آئے ہیں تو اعلان بھی کر دیں، جماعت چھوڑنے کا عملی طور پر آپ چھوڑ ہی چکے ہیں۔ میں نے چند لمحے سوچا اور ہاں کر دی۔ اس طرح ۲۳، اگست ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ کو میں نے بعد نماز ظہر مولانا مشتاق الرحمان صاحب کے ہاتھ پر قادیانیت چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا اور اسی شام کو مرزا مسرور احمد صاحب کے نام ایک خط میں جماعت احمدیہ سے اپنی علیحدگی کی اطلاع کر دی، ساتھ ہی مختلف ذرائع کو انفارم کر دیا تا کہ اس کی فوری اور مناسب تشہیر ہو

جائے، ایک ناخوشگوارسی بات درمیان میں آگئی کہ پتہ نہیں، کس طرح مگر کسی بھی غلط فہمی کے تحت میرے بارے میں لکھا گیا کہ جرمنی کی جماعت کے سربراہ، حالانکہ میں مرکزی سطح کا عہدیدار تو رہا ہوں مگر سربراہ نہیں۔ خیر اس طرح میں، میرے چھ بچے، اہلیہ، داماد اور ایک شیر خوار نواسہ یعنی کل دس افراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح غلامی میں واپس آئے۔ ایک بڑی اہم بات جس کا تذکرہ ضروری ہے کہ جس دن میں نے مولانا مشتاق الرحمان صاحب سے ملاقات کرنی تھی، اس سے ایک دن قبل شام کو میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ صبح میں مولانا صاحب سے ملنے جارہا ہوں تو انہوں نے پوچھا کہ کیا صبح اعلان کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، میں نے جواب دیا کہ ممکن ہے صبح ہی اعلان کردوں یا کچھ دن ٹھہر کر، بہر حال اب بہت جلد اعلان کر دینا ہے۔ وہ سخت پریشان ہوگئیں اور پریشانی کے عالم میں پورے گھر میں کافی دیر، کبھی صحن کے باغیچہ میں، کبھی تہہ خانہ میں، کبھی اوپر والی منزل پر کسی بے چین روح کی طرح گھومتی رہیں اور کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ پھر مغرب کے وقت مصلّٰی لے کر نماز میں مشغول ہوگئیں، تقریباً دو گھنٹے رو رو کر دعا کرتی رہیں۔ آخر تھک ہار کر مصلّٰی پر ہی سوگئیں۔ میں نے ان کے سر کے نیچے آہستگی سے تکیہ رکھ دیا اور اوپر کمبل اوڑھا دیا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے پھر پوچھنے لگیں کہ کیا آج آپ نے اعلان کرنا ہے، میں نے کہا کہ شاید کچھ دن بعد۔ کہنے لگیں کہ میں بھی فیصلہ میں آپ کے ساتھ شریک ہوں، میں ہکا بکا رہ گیا کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں اور جب مجھے سمجھ آئی تو خدا کا شکر کیا کہ یہ تو بڑا کرم ہوا۔ اس وقت تو نہیں اگلے دن انہوں نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ "ہم میاں بیوی اور ہماری بیٹی اکٹھے کھڑے ہیں اور ایک بڑا ہال ہے، اس کی چھت مٹی کی ہے، ہم تینوں اس چھت کو ایک طرف اکٹھا کرتے ہیں تو وہ دیکھتی ہے کہ اس چھت کے ہٹنے سے ایک اور چھت ظاہر ہوتی ہے جو کہ پکی ہے اور اس میں چاندی کی طرح سفید چمکدار سٹیل کی پٹیاں لگی ہوئی ہیں اور یہ دیکھ کر وہ خواب میں ہی کہتی ہے کہ لو یہاں تو اس سے بھی زیادہ خوبصورت اور پکی چھت موجود ہے"۔ کہنے لگیں کہ مجھے خدا نے بتا دیا ہے کہ اب تک ہم کچی چھت کے نیچے تھے۔ لیکن اب خدا ہمیں پکی اور امن والی چھت دے رہا ہے۔ اس طرح جو آخری رکاوٹ تھی، وہ بھی خدا نے اپنی رحمت سے دور کر دی اور یوں ہمارا پورا خاندان اکٹھا اسلام کی وادی میں داخل ہوا، الحمدللہ۔

کسی شخص کے جماعت کو چھوڑنے کے بعد اس کو تنگ کرنے کے لئے جماعت سے جو بھی بن پڑتا ہے، کرتے ہیں۔ کیا یہ غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی نہیں کہ لوگوں کو جماعت سے نکلے یا نکالے ہوئے لوگوں سے ملنے سے روکا جائے۔ بڑوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ بچوں تک کی زندگیاں بھی تلخ کرتے ہیں اور اسی طرح مجھے بھی ہر طرح سے نقصان پہنچا رہے ہیں، ہراساں کرنے کی کوشش کررہے ہیں، قریبی رشتہ داروں پر مکمل طور پر قطع تعلق کرنے کے لئے دباؤ ڈال

رہے ہیں۔اس کے علاوہ آج مجھ پر اور میرے خاندان پر بے بنیاد الزامات و بہتانات لگائے جا رہے ہیں، یہ الزام اس وقت کہاں تھے، جب تک میں نے علیحدگی کا اعلان نہیں کیا تھا؟ کہنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ بیان ہوتا رہے گا، ان شاءاللہ۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ہم (میں اور میری فیملی) خوش ہیں، مطمئن ہیں بلا تخصیص فرقہ، بیشمار مسلمان بھائیوں نے امریکہ، آسٹریلیا، یورپین ممالک، پاکستان، سعودی عرب، عرب امارات سے، بذریعہ ٹیلیفون اور ذاتی طور پر تشریف لا کر مجھے مبارکباد کے پیغامات دیے۔مکرم نواز شریف کے داماد کیپٹن صفدر صاحب نے مکہ مکرمہ سے فون کر کے اپنی اور نواز شریف صاحب کی طرف سے مبارک باد دی۔مکرم محمد رفیق تارڑ صاحب سابق صدر پاکستان نے فون کر کے ازراہ شفقت مبارک دی، نیز علماء کرام میں سے پاکستان سے محترم مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے اور دوسرے بہت سے اکابرین ختم نبوت نے، مکہ مکرمہ سے محترم ڈاکٹر سعید عنایت اللہ صاحب، مکرم قاری شاکر صاحب، مکرم عبدالحفیظ مکی صاحب، لندن سے محترم مولانا منظور الحسینی صاحب امیر ختم نبوت برائے یورپ، مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب، محترم مبلغ ختم نبوت مولانا سہیل باوا صاحب، مکرم مولانا مفتی سہیل صاحب، سمیع اللہ صاحب کرائیڈن، منہاج القرآن کے مولانا حسن محی الدین صاحب، اور بہت سے دوسرے، ان سب نے اچھے طریقے سے اور میری توقعات سے بہت بڑھ کر خوش آمدید کہا اور ہر طرح سے تعاون کی پیشکش کی ہے، ان میں کروڑ پتی بھی شامل تھے اور غریب بھی میں ان سب کا دلی ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے، آمین۔

احمدی دوستوں کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ آپ نے مرزا صاحب کو مسیح و مہدی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مانا ہے، اگر مرزا صاحب کی تحریروں کو ہی غور سے، غیر جانبدار ہو کر پڑھیں اور ان کا موازنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے کریں گے، تو آپ کو ان کے دعوے اور ڈراوے ہوا بھرے غباروں سے زیادہ نہیں نظر آئیں گے۔مرزا صاحب کے کردار اور شخصیت کو پرکھیں، ان کی اپنی کتب، ان کے صاحبزادگان کی کتب اور ان کے اصحاب کی کتب کے مطالعہ سے آپ کو بہت کچھ نظر آئے گا۔لیکن وہ نہیں جو یہ آپ کو پڑھانا چاہتے ہیں، بلکہ وہ پڑھیں جو یہ خود غلطی سے شائع کر چکے ہیں اور اب اس کو چھپاتے پھر رہے ہیں اور آپ خود کہہ اٹھیں گے کہ مرزا صاحب کچھ بھی ہو سکتے ہیں مگر نبی نہیں، اور نہ ہی کسی نام او رنگ میں اس درجے کے اہل ہو سکتے ہیں۔مرزا صاحب کو مان کر کوئی شخص احمدی یا قادیانی تو ہو سکتا ہے مگر مسلمان نہیں۔اسلام اللہ کا بنایا ہوا دین ہے اور احمدیت مرزا صاحب کا بنایا ہوا دین ہے۔لہٰذا یہ دو الگ الگ مذہب ہیں۔

مسلمان بھائیوں کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ عام احمدی کو برا نہ کہو اور گالی نہ دو۔پیار محبت سے ان کو بلاؤ، کیونکہ وہ مجبور ہیں، بےقصور ہیں۔یہ صرف پڑھائے ہوئے ہی نہیں بلکہ سدھائے ہوئے ہیں۔ان کی برین واشنگ ہوئی ہے۔ڈائیلاگ سے،حکمت سے ان میں سے کافی لوگوں کو سمجھایا جا سکتا ہے۔ان میں کافی اچھے لوگ بھی ہیں۔لیکن ان کے لئے ان کا سماجی، مذہبی اور نفسیاتی جال توڑنا اتنا آسان نہیں۔کئی اس جال کو توڑنا چاہتے ہیں لیکن ان کو گائیڈ کرنے والا،سہارا دینے والا نہیں ملتا،اس جال کو توڑنے میں آپ اپنے اخلاق،حکمت اور حسن سلوک سے ان کی مدد کر سکتے ہیں۔آپ کا سخت رویہ یا سخت الفاظ ان کو جماعت کے خول میں پناہ کے لئے واپس دھکیل سکتا ہے،لیکن آپ کی نرمی اور حسن اخلاق ان کو اسلام کی آغوش میں آنے کے لئے پُل کا کام دے سکتا ہے۔شکریہ!

☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پہلا کھلا خط

منجانب

شیخ راحیل احمد، جرمنی

سابق احمدی، سکنہ ربوہ (حال مقیم) جرمنی

بنام

جناب مرزا مسرور احمد صاحب

خلیفہ و مرکزی سربراہ انٹرنیشنل جماعت احمدیہ لندن

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

جناب آپ نے اس عاجز کا نام تو سنا ہوا ہے، مجھے صحیح طرح علم نہیں کہ آپ کے عہدیداران نے آپ کے سامنے میری کیا تصویر پیش کی ہے لیکن میں چونکہ اس نظام کا پچاس سال سے زیادہ ایک فعال حصہ رہا ہوں جسکی اب آپ سربراہی کر رہے ہیں اس لئے اندازہ کر سکتا ہوں کہ آپ کے سامنے میری تصویر ایک بھیانک قسم کے دشمن کے طور پر پیش کی گئی ہوگی، لیکن میں آپ کو اس کھلے خط کے ذریعہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نہ تو آپکا اور نہ ہی جماعت احمدیہ کا دشمن ہوں ، بلکہ میں آپ لوگوں کا اللہ کی خاطر ہمدرد اور مخلص ہوں اور میرا یہ خط اسی خلوص کا مظہر ہے۔ میں صرف مرزا غلام احمد صاحب کے ان خیالات وعقائد سے جو اسلام کی اصل تعلیم کے خلاف ہیں، اختلاف کرتا ہوں اور آپ کی جماعت میں شامل اپنے عزیزوں اور دوستوں کی محبت سے مجبور ہو کر ان کو دیانتداری سے ان کفریہ اور توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم والے خیالات سے بچانا چاہتا ہوں۔ اور آپ کو بھی یہ چند سطور لکھنے کی وجہ قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل ہے کہ دوسروں کو نیکی کی طرف بلاؤ، کیونکہ ہم دونوں ایک ہی شہر کے رہنے والے ہیں یعنی کہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے، اس لئے آپ کا مجھ پر حق ہے اور میرا فرض ہے کہ میں آپ کو اس نیک بات کی طرف بلاؤں، جسکا حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے اذن سے دیا ہے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حیات عیسیٰ علیہ السلام، چودہ صدیوں سے مسلمانان عالم کے متفقہ عقائد ہیں، اور آپ کے پرداداو بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بھی کم وبیش ۵۲ سال تک ان عقائد سے متفق رہے۔ اور ان کے عقائد میں اس وقت تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی جب ان کو بشیر اوّل کی

وفات کے کچھ عرصہ بعد ہسٹیریا اور مراق وغیرہ کے دورے پڑنے شروع ہوئے خاکسار اس بات کو مرزا غلام احمد صاحب کے اپنی تحریر کے حوالوں سے پیش کرتا ہے۔

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کی پہلی دو جلدیں ۱۸۸۰ء میں شائع کیں، تیسری ۱۸۸۲ء میں اور چوتھی ۱۸۸۴ء میں اور پانچویں جلد ۲۳ سال کے بعد شائع ہوئی۔ اس کتاب (براہین احمدیہ) کے بارہ میں مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ جات یہ ہیں۔ (دعوے تو بہت ہیں صرف چند کا ذکر کر رہا ہوں)

(۱)...... ''اس عاجز نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے''۔

[اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۱۱]

(۲)...... ''کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے...... اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت وقدر ومنزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپے دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔ (صفحہ ۲۳)...... اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں (صفحہ ۲۴)...... اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے''۔ (صفحہ ۲۵)

[بحوالہ اشتہار نمبر ۱۱/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۲۳ تا ۲۵]

(۳)...... ''اس پراگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہو''۔

[بحوالہ اشتہار نمبر ۱۶/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۴۳]

(۴)...... ''یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے انی انا ربک آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً وباطناً حضرت رب العالمین ہے''۔

[اشتہار نمبر ۱۸/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۵۶]

میرے محترم، جب ہم اوپر کے حوالوں کو دیکھیں تو صورت یہ بنتی ہے کہ براہین احمدیہ ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے تین سو قوی دلائل کے ساتھ اسلام اور قرآن کی حقانیت وصداقت کی ضامن ہے اور یہ کتاب خدا تعالیٰ نے خود مخفی اسرار کھول کر مرزا غلام احمد صاحب سے بطور ملہم، مامور مجدد کے لکھوائی ہے اور مؤلف کو اس کتاب کی صحت اور صداقت پر اتنا

یقین ہے کہ اس نے ان دلائل کو توڑ کرنے والے کے لئے دس ہزار روپے کا انعام بھی رکھ دیا ہے، اس مضبوط کتاب پر رسول کریم ﷺ نے بھی خواب میں آ کر خوشی اور رضامندی کا اظہار کیا ہے اور اس کتاب میں مصنف نے خدا کے سکھائے ہوئے اسرار و حقائق کے نتیجے میں حیات مسیح کا اقرار کیا ہے۔ لیکن آج جماعت وفات مسیح کی موید ہے۔ فاضل مصنف فرماتے ہیں، ''ھو الذی ارسل رسول بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علیٰ الدین کلہ''۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ غلبہ حضرت مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا...... حضرت مسیح کی پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے'' [بحوالہ براہین احمدیہ/ حصہ چہارم/ رخ جلد۱/ صفحہ ۵۹۳]۔ اس میں واضح طور پر مرزا غلام احمد صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں آنے کا اقرار کر رہے ہیں، حوالے اور بھی ہیں مگر اس جگہ مقصد بحث نہیں بلکہ حق کی طرف بلانا ہے۔ آیئے دیکھیں کہ کیا میں مطلب صحیح سمجھتا ہوں، مرزا صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔ ''میں نے براہین احمدیہ میں جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے، وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں سو اسی ظاہری اعتقاد سے میں نے لکھ دیا تھا...... لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی طور پر خلافت ہوگی۔ یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے'' بحوالہ [ازالہ اوہام/ صفحہ ۱۹۶/ رخ جلد۳] یعنی یہ اقتباس تصدیق کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی براہین احمدیہ میں اپنے عقیدہ کے طور پر مسلمانوں کا ۱۳۰۰ سالہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے، کو بطور آثار مرویہ نبی الزمان ﷺ کے درج کیا ہے۔ اور کیا یہ عقیدہ واقعی متفقہ عقیدہ تھا اس بارے میں، میں آپ کے پیشرو یعنی کہ خلیفہ ثانی، جو کہ پسر موعود بھی کہلاتے ہیں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں فرماتے ہیں، ''پچھلی صدیوں کے سب مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا ہے اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے...... حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) سے پہلے جس قدر اولیاء اور صلحاء گزرے ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ خیال کرتا تھا''۔

[بحوالہ حقیقۃ النبوۃ/ صفحہ ۱۴۲/ مصنف مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی]

مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے پسر موعود کے ان حوالوں کو جو، اب تک میں نے پیش کئے ہیں سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

(۱)...... براہین احمدیہ خدا کے کھولے ہوئے اسرار و حقائق کے تحت لکھی گئی جس کا ظاہراً و باطناً خدا خود ذمہ دار ہے اور ہر لکھی ہوئی بات اتمام حجت ہے۔

(۲)......مرزا صاحب نے اس میں، حیات مسیح ابن مریم کے بارہ میں اپنے عقیدہ کا اظہار، صحابہ کبارؓ، اولیاء کرام، صلحائے کرام اور عام مسلمانوں کے تیرہ سو سالوں کے عقیدہ کے مطابق کیا ہے۔

اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب ۱۲ سال تک اس عقیدہ کی اشاعت کرتے ہیں، پھر اپنی کتاب ''توضیح مرام'' میں ۹۱، ۱۸۹۲ء میں دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان پر بارش کی طرح الہامات کر کے بتایا ہے کہ قرآن کریم میں تین جگہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے اور اگلی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں یہ تیس جگہ بن گئی، کس طرح دعوؤں میں ترقی کرتے ہیں، ان کے ذکر کا یہ موقع و محل نہیں اب جو انتہائی اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں، میں ان پر بعد میں آتا ہوں، اس سے قبل ایک دو نہایت اہم حوالہ جات پیش کرنا چاہتا ہوں، جناب مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں، ''ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے''۔ بحوالہ [براہین احمدیہ، حصہ پنجم/صفحہ ۲۶۲/رخ جلد ۲۱] اور دوسری جگہ لکھتے ہیں، ''فمن سوع الادب ان یقاتل ان عیسیٰ مامات ان ھوا لا شرك عظیم یاكل الحسنات'' ترجمہ۔ سو من جملہ سوئے ادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرا نہیں، یہ تو نرا شرک عظیم ہے۔ جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے،۔[بحوالہ الاستفتاء/صفحہ ٦٦٠/رخ جلد ۲۲]

اب میرے دل میں سوال یہ پیدا ہوتے ہیں:۔

(۱)......مرزا صاحب نے اپنی معرکتہ الآراء تصنیف میں جو کہ خدا تعالیٰ نے اپنی حفاظت، اور اہتمام میں نہایت تحقیق اور دقیق، کے ساتھ مئولف کو ملہم، مجدد اور مامور کے درجہ پر فائز کر کے لکھوائی اس میں الہاماً ایسا متفقہ عقیدہ بابت حیات عیسیٰؑ لکھوایا جو کہ ۱۳ صدیوں سے امت کا، اولیاء کا، صلحا کا عقیدہ تھا۔ کیا وہ عقیدہ نہیں تھا؟

(۲)......یا اس تحریر کے بارہ برس کے بعد مرزا صاحب نے ایک سو اسی ڈگری کا پھیر کھا کر بغیر کسی ثبوت کے (نام نہاد ثبوت بعد میں ڈھونڈے گئے) مسلم امہ کے متفقہ عقیدہ کی نفی کرتے ہوئے، وفات عیسیٰؑ کا جو عقیدہ بیان کیا وہ صحیح ہے؟ کیا پہلا عقیدہ براہین احمدیہ والا اب اتمام حجت نہیں رہا؟

(۳)......دونوں الہاموں میں سے کونسا الہام صحیح ہے؟ وہ الہام جو کہ رسول کریم اور صحابہؓ، اولیاء، صلحا اور امت کے عقیدہ کے مطابق تھا یا وہ الہام جو کہ بالکل مخالف سمت میں تھا؟

(۴)...... مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ شریف آدمی کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا، تو کیا خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) شریف آدمی سے بھی گیا گزرا ہے جس کے الہامات میں اتنا زیادہ تناقض ہے کہ ۱۸۸۰ء میں تو عیسیٰؑ کی زندگی کا الہام کرتا ہے اور ۱۸۹۱ء میں ان کی وفات کا الہام کرتا ہے؟

(۵)......وہ کتاب جس کا متولی اور مہتمم خود خدا تعالیٰ ہو، کیا اس میں محض گپ لکھوائی تھی خدا تعالیٰ نے اپنے مجدد سے؟

(٦)......وہ کتاب جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے مامور سے الہام کر کے، نہایت تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ

سے تہہ کو کھلوا کر لکھوائی اس میں شرک عظیم ہی لکھوانا تھا، جیسا کہ مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ حیات عیسیٰ کا عقیدہ شرک عظیم ہے؟

(۷)......اگر یہ عقیدہ گپ ہے تو کیا مرزا صاحب نے بطور مجدد لوگوں کو، اسلام کی حقانیت اور معارف قرآن کے نام پر گپ پڑھنے کو دی؟

(۸)......اگر یہ عقیدہ شرک عظیم ہے تو کیا مرزا صاحب بطور مامور من اللہ لوگوں کو مضبوط اور مستحکم دلائل کی آڑ میں شرک کی تعلیم بیچتے رہے؟ اور پیسے کماتے اور چندے سمیٹتے رہے!

(۹)......کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، اولیاء، تیرہ صدیوں کے مجددین، صلحاء اور تیرہ صدیوں کی امت، سب کے سب گپ پر یقین کرتے ہوئے شرک میں (نعوذ باللہ) مبتلا تھے؟

(۱۰)......یا اپنی کتاب کی فروخت کے لئے سب ڈرامہ تھا؟ یا خدا، رسول، قرآن کے نام پر لاشعوری دکانداری تھی؟

(۱۱)......یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مجدد بارہ سال تک شرک لکھ کر اسکی اصلاح بھی نہیں کرتا، حالانکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ایک لحہ بھی غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا، یا انکا لحہ بارہ برس پر محیط ہوتا تھا؟ یا خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) بھول گیا تھا مرزا صاحب کی غلطی درست کرنا؟

(۱۲)......کیا ایسا تو نہیں کہ مرزا صاحب کا پہلے عقیدہ اور جو کچھ انہوں نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے، بالکل صحیح ہو اور جب ۱۸۸۸ء میں بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہسٹیریا کے دورے پڑنے شروع ہوئے [بحوالہ روایت نمبر ۱۹/ سیرت المہدی/ جلد ۱/ مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی] انکی وجہ سے موقع پا کر الہامات میں شیطان داخل ہو گیا ہو جیسا کہ سورۃ الحج میں لکھا ہے کہ بعض دفعہ شیطان وحی میں مداخلت کر دیتا ہے، اور مرزا صاحب بھٹک گئے ہوں اور بوجہ اپنی مختلف بیماریوں بالخصوص مراق اور مالیخولیا وغیرہ کی وجہ سے شیطانی اور رحمانی الہامات میں فرق نہ کر سکے ہوں؟

اور آپ دیکھ لیں کہ مرزا صاحب نے اسکے بعد اپنے دعوؤں میں ترقی کرنی شروع کر دی اور جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' صفحہ ۲۴۲ پر لکھا ہے، ''دجال کا حدیثوں میں ذکر پایا جاتا ہے وہ پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدائی کا دعویدار بن جائے گا'' کے مطابق حتیٰ کہ خدائی کے دعویٰ حوالہ کیلئے [کتاب البریہ/ صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۵/ رخ جلد ۱۳] تک پہنچے۔ اور پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھا۔

مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ سمجھانے کے لئے اس کے بعد بھی کبھار صحیح الہام سے نوازتا رہا، کم از کم یہ الہام تو بالکل ان کے حسب حال اور صحیح لگتا ہے، ''وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا''۔ [حقیقت الوحی/ صفحہ ۱۰۸/ رخ جلد ۲۲]۔

میرے محترم ہم وطن، میں آپ کو اس خدا کی طرف بلاتا ہوں، جسکی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں راہ دکھائی ہے

اور جس راہ سے بدقسمتی سے آپ کے پردادا جان نے لوگوں کو (لاشعوری طور پر) بھٹکایا ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے، لیکن اصل اور ہمیشہ کی زندگی آگے کی ہے اس کا فکر کرتے ہوئے، کفریہ عقائد کو لات ماریئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی غلامی میں آجائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اس مصنوعی عزت کے بدلے اصل عزت سے اتنا زیادہ نوازے گا کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے، اور آپ کے خوف کو (جو ہر وقت انسانی حفاظتی حصار میں قید رہتے ہیں) امن اور آزادی میں بدل دے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حق اور جو دوسرے بھی اس خط کو پڑھیں، ہدایت سے نوازے، آمین۔ کیا میں آپ کی جناب سے جواب کی امید رکھوں؟

اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو میں ختم نبوت کے پہلو پر بھی آپ سے مرزا صاحب کے حوالوں کے ساتھ غور کرنے کی دوبارہ درخواست کروں گا۔

میں ہوں آپ کا مخلص و ہمدرد

شیخ راحیل احمد (سابق احمدی)

۱۳..... مئی ۲۰۰۴ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسرا کھلا خط

منجانب
شیخ راحیل، جرمنی
سابق احمدی، سکنہ ربوہ، (حال مقیم) جرمنی

بنام

جناب مرزا مسرور احمد صاحب امام جماعت احمدیہ واحباب جماعت احمدیہ

محترم خلیفہ صاحب و بزرگو و دوستو

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار آپ میں سے بہت سوں کی طرح احمدی ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوا، ربوہ میں پلا بڑھا، اور آپ ہی کی طرح کچھ عرصہ قبل تک اندھے یقین اور جماعت کے بزرجمہروں کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر مرزا غلام احمد صاحب کو مہدی موعود، مسیح موعود اور نبی خیال کرتا تھا، مگر اچانک ایک واقعہ نے مجھے توجہ دلائی اور میں نے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتب اور سیرت کا مطالعہ غیر جانبدار ہو کر کیا تو مرزا صاحب کے دعویٰ جات صرف اور صرف تضادات کا شاہکار نظر آئے۔ مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ ''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔ [براہین احمدیہ، حصہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/ صفحہ ۲۷۵]۔ اور انہی تضادات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جناب مرزا صاحب کے دعویٰ جات نہ صرف بے بنیاد ہیں بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور ان کے مقام نبوت پر حملہ ہیں۔ چونکہ میری عمر کا ایک بڑا حصہ آپ لوگوں میں گزرا ہے اس لئے قدرتی طور پر میں آپ کے لئے ایک للہی لگاؤ محسوس کرتا ہوں اور اسی وجہ سے یہ چند سطور آپ کی خدمت میں پیش خدمت ہیں، میری آپ سے درخواست ہے کہ انہیں پڑھئے اور ایک بار غور ضرور کیجئے۔

جناب مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ براہین احمدیہ میں ہی خدا نے انکا نام نبی اور رسول رکھا ہے، فرماتے ہیں ''کہ خدا تعالیٰ کی وہ جو پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں...... اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے''۔ [ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۲۰۶]۔ آیئے قرآن کریم، احادیث اور مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے جائزہ لیں کہ مرزا صاحب کا مقام کیا ہے؟ اور وہ اپنی تحریروں کے آئینے میں کیا ہیں؟

<u>قرآن کریم</u> میں واضح طور پر لکھا ہے ''نہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں

گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔ الاحزاب:۴۱ (یہ ترجمہ، تفسیر صغیر سے لیا گیا ہے جو جماعت احمدیہ نے شائع کیا ہے)۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت اور مثال دے کر بتا دیا کہ جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں، اسی طرح وہ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ تو آیئے دیکھیں کہ حدیث ان معنوں کی تصدیق کرتی ہے یا نہیں، اس سلسلے میں تین مختلف ادوار کی احادیث پیش خدمت ہیں۔ (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا مگر ایک زاویئے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے اردگرد گھومتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا (قصر نبوت کی) یہ اینٹ میں ہوں، میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا، قصر نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (بخاری، مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابن عساکر)۔ اس کا مطلب ہے وہ ایک اینٹ جو رکھ دی گئی اس میں اب کوئی اینٹ نہ لگے گی اور نہ نکلے گی۔ (۲) حجۃ الوداع کے اہم موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''لوگو! حقیقت یہ ہے کہ نہ تو میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت! تو تم اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں پڑھتے رہو، رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ بخوشی ادا کرو اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو، تم اپنے مالک و آقا کی جنت میں داخل ہوسکو گے۔ (کنزل اعمال، علی حاشش، مسند احمد، صفحہ ۳۹۱)۔ اب آپ دیکھیں گے کہ یہ حدیث انتہائی وضاحت سے بتا رہی ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے نہ ہونے پر ایمان پہلی شرط ہے اور اسکے بعد دوسری باتوں پر یعنی پانچ ارکان اسلام پر ایمان ضروری ہے۔ یہ اعلان اس وقت کے مسلمانوں کے سب سے بڑا اجتماع میں کیا تھا۔ (۳) اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرض وفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں، عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ حضور ہمیں الوداعی خطاب فرما رہے ہیں، آپ نے تین مرتبہ فرمایا ''میں اُمی نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جب تک میں تم میں موجود ہوں، میری بات سنو اور اطاعت کرو اور جب مجھے دنیا سے لے جایا جائے تو کتاب اللہ کو تھام لو، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔ رواہ احمد۔ یعنی وقت وصال کے وقت بھی یہی تاکید تھی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اوپر دیئے گئے حوالوں سے ایک بات واضح ہوجاتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ لیکن کیا اوپر دیئے گئے حوالوں کی کوئی تاویل ہوسکتی ہے؟ قبل اس کے ہم ختم نبوت کے موضوع پر مرزا صاحب کے ارشادات پیش کریں مرزا غلام احمد صاحب کے اپنے بارے میں اور انکی کتاب براہین احمدیہ کے بارے میں اور مجدد کے متعلق کچھ ان کے اپنے ارشادات بیان کردیں، کیونکہ یہ ارشادات آپ کو ممکن ہے کہ میرا مافی الضمیر سمجھنے

میں مدد کریں۔

براہین احمدیہ: مرزا صاحب نے سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ لکھی، براہین احمدیہ کی پہلی چار جلدیں ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئیں، اور پانچویں جلد ۲۳ سال کے بعد شائع ہوئی اور اس کتاب کے بارے میں انکے یہ دعویٰ جات ہیں (دعوے تو بہت ہیں صرف چند کا ذکر کر رہا ہوں) (۱) ''اس عاجز نے ایک کتاب......ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے''۔اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء [مجموعہ اشتہارات/ جلد اول/ صفحہ ۱۱]۔(۲) اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں......اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہوتو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے''۔[اشتہار نمبر ۱۱/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/صفحہ ۲۳ تا ۲۵]۔(۳) ''اس پراگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہو''۔[اشتہار نمبر ۱۶/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/صفحہ ۴۳]۔(۴) سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے''۔[اشتہار نمبر ۱۸/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/صفحہ ۵۶]۔

مجدد کی تعریف میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: (۱) جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مدویت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں......اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور انکی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی۔کیونکہ وہ کلی مصفا کئے گئے اور تمام وکمال کھینچے گئے ۔[فتح اسلام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۷، حاشیہ] ۔اپنی ذات کے بارے میں معصوم عن الخطا ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔(۱) اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا۔اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے''۔[نور الحق حصہ دوئم/ رخ جلد ۸/صفحہ ۲۷۲]۔(۲) میں نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔[مواہب الرحمٰن/ رخ جلد ۱۹/صفحہ ۲۲۱]۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب آیت خاتم النبیین کی کیا تفسیر کرتے ہیں، مرزا صاحب اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔(۱) ''یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے، مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔دوسری جگہ سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۱ (مندرجہ بالا) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں (۲) کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی سے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا

کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسول کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے جبکہ آپکی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا‘‘۔[حمامتہ البشریٰ/ رخ جلد۷/صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۱]۔(۳)’’قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو‘‘۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۵۱۱]۔(۴) حسب تصریح قرآن کریم، رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے، کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی؟[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۳۸۷]۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مجدد ہیں اور قرآن ان کو خدا نے سکھایا ہے اور ہر قسم کے دلائل سے، تحقیق سے اثبات صداقت اسلام پیش کرنے کے دعوے دار ہیں اور کوئی لفظ خدا کی مرضی کے بغیر نہیں نکالتے، اور تجدید دین کے لئے خدا ان کو ایک لحہ بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا، اس حیثیت میں وہ ختم نبوت کا انہی معنوں میں اقرار کررہے ہیں جن معنوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہؓ اور آئمہ دین و مسلمان تیرہ صدیوں سے ایمان رکھتے تھے۔ اور اس کے علاوہ کسی بھی دوسرے قسم کے معنی کو کفر قرار دے رہے ہیں، مرزا صاحب کے بیٹے وخلیفہ ثانی بھی ہمارے اس یقین کی تصدیق کرتے ہیں، فرماتے ہیں’’الغرض حقیقت الوحی کے حوالہ نے واضح کردیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپکا (مرزا غلام احمد صاحب، ناقل) عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی‘‘۔[الفضل ۶ ستمبر ۱۹۴۱ء/ خطبہ جمعہ/ کالم ۳]۔اب ہوتا کیا ہے کہ کچھ علمائے حق نے خدا کی دی ہوئی فراست سے اندازہ لگالیا کہ ان صاحب کا ارادہ نبی بننے کا ہے اور انہوں نے جب اعتراض اٹھائے تو مرزا صاحب کے جوابات ملاحظہ ہوں۔’’ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں‘‘۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۲/صفحہ ۲۹۷ تا ۲۹۸]۔اس طرح وقتی طور پر مخالفت کو کم کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، لیکن علمائے حق کے خدشات صحیح نکلتے ہیں کہ ان صاحب (یعنی مرزا غلام اے قادیانی صاحب) کا مالیخولیا و مراق جیسے جیسے ترقی کرے گا، اسی طرح ان کے دعویٰ جات بھی بڑھیں گے۔ مرزا صاحب کو مراق تھا یا نہیں؟ میرے خیال میں یہ حوالہ کافی ہے!’’ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔[سیرت المہدی/حصہ دوئم/صفحہ ۵۵/ از مرزا بشیر احمد ایم اے]۔اور مراق کیا چیز ہے یہ حوالہ میرے خیال میں کافی رہے گا، ’’ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اس کو ہسٹیریا، مالیخولیا، مرگی کا مرض تھا تو اس کا دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے‘‘ مضمون ڈاکٹر شاہنواز صاحب قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز، قادیان صفحہ ۶ تا ۷ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۱۴۵۔اب دیکھئے کہ مرزا صاحب کس طرح اپنے دعوؤں میں آگے بڑھتے بڑھتے نہ صرف رسول کریم کے مقام تک

پہنچتے ہیں (نعوذ باللہ)، بلکہ ان کو پرے ہٹانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔(۱)''میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے......اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامت ہے جو اللہ و رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں''۔[جنگ مقدس/ رخ جلد ۶/صفحہ ۱۵۶]۔(۲)''یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانے میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۱۵۴ حاشیہ]۔(۳)''یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں......مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے''۔[سراج منیر/ رخ جلد ۱۲/صفحہ ۵]۔اب جب ہر طرف سے شور اٹھا تو کیا وضاحت پیش کی جا رہی ہے۔(۴)''نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۳۲۰]۔(۵)''محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی......وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۴۰۷]۔(۶)''یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے......اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے''۔[توضیح المرام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۶۰]۔(۷)''مسیح موعود جو آنے والا ہے، اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا، یعنی خدا تعالیٰ سے وحی پانے والا۔لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں......سو نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۴۷۸]۔

اب ہوتا کیا ہے ان بے سروپا دعوؤں کی وجہ سے مخالفت بے انتہا بڑھ جاتی ہے، اس کو وقتی طور پر ٹھنڈا کرنے کے لئے ۱۲،اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک عاجز مسافر کا اشتہار کے نام سے ایک اشتہار شائع کرتے ہیں (۸)''میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں''۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/صفحہ ۲۳۰]۔اس کے بعد ۳ فروری ۱۸۹۲ء کو علمائے کرام سے بحث کے دوران گواہان کے دستخطوں سے تحریری راضی نامہ کرتے ہیں، اس میں لکھتے ہیں (۹)''تمام مسلمانوں کی خدمت میں

گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ ''فتح اسلام'' و ''توضیح المرام'' و ''ازالہ اوہام'' میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے، یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں......سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں''۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۱/ صفحہ ۳۱۲ تا ۳۱۳]۔اسی طرح کبھی اقرار، کبھی انکار، کبھی تاویلات کے ذریعہ قدم آگے بڑھاتے بڑھاتے آخر اس دعوے پر آپہنچے کہ۔(۱۰) ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔[دافع البلاء / رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۲۳۱]۔(۱۱) ''تو بھی ایک رسول ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا گیا تھا'' [ملفوظات/ جلد ۸/ صفحہ ۴۲۴]۔لیکن مرزا غلام احمد صاحب کی نبی و رسول بننے کے بعد بھی تشفی نہیں ہوتی بلکہ اب اپنے تاج نبوت پر مزید مینا کاری کرتے ہوئے صاحب الشریعت بن جاتے۔(۱۲) ''شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی''۔[اربعین ۴/ رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۴۳۵]۔لیکن ابھی بھی انکا مالیخولیا مرزا صاحب کو چین نہیں لینے دیتا، کہ ابھی جہاں اور بھی ہیں کہ مصداق اب مزید آگے بڑھنے کے لئے کس ہوشیاری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مقام سے ہٹا کر خود بیٹھنے کی تیاری ہے۔(۱۳) ''اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں''۔[اربعین ۴/ رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۴۴۵ تا ۴۴۶]۔اب ہوتا کیا ہے کہ بندہ سوچتا ہے کہ شاید بزعم خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو لے ہی چکے ہیں، نعوذ باللہ۔اب تو مرزا صاحب یہاں رک جائیں گے، مگر وہ مالیخولیا اور مراق ہی کیا جو رکنے دے، اب رسول کریم سے اپنا مقام کیسے بڑھایا جاتا ہے؟ فرماتے ہیں (۱۴) ''آسمان سے بہت سے تخت اترے پر میرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا''۔[تذکرہ/ صفحہ ۶۳۸]۔لیکن کیا یہاں بھی قیام کرتے ہیں یا نہیں؟ نہیں جناب ابھی ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں، فرماتے ہیں۔(۱۵) ''اسمع ولدی، اے میرے بیٹے سن'' [البشریٰ/ جلد اول/ صفحہ ۴۹]۔لیکن وہ اولوالعزی ہی کیا ہوئی جو کہیں چین لینے دے، اسی طرح بغیر پلٹ کر دیکھے منازل طے کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔(۱۶) ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں......سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا''۔[کتاب البریہ/ رخ جلد ۱۳/ صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۵]۔افسوس اس سے آگے منزلیں ناپید ہو گئیں ورنہ تفنن طبع کو اور بھی کچھ ملتا۔جب آپ دیکھیں اور غور کریں کہ ایک شخص جو مجدد، ملہم اور معمور ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے قسم کھاتا ہے اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہے، شیطانی الہامات کی زد میں آ کر نہ صرف نبوت بلکہ خدائی کا دعویٰ کرتے ہوئے نہ صرف اپنی بلکہ کئی

نسلوں کی عاقبت خراب کرتا ہے، میرے ان سوالوں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں:۔

(۱)......کیا اللہ سے الہام پانے والے کے کلام میں تضاد ہوتا ہے؟

(۲)......کیا ایک مجدد روح القدس سے مصفا ہونے اور معصوم عن الخطاء ہونے کے بعد اسی طرح پینترے بدلتا ہے جس طرح مرزا صاحب نے بدلے ہیں؟

(۳)......کیا مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اسلامی عقائد کو رگیدتے ہوئے ایک ایسی نبوت کا اعلان کیا ہے جسکی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں؟

(۴)......کیا اس طرح وہ تیس جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے والی حدیث کی زد میں نہیں آگئے؟

(۵)......کیا آپ مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان لا کر، دین اسلام، قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تو نہیں چل رہے؟

میرے احمدی دوستو! آخر آپ کو کس چیز کی مجبوری ہے جو ایک نبوت کے اگر جھوٹے نہیں تو کم از کم غلطی خوردہ شخص کے پیچھے لگ کر اس دنیا میں اپنی برادریوں رشتہ داروں سے کٹ گئے ہو، بجائے خدا کی رضا کے، عہدیداروں اور ایک خاندان کی رضا اور خواہش کو ماننے پر مجبور ہو۔اس خاندان نے خدا کے نام پر تم سے تمہارا ایمان، خاندان، اولاد، عزت و آبرو، وقت، مال و جائیداد، غرضیکہ ہر چیز پر قبضہ کر کے تمہیں مزارعوں کی حیثیت دے دی ہے۔جس خاندان کی حالت بقول مرزا غلام اے قادیانی کے ایک کمتر درجے کے زمینداروں جیسی ہو گئی تھی اور جس کی جائیداد پر قرضہ تھا، آج وہ خاندان تمہارے چندوں کی بنیاد پر ارب پتی بن گیا ہے لیکن تمہارے پاس کیا ہے؟ سب سے بڑھ کر نہ صرف اپنی عاقبت گنوائی بلکہ اپنا نام دشمنان رسول میں لکھوالیا۔خدا کے لئے مرزا غلام احمد کی کتابیں غور سے پڑھو اور جماعت کے پروپیگنڈہ سے آزاد ہو کر پڑھو تو تمہیں سوائے تعلیوں کے اور ہر پیشگوئی کی تاویلوں کے اور گالیوں کے کچھ نہیں ملے گا یا پھر مسیح کی خوشامد دجال کے دربار میں نظر آئے گی! سیرت المہدی مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام اے قادیانی کو پڑھو تو تمہیں پتہ چلے گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو بیعت لیتے وقت بھی کسی عورت کے ہاتھ چھو جانے سے بھی سختی سے پرہیز فرماتے تھے اور یہ (نعوذ باللہ) بزعم خود محمد ثانی پوری پوری رات نا کتخدا لڑکیوں سے اور نامحرم عورتوں سے جسم دبواتا تھا اور خدمت کراتا تھا۔رسول کریم حسن صفائی کا نمونہ تھے اور یہ صاحب سلوٹوں بھرے کپڑے و پگڑی، واسکٹ کے بٹن کوٹ کے کاج میں، کوٹ کے بٹن قمیض کے کاجوں میں اور قمیض کے بٹن کہیں اور اٹکے ہوئے، واسکٹ اور کوٹ پر تیل کے داغ، اور جرابیں اس طرح پہنی ہوئی کہ ایڑی اوپر اور پنجہ آگے سے لٹکا ہوا، جوتے کا بایاں پاؤں دائیں میں اور دایاں پاؤں بائیں میں، ایڑی بٹھائی ہوئی اور جب چلے تو ٹھپ ٹھپ کی آواز آئے، وٹوانی کی مٹی کے ڈھیلے اور گڑ کی ڈلیاں ایک ہی جیب میں، (مزید تفصیل کیلئے سیرت المہدی مصنف مرزا بشیر احمد جلد اول، دیکھئے) اپنے ایمان سے کہو کہ

کیا نبی کا حلیہ ایسا ہی ہوتا ہے؟ ایسا تو ایک نارمل انسان کا بھی حلیہ نہیں ہوتا! اس حلیہ اور جھوٹی قسموں کے بل پر یہ دعویٰ کہ سب رسول میرے کرتے میں ہیں! سوچو کس کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ یہ ایک نیا مذہب ہے جو اسلام پر ڈاکہ مار کر اسلام کے لباس میں پیش کیا جارہا ہے۔ اپنے ایمان سے کہو کہ جتنی بیعتوں سے دعوے ہر سال تمہارے خلیفہ صاحب کرتے ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا؟ ہر احمدی یہی سوچ رہا ہے کہ ہمارے شہر میں نہیں لیکن دوسرے شہر میں بڑی بیعتیں ہوئی ہیں ہمارے ملک میں تو نہیں مگر دوسرے ملکوں میں ہوئی ہیں، جہاں تک ممکن ہے جائزہ تو لو، اپنے شہر میں دیکھو ،دوسرے شہروں وملکوں میں اپنے سنجیدہ رشتہ داروں سے پوچھو تو ہر کوئی دوسرے شہر کی بات کرے گا، اور یہی کہے گا ''نہیں یار تمہاری طرف اور دوسرے شہروں میں بڑا کام ہورہا ہے لیکن ہمارے شہر میں لوگ سست ہیں''۔ حیران نہ ہوں! جس جماعت کی بنیاد جھوٹے الہامات، جھوٹی قسموں، جھوٹی پیشگوئیوں اور مال وزر کی خواہش پر رکھی گئی ہو اس میں ایسے ہی کاغذی کام، پروپیگنڈہ کے لئے ہوتے ہیں! ایک طرفہ پروپیگنڈے سے جان چھڑاؤ اور اپنی اور اپنے خاندانوں کی عاقبت خراب ہونے سے بچاؤ!

میں اپنی اپیل اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے بھی حق کو پہچاننے اور سمجھنے کی توفیق دے اور جعلی مدعیان نبوت سے بچائے اور آپ کا اور میرا خاتمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصلی دین پر ہو نہ کہ انگریزوں کے پٹھو کے دین پر یا کسی اور راہ گم کردہ کی پیروی میں! آمین ثم آمین۔

آپ کا مخلص

شیخ راحیل احمد (سابق احمدی)

مورخہ: ۱۹۔۸۔ ۲۰۰۴ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیسرا کھلا خط

منجانب
شیخ راحیل احمد، جرمنی
سابق احمدی، سکنہ ربوہ، (حال مقیم) جرمنی

بنام

جناب مرزا مسرور احمد صاحب واحباب جماعت احمدیہ
محترم خلیفہ صاحب و بزرگو و دوستو
السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آپ میں سے کئی مجھے ذاتی طور پر جانتے ہیں اور بہت سے اس خاکسار کو غائبانہ طور پر جانتے ہیں، اسی طرح کافی دوستوں نے میرے پہلے دونوں کھلے خطوط کا مطالعہ بھی کیا ہوگا، جن میں خاکسار نے مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت اور دعویٰ نبوت پر انتہائی واضح تضاد بیانیاں پیش کی تھیں، اب تیسری عرضداشت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی موعود کے بارے میں پیش خدمت ہے، گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

خاکسار ایک احمدی گھرانہ میں پیدا ہوا، ربوہ میں پلا بڑھا اور جماعت کے مفاد میں ایک لمبا عرصہ مختلف عہدوں اور حیثیتوں میں کام کیا، ایک مسئلہ پر گفتگو کی وجہ سے میری توجہ ایک مربی صاحب نے، اپنے دلائل میں لاجواب ہونے پر (غالباً دانستہ طور پر) مرزا صاحب کی کتب کے مطالعہ کی طرف مبذول کرائی، خاکسار نے ایک کتاب اٹھائی اور وہ جہاں سے کھلی، وہاں آج تک جو جماعت نے سکھایا تھا اس کے خلاف لکھا ہوا تھا، اس لمحہ میں نے فیصلہ کیا کہ مرزا غلام اے قادیانی کی کتابیں غیر جانبدار ہو کر پڑھوں اور حقائق کو خود دیکھوں، اور کئی برس کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا صاحب کے تمام دعوے بے بنیاد ہیں، دھوکے کی ٹٹی ہیں، مرزا صاحب کی جھولی میں کوئی ہیرا تو کیا صاف پتھر بھی نہیں ہیں اور اگر ہے تو صرف اور صرف جھوٹ ہے، اور یہ سب کھڑاک مرزا صاحب نے اپنی روٹی کے لئے پھیلایا تھا۔ مرزا صاحب اپنی کسی بات میں سچے نہیں تھے اور اپنے ان بے بنیاد، خود ساختہ دعوؤں کے ذریعہ، خود اپنی اور اپنی اولاد کے لئے اس دنیا کا کافی سامان کر گئے، حالانکہ جب انہوں نے دعویٰ کیا تھا تو ان کی جائیداد پر اصل مالیت سے زیادہ قرضہ تھا، لیکن لاکھوں انسانوں کو دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کی طرح نہ صرف دنیا کے مال سے محروم کیا بلکہ آخرت میں بھی جہنم کی آگ کا ایندھن بننے کے لئے چھوڑ گئے۔

مرزا غلام اے قادیانی نے پہلا دعویٰ ملہم ہونے کا کیا اور اپنے ان الہاموں کو بنیاد بنا کر مجدد ہونے کا دعویٰ

کیا، اور مجدد کے بارے میں ان کا دعویٰ یہ ہے، ''جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں، خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں......اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلّی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار و کردار میں دنیا کی ملونی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ کلی مصفا کئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے''۔[فتح اسلام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۷ حاشیہ]۔مرزا صاحب کی تمام تحریریں جو ۱۸۸۰ء اور اس کے بعد کی لکھی گئی ہیں، مجدد ہونے اور کلی مصفا ہونے کے دعویٰ کے بعد لکھی گئی ہیں اور انہی میں مرزا صاحب کے اس کے بعد بیشمار دعوے موجود ہیں۔مرزا صاحب اپنے دعوؤں کی بنیاد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں''اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔[اعجاز احمدی / رخ جلد ۹/صفحہ ۱۴۰]۔یہ دوسری بات ہے کہ جس مسیح اور مہدی ہونے کا مرزا صاحب دعویٰ کر رہے ہیں اس کی خبر احادیث میں ہی ہے، اور جو نشانیاں احادیث شریفہ میں دی گئی ہیں ان میں سے ایک بھی مرزا صاحب پر فٹ نہیں بیٹھتی اسی لئے ردی کی طرح پھینکی جا رہی ہیں، اور پھر اگر کوئی حدیث قرآن کے مطابق بھی ہے لیکن مرزا صاحب کی (نام نہاد) وحی سے معارض ہے وہ بھی ردی ہوگئی یعنی کہ مرزا صاحب کی وحی نعوذ باللہ قرآن مجید سے بھی بڑھ گئی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مواد مرزا صاحب نے اپنے دعوؤں کی بنیاد کے طور پر پیش کیا ہے وہ بقول، ان کے صحیح اور الہامی تائید کے ساتھ پیش کیا ہے، اس لئے ہم صرف مرزا صاحب نے جو تائیدی مواد اپنے دعویٰ کے متعلق پیش کیا ہے اس کے مطابق جائزہ لیں گے کہ آیا مرزا صاحب اپنے بیان کئے ہوئے معیار کے مطابق بھی اپنے دعویٰ جات پر پورے اترتے ہیں یا نہیں؟ مرزا صاحب نے ویسے تو بہت سی باتیں کہیں ہیں لیکن ہم آج نمونے کے طور پر صرف چند ہی باتیں پیش کریں گے کہ یہ خط زیادہ طوالت کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں، ہم مسیح موعود کا دعویٰ لیتے ہیں، مرزا صاحب اس مسیح موعود کا معیار بیان کرتے ہوئے اپنی صداقت کے ثبوت میں فرماتے ہیں:۔

<u>ثبوت نمبر (۱)</u>......مرزا صاحب (اپنے) بطور ملہم و مجدد اور خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں''یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اُتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ

رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا''۔[براہین احمدیہ/حصہ چہارم/رخ جلد ا/صفحہ ۶۰۱]۔اب آیت کی اس الہامی تشریح سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں (ا) حضرت مسیح ،ابن مریم نازل ہوں گے !لیکن یہاں غلام ابن چراغ بی بی دعویٰ کرر ہے ہیں۔(۲) دنیا ان کا جلال دیکھے گی یعنی حکومت !لیکن کیا دنیا نے مرزا غلام احمد کا جلال دیکھا؟ دنیا کو چھوڑ کیا ہندوستان نے ان کا جلال دیکھا؟ اس کو بھی چھوڑ کیا ان کے صوبہ پنجاب نے بھی ان کا جلال دیکھا؟ یا ان کے ضلع نے ،یا انکی تحصیل نے حتیٰ کہ ان کی اپنی ملکیت قادیان نے ہی جلال دیکھا ہو تو بتاؤ؟ بلکہ دنیا نے تو یہاں تک دیکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ،غلامی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ،نو آبادیاتی طاقت کیلئے اپنی خدمات اور اپنے خاندان کی خدمات کا تذکرہ کر کے ملکہ وکٹوریہ کے ایک کلمہ شکریہ سے ممنون ہونا چاہتا ہے (دیکھیں ستارہ قیصریہ) کیا یہی ایک نبی کا جلال ہوتا ہے؟ یا جلال کے معنی لغت میں نئے لکھے گئے ہیں؟ (۳) حضرت مسیح ابن مریم تمام راہوں کو صاف کر دیں گے !لیکن مرزا صاحب سوائے اپنی اولاد کے لئے مال اکٹھا کرنے کی راہیں صاف کرنے کے اور کچھ نہیں کر کے گئے ،اور ہاں ایک صفائی جو مرزا صاحب نے کی کہ جن دنوں طاعون کا زور تھا اپنے گھر کی نالیاں صاف کر کے اپنے ہاتھوں سے نالیوں میں فینائل ڈالا کرتے تھے دیکھیں [سیرت المہدی / مصنف مرزا بشیر احمد ،ایم۔ اے / پسر مرزا صاحب]۔(۴) کج اور ناراستی کا نام و نشان نہیں رہے گا !اور مرزا صاحب اور ان کے بعد کے دور میں کج اور ناراستی نے دنیا میں اپنے پنجے اور زیادہ مضبوطی سے گاڑ لئے ہیں ،باقی دنیا کی بات چھوڑو ،اپنی جماعت کو ہی دیکھ لو، بلکہ جماعت کے عام ممبروں کو چھوڑ د ،ان کے عہدیداروں کو ہی صرف دیکھ لو ،وہ کن راہوں پر ہیں؟ اگر یہی کج اور ناراستی دور کرنا کہلاتا ہے تو ایسا سمجھنے والے کو اس کا ایمان مبارک ہو؟ (۵) گمراہی کا تخم نیست و نابود کر دے گا !اب ذرا دنیا کو چھوڑ و اپنی جماعت کو ہی دیکھ لو ،دنیا تو بہت دور کی بات ہے تمہارے بہت سے عہدے دار بھی عبادت سے بھاگتے ہیں اور بچوں کی ہی نہیں بڑوں کی بھی حاضریاں لگتی ہیں آپ کی عبادت گاہوں میں ،اور مرکز کو جھوٹی رپورٹیں بھجوائی جاتی ہیں ،تمہارے خلفاء پر مؤکد بہ عذاب قسمیں کھا کر لوگ انتہائی بھیانک الزام نہیں لگا رہے ہیں؟ اور ان کے احترام کا یہ حال ہے کہ ایک مربی کا خلیفہ کے کمرے میں بلاوا آتا ہے تو دوسرا مربی پوچھتا ہے کہ کیا تیل کی شیشی جیب میں ہے؟ آپ کے سامنے ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب اپنی ہی بیان کی ہوئی تصریح کے مطابق مسیح موعود نہیں ہیں۔ چونکہ مرزا صاحب آیت کی اپنی الہامی تشریح کے مطابق نہ تو جلال دکھا سکے ،نہ کج اور ناراستی دور کر سکے اور کفر و گمراہی کے اندھیرے ان کے دعویٰ کے بعد اور گہرے ہو چکے ہیں ،اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیش کئے ہوئے معیار پر پورا اترنے میں ناکام رہے اور نبی صرف کامیاب ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ نبی کو کبھی ناکام نہیں ہونے دیتا ،اس لئے مرزا صاحب اپنے دیئے ہوئے معیار کے مطابق بھی دعوے میں جھوٹے ہیں۔

<u>**ثبوت نمبر (۲)**</u>......جب مرزا صاحب نے مسلمانوں کے عقائد سے اتفاق کرتے ہوئے اپنے ملہم اور مجدد ہونے کا

پروپیگنڈہ خوب کرلیا تو اب آہستہ آہستہ اپنے قدم آگے بڑھانے شروع کیے اور اپنے آپ کو مثیل عیسیٰؑ قرار دے لیا، اور یہ دروازہ بظاہر صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی کھول رہے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ خود داخل ہونے کے بعد دوسروں کے لئے ہمیشہ کے لئے دروازہ بند کر دیتے ہیں۔ زیرک اور دانا علماء وقت نے جب دیکھا کہ مرزا صاحب، حضرت عیسیٰؑ کی جگہ خود مسیح موعود اور مسیح ابن مریم بننے کی تیاری میں ہیں (کیونکہ مرزا صاحب سے پہلے بھی کئی جھوٹے مدعیان نبوت نے ایسے ہی طریقوں سے اپنے قدم نبوت کی طرف بڑھائے تھے)، تو اختلافی آوازیں اٹھنے لگیں، مرزا صاحب نے کچھ وقت حاصل کرنے کے لئے فوراً پینترا بدلا، اور اعلان شائع کر دیا۔ ''علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ''۔ اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر درج کر دیا تھا، جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا، میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص میرے پر یہ الزام لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے''۔ [ازالہ اوہام/صفحہ ۱۹۲/ روحانی خزائن جلد ۳]۔ جب میں نے یہ پڑھا تو پہلی بار میرے دل میں ایک واضح شک پیدا ہوا کہ مرزا صاحب کی جھولی میں ہیرے ہی نہیں بلکہ پتھر بھی ہیں، میرے لئے یہ ایسا حیران کن لمحہ تھا کہ ٹائٹل پر مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی موعود لکھا ہے اور کتاب کے اندر ماننے والے تو بعد کی بات، صرف خیال کرنے والے ہی کم فہم ہیں نیز مفتری و کذاب ہیں، اور میرے کانوں میں (اور آپکے کانوں میں بھی) پیدائش سے ہی یہ ڈالا جا رہا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود اور مسیح ابن مریم ہیں۔ خیر مرزا صاحب کا اپنا یہ دعویٰ ہی ان کے مسیح موعود ہونے کو باطل کر رہا ہے، مرزا صاحب تسلیم کر رہے ہیں کہ ان کو مسیح موعود اور مسیح ابن مریم سمجھنے والا مفتری اور کذاب ہے، لہٰذا مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہیں!

<u>ثبوت نمبر (۳)</u>......مرزا صاحب نے اپنی طرف سے ہر قدم آہستہ آہستہ اور بڑا سوچ کر بڑھایا، لیکن یہی قدم ان کے خلاف ثبوت بھی بنتے گئے۔ مرزا صاحب ایک جگہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے اور اس کو اپنے حق میں بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے اس شعر ''تا چہل سال اے برادر من، دور آں شہسوار مے بینم'' کی تشریح میں لکھتے ہیں، ''یعنی اس روز سے جو وہ ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا، چالیس برس تک زندگی کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے، سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے، جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے''۔ [نشان آسمانی/ رخ/ جلد ۴/ صفحہ ۳۷۴]۔ یہ رسالہ <u>۱۸۹۲ء</u> میں لکھا گیا، اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب <u>۱۸۹۲ء</u> میں دعویٰ کر رہے ہیں کہ چالیس سال کی عمر میں مرزا صاحب ایک خاص الہام کے ذریعہ مامور ہوئے اور یہ رسالہ لکھنے تک

پورے دس برس بطور مامور کے گزر چکے ہیں اور تیس سال ابھی باقی ہیں، یعنی ان کی زندگی کا سلسلہ مزید، کم وبیش ۱۹۲۲ء تک مزید چلنا چاہئیے تھا، لیکن ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب بجائے مزید تیس برس کی عمر پانے کے سولہ سال بھی مزید پورے نہیں کرتے اور مئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہو جاتے ہیں اور جس پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق بنا کر اپنی صداقت کے لئے خود پیش کرتے ہیں، وہ پیشگوئی بھی ان کی ذات پر پوری نہیں ہوئی اور ان کا اسی برس والا الہام بھی پورا نہ ہوا، اس لئے پہلی بات کہ مرزا صاحب کا اپنی عمر کا الہام جھوٹا ہوا دوسرے پیشگوئی کا مصداق بننے کا دعویٰ غلط ثابت ہوا، جس کا الہام جھوٹا ہو اور جو پیشگوئی اپنی صداقت کے لئے پیش کرتا ہے اور اس کا اہل ثابت نہیں ہوتا، وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتا، اس لئے بھی مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔

ثبوت نمبر (۴)......اب مرزا صاحب ایک حدیث شریف کو اپنے دعویٰ مسیح موعود کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اس پیشگوئی (محمدی بیگم کے ساتھ شادی کی، ناقل) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے، اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا، اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی''۔ [ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۳۳۷، حاشیہ]۔ مرزا صاحب کی یہ تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے، اس وقت تک مرزا صاحب کی دو شادیاں ہو چکی تھیں اور ان میں سے اولاد بھی تھی، بلکہ پہلی بیوی (ماموں زاد حرمت بی بی عرف پھجے دی ماں) کو محمدی بیگم کے ساتھ شادی نہ کروانے کے جرم میں طلاق بھی دے چکے تھے اور اسی جرم میں سب سے بڑے بیٹے مرزا سلطان کو عاق بھی کر چکے تھے اور اپنی دوسری بہو عزت بی بی زوجہ فضل احمد کو بھی طلاق دلوا چکے تھے۔ اس کے بعد تا حیات مرزا صاحب کی تیسری شادی محمدی بیگم یا کسی اور عورت سے نہیں ہوئی اور نہ ہی (شادی نہ ہونے کی وجہ سے) وہ خاص اولاد ہوئی، اس طرح مرزا صاحب نے خود ثابت کر دیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پر بھی پورے نہیں اترے لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود نہیں ہیں۔

ثبوت نمبر (۵)......لیکن بات یہاں ہی نہیں رکتی، خاکسار آپ کی خدمت میں دو حوالے پیش کرتا ہے جس سے مرزا صاحب کی دروغ بیانی ظاہر و باہر ہو جائے گی۔ جب مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ سر سید احمد خان سے اپنایا تو علماء اور دوسرے مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ براہین احمدیہ میں جو کہ مرزا صاحب (کے اپنے بقول) نے الہامی رہنمائی کے تحت لکھی تھی اس میں تو حیات عیسیٰؑ کا عقیدہ لکھا ہے، مرزا صاحب جواب دیتے ہیں کہ ''میں نے

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی، کیونکر اس کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔ پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بےخبر اور غافل رہا، خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیا ہے مگر میں رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے"۔ [اعجاز احمدی/ رخ جلد ۱۹/صفحہ ۱۱۳]۔ پہلے لیتے ہیں رسمی عقیدہ والے جھوٹ کو، مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کی فروخت کا جو اشتہار دیا تھا اس کی ان سطور کو جو میں ابھی پیش کروں گا، رسمی عقیدہ نہیں تھا بلکہ انتہائی تحقیق کے بعد براہین احمدیہ لکھی گئی ،مرزا صاحب فرماتے ہیں "اس عاجز نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے"۔اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء [مجموعہ اشتہارات/ جلد اول/صفحہ ۱۱]۔ "کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہوکر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے......اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت وقدر ومنزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپے دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔......اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں......اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے"۔ بحوالہ [اشتہار نمبر ۱۱/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/صفحہ ۲۳ تا ۲۵]۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ کیا اس کتاب کا اشتہار کسی رسمی عقیدہ کے سرسری عقیدے کا ذکر کر رہا ہے یا الہامی رہنمائی سے انتہائی دقیق تحقیق کا دعویٰ ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مجدد نرے استخواں فروش نہیں ہوتے ، بالکل صحیح کہا لیکن یہ تضاد بیانی اور کتاب بیچنے کے لئے جھوٹے دعوے ثابت کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب نہ مجدد تھے اور نہ ہی الہام ہوتے تھے صرف ایک دروغ گو کتاب فروش تھے اور ایمان فروش تھے۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی ، اس ثبوت کے شروع میں خاکسار نے جو حوالہ پیش کیا ہے اس کے اس فقرے کو سامنے رکھیں "پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بےخبر اور غافل رہا، خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیا ہے مگر میں رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ ۔ّقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے"۔ اور اب اس حوالے کو غور سے پڑھیں "واللہ قد کنت اعلم من ایام مدیدۃ اننی جُعلت المسیح ابن مریم وانی نازل فی منزلہ ولکن اخفیتہ نظراً الیٰ تاویلہ ۔بل ما بدلت عقیدتی و کنت علیھا من المستمسکین وتوقف فی الاظھار عشر سنین ۔ ترجمہ: "اللہ کی قسم میں بہت عرصے سے جانتا تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم بنایا گیا ہے اور میں ان کی جگہ نازل ہوا ہوں لیکن میں تاویل کر کے چھپاتا رہا۔ بلکہ میں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا اور اسی پر تمسک

کرتا رہا اور اس دعویٰ کے اظہار میں میں نے دس برس تک توقف کیا"۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد ۵/صفحہ ۵۵۱]۔اب آپ بتائیں کہ کیا یہ تضاد ایسے شخص کے قلم میں ہوسکتا ہے جس کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ مجدد ہے جس کو بتمام کمال مصفّٰی کیا گیا ہے اور نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔کبھی نہیں،آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ایسا تضاد ایک ایمان فروش ،ایک جھوٹے مدعی نبوت کی تحریروں میں ہی ہوسکتا ہے۔اور جھوٹی ،متضاد باتیں لکھنے والا مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔

<u>ثبوت نمبر (۶)</u>......مرزا صاحب صحیح بخاری کی ایک حدیث کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،"مجھے قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری (محمد ﷺ) کی جان ہے،تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۱۹۸]۔اس حوالے کو ذہن میں رکھیں (زور لفظ قسم پر ہے) اور اب مرزا صاحب کی اس دلیل یا اصل کو پڑھیں، لکھتے ہیں،"قسم اس بات کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء۔ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ؟"[حمامتہ البشریٰ/ رخ جلد ۷/صفحہ ۹۲]۔اب آپ خود اندازہ لگالیں کہ خاتم الانبیاء، رحمت اللعالمین ،سرور کائنات ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات کو قسم کھا کر بیان کررہے ہیں اور مرزا صاحب ہیں کہ کسی بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ،اپنے ہی تسلیم شدہ معیار کی پیروی نہ کرتے ہوئے کس ظالمانہ طریق پر،رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی ہوئی بات کی تاویل اور بے بنیاد تاویل کر کے اپنے آپ کو عیسیٰ ابن مریم کی جگہ بٹھا رہے ہیں،جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی ہوئی بات کی تاویلیں کرنا شروع کردے وہ مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی مسیح موعود نہیں ہوسکتا،ہاں بھٹکے ہوؤں کے لئے ہوسکتا ہے۔

خاکسار نے انتہائی واضح دلائل کے ساتھ مرزا صاحب کی تحریروں کا تضاد واضح کردیا ہے اور مرزا صاحب ہی کا قول ہے کہ"اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے"۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۹۱]۔اب خود دیکھ لو کہ اتنے متناقض کلام والے شخص کو مان کر (اسی شخص کے بقول) ایک مخبوط الحواس شخص کو نبی اور مسیح موعود مان رہے ہو،مرزا صاحب کے کلام میں جھوٹ اور تضاد کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں،اور خاکسار نے اوپر کی سطور میں مرزا صاحب کا جھوٹ بھی ثابت کردیا ہے مرزا صاحب کے اپنے کلام میں ،اور جھوٹ کے بارے میں مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں"جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا ،یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسان کا"[خدا کا فیصلہ/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۴۳]۔یہ فیصلہ آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر خود کرلو کہ مرزا صاحب نے جھوٹ بولا یا نہیں؟ جھوٹ کا مردار سینے سے لگائے رکھنا ہے یا نہیں،یہ فیصلہ کرنا آپکا کام ہے۔

مرزا صاحب نے دجال کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے،"دجال کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہوکر پھر سچ کے ساتھ باطل کو ملادے"۔[تبلیغ رسالت/ رخ جلد ۲/صفحہ ۲۰۰]۔اور دوسری جگہ لکھتے ہیں"دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا ہو اور خدا تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرنے والا ہو،اس کو دجال کہتے

ہیں''۔[تتمہ حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ ۴۵۶]۔مرزا صاحب کی جو تحریریں خاکسار نے آپ کی خدمت میں بطور نمونہ پیش کی ہیں وہ یہی ثابت کر رہی ہیں کہ مرزا صاحب کا کلام متناقض اور موقع پرستانہ، دھوکہ دینے والا ہے اور ایسی سینکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔پس ہوش کریں کہ کن کے ہاتھوں میں اپنا ایمان، مال و دولت، وقت، عزت و آبرو، اولاد، خود کو گروی رکھا ہوا ہے۔اور وہ بھی کسی چیز کے بدلے میں نہیں، دنیا تو تمہاری انہوں نے چھین لی آخرت کے نام پر اور اتنے واضح جھوٹوں کے بعد، پھر بھی آنکھیں نہیں کھولو گے تو آخرت بھی تمہاری نہیں رہے گی۔یہ مذہب تمہارے اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک تاریک پردے کی طرح حائل ہو گیا ہے، اس پردے کو پرے ہٹاؤ گے تو نور خدا کا جلوہ دیکھ سکو گے۔مجھے آپ لوگوں سے ہمدردی ہے کہ میری زندگی کے ۵۵ سال آپ لوگوں کے ساتھ گزرے ہیں، اس لئے میری دلی خواہش ہے کہ اس دھوکہ سے باہر نکل آئیں اور اسی خواہش کے تحت یہ چند سطور لکھی گئی ہیں۔اس دعا کے ساتھ اپنی عرض کو ختم کرتا ہوں کہ میرا اور آپ کا بھی خاتمہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی غلامی میں ہو، نہ کہ کسی خودساختہ نبی کی امت میں، آمین۔

خاکسار

شیخ راحیل احمد (سابق احمدی) جرمنی

مورخہ......۲۴۔۴۔ ۲۰۰۵ء

☆☆☆☆☆☆☆☆

دائم المرض مرزا صاحب

(''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں''۔ضمیمہ اربعین ۳و۴،مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(نوٹ)......کچھ عرصہ قبل ایک ویب سائیٹ پر ایک گمنام احمدی کا خط میری بیماری کے حوالے سے شائع ہوا،جس میں مجھے اس طرح کا بیمار ظاہر کیا گیا جس طرح ان کے نام نہاد مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود کی حالت تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے اس قسم کی حالت سے بچایا ہوا ہے،دوسرے انہوں نے مرزا غلام احمد کے الہام ''جو تیری توہین کرے گا،میں اس کی اہانت کروں گا'' کا حوالہ دیا ہے،پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کوئی الہام نہیں بلکہ انسانیت کے لئے ایک الزام ہے۔دوسرے یہ کہ وہ یہ حوالہ دیتے ہوئے بھول گئے کہ روزانہ لاکھوں لوگ نہ صرف مرزا غلام احمد صاحب پر بلکہ ان کے ماننے والوں پر لعنت بھیجتے ہیں،بلکہ نہ بھی چاہیں تو قانوناً لعنت بھیجنے پر مجبور ہیں،یہ کیسا نبی ہے جس پر دن رات لاکھوں لوگوں کے لعنت ڈالنے پر بھی ان کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی کارروائی نہیں کرتا،بلکہ ایسے حالات پیدا کردیئے کہ جو مرزا غلام اے قادیانی کو نبی یا مصلح وغیرہ وغیرہ نہ مانتے ہوئے بھی،لعنت نہیں ڈالنا چاہتے وہ بھی قانوناً لعنت ڈالنے پر مجبور ہیں۔مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کی بات تو علیحدہ رہی اس کے اپنے ماننے والے جو حاجی کہلانے کے شوقین ہیں،اپنے خلیفہ کے منع کرنے کے باوجود اپنے اس خودساختہ نبی پر لعنت بھیج کر مسلمانوں والا پاسپورٹ حاصل کرتے ہیں اور پھر بھی احمدی کہلاتے ہیں،نوکریوں کے لئے مسلمان کا ڈومیسائل حاصل کرنے کے لئے اپنے احمدی نبی اور اپنے احمدی ہونے کے اوپر اپنے احمدی ماں باپ اور خاندان پر اپنی احمدی جماعت پر لعنت ڈالتے ہیں!میں ذاتی طور پر بے شمار احمدی کہلانے والوں کو جانتا ہوں جو پاکستان سے یورپ آنے کے لئے مسلمانوں کا پاسپورٹ بنوا کر آئے،چونکہ میں ذاتیات پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا اس لئے ان کے نام نہیں دے رہا۔کیا کسی اور مذہب میں بھی ایسی مثال دکھا سکتے ہیں یہ گمنام احمدی صاحب؟باقی یہ آرٹیکل اس بات کا ثبوت ہے کہ میرے بارے میں گمنام احمدی صاحب نے جن ''حقائق'' کا انکشاف کیا ہے وہ ان کے انگریزوں کے خودکاشتہ وخودساختہ نبی کی تاویلوں کی طرح ہی خودساختہ وخودکاشتہ حقائق ہیں۔مجھے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی حالت سے بچایا ہوا ہے جس قسم کی حالت وہ دیکھنا چاہتے ہیں۔دوسرے وہ اپنے نبی کی ان بیماریوں کی کیا تشریح کریں گے جو اس مضمون میں بیان کر رہا ہوں،اور پھر اپنے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود کی اور جھوٹوں کے بادشاہ خلیفہ رابع مرزا طاہر احمد کی بیماریوں کی کیا تشریح کریں گے کہ وہ کس کی بددعا کا شکار ہوئے؟سب سے بڑھ کر اپنے نبی کی منہ مانگی موت کی کیا تشریح کریں گے؟

مرزا غلام اے قادیانی:

انگریز کے دور میں متحدہ ہندوستان کے علاقہ پنجاب میں قادیان کے گاؤں میں ایک مغل گھرانے میں پیدا

ہوئے۔مرزا صاحب اس وقت کے مروجہ علوم کے مطابق ایک پڑھے لکھے شخص تھے۔عالم اسلام میں پچھلے سو سال کے اندر متنازعہ ترین شخصیت ہیں،اس کی وجہ ان کے متضاد اور کفریہ دعویٰ جات ہیں،انہوں نے اسلام کے ایک ہمدرد مناظر اور لکھاری کی حیثیت سے اپنا سفر شروع کیا اور کسی ماہر منصوبہ باز نے ان کو مقدس دعوؤں کے سفر پر ڈال دیا۔اور پہلا دعویٰ ملہم ہونے کا تھا اس کے بعد انتہائی مکاری دچالبازی کے ساتھ روحانی شریک، مثیل، مسیح، مہدی سے لے کر نبوت کے دعویٰ سے گزرتے ہوئے کشفاً خدائی کے مقام تک کے دعوے کر ڈالے۔ دیسے تو ہر کوئی جو بطور انسان اس دنیا میں بھیجا گیا ہے بیمار ہوتا ہے اور انسان بیمار ہوتے رہیں گے لیکن جب ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ وہ شخص ایک ایسی ہستی ہے جس کے بارے میں تمام پاک کتابوں میں ذکر ہے، جس کو دیکھنے کے لئے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی (شاید اس لئے کہ وہ لوگوں کو چودھویں صدی کے کامیاب ترین دجال کی شخصیت کے بارے میں زیادہ تفصیل کے ساتھ بتا سکیں) تو ایسے شخص کی زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ہر شخص کو جاننے اور بحث کرنے کا حق ہے، اسی لئے میں جن سوالوں کے ساتھ مرزا صاحب کی بیماریوں کو اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ آیا پیغمبروں کو ایسی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں یا نہیں؟ اور کیا رسول دائم المرض بھی ہوتے ہیں؟ اور کیا ان کے امراض وقت کے ساتھ بڑھتے ہیں یا کم ہوتے ہیں؟ مجھے امید ہے کہ اس موضوع پر قادیانی جماعت کے کوئی صاحب علم خیال آرائی برائے رہنمائی یا بطور جواب کریں گے؟ اس کے علاوہ ایک بات اہم ہے کہ جب مرزا صاحب کی اپنی ذات کے حوالے سے کسی بیماری کا ذکر آئے گا تو ہم کو مرزا صاحب کی اپنی بیماریوں کی اپنی تشخیص کو وزن دینا ہی ہوگا، کیونکہ انہوں نے طب کا علم بھی حاصل کیا تھا۔مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے طبیب تھے"۔[کتاب البریہ/ رخ جلد۱۳/صفحہ ۱۸۰ او ۱۸۱]۔ ویسے بھی ان کا دعویٰ نبوت کا دعویٰ ہے، اور نبی کی کہی ہوئی بات اس کے ماننے والوں کے لئے حجت ہوتی ہے اور بیماریوں کے بارہ میں تو دوہری حجت ہوگی یعنی بطور طبیب اور بطور نبی!

مرزا صاحب اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الہاماً بتایا ہے کہ "اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا"۔[اربعین ۳/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۱۹]۔

آیئے ذرا ان بیماریوں کا جائزہ لیں، اور دیکھیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے واقعی ان کو امراض خبیثہ سے محفوظ رکھا......؟؟؟؟؟؟

نبوت کا ثبوت بیماریاں:

مرزا صاحب کا کمال یہ ہے کہ اپنی بیماریوں کو بھی اپنی نبوت کا ثبوت بتاتے ہیں۔جس طرح آج تک سوائے مرزا صاحب کے کسی نبی نے ظلی بروزی وغیرہ نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اسی طرح معلوم تاریخ میں کسی سچے یا جھوٹے نبی نے بھی اپنی بیماریوں کو اپنی نبوت کا ثبوت نہیں بنایا۔فرماتے ہیں کہ "میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن

کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا، وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرویا کی رو سے دو بیماریاں ہیں، سو ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے کہ ہمارے سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے، وہ بیماری ذیابطیس ہے، کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے، اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں"۔[اربعین ۳ و ۴/ رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۴۷۰ و ۴۷۱]۔

"دیکھو میری بیماری کے متعلق آنحضرت نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی، آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی، سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق اور ایک نیچے کی یعنی کثرت بول"۔[اخبار بدر/ ۷ جون ۱۹۰۲ء/ دتشحید الاذہان/ جون ۱۹۰۶ء]۔

لیکن ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ کیا مسیح علیہ السلام نے خواب میں نازل ہونا تھا جو زرد چادروں کو رویا کے ضمن میں دھکیل کر تعبیر الرویا کی تشریح کا سہارا لیا جا رہا ہے اور من مرضی کی تاویلات کر کے بات کو کس طرح توڑا مروڑا گیا ہے؟ کہاں نزول مسیح اور کہاں خوابوں کی تعبیریں؟ ہاں مرزا صاحب کے تعلّی زدہ خیالات اور خوابوں کی یہ تعبیر ضرور ہو سکتی ہے!! دوسرے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ یہ کتنا لغو خیال ہے کہ دو زرد چادروں کو ظاہر پر محمول کیا جائے، لیکن کیا یہ اس سے کہیں زیادہ لغو اور بے ہودہ بلکہ گستاخانہ خیال نہیں ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو پاگل پن (درد سر اور مراق) اور بول و براز (پیشاب اور دستوں) کی نذر کر دیا جائے۔ کیا آپ کو کبھی سر درد ہوا ہے، آپ کی کیا حالت ہوتی ہے اور کیا اس کے بعد کوئی کام کر سکتے ہیں؟ کبھی آپ کو چکر آئے ہیں اور اس کے کتنی دیر بعد تک کوئی کام کر سکتے ہیں؟ لیکن اگر ان کی اس تشریح کو وقتی طور پر اگر مان بھی لیا جائے تو ایک سوال اور ہے کہ عام بول چال میں بھی اور طب کی زبان میں بھی سر کو دھڑ سے الگ گنتے ہیں اور اوپر والی زرد چادر دھڑ پر تھی یا سر پر تھی؟ اگر تو سر پر تھی تو سر کی بیماری کے بارے میں بات کریں اور اگر دھڑ پر تھی تو بجائے سر کے دھڑ کی بیماری ہونی چاہیے؟ اور ساتھ اگر دل بھی نارمل کام نہ کر رہا ہو، تو پھر انسان کے لئے اٹھنا بیٹھنا، جسمانی یا دماغی کام کرنا، اور اگر کر بھی لے تو کسی یکسوئی کے بغیر ہوگا۔ اب آپ ذرا تصور کر کے بتائیں کہ لوگ مسیح علیہ السلام سے رہنمائی لینے آ رہے ہیں، لیکن انکا دل صحیح کام نہیں کر رہا، سر کو چکر آ رہے ہیں، اور وہ انتظار میں کھڑے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی طبیعت ٹھیک ہو تو آگے بات چلے، اور جب دماغ اور دل ذرا ٹھہرتے ہیں تو پھر خود ساختہ مسیح لوٹا ڈھونڈ رہے ہیں؟؟؟ اور ایسا ہوتا بھی رہا ہے!!! مرزا صاحب کی بدبودار تشریح مانتے ہوئے ان کو اگر خدا کا فرستادہ بھی مان لیں تو انسانیت حیران ہے کہ پانچ ہزار سال سے بنی نوع انسان اللہ تعالیٰ کی پاک کتابوں کی پیش گوئیوں پر جس عظیم الشان شخصیت کے انتظار میں بیٹھے تھے انکو ایسا ٹوٹا پھوٹا مسیح ملا جس کو کبھی سر میں چکر آ رہے ہیں، ان

سے ابھی نجات نہیں ملتی اوپر سے لوٹا ڈھونڈ رہے ہیں اور ٹائلٹ سے باہر نکلتے ہیں تو قوت مردی کے کشتے ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں؟؟؟ لیکن اگر ایسا نہیں ہوا کہ مرزا صاحب اس قدر لاچار ہوئے ہوں تو پھر مرزا صاحب کی بیماریاں جعلی ہیں، یا دعویٰ غلط ہے!!!

سو(۱۰۰)بار پیشاب!!!

''اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتی ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں''۔[اربعین ۳و۴/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۷۰و۴۷۱]۔اگر چوبیس گھنٹے پر سو بار(۱۰۰) کو تقسیم کیا جائے، جس میں نہ نیند اور نہ کوئی آرام، یا کوئی اور کام ہو تو، تقریباً ہر ساڑھے چودہ منٹ کے بعد پیشاب، اگر ٹائلٹ میں جانے، شلوار کھول کر کپڑے سمیٹ کر بیٹھنے، پیشاب کرنے، استنجا کرنے، شلوار باندھنے، باہر آ کر وضو کرنے یا کم از کم ہاتھ دھونے میں اگر ہم ساڑھے چار منٹ گن لیں تو دس منٹ کے بعد دوبارہ پیشاب کے لئے ٹائلٹ میں(کیونکہ سیرت المہدی میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب ٹائلٹ سے باہر آ کر فوراً وضو کرتے تھے)؟؟ لیکن اگر ہم چھ گھنٹے آرام کے، ایک گھنٹہ عبادت کے لئے(ویسے ہونا زیادہ چاہیے لیکن از راہ احتیاط) اور ایک گھنٹہ کھانے پینے کے لئے نکالیں تو کل بنے آٹھ گھنٹے، اس طرح سارے دن میں بچے ۱۶ گھنٹے، اب اگر سولہ گھنٹوں پر تقسیم کریں تو ہر دس منٹ سے بھی کم پر پیشاب آتا ہے، اگر ہم حساب کریں جیسا کہ اوپر کیا ہے تو ہر پانچ منٹ کے بعد ٹائلٹ میں جانا پڑتا ہے، اب خود سوچیں کہ جس شخص کو پتہ ہے کہ پانچ منٹ پر مجھے پھر ٹائلٹ میں جانا ہے، وہ لکھنے پڑھنے کے لئے توجہ کیسے مرکوز کر سکتا ہے جب کہ زیادہ پیشاب کی وجہ سے ساتھ ہی ضعف وغیرہ کے بھی عوارض ہو جاتے ہیں۔اب آپ صرف ایک بات کا جواب دیجئے کہ کیا دنیا بنانے والے اللہ کو مسیح اور مہدی کے لئے صرف وہی شخص ملا تھا یا بنایا تھا جس کو بجائے دین کے ہر پانچویں منٹ ٹائلٹ میں جا کر بیٹھنے کی فکر ہو؟؟؟ کہیں یہ تو نہیں کہ مرزا صاحب نے غلو سے کام لیا ہو، لوگوں کی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے یا عادتاً؟؟؟ اور پھر اپنے سو بار پیشاب کا کئی جگہ ذکر کیا ہے، اگر غلو سے کام لیا ہے تو غلو کا دوسرا نام جھوٹ ہے تو مطلب ہے کہ کئی بار جھوٹ بولا؟؟؟ کیا جھوٹ بولنے والا شخص نبی/محدث/مجدد/صاحب الہام تو دور کی بات ہے، کیا روزمرہ کی معمول کی زندگی میں بھی قابل قبول ہے؟؟؟

ہسٹیریا اور مراق!!!

مراق جو کہ دیوانگی کی ہی ایک قسم ہے ایسا خبیث مرض ہے کہ کسی ولی، مجدد یا نبی میں اس کا پایا جانا ناممکنات میں سے ہے۔مرزا صاحب کے دعاوی اور ان میں درجہ بدرجہ ترقی اسی دماغی بیماری کی بدولت ہوئی۔اس سلسلے میں اس بیماری پر نسبتاً تفصیل سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

''مرزا صاحب کو جوانی میں ہسٹیر یا کی بیماری ہوگئی تھی''۔[میرت المہدی/ جلد اول/ صفحہ ۱۷/ از مرزا بشیر احمد ،ایم۔اے]۔''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیر یا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیر یا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذالک، یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹیر یا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیر یا یا مراق بھی تھا'' [میرت المہدی/ جلد دوئم/ صفحہ ۵۵/ از مرزا بشیر احمد، ایم۔اے]۔ اگر ہم مرزا صاحب کے بیٹے کی اس تشریح کو ہی مان لیں تو پھر بھی سوال پیدا ہوتے ہیں، آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل پریشان ہو جاتا ہے تو وہ دل کی پریشانی سنبھالے گا یا راہنمائی کرے گا۔ جس کے اعصاب اتنے نازک ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر منتشر ہو جاتے ہوں، وہ شخص اپنے اعصاب کو کنٹرول کرنے سے فرصت پائے گا تو لوگوں کو بتا سکے گا کہ انہوں نے اپنی زندگیاں کیسے کنٹرول کرنی ہیں؟ جو شخص دل کی پریشانیاں و ذکاوت حس کی وجہ سے ہسٹیر یا کا شکار ہو جاتا ہو، تو لوگ اس کو سنبھالنے میں لگے ہوں گے یا وہ لوگوں کو؟ وہ کیسے لوگوں کو سنبھال کر صحیح راستہ پر لے کر چلنے کے قابل ہوگا جو خود اکثر چیخیں مار کر نماز میں گر جاتا ہو اور لوگ اس کی ٹانگیں باندھ رہے ہوں۔ ایسا شخص نبی کیسے ہو سکتا ہے؟ میری ان باتوں کا ثبوت میرت المہدی سے مل جائے گا۔ نبی کو تو اللہ بھیجتا ہی آدمیوں کے لئے اور جہاں بھی کوئی مدعی نبوت (جھوٹا یا سچا) موجود ہوگا لوگ اکٹھے ہوں گے۔ جگہ میں تنگی بھی محسوس ہوگی، اور جب لوگ رہنمائی کے لئے اکٹھے ہوئے تو پتہ چلا کہ نبی صاحب کا دل پریشان ہو رہا ہے اور ہسٹیر یا کا دورہ پڑ گیا ہے۔ کیا اللہ نے مرزا صاحب کو پریشان ہونے، گھبرانے اور دورہ پڑنے کے لئے نبی بنایا تھا یا جم غفیر کی ہدایت کے لئے؟ واقعات تو کئی ہیں لیکن جو سوال میں نے اٹھائے ہیں ان کی تصدیق یہ واقعہ بھی کرتا ہے۔''مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی مرتبہ دوران سر اور ہسٹیر یا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا...... اس کے کچھ عرصہ کے بعد ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے۔ تھوڑی دیر بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی سے پانی کی ایک گاگر گرم کردو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت (مرزا) صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی خادمہ سے کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی۔ آپ لیٹے ہوئے تھے۔ جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے

بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے...... [سیرت المہدی/ جلد اول/ صفحہ ۱۳/ از مرزا بشیر احمد، ایم۔اے، ابن مرزا غلام اے قادیانی]۔

کتب طب میں مراق کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے، ''اس میں مریض کو دھوئیں جیسے سیاہ بخارات چڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں''۔[شرح اسباب/ جلد ۱/ صفحہ ۷۷]۔ یعنی ساری علامات حقیقی طور پر پوری اتر رہی ہیں۔ ابھی تو آگے دیکھئے۔ مرزا صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں ''اور پھر اس پر مستزاد مالیخولیا اور مراق کا موذی مرض''۔[سیرت المہدی/ جلد دوئم/ صفحہ ۵۵/ از مرزا بشیر احمد] مرزا صاحب کے خاندان میں طبابت کئی پشتوں سے تھی اور انہوں نے خود بھی اپنے والد صاحب سے طب پڑھی تھی، لہٰذا اگر وہ خود کہتے ہیں کہ ان کو ہسٹیریا اور مراق تھا تو ہمیں ماننا چاہیے، کیونکہ وہ اپنی حالت کو دوسروں کی نسبت بہتر سمجھ رہے تھے اور انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ملتی جلتی علامات ہیں، اور نہ ہی اپنی زندگی میں ان بیماریوں کی انہوں نے تردید کی یا کوئی اور تشریح کی تھی۔ اب بعد میں دکان چلانے والے، دکان کو خطرے میں دیکھ کر جو بھی تاویلات کریں، اس کی کسی طرح بھی کوئی اہمیت نہیں اور نہ ہی قابل غور ہیں۔

اطباء کی رائے:

(۱)..........مرزا صاحب کے دست راست و پہلے قادیانی خلیفہ، مشہور اور شاہی حکیم جناب نورالدین بھیروی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ''چونکہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ اور مالیخولیا مراق میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے، اس لئے مراق کو سر کے امراض میں لکھا ہے''۔[بیاض نورالدین/ جز اول/ صفحہ ۲۱۱]۔ کہتے ہیں کہ بیماری اور صحت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو بھی ایذا نہیں پہنچاتا تو کیا انبیاء کو ایذا دالی بیماری میں مستقل مبتلا کرے گا؟

(۲)..........''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا، مالیخولیا، مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے''۔[مضمون ڈاکٹر شاہنواز قادیانی/ مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان/ صفحہ ۶ و ۷ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء/ بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۱۴۵]۔

(۳)..........''مالیخولیا وہ بے ڈھنگی بیماری ہے کہ جس میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنے آپ کو نہ صرف تندرست بلکہ بسا اوقات بادشاہ یا نبی یا اوتار وغیرہ خیال کرنے لگتا ہے، اور اسی شان بادشاہی وغیرہ میں آ کر ناجائز حرکات کا مرتکب ہوتا ہے۔[کنزالمجربات/ جلد دوئم/ صفحہ ۲۴۳/ مصنف حکیم محمد عبداللہ ملتانی]۔

اگر آپ سیرت المہدی، مصنفہ قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام اے قادیانی کو پڑھ لیں تو آپ خود ہی کہہ اٹھیں گے کہ کون سی ناجائز حرکت ہے جو مرزا قادیانی صاحب نے نہیں کی؟ کونسی شریعت کی انہوں نے پابندی

کی؟ حج پر وہ نہیں گئے، ساری عمر زکوۃ انہوں نے نہیں دی، کبھی وہ اعتکاف نہیں بیٹھے، مجدد کے دعویدار ہوتے ہوئے سود پر روپیہ لیا، رنڈیوں کا مال اشاعت اسلام کے نام پر اپنے لئے حلال کرلیا، نا کتخدا لڑکیوں سے پوری پوری رات خدمت کروائی، راتوں کو عورتیں اکیلی ان کے کمرہ میں پہرے دیتی تھیں، ملازمائیں ان کے سامنے بیٹھ کر نہاتی تھیں لیکن وہ اسی جگہ بیٹھے رہتے تھے!

(۴)......... مالیخولیا مراقی، اس مرض کے مریضوں میں سے کسی کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ میرے جسم پر سر نہیں، کوئی کہتا ہے کہ میرے حلق میں سانپ چلا گیا ہے، کوئی مرغ بن کر بانگ دیتا ہے، کوئی گدھا بن کر ہنہناتا ہے...... کسی کو بادشاہ بننے اور ملک فتح کرنے کے خیالات ہو جاتے ہیں۔ بعض عالم اس مرض میں مبتلا ہو کر دعویٰ پیغمبری کرنے لگتے ہیں۔[مخزن العلاج/ جلد اول/ صفحہ ۶۰ و ۶۱، مصنف شمس الاطباء حکیم وڈاکٹر غلام جیلانی خان، لاہور]۔ اب آپ خود ہی دیکھ لیں کہ مرزا صاحب نے مرغ کی طرح بانگ تو نہیں دی مگر سیرت المھدی میں لکھا ہے کہ اپنے چچازاد کے سردرد کا علاج اس طرح کیا کہ ایک مرغا ذبح کروا کر اس کے سر پر بندھوادیا۔ اپنے آپ کو آریوں کا بادشاہ قرار دیدیا اور اپنے آپ کو ہر جگہ خود ہی فاتح قرار دے لیا، پہلے اپنے آپ کو ملہم قرار دے لیا پھر انہی الہاموں کو بنیاد بناتے ہوئے منزل بہ منزل ترقی کرتے ہوئے پیغمبری اور وہ بھی ایسی جو کہ سب نبیوں سے افضل نبوت کے دعویٰ تک پہنچے۔

(۵)......... ہندوستان کے مشہور حکیم غلام جیلانی مزید لکھتے ہیں ''مریض ہمیشہ ست و متفکر رہتا ہے اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں ہر ایک بات میں مبالغہ کرتا ہے''۔[مخزن حکمت طبع دوم/ بحوالہ اٹھارہ پیشگوئیاں تصنیف مولانا اقبال رنگونی، مانچسٹر]۔ آپ خود دیکھ لیں کہ مرزا صاحب کی اکثر باتیں مبالغہ آمیز ہیں، مثال کے طور پر میں نے پچاس کے قریب الماریاں لکھی ہیں انگریزوں کی حمایت میں حالانکہ ان کی کل کتابوں کی تعداد قریباً اسی کے ہے، کئی جعلی حدیثیں، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں وغیرہ وغیرہ۔

(۶)......... پیرانائے !!! مالیخولیا/ مراق کا جدید میڈیکل نام پیرانائے ہے۔ اس کے بارے میں میڈیکل سائنس کہتی ہے ''یہ دیوانگی یا شدید دماغی خلل کی وہ صورت ہے جبکہ وسوسوں یا خبطوں کا ایک منظم گروہ ذہن میں بس جاتا ہے۔ ایسے مریض کے خبط نہایت مربوط، مدلل، منطقی، معین، پیچیدہ اور الجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ وسوسے اکثر کسی ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ مرض عموماً آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ اکثر مریضوں کی شخصیت میں کوئی خرابی یا نقص نظر نہیں آتا۔ بعض مریضوں کو سمعی بصری واہمے آتے ہیں۔ انہیں طرح طرح کی آوازیں آتی ہیں یا چیزیں نظر آتی ہیں گویا کہ حواس خمسہ کے مختلف حواس سے کچھ نہ کچھ محسوس ہوتا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں کچھ نہیں ہوتا۔ بنیادی وسوسے عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) خبط اذیت۔ مرزا صاحب خبط اذیت میں بھی مبتلا تھے، حتیٰ کہ انگریز عدالت کا فیصلہ بھی ہے، جس کا جج ڈگلس صاحب ہے جس کو مرزا صاحب نے پیلاطوس قرار دیا ہے کہ مرزا صاحب کی اکثر تحریریں دوسروں کو ایذا دینے کے

لئے لکھی گئی ہیں۔(۲)(خبطِ عظمت)پرشکوہ یا اقتداری وسوسے خبط اذیت میں مریض لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے،اور خبط عظمت میں مریض اپنے آپ کو ایک بڑا آدمی اور عظیم ہستی سمجھتا ہے۔خبط عظمت کی ایک بڑی قسم مذہبی خبط عظمت ہے،جس میں مریض سمجھتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ خدا اس سے محبت کرتا ہے،وہ نبی ہے،رسول ہے اور دنیا کی اصلاح کے لئے اس کو بھیجا گیا ہے۔وہ نئے نئے دین وضع کرتا ہے۔وہ سمجھتا اور محسوس کرتا ہے کہ اس کو وحی اور الہام ہوتے ہیں چنانچہ دینی کتابوں کی نت نئی تشریح کر کے انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھالتا رہتا ہے۔یہ مرض مردوں کو عموماً تیس سال کے بعد عمر کے آخری حصے میں ہوتا ہے۔اس قسم کے مریض بہت شکی مزاج،خود بیدار،منکر،گستاخ،مغرور اور حساس ہوتے ہیں۔مریض تنقید نہیں برداشت کرسکتا۔مریض زبردست احساس برتری کا شکار ہوتا ہے،جس کے پیچھے درحقیقت احساس کمتری کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل کا شکار ہوتی ہے۔پیرانائے کے اکثر مریض ذہین افراد ہوتے ہیں،چونکہ ظاہری طور پر بالکل نارمل ہوتے ہیں لہٰذا ہر قسم کے دلائل سے اپنی بات وقتی طور پر منوالیتے ہیں،یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ مروڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے وسوسوں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔اسباب:مریض کی معاشرتی،سماجی،پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیاں اس مرض کی تشکیل میں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ان ناکامیوں کی وجہ سے اس کی انا مجروح ہوتی ہے،اور وقار کو سخت دھچکہ لگتا ہے،چنانچہ اس میں احساس کمتری پیدا ہوجاتی ہے،جس کو چھپانے کے لئے مریض بڑھا چڑھا کر باتیں کرتا ہے۔سگمنڈ فرائیڈ کے نزدیک اس مرض کے پیچھے ہم جنسی تمناؤں اور خواہشوں کا گہرا ہاتھ ہوتا ہے،اس بیماری کی تشکیل میں اہم ترین عناصر مریضوں کے دوسرے لوگوں سے باہمی تعلقات میں دشواری،اپنی کوتاہی ہے۔(ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف،از کولمین)[بحوالہ بصد شکریہ:الفتویٰ نمبر۴،ایڈیٹر ڈاکٹر سید راشد علی www.alhafeez.org]جب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کی شادی جوان کی ماموں زاد سے ہوئی انتہائی ناکام رہی،دوسرے بیٹے(مرزا فضل احمد)کی پیدائش کے بعد بقول مرزا صاحب کے ان کا اپنی بیوی سے کوئی تعلق نہیں رہا۔اس بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹوں کے ساتھ بھی تعلقات کشیدہ رہے،اپنے بزرگوں کی جائیداد کے مقدمے جو انہوں نے لڑے ان میں ناکام ہوئے،والد اور بھائی ان کو نکما جانتے،بقول مرزا صاحب کے ان کی گھر میں حیثیت انتہائی گئی گزری تھی۔بھابھی(نوٹ کیجئے،بیوی نہیں بھابھی،بیوی کو کبھی کچھ لاکر دیتے یا اس کے حقوق کا ہی خیال رکھتے تو وہ بھی ان کے لئے کچھ سوچتی)ان کو کھانا نوکروں سے بھی گیا گزرا بھجواتی تھیں اور بوجھ سمجھتی تھیں۔بقول مرزا صاحب کے ان کو پہلا الہام ہی باپ کی وفات کے قریب ہوا جب ان کو فکر ہوئی کہ اب روٹی کہاں سے کھاؤں گا۔سیالکوٹ میں کچہری میں اہلمد کی نوکری کی،وہاں بھی مختاری کا محکمانہ امتحان دیا،مگر اس میں ناکام ہوئے،والد نے اپنے مقدموں میں لگایا،وہاں بھی اکثر ناکامیوں کا شکار ہوئے۔غرضیکہ ان دعوؤں سے پیشتر ان کی زندگی ہر لحاظ سے ایک مثالی ناکام زندگی تھی۔

تیس سال سے دردسر!!!

''اور میں تو اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا تھا اور دردسر کی بیماری مجھے تیس سال سے ہے''۔[انجام آتھم/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۷، حاشیہ]۔''ابتدا ایام میں آپ وسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے۔ پھر دماغی دورے بکثرت ہونے کی وجہ سے سر اور ریش مبارک پر آخر عمر تک مہندی ہی لگاتے رہے''۔[سیرت المھدی/جلد/صفحہ ۱۲۳/روایت ۴۴۴]۔ یہ روایت ظاہر کر رہی ہے کہ دماغی دورے بکثرت اور آخر تک پڑتے رہے۔ یہ روایت ان کے سالے کی تھی اب مرزا صاحب کی زبانی سنیں۔ایک دوست کو لکھتے ہیں کہ''حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے، کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے،لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا، مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن (درد جو چڑھوں سے اٹھ کر ٹخنوں تک پہنچتا ہے، ناقل) ہو جاتی ہے۔اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا، قریباً چھ سات ماہ یا زیادہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے، اور قرأت میں شاید قل ھو اللہ بمشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہو جاتی ہے۔خاکسار غلام احمد قادیان، ۵فروری ۱۸۹۱ء ''[مکتوبات احمدیہ جلد پنجم/نمبر۲/صفحہ۴]۔یاد رہے کہ ۱۸۹۱ء میں ہی مرزا صاحب نے مسیح موعود کے دعویٰ کا اعلان کیا۔کیا اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو اس حالت میں کئی کئی مہینے رکھتا ہے کہ کھڑے ہونا تو درکنار مسنون طریق سے بیٹھ کر بھی نماز ادا کرنے کی توفیق نہیں دیتا، حالانکہ نماز بندے اور خدا کا براہ راست تعلق ہے اور نبی کا تعلق اللہ سے ہر ایک سے زیادہ اور کسی خلل کے بغیر ہوتا ہے، یہاں تو بنیادی تعلق ہی نہیں صحیح طریق سے قائم ہو پا رہا، رفعتیں یا ہائی کلاس تعلق تو بہت آگے کی بات ہے۔ نبی کا کام تو ہر وقت ذکر الٰہی ہوتا ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ مہینوں سے قل ھو اللہ کی قرأت بھی نہیں ہو پاتی۔نہ ہی مسنون طریقے سے عبادت کر سکتے ہیں سوداوی بخارات دماغ کو چڑھتے ہیں تو دماغ میں جیسے خیالات آتے ہوں گے ان کا اندازہ خود کر لیں، اور تمام دعوے ایسے ہی خیالات کا نتیجہ ہیں۔

مزید ذہنی حالت!!!

مرزا صاحب ذہنی طور پر اتنے معذور تھے یا بنے ہوئے تھے کہ لباس بھی ڈھنگ سے نہیں پہن سکتے تھے یا پہنتے تھے، جرابوں کی ایڑیاں اوپر کی طرف اور پنجے آگے کو لٹکے ہوتے تھے۔جوتوں میں دائیں اور بائیں کی تمیز نہیں کر سکتے تھے یا کرتے تھے، حتیٰ کہ بیوی جوتوں میں دائیں بائیں کی تمیز کے لئے نشان بھی لگا دیتی تھی تب بھی اکثر دائیں اور بائیں جوتے کی تمیز نہیں کر سکتے تھے۔غرارے بھی پہنا کرتے تھے۔واسکٹ کے بٹن کوٹ میں اور کوٹ کے بٹن واسکٹ میں لگا دیتے تھے ۔کوٹ کے یا واسکٹ کے کاج میں ایک بڑا سا رومال باندھ لیتے تھے، وغیرہ وغیرہ۔گھڑی پر وقت نہیں دیکھ سکتے

تھے۔تفصیل کے لئے دیکھئے۔[روایت نمبر ۸۲، ۸۳ / سیرت المہدی / جلد اول / صفحہ ۶۶ و ۶۷ مصنف مرزا بشیر احمد، پسر مرزا غلام اے قادیانی]۔

طاقت مردمی کالعدم ہونے کے باوجود شادی کی!!!

''ایک ابتلاء مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابطیس اور درد سر مع دوران سر، قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا''۔[تریاق القلوب / رخ جلد ۱۵ / صفحہ ۲۰۳]۔اس کا مطلب یہ ہے کہ نامردی ان کا ذاتی اور خفیہ معاملہ ہونا چاہیے تھا، لیکن وہ ان کے کسی ایک دوست کو نہیں بلکہ دوستوں میں بھی مشہور تھا۔کیسا شرم وحیا والا تھا یہ شخص۔اور پھر ایک بیوی پہلے تھی جس کے ساتھ مجرد کی زندگی گزار رہے تھے،یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ مرزا صاحب نے جب قادیانیوں کی ام القادیین کا رشتہ ان کے والد سے مانگا تو خط میں لکھا کہ میں عملاً مجرد کی زندگی گزار رہا ہوں (لیکن یہ نہیں لکھا کہ کیوں؟) اس حالت میں اوپر سے دوسری بھی گھر میں لے آئے،لیکن کس کے لئے؟ کیا صلائے عام تھی یارانِ..........۔

شادی کے بعد مدت تک نامرد!!!

''جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔آخر میں نے صبر کیا''۔[مکتوبات احمدیہ / جلد پنجم / خط نمبر ۴] اگر آپ ایک غیر تمند مرد ہیں تو آپ سوچیں کہ کسی بھی وجہ سے اگر ایسی حالت ہوتی ہے تو کیا آپ ان حالات میں پہلے شادی کریں گے،یا پہلے علاج کروانے کے بعد شادی کریں گے؟ اگر ماں یا باپ ہیں ایک بیٹی کے،تو ایسی بیماریوں اور کالعدم قوت مردمی کے حامل کسی مرد کو اپنی بیٹی بیاہیں گے؟ بلکہ اگر آپ کو کوئی ایسا رشتہ آئے گا تو کیا آپ ایسے رشتہ کے بارے میں سننے کے بھی روادار ہوں گے؟ کیا مرزا غلام احمد صاحب نے قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایت کے مطابق کہ ایسے مواقع پر قول سدید سے کام لو اور ان کو اپنے ایسے حالات کھول کر بتاؤ،جن سے آئندہ زندگی میں کوئی فساد نہ بن سکے،اپنی ایسی حالت (کالعدم قوت مردمی) کا لڑکی کے والدین کو بتایا تھا؟ کیا اپنے مالی حالات کے بارے میں بتایا تھا،کہ یہ اس شادی کے لئے بھی پانچ سو روپیہ قرض لے کر آئے ہیں۔اسلام کی تعلیمات بتاتی ہیں کہ انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم ہے،اور حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے،کیا مرزا صاحب نے جبکہ انتیس (۲۹) سال سے پہلی بیوی کے حقوق ہی نہ ادا کر پا رہے تھے،ایسی حالت میں ایک اور شادی کر کے ازدواجی حقوق اور حقوق العباد کی خلاف ورزی نہیں کی؟ پھر قابل غور فقرہ کہ میں نے صبر کیا،حقوق بھی دوسرے کے یہ خود ادا نہیں کر پا

رہے تھے اپنی نامردی کے باعث اور پھر بے شرمی کی انتہا کہ کہتا ہے کہ میں نے صبر کیا۔ان دوعورتوں نے جس طرح خاموشی سے اس ظلم کو برداشت کیا ان کے حق کو تسلیم کرنا تو دور کی بات ان کے لئے کوئی کلمہ خیر بھی نہیں؟ کیا اتنی واضح انسانی حقوق کی پامالی کے بعد، اپنے بے بنیاد صبر کا ڈھونڈ ورا پیٹنے والا کوئی ولی بھی کہلا سکتا ہے، کجا کہ دعویٰ نبوت ہو؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شرائط تم نے پوری کرنی ہیں سب سے اوّل وہ شرط یا شرائط پوری کرو جن سے تم نے ایک عورت کو اپنے لئے حلال کیا۔اور مرزا صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ (نعوذ باللہ) وہ رسول کریم کا ہی وجود ہیں۔کیا مرزا صاحب کا کردار اس بات کی تائید کرتا ہے؟ پھر مزے کی بات ہے کہ مزید شادیوں کے الہام بھی ہو رہے تھے اور اس سلسلہ میں محمدی بیگم والے معاملے میں تو بڑی شرمندگی بھی اٹھانی پڑی۔

دایاں ہاتھ بیکار!!!

"آپ (مرزا غلام اے قادیانی) پانی کا گلاس یا چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پیا کرتے تھے"۔[سیرت المہدی/ جلد دوئم/روایت نمبر۴۴۴/ صفحہ۱۳۱]۔حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے نہ پئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے"۔[مسلم ،باب آداب طعام والشراب بحوالہ روزنامہ الفضل،لندن/۲۷ستمبر۲۰۰۲ء/ صفحہ۳]۔

قادیانی حضرات کہیں گے کہ "مسیح موعود" صاحب کو بچپن میں یا جوانی میں کندھے میں چوٹ لگی تھی، اور اس کی وجہ سے ہاتھ میں کمزوری تھی، ٹھیک ہے، آپ کی دلیل مان لی، پر سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کیا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس نے مرزا صاحب کو نبی بنانا ہے؟ اور جبکہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ حفاظت بھی فرماتا ہے اپنے رسولوں کی (سورۃ الجن، آیات ۲۷ و ۲۸) اور اس حفاظت میں یہ بھی شامل ہے کہ ان سے (یعنی نبیوں، رسولوں) کوئی ایسا فعل نہ ہو جس میں شیطان کا دخل بھی ہو، تو کیا اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت نہ کرتا کہ وہ تمام عمر ایک ایسا کام کرنے سے بچے رہیں جس میں ان کے کھانے پینے میں شیطان کا دخل ہو، اگر اللہ نے ان کو نبی بنانا ہوتا تو کیا وہ ان کو ایسی چوٹ سے نہ بچاتا، جس سے ان کو ساری عمر بائیں ہاتھ سے کھانا پینا پڑا اور ہر کھانے میں شیطان کو شریک کرنا پڑا؟

اسہال اور خارش!!!

"مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں"۔[ملفوظات/ جلد۲/ صفحہ ۳۷۶]۔دوسری جگہ فرماتے ہیں "کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور اکثر دست آتے رہنا، یہ بیماری تقریباً بیس برس سے ہے"۔[نسیم دعوت/رخ جلد۱۹/ صفحہ۴۷]۔اسہال کی بیماری کا مطلب ہے کہ دن میں کم و بیش دس سے پندرہ بار بیت الخلا کے چکر لگانا۔اور اسی بیماری کی شدت سے جس کو مرزا صاحب نے خود ہیضہ قرار دیا، مرزا قادیانی صاحب کی وفات ہوئی، اور مزے

کی بات یہ ہے کہ اس بیماری کے لئے مرزا صاحب نے خود دعا مانگی کہ اگر وہ جھوٹے ہیں تو اس کے ذریعہ ان کی موت ہو، اور ہم مانتے ہیں کہ مرزا صاحب کی یہ دعا اللہ نے قبول کی، تا کہ سچے اور جھوٹے کا فرق واضح ہو اور اللہ نے مرزا صاحب کی یہ خواہش پوری کی اور پوری دنیا کو بتا دیا کہ مرزا صاحب کے تمام دعوے صرف اور صرف جھوٹ کا پلندہ ہیں، اور ان کا دعویٰ رسالت کا دعویٰ خجالت میں بدل دیا۔ یہ سب جاننے کے بعد جو تحقیق نہیں کرتے اور ابھی بھی ان کو نبی مانتے ہیں ان پر ختم اللہ علی قلوبہم کی مثال صادق آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے، آمین۔

احتلام!!!

''ڈاکٹر میر محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔ جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے، ایک فطرتی، دوسرا شیطانی، خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہوسکتا ہے مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو کہ غلط ہے''۔ [سیرت المہدی / جلد سوئم / روایت نمبر ۸۴۳، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے] ایک اور حوالہ اور بھی دلچسپی کا باعث ہوسکتا ہے، ''ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ انبیاء کو احتلام کیوں نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا کہ چونکہ انبیاء سوتے جاگتے پاکیزہ خیالوں کے کچھ نہیں رکھتے اور ناپاک خیالوں کو دل میں آنے نہیں دیتے اس واسطے ان کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا'' [تاریخ احمدیت / جلد ۱ / صفحہ ۹۸ / مئولفہ دوست محمد شاہد]۔ اب آپ دیکھیں کہ مرزا صاحب نے صرف یہ کہا ہے کہ نبیوں کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا اور انہوں نے کوئی مزید امکان ہی نہیں چھوڑا، اب اگر مرزا صاحب نبی تھے تو کیا خدا تعالیٰ ان کو اس الزام سے پاک نہ رکھتا؟ جب مرزا صاحب کی سیرت میں بیویوں کے حقوق ادا نہ کرنا یا ناقابل ہونا، راتوں کو عورتوں سے خدمت لینا وغیرہ تو آپ کیسے ثابت کریں گے کہ احتلام کسی خیال کی بناء پر تھا یا بیماری کی بناء پر تھا۔ اس پر میں مزید کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ طبیعت میں گھن آتی ہے۔ لیکن قارئین کے سامنے ہر اہم پہلو آنا چاہیے تھا اس لئے یہ روایت بیان کر دی، کیونکہ جب رب نے اس بات کو ظاہر کیا اور پردہ نہیں ڈالا، تو میں خواہ مخواہ ایک بات کو چھپاؤں جبکہ میں ان کی ذات کے متعلق ایک انتہائی اہم نقطہ نظر سے بات کر رہا ہوں حالانکہ وہ رب چاہتا تو یہ بات ظاہر نہ ہوتی۔

خراب حافظہ!!!

''میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں، یاددہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کرسکتا''۔ [مکتوبات احمدیہ / جلد پنجم / نمبر ۳ / صفحہ ۲۱ / بحوالہ، قادیانیت اسلام اور

سائنس کے کٹہرے میں، مصنف عرفان محمود برق]۔اور حافظہ خراب ہونے کا کئی جگہ ذکر کیا ہے۔لوگ پاس بیٹھے ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ ان کو بلالاؤ، اور اس طرح کے کئی واقعات ہیں، اس مضمون میں ہر چیز بیان کرنا مشکل ہے۔لیکن اس قسم کے کچھ واقعات انشاءاللہ کسی دوسرے مضمون میں بیان ہوں گے۔

سل اور دق کی بیماری!!!

''اور یہ خواب ان ایام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گزر چکا تھا جب مجھے دق کی بیماری ہوگئی تھی اور بباعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات سے دل سخت

کارہ تھا اور عیالداری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی'' (طبیعت تو متنفر ہونی تھی، ساری عمر بیٹھ کر جو کھائی اور ذمہ داری نہ نبھائی، ناقل)[ضمیمہ تریاق القلوب / رخ، جلد ۱۵/ صفحہ ۲۰۲]۔

دق کی بیماری ایک موذی اور خبیث بیماری ہے، جس کو یہ بیماری ہوتی ہے، اس سے پرہیز کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے دلیوں کو بھی ایسی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے، اور مرزا صاحب کا دعویٰ تو نبوت کا ہے اور نبوت بھی کیسی، خاتم النبیین کا؟

داڑھوں کو کیڑا !!!

''دندان مبارک آپ کے آخر میں خراب ہوگئے تھے یعنی کیڑا داڑھوں کو لگ گیا تھا'' [میرت المہدی/ جلد دوئم/ صفحہ ۱۲۵/ از مرزا بشیر احمد] کسی کی آنکھوں پر اور کسی کے زخموں پر اپنا لعاب لگاتے تھے تو کیا کیڑوں والا لعاب لگاتے تھے؟

ان کی کچھ اور بھی بیماریاں مختلف جگہوں پر بیان ہوئی ہیں، ان کا ذکر فی الحال اس جگہ میں نہیں، اگر ضرورت ہوئی تو کسی اور مضمون میں انشاءاللہ تفصیل سے کیا جائے گا۔اس مضمون میں بجائے تفصیل کے دراصل صرف توجہ طلب باتیں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چند سوالات؟

(۱) کیا مراق خبیث مرض نہیں؟ (۲) کیا مرگی یا ہسٹیر یا خبیث مرض نہیں؟ (۳) کیا دق ایک خبیث مرض نہیں؟ (۴) کیا تیس برس سے زیادہ سر درد سے کوئی انسان نارمل رہ سکتا ہے؟ (۵) کیا نامردی ایک خبیث مرض نہیں؟ (۶) کیا نبیوں کو احتلام ہوتا ہے؟ (۷) کیا دن میں سو سو بار پیشاب آنا اور بیس سال لگاتار اسہال کی بیماری خبیث مرض نہیں؟ (۸) کیا ہیضہ خبیث مرض نہیں جس سے مرزا صاحب کی دفات ہوئی؟ اگر یہ امراض جن کا ذکر میں نے اپنے سوالوں میں کیا ہے، امراض خبیثہ نہیں تو پھر تو ٹھیک ہے احمدی حضرات انکار کریں، میں مرزا صاحب کی تحریروں سے ان کو

امراض خبیثہ ثابت کرتا ہوں۔لیکن اگر یہ امراض خبیثہ ہیں تو احمدی حضرات اس الہام کی کیا تشریح کریں گے کہ مرزا صاحب امراض خبیثہ سے بچائے جائیں گے؟؟ بلکہ مرزا صاحب کی وفات بھی مرض خبیث ہیضہ میں ہوئی،اس کے متعلق کیارائے ہے احمدی دوستوں کی؟انکار کرو،آپ کی کتابوں سے ثبوت میرے ذمے!

بھائیو! خدا کے لئے دومنٹ کے لئے جذبات سے ایک طرف رکھ کر،اور غیر جانبدار ہوکر سوچو(اس لئے کہ اپنے اعمال کا جواب آپ نے خود دینا ہے) کہ بقول مرزا صاحب کے ان کو دق تھی،جس سے لوگ بھاگتے ہیں!مرزا صاحب پر مراق اور ہسٹیریا کے دورے پڑتے تھے،جو کہ ڈاکٹرز کی آراء کے مطابق،جذباتی اور ذہنی طور پر ہونے کی نشانی ہے!مرزا صاحب بقول اپنے کے ایک لمبا عرصہ قوت مردمی سے محروم رہے!اس طرح نہ صرف ایسی حالت میں ایک نا کتخدا اور اپنے سے کم وبیش تیس سال چھوٹی لڑکی سے شادی کی!بلکہ پہلی بیوی(پھجے دی ماں) کے حقوق بھی کافی لمبے عرصے سے ادانہیں کر رہے تھے اور کیا یہ شرعی اور اخلاقی طور پر ایک جرم نہیں ہے؟اور تیسری کے لئے (محمدی بیگم) جو کہ کسی غیر کی منکوحہ بھی ہوگئی تھی،مرنے تک رالیں ٹپکاتے رہے!مرزا صاحب ہمیشہ کی سردرد،دوران سراور تشنج دل کے مریض تھے،بسا اوقات دن میں سوسو بار پیشاب آتے تھے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ عام طور پر بھی ساٹھ ستر بار تو پیشاب آتا ہوگا اور اکثر اسہال کا شکار بھی رہتے تھے،یعنی اکثر لوٹا ہاتھ میں ہوتا تھا،اس کا مطلب ہے کہ اپنی کتابوں میں جو’’نادر تاویلات‘‘ پیش کیں انکا الہام یا خیال بھی ٹائلٹ میں ہی آیا ہوگا،کیونکہ زیادہ وقت تو وہیں گزرتا تھا۔اور زیادتی پیشاب کی وجہ سے ضعف اور کمزوری اور دوسری بیماریاں بھی اپنا اثر دکھارہی ہیں،دایاں بازو کام نہیں کرتا تھا،نماز کے وقت دائیں ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے سہارا دیتے تھے،اس سے پانی تک نہیں پی سکتے تھے،دورہ پڑتا تھا تو ٹانگیں باندھنی پڑ جاتی تھیں،چیخیں مارتے تھے۔مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ان کی گواہی تمام نبیوں نے دی ہے،قرآن نے دی ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا ہے،اب آپ خود سوچو کہ اللہ کو اتنی کونسی مجبوری تھی کہ ایسے عظیم الشان کام کے لئے ایک بیمار اور عارضی نہیں بلکہ مستقل بیمار شخص،اور پھر بیماریاں بھی کونسی۔دق،ہسٹیریا،مالیخولیا،مراق،دوران سر،ہمیشہ کی سردرد،بیکار بازو،کثرت بول،کثرت اسہال،اور نامردی،ذیابیطیس،کا حامل ہی اس رتبہ پر بٹھاتا تھا؟؟اوپر سے لباس بھی میلا کچیلا اور پہننے کا طریقہ مضحکہ خیز؟کیا خاتم الانبیاء،ختم المرسلین،فخر رسل،فخر انسانیت،رحمتہ اللعالمین،شاہ لولاک،شفیع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی(معاذ اللہ) بعثت ثانیہ یا محمد ثانی کے طور پر ایسے شخص کو ہی بھیجنا تھا،جو اپنے اہل وعیال کے حقوق ہی نہیں ادا کرتا تھا،بلکہ اپنی زیادتی کو بھی اپنا ہی صبر کہتا تھا،جس کو لوٹے اور لیٹرین سے ہی فرصت نہیں تھی،جو بے پیندے لوٹے کی طرح ہر بات میں اپنا موقف بدل لیتا تھا؟؟؟

آخر میں انتہائی اہم سوال !!!

مرزا صاحب فرماتے ہیں،’’بعض کاملین اس طرح پر دوبارہ دنیا میں آجاتے ہیں کہ ان کی روحانیت کسی اور پر

تجلی کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں ایسا ہی اصول ہے''۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/رخ، جلد۲۱/صفحہ۲۹۱]۔اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) محمد ثانی ہیں اور کس طریق سے ہیں اور یہ عقیدہ کہاں سے اور کون سے مذہب سے لیا گیا ہے یہ تو اوپر والی تحریر نے بتا دیا۔اب اسی عقیدہ پر مرزا صاحب کی ایک اور تحریر سے مرزا صاحب کا خیال کچھ واضح ہوتا ہے۔مرزا صاحب لکھتے ہیں،''یوں تو آریہ لوگ کہتے ہیں کہ تناسخ ضرور سچ ہے(صرف آریہ ہی نہیں آپ بھی یہی کہہ رہے ہیں، ناقل) اور ایسا ہمیشہ کے لئے واجب الوقوع ہے کہ مکتی کے بعد بھی اس سے پیچھا نہیں چھوٹتا لیکن بوجہ نادانی انہیں خیال نہیں کہ دائمی تناسخ کے ماننے سے تمام مقدسوں اور برگزیدوں کی ایسی بے ادبی ہوتی ہے کہ..........واضح رہے کہ ہم ایسے خیال کو نہایت خبیث اور دور از ادب سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی پر ایسا خوش ہو کر اس کو مکتی دے کر پھر کسی وقت کتا، بلا، سور وغیرہ بنا دے۔[شحنہ حق/رخ، جلد۲/صفحہ۳۵۱، حاشیہ] اس سے یہ بات سامنے آئی کہ مرزا صاحب کو اگر محمد ثانی مان لیا جائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرزا صاحب کے عقیدہ کے مطابق دنیا میں دوبارہ تو آسکتے ہیں لیکن پہلے سے کمتر حالت میں نہیں آسکتے ،اور اگر ایسی بات کو تسلیم کرلیں کہ وہ پہلے سے کمتر حالت میں آسکتے ہیں، تو اس کو تسلیم کرنا خباثت اور بے ادبی ہوگی۔اس تمہید کے بعد میرا سوال ہے کہ اس کو کیا کہیں گے خباثت مرزا صاحب یا بے ادبی؟؟؟؟؟؟؟؟

مزید ایسے سوالات انشاء اللہ دوسرے مضمون میں زیادہ تفصیل سے اٹھاؤں گا، لیکن کیا انہی امراض کی وجہ سے مرزا صاحب اپنے عقائد میں غلط، اپنے دعاوی میں جھوٹے ،اور ایک ابنارمل انسان ثابت نہیں ہوتے ؟اور کیا ایک ابنارمل ،بات بات میں غلو کرنے والا، دعوؤں میں غلط آدمی، ولایت/مجددیت/مسیحیت یا نبوت وغیرہ وغیرہ کا اہل ہو سکتا ہے؟

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''روح بغیر جسم کے کچھ چیز نہیں اگر روح بغیر جسم کے کچھ ہوتی تو خدا تعالیٰ کا یہ کام لغو ٹھہرتا کہ اس کو خواہ مخواہ جسم فانی سے پیوند دے دیتا۔روح کے افعال کاملہ صادر ہونے کے لئے اسلامی اصول کی رو سے جسم کی رفاقت روح سے دائمی ہے۔[اسلامی اصول کی فلاسفی/روحانی خزائن جلد۱۰/صفحہ۴۰۴و۴۰۵]۔اور مطالب کے علاوہ اس کا یہ مطلب بھی میری سمجھ میں مختصر لفظوں میں یہ آیا کہ جب روح اور جسم کا رشتہ لازم و ملزوم ہے اور ایک کی صحت دوسرے کو متاثر کرتی ہے تو مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار اور تکلیف میں مبتلا جسم نے کیا روح کو گہرے طور پر متاثر نہیں کیا ہوگا اور ایک بیماریوں سے متاثر شدہ روح دوسری روحوں کو کہاں تک صحیح اور واضح راہنمائی کر سکتی ہے؟ آپ خود سوچیں کہ اگر کوئی شخص دوران سر کا شکار ہو اور ہر پانچ منٹ میں پیشاب کرنے پر مجبور ہو، وہ تو ایک سائیکل تک نہیں چلاتا یا چلا سکتا ،لیکن یہاں تو تیس سے زیادہ بیماریوں کے ساتھ، جن میں زیادہ تر خبیث اور دائمی امراض ہیں، مرزا صاحب نبوت کی خدائی گاڑی چلانے کے دعویدار ہیں۔کیا یہ ممکن ہے اور کیا یہ دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے؟

کیا جو تضادات ہم مرزا صاحب کی تحریر میں دیکھتے ہیں وہ اسی متاثر شدہ روح کی کرم فرمائی تو نہیں؟ میں نہ تو ڈاکٹر ہوں اور نہ ہی عالم، میرے سوال تو ایک عام شخص کے سوال ہیں جو کہ ان باتوں پر ہیں جو واضح طور پر سب کو نظر آ رہے ہیں لیکن مرزا صاحب کے پیروکاروں کی طرف سے صحیح و دیانتدارانہ جواب نہیں مل رہا یا نہیں دیا جا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی رہنمائی کرے اور جو لوگ مرزا صاحب کی خودساختہ نبوت کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں ان کو شمع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی نصیب کرے، آمین۔

فقط والسلام شیخ راحیل احمد

از جرمنی مورخہ ۱۳ نومبر ۲۰۰۴ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عرض میری فیصلہ آپکا؟

مرزا غلام اے قادیانی کو صرف مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ اپنے آپ کو (صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک بلکہ تا قیامت) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں سب سے بڑھ کر عاشق صادق، قرار دیا۔ اور اس سلسلہ میں ایک جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰؑ کا موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ آپ کا دعویٰ کل جہاں کے لئے اور سخت سے سخت دکھ اور تکالیف آپ کو پہنچے۔ جنگیں بھی آپ نے کیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ آپکی زندگی میں موجود تھے۔ پھر ان باتوں کے ہوتے ہوئے جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ایسا کلمہ زبان پر لائے گا۔ جس سے آپ کی ہتک ہو وہ حرامی نہیں تو اور کیا ہے؟ [ملفوظات/ جلد ۵/صفحہ ۲۸۳]۔

ان سطور سے قبل جو عبارت ہے وہ ایک علیحدہ اور تفصیلی موضوع ہے، اس پر اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو کسی دوسرے موقع پر یہ فقیر در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی معروضات پیش کرے گا۔ یہاں اس وقت موضوع یہ ہے کہ جو ایسا کلمہ زبان پر لائے جس سے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، رحمت اللعالمین کی شان میں ہتک ہو وہ کون ہے؟ مرزا صاحب نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے کہ ہتک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والا حرامی ہے اور میں اس فیصلہ سے مکمل طور پر متفق ہوں، لیکن ایک انتہائی اہم سوال یہ ہے کہ مخالفین قادیانیت انتہائی بلند آواز میں یہ الزام لگاتے ہیں کہ مرزا غلام اے قادیانی اور ان کی امت اپنے آپ کو مسلمان کے طور پر پیش کرنے کے باوجود مسلسل توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہو رہے ہیں، اس مضمون میں اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کیا مرزا صاحب نے کوئی ایسی بات تو نہیں لکھی یا کہی جس سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی پہلو نکلتا ہو؟

میرے قادیانی (احمدی) دوست رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں، مرزا صاحب کی بعض بڑی خوبصورت تحریریں پیش کرتے ہیں، لیکن واقفانِ حال مرزا صاحب کی ان تحریروں کو جن میں بظاہر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی گئی ہے، پرِ کاہ کی بھی اہمیت نہیں دیتے۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مرزا صاحب کی یہ تحریریں ''دام ہمرنگ زمین'' سے زیادہ نہیں ہیں اور سادہ معصوم لوگوں کو پھنسانے کے کام آتی ہیں۔ کیونکہ کئی جگہوں پر مرزا صاحب نے بیشمار توہین آمیز باتیں، پاک رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارہ میں لکھی ہیں، جن سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متعلق باتوں سے بے خبری ظاہر ہوتی ہے اور اس کے علاوہ نہ صرف توہین کا پہلو نکلتا ہے بلکہ اس پاک ہستی، سرور کائنات، رحمت اللعالمین، نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شدید بغض بھی ظاہر ہوتا ہے، اور ان کی پاک ذات سے کہیں بالواسطہ اور کہیں بلاواسطہ اپنی ذات کی برتری ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جب میں قادیانی تھا، یہی کرتا رہا کہ مرزا صاحب کی وہ تحریریں جو میرے قادیانی دوست پیش کرتے ہیں اور بظاہر بہت خوبصورت محسوس ہوتی ہیں مرزا صاحب کے عاشق رسول ہونے کے ثبوت میں پیش کرتا تھا، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ۹۵ فیصد قادیانی دوستوں کو مرزا صاحب کی توہین آمیز تحریروں کا علم ہی نہیں اور جب کوئی شخص جوان کی جماعت میں سے نہیں، ایسا حوالہ پیش کرتا ہے جس کا عام قادیانی کو علم نہیں تو وہ سدھائے ہوئے طوطے کی طرح ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں، کہ یہ مولویوں کا جھوٹ ہے، یہ حوالہ پورا نہیں دیا، توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے وغیرہ (اور میں بھی ایسا ہی کرتا رہا اس لئے مجھے علم ہے، اور کبھی خود اصل حوالہ دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کیونکہ برین واشنگ کی وجہ سے یہ یقین ہوتا تھا کہ قادیانی مربی صحیح کہہ رہے ہیں) لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے جب قادیانی عینک اتار کر مرزا صاحب کی تحریروں کا جائزہ لیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ، حوالوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا، ان کے ساتھ اپنے تبصرہ کو مکس کر کے پیش کرنا، حوالوں کو ادھورا پیش کرنا، بے بنیاد حوالے جن کا کوئی وجود ہی نہیں، پیش کرنا، مرزا غلام اے قادیانی کا بہت بڑا وصف تھا، جس کی ماضی اور حال میں کوئی مثال نہیں ملتی اور مجھے یقین ہے کہ ابھی کئی صدیاں اس معاملے میں مرزا صاحب کی برتری برقرار رہے گی۔ میرے قادیانی دوستو، اس کی مثال اس طرح ہے کہ تمہارے سامنے دنیا کا مزیدار ترین کھانا خوبصورت برتنوں میں، خوبصورت انداز میں پیش کیا جائے، اور تمہیں پتہ چلے کہ پیش کرنے والا اس کھانے پر کھانستا ہوا، اور چھینکیں مارتا ہوا آیا ہے تو کیا تم وہ کھانا، کھالو گے؟ اور اگر پتہ چل جائے کہ کھانا پیش کرنے والے نے رفع حاجت کے بعد بغیر صفائی اور ہاتھ دھوئے کھانا ڈالا اور پیش کیا ہے تو کیا تم اس کھانے کو ہاتھ بھی لگاؤ گے؟ اور اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ اس کھانے کی پلیٹ کو کتا چاٹتا رہا ہے اور اس پلیٹ میں کھانا تمہیں پیش کیا ہے چاہے کتنی ہی سجاوٹ اور لوازمات سے وہ کھانا تیار ہو؟ یہی حال مرزا صاحب کی تحریروں کا ہے ان کی تحریریں کھانے کے بارے میں اوپر دی گئی مثالوں پر پورا اترتی ہیں۔ اس لئے ان کی مثال اسی کھانے جیسی ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔ اور میری اس بات کا ثبوت مندرجہ ذیل بیانات مرزا صاحب ہیں۔

ارشادات مرزا صاحب:

☆......رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اب تک تمام اہل اسلام کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ آیت، مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے اور احمد کے مصداق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آپ کے علاوہ اس کا مصداق کوئی نہیں۔ مرزا صاحب سے قبل تمام صحابہؓ مجددینؒ اور ائمہ کرامؒ نے یہی معنی کئے ہیں لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا تمام صحابہؓ اور بزرگان دین اور مسلمانوں کے برخلاف دعویٰ ہے کہ وہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ [ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۴۶۳] میں لکھتے ہیں کہ یہ میرے حق میں ہے اور میرا نام احمد ہے۔ کیا یہ ہتک نہیں کہ ایک آیت خدا تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازل کر رہا ہے اس کو اپنے اوپر چسپاں کر

لینا، کسی دلیل سے نہیں بلکہ بے تکی تاویلوں سے؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......دوسری بات کہ مرزا صاحب کا نام غلام ہے احمد نہیں اور غلام چاہے جتنا بھی بڑھ جائے، جس کا غلام ہے اس کے برابر یا اس کے ٹائٹل کا مصداق نہیں ہوسکتا۔ مرزا غلام اے قادیانی کے بڑے بھائی کا نام غلام قادر ہے اس کا بھی کہیں کہ نام قادر ہے اور اس کو بھی آیت اللہ ہر چیز پر قادر ہے کا مصداق مانو؟ ایک شخص کا نام نصر اللہ ہے کیا اس کا نام اللہ ہوگا، اس کو بھی کہو کہ یہ اللہ ہے جو مدد لے کر آیا ہے؟

☆......اگر میرے قادیانی دوست کہیں کہ جی ایک بات ہے یہ نتیجہ نہیں نکلتا جو آپ نکال رہے ہیں اور مرزا صاحب اپنے کو غلام ہی سمجھتے تھے تو ان اشعار کا کیا مطلب نکالیں گے......

منم مسیح زماں منم کلیم خدا
من محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

یعنی ''میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا ہوں، میں محمد اور احمد ہوں، مجتبیٰ ہوں''۔[تریاق القلوب/رخ جلد ۵/صفحہ۱۳۴]۔ کیا یہ برابری کا دعویٰ نہیں؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اور اگر یہ بات بھی کافی نہیں تو اس شعر کے بارے میں کیا کہیں گے؟

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کم ترم زکسے

یعنی انبیاء اگرچہ بہت ہوئے، لیکن میں بھی کسی سے کم نہیں۔[نزول المسیح/رخ جلد۱۸/صفحہ۴۷۷]۔ اب تک اس فقیر نے آپ کے سامنے مرزا صاحب کے جو بیان رکھے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے آپ کو کم از کم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتے تھے۔ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......کیا میں واقعی صحیح سمجھتا ہوں؟ مرزا صاحب کے بیٹے کی شہادت میری اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جو نتیجہ میں نے نکالا ہے وہ صحیح ہے، لکھتے ہیں ''مسیح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا''۔[کلمتہ الفصل/صفحہ۱۱۳/از مرزا بشیر احمد، ایم اے]۔ ان حوالوں سے کم از کم یہ تو ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب اور ان کے متبعین ان کو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتے ہیں۔ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......لیکن کیا ظل، اصل کے برابر ہوسکتا ہے؟ کیا سایہ وجود کی حقیقی برابری کرسکتا ہے؟ رہی ظل اور بروز کی بات تو اس کا ٹنٹا بھی مرزا صاحب کے بیٹے، مرزا بشیر الدین نے صاف کر دیا، وہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب اسی طرح کے نبی تھے جس

طرح دوسرے انبیاء، اور یہ ظل، بروز وغیرہ کی بحث صرف لوگوں کو سمجھانے کے لئے تھی۔

☆......لیکن بات صرف برابری کی نہیں بلکہ مرزا صاحب ہندو مذہب کے عقیدہ کے مطابق یقین کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرزا صاحب کی ذات میں جنم لیا ہے۔لیکن یہ بھی قدم بہ قدم دماغ میں بٹھاتے ہیں، لکھتے ہیں، ''پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار ورحماء بینھم۔اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی''۔[ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸/صفحہ ۲۰۷]۔دیکھیں اپنا جھوٹ کس طرح خدا پر ڈال دیا۔

☆......لیکن بات آگے چلتی ہے،صرف نام ہی نہیں دیا بلکہ اپنے وجود کو نعوذ باللہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا، لکھتے ہیں کہ''بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے''۔[ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸/صفحہ ۲۱۲]۔

☆......مرزا صاحب نے لفظ بروز کے استعمال سے جو دجل کا کھیل کھیلا ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔صوفیاء کی اصطلاح میں بروز کے یہ معنی ہیں ناقص درجہ کی روح، کسی کامل کی روح سے استفادہ کرے۔اگر مرزا صاحب کے بھی یہی معنی ہیں تو اس سے نہ صرف مماثلت کا دعویٰ نہیں ہوسکتا بلکہ وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ بھی نہیں ہوسکتا۔اور عین عین ہے اور بروز بروز ہے،اگر بروز کو عین مان لیں تو بروز کیسا؟

☆......پھر عربی لغت کے لحاظ سے بروز کے معنی ہیں کسی چھپی ہوئی چیز کا ظاہر ہونا، باہر نکلنا۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح یا جسم یا دونوں مرزا صاحب ہیں تو یہ ممکن نہیں۔قرآن کریم کی کئی آیات میں بروز کا لفظ استعمال ہوا ہے،سورۃ ابراھیم،آیت ۴۸،سورۃ ابراھیم،آیت ۳۱،سورۃ غافر،آیت ۱۶،سورۃ البقرۃ،آیت ۲۵۰،سورۃ النساء،آیت ۸۱،سورۃ آل عمران،آیت ۱۵۴،(بشکریہ،خوان ارمغان،مصنفہ فضل احمد گورداسپوری،مطبوعہ ۱۹۱۵ء)۔ان سب میں اللہ تعالیٰ نے قبروں سے مردوں کا نکلنا، یا گھروں کے اندر سے یا کسی اوٹ سے باہر اور ظاہر ہوکر نکلنے کے کئے ہیں۔اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بروز اس کو کہتے ہیں کہ جو جسم چھپ گیا ہو یا گھر کے اندر یا کسی اوٹ میں اور وہ ظاہر ہوکر سامنے آجائے۔اب اس طرح تو بروز محمدی کے معنی صرف یہی ہوسکتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ پاک سے اٹھ بیٹھیں،اور ایسا ماسوائے روز قیامت کے ممکن نہیں۔اگر مرزا کو ہی نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مان لیں تو کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں چھپے ہوئے تھے جواب ظاہر ہوگئے؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......ہوسکتا ہے کہ کوئی قادیانی دوست کہے کہ یہ فقیر اس کا غلط مطلب نکال رہا ہے،آیا اس کا وہی مطلب نکلتا ہے یا نہیں ، میں اپنی بات کی تائید میں مرزا صاحب کے بیٹے کی تحریر پیش کرتا ہوں اور اس بیٹے کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے اس بیٹے کو قمر الانبیاء کا الہامی خطاب دیا ہوا ہے،اور یہ (جھوٹے) نبیوں کے چاند لکھتے ہیں''،ہم کو نئے

کلمے کی ضرورت اس ے پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔صار وجودی وجودہ نیزمن فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ماراٰی (یہ الہامات مرزا صاحب ہیں، ناقل)۔

اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود (مرزا صاحب، ناقل) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی"۔[کلمۃ الفضل/صفحہ ۱۵۸/مصنف مرزا بشیر احمد ایم اے، پسر مرزا قادیانی] ،لوکر لوگل ! جناب یہاں ہندوؤں کے عقیدہ کو اپناتے ہوئے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت وجود کے ساتھ ساتھ ان کے کلمہ پر بھی ہاتھ صاف ہوگیا۔

☆......مرزا صاحب فرماتے ہیں، "بعض کاملین اس طرح پر دوبارہ دنیا میں آجاتے ہیں کہ ان کی روحانیت کسی اور پر تجلی کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں ایسا ہی اصول ہے"۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد۲۱/صفحہ۲۹۱]۔

☆......ہندوؤں کا کیا عقیدہ ہے تو یہ بھی ان کی کتاب سے پڑھ لیجئے۔"جس طرح انسان پوشاک بدلتا ہے اسی طرح آتما (یعنی روح) بھی ایک قالب (بدن) سے دوسرے قالب (بدن) کو قبول کرتی ہے" اشلوک ۱۲۲، ادھیائے ۲، گیتا، بحوالہ [احتساب قادیانیت/ جلد ۱۱/صفحہ ۱۵۸]۔کیا روح کا ایک بدن سے دوسرے بدن میں منتقل ہونا اسلامی عقیدہ ہے؟

☆......اور پھر بالفرض محال اگر ہم مرزا صاحب کی تھیوری تسلیم کر لیں تو کیا خدا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ کوئی سزا دینا چاہتا تھا؟ کیونکہ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق خدا جب کسی آتما کو پہلے گناہوں کی سزا دینا چاہتا ہے تو وہ پہلے سے کمتر حالت میں دنیا میں بھیجتا ہے۔اسی لئے سزا کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا کہ نبی اپنے وقت کا ذہنی، جسمانی، صحت شکل وصورت کے لحاظ سے بہترین انسان ہوتا ہے، اور ایک وقت میں تو اللہ تعالیٰ جس کو نبیوں کا سردار بنا کے اور دنیا کا بہترین و کامل انسان قرار دے کر مبعوث کرتا ہے اب اس کی روح کو ایک ذہنی بیمار، کم از کم ۳۰ سے زیادہ بیماریوں میں مبتلا جسم، اور مجہول الحلیہ، گندے کپڑوں میں ملبوس، نامرد، بھٹیارنوں کی طرح گالیاں دینے والی زبان، اور ہر روز اپنی پہلی بات سے مکر کر خدا پر نیا الزام (الہاموں کے نام پر) لگانے والے انسان کی شکل میں ہی بھیجنا تھا؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......جو پاک وجود صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں درود وسلام ہوں اس پر، پہلی عمر میں پتھر کھا کر خون میں تر بتر ہونے کے باوجود دعا دیتا تھا کیا اب اس کو ایسے انسان کے روپ میں بھیجنا تھا جو نہ صرف دوسروں کو اشتعال دلاتا ہے (یہ میرا کہنا نہیں بلکہ مرزا صاحب نے جس جج ڈگلس کو پیلاطوس قرار دیا تھا اس نے اپنے ایک فیصلہ میں مرزا صاحب کو اشتعال انگیزی

کرنے والا لکھا ہے) بلکہ اگر کوئی اس کی یاوہ گوئیوں کا جواب لکھتا ہے تو آپے سے باہر ہو کر اس کتاب والے کو ہی نہیں جواب دینے والے کے پورے علاقے کو تا قیامت لعنتی قرار دیتا ہے؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......ایک دنیا کا فتح یاب ترین اور ہر معرکے میں کامیاب ہونے والا جرنیل صلی اللہ علیہ وسلم جس کو خدا تعالیٰ ایک وقت میں قیصر اور کسریٰ کے دربار کی چابیاں دیتا ہے، کیا اب اس کو ایسے انسان کے روپ میں بھیجے گا کہ جو کافروں کی ملکہ کی بار بار منتیں کرتا ہے کہ میرے لاکھوں خوشامدی الفاظ پر صرف ایک لفظ ''شکریہ'' کہہ دو اور مجھے مزید ممنون ہونے کا موقع دو؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......جس شخص کے ذریعہ سے خدا نے دنیا سے کفر کے اندھیروں کو دور کیا، کیا اس کو اپنے ہی دیئے ہوئے دین کی تعلیم کے خلاف، اب ہندومت کی کفریہ تعلیم (جس سے کہ خود اس مذہب کے ماننے والے بھی دامن چھڑا رہے ہیں) کے ذریعہ دوبارہ اس دنیا میں لائے گا؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اب مرزا صاحب اپنی وحی کے ذریعہ اپنی امت کو اپنے (مرزا) پر درود بھیجنے کا حکم سنا رہے ہیں تاکہ برابری کا دعویٰ پکا ہو جائے اور اس (خود ساختہ) الہام میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام صرف اس لئے لگایا ہے کہ مرید بھی کہیں چونک نہ پڑیں اور کئے کرائے پر سوال نہ اٹھ جائیں، ''صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد'' [تذکرہ (الہامات مرزا صاحب کی کتاب) صفحہ ۷۹۴، طبع دوم]۔ اور بات صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درود بھیجنے کی ہی نہیں بلکہ اس سے کہیں آگے تک جاتی ہے؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اور مرزا صاحب پر درود بھیجنے کو تاکیداً اور فرض بنانے کے لئے کیا وحی ہوتی ہے لیکن ایک اہم بات جو غیر محسوس طریق پر مرزا صاحب نے اپنی اس وحی میں پیدا کی ہے کہ اب درود بھیجنے کے وقت صرف مرزا صاحب کا نام کافی ہے اور رسول پاک کا نام لینا اب ضروری نہیں کیونکہ صلحاء عرب اور شام کے ابدال صرف مرزا صاحب پر درود بھیج رہے ہیں اور ان کے درود میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں اور ان کی اس بات کی تائید زمین و آسمان کے ساتھ (بغیر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کئے) اللہ بھی عرش سے تعریف کے ساتھ کر رہا ہے، مرزا صاحب کی وحی ہے ''یصلون علیک صلحاء العرب و ابدال الشام۔ وتصلی علیک الارض والسماء وبحمدك الله من عرشه۔ ترجمہ: پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے''۔ [تذکرہ/صفحہ ۱۶۸، طبع دوم] اسلامی تعلیمات یہ کہتی ہیں کہ کوئی بھی درود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے بغیر مکمل نہیں، لیکن یہاں کتنی پُر کاری سے الہام کے نام پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام باہر نکالنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......آج مرزا صاحب کو مرے ہوئے سو سال ہو گئے، اگر ان کی زندگی میں نہیں تو موت کے بعد ہی بتا دیں کہ کون سے

صلحائے عرب ہیں جنھوں نے مرزا صاحب پر درود بھیجا ہے؟ شام کے وہ کون سے ابدال ہیں جو سلامتی بھیج رہے ہیں؟ کیا قادیانی جماعت کسی واقعی صلحاء یا ابدال کے نام دے سکتی ہے؟ جن کی اس حیثیت کو ساری مسلم دنیا نہ سہی کم از کم عرب دنیا ہی تسلیم کرتی ہو، یہ علیحدہ بات کہ اپنی جماعت کے کن کٹوں کو جو مرضی قرار دے لو، لیکن بات صرف، نام، مقام، کلمہ اور درود پر ڈاکہ ڈالنے یا برابری کرنے تک ہی نہیں رہتی۔

☆......اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی سے ہی دنیا کو محروم کرنے کی سازشیں شروع ہوتی ہیں، اس عبارت کو پڑھنے سے پہلے مرزا صاحب کا حلیہ ذرا ذہن میں رکھیئے پھر سوچیئے کہ اسے اپنی کراہت زدہ صورت پر کتنا گھمنڈ ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں، ''مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں''۔ [اربعین ۴/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۴۵ تا ۴۴۶]۔ دیکھیں کس چابکدستی کے ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بے ضرورت قرار دیا جا رہا ہے، اور اپنی ضرورت بتائی جا رہی ہے، اور اس کے ساتھ ہی ذہن میں یہ بات بٹھانے کی سازش ہو رہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نعوذ باللہ جلاتی ہے اور برداشت کے قابل نہیں، لیکن میں بطور فلٹر کے ہوں یا پھر جس طرح ائیر کنڈیشنر گرم ہوا کو ٹھنڈی بنا کر پیش کرتا ہے اس طرح مرزا صاحب رسول پاک کی جلانے والی تعلیم کو چاند کی ٹھنڈی کرنیں بنا کر پیش کرنے کے مدعی ہیں جو تمہیں سکون بخشیں گی۔ کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سورج کی جلانے والی کرنیں ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ان کی تعلیم یقیناً علیحدہ ہے۔ اور یہ ایسا منحوس چاند مرزا صاحب کی پیدائش کے ساتھ ہی عالم اسلام کے سر پر چڑھا ہے کہ عالم اسلام کی غلامی ہی نہیں ختم ہو رہی، بلکہ دن بدن امت مسلمہ اس جماعت کی ریشہ دوانیوں سے مزید کمزور ہو رہی ہے! کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......بات اسی طرح بڑھاتے مرزا صاحب اپنے آپ کو نبی کریم سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی روحانیت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے بہتر ثابت کرنے کے لئے کیا الہامی عبارت لکھتے ہیں، ''اور جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے''۔ [خطبہ الہامیہ/ رخ جلد ۱۶/صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۲]۔ کیا تیرہ صدیوں کے مجددین، صحابہؓ آئمہ، کہیں سے بھی کوئی حدیث یا قرآنی تفسیر میں یہ معنی دکھا سکتے ہیں کہ رسول کریم دوبارہ مبعوث ہوں گے اور پہلے سے بہتر، مکمل اور پوری شدومد سے مبعوث ہوں گے؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......آپ نے دیکھا کہ کس طرح شروع میں آپ کو صرف ظل یعنی سائے کی حیثیت سے پیش کر کے آہستہ آہستہ اونٹ کی طرح مالک کو خیمے سے ہی بے دخل کیا جا رہا ہے۔ مرزا صاحب نے ظل اور بروز کے نام سے دراصل اپنی ضلالت اور ذلت اور ناشکری کا جو سفر شروع کیا تھا، اس کا کہیں اختتام نظر نہیں آتا۔ اور یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں پہلے دیئے گئے اور آئندہ پیش کئے جانے والے حوالوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہو رہی ہے اور ہوگی، اور یقیناً آپ بھی اس کی تائید کریں گے کہ یہ نہ صرف ہتک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ اشد ترین ہتک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

☆......اب اپنی برتری کی دلیل کو مضبوط کرنے کے لئے مزید لکھتے ہیں، ''اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا جی، ناقل) کا وقت ہو'' [خطبہ الہامیہ/ ر خ جلد ۱۶/ صفحہ ۲۸۸]۔ کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مبین نہیں ملی؟ مرزا صاحب کی کوئی ایک نام نہاد فتح بھی شکوک، شبہات، تاویلات اور اگر مگر سے خالی ہے؟ اس کے بعد بھی کوئی شک رہ جاتا ہے کہ مرزا غلام اے قادیانی کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اگر کسی کو ابھی بھی شبہہ ہے کہ مرزا صاحب کی امت ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر نہیں سمجھتی تو مرزا البشیر الدین محمود کا حوالہ پیش خدمت ہے، ''مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں بعثت ثانی کو بدر کا نام رکھا ہے اور بعثت اوّل کو ہلال جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کا کافر بعثت اوّل کے کافروں سے بدتر ہے'' [الفضل قادیان/ صفحہ ۴/ ۱۵ جولائی 1915ء]۔ اس سے انتہائی واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مرزا نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ہے، کیونکہ اگر بعثت ثانی کا کافر بعثت اوّل کے کافر سے بدتر ہے اور مثال کے لئے جب ہلال اور بدر کا موازنہ کیا جائے تو پھر بعثت ثانی ، بعثت اوّل سے یقیناً بہتر ہے۔ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اپنی برتری جتانے اور غیر محسوس طریق سے لوگوں کے ذہن میں ڈالنے کے لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ مرزا صاحب پر یہ صحیح اعتراض بڑی شدت سے ان کی ہر پیشگوئی پر لاگو ہوتا ہے اور اس کی شدت کو کم کرنے کے لئے یہ گھٹیا طریقہ اپنایا گیا، بظاہر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزوں کا ذکر ہے لیکن تحریر کے سمجھنے والے اسی نتیجہ پر پہنچیں گے جس پر میں پہنچا ہوں، لکھتے ہیں، ''مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہ ہوئی''۔ [تحفہ گولڑویہ/ ر خ جلد ۱۷/ صفحہ ۱۵۳]۔ سمجھ دار آدمی فوراً بات کی تہہ کو پہنچ جاتا ہے کہ یہاں مقصود تین ہزار معجزوں کا ذکر نہیں بلکہ اپنی ناکام، بے بنیاد، نہ پوری ہونے والے پیشگوئیوں کا دفاع کے لئے ایک بنیاد مہیا کرنے کی بے سود کوشش کی جا رہی ہے!!! مرزا صاحب لکھتے ہیں، ''شریر انسانوں کا طریق ہے کہ ہجو کرنے کے وقت ایک تعریف کا لفظ بھی لے آتے ہیں گویا وہ منصف مزاج ہیں''۔ [ست بچن/ ر خ، جلد ۱۰/ صفحہ ۱۲۵، حاشیہ]۔ کیا مرزا صاحب نے اس جگہ

یہی طریق اختیار نہیں کیا؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اور اپنے آپ کو (بظاہر) غیر شعوری طور پر برتر دکھانے کے لئے اپنے نشانوں کو دس لاکھ لکھتے ہیں اور ایک اور جگہ پچاس لاکھ بھی لکھا ہے اور مزے کی بات کہ چند سطروں میں دس لاکھ نشانات سمودیئے، پڑھیئے اور سردھنیئے ''ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں، وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں''۔[براہین احمدیہ ۵/ رخ، جلد ۲۱/ صفحہ ۱۷۲]۔ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ؟

☆......خارق عادت اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی انسانی ہاتھ نظر نہ آئے اور جس کی مثال اس سے پہلے نہ ہو۔ میری قادیانی دوستوں سے اپیل ہے کہ دس لاکھ کو بھول جاتے ہیں، ایک لاکھ بھی نہیں، دس ہزار بھی نہیں، ایک ہزار بھی نہیں، صرف (۱۰۰) ہی خارق عادت نشان دکھادیں، چلو یار، دس ہی خارق عادت نشان دکھادو؟ بھائی اگر خارق عادت ممکن نہیں تو تسلیم کرداور دوسرے عام نشانات، کرامات ہی دکھادو؟

☆......ممکن ہے کہ کوئی قادیانی دوست اپنے دل کی تسلی کے لئے یا بحث برائے بحث کے لئے کہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں اور مرزا صاحب کے نشانات ہیں اور معجزات اور چیز ہیں اور نشانات اور چیز، انکی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مرزا صاحب نے نشان اور معجزہ ایک ہی چیز قرار دیئے ہیں، لکھتے ہیں ''امتیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راست باز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے''۔[براہین احمدیہ ۵/ رخ جلد ۲۱/ صفحہ ۱۶۳]۔

☆......اس فقیر نے جو نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ مرزا صاحب اپنی نظر میں واپنی اولاد اور جماعت کے باعلم طبقہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر تھے یا نہیں، یہ حوالہ دیکھئے ان کے ایک صحابی کا۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

[اخبار بدر قادیان/ ۲۵، اکتوبر ۱۹۰۶ء]

اور اس نظم پر مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف خوشی کا اظہار کیا، بلکہ وہ قطعہ گھر کے اندر لے گئے اور وہاں اپنے کمرے میں اس کو لٹکایا (بھائی اپنے صحابی کو نہیں بلکہ اسکی پیش کردہ نظم کو) کاش کوئی غیرت منداس وقت مرزا صاحب اور ان کے اس صحابی قاضی ظہور الدین اکمل کو الٹا لٹکا دیتا تو لاکھوں لوگوں کے ایمان تباہ ہونے سے بچ جاتے۔ اور یہ مرزا

صاحب کی وفات سے تقریباً پونے دوسال قبل کی بات ہے اس کا مطلب ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اپنی جماعت کے ذہنوں میں بہت اچھی طرح بٹھا چکے تھے۔کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......(دماغی مراق کے زیر اثر) اپنے خیال میں ہر ایک سے زیادہ روحانی طور پر بلند ہو گئے''ان قدمی هذه علیٰ منارہ ختم علیها کل رفعة۔ترجمہ: میرا یہ قدم اس منارہ پر جہاں تمام روحانی بلندیاں ختم ہیں''۔[خطبہ الہامیہ /رخ جلد ۱۶/صفحہ ۷۰] کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اوران کی اولاد تو یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ نعوذ باللہ کہ کوئی بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے،ان کا بیٹا اور جماعت کا خلیفہ ثانی،وخودساختہ مصلح موعود اپنی ڈائری میں لکھتا ہے''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے''۔[خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی کی ڈائری /اخبار الفضل قادیان نمبر ۵/جلد ۱۰/ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء] کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......مرزا بشیر الدین محمود کی بات اس لئے بھی اہم ہے کہ وہ اپنے آپ کو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح نبی قرار دیتے ہیں،لکھتے ہیں،''جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے اسی طرح میرا انکار تمام انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے۔جنہوں نے میری خبر دی۔میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے۔جنہوں نے میری خبر دی''۔[الفضل قادیان/ جلد ۵ نمبر ۳/ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء]۔لو جی پہلے ایک نبی کا رولا ہی ختم نہیں ہو رہا،دوسرا بھی آ گیا۔مرزا محمود تو دعویٰ کر کے راہی ملک عدم ہوئے لیکن اب کیا کوئی قادیانی بتا سکتا ہے کہ وہ کون سے صحیفے ہیں/آیات ہیں یا احادیث ہیں،جن میں انبیائے بنی اسرائیل نے یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مرزا محمود کی خبر دی؟

☆......مرزا محمود نے یہ دعویٰ ایسے ہی نہیں کیا۔کیونکہ مصلح موعود والی پیشگوئی میں مرزا قادیانی نے اس پیشگوئی کے مصداق کو فخر رسل کہا ہے،اس لئے مرزا محمود نے اپنے آپ کو،اور اس کے کاسہ لیسوں نے بھی اس کو فخر رسل کا بھی خطاب دیا ہوا ہے۔حالانکہ اس جیسے انسان کے لئے خر رسل کا خطاب بھی ایک خر کے ساتھ بھی زیادتی ہے۔مرزا قادیانی لکھتے ہیں،''اے فخر رسل قرب تو معلوم شد،دیر آمدہ از راہ دور آمدہ''۔ایسے شخص کو فخر رسل قرار دینا جس کے سیاہ کردار پر بیسیوں لوگوں نے مؤکد بعذاب قسمیں کھا کر الزامات لگائے ہیں اور اس کی طرف سے کوئی معقول جواب بھی نہیں آیا،کیا یہ تمام انبیاء اور کیا یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اب دیکھیں کس طرح اپنی ذات کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھانے کے لئے ایک بے بنیاد سہارا لیتے ہوئے اپنی بڑائی کو دجل سے پیش کرتے ہیں،لکھتے ہیں،''اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا،اب کیا تو انکار کرے گا''۔[اعجاز احمدی/ضمیمہ نزدل مسیح / رخ جلد ۱۹/صفحہ ۱۸۲]۔باقی بات تو بعد کی ہے صرف انداز تخاطب ہی کتنا توہین آمیز ہے''اس کے لئے''۔کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے''اس کے

لئے'' کالفظ مناسب ہے؟ کیا کوئی حقیقی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت الفاظ استعمال کرسکتا ہے یا کرے گا؟ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صرف چاند کا اور اس سپر نبی کے لئے چاند اور سورج کا نشان ظاہر ہوا، حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے۔لیکن اگر صحیح بھی ہوتا تو کیا اس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کے ساتھ تقابل مناسب یا صحیح ہے یا تھا؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کو مرزا کے بروز کی شکل دے کر خود وہ صورت اختیار کرتے ہیں، لکھتے ہیں،''ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے،ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے''۔[خطبہ الہامیہ/رخ جلد۱۶/صفحہ ۲۷۰]۔کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......فرماتے ہیں،''اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں،ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں تو وہ میں ہوں''۔[براہین احمدیہ پنجم/رخ جلد۲۱/صفحہ ۱۱۷ تا ۱۱۸]۔اب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ نبیوں کے سردار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس قسم کا دعویٰ نہیں کیا، حالانکہ نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام انبیاء کی خوبیاں اللہ تعالیٰ نے جمع کردی تھیں۔لیکن مرزا نے یہ دعویٰ کر دیا۔کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی بلکہ جس طرح خود پوری ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اپنی ہی کہی ہوئی باتوں کے خلاف کرتے رہے اور شریعت واخلاق کا جنازہ نکالتے رہے، پنجابی کہاوت ہے کہ''چوروی آکھے چور چور'' کے مصداق، نعوذ باللہ من ذالک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گراہوا انسان ثابت کرنے کی ناپاک کوششیں کیں،اور بے بنیاد اتہامات ان کی ذات اقدس پر لگانے کی کوشش کی،کئی مثالیں ہیں لیکن صرف دو مثالیں پیش کروں گا۔خنزیر جس کی حرمت مذہب اسلام نے بیان کی ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بھی اس حرمت کو قائم اور دائم رکھنے کا دعویٰ نہیں کرسکتا،ان کی ذات اقدس پر یہ گندے، ذلیل، کراہت آمیز الزام لگاتے ہوئے مرزا کا قلم کانپا نہ حیا آیا، نہ خدا خوفی محسوس ہوئی، ہوتی بھی کیسے شیطنت ذہن پر سوار تھی اس لئے اپنے آپ کو کائنات کا افضل ترین انسان جو سمجھتے تھے۔

☆......لکھتے ہیں''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب......عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے''۔[مرزا صاحب کا مکتوب/اخبار الفضل قادیان/۲۲ فروری ۱۹۲۴ء]کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......دوسری جگہ(نعوذ باللہ) لکھتے ہیں،''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کنواں سے پانی پیتے تھے جس میں حیض کے لتے

پڑتے تھے"۔منقول از اخبار"الفضل"قادیان/صفحہ۹/مورخہ۲۲فروری ۱۹۴۲ء] کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......مرزا صاحب کا مزید بغض یہاں دیکھیں کہ ان کی ہر قسم کی تاویلوں،دلیلوں،تحریروں کے باوجود کس طرح ننگا ہوتا ہے،مرزا صاحب اس ذات کے روضہ پاک،جن کو کمزور سے کمزور،گناہ گار سے گناہ گار مسلمان بھی،دیکھنا،چومنا،اس جگہ کی خاک کو اپنے منہ پر ملنا دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر سمجھتا اور کرتا ہے،اس پاک جگہ کے بارے میں خود ساختہ اور جعلی عاشق رسول مرزا صاحب کے خیالات کیا ہیں،بظاہر حضرت عیسیٰؑ پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری ظاہر کرنا چاہتے ہیں لیکن بغض چھپ نہیں سکا مرزا کی غلاظت زدہ عبارت کو نقل کرتے ہوئے میرے دل و دماغ پر عجیب کیفیت طاری ہے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔اور شرم آرہی ہے،آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک ادنیٰ امتی بھی ان الفاظ کو برداشت نہیں کر سکتا،لکھتے ہیں،"خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی"۔[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد۱۷/صفحہ۲۰۵،حاشیہ]۔اور یہ خیالات اس جگہ کے بارے میں لکھے جا رہے ہیں،جس کے بارے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"۔[سراج المنیر/شرح جامع الصغیر/صفحہ۲۴۶/بحوالہ ثبوت حاضر ہیں،مصنف،محمد متین خالد]۔آپ خود سوچیں،چاہے موازنہ ہو یا کچھ اور کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا،ان کا ظل ہونے کا دعویٰ کرنے والا،عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کرنے والا،ان کی غلامی کا دعویٰ کرنے والا،ان کی پیشگوئیوں کا مصداق ہونے کا دعویٰ کرنے والا،اگر واقعی ہی سچا مدعی ہے تو کیا ایسے الفاظ لکھ سکتا ہے؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اور برتری کا کیڑا دماغ میں ہر وقت رینگتا رہتا تھا اس نے چین نہ لینے دیا اور جب اپنی قبر کے بارے میں لکھنے لگا تو دیکھئے،اس بہروپئے اور نام نہاد عاشق رسول کے الفاظ کیا ہیں؟ اپنی قبر کے بارے میں مرزا صاحب کیا لکھتے ہیں،"ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے،تب ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے"۔[الوصیت/رخ جلد۲۰/صفحہ۳۱۶]۔اپنی قبر چاندی کی،مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ نعوذ باللہ"ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی"۔مرزا صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ،"مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ اپنی بزرگی کی پٹڑی جمنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں"۔[ست بچن/رخ جلد۱۰/صفحہ۱۲۰]۔کیا مرزا صاحب کے خیالات مرزا کے اپنے ہی قول کے مطابق تو نہیں؟ کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ مرزا غلام اے قادیانی کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں بغض تھا،محبت کا نعرہ

صرف اس لئے لگاتا تھا کہ اس کے ۹۹ فیصد مرید مسلمانوں کو گمراہ کرنے سے حاصل ہوئے ہیں، حقیقتاً وہ دشمن رسول تھا(جن پر حقیقت ظاہر ہوتی جارہی ہے وہ قادیانیت پر لعنت بھیج کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آرہے ہیں)۔کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......دیکھیں مرزا جی کس صفائی کے ساتھ بالواسطہ طور پر خاتم الانبیاء بھی بن گئے، لکھتے ہیں،''مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے''۔[کشتی نوح/رخ جلد۱۹/صفحہ۶۱]۔کیا اس تحریر کے بعد کوئی شبہ رہ جاتا ہے کہ مرزا قادیانی خاتم الانبیاء ہونے کے دعویدار نہیں؟ آخری آسمانی نور تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جب ان پر دین مکمل ہوگیا تو پھر ان کے بغیر سب تاریکی ہے نہ کہ مرزا قادیانی کے بغیر۔کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......اور پھر فرماتے ہیں''اس (خدا) نے ہر نبی کو جام دیا ہے مگر وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا ہے''۔[نزول المسیح /رخ جلد۱۸/صفحہ۴۷۷]۔کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا''۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۹۲]س۔اب دیکھیں کہ مرزا صاحب نے کسی ایک نبی کی بھی تخصیص نہیں کی اور اپنے آپ کو''سپر نبی'' کے طور پر پیش کر رہے ہیں،اب ذرا ان دونوں حوالوں کو غور سے دیکھئے کہ دوسرا حوالہ بھی میرے پہلے حوالے سے اخذ کردہ مطلب کی تائید کرتا ہے یا نہیں، کہ سب نبیوں کو نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمیت صرف جام دیا،لیکن مرزا جی کے لئے اور صرف مرزا جی کے لئے جام لبالب بھر کر دیا۔اگر کسی قاری کا خیال ہے کہ یہ دو حوالوں سے تشفی نہیں ہوتی کہ مرزا جی اپنے آپ کو تمام نبیوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔قادیانی حضرات کہیں گے کہ نہیں یہ غلط مطلب ہے،لیکن آیئے مزید چیک کر لیتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بیٹے بھی یہی تاثر دیتے ہیں جو میرا تاثر ہے یا کہ نہیں،مرزا جی کے بیٹے بشیر الدین محمود احمد جو بزعم خود مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں، لکھتے ہیں''کہ اس (مرزا غلام احمد) نے ہمارے لئے اخلاقیات اور ضابطہ حیات کا مکمل ذخیرہ چھوڑا ہے،تمام ذی عقل انسانوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ ان پر عمل کرنے سے ہی مسیح موعود کی آمد کے مقاصد کی تکمیل ہوسکتی ہے''۔[احمدیت یا سچا اسلام/صفحہ۵۶]مرزا صاحب کے اخلاق پر تبصرے کو چھوڑتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ، دیکھیں ہم بطور مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات کی دوسرے مذاہب کے بہت سے انصاف پسند لوگ بھی تائید کرتے ہیں کہ انسانی اخلاق اور مکمل ترین ضابطہ حیات کا اصل ذخیرہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے۔اور ایک عام احمدی کو جب سوال کریں گے تو وہ بھی یہی کہے گا۔لیکن یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اشارتاً بھی نہیں لیا جارہا بلکہ ہر اچھائی کو مرزا صاحب سے منسوب کر کے اور (بزعم

خود) ان کو سب سے بہتر قرار دے کر مرزا صاحب کے چھپے ہوئے ''سپر نبی'' کے دعوے کو مضبوط بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں، اور لاشعوری طور پر قادیانیوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش ہو رہی ہے کہ مرزا غلام اے قادیانی ایک ایسا سپر نبی ہے جس کے سامنے سارے نبی (نعوذ باللہ) ایویں ہی ہیں اور نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم سمیت سب اس کے سامنے پانی بھرتے ہیں۔ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆ ......اگر کوئی شبہ رہ گیا ہے تو اس حوالہ کو دیکھ لیں، مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ دوئم اور مرزا صاحب کے الہامات کے مطابق اپنے آپ کو مصلح موعود قرار دینے والا، مرزا کے مقام کو واضح کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ''تمام انبیاء علیہما لسلام (جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں) پر فرض ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی، ناقل) پر ایمان لائیں تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں''۔ [الفضل قادیان/ جلد ۳ نمبر ۳۸/ صفحہ ۶/ ۱۹ ستمبر 1915ء]۔ کیا رسول پاک پر فرض تھا کہ مرزا پر ایمان لائیں یا مرزا کو رسول پاک اور ان سے قبل تمام نبیوں پر ایمان لانا فرض تھا؟ قرآن کریم نے دو وحیوں پر ایمان لانے کا ذکر کیا ہے ایک جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی اور دوسری ان سے قبل جو انبیاء علیہ السلام پر اتاری گئی، کسی بعد میں آنے والی وحی کا ذکر قرآن کریم میں نہیں، تو یہ کیسے ممکن تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے مخالف بات پر ایمان لاتے؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆ ......مسیح ابن مریم کے نزول یا دوبارہ آمد کا اور امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا ہمیں صرف اور صرف احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے، لیکن مرزا صاحب اپنے دعویٰ کی بنیاد حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں رکھتے بلکہ لکھتے ہیں کہ ''ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوئے کو کچھ حرج نہ پہنچتا''۔ [نزول المسیح / رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۱۴۰]۔ اب دیکھیں کہ دعویٰ بھی وہ کرے جن کا ذکر صرف احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو اور پھر ان کی بنیاد صرف مرزا صاحب کی اپنی وحی ہو تو کیا یہ بالواسطہ طور پر احادیث نبوی جن کی صحت پر کوئی شک نہیں کی توہین نہیں اور پھر جو حدیث مرزا صاحب کی وحی کے مطابق نہیں اس کو ردی کی طرح پھینک دینے کا دعویٰ؟ کیا غلام کی یا ظل (سایہ) کی یا ناقص نبی، یا غیر مستقل نبی کی یہ کیسے مجال ہو سکتی ہے کہ وہ نبیوں کے سردار آقائے نامدار، شافع دو جہاں، فخر الانبیاء کے ایسے اقوال مبارکہ کو ردی کی طرح پھینک دے، جن کی صحت اور اتھارٹی کی گواہی تیرہ صدیوں سے متفقہ طور پر امت مسلمہ کے ساتھ غیر بھی دے رہے ہیں؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

خدا بھی مرزا صاحب کے ارادہ کے تحت:

کیونکہ مرزا صاحب کا الہام ہے، ''میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے''۔ [حقیقت الوحی / رخ

جلد۲۲/صفحہ ۱۰۸]۔لو جی جس بندے نے خدا کو اپنے ارادہ کے تحت کرلیا وہ اپنے سامنے نبیوں کو کیا سمجھے گا؟اس قسم کے حوالے تو بیشمار ہیں مگر اس مضمون میں ان سب حوالوں کا ذکر نہیں ہوسکتا۔

جَد لاہ دتی لوئی فیر کیہ کرے گا کوئی:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی بے شرم ہوگیا تو اس کا کوئی کیا بگاڑے گا۔اور یہ بات مرزا صاحب اور ان کی اولاد پر ثابت آتی ہے۔کہ اس ہستی پر جسکے لئے زمین آسمان پیدا کیا گیا،جس کو خدا تعالیٰ نے رحمت اللعالمین کا خطاب دیا،جس کو نبیوں کا سردار بنایا گیا،جس کو کامل انسان بنایا گیا،اور جس کے نام پر نبوت کر رہے ہیں اور جس کے نام کا کھا رہے ہیں اسی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح کی گندہ ذہنی جو مرزا صاحب اور ان کی اولاد نے دکھائی ہے،کس کا کام ہوسکتا ہے؟کسی حرامی کا یا حلالی کا؟

اس فقیرِ درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حوالہ جات پیش کیے ہیں،یہ مرزا صاحب کی گستاخیوں،ان کی اولاد کی دریدہ دہنیوں،اور ان کی جماعت کے صاحب علم لوگوں،روح شکن،ایمان شکن تحریروں کے انباروں سے چند سطور ہیں،یہ سوال کرنے کے لئے کہ کیا یہ تحریریں،سرور کائنات،رحمت اللعالمین،شفیع روز محشر،خاتم النبیین،ختم المرسلین،غریبوں کے ملجا وماویٰ،محسن انسانیت،حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہتک ہیں یا نہیں؟؟؟

اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے اور ہر صاحب عقل،صاحب ضمیر،کا جواب میرے نزدیک یقیناً ''ہاں'' ہے!!! تو پھر مرزا صاحب کی تحریر،''جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ایسا کلمہ زبان پر لائے گا۔جس سے آپ کی ہتک ہو وہ حرامی نہیں تو اور کیا ہے''۔کے مصداق ایسی تحریریں لکھنے،اور کہنے والا حرامی ہے یا نہیں؟؟؟

اب کوئی بتائے گا کہ مرزا صاحب خود،ان کی اولاد،اور قادیانی جماعت کا (مذہبی) صاحب علم طبقہ جو مرزا صاحب کے اوپر دیئے گئے ارشادات پر نہ صرف ایمان بھی رکھتا ہے بلکہ اس کی پوچ تاویلوں کے ذریعہ اشاعت بھی کرتا ہے(لیکن براہ کرم اس میں عام احمدی (قادیانی) کو نہ گنیں،کیونکہ پچانوے فی صد عام احمدیوں کو ان باتوں کا علم ہی نہیں کہ مرزا صاحب کس قسم کا ''علمی ذخیرہ'' چھوڑ گئے ہیں)مرزا غلام اے قادیانی کے اپنے ہی فتویٰ کی رو سے کیا ہیں؟

حرامی ہیں یا نہیں؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دجال اور مرزا صاحب؟

آپ بھی کہیں گے کہ یہ کیا روزانہ مرزا غلام اے قادیانی کا ذکر لے کر بیٹھتا ہے، لیکن میں بھی کیا کروں، مجبور ہوں کیونکہ عمر کا ایک حصہ اس کی جعلی امت میں گزار کر، جیسے مجھے مرزا صاحب سے انسیت سی ہوگئی ہے اور ان سے یہ انسیت مجھے ان کی کتابوں کا مطالعہ کراتی ہے اور یہ مطالعہ انسپائر (Inspire) کرتا ہے مرزا صاحب پر کچھ لکھنے کو، اور یہ ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب صرف ایک اونچے درجے کے کتب فروش ہی نہیں تھے بلکہ کبھی کبھار سچ اور بڑے پتے کی بات بھی لکھ جاتے تھے، ویسے تو کئی بار کیا اکثر وہ خود بھی اپنی تحریروں کی زد میں آئے، لیکن ان کو اپنی تاویل سازی پر اتنا بھروسہ تھا کہ وہ اپنی تحریر کو واپس نہیں لیتے تھے بلکہ اس کی تاویل ایسی کرتے تھے کہ آئندہ کئی صدیاں ان کا اس فن میں کوئی ثانی نہیں ہوگا۔ ہاں تمہید میں اصل بات کا ذکر رہ ہی گیا کہ مرزا صاحب نے کیا سچ لکھا؟ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ، ''پرلے درجے کا جاہل ہو جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے''۔[ست بچن/رخ جلد ۱۰/ حاشیہ، صفحہ ۱۴۱]۔ کیوں سچ ہے یا نہیں۔

مرزا غلام اے قادیانی قرآن کریم کے اس سوال کے صحیح مصداق تھے کہ ''لم تقولون ما لا تعلمون ۔ یعنی وہ تم کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، اور مرزا صاحب کی زندگی میں ایسی کئی مثالیں مل جائیں گی کہ مرزا صاحب جو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے۔ اور اکثر دوسروں پر لاعلمی کی تہمت لگاتے اور اپنی بڑائی کا ڈھنڈورا پیٹتے تھے، حالانکہ وہ خود جس پر الزام لگا رہے ہوتے تھے اس سے کہیں زیادہ علم، بلکہ بے علم ہوتے تھے اور اپنی اس عادت کا نشانہ ، نہ صرف علمائے وقت کو نہ صرف اولیائے کرام اور بزرگوں کو، نہ صرف صحابہ کبارؓ کو بلکہ نبیوں اور یہاں تک کہ سرور کائنات ، شافع دو جہاں، فخر رسل، امام الانبیاء، محسن انسانیت، رحمت اللعالمین آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بنایا۔ اس جگہ اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں، مرزا جی نے تو بے شمار موشگافیاں اپنے قلم کی دکھائی ہیں، آج دجال کے بارہ میں مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں، ''اگر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماھی ظاہر فرمائی گئی.........تو کچھ تعجب کی بات نہیں''۔[ازالہ اوہام طبع پنجم/رخ جلد ۳/ صفحہ ۴۷۳]۔ حالانکہ مرزا صاحب کا ہی ارشاد ہے کہ، ''ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا''۔[تتمہ حقیقت الوحی/رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۴۳۸]۔

اور یہ حقیقت منکشف نہ ہونے کا ارشاد اس شخصیت کے بارے میں ہے جو خدا سے خبر پا کر ہم تک دجال کی آمد کی کھلی کھلی خبریں پہنچا رہے ہیں اور اس کی نشانیاں بھی بڑی حد تک بتا چکے ہیں اور اس کے خاتمہ کی اور کس طرح خاتمہ ہوگا

کی بھی کسی حدتک تفصیلی خبر دے چکے ہیں۔دجال کے خروج کے بارے میں کافی احادیث مبارکہ موجود ہیں، یہاں سب تو پیش نہیں کر سکتے لیکن مختصر سا جائزہ کہ احادیث مبارکہ دجال کے بارے میں کیا کہتی ہیں تا کہ جب آپ مرزا صاحب کی باتیں پڑھیں تو آپ کے ذہن میں اس سے قبل ارشادات نبویہ کی کچھ جھلک موجود ہو۔

''حضرت نافع بن عتبہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے ......اسی دوران آپ نے چار کلمات ادا کئے۔جنہیں میں نے اپنے ہاتھوں پر شمار کرلیا۔آپ نے فرمایا تم جزیرۃ العرب میں جہاد کرو گے۔اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں فتح عطا فرمائے گا۔پھر تم اہل فارس سے جنگ کرو گے ان پر بھی اللہ تمہیں فتح عطا فرمائیں گے۔پھر تم روم والوں سے جہاد کرو گے،اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں بھی فتح عطا فرمائیں گے۔پھر تم دجال سے جنگ کرو گے اس پر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا کریں گے......'' [مسلم شریف / جلد ۳ / حدیث نمبر ۷۲۸۴ / کتاب الفتن]۔

''حضرت حذیفہ بن اسید غفاریؓ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا۔تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟انہوں نے عرض کیا ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں،آپ نے فرمایا،وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لو گے۔پھر دھوئیں، دجال ،دابتہ الارض،سورج کے مغرب سے طلوع ہونے اور سیدنا عیسیٰ بن مریمؑ کے نازل ہونے اور یاجوج ماجوج اور تین جگہوں کے دھنسنے ایک دھنسنا مشرق میں،اور ایک دھنسنا مغرب میں اور ایک دھنسنا جزیرۃ العرب میں ہونے اور آخر یمن میں سے آگ نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو جمع ہونے کی جگہ کی طرف لے جائے گی''۔[مسلم شریف / جلد ۳ / حدیث نمبر ۷۲۸۵،کتاب الفتن]۔

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔گویا کہ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی''۔[مسلم شریف / جلد ۳ / حدیث نمبر ۷۳۶۱،کتاب الفتن]۔

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دجال کی ایک آنکھ اندھی ہے۔اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہے پھر اس کے ہجے کئے ک ف ر اور ہر مسلمان اسے پڑھ لے گا''۔[مسلم شریف / جلد ۳ / حدیث نمبر ۷۳۶۵،کتاب الفتن]۔

''جو آپ نے دجال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔حضرت حذیفہؓ نے کہا، بے شک دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔پس لوگ جسے آگ تصور کریں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا پس تم میں سے جو اسے پالے تو اسی میں کود جائے جسے آگ تصور کرے۔کیونکہ وہ ٹھنڈا میٹھا اور پاکیزہ پانی ہوگا تو عقبہؓ نے حضرت حذیفہؓ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ میں نے بھی آپ سے اسی طرح سنا''۔[مسلم شریف / جلد ۳ / حدیث نمبر ۷۳۷۰،کتاب

الفتن]۔

مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ بہت طویل ہے اس میں سے صرف انتہائی اہم باتیں پیش کر رہا ہوں۔ حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱)......میں تمہارے بارے میں دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں کا زیادہ خوف کرتا ہوں۔ اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہو گیا تو تمہاری بجائے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں ظاہر ہوا تو ہر شخص خود اس سے مقابلہ کرنے والا ہوگا۔ اور اللہ ہر مسلمان پر نگہبان ہوگا۔ بے شک (دجال) نوجوان، گھنگریالے بالوں والا اور پھولی ہوئی آنکھ والا ہوگا۔ گویا کہ میں اسے عبدالعزیٰ بن قطن کے ساتھ تشبیہ دیتا ہوں۔

(۲)......پس جو تم میں سے اسے پالے تو چاہیے کہ اس پر سورۃ کہف کی ابتدائی آیات تلاوت کرے۔ اس کا خروج شام اور عراق کے درمیان سے ہوگا۔ پھر وہ اپنے دائیں اور بائیں جانب فساد برپا کرے گا۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا چالیس دن اور ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔

(۳)......ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول اس کی زمین میں چلنے کی تیزی کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا۔ اس بارش کی طرح جسے پیچھے سے تیز ہوا دھکیل رہی ہو۔

(۴)......ایک قوم کو دعوت دے گا وہ اسے قبول کر لیگی تو پھر وہ آسمان کو حکم دے گا وہ بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی۔ پھر وہ ایک اور قوم کے پاس جائے گا تو وہ اس کی دعوت رد کر دے گی تو وہ ان سے واپس لوٹ آئے گا پس وہ قحط زدہ ہو جائیں گے۔

(۵)......پھر وہ ایک بنجر زمین کے پاس سے گزرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس ایسے آئیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سرداروں کے پاس آتی ہیں۔

(۶)......دجال کے انہی افعال کے دوران اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجیں گے۔ وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زرد رنگ کے حُلے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے گریں گے اور جب وہ اپنے سر کو اٹھائیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے اور جو کافر بھی ان کی خوشبو سونگھے گا ہلاک ہو جائے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو طلب کریں گے اور اسے باب لُد پر پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ بن مریم کے پاس وہ قوم آئے گی جسے اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا"۔ [مسلم شریف / جلد ۳ / حدیث نمبر ۳۷۲۳، کتاب الفتن]۔

(۷)......ہم سے اسماعیل بن ابی اویس ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کے دروازوں پر فرشتے ہوں گے۔نہ اس میں طاعون جا سکے گا نہ دجال"۔[بخاری شریف / جلد ۱/ پارہ اول /حدیث نمبر۱۷۶۲، ۱۷۶۱ اور ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵] بھی اسی موضوع پر ہیں۔

اس مختصر جائزہ سے ہی انسان کافی اندازہ کر لیتا ہے اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شکر ہے کہ یہ نہیں کہہ دیا کہ خدا کو بھی معلوم نہیں کہ دجال کیا ہوگا؟ اور اگر مرزا جی یہ بھی کہہ دیتے تو آپ اور میں ان کا کیا کر لیتے؟ ویسے تو ہم مرزا صاحب کے الہامات پڑھیں تو کئی جگہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو الہام کرنے والے کو اور نہ ہی ملہم کو اندازہ ہے کہ یہ کیا ہے؟

لیکن آیئے یہ دیکھیں کہ آیا یہ (خودساختہ) امام الزمان، جن کو بقول ان کے خدا تعالیٰ ایک لحہ غلطی پر نہیں رہنے دیتا، اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ قرآن ان کو خدا نے ہر ذی روح سے زیادہ خود سکھایا ہے دجال کی کیا تعریف کرتے ہیں؟

ایک جگہ لکھتے ہیں،"دجال معہود عیسائی ہیں آنحضرت صلعم کا فرمان ہے کہ جب تم دجال کو دیکھو تو سورۃ کہف کی پہلی آیات پڑھو بتلاتا ہے کہ عیسائی ہی دجال ہیں اگر دجال عیسائیوں کے علاوہ ہوتا تو سورۃ فاتحہ میں اس کا بھی ذکر کیا جاتا مگر نصاریٰ کے فتنے سے بچنے کے لئے دعا سکھلائی گئی ہے"۔[تحفہ گولڑویہ /رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۲۱۱، ۲۱۲] پہلی بات تو یہ ہے کہ مرزا صاحب جھوٹ کا سہارا لے کر بالواسطہ طور پر عیسائیوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے دجال قرار دے رہے ہیں اگر مرزا صاحب کی یہ تشریح مانی جائے، تو پہلی بات ہے کہ کیا عیسائی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے، کہیں کوئی ایسی حدیث اور قول ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کو دجال قرار دیا ہو؟ لیکن"علوم لدنیہ" سے مزین اور غلطی سے پاک امام الزمان، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ناجائز استعمال کرنے کے باوجود اس تشریح پر بھی قائم نہیں رہتے، اب پتہ نہیں اپنی تشریح کے بودے پن کا خیال آگیا یا عیسائی حکومت کا خیال آگیا کہ وہ ناراض نہ ہو جائیں (ممکن ہے کہ اندرخانے حکومت نے ان کو آنکھیں بھی نکالی ہوں کہ ہم نے تمہیں اپنی مدد اور مقاصد کے لئے کھڑا کیا ہے، نہ کے امت مسلمہ کے سامنے ہماری قوم کو دجال بناؤ) کہ ہمارا خود کاشتہ پودا، ہماری پوری قوم /امت کو دجال قرار دے رہا ہے، اور ہماری بلی ہمیں ہی میاؤں کر رہی ہے۔

مرزا صاحب نے غالباً اندرخانے ہاتھ جوڑے اور بات بنائی کہ میں یہ نصرانی واعظوں کے گروہ کو کہہ رہا ہوں ،یا غالباً یہ کہا ہوگا کہ مجھے پبلک میں اعتبار بھی بٹھانا ہے اور جب تک میں ظاہری طور پر آپ لوگوں کے کم از کم مذہبی حصے کو برا نہیں کہوں گا تو میری بات کون سنے گا۔ بہرحال کیا واقعہ ہوا، کس طرح ہوا، ہم تو مرزا صاحب کے عمل کی وجہ سے قیاس ہی کر سکتے ہیں۔ خیر اب مرزا جی دجال کی تعریف میں فرماتے ہیں"اگر دجال کو نصرانیت کے گمراہ واعظوں سے الگ سمجھا جائے تو ایک محذور لازم آتا ہے"۔[حقیقت الوحی /رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۴۱] بات یہیں تک ہی نہیں رہتی بلکہ مرزا صاحب کا سفر دجل

جاری ہے۔

اس لئے اب اس پوزیشن سے پھسلتے ہوئے پوری عیسائی قوم کی بجائے مرزا صاحب پادریوں پر بریک لگاتے ہیں۔کیونکہ براہ راست پادریوں کو کچھ کہنے لکھنے پر انگریز حکام بظاہر کچھ نہیں کہتے تھے اور مرزا صاحب کو بھی باعزت پسپائی کی ضرورت تھی اس لئے اب دجال کی تعریف یوں کردی گئی کہ،''دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں جو شخص دھوکہ دینے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کام میں سب سے بڑھ کر ہیں......پس اس وجہ سے وہ دجال اکبر ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجال گرجا سے نکلے گا اور جس قوم میں سے ہوگا وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کرے گی''۔[حقیقت الوحی /صفحہ ۴۵۶/رخ جلد ۲۲] یعنی دجل اور چاپلوسی دونوں ہی ساتھ ساتھ چلانے کی کوشش ہے عیسائیوں کو ساری دنیا کا حاکم کہہ کر ساتھ ساتھ حکام کو خوش رکھنے کا عمل بھی جاری ہے،لیکن جیسا کہ مرزا صاحب کا طریق ہے اس کا کچھ نہیں بتاتے کہ کہاں لکھا ہے کہ دجال گرجا سے نکلے گا؟اس کے علاوہ دجال کو ایک ہی سانس میں واحد کی طرح پیش کررہے ہیں دوسری طرف اس کو جمع پر منطبق کررہے ہیں۔مزید وضاحت کے لئے،''دجال گرجا سے نکلے گا''اور ساتھ ہی''پادری لوگ دجال اکبر ہیں''۔

اور دوسری طرف دجلیہ طور پر پادریوں کو دجال کہنے کا عمل جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔''خدا نے اپنی پاک کلام میں پادریوں کو سب سے بڑا دجال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کے کلام کی مخالفت کرکے کسی اور کو بڑا دجال ٹھہرائے''۔[انجام آتھم/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۴۷] کہاں لکھا ہے اس کا کوئی پتہ نہیں بتاتے تاکہ دوسرے بھی اس پر نظر ڈال کر حق الیقین تک پہنچ جائیں۔

مرزا صاحب کے خیال کے مطابق جب خدا کے کلام میں کوئی واضح مثال نہیں مل سکی مرزا صاحب کو اپنی تھیوری کے لئے،تو سوچا کہ چلو حدیث کو بھی ملوث کرو اور بغیر کسی ٹھوس حوالے کے لکھتے ہیں(قادیانی حضرات یہ حوالہ بتائیں)''صحیح مسلم پادریوں کو دجال ٹھہراتی ہے''۔[انجام آتھم،انڈیکس/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۹]۔

پھر کہیں جنون اور غصہ کی لہر اٹھی اور اپنی فطرت کے مطابق بے قابو ہوگئے لیکن اتنے بھی بے قابو نہیں ہوئے،پتہ تھا کہ روزگار کا معاملہ ہے اور جہاں انگریزوں کا معاملہ ہوتا تھا تو ہمیشہ کنٹرولڈ بے قابو ہوتے تھے،خیر اسی بے قابوپن میں عیسائیت کو گرجا کا بھوت بنادیا،پڑھئے اور امام الزماں کے علم کی داد دیجئے،لکھتے ہیں۔''اس میں کیا شک ہے کہ دجال جس سے مراد عیسائیت کا بھوت ہے ایک مدت تک گرجا میں قید رہا اور اپنے دجالی تصرفات سے رکا رہا مگر اب آخری زمانہ میں اس نے اس قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اس کی مشکیں کھولی گئی ہیں''[انجام آتھم/صفحہ ۴۴/ رخ جلد ۱۱]۔اگلے حوالہ میں بھوت سے اژدھا بن جاتا ہے اور پادریوں کے ساتھ یورپین فلاسفر بھی دجال ہیں۔

''اس تمام تقریر سے ہماری غرض یہ ہے کہ دراصل یہی لوگ دجال ہیں جن کو پادری یا یوروپین فلاسفر کہا جاتا

ہے۔ یہ پادری اور یورپین فلاسفر دجال معہود کے دو جبڑے ہیں، جن سے وہ ایک اژدھا کی طرح لوگوں کے ایمان کو کھاتا جاتا ہے۔ اول تو احمق اور نادان لوگ پادریوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں اور اگر اور کوئی شخص ان کے ذلیل اور جھوٹے خیالات سے کراہت کر کے ان کے پنجے سے بچا رہتا ہے تو وہ یوروپین فلاسفروں کے پنجے میں ضرور آجاتا ہے ۔میں دیکھتا ہوں کہ عوام کو پادریوں کے دجل کا زیادہ خطرہ ہے اور خواص کو فلاسفروں کے دجل کا زیادہ خطرہ۔ اب یقیناً سمجھو کہ یہی دجال ہے جس کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ وہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا''۔[کتاب البریہ/رخ جلد۱۳/ صفحہ۲۵۲،۲۵۳، حاشیہ]۔ یہاں مرزا صاحب کے تابعین اور ماننے والوں سے میرا ایک چھوٹا سا سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کی تمام نسل مرزا ناصر (مرزا صاحب کے پہلے قادیانی پوتے اور جماعت کے تیسرے خلیفہ) سے لے کر اس وقت موجودہ نسل تک سب انہی دجالوں (یورپین فلاسفروں) کے پاس پڑھنے آرہے ہیں، ان میں سے کتنے اور کون کون دجال کے پنجے میں آیا ہے؟ کیونکہ مرزا صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی پادریوں کے پنجہ سے بچ بھی جاتا ہے تو وہ یورپین فلاسفروں کے پنجے میں ضرور آجاتا ہے۔ وہ آپ کے نبی ہیں اور نبی کی بات غلط نہیں ہوسکتی، اور اگر وہ فلاسفروں کے پنجہ میں نہیں آئے تو بات غلط ہوگئی، اور اگر مرزا صاحب کی کہی ہوئی بات غلط ہوگئی ہے تو وہ نبی نہیں تھے۔ اور اگر فلاسفروں کے پنجے میں پھنس گئے ہیں تو کیا جماعت احمدیہ دجال کے شاگردوں، مرزا ناصر، مرزا طاہر اور اب مرزا مسرور کو خلیفہ بنا کر اپنے اوپر مسلط کر رہی ہے؟

لیکن لگتا ہے کہ حکام اور پادریوں کو مرزا صاحب کی ان کو بھوت بنانے کی جسارت پسند نہیں آئی اور وہ غالباً ان کی مشکیں کسنے پر تیار ہوگئے، مرزا صاحب نے فوراً کان پکڑے اور کہنے لگے جناب آپ اور پادری ہمارے حاکم اور آپ کا مذہب شاہی مذہب ہے۔ اس بار معاف کردیں آئندہ غلطی سے بھی اس طرف رُخ نہیں کروں گا، فرماتے ہیں۔''پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہٰذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں۔ اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پرس کرے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو''۔[البلاغ/رخ جلد۱۳/صفحہ ۳۹۲]۔ یہ اس مسیح کا کہنا ہے بلکہ نصیحت عامہ ہے جس کا دعویٰ ہے کہ''وہ کسر صلیب اور قتل خنزیر کے لئے آیا ہے، اور اگر راہ خدا کوئی بھی تکلیف آئے تو وہ بخوشی قبول کرے گا۔ اور موت بھی اس کو خدا کی راہ سے ہٹا نہ سکے گی''؟ اللہ رحم کرے، آمین۔

لیکن لوگ پوچھتے ہیں کہ حضرت اگر آپ مسیح ہیں تو آپ کا دجال کہاں ہے، اب دجال تو ابھی آیا نہیں یا ظاہر نہیں ہوا کہ جب ابن مریم تشریف لائیں گے تو ظاہر ہوگا، اس لئے جس قرآن سے عیسائیوں کو دجال ثابت کر رہے تھے اسی قرآن سے اب (پتہ نہیں کون سے)''خدا کے سکھائے ہوئے قرآنی علم'' کے ذریعہ دجال کا ترجمہ ایک گروہ کا کرتے

ہیں اور اب ایک گروہ پر آ جاتے ہیں، لکھتے ہیں، ''ہم پہلے قرآن سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ یہ کوئی ایک...... دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان''۔[تحفہ گولڑویہ، ار خ جلد ۱۷/صفحہ ۲۱۱،۲۱۲] (مفہوم)

لیکن لوگ مطمئن نہیں ہوتے اور دجال کی وضاحت مانگتے ہیں۔اب چونکہ کبھی عیسائیوں کو کبھی پادریوں کو دجال قرار دے چکے تھے اور اب حکام کے ڈر سے دوبارہ ایسی جرأت نہیں کر سکتے تھے کہ دوبارہ براہ راست ان کو دجال کہیں اور دوسری طرف مرید بھی ہاتھ سے جانے کا ڈر تھا، اور مرزا صاحب تاویل سازی کے فن میں استادوں کے استاد تو تھے ہی ،ایک نئی بات پیش کر دی، لکھتے ہیں۔''ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد باقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا یہی ریل ہو''۔[ازالہ اوہام، حصہ اول/ ار خ جلد ۳/صفحہ ۱۷۴]۔کیا نقطہ پیدا کیا ہے۔''ہمارے نزدیک ممکن ہے''یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے؟ تا کہ کل کو کوئی ایسی بات سامنے آئے جو اس رائے کے مطابق نہ ہو تو کہہ سکیں کہ یہ تو امکان تھا صرف اور اگر بات چل جائے تو کہہ دیں دیکھا مرزا صاحب کی امکانی بات بھی خدا نے پوری کر دی اور یہ نبوت کا ثبوت ہے۔

لگتا ہے کہ یہ تشبیہہ بھی مرزا صاحب کے آقاؤں کو پسند نہیں آئی۔انہوں نے مرزا صاحب کو کہا ہوگا کہ کیا تم ہمیں دجال سے مشابہت دینا چھوڑ نہیں سکتے، اب مرزا صاحب کی جان پہ بن آئی کہ دعویٰ مسیح موعود کا ہے اور دجال کے ذکر کے بغیر بات آگے چل ہی نہیں سکتی، اب ہوتا کیا ہے غالباً ایک طرف دباؤ تھا کہ خبردار ہمارا نام لیا دوسری طرف بطور مسیح لوگ دجال کا بھی پوچھتے ہیں، پادریوں اور ان کے واسطہ سے گورنمنٹ کا بھی ڈر، کیا کریں کہ اگر دجال کو حدیث کی تشریح کے مطابق مان لیں تو جھوٹے بنتے ہیں اور اگر اپنی خودساختہ تشریح پیش کریں تو گورنمنٹ کہے گی کہ تم ہمیں یا کم از کم ہمارے مذہب کے ماننے والوں اور پادریوں کے مقابل پر لڑنے والے مسیح بن رہے ہو۔اس کا حل یہ نکالا کہ،''وہ وحشی نادان ہیں نہ مسلمان اور ہم نے اگر کسی کتاب میں پادریوں کا نام دجال رکھا ہے یا اپنے تئیں مسیح موعود قرار دیا ہے تو اس کے وہ معنی مراد نہیں جو بعض ہمارے مخالف مسلمان سمجھتے ہیں۔ہم کسی ایسے دجال کے قائل نہیں جو اپنا کفر بڑھانے کے لئے خونریزیاں کرتا پھرے''۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد ۲/صفحہ ۱۳۰]۔یہ عبارت خود ہی سب کچھ کہہ رہی ہے۔لیکن مرزا صاحب اسلامی عقیدہ کو اور اس حدیث کو جھٹلاتے ہوئے خود بھی مطمئن نہیں تھے۔جس میں کہ دجال اپنی فوجوں کے ساتھ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو گھیر لے گا، اور اس کے بعد وہ حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں قتل ہوگا، ایک اور جواز مل گیا کہ ایک حدیث مبارکہ میں تھا کہ دجال مشرق سے ظاہر ہوگا۔اسی کو پیش کر دو۔بقول مرزا صاحب کے وہ صرف وہی حدیثیں پیش کرتے تھے جو ان کی وحی کے معارض نہیں ہوتی تھیں باقی کو ردی کی طرح پھینک دیتے تھے۔

مرزا صاحب نے مغرب سے آنے والے پادریوں کو دجال کہا تھا، کبھی پورے گروہ کو ہی دجال کہا، اب بغیر کسی معذرت کے مرزا صاحب نے دجال کے آنے کی سمت ہی بدل ڈالی لکھتے ہیں کہ''اس لئے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی

اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے اور وہ ملک ہند ہے''۔[تحفہ گولڑویہ ارخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۶۷]۔لیکن یہ استدلال دیتے وقت بھول گئے کہ وہ خود مسیح اور مہدی کو ایک ہی شخصیت قرار دے چکے ہیں اور دونوں القاب استعمال کر رہے ہیں ،اس طرح اگر ہم ان کی یہ بات مان لیں کہ یہ تین شخصیتیں ہیں تو پھر مرزا صاحب کا دعویٰ کہ دونوں شخصیتیں ایک ہیں غلط ہو جاتا ہے اور اگر ان کا دعویٰ مانا جائے تو ان کا استدلال مسیح اور دجال کے بارہ میں کہ تین شخصیتیں ہیں غلط ہو جاتا ہے،دونوں صورتوں میں چاہے دعویٰ غلط ہو یا استدلال،مرزا صاحب جھوٹے پڑتے ہیں۔

انہوں نے سوچا کہ دجال کی آمد کا قصہ ہی پاک کرو،ایک نئی تحقیق کا عندیہ دیا اور اس تحقیق کا نتیجہ کیا نکلتا ہے پڑھیے اور سر دھنیے،''مسیح الدجال جس کا ترجمہ ہے خلیفہ ابلیس کیونکہ دجال ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو اس کا اسم اعظم ہے......یہی ہمارا مذہب ہے کہ دراصل شیطان کا اسم اعظم ہے جو بمقابل خدا تعالیٰ کے اسم اعظم ہے۔اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ نہ حقیقی طور پر دجال یہود کو کہہ سکتے ہیں نہ نصاریٰ کے پادریوں کو اور نہ کسی اور قوم کو،کیونکہ یہ سب خدا کے عاجز بندے ہیں''۔[تحفہ گولڑویہ،حاشیہ/صفحہ ۲۶۸،۲۶۹/رخ جلد ۱۷]۔دیکھیں کس طرح اب پادری دجال نہیں رہے،تو کیا شیطان رسول پاک کے زمانہ میں نہ تھا؟اور چونکہ شیطان نظر آنے والی چیز نہیں،اس لئے اس طرح دجال کو ختم کرنے کا ٹنٹا ہی اڑا دیا،کیونکہ کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ شیطان کی لاش کہاں ہے؟غالبًا جب اس قسم کے اعتراض پیدا ہوئے مرزا صاحب ایک نئی تھیوری لے آئے۔اور جو پہلے حوالے آپ پڑھ کر آئے ہیں جن میں قرآن کی رو سے پادریوں کو،نصاریٰ کو،یہودیوں کو،فلاسفروں کو دجال کہا تھا وہ سب اس حوالے سے مرزا صاحب نے خود ہی غتر بود کر دیا۔

سو مرزا صاحب دجال کے متعلق تمام احادیث اور عالم اسلام کے چودہ سو سالہ عقائد اور تشریحات کے برخلاف ایک نئی بات پیش کرتے ہیں۔''انہی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا موجود ہے کہ دجال معہود آنحضرت کے زمانہ میں ہی ظاہر ہو گیا تھا''۔[ازالہ اوہام حصہ اول/صفحہ ۲۱۲/رخ جلد ۳]۔

اب سوال آیا کہ وہ کون سا دجال تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ظاہر ہو گیا تھا،تو احادیث پر بہتان باندھتے ہوئے مرزا صاحب دنیا کو بتاتے ہیں کہ،''ابن صیاد کا دجال معہود ہونا ایسے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ اس میں کسی طور کے شک وشبہ کو راہ نہیں''۔[ازالہ اوہام حصہ اول/صفحہ ۲۱۹/رخ جلد ۳]۔یہ کس حدیث سے یا اسلامی تاریخ سے یا کسی صحابیؓ کی روایت سے ثابت ہے،کوئی مصدقہ حوالہ؟؟؟ابن صیاد ایک بچہ تھا،جس کی ایک آنکھ نہیں تھی ،دوسری باہر کی طرف نکلی ہوئی تھی اور نہایت ہی تیز اور کریہہ آواز میں چیختا تھا،کہ کانوں کے پردوں پر زور پڑتا تھا،صحابہ کرام نے خیال کیا کہ شاید یہ دجال ہو اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک بات پہنچائی،اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس کو قتل کر دیتا ہوں۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرؓ اگر یہ دجال ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکتے،کیونکہ اس کو حضرت ابن مریم نے قتل کرنا ہے اور اگر یہ دجال نہیں تو کیوں بے گناہ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے ہو اور اس پر حضرت

عمرؓ اپنے ارادہ سے باز آئے اور ابن صیاد مسلمان ہو گیا اور کچھ عرصہ کے بعد غالباً طبعی موت مر گیا۔ یہ ابن صیاد کی مختصر روداد ہے، قارئین تفصیل احادیث کی کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ اب دیکھیں مرزا صاحب کی بددیانتی، کہ احادیث و تاریخ کچھ اور کہہ رہی ہیں اور یہ صاحب احادیث کا نام لے کر غلط بیانی کر کے اپنے مریدوں کو مطمئن یا الجھانے کی کوشش کرتے رہے۔

پھر مرزا صاحب نے اپنے اصحاب سے گفتگو کرتے ہوئے کہا، ''مجھے تعجب ہے کہ کیوں بے چارے ابن صیاد پر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ خوانخواہ اسے دجال بنایا جاتا ہے حالانکہ ساری عمر میں اس سے کوئی شرارت ظاہر نہیں ہوئی بلکہ اس نے مسلمان ہو کر اپنی جان دی اور شہید ہوا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبی الامین کہہ کر کی، اور اس کی ماں بھی معلوم ہوتا ہے مسلمان تھی۔ یہ حضرت ابن صیاد رضی اللہ عنہ ہیں'' ۔[ملفوظات/ جلد۲/صفحہ۳۸۱]۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ مرزا صاحب کس طرح پینترے بدلتے تھے۔

لیکن جب علماء کی طرف سے اس کی تردید آئی کہ احادیث میں نہیں اور نہ تاریخ میں تو مرزا صاحب، خدا کے سکھائے ہوئے علم قرآن کے مطابق کی ہوئی سب تشریحات بھول گئے۔ اور پھر مرزا صاحب نے ایک اور پینترا بدلا کہ ''اصل بات یہ ہے کہ دجال بھی مسیح موعود کی طرح ایک موعود ہے۔ اس کا نام المسیح الدجال ہے..... جسے مریم میں نفخ روح سے ایک مسیح پیدا ہوا۔ اسی طرح اس کے بالمقابل ایک خبیث وجود کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں روح القدس کی بجائے خبیث روح کا نفخ ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بعض عورتوں کو رجا کی بیماری ہوتی ہے اور وہ خیالی طور پر اس کو حمل ہی سمجھتی ہیں۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کی طرح سارے لوازم ان کو پیش آتے ہیں اور چوتھے مہینے حرکت بھی محسوس ہوتی ہے مگر آخر کچھ بھی نہیں نکلتا۔ اسی طرح پر المسیح الدجال کے متعلق خیالات کا ایک بت بنایا گیا ہے اور قوت واہمہ کے اس کا ایک وجود خلق کر لیا جو آخر کار ان لوگوں کے اعتقاد میں ایک خارجی وجود کی صورت میں نظر آیا۔ المسیح الدجال کی حقیقت تو یہ ہے'' ۔[ملفوظات/ جلد۲/صفحہ۳۸۲]۔ اگر ہم مرزا صاحب کی یہ تشریح مان لیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس دجال کا ذکر احادیث میں فرما گئے ہیں اور بتایا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم جس دجال کو قتل کریں گے وہ سب ایک قوت واہمہ کا تخیل کردہ وجود ہے؟ دوسرے مرزا صاحب کے اپنے رجا کا (مرزا سے مریم بننے، روح نفخ ہونے، حاملہ ہونے اور خود ہی ماں سے بچہ بن جانے وغیرہ کا دلچسپ اور لاینحل) قصہ ہی ہضم نہیں ہو پا رہا تھا، کہ اب کسی اور رجا کا قصہ پیش کر دیا۔ واہ مرزا صاحب واہ۔

اگر دجال کا خیال رجا ہے، اور قوت واہمہ کا ہی خلق ہے تو مرزا صاحب ہندوستان میں پیدا ہونے والے کس دجال کا ذکر کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں، ''تعجب کا مقام ہے کہ بموجب احادیث صحیحہ کے دجال تو ہندوستان میں پیدا ہوا اور مسیح دمشق کے میناروں پر جا اترے'' ۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد۵/ صفحہ۲۱۸]۔ کون سی حدیث میں لکھا ہے کہ دجال

ہندوستان میں پیدا ہوگا؟ دوسرے وہ رجادالی بات کو کس کھاتے میں ڈالتے ہو؟

مرزا صاحب نے قرآن کریم کی آیات میں سے الناس سے مراد دجال معہود مرادلیا۔مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ،''مسیح موعوداسی امت میں سے ہوگا قرآن شریف کی یہ آیت ہے کنتم خیر امة اخرجت للناس ۔سورۃ آل عمران۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم بہترین امت ہو کہ تا تم تمام دجالوں اور دجال معہود کا فتنہ فرو کر کے اوران کے شر کو رفع کرکے[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۲۰]۔اگلی ہی سطر میں اپنی کرشمہ ساز تاویلات کی چمتکار دکھلاتے ہوئے بہترین امت کا خطاب واپس لے کر،ان کو دجال بنادیتے ہیں، لکھتے ہیں کہ،''واضح رہے کہ قرآن شریف میں الناس کا لفظ بمعنی دجال معہود بھی آتا ہے۔اور جس جگہ ان معنوں کو قرینہ قویہ متعین کرے تو پھر اور معنے کرنا معصیت ہے۔چنانچہ قرآن شریف کے ایک اور مقام میں الناس کے معنی دجال ہی لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔خلق السموات والارض اکبر من خلق الناس،سورۃ المومن، آیت ۵۸[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۲۰]۔میں ابھی اس آیت کے معنی جو مرزا صاحب کے بیٹے جماعت کے دوسرے خلیفہ اور مصلح موعود ہونے کے دعویدار،مرزا بشیر الدین محمود نے کئے ہیں،آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔''آسمانوں اور زمین کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے بڑا کام ہے مگر اکثر انسان نہیں جانتے''۔[تفسیر صغیر،شائع کردہ اسلام پبلیکیشنز،لندن یو کے، ۱۹۹۰ء] اور قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ،و مرزا صاحب کے پوتے،مرزا طاہر احمد نے اپنے ترجمہ قرآن،شائع کردہ،اسلام پبلیکیشنز،جولائی ۲۰۰۰ء میں بھی یہ ہی ترجمہ کیا ہے،نیز قادیانی جماعت کے لاہوری گروپ کے بانی و امیر نے بھی یہی معنی اپنے ترجمہ''بیان القرآن''میں کئے ہیں۔بات یہاں ہی نہیں رکتی بلکہ مزید فرماتے ہیں''آخری سورۃ الناس کی آخری آیت کے لفظ الناس سے بھی دجال معہود مرادلیا ہے۔[ایام الصلح /صفحہ ۲۹۶/رخ جلد ۱۴]۔یعنی اب اس کا مطلب یہ ہے کہ''الناس میں ڈھونڈتے رہو کہ دجال کون ہے اور کہاں ہے؟مرزا صاحب کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ ان کو قرآن کا علم ہر ذی روح سے بڑھ کر دیا گیا ہے۔جب ہم مرزا صاحب کے اولاد اور نائبین کو دیکھتے ہیں تو ہمیں وہ بھی مرزا صاحب کے اس دعویٰ سے متفق نظر نہیں آتے۔

اوراس تاثر کو پکا کرنے کے لئے قرآن شریف کی ناجائز آڑ لے لی۔جس قرآن کی رو سے عیسائیوں کو دجال قراردے رہے تھے،اسی قرآن کی رو سے اب شیطان کو دجالی قراردے رہے ہیں،پڑھیئے اوراس دجل پر بھی استغفار پڑھیئے۔لکھتے ہیں کہ،قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجال ہے شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کرکے فرماتا ہے۔قال انظر نی الیٰ یوم یبعثون قال انک من المنظرین،سووہ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا''۔[حقیقت الوحی/رخ جلد ۲۲/صفحہ ۴۱]۔قرآن نعوذ باللہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کلام نہیں کہ جس میں متضاد باتیں ہوں،قرآن اللہ کا کلام ہے،اوراس میں کوئی اختلاف نہیں۔یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک بار وہ عیسائیوں کو دجال قراردے،دوسری مرتبہ غیر مرئی،شیطان کو دجال قراردے

،تیسری بار گرجا کا بھوت قرار دے،اور چوتھی بار شیطان کا اسم اعظم قرار دے۔اور مرزا صاحب نے قرآن کے حوالہ سے جو مختلف معنی دجال کے کئے ہیں ان میں سے مجھے یقین ہے کہ ایک بھی قرآن سے نہیں بلکہ اپنے مراقی دماغ سے لئے ہیں۔

مرزا صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں،''دجال کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہوکر پھر سچ کے ساتھ باطل ملا دے......اور چونکہ آئندہ کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا،اس لئے پہلے نبی کے تابع جب دجل کا کام کریں گے تو وہی دجال کہلائیں گے''۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۲/صفحہ۱۳۱]۔اب جب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب دجال کے معنوں میں اپنی تشریحات کو ہر بار ایک نیا رنگ دے رہے ہیں اور ہر بار پہلے سے مختلف ومتضاد معنی کر رہے ہیں،جس کو ہم بلا جھجک مرزا صاحب کے بھی مطابق دجل قرار دے سکتے ہیں۔اب جب ہم مرزا صاحب کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو مرزا صاحب نے پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کی اور اسلام کے تیرہ سو سال سے تسلیم شدہ عقائد کا پرچار کیا،اس کے بعد مجددیت کا دعویٰ کرتے ہوئے ان تعلیمات میں اپنی باطل تاویلات کو ملانا شروع کیا،حتیٰ کہ مجددیت سے چھلانگ لگا کر مسیح موعود بنے اور پھر مہدی کی احادیث کا انکار کرتے ہوئے بھی مہدی کا دعویٰ کیا اور پھر جو احادیث مرزا صاحب کے دعوؤں کو جھٹلاتی تھیں ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کا عمل کرتے ہوئے نبوت کے مدعی ہوئے اور پھر اس سے آگے کے جہانوں کی تلاش میں سرگرداں ہوگئے۔ان سب باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں بلا جھجک کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب نے دجال کی جو یہ تعریف کی ہے کہ نبی برحق کا تابع ہوکر پھر سچ میں باطل ملا دے،اس تعریف کے سب سے زیادہ حقدار اور اس پر بلاشبہ صحیح عمل کرنے والے مرزا غلام اے قادیانی ہیں،وہ اوپر دیئے گئے حوالہ میں کسی نبی کے آنے کا انکار کیا اور ان کے مخالف و مرید یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا ہے،اس لئے ہم ان کو بلاشبہ دجال معہود تو نہیں کہتے لیکن اس کا پیشرو یا اس کا چھوٹا بھائی کہہ سکتے ہیں۔

مرزا صاحب عیسائی مذہب پر تنقید کے دوران ایک اور جگہ دجال کی تعریف میں لکھتے ہیں،''اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعویٰ کرے گا اور نیز خدائی کا دعویٰ بھی اس سے ظہور میں آئے گا''۔[شہادۃ القرآن/ رخ جلد۶/صفحہ ۳۱۱]۔مرزا صاحب نے جو دلائل اس کے بارہ میں دیئے ہیں،ان دلائل میں پادریوں کی جگہ مرزا صاحب کا نام رکھ دیا جائے اور بائبل کی جگہ مرزا صاحب کی تصنیفات رکھ دیا جائے تو وہ تمام دلائل مرزا صاحب کو ہی دجال بناتے ہیں۔علاوہ زیں مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا اور خدائی کا دعویٰ بھی کیا۔

مرزا صاحب ایک لمبا عرصہ دعویٰ نبوت کا شدومد سے انکار کرتے رہے،مجدد کی حیثیت میں فرماتے ہیں کہ،''خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا''۔[ازالہ اوہام حصہ دوئم/ رخ جلد۳/ صفحہ ۴۱۶]۔اور دوسری جگہ فرماتے ہیں،''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں''۔[آسمانی فیصلہ / رخ جلد۴/ صفحہ۳۱۳]۔اور اس کے بعد بطور مسیح موعود اور حتمی دعویٰ نبوت سے ۳،۲ سال قبل اپنے

ایک اشتہار میں فرماتے ہیں، ''ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں''۔[مجموعہ اشتہارات / جلد۲/ صفحہ ۲۹۷/ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء]۔

اب اسی شد و مد سے دعویٰ نبوت کر رہے ہیں۔ پہلا دعویٰ جو میں دے رہا ہوں اس میں ایک بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب ۱۸۹۷ء تک مدعی نبوت پر لعنت بھیج رہے ہیں مگر جب نبی اور رسول کا دعویٰ کرتے ہیں تو اپنے الہام مشمولہ براہین احمدیہ جو کہ ۱۸۸۴ء میں چھپی ہے کا حوالہ دیتے ہیں، کیا یہ دجل نہیں ہے؟ مرزا صاحب لکھتے ہیں، ''خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں......اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔ یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔[ایک غلطی کا ازالہ / رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۲۰۶]۔اس کے بعد دوسری جگہ لکھتے ہیں ''سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی ......اسی لئے خدا تعالیٰ براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی ۔[ازالہ اوہام حصہ ۲/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۳۸۶]۔اس حوالے سے کیا ظاہر ہوتا ہے کہ (۱۰) سال تک ان کو اپنے نبی ہونے کا پتہ نہیں تھا، اب پتہ چلا ہے تو اقرار کر رہے ہیں، لیکن پانچ سال بعد پھر پتہ چلتا ہے کہ ان کو غلطی لگی تھی، اس لئے پانچ سال کے بعد مدعی نبوت پر لعنت بھیج دی۔لیکن پھر ۱۹۰۱ء میں خیال آیا کہ یہ تو سب کچھ غلط تھا، میں نبی اور رسول ہوں۔اب لوگوں کو الجھاؤں میں ڈالنے کے لئے ظلی و بروزی، عشق رسول کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ ہے اور کہا جا رہا تھا کہ یہ شرعی نبوت نہیں اور مرزا صاحب کوئی نئی شریعت نہیں لائے، اس وجہ سے خاتم النبیین کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔لیکن ابھی جو حوالہ میں پیش کروں گا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا دعویٰ ایسا نبی ہونے کا تھا جو نئی شریعت بھی لایا ہے۔مرزا صاحب لکھتے ہیں، ''شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا، پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی''۔[اربعین نمبر ۴/ رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۴۳۵]۔اب یہ طریقہ اور چالبازیاں کہ کبھی اقرار نبوت کبھی انکار نبوت وغیرہ وغیرہ کو ہم دیکھیں تو کیا مرزا صاحب اپنے ہی اس قول کے مصداق ثابت نہیں ہوتے کہ ''دجال نبوت کا دعویٰ کرے گا''۔

پھر مرزا صاحب دجال کے بارے میں لکھتے ہیں، ''اور نیز خدائی کا دعویٰ بھی اس سے ظہور میں آئے گا''۔[شہادۃ القرآن / رخ جلد ۶/ صفحہ ۳۱۶]۔نبوت کا دعویٰ تو ہم نے اوپر ثابت کر دیا، کیا مرزا صاحب نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا؟ بالکل کیا!!! مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کا کشف اور خواب ایک حقیقت ہوتا ہے اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ''الہام اور کشف کی عزت اور پایہ عالیہ قرآن شریف سے ثابت ہے''۔[ازالہ اوہام حصہ اول / رخ جلد ۳/ صفحہ ۱۷۸]۔اس کے بعد ہم مرزا صاحب کا دعویٰ خدائی مختصر لکھتے ہیں، تفصیل جاننے کے لئے انکی کتاب دیکھ لیں ۔مرزا

صاحب لکھتے ہیں، ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں......اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضاء میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اور اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی...... میں نے دیکھا کہ اس کی قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے...... میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہیں......اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں...... پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ [کتاب البریہ / رخ جلد ۱۳ / صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۵]۔ اب کیا اس کے بعد مرزا صاحب کے خدائی کے دعویٰ میں کوئی شک رہ جاتا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دجال کی جو نشانی لکھی تھی کہ وہ نیز خدائی کا بھی دعویدار ہوگا، اپنے ہاتھوں سے اس پر عمل کر کے اس کی تصدیق کر دی کہ وہ خود ہی دجال بھی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ شعر ان کے حسب حال ہے ۔

واہ رے اے چنڈال تیرے کیا کہنے!

تو ہے بڑا دجال تیرے کیا کہنے!

دجال کے بارے میں مرزا صاحب نے اور بھی بہت کچھ لکھا ہے جو ہم سب یہاں پیش نہیں کر سکتے، مقصد مرزا صاحب کی تضاد بیانیوں اور خود ساختہ نبی کے بہانوں کی طرف توجہ دلانا تھا، ممکن ہے کہ کوئی قادیانی دوست مرزا صاحب کی محبت میں کہیں کہ کہانی بے بنیاد ہے یا ایسے ہی ہے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ اس میں ایک بھی حوالہ مرزا غلام اے قادیانی کا غلط نہیں دیا گیا، آپ میرے انداز سے اختلاف بے شک کر لیں لیکن آپ میری اس بات کا جواب کبھی نہیں دے پائیں گے کہ کیا اللہ کے نبی ایسے جھوٹے ہوتے ہیں؟ کیا اللہ کے نبی ایسی متضاد تشریح کرتے ہیں؟ کیا اللہ کے نبی قرآن کریم پر ایسا بہتان باندھ سکتے ہیں؟ کیا اللہ کے نبی جس کا بروز اور ظل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اس کی دی ہوئی خبروں کو اس طرح الجھاؤں کا شکار بنا سکتے ہیں؟ جبکہ دعویٰ یہ ہے کہ وہ الجھاؤں کو سلجھانے آئے ہیں۔ کیا اللہ کے نبی ہر روز اپنا مؤقف بدل لیتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر میرے قادیانی (احمدی) دوستو خدا کے لئے سوچو، کس کے پیچھے لگے ہوئے ہو؟ کس کی خاطر دشمن ایمان، دشمن اسلام، دشمن قرآن، اور دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنے ہوئے ہو؟ اگر مرزا غلام اے قادیانی کے ماننے والے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف جا رہے ہو، اس لئے مسلمان نہیں ہو، اور اگر رسول پاک کے ماننے والے ہو تو کسی غلط فہمی کی بناء پر جھوٹے نبی کے پیچھے بھٹک رہے ہو۔ اس جھوٹے نبی کا ہاتھ جھٹک کر راہ راست کی طرف واپس آجاؤ، ورنہ

جھوٹی نبوت لاکھوں دوسروں کی طرح آپ اور آپ کی نسلوں کو بھی جہنم کا ایندھن بنادے گی اور اگر مرزا صاحب کے یہ دجل اور جھوٹ دیکھنے کے بعد بھی ان کے پیروکاروں میں شامل رہے تو آپ کا حساب بھی دجال کے پیروکاروں کے ساتھ ہوگا ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی سچی راہ کو پہچاننے کی توفیق دے اور ایمان والوں کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے،آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزا صاحب اور انکی بیگمات

اسی دنیا ناپائیدار میں مرزا غلام اے قادیانی نے دو شادیاں کیں ایک تو اوائل عمر میں اور دوسری ڈھلتی جوانی میں اور ایک شادی محمدی بیگم کے ساتھ آسمانوں پر کی اور اس کے علاوہ بعض خواتین مبارکہ کا انتظار کرتے رہے۔ محمدی بیگم کیساتھ دنیا میں تیسری شادی کی حسرت دل میں لئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

پہلی شادی انکی اپنے سگے ماموں کی بیٹی سے پندرہ سال کی عمر میں ہوئی۔ انکا نام حرمت بی بی تھا۔ ان سے ان کے دو بیٹے ہوئے۔ اس کے بعد سے مرزا صاحب کو ان سے کوئی رغبت نہیں رہی۔ حرمت بی بی سے مرزا صاحب کے پہلے بیٹے مرزا سلطان احمد، مرزا صاحب سے تقریباً ۱۶ سال چھوٹے تھے اور اسی بیوی سے دوسرے بیٹے مرزا فضل احمد، اپنے والد سے ۲۰ سال چھوٹے تھے۔ مگر [تاریخ احمدیت/ جلد اول/ صفحہ ۶۱] پر لکھا ہے کہ مرزا سلطان احمد قریباً ۱۸۵۳ء اور مرزا فضل احمد قریباً ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے اور انہی کے نام پر حرمت بی بی پھجے دی ماں کے نام سے مشہور ہوئیں۔ یہ وہی فضل احمد ہے جس نے اپنے باپ کے کہنے پر محمدی بیگم کے مسئلے پر اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر دیدی۔ جب مرزا صاحب بیمار ہوتے تو فوراً حاضر ہو جاتا اور جب وہ فوت ہوا تو اسکا جنازہ نہیں پڑھا، اس لئے کہ اس نے مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی تھی۔ اس بیوی کیساتھ مرزا صاحب کا کیا رویہ تھا؟

۞۔ ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ”پھجے دی ماں“ کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا انکی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی“۔[سیرت المہدی/ جلد ۱/ صفحہ ۳۳، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے]۔

۞۔ ”حافظ نور محمد متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (یعنی مرزا سلطان احمد صاحب) ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اس کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی تعلق نہ رہا“۔[سیرت المہدی/ جلد ۲/ صفحہ ۶۳/ مصنفہ مرزا بشیر احمد، ایم۔اے، مطبوعہ قادیان ۱۹۳۵ء]۔

۞۔ بہر حال یہ شادی مرزا صاحب کے تعلیمی اشغال پر اثر انداز نہیں ہوئی کیونکہ گھر کا سب خرچ وغیرہ والد صاحب کے ذمہ تھا، اس لئے بھی مرزا صاحب کو گھر گرہستی اور معاش وغیرہ کی کوئی فکر نہ تھی۔ مرزا صاحب کے والد ان دنوں کے بارے میں فرماتے ہیں ”کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا، سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے“۔[تاریخ احمدیت/ جلد ۱/ صفحہ ۶۴/ مولفہ مولوی دوست محمد شاہد قادیانی]۔

۞۔ اور اپنے بارے میں لکھتے ہیں ”کہ ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ

تھا'' [تاریخ احمدیت/ جلد۱/صفحہ ۶۵/ مصنفہ مولوی دوست محمد شاہد قادیانی]۔

۞۔غرض مرزا صاحب نے اپنی زندگی تنہائی اور تخلیہ کی بنالی اور اس تخلیہ میں آپ کے رفیق بعض چھوٹے یتیم بچے تھے۔ (مزید تفصیل کے لئے [تاریخ احمدیت/ جلد۱/صفحہ ۶۱ تا ۶۷] ناقل۔غرضیکہ مرزا صاحب نے سوائے مطالعہ کے اور کچھ نہیں کیا حالانکہ وہ مانتے تھے کہ معاش کا تمام تر دارومدار، والد صاحب کی آمدن پر تھا، اور بجائے اپنے دونوں بیٹوں کے محلّہ کے غریب اور یتیم بچوں کو توجہ دیتے رہے!!! اور بجائے بیوی کے کتابوں کی طرف توجہ دیتے رہے!!!

۞۔دوسری شادی نصرت جہاں بیگم کے ساتھ نومبر ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔صفحہ ۵۷ و ۵۸، روایت ۶۹۔

۞۔اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اُسکو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔اور وہ یہ ہے کہ بکر و ثیب۔جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔اور اسوقت بفضلہٖ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔[ضمیمہ تریاق القلوب/ رخ جلد ۱۵/ حاشیہ صفحہ ۲۰۱، حاشیہ]۔

۞۔''بیوی۔پھر گئے اس کو مرتد ہونا کہتے ہیں''۔''ہماری آخری گھڑی'' ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء [تذکرہ/صفحہ ۸۲۷]۔

۞۔''مرجا بیوی دی گل بڑی مندا اے''۔[سیرت المہدی/ حصہ اول/ روایت ۲۸۹]۔

۞۔قریب کی گواہ بیوی ہوتی ہے اور اپنے شوہر کے جن حالات کو وہ جانتی ہے، عام لوگ ان حالات کو نہیں جانتے، اس لئے خاوند کے متعلق بیوی کی گواہی اور تمام گواہیوں سے زیادہ معتبر شمار کی جاتی ہے۔[تفسیر کبیر/ جلد ۹/صفحہ ۱۰۴]۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ!

''ان دنوں اتفاقاً شادی کے لئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی۔مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا۔تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا۔کہ اس کی قسمت میں ذلت و محتاجگی و بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو۔دوسری کی نسبت اشارہ ہوا۔کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورت و صاحب سیرت لڑکا جس کی بشارت دی گئی ہے۔وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارساطبع سے پیدا ہو سکتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب''۔ ۱۸۸۶ء [تذکرہ/صفحہ ۱۴۷]۔

مرزا غلام اے قادیانی اپنی تیسری شادی کی حسرت لئے اس دنیا سے رخصت ہو گیا لیکن شادی نہیں ہوئی جس کے بارے میں الہامی چیلنج کر رکھے تھے۔وہ تمام الہامی چیلنج جھوٹے ثابت ہوئے اور اب قادیانیوں میں عقل ہو تو ان کے لئے یہ حوالہ ہی کافی ہے کہ مرزا غلام اے قادیانی نامراد و ناکام ہو کر اس دنیا سے گیا۔قادیانیو! اب بھی ہوش کے ناخن لو۔تمہارا میڈان برٹش مرزا کیسے ہر بات میں جھوٹا ثابت ہوتا رہا ہے۔......

ہائے اس ستمگر کو کیا کہیں؟

نبی یا منافق

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد ان کی زندگی میں ہی جھوٹے مدعیان نبوت سامنے آئے جن میں سب سے پہلا مسیلمہ کذاب تھا اور مسیلمہ سے لے کر اب تک بہت سے آئمہ تلبیس گزرے ہیں ان میں بعض بظاہر بہت پرہیز گار تھے، بعض بہت علم والے تھے، بعض مقتدر تھے یعنی حکمران تھے، بعض بہت اخلاق والے تھے اور بعض مسمریزم وغیرہ قسم کے علم جانتے تھے، بعض نے بڑی سخت ریاضتیں کیں اور ان ریاضتوں کی وجہ سے ان کو خیال پیدا ہوا یا شیطان نے ان کے دل میں ڈال دیا کہ ان کو کوئی مقام حاصل ہو گیا ہے، اور بعض مالیخولیا کی وجہ سے خبط عظمت میں مبتلا ہو کر روحانی بلندیوں کے دعوے کرتے رہے، بعض صرف مال اکٹھا کرنے کے لالچ میں جعلی تقدس کی چادر اوڑھ کر لوگوں کے سامنے آئے۔ بعض ایک کی بجائے زیادہ وجوہات اور خواہشات کے تحت مدعی نبوت ہوئے۔ غرضیکہ مختلف لوگوں نے مختلف وجوہات کی بناء پر نبوت کے دعوے کئے۔ لیکن ایک بات سب میں مشترک ہے کہ ہر کوئی اپنے اردگرد لوگوں کو اکٹھا کرنا جانتا تھا۔ لیکن لوگوں نے ان کو پہچانا کیسے کہ یہ جعلی مدعی نبوت ہے؟ بنیادی طور پر تو ایک مسلمان کے لئے اتنا ہی یقین کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی آخری نبی اللہ ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، لیکن بعض قرآنی آیات و احادیث کی غلط تشریحات کرنے والے کے لئے اور غیر مسلموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ معیار بھی سامنے رکھ دیئے کہ اگر تمہیں ایک بات کی سمجھ نہ آئے تو یہ انتہائی سادہ اور ہر ایک کی سمجھ میں آنے والے معیار ہیں ان پر کسی بھی مدعی نبوت کو جانچ کر تم حقیقت کا ادراک کر سکتے ہو۔ ان میں سب سے پہلے تو لوگوں کے سامنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کھلی کتاب کی طرح ایک نمونہ ہے، دوسرے قرآن کریم نے بعض ایسی علامات بتائیں ہیں جو کہ کسی مومن میں نہیں ہوتیں، تو سوچا بھی نہیں جا سکتا کسی ولی میں بھی ہوں، اور نبی کا مقام تو کہیں اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور احادیث میں رسول کریم نے ان باتوں کو مزید کھول کر بیان کیا ہے تا کہ سمجھنے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ رہے اور ہر بات اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت کھول کر بیان کر دی جائے۔ انہی علامتوں میں ایک بڑی اہم علامت منافقت ہے، جس طرح حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن منافق نہیں ہوتا، بلکہ ایک شریف آدمی بھی منافق نہیں ہو سکتا، پھر نبی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی کیا نشانیاں بیان کی ہیں۔ ”حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے، (۱) جب امانت سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ (۴) اور کسی سے جھگڑے تو گالیاں دے“۔

جس طرح ہر دور میں مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے، اور سادہ لوح یا مفاد پرست ان کے مرید بنتے رہے لیکن

ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ہمیشہ ایسے مدعیان نبوت کو دھتکارتی رہی، اسی طرح آج کے دور میں مرزا غلام احمد آف قادیان مدعی نبوت ہوئے، اور کچھ سادہ لوح، کچھ مفاد پرست ان کے ٹولے میں شامل ہوئے لیکن مسلمانوں کی ایک بہت ہی بھاری تعداد نے ان کو رد کر دیا۔ چونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور رسول کریم کے (نعوذ باللہ) ثانی اور مکمل تصویر ہیں۔ یقیناً قادیانیوں کا اس بات پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے جب ہم پیچیدہ تشریحات کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے سیدھے اور سادہ طریق سے جائزہ لیں کہ آیا مرزا صاحب ایک مومن بھی تھے یا نہیں اگر وہ مومن بھی ثابت ہو جاتے ہیں تو پھر ان کے اگلے روحانی مقامات اور اس کے بعد ان کے دعوؤں پر غور ہو سکتا ہے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ مرزا جی کا انگریزوں کی سرپرستی میں بویا ہوا یہ فتنہ، امت مسلمہ میں آج تک اس قسم کے پیدا ہونے والے فتنوں میں سب سے زیادہ ہمہ گیر و گہرا، اور امت کے دشمنوں کو بہت پیارا ہے، اور یہ فتنہ چونکہ آج کے حالیہ دور میں بھی عالمی طاقتوں کی پشت پناہی ،تعاون، اپنے پروپیگنڈہ مشینری کے ساتھ مسلمانوں کا لباس پہن کر ایک بڑا گہرا اور سخت خطرہ بن چکا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس کا سادہ طریق سے تجزیہ کیا جائے تو ہر ایک انسان کی سمجھ میں آجائے ،تا کہ مسلمان ان کے ہتھکنڈوں اور پروپیگنڈہ سے محتاط ہو سکیں، اور عین ممکن ہے کہ اس مافیا کے جال میں پھنسے ہوؤں کے لئے بھی خدا تعالیٰ ان سادہ باتوں کو ہدایت کا ذریعہ بنا دے، آمین۔ اور یہ ممکن ہی نہیں کہ جھوٹے مدعیان نبوت میں اس قسم کی ایک یا زیادہ علامات نہ پائی جائیں جو کہ ایک مومن کی شان کے بھی خلاف ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے کذب کی کئی وجوہات بیان کی جاتی ہیں، مال و دولت کے لئے ،مالیخولیا و مراق، غیر ملکی آقاؤں کی سرپرستی، ازدواجی و دوسرے معاملات میں ناکامیاں، اور اس قسم کے الزام ایسے ہی نہیں لگے بلکہ ایسے واضح شواہد موجود ہیں جن کے نتیجے میں مرزا صاحب کی ذات پر یہ الزامات لگتے ہیں، اور ان ثابت شدہ الزامات کے نتیجہ میں نبوت کے جعلی ہونے کے جواز کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اور اس پر نہلے پر دہلا کے مصداق مرزا صاحب کا کوئی ایک یا دو تین دعاوی نہیں بلکہ مرزا صاحب کی نسلوں کی طرح بیشمار ہیں۔ مرزا صاحب کے دعوؤں کی ایک جھلک ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں کہ وہ "ملہم ،مجدد، مامور، مثیل مسیح، مسیح ابن مریم ، مسیح موعود، مہدی موعود، محدث ، نبی، ظلی نبی، بروزی نبی، شرعی نبی، تمام الہامی صحیفوں کی پیشگوئیوں کا مورد، خدا کا پہلوان نبیوں کے چوغہ میں، تمام نبیوں کی خو، نبیوں کا مجموعہ، تمام نبیوں کا مثیل، کرشن ردو گوپال، آریوں کا بادشاہ ہیں۔ اور اسی قسم کا دعوؤں کا سفر خاتم الانبیاء، وغیرہ وغیرہ سے ہوتے ہوئے خدا کے بیٹے اور پھر خدائی کے دعویٰ تک پہنچتا ہے (دعوؤں کی تعداد جو میں نے کتابوں سے نوٹ کئے ہیں، ایک سو سے زیادہ ہیں) جس شخص کے اتنے دعوے ہوں اور وہ بقول مرزا صاحب کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کی وجہ سے ہیں تو یقیناً ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم ان کے دعوؤں کا قرآن اور احادیث کے معیار سے جائزہ لیں، لیکن اس مضمون میں ان سب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں اس لئے آج ہم منافق کی نشانیوں کے تحت جائزہ لیں گے کہ کہیں

مرزا صاحب ان نشانیوں کی زد میں تو نہیں ہیں لیکن اس موضوع کے تحت بھی جائزہ ایک کتاب کا مواد چاہتا ہے جو کہ یہاں ممکن نہیں اس لئے ہم صرف مختصر طور پر ہی اس کا جائزہ لیں گے لیکن یہ مختصر جائزہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ موضوع کے تقاضوں پر کسی حد تک پورا اترے گا۔ اب ہم منافق کی جو چار نشانیاں حدیث شریف میں ہیں، ہر ایک نشانی کے تحت مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

﴿۱﴾......امانت:

''منافق کی پہلی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ'' جب امانت سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے''۔

اب جن صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور مادر شکم سے ہی وہ مسیح ہیں (نعوذ باللہ)ان کا کردار کیا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کی تقریباً ۲۵ برس عمر تھی، شادی شدہ اور دو بچوں کے باپ تھے، اس کا مطلب ہے کہ برے بھلے کی تمیز تھی، مرزا صاحب کے والد صاحب نے ان کو سرکاری خزانے سے اپنی پنشن لینے کے لئے بھیجا، جو کہ سات سو روپے تھی اور یہ پنشن ان کے خاندان کا کم وبیش سال بھر کا خرچ تھا، خاندان میں ان کے والدین، ان کے بھائی اور ان کے بیوی بچے، ان کے اپنے بیوی بچے اور ملازمین، اس کے علاوہ غالباً کچھ اور لوگ بھی متعلقین میں شامل تھے (نہ بھی ہوتے تو فرق نہ پڑتا، کیونکہ یہاں سوال صرف امانت میں خیانت کا ہے) مرزا صاحب نے پنشن وصول کی اور چند دن میں ادھر ادھر اڑا دی اور اس کے بعد شرمندگی کی وجہ سے گھر میں نہیں آئے اور سیالکوٹ جا کر ملازمت کر لی۔ ان کے بیٹے نے جو روایت لکھی ہے وہ اس طرح ہے۔

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب سارا روپیہ اس نے اڑا دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے''۔

[سیرت المہدی جلد ۱/صفحہ ۴۳/ روایت نمبر ۴۹/، مصنف مرزا بشیر احمد ایم۔اے]

اب آپ دیکھیں کہ مرزا امام الدین مرزا صاحب کا چچا زاد بھائی تھا اور ان کو اچھی طرح جانتے تھے اور پھر یہ نہیں کہ اس واقعہ سے تعلق ختم ہو گیا بعد میں مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے شادی کروانے کے عوض اس کو کچھ رقم بھی دینے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ بیل ہی نہیں منڈھے چڑھی، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ!

''امام الزماں کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں، طبابت کی رو سے بھی، ہیئت کی رو سے

بھی، طبیعات کی رو سے بھی، جغرافیہ کی رو سے بھی، اور کتب مسلمہ اسلام کی رو سے بھی اور عقلی بناء پر بھی''۔

[ضرورت الامام/ رخ جلد ۱۳/ صفحہ ۴۸۰]

اسی طرح مرزا صاحب کے بیٹے اور قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں ''مسیحیت یا نبوت کا دعویٰ کرنے والا اگر درحقیقت سچا ہے تو یہ امر ضروری ہے کہ اس کا فہم اور درایت عام لوگوں سے بڑھ کر ہو'' [بحوالہ حقیقت النبوۃ، ضمیمہ نمبر ۳] جس کا فہم اور درایت ۲۵ سال کی عمر میں، اور دو بچوں کے باپ ہونے کی حالت میں اتنی تھی کہ وہ ایک شخص کے ساتھ ساری عمر رہتے رہے اور اس کے کردار کو نہیں پہچان سکے (سگا چچازاد بھائی تھا اور گھروں کے درمیان برائے نام دیوار تھی) اور پھر اس کے ساتھ ''ادھر ادھر'' پھرتے رہے اور ''روپیہ اڑاتے رہے'' اور اس زمانے کا سات سو روپیہ کتنا ہوتا ہے آج کل کے حساب سے؟ کم وبیش بارہ تیرہ لاکھ روپیہ! اب قارئین نے سیلف میڈ نبی کا کارنامہ دیکھ لیا کہ امانت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور مرزا صاحب کی زندگی میں قبل دعویٰ اور بعد از دعویٰ خیانت کی کئی کہانیاں ہیں، دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہونے کا مرزا صاحب کو دعویٰ ہے (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کے امانت کے قصے آج پندرہ سو برس گزرنے کے باوجود بھی سخت سے سخت دشمن کو بھی یہ کہنے پر مجبور کر دیتے ہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے امانت کی جو تابندہ مثالیں چھوڑی ہیں تاقیامت کوئی ان کی نظیر پیش نہیں کر سکے گا۔ یہ فرق ہوتا ہے ایک سیلف میڈ نبی میں اور ایک خدا تعالیٰ کے فرستادہ میں!

﴿۲﴾......جھوٹ:

منافق کی دوسری نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

مرزا جی کا دعویٰ شروع میں ملہم اور مجدد ہونے کا تھا، باقی دعوے آہستہ آہستہ شامل کرتے گئے، مجدد کی تعریف مرزا صاحب نے یہ لکھی ہے۔

''جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں...... اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ کلی مصفا کئے گئے اور تمام وکمال کھینچے گئے''۔ [فتح اسلام حاشیہ/ روحانی خزائن جلد ۳/ صفحہ ۷]

اپنی ذات کے بارے میں معصوم عن الخطا ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۱)...... ''اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا۔ اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے''۔ [نور الحق حصہ دوئم/ رخ جلد ۸/ صفحہ ۲۷۲]

(۲)......میں نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔[مواہب الرحمن /رخ جلد ۱۹/صفحہ ۲۲۱]

اس تعلی آمیز تقدس کے ساتھ مرزا صاحب اپنے آپ کو اہلسنت کے اجماعی عقائد کا علمبردار ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

''اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر درج کر دیا تھا ،جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا، میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص میرے پر یہ الزام لگا دے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے''۔[ازالہ اوہام/صفحہ ۱۹۲/روحانی خزائن جلد ۳]

اور اب اسی تقدس کے ساتھ اور ملہم کی حیثیت کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں۔

''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں''۔[تتمہ حقیقت الوحی/رخ جلد ۲۲/صفحہ ۵۸۷]

اب دونوں تحریروں میں زمین وآسمان کا تضاد نظر آرہا ہے اور مرزا صاحب کا ہی مقدس ارشاد ہے کہ!

''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے''۔

[ضمیمہ حقیقت الوحی/رخ جلد ۲۲/صفحہ ۱۹۱]

اب مرزا صاحب کو مخبوط الحواس کہہ لیں یا جھوٹا، یہ قارئین پر منحصر ہے، کسی بھی صورت میں یہ شخص ان دعاوی کا حقدار نہیں، جو یہ کر رہا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فرستادوں کے کلام میں تضاد نہیں ہوتا۔

بالکل اسی طرح دجل سے کام لے کر مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا، اس کی بھی تھوڑی سی جھلک دیکھ لیں۔

''خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا''۔

[ازالہ اوہام حصہ دوئم/رخ جلد ۳/صفحہ ۴۱۶]

''وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف کہہ رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا''۔[ازالہ اوہام حصہ دوئم/جلد ۳/صفحہ ۴۳۱]

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے، اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے''۔

[ازالہ اوہام حصہ دوئم/ رخ جلد۳/صفحہ۵۱۱]

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ!

''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد۲۱/صفحہ۲۷۵]

اس طرح لوگوں کی توجہ اپنے اصل عزائم سے ہٹاتے رہے، اس کے بعد اب آہستہ آہستہ بلی تھیلے سے باہر آتی ہے۔

''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے''۔[ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد۲۱/صفحہ۳۵۴]

اس کے بعد جب لوگوں کا ردعمل دیکھتے ہیں تو اپنی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے پینترا بدلتے ہوئے فرماتے ہیں!

''میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں، یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کس خیال سے کہہ رہے ہیں، کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے نبی بھی ہو جائے۔(۲۶ مئی ۱۸۹۳ء)[جنگ مقدس/ رخ جلد۶/صفحہ۱۵۶]

جب کچھ عرصہ کے بعد لوگوں کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے تو پھر دعویٰ ٹھونک دیتے ہیں۔

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔(۱۹۰۲ء)[دافع البلاء/ رخ جلد۱۸/صفحہ۱۱]

اس کے ساتھ ہی لوگوں کے اعتراض پر وہی پرانی دلیل لے آئے جو مثیل مسیح کے دعویٰ کے وقت پیش کی تھی۔

''خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، ایسے الفاظ رسول مرسل اور نبی کے موجود ہیں......اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں۔[دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ] اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے''[ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد۱۸/صفحہ۲۰۶]

مثیل مسیح کے دعویٰ پر سات سال پہلے براہین احمدیہ میں شائع کئے ہوئے الفاظ دکھائے، اور نبوت کے دعویٰ کے وقت آخر بائیس برس قبل براہین احمدیہ میں شائع ہونے والے الفاظ دکھا رہے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ اگر براہین احمدیہ کے ان الفاظ کی اس وقت اگر کوئی اور تشریح نہ کی ہوتی تو مخالفت کا طوفان اسی وقت اٹھ کھڑا ہوتا، اس لئے کئی بار نبوت سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجی، اور اب آخر میں نہ صرف مکمل نبوت کا دعویٰ کر دیا بلکہ کہہ دیا کہ ۲۲ سال پہلے سے ہی لکھا ہوا ہے، اگر ۲۲ سال پہلے سے دعویٰ نبوت ہے تو درمیان میں انکار کر کے جھوٹ کیوں بولا اور اگر کہیں کہ سمجھ نہیں آئی تو پھر بھی جھوٹ بول رہے ہیں کہ دعویٰ ہے کہ نبیوں کو ان کی تعلیموں اور الہاموں کے متعلق بڑے قریب سے دکھایا جاتا ہے، تو یہ کیسا قریب سے دکھایا گیا کہ ۲۲ سال تک سمجھ ہی نہیں آئی؟

﴿۳﴾......وعدہ خلافی:

منافق کی تیسری نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ" وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے"۔

براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ کر کے اور جو قیمت پیشگی وصول کرلی تھی، چار جلدیں لکھ کر پیسے کو بغیر ڈکار مارے ہضم کر گئے، اور ۲۲/۲۳ برس تک مطالبہ کرنے والوں کو کوستے اور گالیاں دیتے رہے۔ آخر ۲۲/۲۳ برس کے بعد پانچویں جلد لکھی اور اس میں یہ لکھ کر کہ پانچ جلدوں سے ہی پچاس جلدوں کا وعدہ پورا ہو گیا کیونکہ (اور الہامی حساب یوں بتایا کہ) پانچ اور پچاس میں ایک نقطے کا ہی تو فرق ہے اس لئے پانچ جلدوں سے ہی پچاس کا وعدہ پورا ہو گیا، اور جن تین سو کے قریب عظیم الشان دلائل کا وعدہ کیا، ان کے اپنے بیٹے کے مطابق ان میں سے ایک بھی دلیل پوری نہیں لکھی گئی، یہ ایک تفصیلی موضوع ہے، جو یہاں ممکن نہیں۔ اکیلی براہین احمدیہ کی کہانی ہی خدا تعالیٰ کے نام کی ضمانت کے ساتھ کی ہوئی وعدہ کی خلاف ورزیوں کی کلاسیکل کہانی ہے۔

لیکن مرزا صاحب کی ایک اور وعدہ خلافی کی مختصر کہانی مرزا صاحب اور پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے درمیان مرزا صاحب کے دعاوی کی وجہ سے علمی بحث چلی، مرزا صاحب نے اپنی عادت کے مطابق بڑھ بڑھ کر باتیں شروع کر دیں، اور پیر صاحب کو تفسیر نویسی کا چیلنج دے دیا، مرزا صاحب فرماتے ہیں!

"اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور مہر علی شاہ کی زبان بند ہو گئی۔ نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ وہ حقائق و معارف سورۃ قرآنی میں سے کچھ لکھ سکے یا یہ کہ اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں ان پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں...... یاد رہے کہ مقام بحث بجز لاہور کے جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا اور اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس صورت میں میں بھی کاذب سمجھا جاؤں گا"۔

[مجموعہ اشتہارات/ جلد ۳/صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱]

اور مرزا صاحب کی بات کہ اس چیلنج میں دوسرے بہت سے علماء کو بھی مخاطب کیا، اور ان کو بھی پیر صاحب کے ساتھ ہی چیلنج دے دیا۔ اب اس عظیم الشان چیلنج کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اور یہ (خود ساختہ) "خدا کا پہلوان نبیوں کے حلہ میں" کس طرح کامیاب و کامران اور سرخرو ہو کر اس امتحان سے نکلتا ہے؟ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں!

"یہ ایام ابتلا کے ایام ہیں، پھر فرمایا" اس وقت جو بولتا ہے یہی بولتا ہے اور بیسیوں خط اطراف سے اس مضمون کے آتے ہیں کہ مہر علی شاہ نے مرزا صاحب کی ساری شرطیں منظور کر لیں، پھر وہ مقابلہ کے لئے کیوں نہ آئے"۔

[ملفوظات جلد ۲/صفحہ ۱۱۸]

اور دوسری جگہ خود ہی لکھتے ہیں کہ!

"میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سفر اٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پا کر اپنے گھر کے کسی کوٹھے میں چھپ

گیا''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/صفحہ۳۶۹و۳۷۰]

اب اس خودساختہ خدائی پہلوان کے عذرات سنئے لیکن مرزا صاحب کے عذر لنگ پڑھنے سے پہلے ان کی ایک پیشگوئی کو ذہن میں رکھیئے، مرزا صاحب فرماتے ہیں!

''براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچایا جاؤں گا''۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۲۳۴]

اور اس پیشگوئی کے ساتھ مرزا کا ایک دعویٰ (یا بڑھک) یہ بھی سامنے رہے، ''ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے، بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے''۔

[ملفوظات/جلد۷/صفحہ۳۷۱]

اب مرزا صاحب کا عذر پڑھیے!

''میں بہرحال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے عظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے، تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/صفحہ۳۵۰]

اس موضوع پر تفصیل کسی اور آرٹیکل میں بیان کروں گا اس وقت میرا سوال صرف یہ ہے کہ کیا جن انسانوں کی زبان پر خدا کا کلام جاری ہوتا ہے وہ ایسے ہی بے تکے وعدے کر کے اور اس کے بعد اس سے بھی زیادہ بے بنیاد عذر پیش کر کے ان وعدوں سے بھاگتے ہیں اور خلاف ورزیاں کرتے ہیں۔؟نہیں ایسا نہیں ہوتا۔

﴿۴﴾......گالیاں:

منافق کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ ''جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دے''۔

مرزا صاحب سے قبل بھی اور بعد میں بھی کئی لکھنے والے اپنے مخالفین کو اپنی تحریروں میں گالیاں دیتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا، لیکن مرزا صاحب جس مقام کا دعویٰ کر رہے ہیں، اس مقام کے دعویداروں سے دنیا نے اس سے قبل ایسی فنکارانہ گالیاں نہیں سنی، اور اپنے مخالفین پر لعنت ڈالنے میں، اور ان کو گالیاں دینے میں اگر مرزا صاحب امام الزماں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان کا یہ دعویٰ، خاکسار نہ صرف بسر و چشم قبول کرے گا، بلکہ آپ کو بھی مشورہ دے گا کہ قبول کر لیں اور دیر نہ کریں، میری بات کے ثبوت کے لئے انتہائی ہلکا نمونہ پیش خدمت ہے، مرزا صاحب فرماتے ہیں!

''اور کتا ایک صورت ہے اور تو اس کی روح ہے۔ پس تیرے جیسا آدمی کتے کی طرح بھونکتا ہے اور فریاد کرتا ہے، میں نے تجھے تنبیہ کے لئے طمانچہ مارا مگر تو نے طمانچہ کو کچھ نہ سمجھا۔ پس کاش ہمارے پاس مضبوط اونٹ کے چمڑے کا

جوتا ہوتا، اور جو گالی دینا چاہے گا وہ ہم سے سنے گا۔ اور اگر تو بات اور حملہ میں نرمی کرے گا تو ہم بھی نرمی کریں گے، اور میں تیرے نفس میں علم اور عقل نہیں دیکھتا۔ اور تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور گدھوں کی طرح آواز کرتا ہے، اور تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا اور مجھے فاسق ٹھہرایا حالانکہ تو سب سے زیادہ فاسق ہے، اے شیخ شکی سوچ۔ اور انسان کی طرح فکر کر اور گدھے کی طرح آواز کر، پس میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر خدا کا خوف اور حیا نہ ہوتا تو میں قصد کرتا کہ گالیوں سے تجھے فنا کر دیتا"۔ [حجتہ اللہ/ رخ جلد۱۲/ صفحہ۲۳۱ سے ۲۳۶]

اور اگر آپ آخری مصرع پر غور کریں تو مرزا صاحب کا بھی دعویٰ ہے کہ وہ گالیوں سے ہی جس کو چاہیں فنا کر سکتے ہیں اور میں ببانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ میں مرزا صاحب کے گالیوں سے مخالفین کو فنا کر دینے والے دعوے پر یقین رکھتا ہوں۔

نہ صرف اسلامی تحریروں بلکہ ان کے اپنے تحریری تسلیم شدہ اصولوں کی روشنی میں، مرزا صاحب کی ساری زندگی ایک منافق کی زندگی کے طور پر گزری ہے، اگر ہم مرزا صاحب کو جھوٹا، گالیاں دینے والا، امانت کا خیال نہ کرنے والا، وعدہ خلاف نہ بھی کہیں تو کم از کم ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کی طبیعت میں دورنگی تھی اور ایسی فطرت والے کو مرزا صاحب کیا کہتے ہیں۔ "یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کفر ہے، بلکہ وہ بھی منافق ہے، جس کی فطرت میں دورنگی ہے"۔ [ملفوظات/ جلد۶/ صفحہ۱۷۴]

تب بھی مرزا صاحب اپنی تحریر سے اپنے آپ کو منافق قرار دیتے ہیں، اور ایک منافق چاہے ادنیٰ درجہ کا بھی کیوں نہ ہو، کیا اس مقام پر فائز ہو سکتا ہے، جس مقام کا دعویٰ مرزا صاحب کو ہے؟

مرزا صاحب پر ایمان لانے والو!

آپ نے مرزا صاحب کو صرف اور صرف اس لئے تسلیم کیا ہے کہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح پیروی کا راستہ دکھاتے ہیں، اب خود دیکھ لو کہ کیا مرزا صاحب کا راستہ واقعی پیروی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یا منافقت کا؟ مجھے یہ امید ہے کہ (چاہے آپ کھلے عام اس کو تسلیم کریں یا نہ کریں) کہ خاکسار کی گزارشات پڑھنے کے بعد آپ کے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا ہوا ہوگا۔

"اے ستمگر تجھے کیا کہیں؟ نبی یا منافق؟

فقط والسلام آپ کا خیر خواہ شیخ راحیل احمد (سابق احمدی/ قادیانی) از جرمنی مورخہ ۱۵ جون ۲۰۰۵ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وجہ تسمیہ

کچھ عرصہ کی بات ہے کہ ایک محترم ٹیلیفونی دوست (کہ آج تک ذاتی ملاقات کا موقع نہیں ملا) کا فون میری عیادت کے سلسلے میں آیا، جزاکم اللہ، اس دوست نے قادیانیت کی فکری تضاد بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے خلفاء کی تعلیمات، خلاف انسانیت، خلاف شرافت ہونے کی وجہ سے آواز اٹھانا شروع کی۔ جس کی وجہ سے ان کو جماعت سے علیحدہ ہونا پڑا ہے اس لئے دوران گفتگو ہمیشہ یہ موضوع کم وبیش زیر بحث آتا ہے کہ ہم اس مذہبی فتنہ (قادیانی) کے متعلق کیسے مؤثر انداز میں لوگوں کو انفارم کر سکتے ہیں۔ یہ محترم بہت ذہین اور فطین ہیں اور کبھی کبھار اچھوتے خیالات بھی پیش کرتے ہیں۔ اس گفتگو میں جو خیال انہوں نے پیش کیا کہ مزا ہی آگیا، فرمانے لگے کہ کیا خیال ہے مرزا جی کا عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو نہ لکھا جائے، جو کہ دلچسپ پیرائے میں اور مرزا صاحب کے اقوال تحریرات، اعمال، اوران کے رفقاء واولاد کے بیان کردہ حقائق پر مبنی ہو؟ میں نے فوراً اس اضافہ کے ساتھ کہ اس میں مرزا جی کے اقوال پیش کئے جائیں بلکہ اس طرح پیش کئے جائیں کہ قارئین کے لئے کچھ تفنن طبع کا بھی باعث ہو اور اس انٹرویو کو قسط وار پیش کیا جائے ہم نے اس آئیڈیا پر کچھ مزید بات چیت کی، آخر طے پایا کہ میں اس پر کام کروں۔ چونکہ یہ انٹرویو کافی طویل ہوسکتا ہے اس لئے اس کو قسط وار میسر ممکنہ طریق پر (رسالہ جات، اخبار اور ویب سائٹ وغیرہ پر) شائع کیا جائے انشاء اللہ۔ وہ دوست تو بعض ایسے دوستوں (جو بظاہر جماعت سے برگشتہ ہیں لیکن ذہنی وفکری اور دلی طور پر ابھی بھی قادیانی ہیں) کے دباؤ کی بناء پر اس آئیڈیا سے میرے خیال میں کچھ ہٹ گئے۔ کیونکہ انہوں نے اس کو اپنی ویب سائٹ پر لگانے کے لئے بعض انتہائی ناقابل قبول شرائط پیش کیں جو کہ میرے لئے کسی طرح بھی قابل قبول نہیں تھیں (اور انہی شرائط کی وجہ سے ہمارے عملی راستے بھی مختلف ہوگئے) لیکن میں نے اپنا ارادہ نہیں بدلا، الحمدللہ۔ یہ کوشش کیسی رہی اس کا فیصلہ قارئین ہی کریں گے، دعا کریں کہ یہ کوشش بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر لانے کا سبب بن جائے اور دوسروں کے لئے بھٹکنے سے بچنے کا سبب بن جائے۔ آمین، امید ہے کہ اس انٹرویو کی آئندہ قسطوں کو بہتر بنانے کے لئے دوستوں کے مشورہ جات انشاء اللہ شامل حال رہیں گے۔ اس انٹرویو میں اپنے نام کی بجائے میں نے اپنی کنیت ابن فیض استعمال کی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بطرف:........جناب مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی، بانی مذہب احمدیہ بہشتی مقبرہ قادیان انڈیا!

منجانب:.........ابن فیض، سیکرٹری، ''انٹرنیشنل انجمن محبان سچ کیا جھوٹ کیا'' ہیڈ آفس، جرمنی!

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

جناب، آپ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے ایک سو سال سے زیادہ عرصہ ہونے والا ہے، قبل اس کے کہ آپ کی جماعت، آپ کے متعلق مزید جھوٹ پھیلائے (کیونکہ آپ کی جماعت کی قیادت جھوٹ، کذب وفریب اور تحریف میں آپ کے بھی کان کاٹ رہی ہے) ممبران انجمن کا خیال ہے کہ آپ سے ڈائریکٹ انٹرویو کیا جائے، تاکہ آپ کی جماعت اور باقی دنیا کا بھلا ہو سکے۔ اس انٹرویو کے ذریعہ آپ کی پیدائش سے لے کر وفات تک اور پھر عالم برزخ میں آپ کے حالات سے دنیا کو مطلع کیا جائے، اس لئے یہ انٹرویو کئی نشستوں پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ ہماری طرف سے صرف ایک درخواست ہے کہ آپ سوالات کا جواب صحیح اور تاویلات کے بغیر دیں گے، اور آپ کی طرف سے قابل قبول شرائط اگر کوئی ہوں تو ہم ان پر غور کریں گے، ماسوائے اس شرط کے کہ انٹرویو آپ کا کوئی مرید کرے۔ امید ہے کہ جناب نے جیسے اپنی زندگی میں شہرت و دولت کمانے کا کوئی جائز ناجائز موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا، اسی طرح اب بھی یقیناً آپ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانا پسند کریں گے۔

والسلام..................آپکا مخلص..................ابن فیض

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

از طرف: مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح، محدث، مجدد، نبی، کرشن وغیرہ، عالم برزخ، ڈاکخانہ خاص بہشتی مقبرہ، براستہ قادیان!

بطرف: ابن فیض، سیکرٹری انٹرنیشنل انجمن محبان سچ کیا جھوٹ کیا، جرمنی!

جناب، آپ کا خط ملا، حیرت ہوئی، اور پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ میرا انٹرویو کرنا چاہتے ہیں، چشم ما روشن دل ما شاد۔ اس خبر نے میرے لئے وہی کام کیا ہے جو جلتے صحرا میں ایک سخت پیاسے کے لئے ٹھنڈے پانی کا گلاس کرتا ہے (ویسے بھی یہاں ٹھنڈا پانی کہاں نصیب ہے؟) اس انٹرویو کے لئے میں عام حالات میں تو پتہ نہیں کیا کرتا لیکن ان مجبوری کے حالات میں کم از کم شرائط حسب ذیل ہیں:

﴿۱﴾......انٹرویو کوئی مخالف مولوی یا پادری نہیں لے گا۔ عام لوگ کر سکتے ہیں، لیکن آپ کو مختلف ناموں کی فہرست دینی ہوگی، میں حَکم ہوں، اس میں سے میں جس نام کو چاہوں چن لوں۔

﴿۲﴾......مجھ سے عالم برزخ میں رابطے کے لئے تمام کارروائیاں اور اخراجات (دونوں طرف کے) آپ کے ذمہ ہوں گے۔

﴿۳﴾......اور اس انٹرویو کے بدلے میں مجھے کتنی رقم ملے گی، اس کے بغیر بات آگے نہیں چلے گی، میں نے دنیا میں نذرانہ

کے بغیر کبھی دعا بھی نہیں کی تھی تو انٹرویو کیسے بغیر نذرانے کے دے دوں؟

ویسے جناب ابن فیض آپ کون ہیں اور آپ کا ذاتی تعارف کیا ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی، نزیل عالم برزخ!

:::::::::::::::::::::::::::::::::

اب مرزا صاحب سے عالم برزخ میں رابطہ کیا جاتا ہے اور ان سے انٹرویو سے قبل انٹرویو کرنے والے کے نام کی منظوری لی جاتی ہے۔ اس کے لئے کئی ناموں کو پیش کیا جاتا ہے، جو نام پیش کیا جاتا ہے اس کے بارے میں مختصر تعارف بھی کرایا جاتا ہے، لیکن مرزا صاحب کسی نام کی منظوری دینے پر تیار نہیں ہوتے، آخر کار ایک نام پر اتفاق ہوتا ہے، یہ گفتگو بھی امید ہے کہ دلچسپی کا باعث ہوگی؟

ابن فیض......مرزا صاحب، السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ، خاکسار ابن فیض، سیکرٹری ''انجمن انٹرنیشنل محبان سچ کیا جھوٹ کیا'' نے آج آپ سے رابطہ اس لئے کیا ہے کہ آپ کی خواہش کے مطابق آپ سے انٹرویو کرنے والے صاحب کے نام کی رضامندی حاصل کریں، تاکہ انٹرویو جلد سے جلد شروع کیا جاسکے۔

مرزا صاحب......وعلیکم، بہت اچھا کیا، میں بھی بڑی بے چینی سے اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں جب انٹرویو ہوگا، تاکہ اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ سکوں اور اپنا دل کا بوجھ ہلکا کر سکوں جو اپنوں کی بے وفائیوں سے ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو چکا ہے۔ جی آپ نام اور مختصر تعارف بتانا شروع کریں۔

ابن فیض......جناب ہماری انجمن، محترم شیخ صاحب کا نام تجویز کرتی ہے، یہ ایک ''ویب سائٹ'' کے بانیوں میں سے ہیں اور آپ کا انٹرویو امید ہے کہ دیانتداری سے کریں گے۔ ان کی خوبی ہے کہ دوسروں کی تحقیق، تحریر اور الفاظ کو حتیٰ الامکان بغیر کسی غیر ضروری اضافہ کے من وعن پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر کیپشن ان کا اپنا ہوتا ہے؟

مرزا صاحب......نہیں نہیں، اس شخص نے تو میرے خاندان اور اولاد کا کچا چھٹا، اپنی ویب سائٹ کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا ہے، ایسا سچ جب میں اور میرے مرید دوسروں کے بارے میں بیان کریں تو اور بات ہے لیکن ہم مقدس لوگ ہیں، خدا کے چنے ہوئے، کسی کو حق نہیں کہ ہمارے بارے میں ایسے حقائق ظاہر کرے، بیان کرے یا شائع کرے۔ ایسا شخص کسی قیمت پر میرا انٹرویو نہیں کر سکتا۔ ویسے آپس کی بات ہے کہ کچھ ایکسٹرا نذرانہ وغیرہ (اندر خانے) لگ جائے تو اور بات ہے۔

ابن فیض......حافظ اکبر چوہدری صاحب، پڑھے لکھے وسیع النظر جرنلسٹ ہیں اور عربی زبان جانتے ہیں، اگر ہم ان سے

درخواست کریں آپ کا انٹرویو کرنے کو؟

مرزا صاحب......نہیں وہ میرا نام عزت سے نہیں لیتا،اور کیا میری جماعت چھوڑنے کی وجہ سے اس کے حافظ قرآن ہونے کا کوئی جواز باقی رہتا ہے، جماعت کو چاہیے کہ فوراً حافظ کی سند واپس چھین لے،اور اس کو تاریکی میں چھوڑ دے۔ کیونکہ میں آخری نور تھا دنیا میں، میرے بغیر باقی سب تاریکی ہے،ویسے یہاں بھی اندھیرے نے تنگ کر دیا ہے کیونکہ میرے نور کا بلب فیوز ہے۔

ابن فیض...... جناب عبدالباسط کو کہا جائے تو وہ بھی خوشی سے آپ کا انٹرویو کریں گے، سمجھ دار ہیں اور جماعتی مسائل کو سمجھتے ہیں،ان کے سوالات بھی جاندار ہو سکتے ہیں؟

مرزا صاحب......آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں کہ میں اس باغی سے بات کرلوں گا،جس کے باپ کو میری اولاد نے جماعت کا مبلغ بنایا تھا اور اس سے زیادہ جس طرح اس نے اندر کی باتیں کھول کھول کر بیان کی ہیں،آج تک کسی اور نے شاید ہی میری تحریروں کو اس طرح میرے لئے ہتھکڑی بنایا ہوگا؟

ابن فیض...... جناب ایک پڑھی لکھی خاتون ہیں نزہت حنیف جنہوں نے آپ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک کتاب بھی لکھی ہے،ان کے سوالات ذرا چبھتے ہوئے ہو سکتے ہیں،لیکن ہمیں ان سے بھی پوچھنا پڑے گا کہ ان کے پاس ٹائم ہے آپ سے انٹرویو کرنے کا،اور آیا وہ بھی آپ کا انٹرویو کرنا چاہیں گی کیا؟

مرزا صاحب......واؤ......خوبصورت آئیڈیا ہے،لیکن کیا اس کو ٹانگیں دبانا آتی ہیں؟ ساری ساری رات دستی پنکھا ہلاتی رہیں گی،یا پہرہ دیں گی رات کو مائی منشیانی کی طرح؟

ابن فیض......میرا خیال ہے کہ جناب وہ آپ کا گلا شوق سے دبالیں گی،لیکن میں انٹرویو کے لئے آپ کو نام پیش کر رہا ہوں،خدمت کے لئے نہیں،اور یہ لوگ اب آپ کے مرید بھی نہیں۔

مرزا صاحب......گلا تو محمدی بیگم نے دبا دیا،میرے عشق،شوق،نبوت،الہاموں،عزت و آبرو،خاندان کا اور پتہ نہیں کس کس چیز کا گلا دبا گئی ہے،اور آپ بتا رہے ہیں کہ نزہت حنیف نے کتاب لکھی ہے،اس کا مطلب ہے کہ یہ میرے عقائد اور تعلیم کا گلا دبا رہی ہیں ان خاتون کو رہنے ہی دیں۔

ابن فیض......جناب ایک شاعر ہیں مظفر احمد مظفر،وہ بھی کبھی آپ کے مریدوں میں سے تھے،آپ بھی بقول شخصے شاعر وغیرہ ہیں،انٹرویو کے ساتھ ساتھ شعری نشست بھی ہو جایا کرے گی،ویسے ان کو مذہب سے کوئی زیادہ لگاؤ بھی نہیں اس لئے امید ہے کہ ان کے سوالات کچھ نرم ہی ہوں گے؟

مرزا صاحب......نہیں، وہ نہیں اس نے ایک نظم (مرزیا تیرا ککھ نہ رہوے) لکھ کر ککھ بھی نہیں رہنے دیا بلکہ اس کی بیوی اس سے بھی دو ہاتھ آگے ہے میرا بیڑا غرق کرنے میں، نہیں وہ بھی نہیں۔ یہاں سے انٹرویو کر کے ادھر جا کر بیوی کے کہنے پر شاہنامہ فردوسی کے مقابل ''مرزا نامہ مظفر'' لکھ دے، نہیں اس کو پاس ہی رکھو۔

ابن فیض......شیخ راحیل احمد کے بارے میں کیا خیال ہے، وہ بھی شوق سے آپ کا انٹرویو کریں گے، آپ کی تحریروں سے بھی واقف ہیں، کچھ ''قدردان'' بھی لگتے ہیں آپ کے؟

مرزا صاحب......مجھے سب رپورٹیں ملتی ہیں، وہ تو مرتد ہے، اور اس کی سزا قتل ہے، اگر میری اولاد کی حکومت ہوتی تو دیکھتا کہ وہ کہاں جاتا؟ میری تحریروں کا انتہائی بے رحمی کے ساتھ تجزیہ کرتا ہے، پتہ نہیں ابھی تک ''محکمہ بیرحمی'' والوں نے اس پر مقدمہ کیوں نہیں قائم کیا۔ اور اوپر سے مرزا مسرور کو روز خط لکھ دیتا ہے، جس کو بچوں کے سوال کا جواب بھی نہیں دینا آتا، وہ اس کے پیچیدہ سوالوں کا جواب کہاں سے دے گا، اور پھر اس کے سوالوں کے جواب تو میرے پاس بھی نہیں، میری پانچویں پشت کے پاس کہاں ہوں گے؟ نہیں یہ بھی نہیں!

ابن فیض......ہمارے پاس ایک سابق احمدی دوست جو ''دیسی ۵۸'' کے نام سے مشہور ہیں، وہ عیسائیت کے موضوع پر خاصہ علم رکھتے ہیں، اور اسی تلاش میں اس کو پتہ چلا کہ وہ تو اسلام کی مسخ کی ہوئی تصویر کو سینے سے لگائے بیٹھا ہے، اس نے بڑی محنت سے والدین کی دی ہوئی اس مسخ شدہ تصویر سے جان چھڑائی ہے اور آج کل مسلمان ہے، بالکل نوعمر ہے، کیا آپ اس کے سوالات کا سامنا کرنا پسند کریں گے؟ بچہ آپ کی طرح جلدی غصہ کھانے والا نہیں بلکہ اخلاق والا ہے!

مرزا صاحب......کیوں مذاق کر رہے ہو، عیسائیت کا چیمپئن میں ہوں، اور دوسرے کس اسلام کی بات کر رہے ہو، میرے بغیر اب اسلام کی کوئی تصویر صحیح نہیں ہو سکتی ہاں مسخ ہو سکتی ہے، میرے بغیر کیا مردہ اسلام لئے پھرتے ہو۔ آج کوئی مسلمان نہیں مگر جو مجھے مانے، میری تصدیق ہر مسلمان کرتا ہے مگر بدکار عورتوں کی اولاد مجھے نہیں مانتی۔

ابن فیض......مرزا صاحب اگر آپ اس طرح گالیاں نکالیں گے تو انٹرویو مشکل ہو جائے گا۔ اب ہمارے پاس آپ کے سابقہ مریدوں میں سے ایک صاحب رہ گئے ہیں جو میرے خیال میں آپ سے انٹرویو کے اہل ہیں، لندن سے شاہد کمال، انہوں نے بھی کافی تحقیق کے بعد آپ کے اصل چہرے کو پہچانا ہے، ان سے آمنا سامنا کیسا رہے گا؟

مرزا صاحب......اس کی انگریزی میری سمجھ میں نہیں آتی اور میری اردو اس کو نہیں، میرے پاس یہاں کوئی ہندو لڑکا بھی نہیں جو انگریزی کا ترجمہ کرے اور اس کے لئے میری اردو کا، ورنہ وہ کیا اور اس کی تحقیق کیا، میں نے بڑی بڑی تحقیق کرنے والوں کو اُلو بنا دیا ہے، اور یہ تو ابھی چھوکرا ہے، مجھے اس کے خط سے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ تیز ہے، پر میرے لئے

نہیں۔

ابن فیض......چلیں تو کیا ڈاکٹر راشد سید صاحب سے درخواست نہ کریں کہ آپ کا انٹرویو کریں، بااخلاق ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اپنے پیر سائیں جی کے ارشاد پر انہوں نے آپ کے فتنہ کے خلاف ایک ویب سائٹ بنائی ہے لیکن آج تک انہوں نے آپ کے متعلق کوئی جھوٹ نہیں لکھا؟

مرزا صاحب......اس شخص کا نام بھی میرے سامنے نہ آئے، اس نے میری تحریروں کا بہت بری طرح پوسٹ مارٹم کیا ہے، اور مجھے ٹو اِن وَن کہہ کر میری قدر گھٹانے کی کوشش کی ہے، حالانکہ میں کم از کم ''تھری اِن وَن'' تھا بلکہ ''بیشمار اِن وَن'' تھا، زیادہ صحیح یہ کہ میں ایک معجون مرکب تھا، اپنے دعووں، اپنی طب، اپنے خاندان، اپنے ناموں وغیرہ میں۔

ابن فیض...... متین خالد کا نام میرے ذہن میں آتا ہے، باشرع ہیں، مولوی بھی نہیں اور انہوں نے آپ کی تحریروں کو بلا کسی ردوبدل کے دنیا میں ''ثبوت حاضر ہیں'' کے نام سے بڑی محنت سے پیش کیا ہے، اگر انٹرویو کے لئے ان کو موقع دیں گے تو وہ سر کے بل آئیں گے بلکہ وہ اس کتاب کے علاوہ اپنی دوسری کتابیں بھی آپ کو مفت دے دیں گے؟

مرزا صاحب......(ایک لمبا) کیا (غصہ اور رنج کے ساتھ) اس کو کہہ کہ میں نے جماعت کو الہامًا ہدایات بھیج دی ہیں کہ اس کے خلاف ثبوت تلاش کر کے اپنے آقاؤں کی حکومت کو دے دیئے جائیں، تا کہ وہ اس کو ہماری آبروریزی کا مزہ چکھائیں، وہ مت بھولے کہ میرا خاندان شاہی خاندان ہے۔ اور اس شخص نے ہمیں قادیان سمیت بازار میں بھیج دیا ہے۔

ابن فیض...... پھر ایک نام اور ہے، اور مجھے یقین ہے کہ اس کا بھی آپ انکار کریں گے لیکن میں پھر بھی اتمام حجت کے لئے پیش کر دیتا ہوں، وہ نام ہے طاہر رزاق، باریش ہیں لیکن آپ کے مخالف ہیں پر مولوی نہیں، ان کا نام کیسا ہے؟

مرزا صاحب......میرے لئے اور میرے گروہ کے لئے تو اس کی تحریروں کی تپش یہاں کی آگ سے بھی زیادہ ہے، تحریریں ہیں یا کھولتا ہوا لاوا ہے؟ کبھی نہیں، کبھی نہیں کبھی نہیں!!!

ابن فیض......دیکھیں مرزا صاحب، آپ کا یہ حال ہے کہ میں نے اتنے نام پیش کئے ہیں لیکن آپ نے سب کو رد کر دیا ہے، آپ نے جس طرح ہر مذہب، اور اس کے بزرگ، اولیاء، انبیاء، غرضیکہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی نقص نکالا ہے، اسی طرح ان شریف آدمیوں میں سے ہر ایک پر آپ کو کوئی اعتراض ہے، حالانکہ یہ سب آپ سے اختلاف کرنے کے باوجود آپ کی تحریریں دیانتداری سے پیش کرتے ہیں اور بقول آپ کے مخالف مولوی بھی نہیں تھے، ہمارے پاس اور کوئی آدمی نہیں، کیا کیا جائے؟

مرزا صاحب......آپ خود ہی کیوں نہیں انٹرویو کر لیتے؟ ویسے اپنا کچھ مزید تعارف کرواؤ، کہیں نہ کہیں آپ کا نام سنا لگتا

ہے لیکن مجھے بھول جانے کی بیماری ہے!

ابن فیض......جناب میں نے جتنا تعارف آپ کو کروایا ہے، وہی کافی ہے، اگر آپ کو میرے بارے میں صحیح پتہ چل جائے تو آپ بھی اسی طرح انکار کر دو گے!

مرزا صاحب......نہیں میں بھی تھک گیا ہوں، اور آپ بات طریقے سے کرتے ہو، جو بھی ہو آپ ہی انٹرویو کر لو، مجھے آپ پر کوئی اعتراض نہیں، اگلی نشست سے انٹرویو شروع کر دو۔ اور یاد رہے کہ میری کوئی بات بے بنیاد نہ لکھی جائے۔ میں نے بھی کبھی کوئی بات بے بنیاد نہیں کی، ہمیشہ اپنے الہاموں پر بنیاد رکھی اپنے تمام باتوں اور کاموں کی۔

ابن فیض......مرزا صاحب آپ کے دعوے، تحریریں، الہامات، غرضیکہ کیا کچھ بے بنیاد نہیں اور آپ ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں، خیر فکر نہ کیجئے ہم آپ کی یہ خواہش پوری کریں گے کہ ہم الحمدللہ مسلمان ہیں اور بے بنیاد نہ ہمارا ایمان اور مذہب ہے اور نہ ہی انشاء اللہ بات بے بنیاد ہو گی۔ چلیں ٹھیک ہے مرزا صاحب اگر ہماری ٹیم کو آپ کی تجویز پر اعتراض نہ ہوا تو آئندہ نشست سے انٹرویو شروع کر دیں گے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے لئے انتہائی مشکل ہو گا، لیکن پھر بھی درخواست ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے آپ دیانتداری سے جواب دیجئے گا اور تاویلوں کے چکر سے بچئے گا۔ دوسرے انٹرویو کے لئے جتنی نشستیں ہم چاہیں گے آپ کے ساتھ کریں گے۔

مرزا صاحب......بالکل آپ جب تک چاہیں اور جتنا لمبا چاہیں انٹرویو کریں مجھے کوئی اعتراض نہیں، دوسرے آپ فکر نہ کریں مجھ پر بھی آج کل ایسا سخت وقت آیا ہوا ہے کہ سچ بولنے کو خواہ مخواہ دل چاہتا ہے، اور رہی جھوٹ بولنے اور تاویلات کرنے کی بات تو، میری مجبوری بھی تو سمجھیں نا، ایک تو اس کی عادت پڑی ہوئی ہے دوسرے جھوٹ کی بنیاد اور انہی تاویلات کے سہارے نہ صرف میری جماعت چل رہی ہے بلکہ میری نسل کی روٹی و عیاشی بھی انکی مرہون منت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انٹرویو مرزا صاحب

بانی قادیانی مذہب (احمدیہ)

☺مرزا صاحب کیساتھ عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو کے ذریعہ انکی کتابوں سے حقائق کو ذرا دلچسپ انداز میں پیش کرنیکی کوشش ہے☺

ابن فیض......مرزا صاحب آداب، کیا حال ہیں آپکے، اور یہاں کیسی گزر رہی ہے؟

مرزا صاحب......آپ کو پتہ ہوگا کہ مجھے دنیا میں ہی تیس دائمی امراض لاحق تھے، اور یہاں اللہ نے فـزادھم اللـہ مـرضـا کے تحت میرے امراض بڑھا دیئے ہیں، اس وجہ سے کچھ ٹھیک نہیں ہے حال میرا، نیز یہاں ہر لحہ بڑی تکلیف میں گزر رہا ہے، وقت وقت کی بات ہے۔

ابن فیض......جناب آپ کی پیدائش کب کی ہے؟ اور کہاں پیدا ہوئے؟

مرزا صاحب......۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری دور میں پیدا ہوا۔ اسی لئے کچھ عادتیں اور حلیہ سکھوں سے ملتا جلتا ہے۔

ابن فیض......اگر ہم آپ کے بیٹے کی لکھی ہوئی روایات پڑھیں تو آپ ان کے مطابق ۱۸۳۲ء سے لے کر ۱۸۴۰ء تک پیدا ہی ہوتے رہے ہیں۔ آپ کی جماعت آپ کی تاریخ پیدائش فروری ۱۸۳۵ء بتاتی ہے اور آپ کی کئی تحریریں ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کی بتائی ہوئی تاریخ پیدائش صحیح ہے جیسے ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ عدالت میں حلفی بیان کہ آپ کی عمر ساٹھ سال ہے؟

مرزا صاحب......کیا بات کر رہے ہیں میرا بیٹا زیادہ جانتا ہے کہ میں کب پیدا ہوا یا میں؟ مت بھولیں کہ میری صحیح تاریخ پیدائش وہی ہے جو میں آپ کو بتا چکا ہوں!

ابن فیض......شکریہ جناب اس تصحیح کا، لیکن آپ کی جماعت اور بیٹا ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ غالباً اس میں کچھ آپ کے الہامات کا بھی مسئلہ ہے؟

مرزا صاحب......بالکل صحیح پہنچے، وہ غریب کیا کریں میرے کئی الہامات تھے کہ میری عمر اسی برس یا اس کے قریب ہوگی، اب اگر وہ میرے الہامات کو غلط کہتے ہیں تو دکانداری کی صف لپیٹی جاتی ہے، کیونکہ (ان کی بدقسمتی کہ) اللہ نے مجھے ۶۸ سال کی عمر میں ہی اٹھا لیا، اس لئے آسان راستہ یہی تھا کہ کہہ دیں کہ مجھے عمر بیان کرنے میں غلطی لگی ہے، اور اس طرح

تاریخ پیدائش آگے پیچھے کر کے میری عمر اسی برس کے قریب قریب کر دیں، اور کہہ سکیں کہ دیکھو جی الہام پورا ہو گیا۔

ابن فیض...... جناب سنا ہے کہ آپ کی پیدائش بھی کچھ عجیب وغریب ہوئی تھی؟

مرزا صاحب...... نہیں جی عجیب تو نہیں تھی شروع میں، صرف غریب ہی تھی، وہ بھی اس لئے کہ ہماری حالت معمولی درجے کے زمینداروں سے بھی گئی گزری ہوگئی تھی۔ وہ تو جب میں بڑا ہوا اور مجددیت، مہدویت، مسیحیت اور نبوت وغیرہ کا جنون دماغ کو چڑھا تو میں نے ابن عربی کی روایت کو اپنے اوپر چسپاں کر کے اپنی پیدائش کو عجیب بھی بنالیا۔

ابن فیض...... جناب کیا آپ اپنی پیدائش کی کچھ تفصیل بیان کریں گے؟

مرزا صاحب......جی، جس طرح حضرت آدمؑ کی پیدائش زوج کے طور پر ہوئی، اسی طرح میری پیدائش ہوئی، میں توام پیدا ہوا، جیسا کہ مہدی کی نشانیوں میں لکھا ہے اور ابن عربی کی روایت کے مطابق پہلے میری بہن باہر نکلی، اس کے پیروں کے ساتھ ملا ہوا میرا سر باہر نکلا، میں اپنے والدین کے لئے خاتم الاولاد تھا، میری توام بہن میرے ساتھ زوج کے طور پر پیدا ہوئی، اس کا نام جنت تھا، ۷ ماہ کے بعد مرگئی، اس طرح خدا نے انثیت کا مادہ مجھ سے الگ کر دیا۔

ابن فیض...... کیا میں صحیح سمجھا ہوں کہ آپ کی بہن آپ کے ساتھ بیوی کے طور پر پیدا ہوئی؟

مرزا صاحب...... یہ بہت سخت غلط بات ہے، جو آپ کہہ رہے ہیں۔

ابن فیض......دیکھیں آپ نے خود اپنی کتاب ''[آریہ دھرم/رخ جلد۱۰/صفحہ۶۶] پر لکھا ہے کہ ''زوج اس کو کہتے ہیں کہ کسی عورت کو فی الحقیقت اپنی جورو بنانے کے لئے تمام حقوق کو مدنظر رکھ کر اپنے نکاح میں لاوے'' اب آپ بتائیں کہ میں نے کونسی سخت یا غلط بات کہی؟

مرزا صاحب...... (ڈھیلا سا منہ بناتے ہوئے) نہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا۔

ابن فیض...... آپ نے ایک اور بات بھی کی کہ آپ کی زوج بہن کی وفات کے ساتھ ہی اللہ نے ''آپ سے انثیت کا مادہ الگ کر دیا''؟

مرزا صاحب......جی، ہاں اس میں کونسی بات ہے جو غلط ہے؟

ابن فیض...... جی غلط یا صحیح تو آپ جانیں، سوال یہ پیدا ہوتے ہیں کہ اگر انثیت کا مادہ نہیں رہا، تو پھر وہ الٰہی بخش حیض کس کا دیکھنا چاہتا تھا؟ وہ مریم کی طرح حاملہ کون ہوا، اور دردزہ کس کو تنہ کھجور پر لے گئی، پھر وہ آپ کے مرید خاص اللہ یار کے بیان کے مطابق عورت کی حالت کس پر طاری ہوئی اور اللہ نے (نعوذ باللہ) رجولیت کا اظہار کس سے کیا؟

مرزا صاحب......آپ کا دماغ خراب ہے یہ روحانی باتیں ہیں!

ابن فیض......اور کیا انثیت کا مادہ بھی روحانی طور پر الگ ہوا تھا یا جسمانی طور پر، اور جنت آپ کی روحانی بہن یا زوج تھیں یا جسمانی طور پر؟

مرزا صاحب......آپ کے سوال بے فائدہ ہیں اور یہ باتیں ایسی ہیں کہ جن کی گہرائی میں آپ نہیں پہنچ سکتے۔ آپ تو سرسری الفاظ سے پتہ نہیں کیا کیا معنی نکال رہے ہیں۔

ابن فیض......خیر آپ کا سلطان القلم ہونے کا دعویٰ ہے اس کے باوجود الفاظ کا اتنا غیر ذمہ دارانہ استعمال، لیکن مولانا رفیق دلاوری اپنی کتاب ''رئیس قادیان'' میں لکھتے ہیں کہ آپ کے توام پیدا ہونے کی کہانی آپ کے تخیل کی پیداوار ہے؟

مرزا صاحب......میرے پاس جنانے والی دائی کی تحریری شہادت موجود ہے!

ابن فیض......مرزا صاحب آپ نے جولائی ۱۸۹۹ء میں تریاق القلوب لکھنی شروع کی اور اس میں پہلی بار آپ نے جنانے والی دائی کی تحریر کا ذکر کیا ہے اس کا مطلب ہے کہ اس وقت آپ کی عمر ۵۹/۶۰ سال تھی، جب آپ نے اس سے تحریری شہادت لی، اگر ہم آپ کی پیدائش کے وقت اس دائی کی عمر ۲۵ سے ۳۰ سال کے درمیان بھی لگالیں تو دائی کی عمر تحریری شہادت کے وقت تقریباً ۹۰ سال ہوگی، اس عمر میں کیا وہ تحریری شہادت دینے کے قابل تھی؟ یا کسی بات کو سمجھ کر اس پر دستخط یا انگوٹھا لگانے کے قابل تھی؟ کیا اس کو خاص آپ کی پیدائش کی تفصیل اس عمر میں یاد تھی؟ ویسے آپس کی بات ہے یہ دائی کی شہادت کا آئیڈیا آپ کو کس نے دیا ہے؟ اگر آپ کا اپنا ہے تو شیطان بھی آپ کا شاگرد ہوگا؟

مرزا صاحب......(مرزا صاحب سخت غصہ میں بات کاٹتے ہوئے) کیا فضول حساب کر رہے ہو میں جو کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں، میرے پاس......

ابن فیض......(مرزا صاحب کی بات کاٹتے ہوئے) ازراہ کرم مجھے بات پوری کرنے دیں، آپ کو اگر ایک دانہ رائی کا مل جاتا تو آپ اس سے پہاڑ کھڑا کر لیتے تھے، اگر دائی کی شہادت صحیح ہوتی تو آپ نے اس کا نام اور پتہ بھی شائع کرنا تھا اور لوگوں کو انعامی چیلنج دینے شروع کر دینے تھے، تحریر کے فوٹو بنوا کر شائع کر دینے تھے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا، اسی طرح آپ نے ابن عربیؒ کی عبارت کو ادھورا لکھا ہے اور توڑ مروڑ کر لکھا ہے، اس میں کئی اہم باتیں آپ نے بیان نہیں کیں۔

مرزا صاحب......یہ مجھ پر سخت بہتان ہے، آپ مجھ پر بہتان باندھنے آئے ہیں یا انٹرویو لینے، ابن عربیؒ کی کونسی اہم باتوں کا میں نے ذکر نہیں کیا اور چھپایا ہے؟

ابن فیض......دیکھا مرزا صاحب یہ آپ کی خوبی ہے کہ میرے دائی والے اعتراض کا جواب گول کر گئے ہیں، کیونکہ جو اب آپ کے پاس ہے بھی نہیں۔ابن عربی نے لکھا ہے،جس کا ذکر آپ نے نہیں کیا کہ وہ کامل بچہ چین میں پیدا ہوگا؟

مرزا صاحب......بھئی چین اور ہندوستان میں ایک پہاڑی کا ہی تو فرق ہے، وہ ہمالیہ کے اس طرف ہیں اور ہم اس طرف ،سارے ملک ایک ہی خدا کے ہیں جیسا کہ ایک شاعر علامہ شیخ اقبال نے کہا''چین و عرب ہمارا، ہندوستان ہمارا،اس ایک مصرعہ میں ہی پوری پیشگوئی سمو دی ہے، جیسے کہ چین میں پیدا ہوگا یا چینی النسل ہوگا،اور میں منگول یا مغلوں کو بھی چینی النسل ہی سمجھتا ہوں،عرب سے مراد ابن عربیؒ ہیں اور ہندوستان سے مراد میں ہوں۔اس سے ثابت ہوا کہ میرا ہندوستان میں پیدا ہونا پیشگوئی کے خلاف نہیں بلکہ ابن عربیؒ کی پیشگوئی کے عین مطابق ہے چین اور ہند دونوں کے حروف تہجی بھی تین تین ہیں اور ان میں ایک حرف''ن'' بھی مشترک ہے، کیا ابھی بھی کوئی شبہ رہ گیا ہے؟

ابن فیض......آپ نے پیشگوئی کا یہ حصہ بھی نہیں لکھا کہ اس وقت''نکاح بکثرت ہوں گے مگر اولاد پیدا ہونے کی صلاحیت نہیں رہے گی''؟

مرزا صاحب......بھئی اولاد اپنے سے نہیں ہوتی تو دوسرے سے لے لو،میری ذمہ داری پیشگوئی کو اپنی ذات پر منطبق کرنا تھا، نہ کہ اولاد دینے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔لیکن پھر بھی میری انسان دوستی دیکھو کہ میں نے اپنے جیسے نامرد ہونے والوں کے لئے''الہامی نسخہ زد جام عشق'' چھوڑا ہے اور حکیم نور دین نے عورتوں کے لئے'' حب اٹھرا'' کا نسخہ چھوڑا ہے،اور کیا چاہیے؟

ابن فیض......لیکن پیشگوئی میں یہ بھی صاف لکھا ہے کہ اس کی مادری زبان چینی ہوگی،اس کا ذکر بھی آپ اپنی کتاب میں گول کر گئے ہیں اور اگر آپ کو منگول بھی مانیں تو ان کی زبان بھی چینی نہیں ہے اور نہ کبھی تھی؟

مرزا صاحب......یہ کیا آپ بار بار کہہ رہے ہیں کہ میں نے یہ چھوڑ دیا، وہ نہیں لکھا؟ مت بھولئے کہ میں حکم تھا اور جس طرح میرا یہ حق تھا کہ میں حدیثوں کے ڈھیر میں سے جس کو چاہوں رکھوں اور جس کو چاہوں ردی کاغذ کی طرح پھینک دوں،اسی طرح ابن عربی وغیرہ کی تحریروں کی میرے پاس کیا وقعت ہے، یہ میرا حق ہے کہ میں جو چاہوں اپنی تحریر میں شامل کروں اور جو چاہوں چھوڑ دوں،اگر تم میں ذرہ بھر بھی شرم کا مادہ ہوگا تو دوبارہ ایسا سوال نہیں اٹھاؤ گے۔اور ہاں چینی زبان کا مسئلہ تو یاد رکھیں کہ ہوسکتا ہے میرے بزرگوں میں سے کسی ایک آدھ کو چینی زبان بھی آتی ہو،یا پھر آئندہ کوئی ایسا مہدی بھی پیدا ہو جائے جو چینی زبان بولتا ہو۔یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں کہ اس کی طرف توجہ دی جائے،ویسے بھی ہر زبان کا لفظ، گلے سے نکلی ہوئی مختلف آوازوں کا مرکب ہوتا ہے،اس مرکب کو چینی زبان یا ہندوستانی زبان کی طرف، جس طرف

دل چاہے موڑ دیں وہی زبان بن جائے گی۔

ابن فیض......اب ہم وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے چھوڑا تھا؟

مرزا صاحب......جی، بالکل، میری ایک خواہش تھی کہ اگر آپ سوالات ذرا ہلکے رکھیں۔

ابن فیض......آپ کا اصل نام کیا ہے یا تھا؟ دسوندی؟ یا سیندھی؟ یا غلام احمد قادیانی؟

مرزا صاحب......اصل بات یہ ہے کہ میں بڑی منتوں، محنتوں اور کوششوں سے پیدا ہوا تھا، اس لئے میرے ننھیال میں مجھے سیندھی کہتے تھے جس کا مطلب ہے کہ میرے لئے منت مانی گئی تھی، اور سیندھی کو ہندو اپنی زبان میں دسوندی کہتے تھے اس لئے بچپن میں کوئی دسوندی کہتا، اور کوئی سیندھی، بلکہ میری دوسری شادی کے بعد تک میرے ننھیال کی بوڑھی عورتیں مجھے سیندھی کہتی رہیں۔ میری دوسری بیوی بھی اس کی گواہ ہے۔

ابن فیض......آپ اپنی پیدائش کے لئے محنتوں اور کوششوں کا تو اس طرح حوالہ دے رہے ہیں جیسے اپنی پیدائش کے لئے آپ نے خود کوشش کی ہو یا کم از کم............خیر آپ کا نام غلام احمد کب رکھا گیا، کس نے رکھا، یا بڑے ہو کر خود ہی رکھ لیا؟

مرزا صاحب......اب تک اصل بات ویسے بھی آپ لوگوں کو پتہ لگ ہی چکی ہے اب کیا چھپانا، ہماری ذہنیت شروع سے ہی غلامانہ تھی اسی وجہ سے مغلوں نے کچھ زمین دی جس کو چاپلوسی کے ساتھ جاگیر بنالیا، اور جب سکھوں نے ہماری معمولی سی جاگیر کو رگڑا لگایا تو ہماری ذہنیت اور زیادہ غلامانہ ہو گئی حتیٰ کہ ہمارے بزرگوں نے خود ہی اپنے ناموں کے ساتھ غلام نتھی کرنا شروع کر دیا، جیسے میرے والد کا نام بھی غلام، بھائی کا نام بھی غلام اور جب میں ذرا بڑا ہوا تو میرا نام بھی غلام رکھ دیا گیا، بزرگ نماز نہ پڑھنے کے باوجود مسلمان کہلاتے تھے، اس لئے ساتھ احمد لگا لیا، ویسے سچی بات یہ ہے کہ انگریزوں کے وقت میں یہ غلامانہ ذہنیت بڑے کام آئی، خیر اس طرح ہوتے ہوتے مرزا غلام احمد قادیانی بن گیا۔

ابن فیض......آپ نے قادیانی ساتھ کیوں لگایا، کیا مرزا غلام احمد کافی نہیں تھا؟

مرزا صاحب......میرا دعویٰ تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع پر مجدد اور مسیح ہونے کا تھا، میں نے دیکھا کہ قادیانی ساتھ لگانے سے تیرہ سو کا عدد بنتا ہے تو میں نے قادیانی ساتھ لگا کر اس کو بھی اپنے دعوے کا ایک ثبوت بنانے کی کوشش کی۔

ابن فیض......لیکن وہ دوسرے بیشمار، نوح، داؤد، موسیٰ، ابراہیم، کرشن، ردر گوپال وغیرہ وغیرہ کہاں سے آئے؟ یہ سب کیا ہے؟

مرزا صاحب......آپ کن فضول سوالوں میں پڑ گئے، آپ کو کیا اندازہ یا پتہ کہ مذہبی دکانداری کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔

ابن فیض......چلیں ٹھیک ہے، یہ سوالات کسی اگلی نشست میں، لیکن کیا آپ اپنے خاندان کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟

مرزا صاحب......میں باپ کے لحاظ سے مغل ہوں۔

ابن فیض......لیکن پیدائش کا بتاتے ہوئے تو آپ اپنے کو چینی الاصل بتا رہے تھے؟

مرزا صاحب......ہاں مغل یا منگول چین سے ہی تو آئے تھے۔

ابن فیض......لیکن جو شجرہ نسب آپ نے اپنی کتاب میں، آپ کے بزرگوں کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیا ہے اس میں تو لکھا ہے کہ آپ کے بزرگ دو سو برس پہلے سمرقند سے آئے تھے؟

مرزا صاحب......(جھلا کر) میں کوئی جغرافیہ دان ہوں، کہ اب دیکھتا پھروں، آپ سمرقند کو چین کا ہی ایک حصہ کیوں نہیں سمجھ لیتے؟ تا کہ آپ کو ایسے سوال نہ کرنے پڑیں!

ابن فیض......چلیں ماریں گولی سمرقند اور چین کو، اپنے خاندان کے بارے میں مزید بتائیں؟

مرزا صاحب......دراصل میرا خاندان ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے معجون مرکب ہے۔

ابن فیض......لیکن آپ کی یہ باتیں بھی ثبوت کی محتاج ہیں، شجرہ نسب جو خود آپ نے اپنی کتابوں میں دیا ہے کہ یہ کم از کم دو سو سال پرانا ہے، آپ کو مغل برلاس بتا رہا ہے؟

مرزا صاحب......بنی فاطمہ سے اس طرح کہ کئی دادیاں میری سادات میں سے تھیں، ایسا ہے کہ سادات کی لڑکیاں ہمارے گھروں میں آتی رہیں اور ہماری ان کے ہاں بیاہی جاتی رہیں۔

ابن فیض......کیا واقعی آپ کی کئی دادیاں سادات میں سے تھیں؟ آپ کے خاندان سے تو میں مان سکتا ہوں کہ وہ شاید لے گئے ہوں، ویسے بھی آپ کے خاندانی رواج میں ہے کہ جہاں پیسہ دیکھا بیٹی بیاہ دی چاہے وہ بوڑھا ہی کیوں نہ ہو، جیسے آپ کی بیٹی مبارکہ بیگم؟

مرزا صاحب......کم از کم ایک دادی تو ہماری سادات میں سے تھی، لیکن آپ میری بیٹی مبارکہ بیگم کی کیا بات کر رہے ہیں؟

ابن فیض......آپ نے اپنی بیٹی مبارکہ بیگم ۵۷ سالہ بوڑھے سے بیاہی اور ۵۷ ہزار روپیہ مہر رکھا اور اس حق مہر کو عدالتی طور پر رجسٹر کروایا؟

مرزا صاحب......وہ صرف بوڑھا ہی نہیں بلکہ نواب تھا۔ اور میرا الہام تھا کہ یہ سونے میں کھیلے گی اس لئے احتیاطی طور پر رجسٹر کروالیا تاکہ نواب کے مرنے کی صورت میں، یہ نہ ہو کہ نواب کے وارث میری بیٹی کے ہاتھ کچھ نہ لگنے دیں اور میرا الہام جھوٹا نہ ہو جائے۔ دوسرے کچھ میرا بھی کام چلتا رہے، آخر نواب کے نام سے بھی سیاسی فائدہ ہوتا ہے نا۔

ابن فیض......چلیں ایک دادی سادات کی ہونے کی وجہ سے، حالانکہ اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں، کیونکہ اگر ہوتا تو آپ اس دادی کا نام اور شجرہ نسب تک اپنی کتابوں میں دے دیتے، اس لئے کہ رائی سے پہاڑ بنانا آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ لیکن پھر بھی مان لیا کہ آپ بنی فاطمہ سے ہو گئے، لیکن بنی فارس آپ کیسے بن گئے؟

مرزا صاحب......میرے پاس سوائے اپنے الہام کے اپنے بنی فارس ہونے کا اور کوئی ثبوت نہیں، اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ، نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا۔

ابن فیض......چلیں مان لیا کہ آپ مغلیہ ہیں نہ فارسی، لیکن آپ کا دعویٰ اسرائیلی ہونے کا بھی ہے، اس پر کچھ روشنی ڈال دیں؟

مرزا صاحب......چونکہ اہل فارس حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں اور بنی فارس ہوتے ہوئے میں بنی اسرائیلی بھی ہوں، میں ایک عجیب و غریب معجون مرکب ہوں۔

ابن فیض......لیکن آپ کو معجون مرکب بننے کی کیا ضرورت پڑ گئی؟

مرزا صاحب......میں اور کیا کرتا، آپ نے یہ سوال کرتے ہوئے میری مجبوریوں کو نہیں دیکھا اور سوچا، مہدی اور مسیح کی روایات میں اتنی نشانیاں ہیں کہ میں ان کا پچاسواں حصہ بھی اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش نہیں کر سکتا، مرتا کیا نہ کرتا کہ یہ ایک آسان ترکیب سوجھی کہ کسی طرح خاندانی نشانیوں کو ہی کھینچ تان کر اپنے اوپر فٹ کر لوں۔

ابن فیض......آپ بتا بھی رہے ہیں اور آپ نے لکھا ہے کہ ''میری نسلیں ہیں بے شمار'' اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو آپ عربی میں اس کو کیا کہیں گے؟

مرزا صاحب......ذریعتہ البغایا (مرزا صاحب کو کھانسی کا دورہ پڑ گیا جس کی وجہ سے وہ جواب پورا نہ کر سکے) میرا مطلب ہے..................

ابن فیض......چھوڑیں جی، پانی کا گھونٹ بھریں اور بتائیں کہ آپ کا بچپن کیسا گزرا؟

مرزا صاحب......زیادہ بچپن ہوشیار پور میں، میری نھیال کے پاس گزرا، والد کے حالات روزگار اتنے سازگار نہیں تھے اس لئے زیادہ بچپن وہیں گزرا، وہاں اور کھیلوں کے علاوہ میرا محبوب مشغلہ چڑیوں کو پکڑنا اور سرکنڈے سے ذبح کر دینا تھا یا پھر ندی نالوں اور قادیان کی ڈھاب میں ڈبکیاں لگانا۔

ابن فیض......آہا بچپن کی عادت بڑے ہو کر دوسرے رنگ میں پوری کرتے رہے؟

مرزا صاحب......بچپن کی کئی عادتیں میں بڑا کیا بوڑھا ہو کر بھی پوری کرتا رہا لیکن آپ کا اشارہ کس طرف ہے؟

ابن فیض......بڑے ہو کر لوگوں کے ایمان سرکنڈے کے قلم سے کاٹنے شروع کر دیئے، اور کفر کی ڈھاب میں غوطے لگائے، خیر اپنے خاندان کے بارے میں کچھ اور بتائیں؟

مرزا صاحب......جی جب میرے بزرگ سمرقند سے ہندوستان میں آئے تو مغل بادشاہ نے ان کو اس علاقے میں کچھ زمین دے دی اور قاضی مقرر کر دیا۔

ابن فیض......مطلب کہ خوشامد آپ کا جدی پشتی پیشہ ہے، بزرگوں نے مغلوں کی خوشامد کی تو وہ قاضی بنا دیئے گئے اور آپ نے انگریزوں کی خوشامد کی تو نبی بنا دیئے گئے۔ خیر کیا قادیان اس وقت موجود تھا؟

مرزا صاحب......جی نہیں، میرے بزرگوں نے اس کی بنیاد رکھی۔

ابن فیض......لیکن آپ نے تو کہا ہے کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا ہے، مکہ، مدینہ اور قادیان، اور قرآن شریف تو چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا؟

مرزا صاحب......نہیں بھئی وہ تو میرا کشف تھا، بزرگوں نے جب اس کی بنیاد رکھی تو ماجھی قاضی کہلایا، جو بگڑ کر بعد میں قادیان بن گیا۔

ابن فیض......اسی علاقے میں دو قادیان اور بھی ہیں کیا ان کے نام بھی اسی طرح قادیان بنے؟ دوسرے اگر آپ کی بات قرین قیاس ہے تو یہ بھی قرین قیاس ہو سکتا ہے کہ یہ ماچھی قاضی ہو؟

مرزا صاحب...... مجھے نہیں پتہ، لیکن یہ مجھے علم ہے کہ ان سوالوں کے پیچھے یہودی مولوی بول رہے ہیں جن کا جھوٹا پیالہ عوام کالانعام کی طرح تم نے بھی پیا ہے۔

ابن فیض...... مجھے آپ کے بھٹیارنوں کی طرح کے کوسنوں پر غصہ نہیں آئے گا، براہ کرم آپ اپنے معجون مرکب خاندان کے بارے میں مزید بتائیں؟

مرزا صاحب...... ایک وقت آیا کہ ہمارے خاندان کے پاس اس علاقے کی حکومت تھی اور اسی پچاسی گاؤں ان کے پاس تھے۔

ابن فیض...... صرف گاؤں ہی تھے یا کوئی شہر بھی تھا؟

مرزا صاحب...... جی قادیان شہر ہی تو تھا۔

ابن فیض...... اجی کیا بات کرر ہے ہیں، قادیان تو آج تک شہر کیا صحیح طور پر قصبہ بھی نہ بن سکا؟

مرزا صاحب...... کبھی نہ کبھی تو بنے گا بھئی اس میں موٹے پیٹوں والے ساہوکار بیٹھیں گے اور ہر طرف رونق ہوگی۔

ابن فیض...... خیر آپ نے تعلیم کس قسم کی پائی۔

مرزا صاحب...... بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اس کے بعد.........

ابن فیض...... جناب معاف کیجئے، آپ سلطان القلم کہلاتے ہیں اور آپ اس بات میں تمیز نہیں کر سکتے کہ استاد نوکر نہیں رکھے جاتے بلکہ مقرر کیے جاتے ہیں؟

مرزا صاحب...... پتہ نہیں آپ انٹرویو کرر ہے ہیں یا نکتہ چینیاں، میرے والد نے فضل الٰہی کو نوکر رکھا تھا، مجھے پڑھانے کو، میرا کہنا کافی ہونا چاہیے!

ابن فیض...... ٹھیک ہے جناب، پتہ چل گیا کہ آپ کے دل میں استاد کی اچھی عزت ہے، ازراہ کرم آگے بتایئے؟

مرزا صاحب...... جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے، میرے والد صاحب کی طرف سے مقرر کیے گئے، جن کا نام فضل احمد تھا۔ مولوی صاحب بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ پڑھاتے رہے، میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعدِ نحو ان سے پڑھے۔

ابن فیض......اچھا جی کیا آپ نے قرآن اور عربی کے بعد آگے بھی استادوں سے کچھ پڑھا؟

مرزا صاحب.....کیا بات کر رہے ہیں، ’’کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔

ابن فیض......لیکن ابھی آپ نے بتایا ہے کہ قرآن میں نے اپنے باپ کے نوکر فضل الٰہی سے پڑھا ہے؟

مرزا صاحب......اس طرح تو حضرت عیسیٰؑ اور موسیٰؑ بھی مکتب میں بیٹھے تھے!

ابن فیض......آپ نے عالم برزخ میں بھی اپنی عادت نہیں چھوڑی کہ بے بنیاد چھوڑنی، اور دور کی کوڑیاں لانی، کہاں لکھا ہے کہ یہ انبیاء مکتب میں بیٹھے تھے؟

مرزا صاحب......(محاورۃً منہ سے جھاگ نکل رہی تھی) کیا میرا کہنا کافی نہیں، میں حَکَم ہوں!

ابن فیض......گستاخی معاف، میرے خیال میں، آپ حَکَم ہیں نہیں اور تھے بھی نہیں، چلیں اتنی اہم بات نہیں اپنی تعلیم کا بتائیں؟

مرزا صاحب......اور بعد اس کے میں جب سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک مولوی صاحب سے چند سال (کم وبیش سات، آٹھ سال) پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا، ان آخرالذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو، منطق، حکمت اور علوم مروجہ کو جہاں تک خدا نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں، وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔

ابن فیض......یہ وہی گل علی شاہ ہیں جن کے بارے میں آپ نے بتایا تھا کہ کبھی نماز نہ پڑھا کرتے، منہ تک نہ دھوتے۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ ’’ہر وقت افیم کے نشے میں رہتے تھے اور چلم الٹ جاتی تھی ان کو پتہ نہیں چلتا تھا‘‘؟

مرزا صاحب......(خوش ہو کر) بالکل وہی، آپ نے اس کا مطلب ہے میری کتابیں بڑے غور سے پڑھی ہیں۔

ابن فیض......جی اسی لئے تو آپ کا جال توڑنے کی توفیق ہوئی کہ اس مطالعہ نے آپ کے تضادات اور دلائل کا پول کھول دیا، آپ کب تک تحصیل علم میں مشغول رہے؟

مرزا صاحب......میں کم از کم ۱۸۶۵ء تک باقاعدہ تحصیل علم میں مشغول رہا۔

ابن فیض......خیر آپ کے ہم مکتبوں میں سے کوئی مشہور شخصیت؟

مرزا صاحب......ہاں شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ ابتدائی عمر میں میرا ہم مکتب رہا ہے!

ابن فیض......کیا شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب کبھی قادیان میں بھی رہے ہیں؟

مرزا صاحب......نہیں، کبھی نہیں! لیکن یہ سوال آپ نے کیوں کیا؟

ابن فیض......اس لئے کہ وہ آپ کے ہم مکتب بٹالہ میں رہے، اور قادیان نہیں رہے، اور آپ کے ساتھ وہ گل علی شاہ کے پاس پڑھتے رہے ہیں؟

مرزا صاحب......جی بالکل، لیکن میں سمجھا نہیں کہ اس تفصیل کی کیا ضرورت پڑ گئی؟

ابن فیض......میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے سوال کر رہا ہوں کہ آپ نے اپنے بیان میں کہا کہ آپ کے والد نے گل علی شاہ کو نوکر رکھا قادیان میں آپ کو پڑھانے کے لئے؟

مرزا صاحب......جی! بالکل کہا ہے۔

ابن فیض......اور اسی کے پاس شیخ محمد حسین بٹالوی بھی آپ کے ہم مکتب تھے، سوال یہ ہے کہ کہاں ہم مکتب تھے بٹالہ میں ، جہاں آپ کے والد مطب کرتے تھے، یا قادیان میں؟

مرزا صاحب......جیسا کہ بٹالوی نام سے ظاہر ہے کہ وہ بٹالہ میں میرا ہم مکتب تھا۔

ابن فیض......کہیں یہ نوکر والی بات بھی بے پر کی تو نہیں اڑائی آپ نے، جیسا کہ ساری عمر اپنے دعاوی کے ساتھ کرتے رہے؟ جیسا کہ رئیس قادیان کی بھی تحقیق کہتی ہے کہ گل علی شاہ کبھی کسی کے پاس نوکر نہیں رہے؟ اور کبھی قادیان نہیں گئے۔

مرزا صاحب......پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہو، مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی........ہاں والد صاحب سے طب پڑھی ہے وہ حاذق طبیب تھے۔

ابن فیض......سنا ہے کہ آپ نوعمری میں بہت مطالعہ کرتے رہے؟

مرزا صاحب......ہاں میرے ہر وقت کے مطالعہ کو دیکھ کر والد صاحب ہمدردی سے منع کرتے تھے کہ کہیں بیمار نہ پڑ جاؤں، لیکن اس وقت مجھے بھی علم نہیں تھا، تو ان کو کیسے ہو سکتا تھا کہ آئندہ انہی بیماریوں کی وجہ سے اور بنیاد پر میں اپنی نبوت کی عمارت کھڑی کروں گا۔

ابن فیض......سنا ہے کہ سیالکوٹ میں نوکری کے دوران آپ نے قانون اور انگریزی کا بھی مطالعہ کیا تھا مختاری کے امتحان کے لئے ،لیکن امتحان میں فیل ہوگئے تھے؟

مرزا صاحب......ہاں یہ دنیاوی کام میرے لئے نہیں تھے،اور انگریزی کی ابتدائی دو تین کتابیں مختاری کے امتحان کے لئے پڑھی تھیں۔

ابن فیض......آہا،اسی لئے آپ کے انگریزی الہامات میں زبان اور انداز بیان ،پہلی جماعت کے ناداں اور بچوں کی طرح ہے،خیر آپ اپنے تحصیل علم کے بارے میں بتا رہے تھے؟

مرزا صاحب......لیکن پھر اللہ نے مجھے الہام میں مخاطب کر کے کہا کہ ''اے مرزا،تو علم کا شہر ہے''۔

ابن فیض......گستاخی معاف،کہیں آپ کو سننے میں غلطی تو نہیں لگی،ممکن ہے کہ اللہ نے کہا ہو کہ،''اے مرزا تو ناقص علم کا زہر ہے''۔

مرزا صاحب......(دانت پیستے ہوئے) کاش میرے پاس مضبوط اونٹ کے چمڑے کا جوتا ہوتا تو......

ابن فیض......سنا ہے آپ کو بچپن میں شعبدے بازی کا بڑا شوق تھا؟

مرزا صاحب......ہاں شوق تو تھا لیکن نہ سیکھ سکا،اگر شعبدے بازی سیکھی ہوتی تو میرے لئے بہت آسانی ہوجاتی،میں ان شعبدوں کو ہی معجزے کہہ کر پیش کر دیتا اور دوسری پیشگوئیوں کی نوبت ہی نہ آتی،جن پر آج تک نہ پورا ہونے کے اعتراض آرہے ہیں۔ہاں میرے بیٹے بشیر الدین محمود نے دوڈھائی سو شعبدے سیکھے تھے،لیکن وہ بھی بے فائدہ!

ابن فیض......ہاں وہ بھی اتنے بھونڈے کہ ان شعبدوں سے بچے بھی متاثر نہیں ہوتے تھے،بلکہ ایک بار تو اس کے بھتیجے نے اس کے شعبدے کو دیکھ کر کہا کہ ''میں تہاڈیاں چلاکیاں سمجھناہاں'' آپ اس لئے بے فائدہ کہہ رہے ہیں؟

مرزا صاحب......نہیں بلکہ میں نے تو اس کے لئے بھی نبوت کا راستہ صاف کیا تھا مگر اس کی اپنی حرکتوں کی وجہ سے اس کا مصلح موعود کا دعویٰ بھی ایک لمبے عرصے تک التوا میں پڑتا رہا۔

ابن فیض......آپ نے اپنے لئے تو نبوت کا دعویٰ کرلیا لیکن اپنے بیٹے کے لئے کیسے راستہ صاف کیا؟

مرزا صاحب......پیشگوئی مصلح موعود جو میں نے کی ہے اس کو غور سے پڑھو کیا نبوت کے علاوہ بھی اس کا کوئی اور مطلب نکلتا ہے؟

ابن فیض......لیکن اس کے لئے نبوت کا راستہ صاف کرنے کا کیسے خیال آیا؟

مرزا صاحب......عبیداللہ مہدی کی کہانی سے کہ پہلے وہ پھر اس کا بیٹا اور پھر اگلی نسل نبوت کا دعویٰ کرتے رہے۔

ابن فیض...... جناب آپ کے بچوں پر کسی دوسری نشست میں بات کریں گے، آپ کا اصل پیشہ کیا تھا؟

مرزا صاحب......رئیس قادیان ہونے کے ناطے کچھ نہیں سیکھا، لیکن ایک ایسا واقعہ ہوگیا کہ کچھ عرصہ منشی گیری کرنی پڑی۔ پھر والد کے ساتھ مل کر مقدمے بازیاں کرتا رہا، پھر مذہب کی دکانداری شروع کی اور اس کو انتہا تک پہنچایا اور اس طرح آخر میں تو پیشہ ''نبوت'' ہی ہو کر رہ گیا تھا۔

ابن فیض......جی کیا کہا، نخوت؟ یہ نخوت آپ کی طبیعت میں کب سے در آئی؟

مرزا صاحب......نخوت نہیں، میں نے نبوت کہا ہے، اور جہاں تک نخوت کا تعلق ہے، ہاں طبیعت میں کچھ نخوت خاندانی طور پر بھی تھی اور کچھ سیالکوٹ کچہری میں منشی گیری کی ملازمت کرنے کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئی۔ اور اس طرح ہر دعوے کے ساتھ ساتھ مراق اور نخوت بھی بڑھتے ہی گئے۔

ابن فیض......جی صحیح کہا نخوت تو خیر آپ کے خاندان میں ابھی بھی بڑے اونچے درجے پر پائی جاتی ہے، خیر سنا ہے کہ آپ مقدمہ بازیاں بھی بہت کرتے رہے ہیں؟

مرزا صاحب......ہاں، اصل میں والد صاحب کے زیر قبضہ جو جائیداد تھی، اس پر ہمارے شریکوں نے اپنے حق کے لئے اعظم بیگ لاہوری کی مدد سے ہم پر مقدمے قائم کر دیئے تھے، والد صاحب نے سوچا کہ کچہری کی ۴ سالہ منشی گیری کی وجہ سے میں قانون سے اچھا واقف ہوگیا ہوں گا؟ اس لئے انہوں نے مجھے ان مقدمات پر لگا دیا۔

ابن فیض......کون جیتا، شریک یا آپ؟

مرزا صاحب......اس وقت تو شریک مقدمات جیت گئے، لیکن آفرین ہے کہ والد صاحب نے اپنی زندگی میں ان کو قبضہ نہ دیا اور نہ ہی میرے بڑے بھائی نے۔

ابن فیض......اوہ، تو ان کو قبضہ ملا ہی نہیں جیتنے کے باوجود؟

مرزا صاحب......دے دیا، میں جب اپنے بھائی کے مرنے کے بعد مالیت سے زیادہ قرض میں دبی ہوئی جائیداد کا مدارالمہام بنا تو اس وقت اس جائیداد کا بہت ساری وجوہات کی بناء پر قبضہ دے دیا، جس میں سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مجھے

اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی۔ لیکن اولاد کو نصیحت کر دی کہ یہ جائیداد واپس لینی ہے۔

ابن فیض......جائیداد واپس کرنے کی وجوہات میں سے سب سے خاص وجہ کیا تھی؟

مرزا صاحب......بتایا تو ہے کہ کھانے کو روٹی نہیں تھی تو ناجائز قبضہ کیسے برقرار رکھتے، اس لئے مجبوراً ایسا فیصلہ کرنا پڑا، لیکن اس وقت تو اندازہ نہیں تھا لیکن بعد میں اس کا یہ فائدہ ہوا کہ مریدوں کو سنانے کے لئے میری اولاد کے ہاتھوں میں میرے تقویٰ کی ایک کہانی بن کر یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔

ابن فیض......تو واپس لی یہ جائیداد؟

مرزا صاحب......ہاں مریدوں کا پیسہ خوب آنا شروع ہوا تو میں نے کچھ اپنی زندگی میں ہی واپس لے لی اور کچھ میرے بچوں نے ۲۸، ۱۹۲۷ء میں واپس حاصل کر لی۔

ابن فیض......جناب مرزا صاحب بر سبیل تذکرہ کیا آپ کو اپنے والد اور بھائی کے ساتھ مل کر ناجائز قبضہ برقرار رکھنے کے لئے مقدمے لڑتے ہوئے خیال نہیں آیا؟

مرزا صاحب......کیا مطلب؟ انگریزوں کے ساتھ اور ان کی عدالتوں میں میرے والد نے اس جائیداد کا مقدمہ لڑا اور ان کا ستر ہزار (۷۰۰۰۰) روپیہ ان مقدموں پر خرچ ہوا تھا جس میں شریکوں نے کوئی خرچ نہیں دیا تھا اس لئے شریکوں کا کوئی حق نہیں تھا، وہ ہماری جائیداد تھی!

ابن فیض......مرزا صاحب آپ نے اپنے حالات میں لکھا ہے کہ آپ کے خاندان کی حالت معمولی درجے کے زمینداروں جیسی ہو گئی تھی، اور سات سو روپیہ سالانہ پنشن اور کچھ انعام کی رقم پر گزارہ تھا، ان حالات میں تو آپ کے والد مقدموں میں ستر ہزار بھی خرچ کرنے کے قابل نہیں تھے اور حالات یہاں تک پہنچ چکے تھے کہ ان کے بعد آپ کو اگر کوئی فکر تھی تو صرف ایک فکر تھی اپنی روٹی کی، تو اتنا پیسہ کہاں سے آ گیا مقدموں میں خرچ کرنے کو؟

مرزا صاحب......دراصل......وہ......غالباً مجھے الہام ہوا تھا کہ اتنا خرچ ہوا تھا، اور جس طرح فارسی النسل ہونے کا کوئی ثبوت نہیں میرے پاس سوائے میرے الہام کے، اسی طرح میرے ستر ہزار کا بھی کوئی ثبوت نہیں سوائے الہام کے۔

ابن فیض......لیکن آپ کے مقدمے صرف شریکوں کے ساتھ ہی نہیں تھے، بلکہ اپنے مزارعوں اور کاشتکاروں سے بھی تھے؟

مرزا صاحب......بھئی وہ تو کرنا پڑتے تھے اپنے حقوق کے لئے ورنہ یہ لوگ سر چڑھ جاتے ہیں۔

ابن فیض......ایک مقدمہ بڑا دلچسپ سنا ہے کہ آپ نے اپنے ایک مزارعہ پر ۱۴ چودہ روپے کی نالش کردی تھی کہ اس نے آپ کی اجازت کے بغیر اڑھائی روپے کا ببول (کیکر) کا درخت کاٹ لیا تھا، کھیت سے اوراس کے لئے تیس میل دور جا کر ڈیڑھ سال آپ مقدمہ لڑتے رہے تھے؟

مرزا صاحب......تو کیا کیکر کا درخت اس کے باپ کا تھا ایسے چوروں اور سرکشوں کو اس سے بھی زیادہ سخت سزا دینی چاہیے میرے بس میں ہوتا تو میں ۱۴۰۰ چودہ سو روپے کی نالش کرتا لیکن قانون نے اڑھائی روپے کے درخت کے لئے 14 چودہ روپے سے زیادہ نالش کی اجازت نہیں دی۔

ابن فیض......مرزا صاحب ایک جگہ آپ لکھتے ہیں، ''جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام غلام قادر تھا......اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہوگیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اوران کی سیرتوں کی پیروی کی'' [نورالحق/ رخ جلد ۸/ صفحہ نمبر ۳۸] اور سوال یہ ہے کہ آپ نے کون کون سی خصلتوں میں ان کی پیروی کی؟

مرزا صاحب......بھئی اچھا بیٹا ساری خصلتوں میں اپنے باپ کی پیروی کرتا ہے اس طرح میں نے بھی کی۔

ابن فیض......جناب ان کی خصلتوں میں تو عبادت نہ کرنا دوسروں کی جائیداد دبا کر بیٹھ جانا سکھوں کے لئے مسلمانوں کو مارنا پھر سکھوں سے بھی بے وفائی کر کے انگریزوں کے تلوے چاٹنا اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو مفسد قرار دے کر انگریزوں کی مدد کرنا کیا یہ ان کی اچھی سیرتیں تھیں جن کی آپ نے پیروی کی؟

مرزا صاحب......آپ پتہ نہیں کیا قصہ لے کر چل پڑے، یہ بات تو میں نے انگریز حکام کو خوش کرنے کو لکھی تھی، اس لئے کہ میرے دعوؤں کے بعد کیا ہندو، کیا مسلمان، کیا سکھ، کیا عیسائی، سب کے سب میری تکہ بوٹی نہ کر دیتے اگر انگریز راج کی سرپرستی مہیا نہ ہوتی تو۔

ابن فیض......آپ نے انگریز کی کیا خدمت کی اور انگریز نے آپ کی حفاظت کے علاوہ بھی آپ کے لئے کچھ کیا؟

مرزا صاحب......میں نے ساری عمر انگریز کی اطاعت کی تبلیغ کی، اسی الماریاں کتابوں کی لکھیں، اور نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو بلکہ روم، شام، بلاد، عربیہ، اور ایران، افغانستان کے مسلمانوں کو بھی انگریز کے خلاف نہ لڑنے اوراس کی اطاعت کی تلقین کرتا رہا، کیونکہ انگریز ملکہ خدا کا نور تھی، اوراس نور نے مجھے کھینچا اور اب پاکستان میں میری تعلیم کے خلاف قانون بننے پر میری چوتھی اور پانچویں نسل اور میرے ہزاروں مریدوں کو یورپ میں کھینچا اور میری نسلوں کو ابھی تک تحفظ مہیا کر رہے ہیں۔

ابن فیض......لیکن آپ نے انگریزوں کی اتنی تعریف کیوں کی اور کیوں ان کے گرویدہ تھے؟

مرزا صاحب...... جہاں تک گرویدہ ہونے کا تعلق ہے ہم نسلوں سے ہر طاقت ور حکمران کے گرویدہ چلے آرہے ہیں اور جب وہ حکمران کمزور ہوتا ہے تو ہم نئے آنے والے حاکم کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور یہی طریق میری قائم کردہ جماعت کا ہے۔لیکن انگریزوں کی تعریف اس لئے کی کہ انہوں نے ہم کو سکھوں سے نجات دلائی!

ابن فیض......سکھوں سے نجات دلائی ؟سکھوں کے دور میں تو آپ کے والد کو سکھوں کی فوج میں جرنیل کا عہدہ ملا اور آپ کے بھائی بھی سکھوں کے لئے لڑتے رہے،آپ کے والد نے سکھوں کی قیادت میں سید احمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف ہزارہ میں لڑائی لڑی ،آپ کے والد نے انگریزوں کو کہا کہ ہم نے اپنے مکان سکھوں کے عہد میں بنائے ہیں اور آپ کے دور میں مشکل ہے کہ ان کی مرمت بھی کرا سکیں ،اور آپ کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ رنجیت سنگھ کے دور میں امن تھا اور اس کی وفات پر مسلمان بھی رو رہے تھے؟

مرزا صاحب......بھئی اصل تکلیف یہ تھی کہ سکھ ہار گئے تھے ،اور اب ان کے ساتھ رہنا بے فائدہ تھا؛در یہ حاکموں اور لوگوں کو بھی مطمئن کرنا تھا کہ انگریز کے تلوے کیوں چاٹے اس لئے سکھوں کی کئی نسلوں ،پرانی زیادتیوں کو آڑ بنا کر اپنا اُلو سیدھا کیا۔

ابن فیض......جی پاکستان میں آپ کی اولاد بھی یہی کر رہی ہے کہ ہر آنے والے کے تلوے چاٹتی ہے اور جانے والے پر دو حرف بھیجتی ہے لیکن اگر مولوی آگئے تو کیا ہوگا۔(فخر سے) آخر کو میری نسل ہے اور اگر مولوی اقتدار میں آگئے تو یہ ان کو بھی قابو کرلیں گے۔

ابن فیض...... پاکستان میں آپ کے پوتے مرزا ناصر احمد کے دور میں اسمبلی نے آپ کی جماعت کو غیر مسلم قرار دیا اگر آپ ہوتے تو کیا کرتے ؟ ویسے وہ میرا پوتا ہے کچھ سوچ کر ہی اسمبلی میں گیا ہوگا ،ویسے اگر میں خود ہوتا تو اسمبلی میں مدعی نبوت پر لعنت بھیج کر یہ فیصلہ ہی نہ ہونے دیتا اور جب یہ وقت ٹل جاتا تو پھر وہ اپنی پرانی ڈفلی اور پرانا راگ کہ میں نبی ہوں،شروع کر دیتا۔

ابن فیض......مرزا صاحب آپ اپنی عائلی زندگی کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟

مرزا صاحب......بس ویسی ہی جیسے کہ عام لوگوں کی گزرتی ہے،اپنی بھی گزر گئی۔

ابن فیض......مرزا صاحب آپ نہ تو عام آدمی ہیں اور نہ ہی آپ نے اپنے کو آدمی سمجھا ہی ہے؟

مرزا صاحب......آپ کی بات ٹھیک ہے کہ میں عام آدمی نہیں کیونکہ ’’آسمان سے بہت سے تخت اتارے گئے پر میرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا‘‘ لیکن آپ نے کیسے کہا کہ میں بھی اپنے آپ کو آدمی نہیں سمجھتا؟

ابن فیض......اصل میں مجھے آپ کا وہ شعر یاد آ گیا تھا۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں میں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اور یہ آپ کا بڑا حوصلہ ہے کہ آپ نے اتنا بڑا سچ بول لیا، ورنہ آپ کے قبیل کے لوگ تو اس کا سوواں حصہ بھی سچ نہیں بولتے۔

ابن فیض......اس نشست میں ہم آپ کی ’’خواتین حرم‘‘ کے بارے میں بات کریں گے، اور اس اہم باب کو روشنی میں لائیں گے۔

مرزا صاحب......پچھلے سوالوں میں آپ زیادتی کرتے رہے ہو میرے ساتھ!

ابن فیض......مرزا صاحب زیادتی نہیں بلکہ میں تو داد دے رہا ہوں کہ آپ میں بھی کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ سچ کا مادہ موجود تھا جسے وقت اور حالات نیز خواہشات نے چاٹ لیا۔

مرزا صاحب......آپ انٹرویو کے بہانے میری توہین کر رہے ہیں۔

ابن فیض......مرزا صاحب میری کیا حیثیت، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ، آپ کی اصل توہین تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں ہی آپ کی پیشگوئیوں کو جھوٹا ثابت کر کے کر دی تھی اور باقی رہی سہی توہین آپ کی اپنی تحریریں اور سوانح عمری قیامت تک کے لئے کر رہی ہیں، لیکن آج ہمارا موضوع توہین نہیں بلکہ آپ کی عائلی زندگی ہے، کیا اصل موضوع پر آنا بہتر نہیں ہوگا؟

مرزا صاحب......کیا میرا الہام آپ نے نہیں پڑھا کہ جو میری توہین کرے گا، خدا اس کی توہین کرے گا اور وہ منہ کے بل گرایا جائے گا، خیر آپ اصل سوال کی طرف آئیے۔

ابن فیض......آپ کی کتنی شادیاں ہوئیں؟

مرزا صاحب......میرے الہام کے تحت میری تین شادیاں ہوئیں، دو زمین پر اور ایک آسمانوں پر۔

ابن فیض......ویسے تو آپ کے الہام میں اور بھی خواتین مبارکہ کا ذکر ہے، اس پر ہم بعد میں آتے ہیں، آپ کی پہلی

شادی کس عمر میں اور کہاں ہوئی ؟

مرزا صاحب......جی میری پہلی شادی تقریباً پندرہ برس کی عمر میں جب کہ ابھی میری داڑھی مونچھ بھی نہیں آئی تھی ،میری ماموں زاد،حرمت بیگم سے ہوئی۔

ابن فیض......اتنی کم عمری میں آپ کی شادی کیوں کردی، آپ کے والد نے؟اور آپ اس وقت کیا کام کررہے تھے؟

مرزا صاحب......دراصل والد صاحب نے پتہ نہیں کیوں میرے ساتھ زیادتی کی اور باندھ دیا، میرے خیال میں شاید میرے ماسٹر صاحب نے کوئی بات کی ہوگی، اس وقت میں نے کیا کام کرنا تھا، ابھی تو ماسٹر فضل الٰہی سے پڑھ رہا تھا، ویسے بھی رئیسوں کے بچے کیا کام کرسکتے ہیں؟

ابن فیض......اس سے بڑھ کرزیادتی آپ نے اپنے بچوں کے ساتھ کی، آپ کے والد نے تو آپ کی ۱۵،۱۶سال کی عمر میں شادی کی لیکن آپ نے اپنے بیٹے بیٹیوں کے تو گیارہ بارہ سال کی عمر میں بیاہ کردیئے......ماسٹر نے کیا بات کہی آپ کے والد صاحب سے؟اور اس کو آپ سے کیا ناراضگی ہوسکتی ہے؟

مرزا صاحب......پڑھائی کے بارے میں تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں ٹھیک تھا بلکہ اچھا تھا پڑھائی میں، لیکن میرے خیال میں ماسٹر نے یہی کہا ہوگا کہ یہ ''محلے کے بچوں کے ساتھ اندھیرے کونوں ،کھدروں میں، بڑے ہی شوق سے کھیلتا ہے''اور رہی ناراضگی کی بات تو ماسٹر صاحب کو جو بچہ اچھا لگتا، میں بھی اسی کے ساتھ کھیلنا پسند کرتا، شاید یہی وجہ ناراضگی ہو؟

ابن فیض......چلیں یہ تو آپ کی اور آپ کے استاد کی بات تھی، لیکن اتنی کم عمری میں اور بغیر کسی کام کاج کے آپ کی والدہ کیسے تیار ہوگئیں؟

مرزا صاحب......مجھے نہیں اندازہ کہ والدین کی آپس میں کیا بات ہوئی اور کس طرح قائل کیا والد صاحب نے ان کو؟لیکن اتنی بات اڑتی اڑتی سی میرے کان میں پڑی، کہ جائیداد پہلے ہی رہن پڑی ہوئی ہے اور اس کے ان کاموں کی وجہ سے بالکل ہاتھ سے ہی نہ نکل جائے اور اس کی صحت بھی نہ خراب ہوجائے؟ میں نے یہ فقرہ سن کر دل میں عہد کرلیا تھا کہ جائیداد، قرض خواہوں سے واپس حاصل کروں گا، چاہے جیسے بھی حاصل کروں، اور آپ دیکھ لیں کہ نہ صرف رہن شدہ جائیداد واپس حاصل کی، بلکہ اور بھی بنائی۔

ابن فیض......ہاں جی یہ تو ہے کہ میں ہی نہیں، دنیا بھی مانتی ہے کہ آپ کے خاندان کی جائیداد بڑھتی جارہی ہے اور مریدوں کی کم ہوتی جارہی ہے۔اور دائم المریض مدعی نبوت بھی آپ تھے اور صحت کے چکر میں قیمتی کشتے ساری عمر استعمال کیے،لیکن اور ''وہ کون سے کام تھے''جن کی وجہ سے آپ کے والد صاحب نے ممکنہ طور پر ایسا اظہار خیال کیا؟

مرزا صاحب......بھئی کام کیا ہونے تھے بس یہی تھا کہ میں ہر وقت کتابوں میں ڈوبا رہتا تھا، اور والد صاحب کو فکر رہتی تھی کہ میں کہیں بیمار نہ ہو جاؤں۔

ابن فیض......ہاں میرے خیال میں ان کی فکر صحیح تھی کہ آپ نے کوئی کام کی کتابیں پڑھی ہوتیں تو نہ خود ذہنی طور پر بیمار ہوتے اور نہ ہی لاکھوں معصوموں کے ایمان کا بیڑہ غرق ہوتا، خیر یہ تو جملہ معترضہ ایسے ہی نکل آیا، آپ کے ماموں آپ کو بیٹی کیسے دینے پر تیار ہو گئے؟

مرزا صاحب......اوہ اچھا اچھا، آپ ایسا کہیں نا کہ آپ میری نبوت کی نشانی کا ذکر کر رہے ہیں، ہاں آپ ماموں کا پوچھ رہے تھے کہ وہ کیسے تیار ہو گئے؟ تو میں کیا چوہڑا چمار تھا کہ وہ اپنی بیٹی مجھے دینا ننگ خیال کرتے، اور میرے والد کے سامنے ویسے بھی ہمارے شریکوں کو کچھ کہنے کی ہمت نہیں تھی، تیسرے ماموں ذہنی طور پر کچھ ابنارمل تھے اس لئے بھی وہ کیوں، کب اور کیسے، کس طرح وغیرہ کے سوال کرنے کے اہل نہیں تھے، اور پھر اپنے تھے، کوئی غیر تو نہیں تھے، اس لئے کوئی انکار نہیں ہو سکتا تھا۔

ابن فیض......اور آپ شادی کے لئے تیار تھے؟

مرزا صاحب......جی مجھے صحیح پوچھیں تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ شادی کیا ہوتی ہے؟ میں تو اس لئے خوش تھا کہ بھابھی نے بتایا تھا کہ شادی کے بعد جب ہم کمرے میں بند ہو کر "لکن میٹی" (آنکھ مچولی) کھیلیں گے تو بڑوں کو پہلے کی طرح اعتراض نہیں ہوگا۔

ابن فیض......خیر شادی ہو گئی تو پھر کیا ہوا؟

مرزا صاحب......ہونا کیا تھا؟ یہی کہ "لکن میٹی" کھیلتے کھیلتے، شادی کے ایک ہی سال کے بعد سلطان احمد پیدا ہو گیا۔

ابن فیض......یہ وہی مرزا سلطان احمد ہے نا جس کو آپ نے دیوث اور اپنا دشمن قرار دے کر عاق کر دیا تھا؟

مرزا صاحب......ہاں اس نے میرا بیٹا ہو کر بھی محمدی بیگم کے معاملہ میں مخالفت کر کے اور مخالفوں کا ساتھ دے کر ایک نبی کی، خدا کی اور میری مخالفت کی اور دیوثی کی۔

ابن فیض......اس کے بعد کیا آپ کی روزمرہ زندگی میں کوئی بہتری ہوئی؟

مرزا صاحب......جی بہتری تو نہیں بلکہ بدتری ہوئی۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ شادی، صرف "لکن میٹی" کا ہی نام نہیں بلکہ اور بھی بہت ساری ذمہ داریوں کا نام ہے، جو کہ میں ادا نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی ادا کرنے کا شوق تھا۔ اب میں "لکن

مٹی‘‘ سے بھاگتا اور حرمت بی بی کھینچتی تھی، اسی کھینچا تانی میں چار سال گزر گئے اور پھر مرزا فضل احمد پیدا ہو گیا۔

ابن فیض......جی یہ وہی فضل احمد ہے نا جس کی وجہ سے آپ کی (پہلی) بیگم، ’’پھجے دی ماں‘‘ کہلاتی تھیں؟ اس نے محمدی بیگم والے قصہ میں آپ کے حکم پر اپنی بیوی عزت بی بی کو طلاق دے دی تھی؟ اور آپ نے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا؟

مرزا صاحب......ہاں وہی فضل احمد تھا جس نے میرے حکم پر عزت بی بی کو طلاق دی تھی، وہ فرمانبردار تھا، بات مانتا تھا پر مجھ پر ایمان نہیں لایا تھا اس لئے جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

ابن فیض......کیا وہ یا اس کی والدہ یہاں عالم برزخ میں آپ کے ساتھ ہیں؟

مرزا صاحب......نہیں! میں نے سنا ہے کہ اپنا ایمان قائم رکھنے کی وجہ سے عالم برزخ کے خوبصورت حصہ میں مقیم ہیں (گہری آہ بھرتے ہوئے) اور مجھے دیکھنا بھی نہیں چاہتے!

ابن فیض......خیر جناب، اب دل چھوٹا نہ کریں دنیا میں مزے لئے ہیں اس لئے یہ تو ہونا ہی تھا، فضل احمد کی پیدائش کے بعد آپ کی عائلی زندگی کیسی گزری؟

مرزا صاحب......اس کے بعد میرا اپنے گھر سے تعلق نہ رہا۔

ابن فیض......آپ کی بیوی اور بچوں کی ضروریات زندگی کیسے پوری ہوتی تھیں؟

مرزا صاحب......میری شادی کے پہلے دن سے ہی، میری اور میرے بیوی بچوں کی کفالت میرے والد صاحب اپنی وفات تک کرتے رہے، اس کے بعد میرے بڑے بھائی نے پورے گھر کی کفالت کا بوجھ اٹھالیا اور بڑے بھائی کی وفات کے بعد، مرزا سلطان احمد نے اپنا اور والدہ اور بھائی کے گھر کا بوجھ اٹھالیا، اس طرح زندگی بھر مجھے کبھی بھی حرمت بیگم اور اس کے بچوں کی ضرورت پوری کرنے کی فکر نہیں رہی۔

ابن فیض......آپ کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے آپ کی سیرت پر جو کتاب لکھی ہے اس میں اس نے اپنی والدہ (آپ کی دوسری بیوی) کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کو اس کی والدہ (نصرت جہاں بیگم) نے بتایا ہے کہ آپ نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی سے مباشرت ترک کر دی تھی، کیا یہ صحیح ہے اور اس کی اصل وجہ کیا تھی؟

مرزا صاحب......(جھلا کر اور کچھ معمولی سی خفت کے ساتھ) ہاں ہاں یہ صحیح ہے، اور اصل وجہ چھپانے کا فائدہ بھی نہیں کہ سب دنیا کو معلوم ہو چکا ہے کہ مجھ میں ہمت و طاقت بھی نہیں تھی، اور اس بیوی کے لئے کوئی رغبت بھی نہیں رہی تھی دو بچوں کی ماں ہونے کی وجہ سے۔

ابن فیض......آپ نے دوسری شادی پہلی بیوی کو بتائے بغیر کی، کیا اس طرح آپ نے نئی بیوی کی طرف کلی طور پر متوجہ ہو کر پھجے دی ماں کے حقوق غصب نہیں کیے؟

مرزا صاحب......بالکل نہیں، شادی کے بعد میں اپنی نئی بیوی کو اسی گھر میں لایا اور اس طرح اس کو بتا دیا کہ میں نے دوسری شادی کر لی ہے، دوسرے میں نے اس کو پیغام بھیجا کہ اب تک تو جیسے گزارہ ہوتا رہا، اب اگر میں تمہارے حقوق ادا نہیں کروں گا تو گناہ گار ہوں گا، اس لئے یا تو اپنے حقوق معاف کر دو یا طلاق لے لو۔

ابن فیض......تو حرمت بی بی نے کیا جواب دیا؟

مرزا صاحب......اس نے کہلا بھیجا کہ اب اس بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی، مجھے کوئی حقوق نہیں چاہیے، بس اگر خرچ ملتا رہے تو ٹھیک ہے، میں نے اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس کو طلاق نہیں دی اور اس کو خرچ پہلے ہی میرے بیٹے مرزا سلطان سے مل رہا تھا، میں اور میرا بیٹا کوئی دو تو نہیں۔

ابن فیض......آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہی ہوگا کہ دیوث بیٹے اور آپ میں کوئی فرق نہیں! لیکن کیا یہ اسلامی تعلیم ہے کہ جس بیوی نے تیس پینتیس سال آپ کی معیت میں ایک بیوہ کی طرح گزارے ہیں اور کوئی حق طلب نہیں کیا، نئی بیوی لانے کے بعد اس کی گردن پر طلاق کی تلوار رکھ کر حقوق معاف کروا لو، اور ایسے حقوق کی معافی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

مرزا صاحب......تم کیا چودہ سو سال پرانی شریعت کی بات کرتے ہو خدا نے میرا نام نبی اور رسول رکھا، اور شریعت کیا چیز ہے امر اور نہی کا نام ہے، اور میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اس لئے میں نے جو کر دیا اور کہہ دیا وہی شریعت ہے۔ باقی اس نے معمولی سی محرومی میں وقت گزارا ہے تو اس کی قسمت!

ابن فیض......سنا ہے کہ حرمت بیگم اور نہ ہی آپ دونوں کے مشترکہ دونوں بیٹے بھی آپ کے دعوؤں پر ایمان نہیں لائے؟

مرزا صاحب......کئی دوسرے نبیوں کے بیوی بچے بھی ان پر ایمان نہیں لائے، اسی لئے خدا نے تمام نبیوں کے نام مجھے دیئے۔ مثلاً ابراہیم، نوح، موسیٰ، لوط وغیرہ وغیرہ۔

ابن فیض......آپ نے لوط کا نام لیا ہے، اس سے یاد آیا کہ میں نے آپ کے (نصرت جہاں صاحبہ کے بطن سے پیدا ہونے والے) تینوں بیٹوں کے ایسے بے شمار قصے پڑھے ہیں، جن سے قوم لوط والے کاموں سے ان کی گہری دلچسپیاں ثابت ہوتی ہیں، اس پر میرا سوال یہ ہے کہ آیا یہ خاندانی اثرات کا تسلسل ہے یا آپ کے ساتھیوں کی صحبت کا اثر ہے؟

مرزا صاحب......نہیں یہ بڑا ذاتی سوال ہے، اس کا جواب نہیں دوں گا، لیکن کسی کام کی کئی کئی وجوہات ہوتی

ہیں، خاندان، ماحول، حالات وغیرہ، آپ اصل موضوع پر رہیں۔

ابن فیض......ٹھیک ہے ہم آپ کی پہلی بیگم پر آتے ہیں، لیکن آپ نے پھر بھی ان کو طلاق دے دی، وہ کیوں؟

مرزا صاحب......دیکھیں جی عملی طور پر وہ مطلقہ یا بیوہ کی طرح تیس سال سے بھی زیادہ عرصہ سے زندگی گزار رہی تھیں، لیکن جب میں نے تیسری شادی محمدی بیگم سے اسی دنیا میں کرنا چاہی، تو نہ صرف اس معاملے میں انہوں نے مجھ سے تعاون کرنے سے انکار کیا بلکہ میری مخالفت بھی کی اور اس مخالفت میں میرے تحصیلدار بیٹے کو بھی ساتھ ملا لیا، لیکن اس کو یہ مخالفت بڑی مہنگی پڑی، میں نے نہ صرف اس کو طلاق دی، اور اس کے بیٹے مرزا سلطان کو دیوث وحرامی قرار دے کر جائیداد سے بھی عاق کرنے کا اشتہار دیا، بلکہ اس کی سگی بھتیجی عزت بی بی کو بھی اپنے بیٹے فضل احمد سے طلاق دلوا کر اس کے بھائی کے گھر بھجوا دیا۔ تا کہ اس کو پتہ چل جائے کہ جس شخص کو خدا نے بمنزلہ اپنا بیٹا کہا ہے اس کی خواہش کی مخالفت کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ابن فیض......ماشاء اللہ، آپ اپنی جماعت کے شریف النفس لوگوں کے لئے شرمندہ ہونے کے لئے کافی مواد چھوڑ کر گئے ہیں؟

مرزا صاحب......اس میں ان کے شرمندہ ہونے کی کیا بات ہے، طلاق میں نے دی ہے یا کہ انہوں نے، اور میں تو ہرگز شرمندہ نہیں ہوں!

ابن فیض......آپ کی دوسری شادی کہاں ہوئی؟

مرزا صاحب......دہلی میں، میر ناصر نواب کے ہاں، ان کی بیٹی نصرت جہاں بیگم سے ہوئی، نام سے دھوکا لگتا ہے کہ شاید کوئی نواب تھے، لیکن اصلی نہیں بلکہ صرف ان کا نام نواب تھا، اور حقیقت میں کنگال تھے۔

ابن فیض......انہوں نے آپ کو بیٹی دی اور آپ ان کے لئے ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہیں؟

مرزا صاحب......بیٹی تو دی، لیکن جب ان کو میرے کاموں اور دعوؤں کا پتہ چلا تو انہوں نے میرے متعلق ایک نظم لکھ کر اس وقت اخباروں میں چھپوائی، جس سے میری شہرت اور مقدس دکانداری کو بہت نقصان پہنچا اور میرے مخالفین کو خوش ہونے کا موقع ملا، اب میں اس کا بدلہ چکا رہا ہوں۔

ابن فیض......تو کیا وہ آپ کی مخالفت کرتے رہے؟

مرزا صاحب......ہاں، لیکن میں بھی کوئی ایسا ویسا نہیں تھا، ان کو ایسی پٹخیاں دیں کہ چھٹی کا دودھ یاد آ گیا اور آخر میں ان

کو، اپنے مخالفانہ کاموں سے توبہ کر کے میرے حلقہ ارادت میں داخل ہونا ہی پڑا، لیکن مجھے جو دکھ پہنچا مرنے کے بعد بھی کم نہیں ہوا۔

ابن فیض......جی میں نے وہ نظم پڑھی ہے اور اگر دیانتداری سے پوچھیں تو انہوں نے آپ کا کچا چھٹا سو فیصد صحیح لکھا ہے، آپ کیا کہتے ہیں؟

مرزا صاحب......میں حیران ہوں کہ میرے سابق مرید ہونے کے باوجود آپ میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے ہو؟ اور یہ صرف آپ ہی نہیں بلکہ بہت سے دوسرے بڑے پکے مرید بھی مجھے چھوڑنے کے بعد ایسی ہی باتیں کرتے رہے ہیں اور میری تعلیم، ذات، اور جن کاموں کی وجہ سے چھوڑا، ان کے بارے میں دنیا کو سچ سچ بتا دیتے رہے ہیں۔

ابن فیض......جی آپ اور آپ کی اولاد نے ان لوگوں کے ایمان، مال، عزت، وقار، اولاد غرضیکہ ہر چیز پر ڈاکہ ڈالا ہے تو کیا وہ دنیا کو خبردار نہ کریں؟

مرزا صاحب......میں نے یا میری اولاد نے کوئی ڈاکہ نہیں ڈالا، زیادہ سے زیادہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے ان کی آنکھوں میں دھول جھونکی، اور وہ ان لوگوں نے اپنی آخرت کے لئے کیا، اور جو کچھ بھی انہوں نے دیا یا ان سے لیا گیا ہے، وہ مجھ پر یا میری اولاد پر احسان نہیں، اور آپ اصل سوالات پر آئیں جو ہمارا موضوع ہے!

ابن فیض......جناب ہم آپ کی دوسری شادی پر بات آگے بڑھاتے ہیں لیکن پہلی بیوی سے متعلق صرف ایک سوال اور ہے؟

مرزا صاحب......آخر آپ اس کا ذکر اب ختم کیوں نہیں کرتے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

ابن فیض......چلیں ہم نہیں کرتے، کیا آپ ان کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

مرزا صاحب......ہاں میں نے حرمت بی بی کے ساتھ زیادتی کی ہے، دنیا میں میں کہا سنا معاف نہیں کرا سکا لیکن اگر اس کو میرا پیغام دے سکیں تو کہیں کہ مجھے معاف کر دے، شاید اس سے یہاں میری سزا میں کوئی کمی ہو سکے، اس سے کہیں کہ میں صرف اس کا خاوند ہی نہیں بلکہ پھوپھی زاد بھی تھا، مجھے اس کے ساتھ کھیلی ہوئی ''لکن میٹی'' ابھی بھی یاد ہیں۔

ابن فیض......خیر ہم آپ کا پیغام پہنچا دیں گے، لیکن اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، آپ کا انٹرویو ختم ہوگا تو ہم آپ کی منکوحات سے بھی انٹرویو کرنا چاہیں گے۔

مرزا صاحب......نہیں نہیں میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا، آپ میرا ہر قسم کا کچا چٹھا دنیا اور میری نسلوں کے

سامنے لانا چاہتے ہیں؟

ابن فیض......جی مرزا صاحب ہم یہی چاہتے ہیں، دوسرے آپ ہمیں کسی طرح بھی روکنے کی پوزیشن میں نہیں، ہم اصل موضوع۔ آپ کی دوسری بیوی پر آتے ہیں۔

مرزا صاحب......دیکھیں برائے مہربانی آپ ایسا نہ کریں، میں آپ سے بگاڑنا نہیں چاہتا اس لئے اس پر ہم پھر بات کریں گے، فی الحال اصل موضوع پر چلتے ہیں۔

ابن فیض......کیا آپ کی میر ناصر نواب اور ان کے خاندان سے پہلے بھی ملاقات یا واقفیت تھی؟

مرزا صاحب......جی میرے والد کی وفات ہوئی تو گھر کے مدارالمہام میرے بڑے بھائی غلام قادر ہوئے، ان کی پیشکش پر یہ ہمارے مکانوں میں کچھ عرصہ قادیان میں رہے۔

ابن فیض......کہاں دلی اور کہاں قادیان؟ کیا پرانا خاندانی تعلق تھا؟

مرزا صاحب......نہیں میرے سسر محکمہ انہار میں نقشہ نویس تھے، انکی پوسٹنگ قادیان کے قریب تتلہ نامی گاؤں میں ہوئی، وہاں میرے بھائی کی ان سے ٹھیکہ داری کی وجہ سے ملاقات ہوئی، ایک دوسرے کے مفادات مشترک ہوئے تو میرے بھائی نے ان کو کہا کہ تتلہ میں بدمعاش رہتے ہیں، آپ قادیان چلے چلیں، اس طرح یہ پوری فیملی قادیان آگئی۔

ابن فیض......ہاں بے چاروں کو نہیں پتہ تھا کہ آگے ان سے بھی بڑے بیٹھے ہیں، خیر تو پھر کیا ہوا؟

مرزا صاحب......ہونا کیا تھا وہیں ان سے واقفیت ہوگئی، ساس میری بڑی تیز تھیں، پتہ نہیں کیوں اکثر چٹ پٹے کھانے بنا کر بھیجتی تھیں، جس پر ہمارے گھر کی عورتوں کو برا لگا اور انہوں نے کھل کر میر ناصر کی بیوی سے احتجاج کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ لوگ قادیان سے چلے گئے۔

ابن فیض......آپ کو اپنی ساس کے بارے میں الہام بھی ہوا تھا نا؟

مرزا صاحب......ہاں میری ساس بڑی مکار عورت تھیں، ایک بار انہوں نے بڑی غلط حرکت کی، جب میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے، اس تحقیق کے بعد اللہ نے مجھے الہام کیا کہ ''اے عورت تیرے مکر بڑے ہیں''۔

ابن فیض......کیا آپ نے شادی سے پہلے کبھی اپنی بیگم کو دیکھا؟ اگر دیکھا تو کہاں اور کب؟

مرزا صاحب......(مرزا صاحب کے چہرے پر کچھ سرخی اور کچھ مسکراہٹ نمودار ہوتی ہے) ہاں، میں نے ان کو

قادیان میں دیکھا تھا اس وقت یہ بارہ یا تیرہ سال کی تھیں، دیکھتے ہی دل میں عہد کرلیا کہ ان کو حاصل کرنا ہے، لیکن بڑے بھائی کے ہوتے ہوئے، اور ان کی زندگی میں ناممکن تھا، میری خوش قسمتی کہ جلد ہی بھائی کے مرنے کے بعد میں اب مدرالمہام تھا، مجھے کون روکنے والا تھا۔ اس طرح میں نے اپنے دل کا ارادہ پورا کر کے چھوڑا۔

ابن فیض...... جی وہ تو مانتے ہیں کہ آپ اپنے ارادے کے پکے تھے، اور آپ نے اپنا ہر غلط ارادہ بھی پورا کیا، لیکن آپ نے دہلی والوں کو راضی کیسے کرلیا؟

مرزا صاحب...... اس سلسلے میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے میری کافی مدد کی اور دوسرے میری خوش قسمتی نے۔

ابن فیض...... جناب مرزا صاحب سنا ہے کہ آپ کی برات میں چار یا پانچ آدمی تھے؟

مرزا صاحب...... جی جناب دو نوکر تھے اور دو ہندو تھے اور شاید ایک کوئی اور بھی تھا۔

ابن فیض...... آپ کی پہلی بیوی اور دوسرے رشتہ داروں میں سے کسی کو پتہ تھا کہ آپ شادی کرنے جا رہے ہیں؟

مرزا صاحب...... نہیں میں نے نوکر حامد علی کو بھی راستے میں بتایا تھا کہ میں شادی کرنے جا رہا ہوں، اس کو میرے اندرونی حالات کا علم تھا وہ پریشان ہو گیا اور مجھے کہنے لگا کہ آپ اس حالت میں شادی کیوں کر رہے ہیں؟ اس پر اس کو تو میں نے یہ کہہ کر چپ کرا دیا کہ یہ اللہ کا حکم ہے!

ابن فیض...... کیا یہ اللہ کا حکم تھا کہ باوجودیکہ ایک بیوی گھر میں ہے اور اس کے حقوق ادا نہیں کر رہے یا نہیں کر سکتے تھے، پلے پیسہ بھی نہیں اس کے باوجود ادھار لے کر شادی کریں؟

مرزا صاحب...... دیکھیں جی آپ بار بار میری پہلی بیوی کے حقوق کی بات کر رہے ہیں، وہ آپ کی رشتہ دار تھی یا میری؟ باقی میں ادھار لے کر شادی کی یا اپنے پلے سے کی آپ کو کیا؟

ابن فیض...... جی وہ آپ کی ہی پھوپھی زاد بہن تھیں شاید اسی لئے ساری عمر آپ نے ان کو بہن زوج کی طرح ہی رکھا، اب ہم ان کی بات نہیں کرتے، لیکن یہ اب تو سچ سچ بتائیں کہ کیا واقعی اللہ کا حکم تھا کہ آپ ۴۹ سالہ نامرد ہونے کے باوجود ایک ۱۸ سالہ کنواری سے شادی کریں؟

مرزا صاحب...... آپ نے سچ کہا ہے بات دراصل یہ ہے کہ ملازم کو بھی چپ کرانا تھا، دوسرے میر صاحب نے جیسے ہی ہاں کا خط لکھا تو میں ایک دن بھی توقف کئے بغیر چل پڑا کہ کہیں موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے اور وہ بعد میں کہیں اپنا فیصلہ واپس نہ لے لیں اور میں پچھتاتا ہی نہ رہ جاؤں، اس لئے فیصلہ کیا کہ ایک بار تو اس کو گھر لے آؤں کسی نہ کسی طرح، آخر

ایک لمبا انتظار کیا تھا۔

ابن فیض...... لیکن اس کی انسانی ضروریات اور حقوق کے بارے میں آپ نے کیا سوچا تھا؟

مرزا صاحب...... کیا مطلب؟ آپ نے میرا الہام نہیں پڑھا کہ میں ''آریوں کا بادشاہ'' ہوں۔اور آریوں کا بادشاہ ہی ہوتا ہے جو سب سے زیادہ آریوں کے طریق پر چلے؟

ابن فیض...... جناب میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟ آریہ مذہب اور ان کے بادشاہ کی بات کہاں سے آگئی؟

مرزا صاحب...... (کچھ غصہ سے) آپ کوڑھ مغزی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، میں نے اپنی کتاب [''نسیم دعوت/رخ جلد۱۹/صفحہ۴۳۸ تا ۴۴۰''] تفصیل سے آریہ مذہب کے ایک عقیدہ ''نیوگ'' کے بارے میں لکھا ہے،اور بطور آریوں کے بادشاہ کے میرے پاس ''نیوگ'' کی شکل میں ایک حل موجود تھا،اس لئے اتنی زیادہ فکر نہیں تھی۔

ابن فیض......تو کیا آپ نے نیوگ پر عمل کیا؟

مرزا صاحب...... دیکھیں اس براہ راست سوال کا جواب میں نہیں دوں گا۔اتنا کہوں گا کہ جب آپ میری کتابیں پڑھیں گے یا میری سیرت پر میری اولاد اور میرے صحابیوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھیں گے تو ان سے آپ کو کافی اندازہ ہو جائے گا۔

ابن فیض...... سنا ہے کہ جب شادی کرنے گئے تو کوئی زیور وغیرہ بھی خاص نہیں لے کر گئے تھے اور نہ ہی کوئی کپڑے وغیرہ ساتھ تھے؟

مرزا صاحب...... جی ہاں، کرایہ بھی ادھار لے کر گیا تھا، زیور کپڑا کہاں سے بناتا؟ اس وجہ سے وہاں بڑی باتیں ہوئیں،اور میرے سسرال کو اپنے رشتہ داروں کے طعنے سننا پڑے۔

ابن فیض...... اور آپ دل میں کہہ رہے ہوں گے کہ یہ کیا طعنے ہیں وہ تو ابھی آگے چل کر ملیں گے بلکہ قیامت کے روز بھی ان طعنوں سے خلاصی نہیں ہوگی؟

مرزا صاحب...... (حیران ہوکر) وہ کیوں؟ آپ نے کیسے صحیح اندازہ لگالیا؟

ابن فیض...... آپ کی تصویر دیکھ کر اور اگر ایک بچہ بھی آپ کی تصویر دیکھے گا تو وہ بھی فوراً کہہ دے گا کہ نہ صرف یہ شخص بلکہ جو شخص اس کے قریب بھی ہوگا وہ بھی ساری عمر طعنوں میں ہی گزارے گا۔اور اس خیال کی تصدیق آپ کی زندگی کی کہانی بھی کرتی ہے خیر آگے کیا ہوا؟

مرزا صاحب......آپ انٹرویو کے بہانے زیادتی کرتے چلے جارہے ہیں، ہونا کیا تھا شادی ہوگئی۔

ابن فیض......میرا سوال یہ ہے کہ جیسا کہ آپ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ شادی کرنے گئے تھے تو نامرد تھے اور اس کے کافی عرصہ کے بعد تک بھی رہے، اس حالت میں آپ نے سسرال میں سہاگ رات کیسے گزاری؟ اور شور وغیرہ نہیں اٹھا کہ آپ حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں؟

مرزا صاحب......اللہ نے اس وقت پردہ داری کی کہ خلاف توقع اچانک شادی والے دن ایام شروع ہو گئے حالانکہ ایک ہفتہ پہلے پاک ہوئی تھیں اس طرح وہاں پردہ رہ گیا اور اس سے اگلے دن میں نصرت جہاں کو قادیان لے آیا۔

ابن فیض......جی میرا اسی والی بات، آپ کے بھی پتہ نہیں کتنے پردے تھے جو ایک آدھ رہ گیا۔ خیر قادیان پہنچ کر کیا ہوا؟

مرزا صاحب......کیا ہونا تھا، میری پٹاری میں کئی داؤ پیچ تھے، میں نے رام کرلیا کسی نہ کسی طرح۔

ابن فیض......چلیں شادی تو خالی ہاتھ کر کے آ گئے، آپ رئیس قادیان کہلاتے تھے، ولیمہ کیسا ہوا؟

مرزا صاحب......اصل میں جس دن میں اپنی دلہن کو لے کر قادیان پہنچا، اسی دن میرا بڑا بیٹا مرزا سلطان احمد بھی اپنی برات کے ساتھ اپنی دلہن کو لے کر قادیان واپس پہنچا تھا، اس طرح ایک ہی ولیمے میں دونوں باپ بیٹا بھگت گئے۔ سچ پوچھیں تو میرا ولیمہ ابھی جائز بھی نہیں ہوا تھا پر دنیا کو تو نہیں بتا سکتا تھا اس وقت۔

ابن فیض......آپ کی زندگی ایک دوسرے کے ساتھ کیسی گزری؟

مرزا صاحب......پہلی بیگم حرمت بی بی تو نری گائے تھی، لیکن یہ نصرت جہاں بہت ہوشیار اور معاملہ ساز تھیں اور ان کی رہنمائی اور حوصلے نے ہی مجھے پہلے بیعت لینے اور اس کے بعد ترقی کرتے کرتے نبی بننے کا راستہ دکھایا، ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے بنے تھے اور ایک دوسرے کی مدد کر کے ہم نے کچھ اپنی کچھ پرائی اولادوں کو کہاں تک پہنچا دیا ہے۔

ابن فیض......آپ کی دوسری بیگم نصرت جہاں کے کتنے بچے تھے؟

مرزا صاحب......نصرت جہاں نے دس بچے پیدا کئے جن میں سے پانچ بچے فوت ہو گئے اور پانچ زندہ رہے۔

ابن فیض......لیکن آپ نے تو مخالفوں کے سامنے دعویٰ کیا تھا کہ میرے گھر کا چوہا بھی نہیں مرا؟

مرزا صاحب......میں نے چوہا مرنے کا کہا تھا اور اگر کسی نے میرے گھر میں مرا ہوا چوہا دیکھا ہو تو بتائیے، اب کوئی

میری بات کا کیا مطلب لیتا ہے اس کی مرضی؟

ابن فیض...... یہ تو آپ نے ہمیشہ کیا ہے کہ کہا کچھ، تاویل کچھ، اور اس سے بھی کام نہیں بنا تو مکر جانا یا خدا پر ڈال دینا آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

مرزا صاحب..... آپ موضوع سے دوسری طرف جا رہے ہیں، بچوں کی بات کر رہے تھے؟

ابن فیض..... آپ کے بچوں پر اور پیشگوئیوں پر آئندہ کسی نشست میں بات ہوگی، فی الحال تو بات آپ کی بیگمات کے گرد گھوم رہی ہے، دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ آپ کی بیگم کے کیسے تعلقات تھے؟ کیا آنا جانا یا ملنا ملانا تھا؟

مرزا صاحب...... میرے اپنے سسرال کے ساتھ تعلق بظاہر ہمیشہ قائم رہے، لیکن دلوں میں صفائی نہیں تھی اور میری بیگم نے بھی بظاہر میرے رشتہ داروں سے تعلق رکھا لیکن ایسے طریقے سے کہ کسی کو اس حصے میں جو اس کے قبضہ تصرف میں تھا پَر مارنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

ابن فیض..... آپ کی پہلی بیگم حقوق کی ادائیگی ہو یا دوسری گھریلو ذمہ داریاں آپ سے مطمئن نہیں تھیں اور سدا شکوہ سنج ہی رہیں، لیکن کیا دوسری بیگم کو بھی ایسے ہی گلے شکوے تھے؟

مرزا صاحب..... (جھلاتے ہوئے) یہ آپ بار بار کیا میری پہلی بیگم کا ذکر لے بیٹھتے ہیں۔ اور رہی دوسری بیگم تو اگر وہ میرے سلوک سے مطمئن نہ ہوتی تو اتنی لمبی کیسے گزرتی؟

ابن فیض...... ویسے جب آپ کی حالت مردمی کالعدم تھی تو پھر ٹھیک کب ہوئے اور کس طرح ہوئے؟..... یا............؟

مرزا صاحب...... کچھ ماہ یہ حالت رہی، پھر ایک الہامی نسخہ مجھے بتایا گیا "زد جام عشق" اس نے کچھ دنوں کے لئے مجھے ٹھیک کیا کسی حد تک!

ابن فیض.....لیکن آپ نے دعویٰ کیا کہ آپ کو پچاس مردوں کی طاقت دی گئی کیا آپ نے اس کو ٹیسٹ کیا تھا ایک وقت میں اور کس طرح؟

مرزا صاحب.....بعض باتیں جب کہی جاتیں ہیں تو ان کی وضاحت مناسب نہیں ہوتی، اور میں حکم تھا، اس حیثیت میں جب میں نے ایک بات کہہ دی تو کافی تھا خاموشی سے تسلیم کرنے کو، لیکن اگر آپ کو میری بات پر کوئی شک ہو تو میرے بیٹے کی لکھی ہوئی اور میرے صحابیوں کی لکھی ہوئی میری میرت پڑھ لیں، بہت کچھ مل جائے گا۔

ابن فیض.....لیکن جو آپ کے الہامی نسخہ کے اجزاء ہیں ان میں سے کسی جز کے بھی وہ اثرات یا نتائج نہیں نکل سکتے جو

آپ بتا رہے ہیں؟ بلکہ آپ کے بعض خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نسخہ سے بہتر کئی دوسرے نسخوں نے اثر دکھایا۔ تو پھر اس الہامی نسخہ کا کیا فائدہ؟

مرزا صاحب...... بھئی فائدہ نسخے میں نہیں یقین میں ہوتا ہے اور مریدوں کو بیوقوف بنانے کے لئے بھی کچھ باتیں کہنی/ بنانی پڑتی ہیں۔

ابن فیض...... اور سنا ہے کہ آپ کی بیگم نصرت جہاں صاحبہ اپنے پوتوں پوتیوں، نواسوں وغیرہ کو بتایا کرتی تھیں کہ جب آپ ان کے قریب جاتے تھے تو ایک ایک ہفتہ ان کی شرمگاہ پر سوجن رہتی تھی، یہ کیسے ممکن ہوا جبکہ آپ دائمی مریض بھی تھے؟

مرزا صاحب...... بھئی آپ ہماری طرح سے بڑے خاندان کے نہیں ہو، اس لئے آپ کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں، اور جب تک ہمارے جیسے نہیں بنو گے، سمجھ آ بھی نہیں سکتیں۔

ابن فیض...... جناب مان لیا کہ آپ کا خاندان بڑا ہے اور ایسی بڑائی آپ کی نسلوں میں بھی چلے، لیکن یہ خاندان کی بات کہاں سے آ گئی۔

مرزا صاحب...... بھئی بڑے خاندان کے لوگ بعض دفعہ ایسی بات بھی کرتے ہیں جو بظاہر معیوب ہو لیکن وہ ایسی بات اس لئے کرتے ہیں کہ اس سے زیادہ معیوب باتوں پر پردہ پڑا رہے، اب ایک طرف تو میری بیوقوفی سے سب کو میری حالت مردی کا پتہ لگ گیا تھا اور پرسے میں نے الہامی اولاد کی خبریں بھی دینا شروع کر دی تھیں تو وہ لوگوں کی باتوں سے بچنے کے لئے اور لوگوں کے فضول خیالات کا نشانہ بننے سے بچنے کے لئے مجبور تھیں کہ ایسی باتیں کرتیں اور آپ لوگ ہو کہ بات کو فضول لے اڑتے ہو۔

ابن فیض...... سنا ہے کہ جب آپ نے محمدی بیگم کی پیشگوئی کی تو یہ پہلی بیگم مخالفت کرتی رہیں اور یہ (بیگم نصرت جہاں) آپ کے لئے دعا کرتی رہیں کہ پیشگوئی پوری ہو؟

مرزا صاحب...... ہاں بھئی پہلی کو میں نے اسی مخالفت کی وجہ سے طلاق دی، اس کے ساتھ اب دوسری بیوی کی مخالفت کا بھی اقرار کرتا تو اس کو بھی طلاق دینی پڑ جاتی، اس طرح مذہبی دکانداری کا بیڑہ غرق ہو جاتا، باقی رہی دعا کرنے کی بات تو مجھے ایک بھی عورت دنیا میں بتا دو جو اپنے لئے سوکن کی دعا کرے، ہاں خاوند کی لٹیا ڈبونا چاہتی ہو تو دوسری بات! ویسے مزے کی بات ہے کہ نصرت جہاں مجھے کہتی تھی کہ میں دعاء کرتی ہوں اور محمدی بیگم کے گھر پیغام بھیجتی تھی کہ اگر تم نے یہ رشتہ کر دیا تو روزانہ بیس سیر گندم اس سے پسوایا کروں گی۔

ابن فیض......کم از کم دو واقعات آپ کی سیرت میں بیان ہوئے ہیں کہ گھر میں ملازمائیں آپ کے سامنے ننگی نہائیں یا سامنے سے گزریں، آپ کی بیوی نے اعتراض کیوں نہیں کیا؟

مرزا صاحب......بھئی وہ ملازمائیں دیوانی تھیں، دوسرے عام آدمی بڑے گھروں کی باتیں نہیں سمجھ سکتا، اور بیگم نے اعتراض اس لئے نہیں کیا کہ غالباً اس کے اپنے اشارے پر ملازماؤں نے یہ حرکت کی تھی، اور میری سمجھ میں آتا ہے کہ یہ اس نے میرے اندر تحریک اور خواہش پیدا کرنے کے لئے کرایا، تاکہ کِک (kick) کا کام دے۔

ابن فیض......اور جو آپ محمدی بیگم کی شلوار سونگھا کرتے تھے؟

مرزا صاحب......(بڑی حسرت سے آہ بھرتے ہوئے) بھئی وہ بھی ہماری دوسری بیگم کے نزدیک تحریک اور کِک (kick) کا ہی حصہ تھا، جس میں ان کا کچھ اپنا فائدہ تھا اسی لئے وہ بظاہر ان باتوں سے انجان نظر آتی رہیں یا پھر صرف نظر کرتی رہیں، لیکن باوجود ہم دونوں کی کوشش کے یہ باتیں پردہ میں نہیں رہ سکیں۔

ابن فیض......اور آپ کے لئے شلوار کا سونگھنا اصل میں کیا تھا؟

مرزا صاحب......میرے لئے تو زندگی اور موت، کامیابی اور ناکامی، کا معاملہ تھا۔ شیریں اور فرہاد والا معاملہ تھا، فرہاد نے اپنے سر میں تیشہ مارا تھا لیکن میں نے تو اپنی برسوں کی کھڑی کی ہوئی نبوت پر تیشہ چلایا محمدی بیگم کے عشق میں کاش ہوش کرتا! پر میرا ہم قوم کیا خوب کہہ گیا ہے۔

"عشق پر زور نہیں غالب"

ابن فیض......محمدی بیگم پر بھی ہم اگلی نشست میں گفتگو کریں گے۔

مرزا صاحب......ٹھیک ہے لیکن آتے ہوئے پلومر کی دکان سے ٹانک وائن کی دو بوتلیں بھی ساتھ لے آنا، بلکہ سنا ہے کہ جرمن کی ٹانک وائن تو کہیں بہتر ہے وہ لے آنا۔

ابن فیض......لیکن ٹانک وائن کیوں؟ کس لئے؟ کیا یہاں بھی نصرت جہاں صاحبہ کو کوئی زچگی ہو رہی ہے؟

مرزا صاحب......ارے زچگی کا نام تو ایک آڑ تھا دنیا کے لئے ذرا اصلی شہد پینا چاہتا ہوں تاکہ ناکامی کا غم جو ابھی تک تازہ ہے بلکہ یہاں تو ہزاروں گنا اور بڑھ گیا ہے اس کی شدت کچھ کم کر سکوں اور شاید اس کو سہنے کے لئے طاقت حاصل کروں۔ اور ہو سکے تو منی بیگم کی وہ غزل والی سی ڈی بھی ساتھ لائیں، "ساقی شراب لا، چاہے زمیں سے لا یا فلک سے لا" اس طرح نشہ دو آتشہ ہو جائے گا۔

ابن فیض......کیا خیال ہے آپ کا ایک الہام ہے مزید خواتین مبارکہ ملنے کا، اس پر ابھی بات نہ کرلیں۔

مرزا صاحب......ابھی کیوں؟ اور کیا ضروری ہے ان کا ذکر، اور ویسے بھی آپ میری زندگی کی نقاب کشائی کوئی کم تو نہیں کر رہے؟

ابن فیض......جی ضروری ہے اور محمدی بیگم کے قصہ کے بعد آپ میں شاید اور خواتین مبارکہ کا ذکر کرنے کی ہمت نہ رہے، اور میری خواہش ہے کہ اس پر بھی کچھ روشنی پڑ جائے۔ اس سلسلے میں سوال یہ ہے کہ ہمیں آپ کی زندگی میں وہ خواتین مبارکہ نظر نہیں آتیں جن کا ذکر آپ کے الہام میں ہے؟

مرزا صاحب......دراصل یہ لفظ خاتون مبارکہ تھا، پتہ نہیں خواتین کیسے بن گیا، اور مبارکہ میری بیٹی تھی جو پیدا ہو کر میری زندگی میں دنیا میں آئی، اس طرح الہام پورا ہو گیا۔

ابن فیض......لیکن ہر جگہ خواتین کا ہی ذکر ہے خاتون کا نہیں ویسے تاویل اچھی کر لیتے ہیں؟

مرزا صاحب......اگر آپ اس پر بھی بضد ہیں تو خواتین تو میری زندگی میں روز آتی جاتی رہیں، مثلاً بھانو، مثلاً مائی منشیانی، مائی فجو، مولویانی، ڈاکٹرنی وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ خواتین خدا نے برکت کے طور پر میری خدمت کے لئے بھیجی تھیں، برکت اور مبارکہ دراصل ایک ہی لفظ ہیں اس طرح بھی الہام پورا ہو گیا۔

ابن فیض......یہ بھانو کا کیا قصہ ہے اور اصل نام کیا تھا؟

مرزا صاحب......یہ ایک پچیس/چھبیس سالہ بوڑھی عورت تھی، مجھے دباتی تھی، میں نے اس کا نام پوچھا تو کہنے لگی کہ ''سارے مینوں بھین کہندے نے'' چونکہ ٹانگیں دبوانے اور باقی دوسری خاص و عام خدمات کے لئے بہن کہہ کر بلانا اچھا نہیں لگتا تھا اور نام بھی ایک دم پورا بدلنے سے دنیا باتیں کرتی، اس لئے میں نے اس کا نام ''بھانو'' ڈال دیا، جو مشہور ہو گیا اور دوسروں کی بھی جان چھوٹ گئی اس کو بہن کہنے سے۔ اگر آدمی خدا کی دی ہوئی فراست کو کام میں لائے تو نہ صرف اپنے لئے راستے نکل آتے ہیں بلکہ دوسروں کے کام بھی بن جاتے ہیں۔

ابن فیض......مرزا صاحب کیا غیر عورتوں سے ٹانگیں دبوانے پر آپ کی بیگم کو اعتراض نہیں تھا؟

مرزا صاحب......بھئی یہاں غیر کی کوئی بات ہی نہیں، یہ سب الہامی طور پر انعام شدہ خواتین تھیں، آخر کیا جنت میں ستر حوروں کا وعدہ نہیں ہے، اور وہاں اگر اعتراض والی بات نہیں تو میں تو جنت کا ٹکٹ بیچنے والا تھا، مجھ پر کیسے اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس لئے اعتراض والی بات ہی کوئی نہیں تھی۔

ابن فیض......مرزا صاحب جب عورتیں پوری پوری رات آپ کی خدمت کرتی تھیں ان کو کبھی تھکن کا احساس نہیں ہوا بلکہ وہ سرور محسوس کرتی تھی۔تو کیا اس وقت آپ کی بیگم آپ کے پاس نہیں ہوتی تھیں؟ اگر نہیں تو کہاں ہوتی تھیں؟

مرزا صاحب......یہ کوئی سوال کرنے والا ہے،اور میری بیگم لاکھ فراخ دل تھیں لیکن اب وہ اپنی آنکھوں کے سامنے تو خدمت ہوتی دیکھ کر برداشت نہیں کرسکتی تھیں۔اور رہا یہ سوال کہ کہاں ہوتی تھیں،تو کیا میں کوئی ساتھ ہوتا تھا جو مجھے پتہ ہو؟ ویسے میرے خیال میں گھر کے کسی دوسرے کمرے میں ہی ہوتی تھیں،گھر سے باہر کہاں جاتا تھا۔ویسے بھی سب کچھ گھر کی چاردیواری میں موجود تھا۔کہیں جانے کی کیا ضرورت تھی۔

ابن فیض......اور یہ مائی منشیانی،مائی فجو،ڈاکٹرنی اور پتہ نہیں کون کون،جب یہ آپ کے پاس ہوتی تھیں تو ان کے مرد اپنی راتیں کہاں گزارتے تھے؟

مرزا صاحب......یہ میرا مسئلہ نہیں تھا،لوگ برکت حاصل کرنے کے لئے اگر خواتین کو بھیجتے تھے تو وہ جانیں کہ انہو ں نے کیا کرنا ہے،کہاں جانا ہے؟

ابن فیض......اگر آپ سچ جواب دیں تو ایک سوال ہے کہ سنا ہے آپ کی بیگم،آپ پر بالکل اعتبار نہیں کرتی تھیں۔

مرزا صاحب......کرتی تھیں بالکل کرتی تھیں،آپ کو ایسا غلط خیال کیسے پیدا ہوا؟

ابن فیض......آپ کو انہوں نے قرض دیا تھا،ایک ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار روپے کا زیور،اس کے بدلے انہوں نے آپ کا خاندانی باغ تیس سال کے لئے نہ صرف رہن رکھوالیا،بلکہ اس رہن نامہ کی عدالت میں رجسٹرڈ بھی کرایا،کیا یہ اعتبار ہوتا ہے؟

مرزا صاحب......آپ بے وقوف ہو یا بھولے بنتے ہو،کیا آپ کو نہیں پتہ اس ایک تیر سے کتنے شکار کئے؟

ابن فیض......جناب جو آپ کا دل ہے کہیں،میرے لئے یہ اہم نہیں کہ آپ مجھے کیا سمجھتے ہو،اہم یہ ہے کہ میں آپ کو کیا سمجھتا ہوں اور انٹرویو اس وقت اہم ہے،باقی آپ نے ایک تیر سے کون کون سے شکار کئے؟

مرزا صاحب......خیر اب بتانے میں کوئی حرج بھی نہیں،نمبر ایک انکم ٹیکس کے محکمے کو چکر دیا،نمبر دو پہلی بیوی کے دیوث بیٹے مرزا سلطان کے لئے اس جائیداد پر دعوے کا کسی طرح کا کوئی چانس نہ چھوڑا۔تیسرے بیوی کے والد پنشن پا کر قادیان آگئے تھے ان کی روٹی کا مستقل بندوبست کرنا،تاکہ ان کو پھر کوئی ورغلا کر میرے خلاف نہ کردے۔

ابن فیض......تو کیا یہ زیور آپ کی بیوی اپنے میکے سے لے کر آئی تھی یا نقد روپیہ ساتھ لائی تھی؟

مرزا صاحب......کیا بات کرتے ہیں، وہ تو کنگال تھے اور اگر اتنا زیور یا پیسہ دینے کے قابل ہوتے تو ان کے گھر پر، تو جوان بیٹی کے لئے، مناسب اور جوان رشتوں کی لائن نہ لگی ہوتی اور میر ناصر، اپنی عمر کے مرد کو ہی لڑکی دیتے، جس کی پہلی بیوی بھی تھی اور صرف دو ہندوؤں اور دو نوکروں پر مشتمل بارات، وہ بھی بغیر کسی سامان اور زیور کے لے کر گیا تھا۔

ابن فیض......تو اتنی رقم اس کے پاس کہاں سے آئی، بقول آپ کے، آپ کو تو اپنی روٹی اور دستر خوان کی فکر تھی، اس لئے آپ کے پاس بھی اتنی رقم نہیں ہونی چاہیے تھی؟

مرزا صاحب......وہ شروع کی بات تھی، بعد میں کتابوں اور چندوں کی دکانداری ٹھیک ٹھاک چل نکلی تھی، اور میری ساری کمائی وہ قابو کر لیتی تھی۔

ابن فیض......آپ کو اپنی ساس کے متعلق الہام بھی ہوا تھا نا ''اے عورت تیرے مکر'' یا کچھ اسی قسم کا، اور مکار عورت کی بیٹی کو آپ نے اپنی جماعت کے لئے ام المومنین بنا دیا؟

مرزا صاحب......(بے ساختگی سے) وہ تو مکار عورت کی بیٹی کے علاوہ بھی پتہ نہیں کیا کیا کچھ تھی۔

ابن فیض......مرزا صاحب ایک بات بتائیں گے کہ پہلی بیوی کا باپ دماغی مریض اور وہ خود نہ صرف بے دین بلکہ بے دین رشتہ داروں کی طرف رغبت رکھنے والی۔ دوسری بیوی کا باپ اکثر آپ کے خلاف اور ماں مکار اور وہ خود مہاجن کی طرح خاوند کو قرض دینے والی اور بقول آپ کے پتہ نہیں کیا کچھ۔ آپ کی آسمانی منکوحہ کے والدین دین اسلام کے دشمن، کافر اور آپ کا ٹھٹھا اڑانے والے، اور وہ خود ساری عمر دوسرے کی بیوی بن کر آپ کے سینے پر مونگ دلتی رہی؟

مرزا صاحب......(بے تابی سے) ہاں ہاں لیکن اس سب کا مطلب؟ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

ابن فیض......میرا سوال یہ ہے کہ آپ کیسے بدنصیب اور گھامڑ قسم کے نبی ہیں کہ ''کن فیکون'' کی طاقت ہونے کے باوجود کوئی بندے کے پتروں والی بیوی نہ ڈھونڈ سکے اور نہ ہی ان کو بندے کی پتر بنا سکے، اور نہ ہی خدا نے آپ کی رہنمائی کی؟

مرزا صاحب......یہ بھی نیک بندوں کے امتحان ہوتے ہیں، جو آپ جیسے لوگ نہیں سمجھ سکتے۔

ابن فیض......اللہ آپ کی نسلوں کو بھی ایسے ہی امتحان میں رکھے، اور جناب مرزا صاحب آگے ہمارا موضوع محمدی بیگم صاحبہ کا ہوگا۔ آپ کا شکریہ!!!

ابن فیض......مرزا صاحب ایک دو سوال ابھی آپکی دوسری بیگم صاحبہ کے سلسلے میں رہ گئے تھے، ان سے شروع کرتے

ہیں؟

مرزا صاحب......پہلے یہ بتائیں کہ میں نے آپ سے فرمائش کی تھی کہ ٹانک وائن لیکر آنا، لیکن لگتا ہے کہ آپ نہیں لیکر آئے، میں اس کے بغیر اتنا دھیا انٹرویو کیسے دونگا؟

ابن فیض......جی میں تو لیکر آیا تھا، لیکن فرشتوں نے آگے آپکے پاس نہیں لانے دی۔

مرزا صاحب......کیوں؟ وہ کیا کہتے ہیں؟ روکنا حیران کن ہے؟ عرصہ کی بات ہے کہ محمدی بیگم نے مجھے ایک بار لعنتوں کا ٹوکرا بھیجا تھا، وہ تو بغیر روک ٹوک مجھے پہنچ گیا تھا۔

ابن فیض......وہ کہتے ہیں کہ ہم پہلے ہی بہت کچھ دیتے ہیں پینے کو؟ کیا اسکے بعد ابھی بھی مرزے میں مزید حرام اور گند پینے کی گنجائش اور خواہش باقی ہے؟

مرزا صاحب......پتہ نہیں آپ کیا باتیں لیکر بیٹھ گئے، میں نے تو سرسری پوچھا تھا، آپ اپنے سوالات کریں۔

ابن فیض......آپ نے شلوار سونگھنے والے سوال کے جواب کے آخر میں ایک فقرہ کہا تھا، ''لیکن باوجود ہم دونوں کی کوشش کے یہ باتیں پردہ میں نہیں رہ سکیں''؟

مرزا صاحب......ہاں ہاں تو اس میں سوال والی کیا بات ہے؟

ابن فیض......جی اس میں کئی سوال ہیں لیکن اصل سوال یہ ہے کہ وہ کونسی وجوہات تھیں کہ ان باتوں کا پردہ نہ رہ سکا؟ کس کی غلطی تھی آپ دونوں میں سے؟

مرزا صاحب......پہلی بات کہ میری تو غلطی ہو نہیں سکتی تھی اس لئے کہ میرا دعویٰ تھا کہ خدا ایک لحہ بھی مجھے غلطی پر نہیں رہنے دیتا، نصرت جہاں بیگم کی بھی اتنی غلطی نہیں تھی ممکن ہے کہ گھر میں کچھ حاسد عورتیں بھی ہوں اور بالعموم بات عورتوں سے ہی باہر نکلتی ہے۔ ہمارے گھر میں کئی لوگ رہتے تھے۔

ابن فیض......کیا مطلب، کئی لوگ رہتے تھے؟

مرزا صاحب......ایک حصہ میں حکیم نورالدین اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہتے تھے، ایک طرف مولوی عبدالکریم اپنی مولویانی کے ساتھ رہتے تھے اور ایک کمرے میں مولوی محمد علی اکیلے رہتے تھے جب انکی شادی کرادی تو انکی بیگم نے انکو پھر اس گھر میں نہیں رہنے دیا۔ پھر خادم اور گھر میں کئی کام کرنے والی تھیں اور وہ بے تکلف بھی تھیں۔ اسکے علاوہ دیواریں اور چھتیں ہمارے دوسرے رشتہ داروں سے بھی ملتی تھیں، تو ان میں کوئی بھی اندر کی باتوں کا واقف ہوسکتا تھا اور باہر بتا سکتا

تھا۔

ابن فیض ......ماشاءاللہ، واقعی گھر میں ہی سب کے لئے سب کچھ میسر تھا تبھی تو اتنے لوگ رہ رہے تھے، ویسے آپنے محمد علی صاحب اور دوسروں کی خدمت بھی کافی کی؟

مرزا صاحب......ہاں میں خود دھیان سے اسکے لئے کھانا بھجواتا، روزانہ رات کو دودھ بھجواتا بلکہ میں کئی بار خود دودھ لیکر گیا، جس طرح میں نے اور میرے گھر والوں نے اسکی خدمت کی اتنا ہی وہ میری اولاد کے خلاف نکلا اور انکی مذہبی دکانداری میں کھنڈت ڈالی اور مقابل میں اپنی مذہبی دکانداری کھڑی کر لی۔

ابن فیض......آجکل کہاں ہیں؟ آپکے ویرانے میں یا کسی دوسرے ویرانے میں؟

مرزا صاحب......زیادہ دور نہیں، یہ میرے قریبی ساتھی یہاں بھی میرے قریب ہی ہیں، لیکن ملاقات حشر والے دن ہی ہوگی۔

ابن فیض......چلیں، خوش ہوں آپ تو ڈوبے تھے انکو بھی لے ڈوبے، دوسرا اہم سوال کہ آپ نے جو باغ اپنی بیوی کے پاس رہن رکھا تھا وہ آپکی زمینداری کا ہی ایک حصہ تھا؟ اور کیا اسکے علاوہ بھی آپکے پاس زرعی زمین تھی؟

مرزا صاحب......ہاں باغ ہماری زمینداری کا ہی حصہ تھا، اور زرعی زمین بالکل تھی، بلکہ بزرگوں کے وقت میں تو گاؤں کے گاؤں ہی اپنے تھے۔

ابن فیض......بزرگوں کے وقت میں کیا تھا اور کیا نہیں تھا اسکو بھی کسی دوسری نشست میں۔ کیا آپکے گھر میں یعنی ملکیت میں زرعی آلات تھے، اور کب سے تھے؟

مرزا صاحب......ہاں بالکل تھے اور جب سے ہمارے بزرگ ہندوستان آئے انکو زمین ملی اور وہ اسی زمینداری کے سر پر اس علاقے کے جاگیر دار تھے اور میں نے حدیث کے مطابق جو حارث (یعنی زمیندار) ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ بھی اسی زمینداری کی وجہ سے کیا لیکن آپ یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟

ابن فیض ......اسکا آپکو جواب دیتا ہوں لیکن اس سے پہلے ایک اور سوال کہ وہ حارث تو ماوراءالنہر کے علاقے سے نکلے گا؟

مرزا صاحب......دیکھو! یہ باتیں علامتی تھیں اور تمام علامتیں مجھ پر پوری ہوگئیں، ماوراءالنہر سے مراد وہ نہر ہے جو قادیان کے قریب سے گزرتی ہے اور ماوراء کا مطلب یہ ہے کہ بہت کم لوگوں کو اس نہر کا علم ہے اس لئے یہ عام لوگوں کے علم سے ماوراء ہے، اس طرح یہ ماوراءالنہر کا علاقہ ہوا اور میں حارث ہوا۔

ابن فیض......بہت خوب آپکی تاویل کے، تاویلات میں گولڈ میڈل آپکا ہوا، اب آپ بتائیں کہ آپ مولوی محمد حسین بٹالویؒ کو جانتے ہیں نا اچھی طرح؟

مرزا صاحب......جی اسی کی بخشی ہوئی مشہوری سے مجھے اپنی نبوت کے محل کی پہلی اینٹ رکھنے کا موقع پیدا ہوا اور سہارا بھی ملا، وہ میرا اہم مکتب بھی تھا۔لیکن آپ نے محمد حسین بٹالوی کا ذکر بیچ میں کہاں سے کھینچ لیا، بات تو ہم دوسری کر رہے تھے۔

ابن فیض ......آپ نے محمد حسین بٹالویؒ کے ذلیل ہونے کے بارے میں لکھا ہے۔اور اس میں ایک وجہ ذلیل ہونے کی یہ بھی لکھی ہے کہ، ''یہ کہ اسکو زمین ملی زمیندار ہو گیا، یہ بھی ذلت ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کھیتی کے آلات داخل ہوں وہ ذلیل ہو جاتا ہے''۔(۱۷دسمبر ۱۸۹۹ء)[مجموعہ اشتہارات/ جلد۳/صفحہ ۱۹۶ تا ۲۱۵]۔

مرزا صاحب......ہاں! اور کیا میں نے کوئی غلط لکھا ہے؟ بلکہ آپ دیکھیں کہ حدیث شریف کے حوالے سے لکھا ہے، اور لیجئے حدیث کو تسلیم نہ کرنے کا اعتراض بھی ختم ہو گیا!

ابن فیض ......اب میرا سوال یہ ہے کہ محمد حسین بٹالویؒ بقول آپکے حدیث شریف کے مطابق زمین ملتے ہی ذلیل ہو گئے، اس سے پہلے اسکے باپ دادا کے پاس بھی کوئی زمین نہیں تھی اس لئے وہ تو ذلیل نہیں تھے نا؟

مرزا صاحب......نہیں، وہ کیوں ذلیل ہونے لگے، ذلیل صرف محمد حسین بٹالوی ہی ہوا ہے زمیندار بننے کی وجہ سے ۔اور میں نے کہیں بھی اسکے باپ دادا کے متعلق ایسا نہیں لکھا۔

ابن فیض......لیکن آپ تو نسلوں سے زمیندار ہیں اور اسکا مطلب ہے کہ آپ دو سو سال سے نسل در نسل ذلیل ہوتے آرہے ہیں زمیندار بننے کی وجہ سے، نسلی ذلیل ہوئے۔آپ کیسے مہدی بنے جو بجائے عالم اسلام کو عزت دیتا، اپنی ہی نسلوں کو ذلیل بنا گیا؟ کیا اللہ کو اگر مہدی اور مسیح بھیجنا تھا تو کوئی عزت دار نسل نہیں ملی؟

مرزا صاحب......(سخت غصہ سے) نہیں نہیں، تم غلط مثال دے رہے ہو، یہ مثال صرف محمد حسین بٹالوی کے لئے تھی کیونکہ وہ اہلحدیث تھا، مجھ پر لاگو نہیں ہوتی، جو حدیث میری وحی کے مطابق نہیں اور مجھے فائدہ نہیں دیتی اسکو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتا ہوں۔اور تمہیں کوئی حق نہیں کہ میرے بزرگوں کے بارے میں ایسی بات کرو۔

ابن فیض ......نہیں جناب میری کیا مجال، یہ تو ایک سوال تھا صرف مغل نسل کے بارے میں جو زمیندارہ بھی کر رہی تھی، باقی نسلوں کی بات نہیں کر رہا، لیکن پنجابی مثال ہے کہ جاٹ کی پینتالیس پتیں ہوتی ہیں اسی طرح آپکی بھی بے شمار نسلیں

ہیں، چینی، اسرائیلی، بنی فاطمہ، مغل، لال بیگیاں، حارث، فارسی النسل، وغیرہ وغیرہ، لیکن اصل نسل کونسی ہے؟

مرزا صاحب...... جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ میرے الہام نے بتایا ہے کہ "میری نسل اصل فارسی ہے نہ مغلیہ" اور پھر اس الہام کو بھی دیکھیں، "خدانے رجل فارسی کا شکریہ ادا کیا" اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ میری نسل فارسی ہے۔

ابن فیض...... چلیں آپ جو بھی اپنی نسل بتاتے ہیں آپکا مسئلہ۔ لیکن خدانے آپکوالہاماً یہ تو بتایا ہوگا؟ کہ آپکی نسل کو فارسی النسل بنانے کے لئے کوئی فارسی شخص آپکے گھر آیا تھا یا آپ کے خاندان کی کوئی خاتون فارسی النسل کے گھر گئی تھیں نسل بدلنے؟

مرزا صاحب...... (کچھ سٹپٹاتے ہوئے اور کچھ تذبذب کے عالم میں) خدانے مجھے بتایا تھا لیکن یہ ہر شخص کو بتانے والی بات نہیں، اور اس طرح کم عقل لوگ بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں، لیکن آپکا آج کا موضوع دوسرا تھا لیکن آپ انٹرویو کے بہانے فضول اور لاتعلق سوال اٹھا رہے ہو۔

ابن فیض...... جناب آپ کا انٹرویو ہے اور آپکی پوری زندگی کے بارے میں ہے اس لئے آپکے متعلق ہر قسم کا سوال تو آئیگا۔ ہاں اب محمدی بیگم صاحبہ سے شروع کرتے ہیں؟

مرزا صاحب...... (ایک دم خوش ہوکر) ہائے، ذکر اس پری وش کا اور انداز بیان اپنا (لیکن ساتھ ہی کچھ مغموم بھی ہو جاتے ہیں)۔

ابن فیض...... یہ محمدی بیگم کون تھی؟ آپ کتنا جانتے تھے انکو رشتہ طلب کرنے کے وقت؟

مرزا صاحب...... میرے بھائی کی بیٹی تھی، میرا مطلب ہے کہ میرے کزن کی بیٹی تھی، اور بھی کئی رشتہ داریاں ملتی تھیں، اور میری چھوٹی بہو عزت بی بی زوجہ مرزا فضل احمد کی فرسٹ کزن تھی۔ اور کتنا جانتا کیا، میرے دونوں بیٹوں سلطان اور فضل نے اسکو اپنی گود میں کھلایا تھا۔ اسی لئے میرا حق فائق تھا دوسروں کی نسبت!

ابن فیض...... یعنی ایسا رشتہ تھا کہ دہاں مجبوری کی حالت میں شرعاً شادی جائز تھی، جب آپکو پہلی بار خیال آیا اس سے شادی کا، تو اس کی عمر کیا تھی؟

مرزا صاحب...... جی بالکل شرعاً شادی جائز تھی! اور پہلی بار جب میں نے اسکو غور سے دیکھا تو یہی نو، دس، گیارہ سال کی عمر ہوگی اس کی۔ پہلی بار یا آخری بار کیا، میں ہمیشہ ہی اسکو غور سے دیکھتا تھا اور کسی موقع اور مناسب وقت کے انتظار میں تھا۔

ابن فیض......یہ ویسے ایک عجیب بات ہے کہ حرمت بیگم کی جب آپ سے شادی ہوئی تو انکی عمر بارہ تیرہ برس تھی، نصرت جہاں بیگم کو دیکھا اور شادی کا ارادہ کیا تو انکی بھی گیارہ بارہ سال عمر تھی، اور جب آپ محمدی بیگم سے شادی کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ بھی تقریباً اِسی عمر کی تھیں، کیا یہ کوئی آپکا نفسیاتی مسئلہ تھا؟

مرزا صاحب......خیر میرے نفسیاتی مسئلے تو اور بے شمار تھے اور کئی پیدائش سے ہی تھے، میرے نانا اور پھر ماموں بھی ذہنی مریض تھے اس وجہ سے بھی کوئی ننھیالی اثر ہوسکتا ہے، لیکن جو سوال آپ کر رہے ہیں یہ میرے خیال میں کوئی نفسیاتی مسئلہ نہیں تھا، بلکہ اس قسم کی چیزیں ہم مغلوں کے خون میں شامل ہیں، ویسے ایک بات بتاؤں کہ اہل نظر کلی کو دیکھ کر ہی سمجھ جاتے ہیں کہ پھول کھلنے کے بعد کیسا ہوگا!

ابن فیض......اہل نظر تو ہم آپکو مانتے ہیں، لیکن گستاخی معاف، اہل عقل .....؟ کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو آپ رجل فارسی تھے اب مغل بن گئے؟

مرزا صاحب......(ناگواری سے) عقل نہ ہوتی تو نبی کیسے بنتا اور دیکھیں جب میں نے ایک بار کہہ دیا ہے کہ "میری نسلیں ہیں بے شمار"، تو جو مرضی نسل استعمال کروں۔

ابن فیض......محمدی بیگم کے رشتہ کی بات کیسے چلی؟

مرزا صاحب......نظر تو پہلے سے تھی مگر کوئی موقع نہیں بن رہا تھا، اچانک محمدی بیگم کی پھوپھی کو اپنے 25 سال سے گمشدہ خاوند کی زمین کے، اپنے لے پالک بیٹے کے نام (جو کہ محمدی بیگم کا سگا بھائی تھا) انتقال کے لئے، میرے دستخطوں کی ضرورت پڑی، اسکے لئے محمدی بیگم کا والد میرے پاس آیا اور مجھ سے اس نے درخواست کی۔

ابن فیض......کیا زمین آپکی تھی یا آپکا حصہ تھا اس میں، آپ کے دستخطوں کی کیوں ضرورت پڑی؟

مرزا صاحب......نہیں، اور نہ ہی شرعاً میرا حصہ تھا اس میں کسی قسم کا۔ لیکن محمدی بیگم کا پھوپھا میرا کزن تھا اور زمین مشترکہ کھاتے میں تھی اس لئے میرے دستخطوں کی قانونی طور پر انکو ضرورت تھی کہ میرا کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہیں۔ ویسے بھی ہم زمینوں کے معاملات بجائے اسلامی قانون کے مغل رواج کے تحت طے کرتے تھے۔

ابن فیض......اور آپ نے سوچا کہ یہ موقع ہے اپنی خواہش کو پورا کرنے کا۔ آپ نے تو فوراً دستخط کر دئے تھے یا دستخطوں کی نوبت ہی نہ آئی۔

مرزا صاحب......جی بالکل اور اگر میں فوراً دستخط کر دیتا تو پھر بات کس نے سنی تھی ویسے دستخطوں کا موقع بھی کبھی نہیں

آیا(اور ساتھ ایک لمبی ٹھنڈی سانس)۔اسلئے میں نے مصلحتاً استخارہ کے بہانے مہلت مانگی۔

ابن فیض......جب زمین سے آپکا براہ راست کوئی تعلق نہیں تھا، پھر استخارہ کی کیا ضرورت پڑ گئی؟

مرزا صاحب......بھئی ایک استخارہ کے نام کے ساتھ کئی کام سیدھے ہوتے تھے، پہلی بات کہ مرزا احمد بیگ (والد محمدی بیگم) کو سودے بازی کا تاثر نہیں دینا چاہتا تھا، دوسرے نصرت جہاں کو بیاہ کر آئے ابھی دو چار سال بھی نہیں ہوئے تھے اسکو بھی مطمئن رکھنا تھا، وہ بگڑتی تو میری مذہبی دکانداری جو کہ ابھی شروع ہی ہوئی تھی، ٹھپ ہو جاتی۔

ابن فیض......تو آپ نے استخارہ کیا تو کیا جواب آیا؟

مرزا صاحب......استخارہ کیا تھا۔ اب اتنے عرصہ ہو گیا ہے لفظ بہ لفظ زبانی یاد نہیں اس لئے میں اپنی کتاب سے الفاظ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ ''گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا میرے خدا نے مجھے بتایا کہ ''اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط کے ساتھ کیا جائیگا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہو گا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہو گا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا اور انکے گھر پر تفرقہ اور تنگی پڑیگی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے''۔

[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۱۵۷تا۱۵۸]۔

ابن فیض......ویسے آپکا خدا بھی بڑا اسیانا ہے اس نے بھی ''بیل کو خصی کرنے کا'' اسوقت الہام کیا جب کہ بیل کنویں میں گرا ہوا تھا، لیکن آپ اپنے خدا کی مدد کے باوجود بھی اس کو خصی نہ کر سکے یعنی احمد بیگ مجبور ہو کر آپکے پاس آیا تھا، لیکن آپکو طریقہ اور سلیقہ نہ آیا اپنے خدا کی بات کو پورا کرنیکا؟ لیکن آپکے خدا کے الہام کچھ گول مول سے ہوتے ہیں؟

مرزا صاحب......ہر شخص کا خدا مختلف ہوتا ہے اور وہ اس کے دل میں رہتا ہے اور اسکی حالت و کیفیت جانتا ہے اور اسی کے مطابق ہی الہام کرتا ہے۔

ابن فیض......آپکو صرف یہی الہام ہوا اس بارے میں یا کوئی اور بھی ہوا؟ ابھی بتا دیں تاکہ بعد میں سوال کرنے میں آسانی رہے؟

مرزا صاحب......یہ بھی اصل الفاظ کتاب سے ہی پڑھ دیتا ہوں۔ ''پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے جو مقرر کر رکھا ہے وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جسکی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر

ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے۔ کذبوا بایتنا وکانوا بھا یستھزون فسیکفیکھم اللہ و یردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید انت معی و انا معک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا۔ یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کرر ہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ ہے میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔ یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی''۔

[مجموعہ اشتہارات/جلدا/صفحہ ۱۵۸]۔

ابن فیض......مرزا صاحب فی الحال سوال کرنے کے لئے آپکے یہ الہام کافی ہیں، آپکے رشتہ داروں کے لئے نشان کی کیا ضرورت پڑگئی؟

مرزا صاحب......وہ بے دین تھے۔ انکو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی تھی، میرے رشتہ دار نشان آسمانی کے طالب تھے اور میرے طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے۔ اور والد اس دُختر کا باعث شدت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور انکے نقش قدم پر دل و جان سے فدا تھا۔ خدا تعالیٰ انکو سنبھلنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔

ابن فیض......ویسے حیرانگی کی بات ہے کہ سرکش اور آپ کے اسلام سے منحرف دوسرے تھے، اور جو صرف تعلق قرابت رکھتا تھا سرکشوں سے۔ اسکو اور اسکی بیٹی کو آپکا خدا اپنے نشان کا نشانہ بناتا ہے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے، بجائے اس کے کہ سرکشوں کی اپنی ذات یا بیوی بچوں یا حقیقی بہن بھائیوں کو چنتا؟

مرزا صاحب......یہ سب ایک تھے میری قوم اور کنبے کے لوگ، جنہوں نے اپنی بے دینی اور بدعتوں کی وجہ سے پیشگوئی کے مزاحم ہونا چاہا، ان میں سے سب کو مصیبت اٹھانی پڑی۔

ابن فیض......لیکن آپ نے تو مرزا احمد بیگ (والد محمدی بیگم) اور اپنے سالے مرزا شیر علی کو محمدی بیگم کے سلسلہ میں لکھے گئے اپنے خطوط میں راسخ العقیدہ مسلمان کہا ہے؟

مرزا صاحب......(ڈھیلے سے منہ کیساتھ) ہاں وہ تو رسمی طور پر لکھا تھا، لیکن سب کے سرخیل مرزا امام الدین کو مسلمان

نہیں لکھا۔

ابن فیض...... جناب جب بھی آپ کی کہی ہوئی کوئی بات زَد پر آتی ہے تو فوراً رسمی ہو جاتی ہے، اور یہ وہی مرزا امام الدین تھا نا جس کو آپ نے کچھ رقم دینے کا وعدہ کیا تھا کہ وہ محمدی بیگم کا رشتہ آپ سے کروا دے، آپکی سیرت پر کتاب میں آپکے بیٹے نے لکھا ہے کہ آپ نے مرزا امام الدین کو رشتہ ہونیکی صورت میں کچھ رقم کا وعدہ کیا تھا مگر کچھ حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھیں۔ اور شاید حکیمانہ احتیاطوں نے ہی کام بگاڑا۔ اور یہ وہی امام الدین ہے نا جو بقول آپکے آپکو بہلا پھسلا کر ادھر ادھر پھراتا رہا، اور ابا کی سال بھر کی پنشن خرچ کرادی؟

مرزا صاحب...... (سٹپٹاتے ہوئے) ہاں یہ وہی امام دین ہے، میں نے اس سے رقم کا وعدہ کیا تھا کہ اگر اسکی مدد سے یہ رشتہ ہو جائے کیونکہ مدار المہام وہی تھا ان لوگوں کا۔ میں خدا کی پیشگوئی پوری کرنا چاہتا تھا۔ اگر آپ اپنے ہاتھ سے پیشگوئی کو پورا کر سکیں تو گناہ نہیں۔

ابن فیض...... خیر وہ تو آپ نے ہر پیشگوئی کی اور پھر اپنے ہاتھوں سے اسکو پورا کرنے چل پڑے۔ ابھی آپ کی دوسری شادی کو 3، 4 سال ہی ہوئے تھے اور وہاں بھی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ ازدواجی حقوق کم از کم کئی ماہ تک بالکل نہیں ادا کر سکے، اس شادی کی ضرورت کیا پڑ گئی تھی؟

مرزا صاحب...... اس بات کا جواب اسی اشتہار کے تتمہ میں لکھا ہوا ہے کہ "اگر ان میں کچھ نور ایمان اور کانشنس ہوتا، ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی"۔

ابن فیض...... بات سمجھ میں نہیں آئی، اگر ان میں ایمان ہوتا تو آپ کو شادی کی ضرورت نہیں تھی، لیکن جس اشتہار کے حوالے آپ نے دیئے ہیں اسی میں پہلے تین صفحات تو آپ نے دوسری شادی کے جواز دینے کی کوشش کی ہے، اسکا مطلب ہے کہ آپ ایک اور شادی چاہتے تھے؟

مرزا صاحب...... وہ تو بطور تمہید کے بات لکھی تھی۔ لیکن ایک اور شادی کرنا ضروری تھا، کیونکہ میرا الہام تھا " بکر و ثیب"، یعنی کنواری اور بیوہ۔ کنواری سے شادی ہوگئی تھی لیکن بیوہ سے ابھی کرنی تھی اور اس طرح الہام پورا کرنا تھا۔

ابن فیض...... لیکن اگر آپکی شادی کنواری محمدی بیگم سے ہو جاتی تو پھر آپ بکر و ثیب کی کیا تشریح کرتے؟

مرزا صاحب...... میں اس کو بھی اپنا معجزہ قرار دیتا اور کہتا کہ دو بار میرا الہام پورا ہوا اور اسکے بعد بیوہ کی گنجائش بھی باقی رہتی، تاویل میرے گھر کی لونڈی ہے۔

ابن فیض......لیکن محمدی بیگم سے کنواری یا بیوہ کی حالت میں آپ کی شادی نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی اور بیوہ آپ کی زندگی میں بیوی کی حیثیت سے آئی، اب آپ بکر و ثیب کی کیا تشریح کریں گے؟

مرزا صاحب......محمدی بیگم سے میرا نکاح آسمانوں پر ہو گیا تھا، اللہ نے خود کر دیا تھا۔ اور رہی اب اس الہام کا جواب کہ بیوہ سے شادی نہیں ہوئی، میرے وارث دیتے رہیں۔

ابن فیض......آپ نے اپنی کتاب [ازالہ اوہام/صفحہ ۴۳۹/ رخ جلد ۳] پر لکھا ہے کہ ''اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے انکشاف کے لئے بطور استخارہ و استخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے۔ خاص کر اس حالت میں جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اسکی زبان پر جاری ہو جاتا ہے دراصل یہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے اب سوال یہ ہے کہ آپکی خواہش محمدی بیگم کے لئے تھی اور جب اس کے باپ کے اصرار پر آپ نے (اگر واقعی) استخارہ کیا تو ممکن ہے کہ شیطان کی دخل اندازی ہو؟

مرزا صاحب......نہیں ایسا نہیں ہے، اور آپ یہ بے بنیاد بات کر رہے ہو۔

ابن فیض......۱۸۸۳ء میں آپ نے پیشگوئی کی تھی کہ ''ہماری برادری میں ایک شخص احمد بیگ فوت ہونے والا ہے''، لیکن عرصہ کا تعین نہیں تھا، اس وقت محمدی بیگم کی عمر نو برس تھی؟

مرزا صاحب......ہاں میں نے یہ پیشگوئی کی تھی خدا سے خبر پا کر، اور عرصہ کا تعین خدا نے نہیں کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہ نصرت جہاں سے شادی سے پہلے کی بات ہے۔

ابن فیض......آپ کے والد ایک حاذق حکیم تھے اور ان سے آپ نے طب پڑھی تھی، آپ کو قریبی رشتہ داروں کی بیماریوں اور خاندانی بیماریوں کے بارے میں اچھی طرح پتہ تھا؟

مرزا صاحب......جی میں نے طب پڑھی ہے اپنے والد سے، اور تمام رشتہ دار میرے والد سے دوائی وغیرہ لیتے رہتے تھے اس لئے سب کی بیماریوں کے حالات وغیرہ جانتا تھا۔

ابن فیض......جس طرح ایک ہوشیار حکیم یا ڈاکٹر بیماری کی نوعیت دیکھ کر اندازاً بتا دیتا ہے کہ ان حالات میں مریض اتنا عرصہ کے قریب زندہ رہے گا، آپ نے بھی یہی کیا کہ احمد بیگ کی بیماری کو جانتے ہوئے اس کی موت کی پیشگوئی کر دی کہ یہ کسی وقت بھی مر سکتا ہے؟

مرزا صاحب...... خدا نے مجھے طب کا علم دیا تھا اس کو اگر میں نے اپنے معجزات دکھانے کا باعث بنالیا تو کیا ہوا؟

ابن فیض...... لیکن یہ معجزہ تو نہ ہوا اور نہ ہی کرامت بلکہ ٹا مک ٹوئی ہوئی۔ اور پہلے آپ نے رشتہ مانگتے ہوئے تین سال کی مدت کا تعین کیا احمد بیگ کے لئے لیکن پانچ سال کے بعد جب نکاح ہوا تو بات کو بدل کر نکاح کی تاریخ سے تین سال رکھ دیئے؟

مرزا صاحب...... جی میں نے اپنا علم اگر استعمال کیا تو اس میں غلط بات کیا ہوگئی؟

ابن فیض...... یہ خدائی پیشگوئی کیسے ہوگئی؟ اور اب جب آپ ایک عرصہ کا تعین اپنے علم سے کر رہے ہو نہ کہ خدا کے علم سے؟

مرزا صاحب...... میرا کوئی لفظ بھی خدا کی مرضی کے بغیر منہ سے نہیں نکلتا تھا، اس لئے جو باتیں میں اپنے علم سے کہتا تھا وہ بھی خدا کی باتیں ہی تھیں۔

ابن فیض...... تو کیا جو کسی کو زانیہ کی اولاد، کسی کو کنجری کا بیٹا، کسی کو ولد الحرام کہا ہے وہ بھی خدا کی مرضی سے کہا ہے؟

مرزا صاحب...... ہاں، خدا کی مرضی سے کہا ہے!

ابن فیض...... میں نے تو پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی قسم کی برائی سے پاک ہے اور وہ انسان کے منہ میں صرف اچھی بات ہی ڈالتا ہے؟ خیر مرزا صاحب ہوسکتا ہے کہ آپ کا اللہ کوئی اور ہو۔ جو کبھی روزہ رکھتا ہے، کبھی افطار کرتا ہے، کبھی آپ کو بیٹا کہتا ہے اور کبھی آپ کو عورت سمجھ کر رجولیت کا اظہار کرتا ہے اور کبھی اپنی گدی پر آپ کو بٹھا دیتا ہے؟

مرزا صاحب...... ہاں میرے خدا کا معاملہ میرے ساتھ ایسا ہی ہے، تم کیا سمجھو کہ خدا کیا چیز ہے؟

ابن فیض...... خیر مرزا صاحب آپ نے محمدی بیگم کی پیشگوئی میں کہا تھا کہ اس میں چھ پیشگوئیاں ہیں؟

مرزا صاحب...... ممکن ہے کہا ہو، میری یادداشت اچھی کبھی بھی نہیں تھی، آپ ایک ایک کر کے پوچھ لیں۔

ابن فیض...... آپ اپنی اسی بات سے جھوٹے قرار پاتے ہیں کہ نبی کی یادداشت اللہ کبھی بھی خراب نہیں ہونے دیتا، خیر آپ کا چوتھا دعویٰ ''چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی سال تک مرجانا'' کیا یہ پورا ہوا؟

مرزا صاحب...... اس سے پہلے تین دعوے تو پورے ہوئے یا نہیں، اوّل یہ کہ نکاح کے وقت تک میں زندہ رہا، دوئم نکاح کے وقت تک اس کا باپ زندہ رہا، سوئم نکاح کے تین سال کے اندر اس کا باپ کا مرجانا، جو باتیں پوری ہوگئیں تم

خبیث لوگ اس کا ذکر نہیں کرتے اور جو باتیں تمہاری محدود عقل اور ناسمجھی کے مطابق پوری نہ ہوئیں، ان کا بے بنیاد شور ڈالتے ہو۔ یہ دعویٰ بھی جس کا آپ پوچھ رہے ہو پورا ہوا ہے!!

ابن فیض...... دوسرے دعوے کے بارے میں عرض ہے کہ شروع میں آپ نے کہا تھا کہ رشتہ سے انکار کے بعد تین سال سے زیادہ عرصہ تک مرزا احمد بیگ زندہ نہیں رہے گا، اور انکار کے پانچ برس کے بعد زندہ رہ کر، اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ مرزا سلطان سے کیا، اس وقت پھر آپ نے تین برس کی قید لگا دی، اس کا مطلب ہے کہ وہ آپ کی ابتدائی پیشگوئی کے مطابق تین برس میں نہیں مرا، بلکہ ۷/۸ سال کے بعد مرا؟

مرزا صاحب...... آپ پتہ نہیں کیا حساب کتاب لے کر بیٹھ گئے ہو، اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ وہ مر گیا، چاہے جتنے عرصہ میں بھی مرا۔

ابن فیض...... لیکن آپ کا چوتھا دعویٰ بالکل پورا نہیں ہوا، آپ نے کہا تھا کہ سلطان محمد کی موت تقدیر مبرم ہے جو ٹل نہیں سکتی؟

مرزا صاحب...... بالکل صحیح، یہ میں نے کہا تھا اور بتاؤ کیا سلطان محمد مرا یا نہیں؟ اور محمدی بیگم سے نکاح کرنے کے بعد مرا ہے، نکاح سے پہلے نہیں مرا !!!

ابن فیض...... لیکن آپ نے کہا تھا کہ نکاح کے اڑھائی سال کے اندر مرے گا اور مرزا سلطان محمد پچاس سال سے کہیں زیادہ عرصہ کے بعد فوت ہوا، اور آپ کے آنجہانی ہونے کے بھی چالیس سال بعد؟

مرزا صاحب...... بالکل اصل پیشگوئی موت کی تھی جو پوری ہوئی، مرا تو سہی نا اڑھائی سال بعد یا پچاس سال بعد مرا، دوسرے عین میری پیشگوئی کے مطابق مرا، جیسے میں نے براہین احمدیہ کے خریداروں کو اچھی طرح کھول کر بتا دیا تھا کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے آپ کو چاہیے کہ پچاس سال کے بجائے اسے اب پانچ سال سمجھیں

ابن فیض...... سمجھ تو نہیں آئی لیکن، اگر آپ کی منطق مان لی جائے تو پھر بھی پانچ سال بنتے ہیں، ڈھائی سال نہیں؟

مرزا صاحب...... آپ کیا بات کر رہے ہیں، دشمنی انسان کی عقل سلب کر لیتی ہے اور حق کو پہچاننے نہیں دیتی!

ابن فیض...... کیسے؟ اس میں حق کہاں ہے جو پہچانا نہیں جا رہا؟

مرزا صاحب...... دیکھیں میں نے اپنی پیشگوئی میں کہا تھا کہ نکاح سے دو اڑھائی سال کے اندر مرزا سلطان مر جائے

گا۔اب دوضرب اڑھائی کروتو کتنے بنتے ہیں؟ پانچ،اور جیسا میں پہلے بتا چکا ہوں کہ پچاس اور پانچ میں ایک نقطے کا ہی فرق ہےاب بولو پیشگوئی کی میعاد کے اندر مرزا سلطان مرایانہیں؟

ابن فیض......چلیں آگے چلتے ہیں،آپ نے کہا تھا کہ ''پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا'' کیا یہ دعویٰ پورا ہوا؟

مرزا صاحب......بالکل ہوا،میں نے سب کو بتا دیا تھا کہ محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح آسمانوں پر ہو چکا ہے۔اور خدا نے خود پڑھایا ہے۔

ابن فیض......کیا ایجاب وقبول ہوا؟

مرزا صاحب......بالکل تو کیا اللہ نے ایسے ہی پڑھا دیا نکاح؟

ابن فیض......لیکن محمدی بیگم صاحبہ تو کہتی تھیں کہ انہوں نے صرف مرزا سلطان کے ساتھ ایجاب وقبول کیا ہے؟

مرزا صاحب......میرے ساتھ بھی کیا، مجھے بھی ضرور قبول کیا،لیکن دل میں،یاد رکھنے کی بات ہے کہ دل میں انہوں نے میرے ساتھ ایجاب وقبول کیا۔چونکہ دلوں کی حالت اللہ سے مخفی نہیں،اور اللہ خوب جانتا تھا کہ محمدی بیگم کے دل میں کیا ہے،تبھی تو اللہ نے اس کا نکاح میرے ساتھ آسمانوں پر پڑھایا۔

ابن فیض......عجیب بات کہ خدا نے نکاح آپ کے ساتھ پڑھایا لیکن بستر وہ ساری عمر مرزا سلطان محمد کا گرم کرتی رہی اور اس کے بچے جنتی رہی؟

مرزا صاحب......اصل میں وہ ہوشیار تھی اور اس کو گھر کا بھیدی ہونے کی وجہ سے اچھی طرح پتہ تھا کہ میں نصرت جہاں کے ازدواجی حقوق بھی صحیح طور پر ادا کرنے میں مشکلات کا شکار تھا اس لئے اس نے خدا سے اپنے لئے درخواست کی تھی کہ ''اے اللہ دنیا میں ایک بار ہی آئی ہوں،دوبارہ نہیں آنا اس لئے مجھے جوانی کی نعمتوں سے کسی خوبصورت جوان کے ساتھ متمتع ہونے کی اجازت دے،اور کسی بوڑھے نامرد سے بچا''۔

ابن فیض......تو اللہ نے اس کی دعا قبول کی؟

مرزا صاحب......بالکل آخر وہ اللہ کے محبوب مرزا کی آسمانی منکوحہ تھی اس کی دعا نہیں قبول کرنی تھی تو پھر کس کی دعا قبول کرنی تھی؟

ابن فیض......اللہ نے محمدی بیگم کی دعا قبول کر لی لیکن اس کی دعا کی قبولیت آپ کو اور آپ کی نسلوں کو بھی ذلیل کر گئی؟

مرزا صاحب......تم بہت زیادتی کر رہے ہو، بہت سخت الفاظ ہیں، کیسے ذلیل کرگئی؟ بڑے بڑے مولویوں نے مجھے کافر قرار دیا، لوگوں نے مجھے چور، شریر، مکار اور بد دیانت ٹھہرایا بلکہ ثابت بھی کیا، دنیا نے مجھے ماں بہن کی گالیاں دیں، عدالت میں مجسٹریٹوں نے کئی بار مجھے ڈانٹا، مجھے گھنٹوں مجرموں کی طرح بھوکا پیاسا کھڑا رکھا۔ میرے کئی سابق ساتھیوں نے میرے اصل کرتوت اور فراڈ لوگوں کو بتائے، میری پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور بہت سی باتوں میں میرا جھوٹ ظاہر ہوا، بہت سے لوگ میرا نام لے کر تھوکتے تھے لیکن کسی کو، میں پھر کہتا ہوں کسی کو بھی مجھے ذلیل کرنے کی جرأت نہیں ہوئی، تو میری آسمانی منکوحہ مجھے کیسے ذلیل کرسکتی تھی؟

ابن فیض......آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ اس نکاح کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیشگوئی کی ہے یتزوج ویولدله، کہہ کر؟

مرزا صاحب......بالکل، عام نکاح تو ہر ایک شخص کرتا ہے اور عام اولاد بھی ہوتی ہے، لیکن جب رسول کریم نے مسیح ابن مریم کے بارے میں یہ کہا تھا تو ان کا مطلب خاص نکاح اور خاص اولاد سے تھا، جو اس مسیح نے کرنا تھا اور جس سے خاص اولاد ہونی تھی۔

ابن فیض......ٹھیک، اور محمدی بیگم سے نکاح وہ خاص نکاح تھا جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی؟

مرزا صاحب......جی، بالکل، یہ وہی خاص نکاح تھا، اس سے زیادہ اور کیا خاص بات ہوسکتی ہے کہ یہ نکاح خدا نے خود آسمانوں پر پڑھایا؟

ابن فیض......چلیں خاص نکاح تو ہوگیا، لیکن وہ خاص اولاد کہاں گئی؟

مرزا صاحب......ایک تو آپ فضول سوالوں سے بال کی کھال اتارنے کی کوشش کر رہے ہیں، دوسرے موٹی سی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔

ابن فیض......جناب میں بال کی کھال نہیں اتار رہا، بلکہ حقائق کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں اور وہ کون سی موٹی سی بات ہے جو میری سمجھ میں نہیں آئی؟

مرزا صاحب......دیکھیں محمدی بیگم نے خدا سے خاص دعا کی تھی دنیا میں مرزا سلطان کے ساتھ رہنے کے لئے، اس لئے مرزا سلطان سے پیدا ہونے والے بچوں کو ہی کیوں نہیں وہ خاص اولاد سمجھ لیتے؟

ابن فیض......لیکن وہ آپ کے بچے تو نہیں تھے، حالانکہ بقول آپ کے پیشگوئیوں کے مصداق آپ ہیں؟

مرزا صاحب...... دیکھیں میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ مرزا سلطان محمد دل میں تائب ہو گیا تھا، اور مجھے حق پر سمجھتا تھا، اسی طرح محمدی بیگم بھی مجھے دل میں قبول کر چکی تھی اس لئے ان کے بچے بھی میرے بچے ہوئے۔ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

ابن فیض...... نہیں جناب دنیا نہیں مانتی کہ پیشگوئی پوری ہو گئی، حتیٰ کہ آپ کے خاص صحابی اور لاہوری گروپ کے پہلے سربراہ محمد علی (جن کو آپ اپنے گھر میں رکھ کر دودھ پلاتے رہے ہیں) بھی کہتے ہیں کہ آپ کے یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، آپ کا کیا جواب ہے؟

مرزا صاحب...... محمد علی کی بات چھوڑو، وہ میرے بیٹے کی دکانداری کھنڈت کرتا رہا۔ خاص اولاد اور شادی والی پیشگوئی پہلے بھی ایک بار پوری ہو چکی ہے۔

ابن فیض...... وہ کیسے؟

مرزا صاحب...... جب میں نے نصرت جہاں سے شادی کی تھی تو اس وقت بھی میں نے بتایا تھا کہ سیدوں کا داماد ہونے کی وجہ سے رسول کریم کی پیشگوئی یتزوج و یولدلہ، والی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔

ابن فیض...... یہ کس طرح ممکن ہے کہ پیشگوئی نصرت جہاں پر بھی پوری ہوئی اور محمدی بیگم پر بھی، یا تو نصرت جہاں پر لاگو ہو گی یا محمدی بیگم پر؟ دوسرے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگا رہے ہیں کہ انہوں نے آپ کی نصرت جہاں سے یا محمدی بیگم سے شادی کے لئے کوئی پیشگوئی کی ہے؟

مرزا صاحب...... آپ کو دین کی سمجھ نہیں اس لئے یہ خدائی باتیں سمجھ میں نہیں آنے والیں۔ دوسری بات کہ میں مامور من اللہ اور حکم بن کر آیا تھا، میرا حق تھا جس بات کو چاہوں رد کر دوں اور جس پیشگوئی کو جہاں اور جتنی مرتبہ چاہوں منطبق کر دوں۔ کسی کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔

ابن فیض...... کچھ آگے چلتے ہیں، اس کے بعد آپ نے لکھا کہ "ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا" لیکن محمدی بیگم صاحبہ بیوہ ہو کر آپ کے پاس تو کیا آتی وہ آپ کی قبر پر بھی کبھی نہیں آئی؟

مرزا صاحب...... پھر وہی بے تکے اعتراض، بھئی جب مرزا سلطان نے توبہ کر لی اور محمدی بیگم کے عزیز ڈر گئے تو اللہ نے مجھے الہام کیا کہ نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا ہے، اسی میں اس کا جواب ہے۔ لیکن آپ لوگوں کی عقلوں پر پتھر

پڑے ہیں، اس لئے واضح بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔

ابن فیض......اللہ تعالٰی تو عالم الغیب ہے، کیا اس کو بھی نہیں پتہ چلا کہ نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا؟ آپ کا خدا بھی آپ کو گول مول الہام کرتا رہا تا کہ بوقت ضرورت جدھر آپ چاہیں اس کو موڑ لیں اور جو مطلب نکالنا چاہیں نکل آئے؟ اس کے باوجود فسخ ہونا اور تاخیر میں پڑنا، دو متضاد باتیں ہیں ان میں سے صحیح کون سی ہے؟

مرزا صاحب......یہ متضاد باتیں نہیں، یہ اللہ کے کام ہیں کہ وہ گول مول بات کرے یا صاف کرے، میں کیا کہہ سکتا ہوں، میرے خیال میں دونوں باتیں صحیح ہیں، ایک پوری ہوگئی دوسری کے پورا ہونے کا انتظار ہے۔

ابن فیض......وہ کیسے؟ میری سمجھ میں آپ کی بات نہیں آئی؟

مرزا صاحب......محمدی بیگم بیوہ ہونے کی حالت میں بھی میرے پاس نہیں آئی تو یقیناً اس کا نکاح میرے ساتھ ایک رنگ میں فسخ ہو گیا ہوگا، اور رہی بات تاخیر میں پڑنے کی تو اگر سو نسلوں کے بعد بھی محمدی بیگم کی نسل سے کوئی لڑکی میری نسل کے کسی لڑکے سے شادی کر لے گی تو نہ صرف پیشگوئی پوری ہو جائے گی بلکہ تاخیر میں پڑ جانے والی بات کا جواب بھی مل جائے گا، آگے اللہ کے کام اللہ ہی جانے!

ابن فیض......لیکن آپ نے سات جگہ کہا ہے کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ محمدی بیگم کو آپ کے پاس لائے گا ضرور لائے گا، بلکہ یہ بھی کہا کہ اللہ نے الہام کیا ہے کہ وہ اپنے کلمات تبدیل نہیں کرتا اور وہ یہ وعدہ ہر قیمت پر پورا کرے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو آپ جھوٹے ہیں؟

مرزا صاحب......دیکھیں میں کہہ چکا ہوں کہ اللہ نے وعدہ دیا تھا، اللہ نے فسخ کر دیا، اپنا کلمہ تبدیل کر لیا، وہ مالک ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔

ابن فیض......لیکن قرآن کریم میں تو اللہ کہتا ہے کہ ''فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ، سورۃ ابراہیم 48'' خدا کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلاف مت سمجھو۔ اب اگر وعدہ پورا نہیں ہوا تو یقیناً یہ خدا کا وعدہ نہیں ہوگا اور نہ ہی آپ اس کے رسول ہیں یا تھے؟

مرزا صاحب......میرا الہام ہے کہ قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں، اور اللہ نے مجھے نبی اور رسول قرار دیا ہے نیز مجھ پر بھی وحی آتی ہے اس لئے جو میں کہتا ہوں بس وہی صحیح ہے اور وہی قرآن ہے! تم لوگوں کے مفروضات کی کوئی اہمیت نہیں۔

ابن فیض......ویسے یہ بات تو عین یقینی ہے کہ آپ اللہ کے رسول نہیں تھے، کیونکہ اللہ اپنے رسولوں اور نبیوں سے ذلت

کے کام نہیں کراتا؟

مرزا صاحب......تو کونسا ذلت کا کام اللہ نے مجھ سے کروایا؟

ابن فیض......خیر ایسی مثالیں بے شمار ہیں، لیکن بات اس وقت محمدی بیگم کی ہو رہی ہے، بقول آپ کے اللہ آپ کو بار بار الہام کرتا رہا کہ محمدی بیگم بیوہ ہو کر آپ کے پاس آئے گی؟

مرزا صاحب......ہاں! ہاں! میں نے اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں بھی یہی شائع کیا ہے۔ اس میں ذلت کی کیا بات ہو گئی؟

ابن فیض......آپ نے اپنے ایک مخالف کے بارے میں لکھا ہے کہ اسکی ایک بیوہ سے شادی ہوئی ہے، یہ کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ ذلت کی بات ہے، آپ کے الفاظ یہ تھے ''بیوہ کو نکاح میں لانا بلکہ اس کا ذکر کرنا بھی باعث شرم ہے''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۲/صفحہ ۱۳۷]۔ اب کیا آپ بھی بیوہ سے شادی کے انتظار میں رہے، تو اب اگر آپکی پیشگوئی پوری ہو جاتی تو بقول آپ کے تب بھی آپ کے لئے ذلت کی بات تھی، اور نہ پوری ہو کر تو ویسی ہی.........؟

مرزا صاحب......پتہ نہیں کہاں کی مثالیں دے رہے ہو، یہ باتیں صرف مخالفوں کے لئے تھیں۔

ابن فیض......کیا آپ اسلامی شریعت کے پابند ہیں اور جو احکام رسول پاک کے ذریعہ آئے، ان پر یقین رکھتے ہیں؟

مرزا صاحب......ہاں، اور اسی شریعت کی تبلیغ کرتا رہا اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کا کہتا رہا۔ لیکن موضوع تو دوسرا ہے، یہ بات کہاں سے آگئی؟

ابن فیض......میں اسی پر آ رہا ہوں، سورۃ النساء میں ہے کہ ''وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو دوسروں کی قید نکاح میں ہیں'' اب جب محمدی بیگم، مرزا سلطان کی بیوی بن گئی تھی، تو کیا شرعاً اس کے بارے میں سوچنا یا ایسی باتیں کرنا غیر شرعی نہیں؟

مرزا صاحب......نہیں، شریعت اللہ کی بنائی ہوئی ہے، اور مجھ پر الہام بھی اللہ کی طرف سے تھا جو اس نے رسول (یعنی اس عاجز) پر کیا جس کی شریعت میں امر اور نہی بھی ہے، اس لئے خدا نے مجھے ایسا الہام کیا کہ میرے امر سے دین میں تجدید ہو جائے، اور میں نے تجدید کر دی۔

ابن فیض......دوسری بات، آپ نے محمدی بیگم سے شادی کرنے کے لئے اس کے باپ کو کہا کہ شادی کے بعد جائیداد کا تیسرا حصہ محمدی بیگم کے نام کر دوں گا، کیا وہ وعدہ شریعت کے مطابق تھا؟ کیا دوسری بیویوں کے ساتھ بھی ایسا وعدہ تھا؟

مرزا صاحب...... میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ اعظم بیگ لاہوری کے مقدمہ میں عدالت میں بھی میں نے اور میرے بزرگوں نے بتایا تھا کہ ہم جائیداد کے مسائل میں اسلامی قانون کی بجائے مغل روایات کے پابند ہیں اوران پر عمل کرتے ہیں اوراسکے تحت میں تیسرا حصہ کیا چاہے ساری زمین دے دیتا۔

ابن فیض......اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگوں میں شریعت کی باتیں کرتے تھے لیکن خوداسکے پابندنہیں تھے، ویسے کئی اور بھی باتیں ہیں لیکن اس وقت جائیداد کی بات ہورہی ہے اس لئے بات اسی موضوع پر رکھتے ہوئے سوال ہے کہ آپ جائیداد کے معاملہ میں اسلامی شریعت کے پابندنہیں تھے؟

مرزا صاحب...... دیکھیں خدا نے میرا نام نبی اور رسول رکھا تھا اس لئے میں حالات اور ضرورت کے تحت احکامات میں تبدیلی کرسکتا تھا، اپنے لئے یا کسی دوسرے کے لئے۔

ابن فیض...... آپ نے محمدی بیگم کے والد کو جس زمین کے لئے وہ دستخط کر کے دینے کا وعدہ کیا تھا؟

مرزا صاحب...... ہاں کیا، بالکل کیا، بلکہ اس کے علاوہ بھی اس کو اور زمین دینے کا وعدہ کیا، اس کے علاوہ اور بھی انعام واکرام کا وعدہ کیا تھا۔

ابن فیض...... آپ نے محمدی بیگم کے ساتھ شادی کے بدلے میں اس کے بھائی کو پولیس میں نوکری دلانے کا وعدہ کیا تھا؟

مرزا صاحب...... ہاں محمدی بیگم سے شادی کی شرط پر نہ صرف میں نے پولیس میں نوکری دلانے کا بلکہ اپنے کسی امیر مرید کی بیٹی سے اس کی شادی کروانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔

ابن فیض...... آپ نے حکیم نورالدین صاحب کو کہا کہ اس کے بھائی کو سمجھائیں اور بتائیں کہ میں نے آپ سے اس کے کام کروادینے کو کہا ہے؟

مرزا صاحب...... ہاں، بالکل کہا اور نہ صرف حکیم نورالدین کو ان کو سمجھانے کو کہا بلکہ میں نے اپنے سالے اور اپنے بیٹے کی ساس کو بھی کہا کہ ان کو سمجھائیں کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ مجھے دیں ورنہ مدد نہ کرنے کے سلسلہ میں مخالفت ہو جائے گی۔ بلکہ میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا میں چوہڑا یا چمار ہوں جو وہ مجھے اپنے بیٹی کا رشتہ نہیں دیتے؟

ابن فیض......تو آپ کے سالے نے کیا جواب دیا؟

مرزا صاحب...... اس کے پاس کوئی معقول جواب تو تھا نہیں، بس مجھے یہی فضول اور بے تکا جواب دیا کہ ”آپ خود

سوچیں کہ آپ پچاس سال سے اوپر، دائم المریض شخص ہیں اور حرمت بی بی (پہلی بیوی) سے بھی آپ کا سلوک ان کے ذہن میں ہے۔ پھر بحالت نامردی نصرت جہاں بیگم سے شادی، غیر مردوں کو گھر میں رکھنا اور کشتہ جات کا استعمال بھی سامنے ہے تو سوچیں کہ مرزا احمد بیگ، آپ کو اپنی بیٹی کا رشتہ جو کہ آپ کے بچوں سے بھی چھوٹی ہے، بلکہ آپ کے بیٹوں کی گود میں کھیلی ہے، کیسے دے سکتا ہے"؟

ابن فیض......آپ نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی (عرف پھجے دی ماں) کو بھی ان پر زور ڈالنے کو کہا کہ وہ بات مان جائیں؟

مرزا صاحب......بالکل کہا، بلکہ حرمت بی بی کو یہ بھی کہا کہ اگر اس نے کوشش نہ کی یا اس کی کوشش کامیاب نہ ہوئی تو ،اس کو جس دن محمدی بیگم کا دوسری جگہ نکاح ہوگا، میری طرف سے طلاق واقع ہو جائے گی، اور میں نے اپنے قول کی لاج رکھی جیسے ہی نکاح ہوا میں نے حرمت بی بی کو طلاق دے دی۔

ابن فیض......آپ نے اپنے بیٹوں کو بھی کہا کہ ان پر زور ڈالیں کہ وہ محمدی بیگم کا رشتہ آپ کو دے دیں؟

مرزا صاحب......بالکل کہا کہ مرزا احمد بیگ کو سمجھائیں کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ مجھ سے کر دے، لیکن میرا بڑا بیٹا مرزا سلطان احمد دیوث اور حرامی نکلا، بجائے اس کے وہ ان کو سمجھاتا، میرے خلاف ان کا مدار المہام بنا، اور محمدی بیگم کی مرزا سلطان محمد آف پٹی سے شادی میں مددگار بنا، اس لئے اس کو (بڑا بیٹا مرزا سلطان) میں نے نہ صرف جائیداد سے عاق کیا بلکہ اشتہار دیا کہ اس شخص کے ساتھ تعلق رکھنا بے دینوں اور دیوثوں کا کام ہے۔ میرے دوسرے بیٹے مرزا فضل احمد نے میری بات مانی اور جیسے ہی محمدی بیگم کی دوسری جگہ شادی ہوئی اس نے اپنی بیوی عزت بی بی کو، جو کہ محمدی بیگم کی کزن تھی، فوراً طلاق دے کر اس کے والدین کے گھر بھجوا دیا۔

ابن فیض......یہ وہی فضل احمد ہے نا جس کا جنازہ بھی آپ نے نہیں پڑھا تھا؟

مرزا صاحب......ہاں وہی ہے، نیک تھا، فرمانبردار تھا، اچھا انسان تھا، لیکن میرے کہنے پر بظاہر طلاق دینے کے باوجود اپنی بیوی عزت بی بی سے ہر قسم کا تعلق رکھا، اس کا مجھے غصہ اور رنج تھا، اس لئے میں نے یہ کہہ کر کہ اس نے ظاہری طور پر میری بیعت نہیں کی تھی اس لئے میں نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

ابن فیض......لیکن آپ نے عاق نامہ کا جو اشتہار دیا تھا، اس اشتہار میں آپ نے لکھا تھا کہ سلطان احمد نے آپ کو سخت ناچیز قرار دیا اور آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوا؟

مرزا صاحب......بالکل! بلکہ اس نے خط کا جواب بھی نہیں دیا، مجھ سے بیزاری ظاہر کی اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل

کیا جاؤں۔

ابن فیض......کوئی ایسا غلط بھی نہیں کہا خیر یہ آپ جانیں لیکن آپ نے کہا تھا کہ محمدی بیگم کی شادی کسی اور جگہ کی تو اس کو کئی غم اور کراہت اور تکلیف کے مواقع آئیں گے؟

مرزا صاحب......ہاں کہا تھا، اور دکھ تکلیف کے مواقع آئے، جیسے اس کا باپ مر گیا، اس کو مرزا سلطان سے شادی کرنے کے بعد اپنا وطن قادیان، رشتہ داروں کو، بچپن کی سکھیوں، سہیلیوں اور ماں باپ بہن بھائی کو چھوڑ کر جانا پڑا، اس کو میری جائیداد کا تیسرا حصہ جو شادی کی صورت میں ملنا تھا نہ ملا۔ سب سے بڑھ کر میں جو اس کا دنیا میں سب سے زیادہ چاہنے والا تھا اس سے دور ہوئی۔ بلکہ ایک مرتبہ تو تانک جھانک کرتے ہوئے میں کھڑکی سے گر پڑا اور کندھے میں چوٹ آئی جس کی وجہ سے آج بھی میرا دایاں بازو نہیں کام کرتا۔ لیکن اگر اس کی شادی میرے ساتھ ہوتی تو اس کو یہ سب نہ دیکھنا پڑتا۔ بلکہ اس کی اولاد کو بھی میں سب سے زیادہ ترجیح دیتا۔

ابن فیض......غرضیکہ آپ نے ہر جائز اور ناجائز حربہ استعمال کیا محمدی بیگم سے شادی کرنے کے لئے؟

مرزا صاحب......ہاں ہر طریقہ اختیار کیا، لیکن میں نے جو بھی طریقہ اختیار کیا، ممکن ہے کہ آپ جیسے بعض لوگوں کے نزدیک غلط ہو لیکن میں چونکہ نبی تھا اس لئے میرا کوئی کام غلط نہیں ہو سکتا تھا۔

ابن فیض......مرزا صاحب ایک بات، آپ ہی کی کہی ہوئی ہے، آپ نے سراج منیر/صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے، ''ہم ایسے شخص کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر، پھر اپنے ہاتھ سے، اپنے مکر سے، اپنے فریب سے، ان کے پورے ہونے کی کوشش کرے اور کرائے''۔ اس پر سوچ کر جواب کہ کیا محمدی بیگم والی پیش گوئی، ہر طرح سے اس تحریر پر پوری اترتی ہے یا نہیں؟

مرزا صاحب......نہیں، ایسا نہیں، یہ تحریر میں نے مخالفین کے لئے لکھی ہے، اور میں نبی تھا اس لئے میرا کوئی کام غلط نہیں!

ابن فیض......یعنی آپ کے مخالفین ایسی پیشگوئی کریں اور پھر یہ طریق اختیار کریں تو وہ نہ صرف جھوٹے بلکہ کتوں سے بھی بدتر، لیکن آپ ایسا کریں تو جائز؟

مرزا صاحب......جی، بالکل۔ آخر نبی بھی ایسا، جس کی تمام زمین و آسمان نے گواہی دی ہو، وہ جو چاہے کرے اس کا حق ہے، اور اللہ نے بھی مجھے سب کچھ کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ بلکہ میرے پاس تو کن فیکون کی طاقت بھی تھی۔

ابن فیض......خیر یہ روز روشن کی طرح ہے اور میں بھی گواہ ہوں کہ جیسی زمین و آسمان نے آپ کے جھوٹ پر گواہی دی ،ایسی اور اتنی زیادہ کسی اور جھوٹے نبی کے لئے نہیں دی؟

مرزا صاحب...... کہہ لو بھئی کہہ لو مجھے جھوٹا نبی۔ کیا فرق پڑتا ہے؟ پہلے بھی ساری دنیا جھوٹا کہتی تھی اور اب بھی کہتی ہے۔حتیٰ کہ کئی احمدی بھی دل میں جھوٹا سمجھتے ہیں!

ابن فیض......مرزا صاحب آپ نے اپنی اس پیشگوئی کو اپنی سچائی کا معیار بنایا تھا اور کہا تھا کہ جس دن یہ باتیں پوری ہوں گی ،اس دن مخالفین کی نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوٴروں کی طرح کر دیں گے ،تو کیا واقعی آپ کے خیال میں یہ پیشگوئی پوری ہوگئی؟

مرزا صاحب...... ہاں پوری ہوئی ،لیکن اس طرح صفائی سے پوری نہیں ہوئی کہ ہر ایک کی سمجھ میں آجائے۔

ابن فیض...... آپ نے اپنی کتاب [سراج منیر/ رخ جلد۱۲/صفحہ۱۷] پر لکھا ہے، ’’اگر پیشگوئی فی الواقع ایک عظیم الشان ہیئت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے‘‘۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ اگر واقعی یہ پیشگوئی جس کو آپ نے اپنی سچائی کا معیار بنایا تھا ،اس طرح کیوں پوری نہیں ہوئی کہ مخالفین تو دور کی بات ،آپ کی جماعت کی بھی ایک بھاری تعداد کے دل اپنی طرف کھینچ سکے؟

مرزا صاحب...... سراج منیر میں، میں نے پیشگوئی کی بابت اپنا سرسری خیال ظاہر کیا ہے۔ باقی میری پیشگوئی پوری ہوئی ،آپ اور دوسرے نہ مانیں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

ابن فیض......مرزا صاحب کیا یہ پیشگوئی واقعی خدا کی طرف سے تھی یا اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے آپ نے خود ہی پیشگوئی گھڑی اور اس کو پھر اپنے ہاتھوں ،وسائل اور دباؤ کے ذریعہ پورا کرنے کی کوشش کی؟

مرزا صاحب...... خدا نے مجھے الہام کیا کہ مرزا تیرے منہ کی باتیں میری باتیں ہیں ،اس لئے یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے تھی اور اگر کوئی اپنے ہاتھوں سے پیشگوئی پوری کرنے کی کوشش کرے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

ابن فیض......مرزا صاحب آپ نے کہا کہ اگر مرزا احمد بیگ نے میری بات نہ مانی تو اس کو ،اس کے خاندان کو اور اس کی بیٹی کو کئی امر کراہت اور دکھ کے پیش آئیں گے؟

مرزا صاحب...... ہاں اور مرزا احمد بیگ خود مر گیا اور اس کے خاندان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

ابن فیض......مرزا صاحب ،احمد بیگ آپ کی پیشگوئی کے آٹھ سال بعد مرا ،اور ہر گھر میں ایسی اموات ہوتی ہیں۔لیکن

مرزاسلطان نہ صرف آپ کی پیشگوئی کے مطابق نہیں مرا، بلکہ پہلی عالمی جنگ میں حصہ لینے اور زخمی ہونے کے باوجود آپ سے چالیس برس زیادہ زندہ رہا؟

مرزا صاحب...... میں نے کہا تو ہے کہ اس کے گھر والوں نے توبہ کی تھی، اس لئے انذاری پیشگوئی ٹل گئی۔

ابن فیض...... مرزا سلطان کے ساتھ محمدی بیگم کی شادی سے پہلے، کیا آپ کی یا آپ کے خاندان کی، مرزا سلطان آف پٹی سے، یا اس کے خاندان سے ذاتی مخالفت تھی؟

مرزا صاحب...... نہیں، قطعاً نہیں، بلکہ معمول کے تعلقات تھے، جیسے دور کے عزیزوں یا جاننے والوں سے ہوتے ہیں۔

ابن فیض...... تو پھر آپ نے مرزا سلطان آف پٹی کی موت کی پیشگوئی کیوں کی؟

مرزا صاحب...... اس لئے کہ اس نے خدا کی پیشگوئی کی مخالفت کرتے ہوئے، میرے یعنی اللہ کے پہلوان کے مقابلے پر محمدی بیگم سے شادی کی، اور اس طرح ایک جرم کیا، اس لئے خدا نے اس جرم کی سزا کے طور پر مرزا سلطان آف پٹی کے لئے تقدیر مُبرم کی طرح اٹل موت کی پیشگوئی کروائی۔ اور ڈھائی سال کے اندر اس جرم سے رجوع کی مہلت بھی دی۔

ابن فیض...... لیکن اس نے اس مہلت سے بھی فائدہ نہ اٹھایا اور اس نے محمدی بیگم کو طلاق نہیں دی، نہ ہی وہ پیشگوئی کی مقررہ میعاد میں مرا، اور پچاس پچپن سال اس نے محمدی بیگم کے ساتھ بحیثیت خاوند کے گزارے اور برابر آپ کی آسمانی منکوحہ کے ساتھ بحیثیت خاوند رہ کر جرم کرتا رہا؟

مرزا صاحب...... (لمبی سی ٹھنڈی آہ بھری، پھر ایک دم تلخ لہجے میں) ہاں، لیکن میں نے کہا ہے نا کہ اس کے عزیزوں اور اقربا کی توبہ کی وجہ سے اس کی سزا معاف ہوگئی۔

ابن فیض...... مرزا صاحب مجھے ایک بات بتائیں کہ، آپ نے (بقول آپ کے) خدا کی طرف سے خبر پا کر کہا، جو بھی محمدی بیگم کے ساتھ شادی کا جرم کرے گا۔ اس جرم کے عمل کی مدت ڈھائی سال سے زیادہ نہ گزرے گی کہ وہ اس ''بھیانک'' جرم کے نتیجے میں موت کی سزا پائے گا۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ جس جرم کی سزا (بقول) آپ کے خدا نے ''شادی کے مجرم'' کے لئے نہ ٹلنے والی تقدیر کی طرح مقرر کی تھی، اس جرم سے ''جرم'' مرزا سلطان نے نہ صرف توبہ ہی نہیں کی، بلکہ دھڑلے کے ساتھ نبی کی آسمانی منکوحہ کے بطن سے اپنے بچے پیدا کرواتا رہا۔ پھر بھی (آپ کے خودساختہ) خدا کو غیرت نہیں آئی۔ اور اس نے ''مجرم'' کو (اپنے پہلوان نبی کو جھوٹا کرتے ہوئے) اس کے اپنی توبہ پر نہیں بلکہ اس ''بھیانک

مجرم" کے عزیزوں کی توبہ پر نہ صرف معاف کر دیا بلکہ "محمدی بیگم سے شادی کے جرم" کو جاری رکھنے کی اجازت دی، بلکہ پچاس پچپن برس سے زیادہ عرصہ جرم کو کرتے رہنے کی اجازت دی؟

مرزا صاحب...... اللہ کی مرضی، اس کی مرضی کہ تقدیر مبرم کو بھی ٹال دے اور اس کی مرضی کہ چھوٹے جرم پر سخت سزا دے۔

ابن فیض...... لیکن آپ نے کہا تھا کہ اگر محمدی بیگم بیوہ ہو کر میرے نکاح میں نہ آئی، تو مجھے جھوٹا سمجھا جائے، بلکہ [انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/ صفحہ ۳۱] پر آپ نے لکھا ہے کہ "میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہ ہو گی اور میری موت آ جائے گی"۔ یہ حوالہ آپ کے ہر عذر کو ختم کر دیتا ہے اور آپ اس کی رو سے جھوٹے ہیں، محمدی بیگم کا نکاح تو اللہ نے فسخ کر دیا لیکن اس کی سلطان محمد کی موت بھی فسخ کر دی؟

مرزا صاحب...... بھائی اللہ کی مرضی کے آگے کس کو دخل ہے، لیکن پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی، اس لئے میں جھوٹا نہیں، تمہیں سمجھ نہ آئے تو میرا قصور نہیں۔

ابن فیض...... اچھا آپ کا ایک الہام/ وحی بھی ہے کہ "پٹی پٹ گئی" ہے، کیا یہ بھی الہام مرزا سلطان کے بارے میں ہوا تھا؟

مرزا صاحب...... ہاں، یہ الہام بھی اللہ نے اسی سلسلے میں کیا تھا۔

ابن فیض...... لیکن کیا یہ الہام آپ نے اس لئے تو نہیں بنایا تھا کہ قصبہ پٹی کے ضعیف الاعتقاد لوگ ڈر کر مرزا سلطان پر دباؤ ڈالیں، اس طرح قادیان میں محمدی بیگم کے رشتہ داروں پر الہامی دباؤ ڈالا اور قصبہ پٹی میں مرزا سلطان پر اس کے عزیزوں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں سے اس الہام کے ذریعہ دباؤ ڈلوانا چاہا، لیکن اس الہام میں بھی اللہ نے آپ کو جھوٹا اور ذلیل کیا کہ آج تک اس علاقے میں گھمسان کی جنگیں بھی ہو چکی ہیں لیکن خدا نے دنیا کو آپ کا جھوٹ دکھانے کے لئے پٹی کی ایک پھٹی بھی نہیں پُٹی گئی؟

مرزا صاحب...... نہیں ایسا نہیں ہے، پتہ نہیں کہاں کی باتیں کر رہے ہو؟ یہ الہام بھی ضرور پورا ہو گا چاہے ایک ہزار سال لگے۔

ابن فیض...... مرزا صاحب آپ کا کہنا ہے کہ اللہ نے آپ کو "کن فیکون" کی طاقت دی تھی، آپ نے اسے کیوں استعمال نہیں کیا؟

مرزا صاحب...... جب محمدی بیگم کی پیشگوئی کی تھی، اس وقت تک یہ طاقت عطا نہیں ہوئی تھی، اس لئے استعمال کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

ابن فیض...... لیکن جب آپ کو یہ طاقت عطا ہوئی، اس وقت بھی محمدی بیگم کا قصہ چل رہا تھا اور آپ کی وفات تک چلتا رہا، اور آپ مخالفین کے استہزاء کا لگاتار نشانہ بنتے رہے، لیکن پھر بھی آپ نے اس طاقت کا استعمال نہ کر کے (معاذ اللہ) ایک نبی (؟) کو اور اس کی پیشگوئی کو استہزاء کا نشانہ بنوانا، کیا صحیح کام تھا؟

مرزا صاحب...... دراصل مجھے بھولنے کی بیماری تھی اس لئے بھول جاتا تھا کہ میرے پاس ''کن فیکون'' کی طاقت ہے اور میں یہ طاقت بھی استعمال کر سکتا ہوں۔

ابن فیض...... وہ تو خیر ہر پیشگوئی کے وقت بھول جاتے رہے ہیں کہ آپ کے پاس ''کن فیکون'' کی طاقت ہے، ورنہ کوئی تو پیشگوئی پوری ہوتی؟

مرزا صاحب...... کیوں نہیں پیسوں کے آنے کی کئی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔

ابن فیض...... خیر آپ نے اپنی ایک پیشگوئی ''خواتین مبارکہ پانے والی'' میں کہا تھا کہ ''خدا ایک اجڑا گھر تم سے آباد کرے گا'' اور اس کی تشریح میں آپ نے دوسری جگہ (محمدی بیگم والی پیشگوئی میں) کہا کہ ''اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔ سو اس جگہ اجڑے ہوئے گھر سے وہ اجڑا ہوا گھر مراد ہے''۔ وہ اجڑا ہوا آباد گھر کہاں ہے؟

مرزا صاحب...... بعض پیشگوئیاں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں، اگر ایک بات پوری نہ ہو تو دوسری بھی بعض دفع پوری نہیں ہوتی۔

ابن فیض...... مرزا صاحب آپ نے دو شعر اس پیشگوئی کے متعلق کہے تھے ؎

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجیب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں ہے جو فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

اب آپ بتائیں کہ عزت کس نے پائی، رسوا کون ہوا؟

مرزا صاحب...... عزت یقیناً میں نے پائی کہ پیشگوئی پوری ہوئی، مخالفین کو سمجھ نہ آئے تو میں کیا کروں اور رسوا

دوسرے ہوئے!

ابن فیض......مرزا صاحب ایک بات کہوں آج کی آخری بات، کسی دوسری نشست میں اور پیشگوئیوں پر بات کریں گے۔

مرزا صاحب......بھئی کیا پیشگوئیوں کے علاوہ اور باتیں نہیں؟ دوسرے آپ کیا بات کہنا چاہتے ہو؟

ابن فیض......مرزا صاحب محمدی بیگم کی پیشگوئی میں آپ کی ایک بات بھی پوری نہیں ہوئی!!! احمد بیگ آپ کی پیشگوئی کے بعد بجائے تین کے آٹھ سال میں مرا۔ مرزا سلطان نے آپ کی بیعت کی نہ محمدی بیگم نے کی، اور وہ نکاح کے بعد بجائے اڑھائی سال کے ۵۵ سال بعد فوت ہوا۔ محمدی بیگم نے نہ کوئی غم دیکھا، نہ کراہت آمیز امور پیش آئے، بلکہ خوشی خوشی اس نے مرزا سلطان کے سات بچوں کو جنم دیا۔ دونوں نے اپنے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں دیکھیں۔ اور اللہ نے اس کو زمین اور دولت سے بھی نوازا، عزت بھی ملی اور ان پر زندگی بھر کوئی اخلاقی یا قانونی الزام بھی نہیں لگا۔

مرزا صاحب......آپ کہنا کیا چاہتے ہو اور ان باتوں سے آپ کا مطلب کیا ہے؟

ابن فیض...... مجھے بات پوری کرنے دیں، لیکن آپ کی ہر بات غلط ثابت ہوئی اور تمام دعوے جو فریق مخالف کے لئے کئے تھے آپ کی ذات پر اللہ نے منطبق کر دیئے۔ آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دی اس طرح آپ کا آباد گھر اجڑا۔ آپ نے عزت بی بی کو طلاق دلوا کر اپنے دوسرے بیٹے کا ہنستا بستا گھر اجاڑا، اور اپنے گھر سے عزت نکال دی۔ بڑے بیٹے نے آپ کو حقیر ذلیل اور ناچیز جانا اور آپ سے بیزاری ظاہر کی، یہ کراہت اور غم کا موقع آپ پر آیا۔ آپ نے اس کو دیوث اور بے غیرت قرار دے کر عاق کیا اور اس کا اشتہار شائع کیا، آپ کی ذات کے لئے یہ کراہت آمیز کام اللہ نے آپ کے ہاتھ سے کروایا۔ آپ اکثر مخالفین کے استہزاء کا نشانہ بنے، بن رہے ہیں اور بنتے رہیں گے۔ آپ کے بہت سے انتہائی قریبی ساتھی آپ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ آپ کو عدالت میں اقرار کرنا پڑا کہ آپ اپنی ایسی پیشگوئیاں شائع نہیں کریں گے جس میں آپ کے دین کے مخالفین کی ہتک ہو یا موت وغیرہ کی دھمکی ہو۔ اور اس کے علاوہ جب بھی آپ نے محمدی بیگم کے بارے میں کوئی عذر تراشا، خدا نے وہی عذر آپ کے منہ پر دے مارا، حتیٰ کہ بائیس سال محمدی بیگم کے نام پر آپ ذلیل وخوار اور ناکام و نامراد رہ کر دنیا سے رخصت ہوئے، اور آپ کی یہ نامرادی آج بھی آپ کی اولاد اور جماعت کو شرمندہ کرتی ہے۔ آپ کی اکثر پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ اگر آپ اللہ کے مقرر کردہ نبی اور رسول ہوتے تو یہ کراہت آمیز اور دوسروں کے لئے سبق آموز واقعات آپ کو نہ پیش آتے؟

مرزا صاحب......بند کرو یہ بکواس، پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہو، ان میں ایک بات بھی صحیح نہیں، تم میرے، خدا اور رسول

کے دشمنوں کے بہکاوے میں آگئے ہو۔

ابن فیض......مرزا صاحب اب آپ کے مریدوں سے سوال ہے کہ یہ شعر ۔

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں ہے جو فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پاجائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

جو بقول آپ کے خدا نے آپ سے لکھوایا، کس پر پورا ہوا کون رسوا ہوا؟ کس نے عزت پائی؟

مرزا صاحب......کیوں نہیں پیسوں کے آنے کی کئی پیشگوئیاں پوری ہوئیں، جیسے میں نے ایک بار پیشگوئی کی کہ ارباب کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے، اور وہ آگیا، وغیرہ وغیرہ۔ ایسی پیشگوئیوں کے گواہ تو قادیان کے لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت داس بھی ہیں۔

ابن فیض......خیر، میرے خیال میں آپ برٹش سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے تھے اور آپ یا سیکرٹ سروس دونوں ظاہر نہیں کر سکتے تھے اپنے تعلق کو، اس لئے آپ دونوں درمیانی رابطوں یا مختلف طریقوں سے معلومات اور روپیہ پیسہ ایک دوسرے کو بھجواتے تھے، چونکہ آپ کو پتہ ہوتا تھا کہ اب پیسے آنے والے ہیں اس لئے آپ پیشگوئی جڑ دیتے تھے اور بظاہر اپنے گواہ بنا لیتے تھے، کچھ سادہ لوح لوگ آپکے اس قسم کے حربوں سے متاثر ہو جاتے تھے، اس طرح دکانداری چل نکلی؟

مرزا صاحب......نہیں، نہیں، یہ آپکا بے بنیاد الزام ہے۔ قادیان کے ہندو ملاوامل اور دوسرے کئی دوسری پیشگوئیوں کے بھی گواہ ہیں۔

ابن فیض......لیکن آپ نے خود اپنی کتاب [قادیان کے آریہ اور ہم/ رخ جلد ۲۰/ص ۴۲۵] میں لکھا ہے کہ، ''قادیان میں لالہ ملاوامل نے لالہ شرمپت کے مشورہ سے اشتہار دیا جس کو تقریباً دس برس گزر گئے۔ اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص مکار فریبی ہے اور صرف دکاندار ہے۔ لوگ اسکا دھوکہ نہ کھاویں، مالی مدد نہ کریں۔ ورنہ اپنا روپیہ ضائع کریں گے''۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ جن کو گواہ پیش کر رہے ہیں وہ آپکی زندگی میں ہی خود آپکے اپنے کہنے کے مطابق جو گواہی دے گئے ہیں وہ کیوں نہ مانیں؟

مرزا صاحب......لیکن دراصل وہ بعد میں دوسروں کے ساتھ مل گئے تھے۔

ابن فیض......آپ کیسے نبی تھے کہ ہر وقت آپکی صحبت میں بیٹھنے والے، نیز آپ ان کے محسن بھی تھے، وہ احسان مند

آپکی پیشگوئیوں کے گواہ ''آپکی نیک صحبت'' سے تو برسوں میں فیضیاب نہ ہوسکے، لیکن مخالفین کی ذراسی تحریک پر ہی ان گواہوں نے آپکی تمام مہربانیوں کو بھلا کر آپکو مکار قرار دیکر اشتہار بھی شائع کرنا شروع کر دیئے اور آپ قانونی کاروائی بھی نہ کرسکے۔

مرزا صاحب...... یہ فضول سوال ہے۔ نبیوں کے مخالفین تو ہر دور میں ہوتے ہیں، اور مخالفت کرتے ہیں۔

ابن فیض...... نہ ہی ''کُن فیکُون'' کی طاقت استعمال کر سکے کہ یہ جھوٹے اشتہارات نہ دے سکیں؟

مرزا صاحب...... ''کُن فیکُون'' کی طاقت استعمال کرنا میں ہمیشہ بھول جاتا رہا۔ اور اگر نہ بھی بھولتا، میری مرضی تھی اسکو استعمال کرتا یا نہ کرتا۔ آپ کون ہیں اعتراض کرنے والے..........

ابن فیض...... لیکن صرف ہندو ہی نہیں بلکہ آپکے بہت سے ایسے ساتھی بھی آپکو چھوڑ گئے حتیٰ کہ جن کے اخلاص کے بارہ میں آپکو وحی ہوئی یا جن کی آپ نے بہت تعریف کی؟

مرزا صاحب...... کیا بات کر رہے ہو، نبیوں کو لوگ چھوڑ کر جاتے رہے ہیں۔

ابن فیض...... جناب جس نے بھی اپنے زمانے میں نبی اللہ کو چھوڑا شیطان کے بہکانے کے باوجود کسی بھی نبی اللہ پر بے ہودہ قسم کا الزام نہیں لگایا؟

مرزا صاحب...... ٹھہرو ٹھہرو! کیا رسول کریم کی زندگی میں منافقین نے اُن پر الزام لگائے؟

ابن فیض...... جناب حضرت رسول کریم ﷺ کو مخالفین نے مجنوں اور ساحر (نعوذ باللہ) کہا مگر ان پر اخلاقی الزام نہیں لگایا۔ بلکہ آپ نے خود کہا ہے کہ '' آنحضرت ﷺ کو مخالفوں نے ہمیشہ امین اور صادق تسلیم کیا ہے''؟

مرزا صاحب...... مجھے پتہ ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہو، لیکن کیا اس کا انکار کرو گے کہ رسول کریم پر انصار کے مقابلے میں مہاجروں کو نوازنے کا الزام لگا؟

ابن فیض...... مرزا صاحب، آپکی بات حقائق کے منافی ہے۔ جناب رسول کریم ﷺ پر الزام لگانے والا صرف ایک نوجوان تھا لیکن اُس سمیت تمام انصار نے اُسی وقت رو رو کر آنحضور ﷺ سے معافی مانگی، اسکے مقابل جب آپ کی طرف دیکھیں تو آپکے ساتھ لین دین کرنے والے ہندو، مسلمان، عیسائی، اخباروں کے مالک، آپکے رشتہ دار، اور آپکو چھوڑنے والے آپکے مخلص صحابی، سب نے بالاتفاق آپکو چور/ خائن/ مسرف/ مذہبی دکاندار/ مکار/ ٹھگ/ مال خور/ اور پتہ نہیں کیا کیا کہا، جسکا آپ نے اپنی کتابوں میں خود بھی اعتراف کیا ہے اور ان میں سے کسی ایک نے بھی کبھی بھی اپنے الزامات واپس

نہیں لئے؟

مرزا صاحب...... پتہ نہیں اچھی بھلی بات کرتے کرتے کس طرف نکل جاتے ہو۔ میرا کہنا یاد نہیں کہ کسی کو مجھ پر اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔

ابن فیض...... جناب ویسے تو میں آپکے اس شعر کے بعد ۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

کے بعد آپ پر کسی کو اور کسی پر آپکو قیاس کر بھی نہیں سکتا، لیکن ہم پیشگوئیوں کی طرف آتے ہیں۔

مرزا صاحب...... یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں، میرے خارق عادت نشانات لاکھوں تھے، ہاں مجھے یاد آیا آپ نے الزام لگایا ہے کہ ایک شخص نے بھی اپنے الزام واپس نہیں لئے، اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ میرے سُسر میر ناصر نے اپنے الزامات واپس لئے ہیں۔

ابن فیض...... میرے خیال میں جناب انہوں نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ ''میں نے غلط الزامات لگائے ہیں''۔ بلکہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ''جو کچھ میں نے بے وقوفی سے لکھا ہے اب انکو میرے نام سے دوبارہ مشتہر نہ کیا جائے''۔

مرزا صاحب...... اور کیا ثبوت چاہیے جب وہ اپنی بیوقوفی کا اقرار کر رہا ہے تو۔ یہی تو میں کہتا ہوں کہ مولویوں نے جھوٹ کا پیالہ پیا اور عوام کالانعام کو بھی پلایا۔

ابن فیض...... دیکھیں ایک حقیقت کا اظہار کرنا یا نہ کرنا تو ممکن ہے کہ بیوقوفی ہو لیکن لگائے ہوئے الزامات کو جھوٹ قرار دیکر واپس لینا اور بات ہے، آپکے سُسر نے الزامات واپس نہیں لئے۔ صرف یہ اقرار ہے کہ اس نے انکے اظہار کرنے کی بے وقوفی کی ہے۔

مرزا صاحب...... میرے سُسر کو ان ظالم یہودی صفت مولویوں نے بہکایا تھا۔

ابن فیض...... مرزا صاحب کیا آپ، آپکا خاندان اور سُسرالی خاندان سب کے سب دوسروں کے بہکاوے میں آنے والے ہیں؟

مرزا صاحب...... میں اپنے سُسر کی بات کر رہا ہوں، یہاں میرا اور سُسرالی خاندان کہاں سے آ گیا؟

ابن فیض...... مرزا صاحب بچپن میں آپکو ساتھی بچے بہکاتے تھے تو آپ چینی مُٹھیاں بھر بھر کر لے جاتے تھے۔ جوانی

میں آپکے چچازاد بھائی نے آپکو بہکا کر آپکے والد کی پورے سال کی پنشن اِدھر اُدھر خرچ کروادی تھی۔ آپکی پہلی بیوی کو اور اس کے بچوں کو آپکا خاندان بہکاتا تھا۔ آپکی دوسری بیوی کو اسکی اماں بہکاتی تھیں اور اُسکے ابا کو مولوی بہکاتے تھے اور بھکوں کے ریوڑ سے ایک ''بہکا ہوا نبی'' ہی برآمد ہو سکتا ہے۔

مرزا صاحب......آپ پتہ نہیں کیا بھکنا اور بہکانا لے بیٹھے۔ کیا آپ میری پیشگوئیوں پر بات نہیں کر سکتے۔ میری سینکڑوں پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں انکے ذکر پر آئیں۔

ابن فیض......مرزا صاحب آپکی ایک بھی پیشگوئی دینی معیار کے مطابق پوری نہیں ہوئی بلکہ آپکے اپنے مقرر کردہ معیار پر بھی پوری نہیں اترتی؟

مرزا صاحب......کونسا دینی معیار ہے جس پر میری پیشگوئیاں پوری نہیں اترتی اور میرے بھی مقرر کردہ معیار پر پوری نہیں اترتی؟

ابن فیض......میں آپ سے آپ کے دین اور مقرر کردہ معیار کے مطابق سوال کروں گا، آپ کو یقیناً اس پر اعتراض نہیں ہوگا؟

مرزا صاحب......میرے دین کا کیا مطلب؟

ابن فیض......کیا آپ مہربانی کر کے مجھے بتائیں گے کہ '' لَاالٰہَ الا للّٰہ '' کے کیا معنی ہیں؟

مرزا صاحب......یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے؟ بچہ بچہ جانتا ہے کہ اسکے کیا معنی ہیں ''نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے'' لیکن آپ نے یہ سوال کیوں کیا؟

ابن فیض......اس میں لفظ لا پہلے کیوں آیا ہے ؟

مرزا صاحب......لا نفی عام کے لئے ہے اور اسکا مطلب ہے کہ کسی طرح کوئی اور معبود نہیں ہوسکتا۔ لیکن آپ میری بات کا جواب دینے کی بجائے یہ کن سوالوں میں پڑ گئے۔

ابن فیض......براہ کرم میرے دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیں تو میں آپکی بات کا مفصل جواب دوں گا۔ میرا سوال ہے کہ ''لا نبی بعدِی '' کے کیا معنی ہیں؟

مرزا صاحب......اسکے معنی ہیں کہ، ''نہیں ہے کوئی نبی میرے بعد''۔ لیکن بروزی، ظلی، غیر شرعی، غیر مستقل وغیرہ جاری ہیں۔

ابن فیض......لانفی عام کے بعد بھی ظلی ، بروزی وغیرہ وغیرہ معنی آپ نے کہاں سے پیدا کر لئے ؟

مرزا صاحب......مَیں حکم ہوں، بہتر سمجھتا ہوں۔اس لئے جو معنی بھی کیے،وہی صحیح ہیں۔

ابن فیض......تو پھر" لَاإِلٰـهَ إلاالـلّـه " کے معنی بھی صحیح کر دیتے یا اب وارثوں کو کہیں کہ اسکے بھی معنی صحیح کر کے ظلی، بروزی، غیر مستقل، غیر شرعی وغیرہ وغیرہ اللہ پیش کر دیں؟

مرزا صاحب......یہ کیسے ممکن ہے؟

ابن فیض......اگر یہ ممکن نہیں تو پھر اسلام میں" لانبیِ بعدِی " کے بھی سوائے اسکے" میرے بعد کوئی نبی نہیں" کوئی اور معنی کسی بھی استثنا کے ساتھ نہیں ہیں۔جب آپ مسلمان تھے تو یہی معنی کرتے رہے ہیں یا نہیں؟

مرزا صاحب......یہ میں" جب مسلمان تھا" کیا مطلب، میں مسلمان ہی نہیں میرے بغیر اسلام مردہ ہے۔میں نے اسلام کو زندگی دی ہے،اور اسی لئے آیا ہوں۔

ابن فیض......جب آپ نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے ارشادات کے خلاف اپنے معنی بنا لئے اور نبی بن گئے تو مسلمان نہیں رہے بلکہ زندیق ہو گئے اسی لئے میں نے کہا تھا کہ آپکا دین ہم سے علیحدہ ہے؟

مرزا صاحب......مجھے خدا نے کئی بار اپنی وحی میں نبی اور رسول کے نام سے مخاطب کیا ہے۔اور یہ اسکی مرضی ہے وہ جسکو چاہے جس نام سے پکارے۔

ابن فیض......اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ نہ تو وہ وعدہ خلافی کرتا ہے اور نہ ہی اپنا قول بدلتا ہے،اور اس کا وعدہ ہے کہ وہ نہ تو کوئی نبی بھیجے گا اور نہ ہی کوئی وحی۔اس لئے آپ جھوٹ بول رہے ہیں یا پھر شیطانی ہدایت کو نبوت اور رسالت کے نام سے پیش کررہے ہیں؟

مرزا صاحب......یہ آپ کس طرف جا رہے ہو، میری پیشگوئیوں کی بات کیوں نہیں کرتے ، جو میری سچائی کا ثبوت ہیں۔میری ایک بھی پیش گوئی جھوٹی نکلے تو میں جھوٹا!

ابن فیض......خیر آپ کی تو ہر پیشگوئی جھوٹی نکلی ہے۔لیکن پھر بھی اتمامِ حُجت کے طور پر پہلے آپکی چھوٹی چھوٹی پیشگوئیوں کی بات کرتے ہیں پھر اگر ممکن ہوا تو ایک دو بڑی پیشگوئیوں پر بھی آ جائیں گے۔میں کس پیشگوئی سے بات شروع کروں؟

مرزا صاحب......جہاں سے مرضی ہے بات کرو۔

ابن فیض......آپ کی ایک پیشگوئی ہے" بکر و ثیب "یعنی کنواری اور بیوہ۔اسمیں.(سوال ادھورہ ہی رہ گیا)

مرزا صاحب......(تیزی سے) مجھے پتہ ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہو۔آپ دیکھو کہ نصرت جہاں کنواری میرے نکاح میں آئی یا نہیں؟

ابن فیض......جی وہ بظاہر تو کنواری ہی آپکے نکاح میں آئیں،آپ کنواری کہتے ہیں تو ہم مان لیتے ہیں، باقی اصل حقیقت تو اللہ کو یا آپکو معلوم ہے،لیکن اس کے ساتھ ایک سوال ہے کہ آپکی پہلی بیوی حرمت بی بی جو آپکی ماموں زاد بھی تھی،اسکا نام آپ نے بطور کنواری کے ثبوت کے کبھی نہیں لیا،کیا وہ آپکے نکاح میں کنواری نہیں آئیں تھیں؟

مرزا صاحب......بھئی آپ بات گھما گھما کر حُرمت بی بی پر کیوں لاتے ہو،میری پیشگوئیوں پر بات کرو؟

ابن فیض......چلیں ٹھیک ہے۔اور ثیب یعنی بیوہ کا الہام کہاں پورا ہوا؟

مرزا صاحب......جب پیشگوئی کی ایک ٹانگ پوری ہوگئی اور دوسری ٹانگ کی کہ وہ کس طرح پوری ہوئی، کسی کو سمجھ نہ آئے تو میں کیا کروں؟

ابن فیض......مرزا صاحب،چلیں مان لیا کہ پیشگوئی کی ٹانگیں تو پوری ہوگئیں لیکن سر اور دھڑ بھی تو پورا کریں،لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ کی عمر ٹانگوں کے چکر میں ہی گزر گئی؟

کیا مطلب کہ زندگی ٹانگوں میں گزر گئی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆

احمدیہ خوش کلامیاں

جماعت احمدیہ کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ جب کسی نے ان کے نبی کی جھوٹی نبوت پر اعتراض کیا یا ان کے کردار کے متعلق کوئی بات کی تو ان کے اخبارات اور رسالے اخلاق اور شرافت کی دہائی مچانا شروع کردیتے ہیں، اور اصل بات اور مسئلہ سے بالخصوص اپنی جماعت کے ارکان اور بالعموم دوسرے قارئین کی توجہ ہٹانے کے لئے، بے بنیاد شور اٹھانا شروع کردیتے ہیں کہ اس تحریر میں گالیاں دی گئی ہیں، بدزبانی کی گئی ہے، اخلاق سے گری ہوئی صحافت ہے، اور شرافت کے معیاروں کو بٹہ لگ گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ آج ہم اس مضمون میں جائزہ لیتے ہیں کہ جس معیار شرافت پر یہ دوسروں کو پرکھتے ہیں، خود بھی اس معیار کی پابندی تو دور کی بات اسکا خیال بھی رکھتے ہیں؟ ہم اس مضمون میں اس گروہ کے عام لوگوں کی بجائے اسکے بانی اور ان کے بعد آنے والے خلیفوں کی تحریرات اور اقوال کا جائزہ لیتے ہیں اور واقعی شریف النفس قادیانیوں کو اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایک بار غیر جانبدار طور پر اسکا جائزہ لیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا خدائی جماعت کے بانیوں اور انکے نائبین کی کیا ایسی ہی زبان ہوتی ہے یا ہونی چاہیے، جو ان کے اخبارات، تصنیفات وغیرہ میں ہے؟ اور عام اصول کو تو بعد میں لیتے ہیں آیا انکے اپنے بیان کردہ اصولوں کے مطابق ہے؟ بانی جماعت احمدیہ نے اپنی مختلف کتابوں میں کچھ اخلاقی اصولوں کا پرچار کیا ہے، سب کی تفصیل تو یہاں ممکن نہیں مگر بدزبانی یا گالیوں کے بارہ میں جو فرمایا ہے اسکا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے، انہی ارشادات کی روشنی میں ہم اس مضمون کے آئندہ حصہ میں انکی اور جماعتی تحریروں کا جائزہ لیں گے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے کہنے کو تو اسی سے زیادہ کتب لکھی ہیں، انکی اگر پندرہ پندرہ مرتبہ دہرائی ہوئی باتوں کو نکال دیں تو شاید تین چار کتابیں ہی بنیں گی، خیر اصل موضوع پر چلیں، ان کتابوں میں سے جو حوالے ہم دیکھیں گے کہ مرزا غلام احمد کے قلم سے کیا ایک عام آدمی، کیا علماء و فقراء، کیا سلف صالحین، کیا صحابہؓ، کیا انبیاء، کیا رسول کریم ﷺ حتیٰ کہ خدا خود بھی ان سلطان القلم کی جولانیوں کا شکار ہوئے ہیں، لیکن پہلے انکے اپنے بیان کردہ اصول! مرزا صاحب فرماتے ہیں!

بانی قادیانی گروہ کے بیان کردہ اصول:۔(۱) ''میں سچ سچ کہتا ہوں، جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جسکو دشنام دہی کہا جائے''۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۱۰۹]۔ ایک دوسری جگہ اپنے اس عمل کی توجیح یا تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں ''قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ انکے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے۔ اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی

ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس پر آیت انک لعلی خُلُق عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے"۔[ضرورۃ الامام/ رخ جلد۱۳/ صفحہ۴۷۸]۔

"بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے...... جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے"۔

[قادیان کے آریہ اور ہم/ رخ جلد۲۰/ صفحہ۴۵۸]۔

"کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو"۔[کشتی نوح / رخ جلد۱۹/ صفحہ۶۱]۔ اور اس نصیحت پر عمل درآمد کرنے کے لئے اپنی ذاتی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں "میں نے جوابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی"۔[مواہب الرحمٰن / رخ جلد۱۹/ صفحہ۲۳۶]۔

"آخر هم شيطان الاعمى والغول الاغوى يقال له رشيد احمد الجنجوهى و هو شقى كالا مروهى و من الملعونين ،[انجام آتھم/ رخ جلد۱۱/ صفحہ۲۵۲]۔ ترجمہ: ان میں سے آخری شخص وہ اندھا شیطان اور بہت گمراہ دیو ہے، جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ امروہی (مولانا احمد حسن امروہی۔ ناقل) کی طرح شقی اور ملعونوں میں سے ہے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسکا قتل کرنا کفر ہے۔ بحوالہ بخاری و مسلم۔

حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کرنے والوں سے نہ تو قیامت کے دن شہادت لی جائے گی اور نہ وہ کسی کے شفیع ہوسکیں گے۔ بحوالہ صحیح مسلم

"حضرت مسیح موعود کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا، اگر ان کو حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا غلام اے قادیانی) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ابو جہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا"۔

[مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی کا خطبہ نکاح / روزنامہ الفضل قادیان/ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۲ء/ جلد۱۰/ شمارہ ۳۵]

"جو ہم کو گالیاں دیتے ہیں ہم ان کی گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہم سے گالیوں کی قوت ہی کھو دی ہے۔ کِس کِس کی گالی کا جواب دیں"۔

[ملفوظات/ جلد۵/ صفحہ ۱۵۴/ الحکم، جلد۷/ نمبر۹/ صفحہ۱۱و۱۲/ ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اتمامِ حُجت برائے ممبران

جماعت احمدیہ

میرے محترم بزرگو، دوستو، بہنواور نوجوانو!

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ!

میرا نام بہت سے احمدیوں کے لئے غیر معروف نہیں ہے۔ میں قادیان میں پیدا ہوا، ربوہ (اب چناب نگر) میں سکول گیا اور قادیانیت کے لئے سدھایا گیا۔ مجھے ۸ سال کی عمر میں پہلی بار اپنی گلی کا سائق بنایا گیا، اسکے بعد میں ۴۳ برس مختلف طریقوں سے/عہدوں پر جماعت کی خدمت کرتا رہا۔ اور جماعت کے ہر حکم کی تعمیل بڑے اخلاص اور نیک نیتی سے کی۔ آخری چند سالوں کو چھوڑ کر میرے چندوں کا ریکارڈ اور معیار مثالی ہوتا تھا۔ کئی موقعوں پر جماعتی کاموں کے لئے زندگی بھی داؤ پر لگائی، اور ان باتوں کے گواہ بہت سے احمدی ہیں۔ وہ علیحدہ بات کہ اب جماعتی خوف کی وجہ سے کوئی صحیح بات کہتے ہوئے ڈرے، اور جماعت کے میرے خلاف جھوٹے الزامات پر (اپنی عزت بچانے کے لئے) خاموشی اختیار کرے۔ اب جماعت یہ بھی پروپیگنڈہ کررہی ہے کہ میرا کسی سے ذاتی اختلاف یا کوئی مسئلہ تھا، اس لئے جماعت چھوڑی، یہ غلط ہے۔ اگر ذاتی اختلاف ہو بھی تو عقیدہ نہیں چھوڑا جاتا، اور اگر نظام سے بھی مجھے ذاتی اختلاف ہوتا تو میں مرزا صاحب کو اور انکے عقیدہ کو نہ چھوڑتا۔ لیکن میں نے مرزا صاحب اور انکی قائم کردہ جماعت کو اس لئے چھوڑا کہ میرے علم اور تحقیق کے مطابق مرزا صاحب اپنی تحریروں سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں اور یہ سب کھڑاک انہوں نے مذہب کے نام پر پیسہ بنانے کے لئے شروع کی۔ انکے ارشادات تناقضات کا شکار ہیں۔ انکی تحریریں قرآن کریم، سابقہ صحائف، اُمت مسلمہ کے آئمہ کرام، صوفیائے کرام اور علماء کی تحریروں میں تحریف، اور جہاں رائی کے دانہ کے برابر بھی مبہم نقطہ ملا اس کو تاویلات میں اُلجھا دیا۔ اور بظاہر اسلام کا نعرہ لگاتے ہوئے ایک نیا دین مرزائی پیش کرتے ہیں۔

ایک دن میری نظر، مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب [ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۱۹۲] پر اس عبارت پر پڑی ''اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں''۔ اور پھر تین سطور کے بعد لکھتے ہیں کہ ''میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگادے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے''۔ میرے ذہن نے سوچا کہ پیدائش سے اب تک یہی سنتا آیا ہوں کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور خدا نے انکو مسیح ابن مریم بھی بنایا ہے، تب میرے ذہن میں خدا نے ڈالا کہ غالباً سب صحیح نہیں ہے اس لئے میں نے خاموشی سے تحقیق شروع کردی اس طرح جیسے جیسے میں مطالعہ کے نتیجہ میں تضادات اور جھوٹ اور تحریفات کو دیکھتا گیا، اسی طرح جماعت کی سرگرمیوں اور عہدوں سے جان چھڑاتا چلا گیا۔ اسکے بعد جماعت کے کئی مربیان اور صاحب علم حضرات سے

علمی رنگ میں مختلف موضوعات پر ڈسکشن کرتا رہا، لیکن انکے پاس سوائے چند رٹے رٹائے جوابوں کے کچھ نہیں تھا، حتیٰ کہ وہ وقت آ گیا جب میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں دین، اسلام، ایمان کے نام پر غلط جگہ بیٹھا ہوں، اس لئے مجھے اب جماعت چھوڑ دینی چاہیے، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خدا کا نبی اور رسول نہیں ہیں، بلکہ کذاب اور جھوٹے مدعی نبوت ہیں یا پھر مراق کی بیماری کے زیر اثر خیالی دعوے کرتے رہے ہیں۔ بہر حال تمام شواہد اسی طرف جاتے ہیں کہ یہ ایک مذہبی کتب فروش تھے جو بعد میں خود کو ترقی دیکر مدعی نبوت اور مذہب فروش بن گئے۔ میں نے آپکے عقیدہ کو مرزا صاحب کے اپنے تسلیم شدہ معیار کے مطابق بھی جانچ کر چھوڑا ہے کہ جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔ میری پوری کوشش ہوگی کہ بانی جماعت احمدیہ، اور انکے خلفاء یا انکے اصحاب، یا کم از کم جماعتی کتابوں سے جو کہ انجمن احمدیہ نے شائع کی ہیں، کے حوالوں کے ساتھ اپنی بات کروں۔ اس مضمون میں میں ہر بات کا احاطہ تو نہیں کرسکتا مگر آپکے سوچنے اور مزید تحقیق کے لئے کچھ باتیں سامنے لانے کی کوشش کرونگا۔ خدا کرے کہ آپکے دل میں میری بات اتر جائے اور آپ جھوٹی نبوت کا جال توڑ کر دوبارہ حقیقی اسلام میں آسکیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''کہ اگر یہ کلام اللہ کے سوا کسی اور کا ہوتا تو اس میں تضاد ہوتا''۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اللہ کے نبی اور رسول اسکے نمائندہ ہوتے ہیں، اس لئے یقیناً انکے کلام میں بھی تضاد نہیں ہوگا۔ اور اس بات کی تائید میں مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے'' [ضمیمہ حقیقت الوحی/ روحانی خزائن جلد ۲۲/صفحہ ۱۹۱] اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔ [براہین احمدیہ حصہ پنجم/ روحانی خزائن جلد ۲۱/صفحہ ۲۷۵]۔ تیسری جگہ لکھتے ہیں ''ظاہر ہے ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں، کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق'' ۔[ست بچن/ رخ جلد ۱۰/صفحہ ۱۴۳]۔ ان حوالوں کے بعد سے آپ اور میں اس بات پر یقیناً اتفاق کرتے ہیں کہ نبی کے کلام میں تناقض نہیں ہوسکتا، اور اگر کلام میں تناقض یعنی متضاد باتیں ہیں تو اس کلام کا خالق یا تو مخبوط الحواس ہے یا جھوٹا یا پھر دونوں نقص اس میں پائے جاسکتے ہیں۔ اور آپ بھی یقیناً اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مخبوط الحواس یا جھوٹے کبھی بھی نبی یا رسول نہیں ہوسکتے۔

مرزا صاحب کے دعاوی تو بے شمار ہیں۔ ان دعاوی کی بنیاد اور خصوصاً انکے دو انتہائی قابل اعتراض دعوے، یعنی ''مسیح موعود'' اور ''نبی ورسول'' کی بنیاد بقول مرزا صاحب کے براہین احمدیہ میں درج الہامات میں ہی رکھ دی گئی تھی۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں ''کہ خدا تعالیٰ کی وہ جو پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں ......اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے'' [ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸/ صفحہ

۲۰۶]۔(لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس نبی کو اپنے ہی الہامات کی بیس سال تک سمجھ نہ آسکی، اور جسکو بیس سال تک خود سمجھ نہ آئے اس نے دوسروں کو کیا سمجھانا) اس لئے بہتر ہوگا کہ ہم براہین احمدیہ سے ہی بات شروع کریں۔

''کیا کسی ایسے مفتری کا نام بطور نظیر پیش کر سکتے ہو جس کو افتراء اور دعویٰ وحی اللہ کے بعد میری طرح ایک زمانہ دراز تک مہلت دی گئی ہو۔ وہ مہلت جس میں سے آج تک بقدر زمانہ وحی محمدی علیہ السلام یعنی قریباً چوبیس برس گزر گئے۔ اور آئندہ معلوم نہیں کہ ابھی کس قدر ہیں۔ اگر پیش کر سکتے ہو تو تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ ایسے مفتری کا نام لو۔ اور اس شخص کی مدت افتراء کا جس قدر زمانہ ہو اس کا میرے زمانہ بعثت کی طرح تحریری ثبوت دو اور لعنت ہے ایسے شخص پر جو مجھے جھوٹا جانتا ہے اور پھر یہ نظیر مع ثبوت پیش نہ کرے۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۳/صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹]۔

براہین احمدیہ، اس کتاب (براہین احمدیہ) کے بارہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خاص خاص دعویٰ جات یہ ہیں:۔(دعوے تو بہت ہیں صرف چند کا ذکر کر رہا ہوں)

(۱)......''اس عاجز نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے''۔ اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء[تبلیغ رسالت/ حصہ اول/صفحہ ۸]۔

(۲)......''کتاب براہین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے۔......اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت وقدر ومنزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپے دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔......اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں......

اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے''۔[بحوالہ اشتہار نمبر ۱۱/ مجموعہ اشتہارات/ جلد۱/صفحہ ۲۳ تا ۲۵]۔

(۳)......''اس پراگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہو''۔[بحوالہ اشتہار نمبر ۱۶/ مجموعہ اشتہارات/ جلد۱/صفحہ ۴۳]۔

(۴)......براہین احمدیہ کی پچاس یا اس سے زیادہ جلدیں شائع کرنے کا وعدہ کر کے مرزا صاحب نے لوگوں سے پیشگی رقوم لیں اور امدادی چندے لئے۔ اس کتاب کی قیمت بھی (موقع پرستوں کی طرح) کئی بار بڑھائی۔ پہلی دو جلدیں مرزا صاحب نے ۱۸۸۰ء میں شائع کیں، تیسری ۱۸۸۲ء میں اور چوتھی ۱۸۸۴ء میں شائع کیں۔ جب دیکھا کہ اب نہ تو مواد ہے اور پیسے بھی کھا چکے ہیں تو مرزا صاحب نے لوگوں کے اعتراضات جو اُن پر آنے تھے، اُن سے بری الذمہ ہونے کے لئے یہ اشتہار دے دیا''یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے اِنّی اَنَا رَبُّکَ آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس

کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے۔'' [اشتہار نمبر ۱۸/ مجموعہ اشتہارات جلد ۱/صفحہ ۵۶]۔اس کتاب کے بارہ میں جو تین سو دلائل کا دعویٰ تھا، وہ کہاں ہیں؟ اسکا جواب مرزا صاحب کے صاحبزادے، مرزا بشیر احمد (قمر الانبیاء اپنے ابا کے خطاب یافتہ) نے لکھا ہے،''جب حضرت مسیح موعود نے ۱۸۷۹ء میں براہین کے متعلق اعلان شائع فرمایا تو اس وقت آپ براہین احمدیہ تصنیف فرما چکے تھے،اور کتاب کا حجم تقریباً دو ڈھائی ہزار صفحہ تک پہنچ گیا تھا اور اس میں آپ نے اسلام کی صداقت کے متعلق تین سو ایسے زبردست دلائل تحریر کئے تھے کہ جن کے متعلق آپ کا دعویٰ تھا کہ ان سے صداقت اسلام آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گی .... چنانچہ اب جو براہین احمدیہ کی چار جلدیں شائع شدہ موجود ہیں انکا مقدمہ اور حواشی وغیرہ سب دوران اشاعت کے زمانہ کے ہیں اور اس میں اصل ابتدائی تصنیف کا حصہ بہت ہی تھوڑا آیا ہے، یعنی صرف چند صفحات سے زیادہ نہیں، اسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ تین سو دلائل جو آپ نے لکھے تھے ان میں سے مطبوعہ براہین احمدیہ میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر.......... اور سنا جاتا ہے کہ بعد میں اس ابتدائی تصنیف کے مسودے بھی کسی وجہ سے جل کر تلف ہو گئے۔[سیرت المہدی /جلد ۱/ روایت نمبر ۱۲۳/ص ۱۱۱ و ۱۱۲/ مصنفہ مرزا بشیر احمد، ایم۔اے]۔ ویسے تو مرزا صاحب نے پیشاب بھی کیا تو اسکا کتابوں میں ذکر ہے، لیکن اتنا اہم واقعہ کہ مرزا صاحب کا ڈھائی ہزار صفحات کا مسودہ جل جائے جس میں دشمنان و ہمدردان اسلام سے وعدہ کے مطابق تین سو ناقابل تنسیخ دلائل تھے جو الہاماً اور خدا کے سکھائے ہوئے قرآن کے مطالب سے پُر تھے جل گئے، اس واقعہ پر کہیں ایک سطر بھی نہیں۔کیا حیرت کی بات نہیں؟

اور پانچویں جلد (ان لوگوں کے بار بار مطالبوں کے باوجود جنہوں نے پچاس جلدوں کی یکمشت ادائیگی کر دی تھی) ایک لمبے عرصہ کی خاموشی کے بعد ۲۳ سال کے بعد شائع ہوئی اور اسمیں یہ عذر پیش کر کے کہ پچاس اور پانچ میں ایک نقطے کا ہی تو فرق ہے، اس لئے پانچ جلدوں سے ہی پچاس کا وعدہ پورا ہو گیا ہے، باقی جلدوں کی فراہمی سے جان چھڑا لی اور اس کے بعد پانچویں جلد کے چھپنے سے پہلے ہی راہی ملک عدم ہوئے۔اس طرح اب لوگ کس سے پوچھتے کہ آپکا وعدہ کیا تھا اور آپ نے کیا، کیا؟

براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں مرزا صاحب نے مسلمانوں کے تیرہ سو سالہ متفقہ عقائد سے، جن میں خاص طور پر حیات عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے نہ آنا سے (خدائی الہام کے تحت اور بحیثیت مجدد) اتفاق کرتے ہوئے اپنی اس کتاب میں اتفاق کیا، اسکے لئے دیکھئے [براہین احمدیہ حصہ ۴/ رخ جلد ۱/صفحہ ۵۹۳]۔اور اس بات کا ثبوت مرزا صاحب کا اعتراف ہے جو انہوں نے اپنی دوسری کتابوں میں بھی کیا ہے۔''براہین احمدیہ میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے، وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آجکل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں سو اسی ظاہری اعتقاد سے میں نے لکھ دیا تھا.........لیکن جب مسیح

آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی طور پر خلافت ہوگی۔ یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے"۔ [بحوالہ ازالہ اوہام/صفحہ ۱۹۶/رخ جلد ۳]۔ یعنی یہ اقتباس تصدیق کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی براہین احمدیہ میں اپنے عقیدہ کے طور پر مسلمانوں کا ۱۳۰۰ سالہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے، کو بطور آثار مرویہ نبی الزمان ﷺ کے درج کیا ہے۔ اور کیا یہ عقیدہ واقعی متفقہ عقیدہ تھا اس بارے میں، میں آپکے پیشرو یعنی کہ خلیفہ ثانی، جو کہ پسر موعود بھی کہلاتے ہیں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں فرماتے ہیں، "پچھلی صدیوں کے سب مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا ہے اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے............ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) سے پہلے جس قدر اولیاء اور صلحاء گذرے ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ خیال کرتا تھا"۔

[بحوالہ حقیقۃ النبوۃ/صفحہ ۱۴۲/مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب]

اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب چالیس برس تک حیات عیسیٰؑ پر یقین رکھتے ہیں، اور اسکے بعد خدا تعالیٰ کے قرآن سکھانے کے بعد، الہام کے تحت بطور مجدد بھی، ۱۲ سال تک اس عقیدہ کی اشاعت براہین احمدیہ میں کرتے ہیں جس پر (معاذ اللہ) رسول کریم ﷺ نے بھی کشفاً اس کتاب پر خوشنودی کا اظہار کیا ہے۔ پھر اپنی کتاب "توضیح مرام" میں ۹۱، ۱۸۹۲ء میں دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان پر بارش کی طرح الہامات کر کے بتایا ہے کہ قرآن کریم میں تین جگہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے اور اگلی کتاب "ازالہ اوہام" میں یہ تیس جگہ بن گئی، کس طرح دعوؤں میں ترقی کرتے ہیں، انکے ذکر کا یہ موقع ومحل نہیں اب جو انتہائی اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں، میں ان پر بعد میں آتا ہوں، اس سے قبل ایک دو نہایت اہم حوالہ جات پیش کرتا ہوں، مرزا غلام اے قادیانی فرماتے ہیں، " فمن سوء الادب ان يقال ان عيسىٰ ما مات ان هوا لاشرك عظيم يا كل الحسنات ۔ترجمہ:۔ سو من جملہ سوء ادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرا نہیں، یہ تو نرا شرک عظیم ہے۔ جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔" بحوالہ [الاستفتاء/صفحہ ۶۶۰/رخ جلد ۲۲]۔ "اور دوسری جگہ لکھتے ہیں، ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔"

[بحوالہ براہین احمدیہ/حصہ پنجم/صفحہ ۲۶۲/رخ جلد ۲۱]

مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے پسران کے ان حوالوں کو جواب تک میں نے پیش کئے ہیں، سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

☆......مرزا غلام احمد قادیانی کا مُلہم ہونے کا دعویٰ ہے۔

☆.....مرزا غلام احمد قادیانی کو قرآن اللہ نے سکھایا ہے اور اسمیں صرف قرآن کی تشریح ہی لکھی ہے۔ اس کتاب پر (معاذ اللہ) رسول کریم ﷺ نے بھی خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔

☆.....مرزا غلام احمد قادیانی کو اللہ نے مجدد کے مقام پر فائز کیا ہے اور اسکا انکار کرنا کفر ہے۔

☆..... اس کتاب کی پچاس جلدیں شائع کرنے کا وعدہ کیا گیا اور لوگوں سے نہ صرف قیمت پیشگی وصول کی گئی بلکہ بڑی تعداد میں امدادی رقوم بھی وصول کی گئیں۔

☆.....براہین احمدیہ ایک مجدد پر الہام اور وحی کے ذریعہ خدا کے کھولے ہوئے اسرار و حقائق کے تحت لکھی گئی جسکا ظاہراً و باطناً خدا خود ذمہ دار ہے۔

☆.....اور ہر لکھی ہوئی بات اتمام حجت ہے! اور مجدد کی بات کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

☆.....نیز مرزا صاحب نے اس میں، حیات مسیح بن مریم کے بارہ میں اپنے عقیدہ کا اظہار، صحابہ کبارؓ، اولیاء کرام، صلحائے کرام اور عام مسلمانوں کے تیرہ سو سالوں .کے عقیدہ کے مطابق کیا ہے۔

میرے احمدی (قادیانی) دوستو ذرا سوچو! اب ہوتا کیا ہے کہ جو کتاب بقول مرزا غلام اے قادیانی، خدا کے الہام کی رہنمائی اور سکھائے ہوئے قرآن کی تشریح میں لکھی گئی ہے:۔

☆.....بارہ سال بعد خدا پھر الہاماً ان باتوں کی تردید کروا دیتا ہے، نہ صرف تردید بلکہ انہی باتوں کو مرزا صاحب کے اپنے فتویٰ کی رُو سے شرک قرار دلوا دیتا ہے۔

☆.....اور اسی کتاب کی پانچویں اور آخری جلد میں پہلی چار جلدوں میں بیان باتوں کو گپ قرار دلوا دیتا ہے۔

☆.....کیا اللہ تعالیٰ اپنے مُلہموں کو الہام اور راہنمائی کے نام پر متضاد باتیں کہلوا کر اسی طرح تمسخر کا نشانہ بناتا ہے؟

☆.....کیا اللہ تعالیٰ اپنے مُلہموں کے ذریعہ اسی طرح شرک عظیم کی تعلیم دلواتا ہے اور ان سے مذہب کی اہم ترین موضوعات پر گپیں لگواتا ہے؟

☆.....اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لِمَ تقولون ما لا تفعلون، یعنی وہ تم کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، لیکن ایک ملہم اسلام کی عظمت کے نام پر جو کتاب بیچ رہا ہے، لوگوں سے پچاس جلدوں کے پیسے بھی وصول کر چکا ہے، اور چار جلدوں کے بعد ہی کہتا کہ پہلے کوئی اور بات تھی لیکن اب اس کتاب کا متولی و مہتمم اللہ تعالیٰ ہے، اس سے جا کر پوچھو کتاب کا اور مجھ سے نہیں، کیا جو شخص قرآن کی تعلیم کے واضح خلاف چلے، مُلہم ہو سکتا ہے؟

☆.....جو لوگوں کے پیسے بھی واپس نہ کرے، اور اپنے پیسے واپس مانگنے پر ان لوگوں کو برا بھلا کہے کیا یہ مُلہم اور مُجدد کا کردار ہے؟

☆.....قرآن کریم میں واضح ارشاد ہے کہ لوگو خلاف واقع بات بیان نہ کرو اور جو وعدہ کرو اسکو پورا کرو، کیا ایک مجدد ایسا کر

سکتا ہے، کہ تین سو دلائل کا وعدہ کرے اور چار جلدیں لکھ دے اور چار جلدوں میں ایک بھی دلیل پوری نہ لکھ سکے اور پھر ۲۳ سال تک کسی اور کتاب میں بھی ان دلیلوں کا ذکر نہ کرے اور جب پانچویں جلد لکھے تو بجائے اس موضوع کو جاری رکھنے کے اسکے بالکل دوسری سمت میں لکھے، اور ان تین سو نہ لکھے گئے دلائل کی کوئی معذرت بھی نہ کرے؟

☆......جو ڈھائی ہزار صفحات کا مسودہ خدا نے خود ایک مجدد کو قرآن سکھانے کے بعد کئی سالوں کی محنت سے اور الہام کے ذریعہ لکھوایا وہ اس طرح صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے، کہ کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو، کوئی دو چار دس بیس صفحات کی تو بات نہیں، کیا اللہ تعالیٰ اپنے مصفا بندوں کے کام کو اسی طرح ضائع ہونے دیتا ہے؟ کیا واقعی کوئی ایسا مسودہ تھا؟

☆......کیا ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا کہ اگر یہ کتاب واقعی خدا کی رہنمائی میں اسلام کی شان و شوکت کی خاطر لکھی گئی ہوتی تو خدا تعالیٰ اپنے دین کی ایک سخت وقت میں حمایت کو سرِ راہ نہ چھوڑنے دیتا بلکہ اپنی تائید و نصرت سے اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا۔

☆......اور اس کتاب میں مُلہم سے ایسی باتیں نہ لکھواتا جنکو وہ بعد میں خود ہی گپ اور شرک عظیم قرار دیتا؟ اور جن دلیلوں کو توڑنے والے کے لئے دس ہزار روپیہ انعام رکھوایا، خود انہی باتوں کا انکار مرزا غلام اے قادیانی کے اپنے ہاتھ سے لکھوایا؟

مرزا غلام اَے قادیانی کا اپنا اصول ہے کہ جب، ''دو جزوں میں سے جب ایک جز باطل ہو جائے تو وہ اس بات کو مستلزم ہوتا ہے کہ دوسرا جزو بھی باطل ہے''۔ [اعجاز احمدی/ رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۱۳۷]۔ ہم اس اصول کے تحت اگر دیکھیں تو تب بھی جب براہین احمدیہ جو کہ جماعت احمدیہ اور مرزا صاحب کے دعوؤں کی بنیاد ہیں، اسمیں نہ صرف کاروباری اصولوں، دیانت، اور لوگوں کے اعتماد کی نفی کی گئی ہے بلکہ خدا اور اسکے رسول کے نام پر، جھوٹ بولا گیا۔ کوئی شریف آدمی بھی جب کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتا ہے تو وہ بھی خیال رکھتا ہے کہ میرا پیغام رساں کوئی ایسی بات نہ کرے جس کی وجہ سے اسکا اعتبار ختم ہو۔ اور کیا آپ خدا سے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ ایک شخص کو تو جو الہام آج کرے، کل اسکے بالکل برخلاف کرے۔ اس لئے براہین احمدیہ جو کہ مرزا صاحب کا پہلا قدم ہے انکے دعاوی کی طرف، وہ ہی بے بنیاد، غلط اور شرافت، دیانت کے اصولوں کا قلع قمع کر رہا ہے۔ جب بنیاد کی اینٹ ہی غلط رکھی گئی ہے تو عمارت کیسے سیدھی اور صحیح ہو سکتی ہے؟

مجدد کی تعریف:

مرزا صاحب فرماتے ہیں (۱) جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں.........اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی انکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور انکی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں

ہوتی۔ کیونکہ وہ کلی مصفا کیے گئے اور تمام وکمال کھینچے گئے۔[فتح اسلام حاشیہ/ روحانی خزائن جلد۳/صفحہ ۷]۔

(۲) اسے علوم لدنیہ اور آیات سماویہ عطا کی جاتی ہیں"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۱۷۹]۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "یادرہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے، کیونکہ وہ فرماتا ہے و من کفر بعد ذالک فاولا ئک هم الفاسقون، یعنی بعد اسکے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص انکا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے"۔[شہادۃ القرآن/ رخ جلد۶/صفحہ ۳۴۴]۔

مزید لکھتے ہیں کہ!

"ہم گواہ ہیں کہ خدا نے ہمیں خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اب ان کے زندہ کرنے میں دین کی ہلاکت ہے۔ اور اس خیال میں لگنا خواہ مخواہ خاک پیزی ہے۔ اسلام میں پہلا اجماع یہی تھا کہ کوئی نبی گزشتہ نبیوں میں سے زندہ نہیں ہے جیسا کہ آیت ما محمد الّا رسُول قد خلت من قبله الرسل سے ثابت ہے۔ خدا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بہت بہت اجر دے جو اس اجماع کا موجب ہوئے اور منبر پر چڑھ کر اس آیت کو پڑھکر سنایا" [لیکچر سیالکوٹ/ رخ جلد۲۰/صفحہ ۲۴۶ و ۲۴۷]۔

"جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا"۔[چشمہ معرفت/ رخ جلد۲۳/صفحہ ۲۳۱]۔

"تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم نے تیرا نام متوکل رکھا ہے اور تجھے اپنی طرف سے علم سکھایا ہے" [ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۴۷۶]۔

"حضرت مرزا صاحب کی کتابیں جبرائیلی تائید سے لکھی گئیں"۔[الفضل اجنوری ۱۹۲۶ء]

"میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اسکے دکھائے دیکھ نہیں سکتا"۔[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ ۴۷۸]۔

"میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے" [ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۴۰۳]۔

"مسیح موعود کوئی بات اپنے پاس سے نہیں کہتا بلکہ اسکا کلام خدا کی وحی ہے" [اربعین ۳/ رخ جلد۱۷/ص ۳۹]

"میں زمین کی باتیں نہیں کہتا، وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے"۔[پیغام صلح/ رخ جلد ۲۳/صفحہ ۴۸۵]۔

مرزا صاحب تناقض کا سبب: ۔ لکھتے ہیں کہ رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں

پیدا ہوگیا؟ سواس بات کوتوجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اس قسم کا تناقض کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگر چہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر معمول کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا،لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے ......پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے؟

[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۱۵۲و۱۵۳]

مرزا صاحب کی تحریریں مزید پڑھیے!

وحی وعقیدہ:۔ ''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا ......میں خدا تعالیٰ کی تیس برس کی وحی کو کیوں کر رد کر سکتا ہوں۔میں اسکی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ میرے کلام میں کچھ تناقض نہیں، میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا ....مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا،اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے،کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۱۵۲و۱۵۳]۔

''محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا''۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد۵/صفحہ۲۳۸]۔

''سوال:۔رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ الجواب:۔نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۳۲۰]

اب ذرا مرزا صاحب کا پینترا تبدیل ہوتا دیکھیے کہ!

محدثیت نہیں نبوت:۔ اب محدثیت کی نفی اور نبوت کا دعویٰ کس طرح کرتے ہیں، لکھتے ہیں،'' چند روز

ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اسکا جواب محض انکار کے لفظ سے دیا گیا ہے حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں .... مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ...... اگر خدائے تعالیٰ نے غیب کی خبریں پانے والے کا نام نبی نہیں رکھا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائیگا؟ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کا معنی اظہارِ امرِ غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے، یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ اصل کتاب دیکھو سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیش گوئی کرنا''۔[ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸/صفحہ ۲۰۶ تا ۲۱۰]۔

''آخر زمانے میں بہت سے دجال، کذاب (مکار، جھوٹے) ہوں گے (جن کی علامت یہ ہے کہ) وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جو نہ تم نے کبھی سنی ہوں گی، نہ تمہارے باپ دادا نے، خبردار ان سے بچتے رہنا! کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور اپنے فتنے کے جال میں نہ پھانس لیں''۔[مشکوٰۃ/صفحہ ۲۸]۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ........ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے'' ھوالذی ارسل رسو له بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله''۔ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا ہے۔...... پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے:'' محمد الرسول اللّٰه و الذین معه اشد اء علی کفار رحماء بینهم ''اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔''[ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸ /صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۷]۔

'' ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه و خاتم النبیین ''یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مردوں کے باپ نہیں، مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا۔ پس اس سے بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آسکتا، کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بہ قیامت منقطع ہے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۶۱۴]۔

پھر لکھتے ہیں کہ ''اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے، کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی

شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہر گز نہیں آسکتا۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۵۷۷]۔

مرزا کا یہ انداز ملاحظہ فرمائیں ''اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجنابؑ کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا۔ نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے''۔[نشان آسمانی/رخ جلد۴/صفحہ۳۹]۔

''ما کان اللّٰہ ان یرسل نبیاً بعد نبینا خاتم النبیین وما کان ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیاً بعد انقطاعھا ''۔ترجمہ: یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ ہمارے نبی خاتم النبیین ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نبی بھیجے اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انقطاع کے بعد پھر سلسلہ نبوت کا اصل کتاب دیکھو کرے۔[آئینہ کمالات اسلام/رخ جلد۵/صفحہ۳۸۳]۔

مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں ''قرآن مجید میں مسیح کے آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک اور نبی مان لیا جائے اور بعد اسکے جو وحی نبوت منقطع ہوچکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کردیا جائے''[ایام الصلح /رخ جلد۱۴/صفحہ۳۹۲و۳۹۳]۔

''میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفی ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفی ﷺ پر ختم ہوگئی''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۲۳۱/اشتہار۲، اکتوبر ۱ ۱۸۹ء]

اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد (جامع مسجد دہلی مراد ہے) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۲۵۵/اشتہار۲۳، اکتوبر ۱۸۹۱ء]

''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں''۔[آسمانی فیصلہ/رخ جلد۴/صفحہ۳]

قادیانی دوستو ذرا غور کرو!

اگر مرزا صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں، کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ''ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین '' خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں''۔

[انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/ صفحہ ۲۶ و ۲۷ حاشیہ]۔

''حضرت مسیح موعود اپنی وحی اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں، جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے۔ ورنہ اسکا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہو گا۔ جب کہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو'' [رسالہ احمدی ۵، ۶، م ۷ بابت ۱۹۱۹ء/ موسومہ النبوۃ فی الالہام/ صفحہ ۲۸/ مصنفہ قاضی محمد یوسف قادیانی]۔

''اے مسلمانو کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین (ﷺ) کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو! اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے''۔ [آسمانی فیصلہ/ رخ جلد ۴/ صفحہ ۳۳۵]۔

مرزا صاحب کے فرزند لکھتے ہیں کہ!'' اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے، اور چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے، جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے، اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے، پس ایک طرف آپکی کتابوں سے اس امر کے ثابت ہونے سے کہ ۱۹۰۱ء سے آپ نے نبی کا لفظ بار بار استعمال کیا ہے، اور دوسری طرف حقیقۃ الوحی سے یہ ثابت ہونے سے کہ آپ نے تریاق القلوب کے بعد نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں، اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے''۔ [حقیقۃ النبوۃ/ صفحہ ۱۲۱/ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد]۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں!'' لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی اُلٹا دیوے حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول بھیجا نہیں

جائیگا"۔

[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۴۱۶]

مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں "اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔اور وہ بغیر روح القدس اور اسکی تاثیر قدسیت کے ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے نہیں بچا سکتا"۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد۵/صفحہ۹۳]۔

مرزا کی ایک اور عبارت پڑھیے "اس وقت کے نادان مخالف بد بختی ہی کی طرف دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے باز نہیں آتے کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے۔اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو؟ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں"۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد۱۹/صفحہ۸]

اس عاجز پر ظاہر کیا گیا، وہ کس نے ظاہر کیا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آوازدل

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَا تَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ (الاحزاب۳۳:۶۰)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کا شکر کرو اور ان کا ذکر کرو، تو حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر کونسی نعمت ہے، جو کہ بنی نوع انسان کو عطا ہوئی ہے؟ تو اکٹھے ہو کر ایسی محفل سجانا جس میں رسول پاک ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان کرنا، چرچا کرنا، دراصل اس قادر مطلق کا شکر کرنا ہے"۔ کیا ہم انسانوں میں نبی کریم ﷺ کے وجود بابرکت کے نزول سے بڑی کوئی نعمت ہو سکتی ہے؟ بنی نوع انسان کے لئے اس سے بڑا کون سا انعام ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے ایک ایسی کامل ہستی کی وساطت سے انسانیت کی ایک کامل شبیہہ، ایک کامل تصویر مہیا کر دی گئی، اس کے ذریعہ ایک کامل کتاب اتاری گئی، تاکہ ہم اس طرح تا قیامت، صراط مستقیم اور مغضوب علیہم وضالین کے راستہ میں، انسانیت اور ظلم میں، اخلاق اور بداخلاقی میں، صبر اور بے صبری میں، سلوک اور بے سلوکی میں، وحدانیت اور شرک میں، حلال اور حرام میں، دین اور بے دینی میں، امانت اور بددیانتی میں، ظالم اور مظلوم میں، غرضیکہ زندگی اور آخرت کے لئے ہر چیز میں کھلا کھلا فرق کر سکیں اور اپنی دین و دنیا کو سنوار سکیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

ذکر اس پری وش کا اور انداز بیاں اپنا
بن گیا رقیب تھا جو رازداں اپنا

سو آیئے آج ہم اس انسان کامل کا اس انداز سے ذکر خیر کریں کہ دل ودماغ کے اندھے، اور نابینا بھی اس نور کی روشنی کو محسوس کریں۔ مگر جب ہم فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہونے والے آفتاب کی حیات بخش شعاؤں کا تذکرہ کرتے ہیں جنھوں نے نخلِ انسانیت میں لاتعداد خوبصورت ترین پھول کھلائے، لاتعداد شیریں پھل دیئے، اور انسانیت کے باغ میں آفاقی خوش رنگی پیدا کی اور انشاء اللہ تا قیامت یہ پھل پیدا ہوتے رہیں گے اور تا ابد یہ پھول اپنی خوش رنگیاں بکھیرتے رہیں گے۔ جب ہم بطحا کی وادیوں سے اُٹھنے والی اس دلکش آواز کا تذکرہ کرتے ہیں جس کے بولوں نے انسانیت اور شرافت کے کانوں میں ابدی رس گھول دیئے۔ جب مکہ کی وادی میں پیدا ہونے والے اس ابدی تازگی والے کائنات کے حسین ترین پھول کا تذکرہ کرتے ہیں جسکی خوشبو اور لازوال رنگوں سے تا قیامت انسانی ذہن اور ضمیر تازگی حاصل کرتا رہے گا انشاء اللہ۔ جب مدینہ کی بستی میں قیام کرنے والے اس نور کا ذکر کرتے ہیں جسکے نوری قیام نے اس مدینہ کو ابدی مدینہ منورہ بلکہ مقدس بھی بنا دیا۔ جب آمنہ کے لعل اور عبداللہ کے اس فرزند کا ذکر کرتے ہیں جس نے انسان کو اللہ کا عبد

بننے کا صحیح گُر سکھایا۔عبدالمطلب کے اس پوتے کا ذکر کرتے ہیں جسکی ہر سانس، ہر حرکت، ہر نظر، ہر بات کا مطلب ہی انسان کی فلاح تھا۔اس کامل عبد کا ذکر کرتے ہیں جس کی عبادتوں نے آسمانی فضلوں اور رحمتوں کی لازوال، تا قیامت مسلسل بارشوں کو فلاح انسانی کے لئے زمیں پر کھینچ لیا ہے، اور اس اللہ سے روشناس کرایا ہے جسکی رحمت اور فضل کا نہ تو کوئی کنارہ ہے اور نہ کوئی کمی اور یہ باران رحمت، رحمۃ اللعالمین کے صدقے تا قیامت جاری ہے۔جب اس آفاقی نبی کا ذکر کرتے ہیں جسکے ذکر کے بغیر آفاقی سچائیاں کبھی مکمل نہیں ہوسکتیں۔تو ساتھ ہی اس نبی ﷺ کے مقدس ارشادات (حدیث شریف) بھی ذہن میں گھومنے لگتے ہیں اور ان میں ایک ارشاد کہ ''میرے بعد جھوٹے نبوت کے دعویدار ہوں گے مگر میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں''، پڑھکر، سن کر بہت شدت سے دل وعقل اور ایمان پر دستک دیتا ہے۔خاص طور پر میں ایک خاص تکلیف، دکھ اور رنج وغصہ میں مبتلا ہوتا ہوں کہ میرے بزرگوں نے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو کیسے تسلیم کر لیا اور پھر میں وہاں نہ صرف پیدا ہوا بلکہ بچپن سے لیکر پچاس سال سے زیادہ کی عمر تک کسی اندھے بہرے اور گونگے انسان کی طرح اس دعویٰ کو حرز جان بنائے رکھا اور کٹھ پتلی کی طرح اس جماعت کے بزرجمہروں کے اشاروں پر ناچتا رہا۔لیکن جب سے اللہ تعالیٰ نے پتہ نہیں کس کے صدقے مجھ پر رحم کیا اور جھوٹی نبوت کے جال سے مجھے نجات دلائی ہے میں نے اپنے خدا سے، اپنے آپ سے، آپ سے یہ عہد کیا ہے اور مسلسل اس عہد کو دہراتا ہوں، تاکہ کسی وقت بھی یہ عہد میری نظروں سے اوجھل نہ ہو کہ میں اُسوۂ حسنہ یعنی اُسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کرنے کی پوری کوشش کروں گا، میں اپنی زبان سے، اپنے ہاتھوں سے، اپنی نظروں سے، اپنے وسائل سے، اپنی طاقت سے، اپنی دولت سے، اپنی اولاد سے، اپنے اثر رسوخ سے، اپنے عمل سے کسی کو بھی دکھ، تکلیف دینے سے پرہیز کرنے کی پوری کوشش کروں گا، بنی نوع انسان کے لئے رسول کریم کی پیروی میں زیادہ سے زیادہ نافع الناس بننے کی کوشش کرونگا۔یاد رکھئے کہ نیکی کا اصل بیان اس کے عمل میں ہے اور اپنے انداز بیان کو بہتر سے بہتر کرونگا کہ شاعر تو رازداں کو رقیب بناتا ہے لیکن ہمارا رقیب اور، دشمن بھی اپنا رازدان بن جائے۔خدا کی قسم آج بھی اسوۂ رسول میں وہ طاقت ہے اور تا قیامت یہ طاقت لازوال رہے گی کہ اس پر عمل سے دشمن بھی اپنے پیارے بن جاتے ہیں ماسوائے جنکے دلوں کو خدا نے خود کمینگی اور حسد سے بھر دیا ہے۔مجھے یقین ہے کہ کامیاب بیان، صرف اور صرف کامیاب عمل ہی ہے۔اور یہ بیان صرف نماز روزہ تک ہی محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر معلوم پہلو کا احاطہ کرتا ہے۔جس دن ہم نے اپنے اخلاق، اپنے عمل، اپنے کردار، اپنے قول وفعل، اپنے لین دین، اپنے سلوک، اپنے طریق، اپنی نظر، اپنا وقت، اپنا مال، اپنی اولاد، ان سب کو اسوہ رسول ﷺ کے تابع کر دیا تو خدا کی قسم دنیا کی کوئی طاقت ہماری کامیابی کو نہیں روک سکتی نہیں روک سکتی اور نہیں روک سکتی۔میرے قادیانی دوستو آپکو بھی کہتا ہوں کہ آؤ اور پورے یقین سے ادھر آؤ کہ بلاشبہ فلاح اسی میں ہے، جن مصنوعی نبوتوں کی طرف آپ بھاگ رہے ہیں وہ سب جھوٹ ہیں اور حقیقی عزت صرف محمد ﷺ کی غلامی میں ہے باقی سب جھوٹ ہے، نجات صرف خاتم النبیین کے مقام کو پہچاننے میں ہے

اس کے بغیر باقی سب جہل ہے۔

خاتم النبیین کا مفہوم کیا ہے؟ کیا صرف آخری نبی ہونا ہی اس کا مفہوم ہے؟ کیا یہ کوئی واقعی فخر کی بات ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں؟ نہیں یہ کوئی ایسے فخر کی بات نہیں کہ ہم اچھلتے پھریں، مگر اس طرح فخر کی بات ہے کہ جس طرح انبیاء علیہ السلام اپنے وقتوں میں، اپنے زمانوں میں، اپنی قوموں میں، ہر لحاظ سے اس وقت کے سب انسانوں سے بہتر تھے اور اس وقت کے مطابق ایک مثال تھے، اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے بعد نسل انسانی پر رحم کیا اور انکو ایک کامل نبی عطا کیا، جسکو کمالات نبوت میں، نیکی میں، شرافت میں، اخلاق میں، حسن سلوک میں غرضیکہ ہر اچھی بات میں جہاں انسان کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں اس حد تک پہنچا کر کہا کہ اے بنی نوع انسان آج میں نے اس ہستی میں انسانیت کے تمام اخلاق حسنہ کی تکمیل کر دی ہے اور اس کامل انسان میں کمالات نبوت بھی تکمیل تک پہنچا دیئے ہیں اس لئے اس کے بعد تمہیں کسی اور آئیڈیل کی، کسی نبی کی، کسی دین کی ضرورت نہیں مگر جو میں نے اس پر نازل کیا۔ میں نے شروع میں جو آیت کریمہ بیان کی ہے ہمیں یہی بتاتی ہے کہ جس طرح رسول کریم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اسی طرح بوجہ کمال کے آخری نبی بھی ہیں اور بوجہ اکملیت کے ہی آخری نبی ہونا باعث فضیلت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میں ان لوگوں کے لئے بھی رسول ہوں جن کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے“۔ یہ اسی طرح ہے جب سورج نصف النہار پر ہو تو چاند ستاروں کی ضرورت نہیں پڑتی اسی طرح اب نبوت کا سورج تا قیامت نصف النہار پر چمکتا رہے گا اس لئے کسی دوسرے نبی کی تا قیامت ضرورت نہیں۔ میری پیدائش، اور اُٹھان جماعت احمدیہ میں ہوئی ہے اور عمر بھی وہیں گزری ہے۔ میں کسی عالم کی تقریر یا کتاب دیکھ کر مسلمان نہیں ہوا، مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیت کے مصداق کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے گمراہی میں رکھتا ہے، کے مصداق میری راہنمائی اس طرح کی کہ میں مرزا غلام احمد صاحب کی کتابیں پڑھکر اور ان کے تضادات دیکھ کر مسلمان ہوا ہوں اور مسلم علماء کی کتابیں کیوں نہیں پڑھیں کہ ایک تو میں کسی ایسے شخص کو جانتا نہیں تھا، دوسرے جو اس موضوع پر چند کتابیں اسوقت میرے ہاتھ لگیں اتفاق سے ان میں سے اکثر کتابیں بجائے دلائل کے Provocative تھیں اور ان کا انداز بیان مدلل سے زیادہ مشتعل تھا۔ لیکن جیسے میں اسلام کے نزدیک آتا گیا تو ان کتب کے مقابلے میں بہت سی ایسی معیاری کتب بھی پڑھنے کو ملیں جن میں بہت سے جید علماء نے تحقیر آمیز انداز سے صرف نظر کرتے ہوئے بڑے شستہ اور مدلل انداز سے اپنا موٴقف پیش کیا ہے، الحمد للہ۔

مرزا صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں ”کیونکہ میں بارہا بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت ”و آخرین منھم لمّا یلحقو بھم “بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت کا وجود ہی قرار دیا ہے“، [بحوالہ ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۲۱۲]۔ اور دوسری جگہ

فرماتے ہیں کہ ”میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بد قسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے“۔[کشتی نوح/ رخ جلد۱۹/صفحہ۶۱] اور ان کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں ”چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی، حتیٰ کے ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں“۔[بحوالہ کلمۃ الفصل/صفحہ۱۰۴/ مصنفہ مرزا بشیر احمد، ایم اے]۔ مرزا صاحب منہ سے تو آنحضورﷺ کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں لیکن جب ہم حقیقتاً ان کی تحریروں کا تجزیہ کرتے ہیں تو وہ اور ان کی اولاد اور ان کے علماء دراصل مرزا صاحب کو ہی خاتم الانبیاء کے طور پر پیش کرتے ہیں، نعوذ باللہ۔ مرزا صاحب کا بخشا ہوا دام ہمرنگ زمیں ہی بچھا کر جماعت احمدیہ دنیا میں مسلمانوں کا شکار کر رہی ہے، اور آکاس بیل کو شجرِ اسلام کی شاخوں پر چڑھا کر اس مذہب کو اسلامی شجر کے پھل کے طور پر پیش کر رہے ہیں، اس لئے ان حربوں کو پہچان کرنا کام بنانے کا کام بھی بیان رسولﷺ میں ہی آئے گا اور جب ہم قادیانی تحریک اور اس جیسی دوسری تحریکوں سے شجرِ اسلام کو صاف کر لیں گے تو یہ شجر زیادہ پھل دار، زیادہ سرسبز، زیادہ سایہ دار، زیادہ خوشبودار نظر آئیگا۔

قادیانی خاتم کے معنی مُہر کے کرتے ہیں، چلئے ان کے معنی ہی مان لئے، اب اپنے نبی کی نبوت پر رسول کریم کی مہر تو دکھا دیں، جسکو وہ نعوذ باللہ نبی کریمﷺ کا وجود ہی قرار دیتے ہو اس کے اخلاق، اس کے حیاء اسکی باتوں، اس کے اوصاف، اس کی زندگی، اسکے وعدوں، اسکی دیانت، اسکی امانت، اسکا اپنے اہل وعیال سے سلوک، اس کی عفت، غرض کسی بات پر ہی حضرت محمد مصطفٰےﷺ کی مہر دکھا دو۔ اور اگر واقعی ہی دیانت داری سے غور کریں گے تو کبھی نہیں دکھا سکیں گے، انشاءاللہ۔ نبی کریمﷺ کی مہر تو بڑی دور کی بات ہے، جب آپ دیانت دارانہ اور غیر جانبدارانہ طور پر مرزا صاحب کے اعمال اور انکی زندگی کا جائزہ لیں گے تو آپ کے لئے مرزا صاحب کو ایک عام شریف آدمی بھی ثابت نہیں کر سکیں گے۔

اب میں آپکو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے نزدیک اور مجھے یقین ہے کہ آپ بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ جب ہم ایسی ناپاک جسارتوں کو بے نقاب کرتے ہیں یا کریں گے تو دراصل بالواسطہ طور پر ہم حضرت محمدﷺ کی تعریف کا ہی حق ادا کرتے ہیں اور کریں گے۔ لیکن یہ بات انتہائی اہم ہے کہ ہم نے اپنا یہ فرض کس طرح ادا کرنا ہے؟

ہم نے یہ فرض حکمت، سچائی، اخلاق اور دلائل کے ساتھ ادا کرنا ہے، ہم نے جھوٹ، بیوقوفی، بد اخلاقی، گالم گلوچ، اشتعال کو پرے پھینکنا ہے اور قریب نہیں آنے دینا، میرا ایمان ہے کہ سچائی کو جھوٹ کی ٹانگوں کی ضرورت نہیں اور محمدﷺ کی عزت و ناموس کا دفاع کے لئے گھٹیا حربوں کی ضرورت نہیں بلکہ انکی سنت پر عمل میں ہے۔

میں اب پھر اصل موضوع پر آتا ہوں، ہمیں خدا تعالیٰ نے رسول کریم کے اعمال، اقوال اور نمونہ کی صورت میں سچے موتیوں کا ایک ایسا ڈھیر عنایت کیا ہے کہ بنی نوع انسان تا قیامت بھی یہاں سے موتی اٹھاتے رہیں گے تو یہ اسی طرح کم نہیں ہوگا، جس طرح سمندر سے ایک چلو پانی لے لیں تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس ڈھیر سے چند موتی آپکے سامنے

رکھنے لگا ہوں مگر اس طرح کہ ایک ذکر اس پاک ہستی محمد ﷺ کا اور ایک ذکر خود ساختہ نبی کا تا کہ اسکا جو غلط دعویٰ ہے کہ وہ اور محمد ﷺ نعوذ باللہ ایک ہی وجود ہیں آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے اور قادیانی امت کے لئے حجت بھی ہو کہ خدا کی قسم کوئی نہیں جو اس رسول پاک ﷺ کا ثانی ہو اور نہ ہی ہو سکتا ہے، یہ خدا کا وعدہ ہے اور زمین آسمان تو ٹل سکتے ہیں مگر خدا کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا۔ اس طرح بیان کا طریقہ اختیار کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب بعض دفعہ خوبصورت چیز کے قریب بدصورت چیز رکھیں تو نہ صرف خوبصورتی مزید ابھرتی ہے بلکہ بدصورت چیز بھی اپنی بدصورتی میں نمایاں ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس طرح کسی خود ساختہ نبی کے ماننے والے کو بھی اس کے جعلی پن کا احساس ہو جائے کہ یہ خود ساختہ نبی کچھ اور تو ہو سکتے ہیں لیکن کسی طرح بھی اس عدیم المثال وجود کا پَرتو نہیں ہو سکتے اور جھوٹے مدعی نبوت کی کراہت آمیز زندگی نمایاں ہو کر نظر آئے۔

<u>رسول کریم ﷺ</u> کے سدا بہار دیانت اور امانت کے واقعات نہ صرف نسل انسانی کا انمول سرمایہ ہیں بلکہ ایک ایسا نمونہ ہیں کہ جیسے جیسے ہم ان کی تفصیلات اور نتائج اور اثرات پر غور کرتے ہیں، ہمارے سامنے نہ صرف امانت کے فلسفہ کی نئی جہتیں سامنے آتی ہیں بلکہ اسکی لازوال خوشبو سے انسانی ضمیر مہک مہک جاتا ہے۔ اور نہ صرف آپکی امت بلکہ ہر زمانے کے اشد ترین مخالفین بھی بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ دیانت اور امانت کی کوئی سدا بہار مثال ہے تو رسول اکرم ﷺ کی زندگی مبارک۔ جب آپ کی عمر تقریباً ۲۴/۲۵ سال تھی، اور آپکی دیانت کے قصے چہار سو، زبان زد عام ہو رہے تھے، حضرت خدیجہؓ جو کہ مکہ میں ایک انتہائی مالدار خاتون تھیں نے آپ سے رابطہ کیا اور آپ سے درخواست کی کہ آپ میرے مال تجارت کے قافلے کو اپنی نگرانی اور سیادت میں لیکر جائیں، میں آپکے ساتھ خدمت کے لئے اپنے غلام میسرہ کو ہمراہ کر دیتی ہوں۔ آنحضور نے اس درخواست کو قبول فرمایا اور قافلہ لیکر چلے۔ جب سفر تجارت سے کامیاب واپسی ہوئی اور آپ نے جب اپنی امانت کا بوجھ اتارا تو اس مال میں اتنا زیادہ منافع ہوا تھا کہ اس سے قبل کبھی اتنا منافع نہیں ہوا تھا، اسپر مستزاد یہ کہ جب حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے آپکی دیانت، تقویٰ اور امانت کے تحفظ کا بتایا تو حضرت خدیجہؓ نے آپکو شادی کا پیغام بھیجا جو کہ آپ نے حضرت خدیجہؓ کی شرافت، اور اخلاق حسنہ کو دیکھتے ہوئے قبول کر لیا۔ اب جن صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ دراصل محمد ﷺ ہی ہیں نعوذ باللہ، انکا کردار کیا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کی بھی تقریباً یہی عمر تھی، مگر شادی شدہ تھے اور دو بچوں کے باپ تھے، اسکا مطلب ہے کہ برے بھلے کی تمیز تھی، مرزا صاحب کے والد صاحب نے ان کو سرکاری خزانے سے پنشن لینے کے لئے بھیجا، جو کہ سات سو روپے تھی اس رقم سے چند دن گلچھڑے اڑائے اور پھر سیالکوٹ جا کر نوکری کر لی۔

<u>جب ذکر اُم المومنین</u> کا چھڑا ہے تو لگے ہاتھوں یہ بھی واقعہ سن لیجئے۔ جب ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے رسول کریم

ﷺ کی شادی ہوئی تو وہ اس وقت مکہ مکرمہ کی مالدار ترین خاتون تھیں، انہوں نے تمام دولت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کردی، حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ رسول کریم ﷺ جتنی جلد ممکن ہوا تمام دولت ضرورت مندوں میں تقسیم کردیں گے اور رسول کریم ﷺ نے کیا بھی ایسا ہی، حتیٰ کہ بعض اوقات ایسا سخت وقت بھی آیا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں تھا، مگر ناز و نعم میں پلی ہوئی خدیجہؓ کے ماتھے پر زندگی بھر بھی ایک بل تک نہ آیا بلکہ الٹا ان کو حسرت تھی کہ کاش اور مال ہوتا تو وہ بھی سرور کونین کے قدموں میں نچھاور کردیتیں، یہ کردار تھا اس خاتون کا جسکو خدا تعالیٰ نے رہتی دنیا تک ام المومنین بنادیا اور جن کو ام المومنین کہتے ہوئے انسان کا سر فخر سے سر بلند ہو جاتا ہے۔ اب ام المومنین آف قادیان کا بھی واقعہ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ اُم المومنین اپنے خاوند کو روپیہ دیتی ہیں اور وہ بھی اُدھار اور اس ادھار کو کچہری میں رجسٹر کرواتی ہیں، مرزا صاحب کے بیٹے لکھتے ہیں کہ '' خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ رہن نامہ جس کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا باغ حضرت والدہ صاحبہ کے پاس رہن رکھا تھا، میں دیکھا ہے وہ با قاعدہ رجسٹری شدہ ہے اور اس کی تاریخ ۲۵ جون ۱۸۹۸ء ہے، زرِ رہن پانچ ہزار روپیہ ہے، جس میں سے ایک ہزار نقد درج ہے اور باقی بصورت زیورات ہے۔ اس رہن میں حضرت صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں۔ '' اقرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا، بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زرِ رہن دوں تب فک الرہن کرالوں ورنہ بعد انفصال میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے بتیسویں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپوں میں بیع بالوفا ہو جائیگا اور مجھے دعویٰ ملکیت نہیں رہے گا۔ قبضہ اسکا آج سے کرادیا ہے اور داخل خارج کرادونگا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ بکرمی سے مرتہنہ دے گی اور پیداوار لے گی''۔ [روایت نمبر ۳۶۶، سیرت المہدی جلد دوئم، صفحہ ۵۲ و ۵۳، مصنفہ مرزا بشیر احمد]۔ اب آپ اس رہن نامہ کے ایک ایک لفظ پر غور کریں اور سر دھنیں کہ یہ ایک خود ساختہ پیغمبر کی بیوی کا اپنے خاوند سے کیا رویہ ہے، لیکن آپ ذرا یہ بھی غور کریں کہ ایک خود ساختہ پیغمبر کے گھر میں چھ کلو سونا بھی پڑا ہوا ہے اور کہاں سے آیا؟ یہ بھی ایک سوال ہے، جہیز میں تو اتنا لانا ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ وہ ایک محکمہ انہار کے ایک کثیر العیال نقشہ نویس کی بیٹی تھیں، اور مرزا صاحب کے بقول خود ان کے اپنے مالی حالات ایک کم تر درجے کے زمیندار کی طرح ہو گئے تھے اور براہین احمدیہ اور اسکے بعد دوسری کتابیں چھاپنے کے لئے چندے کی اپیلیں کرتے رہتے تھے۔ دوسری طرف جسکی برابری کا نعوذ باللہ دعویٰ ہے اُس محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ شام تک گھر میں اگلے دن کیلئے کچھ جمع نہیں رہنے دیتے تھے۔

<u>اب ایک دوسرا پہلو</u>۔ رسول کریم ﷺ نے بطور نبی اللہ کے اپنے وقت کے بادشاہوں اور دوسرے معزز لوگوں کو خطوط بھیجے، وقت کی کمی کے پیش نظر تمام خطوط یا ہر پہلو پر تو بات نہیں ہو سکے گی مگر میں ایک خط جو کے آنحضور ﷺ نے شاہ روم یا قیصر روم کے نام لکھا، اسوقت روم ایک بڑی طاقت تھا، آنحضور ﷺ لکھتے ہیں، '' بسم اللہ الرحمٰن

الرحیم ، یہ خط ہے محمد اللہ کے بندہ اور اسکے رسول کی جانب سے ہرقل کی جانب جو کہ روم کا بڑا شخص ہے، سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ اما بعد میں تجھ کو دعوت دیتا ہوں، اس کلمہ کی جو اسلام کی طرف لانے والا ہے یعنی کلمہ طیبہ کی، اسلام لے آ سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ دہرا اجر عطا کریگا، جیسا کہ اہل کتاب سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے (اولٓئکِ یئوتو ن اجرھم مرّتین) ۔ پس اگر تو اسلام سے روگردانی کرے تو تمام رعایا کے اسلام نہ لانے کا گناہ تجھ پر ہوگا کہ تیرے اتباع میں اسلام کے قبول سے باز رہے اور اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مسلم ہے۔ وہ یہ کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک گردانیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود نہ بنائیں۔ پس اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں یعنی اللہ کے حکم کے تابع ہو چکے ہیں"۔ اب آپ دیکھئے کہ اس زمانہ کے مروج طریق کے مطابق کتنے وقار سے اور عزت سے مخاطب کرتے ہیں ایک عالمی طاقت کے سربراہ کو، صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مقصد صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہے نہ کہ ذاتی پیغام، اللہ کے پیغام کی آڑ میں، نہ کسی جواب کی تمنا، نہ کسی رسید کی، نہ کسی خوشنودی کی، نہ ہی کہیں کاسہ لیسی ٹپکتی ہے اس خط سے، اب میں مرزا صاحب کے کچھ اقتباسات پیش کروں گا، پورے پورے خطوط کے بیان اس جگہ ممکن نہیں، اور دوسرے اصل مقصد فرق واضح کرنا ہے کہ اللہ کے بنائے ہوئے نبی میں اور میڈ بائی انگریز نبی میں کیا فرق ہوتا ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کی پچاس سالہ جشن تاجپوشی پر مرزا صاحب نے ۶۳ صفحات کی ایک کتاب لکھی، جس میں ملکہ کو جوبلی کی مبارک باد دیتے ہوئے اپنا اور اپنی جماعت کا تعارف کروایا اور انگریزی حکومت سے اپنے اور اپنے بزرگوں کے وفاداری کے قصے بیان کئے، پھر ان افراد کی فہرست دی جو شامل ہوئے، اس کو مرزا صاحب اس طرح شروع کرتے ہیں "بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم، یہ عریضہ مبارکبادی، اس شخص کی طرف سے ہے۔ جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے آیا ہے۔ جسکا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے........اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے........یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔ مبارک! مبارک! مبارک!!! (صفحہ ۲۵۲) اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھایا........جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے........اور ایسا ہو کہ جلسہ جوبلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑہا دل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس شور سے زمین مبارکباد کے لئے اچھل رہی ہے (صفحہ ۲۵۴) ....اگر چہ میں اس شکر گزاری کے لئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی

ہیں۔اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔لیکن میرے لئے یہ ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔(صفحہ ۲۵۵) ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے (صفحہ ۲۶۶) غرضیکہ تمام کتاب اسی طرح کی باتوں سے پُر ہے۔اب ہوتا کیا ہے ملکہ اس کتاب کو اتنی بھی اہمیت نہیں دیتی، کہ اس کا دفتر اس کی رسید ہی بھجوا دے، جواب نہ ملنے پر مایوسی کی گہرائیوں میں غوطے کھاتے ہوئے مرزا صاحب نے جواب لینے کا یہ طریقہ نکالا کہ اسی کتاب کو انتہائی معمولی ردوبدل کے ساتھ ستارہ قیصریہ کے نام سے دوبارہ بھیجا، قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ ان کتابوں کا مقصد ملکہ وکٹوریہ کو تبلیغ اسلام تھا۔ویسے تو کتاب کی جو چند سطور میں نے ابھی آپکے سامنے پیش کی ہیں وہی کافی ہیں کتاب لکھنے اور بھیجنے کو مگر کتاب ستارہ قیصریہ کے ان حوالہ جات سے آپکو اگر پہلے کوئی کسر رہ گئی تھی تو اب روز روشن کی طرح جناب مرزا صاحب کا یہ خط اور کتاب ملکہ وکٹوریہ کو بھیجنے کا مقصد واضح ہو جائیگا۔فرماتے ہیں کہ ”اس عاجز کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص، اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا انداز بیان کر سکوں۔اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائیگی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا...مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا..........لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں، دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ قیصرہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں“۔(ستارہ قیصریہ صفحہ۲) آگے پھر لکھتے ہیں ”میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے، اپنی پاک فراست سے اسے شناخت کر لیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرمائیں“۔(ستارہ قیصریہ صفحہ۴)۔

ایک طرف جب ہم دیکھتے ہیں کہ اولیائے کرام اور دوسرے آئمہ ہمیشہ درباروں سے چھپ کر رہتے تھے اور اگر بلاوہ بھی آتا تھا تو معذرت کر لیتے تھے اور ایک طرف یہ خود ساختہ نبی صاحب ہیں کہ ہر قیمت پر اپنی کاسہ لیسی کے معمولی سے معمولی کام کو بھی ملکہ معظمہ تک پہنچانے اور باصرار کلمہ شاہانہ سے ممنون ہونے کے لئے تڑپتے ہیں۔اور ملکہ کو بڑی ڈھٹائی کے ساتھ بار بار یاد کراتے ہیں کہ ان کو کلمہ شاہانہ سے ممنون کیا جائے۔مگر وائے قسمت محمدی بیگم کی حسرت کی طرح کلمہ شاہانہ سے ممنون ہونے کی حسرت بھی دل میں لئے ہوئے مرزا صاحب اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

لیکن بات صرف یہیں ہی نہیں رہتی، رسول کریم ﷺ کا ایک بڑا ہی مشہور واقعہ ہے کہ جب کفار مکہ آنحضور کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور حسین عورتوں، مال و دولت اور سرداری کی پیش کش کی، صرف اس شرط پر کہ جو خبریں ان کو خدا تعالیٰ دیتا ہے وہ آگے بیان نہ کریں اور ان کے بتوں کو برا بھلا نہ کہیں اور پیشکش قبول نہ کرنے کی صورت میں پورے عرب کی تلواریں رسول کریم کا سر قلم کرنے کو تیار تھیں، اب ایک طرف تو ہر قسم کی (بظاہر) عزت اور مراعات کی پیشکش ہے اور دوسری طرف نہ قبول کرنے کی صورت میں زندگی ختم کرنے کی دھمکی ہے اور خدا کے رسول اکرم ﷺ کا جواب کیا تھا، کہ چچا اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج رکھ دیں اور دوسرے پر چاند، یا دوسری صورت میں میری زندگی بھی لے لیں، مگر میں خدا کا پیغام پہنچانے سے کبھی بھی باز نہیں آسکتا، یہ جواب اس لئے تھا کہ وہ خدا کے نبی تھے، اب میڈان قادیان نبی کی بات بھی سن لیں "غرض ایک مرسل اور مامور کے لئے خلافت اور نبوت کا منصب ثابت کرنا کسی ایسی تائید الٰہی کو چاہتا ہے، جسکے ساتھ پیشگوئی ہو اور اس پیشگوئی کی ضرورت سمجھتا ہے جس کے ساتھ تائید ہو"۔ یہاں اپنے قلم سے تسلیم کر رہے ہیں کہ مرسل کے لئے پیشگوئی ضروری ہے [نزول المسیح /صفحہ ۵۰۵ حاشیہ/ رخ جلد ۱] اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب ایک اشتہار دیتے ہیں "اپنے مریدوں کے لئے اطلاع، جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لئے اعلان، جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ پر عدالت جے ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دلآزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے"۔........ آگے اس اشتہار میں ہی لکھتے ہیں، "اور ہم تو ایک عرصہ گزر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شائع بھی کر چکے کہ آئندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے" [مجموعہ اشتہارات/ جلد سوم/ صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۶] اب آپ دیکھیں کہ قرآن کریم بھی واضح طور پر کہتا ہے کہ نبی پر جو ہم نے نہیں اتارا، اسکو وہ وحی کے طور پر پیش کرنے کا حق نہیں اور جو اس پر نازل کیا ہے اسکا نبی کو چھپانے کا حق نہیں، اب اگر مرزا صاحب واقعی خدا کے نبی ہیں تو ان کو کس نے حق دیا ہے کہ خدا تعالیٰ جو پیشگوئیاں ان پر نازل کرتا ہے وہ ایک مجسٹریٹ یا ڈپٹی کمشنر کے کہنے سے بیان نہ کریں، لیکن اگر میڈ بائی انگریز ہیں تو پھر مجسٹریٹ بھی ان کو روک سکتا ہے اور یہی فرق ہوتا ہے اللہ کے مبعوث کئے ہوئے نبی میں اور میڈان قادیان نبی میں۔ احمدی احباب اکثر یہ تاثر دیتے ہیں کہ دوسرے (یعنی مسلمان اور دوسرے مذاہب والے) اشتعال انگیزی اختیار کرتے ہیں لیکن ذرا اسی انگریز کی، جسکی کاسہ لیسی کرتے اور دوسروں کو کاسہ لیسی کی طرف مائل کرتے ہوئے اور انگریزوں کے انصاف اور دیانتداری پر کتابیں سیاہ کرتے ہوئے مرزا صاحب کی ساری زندگی گزری، ایک اور عدالت کیا فیصلہ دیتی ہے۔ "غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اسپر دستخط کر دیئے ہیں، باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے

کہ اُس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں، جن سے اُن لوگوں کی ایذا متصور ہے، جن کے مذہبی خیالات اسکے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں......جو اثر اسکی باتوں سے اسکے بے علم مریدوں پر ہوگا اسکی ذمہ داری انہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ میانہ روی اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی رو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اسکی زد کے اندر آجاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، گورداسپور ۲۳، اگست ۱۸۹۷ء۔ یاد رہے کہ یہ وہی ڈگلس صاحب ہیں جن کو مرزا صاحب نے اس زمانے کا پیلاطوس قرار دیا تھا اور جنکے انصاف کی اپنی کتاب میں بے حد تعریف کی ہے۔ کیا رسول کریم کا رویہ بھی دوسروں کی تحقیر کرنے والا اور ایذا دینے والا تھا؟ یاد رکھئے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو نہ تو رسول کریم کے برابر کھڑا کیا جا رہا ہے اور نہ ہی وہ اس قابل ہیں کہ ان کا موازنہ رسول کریم سے کیا جائے، لیکن چونکہ مرزا صاحب نے بزعم خود اس طرح کے دعوے کئے ہیں اس لئے ان کے دعووں کی قلعی کھولنے کے لئے یہ موازنہ کیا گیا ہے اور یہ موازنہ دو برابر کی چیزوں کا نہیں بلکہ سچ اور جھوٹ کا ہے۔ ویسے تو مرزا صاحب کی زندگی کا جو بھی پہلو لیں تو وہ کہنا کیا چاہتے ہیں اس کو بغور پڑھیں اور بس پھر آپ ان کی تحریر اور دلائل کی پھرتیاں ہی دیکھیں، ان کی خود ساختہ تشریحات، تحریفات اور تضادات کے ذریعہ ایسی ایسی موشگافیاں دیکھنے کو ملیں گی کہ ایک بار تو آپ چکرا کر رہ جائیں گے اور تمام کتاب پڑھنے کے باوجود آپ فیصلہ نہیں کر سکیں گے کہ زلیخا مؤنث ہے یا مذکر۔ رسول پاک ﷺ کی بعد مدعی نبوت لعنتی بھی ہے اور نبوت جاری و ساری بھی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکیلے ہی بن باپ کے پیدا ہوئے لیکن انکے حقیقی بہن بھائی بھی تھے۔ صحابہ کبارؓ قابل عزت اور احترام بھی ہیں، لیکن دوسری طرف سرداران صحابہؓ انکی (مرزا) جوتیاں باندھنے کے بھی لائق نہیں (نعوذ باللہ) وغیرہ وغیرہ، غرضیکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو تضاداتی و فتنہ پرور شخصیت کا خطاب آپ بلا تردد عطا کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو دامن رسول پاک ﷺ سے صحیح طور پر وابستہ رہنے کی توفیق دے، آمین ثم آمین۔ لاکھوں درود اور سلام اس کملی والے محسن انسانیت ﷺ پر۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حقائق براہین احمدیہ

براہین احمدیہ ایک ایسی کتاب ہے جو کہ قادیانیت کی بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔اور مرزا غلام اے قادیانی کی کتابی شکل میں پہلی تصنیف بھی یہی ہے۔اس سے قبل مرزا صاحب مختلف اخبارات میں کبھی کبھار کوئی مضمون لکھتے رہتے تھے۔اسی کتاب میں مرزا صاحب نے اپنی آئندہ نبوت کے بیج بوئے اور اسی کتاب کے نام سے مرزا غلام اے قادیانی نے اپنا نام نہاد مقدس کشکول پھیلایا اور اعانت اسلام کے نام پر مال سمیٹنے کا دھندہ شروع کیا،اور یہ دھندہ، جو حمایت اسلام کے لئے چندہ کے نام سے مرزا صاحب نے شروع کیا،اب ایسا سخت پھندہ بن کر قادیانی جماعت کے گلے میں پڑا ہوا ہے کہ نہ وہ مرتے ہیں اور نہ جیتے ہیں۔اس کتاب پر قادیانی امت بڑا فخر کرتی ہے لیکن ۹۰٪ احمدیوں نے اس کتاب کو نہیں پڑھا۔اگر ان کو اس کتاب کی اصل حقیقت پتہ چل جائے تو بہت سے شریف قادیانی (کم از کم) دل میں شرمانا شروع کر دیں گے۔یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ مرزا صاحب نے اپنے بقول علماء کو پیچ میں پھانسا تھا۔اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ شخص آگے چل کر نبوت کے جھوٹے دعاوی کریگا،اس لئے جس کتاب میں مرزا صاحب اپنی نبوت کی اینٹیں چن رہے تھے اسی کتاب کے ہر اہم موڑ پر اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر سے مرزا صاحب کے اپنے ہاتھوں سے اسی کتاب میں انکے جھوٹا ہونے کے نا قابل تنسیخ ثبوت بھی ساتھ ساتھ لکھوا رہا تھا۔اور اگر ہم مرزا صاحب کی دوسری کتابوں کو ایک طرف رکھ کر صرف اس ایک کتاب کو ہی بنیاد بنالیں تو اسی ایک کتاب کے ذریعہ ہی مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا بکمال ثابت ہوتا ہے۔

مرزا صاحب

نے براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ کر کے اور انکی پیشگی قیمت وصول کرنے کے باوجود کل پانچ جلدیں لکھیں۔پہلی جلد جو ۸۲ صفحات پر مشتمل ہے نہایت جلی خط میں لکھی گئی ہے بنیادی طور پر صرف آئندہ جلدوں کا اشتہار ہے اور ۱۸۸۰ء میں شائع کی گئی۔دوسری جلد ۱۴۷ صفحات پر مشتمل ہے، یہ بھی ۱۸۸۰ء میں ہی شائع کی گئی۔تیسری جلد ۲۷۸ یا ۲۷۹ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۸۸۲ء میں شائع کی گئی۔چوتھی جلد ۵۶۲ یا ۵۶۳ صفحات پر مشتمل ۱۸۸۴ء میں شائع کی گئی۔ان چاروں جلدوں کو روحانی خزائن جلد اوّل کے نام سے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا گیا۔اور پانچویں جلد جو مرزا صاحب نے ۲۳ سال کے وقفہ کے بعد تصنیف کی۔پہلے وہ اس کتاب کو نصرۃ الحق کے نام سے لکھ رہے تھے، تہتر (۷۳) صفحات لکھنے کے بعد خیال آیا کہ اسکو براہین احمدیہ حصہ پنجم قرار دے دیں، اسطرح صفحہ چوہتر (۷۴) سے براہین احمدیہ حصہ پنجم شروع ہوتی ہے۔لیکن یہ کتاب بعد از وفات مرزا صاحب شائع ہوئی۔پانچویں جلد کو اب قادیانی جماعت نے روحانی خزائن جلد ۲۱ کے نام سے شائع کیا ہے۔اس کتاب (براہین احمدیہ پانچوں حصوں) کے بارہ میں مرزا غلام اے قادیانی نے

جو کچھ لکھا ہے اسکی کچھ جھلک اور کچھ اپنی عرض آئندہ سطور میں پیش خدمت ہیں۔

باعث تصنیف

مرزا صاحب کا بنیادی مقصد اس کتاب سے اپنے (جھوٹے) تقدس کی دکانداری کی ابتداء کرنا اور اسکے ذریعہ آئندہ کے منصوبوں کی بنیادیں رکھنا تھا۔ آگے جو حقائق آئیں گے وہ انشاء اللہ میرے اس خیال کی تصدیق کریں گے۔ لیکن وجہ تصنیف یا ضرورت تصنیف مرزا صاحب کی اپنی زبانی.........

۞: مرزا صاحب اس کتاب لکھنے کی ضرورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ،'' پھر کھول کر بیان کیا جاتا ہے کہ کتاب براہین احمدیہ بغیر اشد ضرورت کے نہیں لکھی گئی۔ جس مقصد اور مطلب کے انجام دینے کے لئے ہم نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے اگر وہ مقصد کسی پہلی کتاب سے حاصل ہو سکتا تو ہم اسی کتاب کو کافی سمجھتے اور اُسی کی اشاعت میں بدل و جان مصروف ہو جاتے اور کچھ ضرور نہ تھا جو ہم سالہا سال اپنی جان کو محنت شدید میں ڈال کر اور اپنی عمر عزیز کا ایک حصہ خرچ کر کے پھر آخر کار ایسا کام کرتے جو محض تحصیل حاصل تھا لیکن جہاں تک ہم نے نظر کی ہم کو کوئی کتاب ایسی نہ ملی جو جامع ان تمام دلائل اور براہین کی ہوتی کہ جن کو ہم نے اس کتاب میں جمع کیا ہے اور جن کا شائع کرنا بغرض اثبات حقیقت دین اسلام کے اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے تو ناچار واجب دیکھ کر ہم نے تالیف کی اگر کسی کو ہمارے اس بیان میں شبہ ہو تو ایسی کتاب کہیں سے نکال کر ہم کو دکھادے تا ہم بھی جانیں''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد ا/صفحہ ۴۰]۔

۞: مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ'' پس ایسے وقت میں اور ان لوگوں کے علاج کے لئے جو اپنے ہی گھر میں محقق بن کر بیٹھے ہیں اور اپنے ہی منہ سے میاں مٹھو کہلاتے ہیں۔ ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو جو تین سو براہین قطعیہ وعقلیہ پر مشتمل ہے۔ بغرض اثبات حقانیت قرآن شریف جس سے یہ لوگ بکمال نخوت منہ پھیر رہے ہیں، تالیف کیا ہے۔ کیونکہ یہ بات اجلی بدیہات ہے جو سر گشتہ عقل کو عقل ہی سے تسلی ہو سکتی ہے اور جو عقل کا رہرو ہے وہ عقل ہی کے ذریعہ سے راہ پر آسکتا ہے''۔

[مجموعہ اشتہارات/جلد ا/صفحہ ۴۲]

☆: مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں کہ'' باعث تصنیف اس کتاب کے پنڈت دیانند صاحب اور ان کے تابعی ہیں جو اپنی اُمت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہے ہیں۔ اور بجز اپنے وید کے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ مسیح اور حضرت محمد مصطفٰے علیہم السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور نعوذ باللہ توریت۔ زبور۔ انجیل۔ فرقان مجید کو محض افتراء سمجھتے ہیں اور ان مقدس نبیوں کے حق میں ایسے کلمے بولتے ہیں کہ ہم سُن نہیں سکتے''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد ا/صفحہ ۱۱]۔

☆: چاروں حصص کے شائع کرنے کے ۹ سال بعد مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں جو تین اغراض اس تصنیف کی لکھیں۔'' اول تمام اعتراضات جو اس زمانہ میں مخالفین اپنی اپنی طرز پر اسلام اور قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ

پر کر رہے ہیں ان سب کا عمدگی اور خوبی سے جواب دیا جائے۔ دوسری غرض یہ تھی وہ تمام دلائل اور براہین اور حقائق اور معارف لکھے جائیں جن سے حقانیت اسلام اور صداقت رسول اللہ ﷺ اور حقیقت قرآن کریم روز روشن کی طرح ثابت ہو جائے۔ اور تیسری غرض یہ تھی کہ مخالفین کے مذاہب باطلہ کی بھی کچھ حقیقت بیان کی جائے''۔ [مجموعہ اشتہارات/جلد ا/ صفحہ ۴۰۰]۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ!

مصنف

☆: ''اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے۔

☆: اور اسکو خواص انبیاء و رُسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل ﷺ ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور اسکے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے۔ یہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑھنے سے جو کہ منجملہ تین سو جُز کے قریب ۳۷ جُز کے چھپ چکی ہے، ظاہر ہوتے ہیں اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے''۔

☆: ''اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے۔ جسکا خدا تعالیٰ کے روبرو اسکو جواب دینا پڑیگا''۔ [بحوالہ اشتہار نمبر ۱۱/ مجموعہ اشتہارات جلد ا/صفحہ ۲۳ تا ۲۵]۔

مجدّد کی خصوصیات

مجدد کی تعریف میں مرزا صاحب فرماتے ہیں!

☆: جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں .... اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی انکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور انکی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ کلی مصفا کئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے۔ [فتح اسلام حاشیہ/ روحانی خزائن جلد ۳/صفحہ ۷]۔

☆: اسے علوم لدنیہ اور آیات سماویہ عطا کی جاتی ہیں"۔[ازالہ اوہام/ روحانی خزائن جلد۳/صفحہ۱۷۹]

☆:"یادرہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے، کیونکہ وہ فرماتا ہے و من کفر بعد ذالک فاولٰئک هم الفاسقون ، یعنی بعد اسکے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص انکا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے"[ر خ جلد۶/صفحہ۳۴۴/ بحوالہ مصلح موعود، صفحہ۱۲۲/ مصنفہ عبدالغفار جنبہ مدعی مصلح موعود]۔جسکا منکر فاسق ہو، اللہ ایسے شخص کو کیسے اندھیرے یا لاعلمی میں رکھ سکتا ہے؟ آگے دیکھیے مرزا صاحب کیا کہتے ہیں۔

☆:"وہ اس قدر طبعاً مرضات الٰہیہ میں فنا ہو جاتا ہے کہ خدا میں ہو کر بولتا ہے، اور خدا میں ہو کر دیکھتا ہے، اور خدا میں ہو کر سنتا ہے، اور خدا میں ہو کر چلتا ہے، گویا اس کے جبہ میں خدا ہی ہوتا ہے"۔[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۲۵]۔

☆:"وہ اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور ظلی طور پر خدا تعالیٰ ان کے اندر داخل ہو جاتا ہے"۔[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۲۶]۔

☆:"خدا ان پر نازل ہوتا ہے، اور خدا کا عرش ان کا دل ہو جاتا ہے"۔[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۵۶]۔

☆:"خدا کے کلام کے متعلق وہ معارف صحیحہ (ان کو) سوجھتے ہیں جو دوسروں کو نہیں سوجھ سکتے۔ کیونکہ وہ روح القدس سے مدد پاتے ہیں"۔[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۵۷]۔

☆:"اور بباعث نہایت درجہ فنافی اللہ ہونے کے اسکی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔اور اگرچہ اسکو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اس کی طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے"۔[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۱۸]۔

☆مجددیت کے ثبوت میں جماعت احمدیہ اکثر ایک حدیث پیش کرتی ہے،"ان اللہ یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجددلھا دینها ۔مشکوٰۃ کتاب العلم ۔ترجمہ: یعنی ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا"۔اب آپ دیکھیں کہ یہ حدیث پہلی بات یہ کے ابوداؤد، کتاب الملاہم جلد دوم،ص۳۲۔ کے مطابق یہ روایت موقوف ہے لہٰذا حجت نہیں" اور" کتاب تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی ابن وہب جو مدلس ہے لہٰذا قابل اعتبار نہیں"۔ان روایتوں کو مرزا صاحب اس طرح نظر انداز کرتے ہیں جیسے کہ انکا وجود ہی نہیں، حالانکہ دیانتداری کا تقاضا تھا کہ جب ایک روایت پیش کی ہے تو اسکے بارے میں دوسری کتب احادیث میں جو درج ہے وہ بھی پیش کرنا چاہیے تھا اور قاری کو فیصلہ کرنے دینا تھا کہ وہ اس دلیل کو مرزا صاحب کے موقف کے مطابق تسلیم کرے یا نہ کرے، کیونکہ مرزا صاحب بقول انکے کوئی عام مصنف نہیں بلکہ سلطان القلم اور مجددیت اور ماموریت کا دعویٰ کر رہے تھے۔جس شخص کا اتنا بڑا دعویٰ ہو اسکی تحریر بھی انتہائی شفاف ہونی چاہیے۔ دوسری جو اہم بات ہے، وہ یہ کہ یہ

حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے منسوب ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ (نعوذ باللہ) بقول مرزا صاحب کے غبی ہیں، اور مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت، نبوت وغیرہ وغیرہ کا تھا۔ اور جس کو مرزا صاحب (معاذ اللہ) غبی اور عقل وفہم سے عاری قرار دیتے ہیں اسکی بیان کی ہوئی بات کو اپنی مجددیت کا ثبوت بنانا مرزا صاحب کا ہی حوصلہ ہے، واہ مرزا جی، شرم مگر تم کو نہیں آتی۔ لیکن مرزا صاحب کا کام تھا کہ میٹھا ہپ ہپ، کڑوا تھو تھو۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "آدم سے لیکر آنحضرت ﷺ تک سلسلہ وحی جاری رہا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تجدید دین کے واسطے مجدد پیدا کریگا۔ تجدید کہتے ہیں ایک کپڑا جو میل کچیل سے آلودہ ہو گیا ہو اسکو دھو کر صاف کر لیا جاوے اور میل اس سے قطعاً الگ کر دی جاوے اور بالکل نئے کی طرح کر دیا جاوے"۔ [ملفوظات/ جلد ۱۰/ صفحہ ۴۱۸]

کتاب کے متعلق دعویٰ جات

مرزا صاحب نے اس کتاب کے متعلق یہ دعوے کیے!

☆ "اس عاجز نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے"۔ [اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۱۱]

☆ کتاب اللہ نے اپنی وحی کے تحت لکھوائی ہے:۔

"خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"۔ [ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۳۸۶]۔

"حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ............. اور براہین احمدیہ میں بھی جسکو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ ھوالذی ارسل رسلہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اور پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلول میں دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴" (غرض ایسی اور بے شمار مثالیں ہیں۔ ناقل)۔ [مجموعہ اشتہارات/ جلد ۳/ صفحہ ۴۳۱ و ۴۳۲]۔

مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں کہ "اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جا بجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ تم براہین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اس دعوے

کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جابجا خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے"۔[نزول المسیح / رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۱۴۰]۔

☆اللہ نے قرآن مرزا صاحب کو سکھایا ہے اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ قرآن کی اللہ کی بتائی ہوئی تشریح ہے اور اللہ نے لکھوایا ہے:۔

شروع میں مرزا صاحب نے اس کتاب کی وجہ تسمیہ میں لکھا کہ یہ کتاب صرف قرآن شریف اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ مگر آگے چل کر بحث نفس الہام اور مطلق نبوت کی چھیڑ دی۔ اور بظاہر اسکا رُخ آریہ سماج اور برہموسماج کی طرف موڑ دیا، جو الہام کے قائل نہیں۔ ان کے مقابل پر یہ ثابت کرنیکی کوشش کی کہ وحی الٰہی کے بغیر کام چل نہیں سکتا۔ الہام اور وحی ایک چیز ہیں۔ اور رسالت کے متعلق بھی یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ حسب قابلیت بعض افراد کو ملتی ہے اور ہر ایک کو نہیں۔ کچھ الہامات لکھے، بظاہر بے تعلق، اور انکی کوئی تشریح نہیں کی، اور بعد میں انہی کی بنا پر دعویٰ نبوت کر دیا۔ ذرا مرزا صاحب کے الہامات ملاحظہ فرمائیں!

"مجھے خدا تعالیٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا ہے کہ الرحمٰن علم القرآن کہ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا"۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد ۱/ صفحہ ۲۶۵]۔

"مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی:۔ الرحمٰنُ عَلمَ القرآن۔ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اُس کے حقیقی معنوں پر تجھے اطلاع دی"۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/ صفحہ ۶۶]۔

"مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قُرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک رُوح پر غلبہ دیا گیا ہے"۔[سراج منیر/ رخ جلد ۱۲/ صفحہ ۴۱]۔

"سو یہ امر بھی ہر ایک صاحب پر روشن رہے .... دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب ممدوح نے کیا ہے اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اس پاک کتاب نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ نہ ہم نے فقط اپنے قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے"۔[براہین احمدیہ ۲/ رخ جلد ۱/ صفحہ ۸۸]۔

"تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں وہ سب آیات بینات قرآن شریف سے ہی لی گئی ہیں اور ہر ایک دلیل عقلی وہی پیش کی گئی ہے جو خدا نے اپنے کلام میں آپ پیش کی"۔ [براہین احمدیہ حصہ دوئم/ رخ جلد ۱/ صفحہ ۱۳۰]۔

اس وقت کے نادان مخالف بدبختی کی طرف ہی دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے باز نہیں آتے کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو؟ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں

اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں''۔[اعجاز احمدی/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۸]۔

☆اس کتاب کا نام رسول کریم ﷺ کی رضا سے قطبی رکھا گیا کہ اس میں بیان کی ہوئی ہر بات جو قطب ستارہ کی طرح مستحکم ہے۔[براہین احمدیہ/رخ جلد ۱/صفحہ ۲۷۵]۔

''براہین احمدیہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جو قطبی ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے''۔[براہین احمدیہ/رخ جلد ۱/صفحہ ۲۷۵]۔

☆اس کتاب کو خواب میں رسول کریم ﷺ نے ہاتھ میں لیا تو وہ ایسا پھل بن گئی جس میں سے چیرنے پر انتہائی میٹھا شہد نکلا جس سے کہنی تک رسول کریم کا ہاتھ بھر گیا۔[براہین احمدیہ/رخ جلد ۱/صفحہ ۲۷۵]۔

☆''کتاب براہین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت وقدر ومنزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپے دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔[مجموعہ اشتہارات جلد ۱/صفحہ ۲۳]۔

اس اشتہار میں مرزا صاحب نے جو انعامی دجل کیا ہے، وہ بڑی مہارت سے کیا ہے۔

پہلی بات تو مرزا صاحب کی ساری جدی جائیداد جو کہ قادیان کی زمین میں شریکوں کے ساتھ مشترک تھی، قبضہ مشترک تھا، کھاتوں میں علیحدہ نام پر تھی۔اس لئے اپنی اصل مالیت سے بھی زیادہ پر رہن رکھی ہوئی تھی۔اور اس پر مرزا صاحب کا حقیقی طور پر کوئی اختیار نہیں تھا۔

دوسرے اس پر ایسی شرائط رکھیں کہ نہ شرائط پوری ہوں اور نہ ہی کتاب کا کوئی صحیح معنی میں جواب دے سکے، اس طرح کتاب لاجواب رہے۔

سب سے پہلی مشکل شرط کہ تین جج ایسے ہوں کہ جس پر مرزا صاحب اور انکا جواب لکھنے والا آپس میں اتفاق کریں۔اگر اتفاق ہو گیا تو جواب اس طرح لکھے جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا اور جس طرح مرزا صاحب نے دلائل پیش کئے اسی طرح پیش کرے۔یا اسکا پانچواں حصہ،نہیں تو واضح طور پر لکھ کر دینا ہو گا کہ ''بوجہ ناکامل یا غیر معقول ہونے کے وہ اس کتاب کی یہ شرط پورا کرنے سے معذور ہے۔

پھر اس میں مختلف اقسام کی صنف بیان کی، جو ضروری نہیں کہ دوسرا مصنف ان اقسام یا ان کی صنف کو بعینہٖ مانے، اور پھر اس پر یہ شرط کہ ہر صنف میں نصف یا ربع دلائل پیش کرنے لازمی ہوں گے۔غرض اس قسم کی شرطوں اور پروپیگنڈہ، چکر بازی پینسٹھ صفحات تک پھیل گئی۔

لیکن جو مقصد مرزا صاحب حاصل کرنا چاہتے تھے کہ لوگوں کی توجہ حاصل کر لیں اور عوام میں نیز خواص میں یہ شہرت کہ دیکھو کیسا مخلص شخص ہے کہ اسلام کی خاطر اپنی ساری جائیداد کو داؤ پر لگا دیا ہے،اور اسلام کا کتنا شیدائی ہے اسکا

لازمی نتیجہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں مرزا صاحب کے لئے ایک جوش اور جذبہ پیدا ہو گیا اور اس جذبہ نے مرزا صاحب کی اپیل برائے امداد براہین احمدیہ پر عوام اور خواص نے پیسوں کی بارش کر دی۔

☆ ''اس پراگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہو''۔[بحوالہ اشتہار نمبر ۱۶/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۴۳]۔

علماء پیچ میں

مرزا صاحب لکھتے ہیں علماء میرے پیچ میں پھنس گئے۔ ہوا یہ بعض علماء کرام پیچ میں نہیں پھنسے، بلکہ وہ تو اس لئے بعض علماء نے سوچا کہ یہ کتاب چونکہ آریہ اور دوسرے مذاہب کو مخاصب کر کے لکھی ہے، ان دنوں آریہ بھی کافی سرگرم تھے، اس لئے علماء نے مرزا صاحب کو اسلام کی طرف سے برسر مقابلہ سمجھ کر، اور یہ سوچ کر کہ جب مبارزت شروع ہو تو ایسے وقت میں حریف پر رعب ڈالنے کے لئے اپنا افتخار ظاہر کرنا اور کچھ خلاف واقعہ بھی بیان کرنا شرعاً اور عقلاً جائز ہے اس لئے وہ اسلام کی حمایت کی وجہ سے خاموش رہے۔ انہوں نے یہ سوچا کہ اس وقت اگر دوسروں کو اسلام کے مقابلہ میں یہ شخص خاموش کر سکتا ہے تو اس کو کوشش کرنے دو۔ پھر اس نے وحی اور الہام پر بحث کی آڑ میں اپنے تعلیم شدہ بہت سے الہامات بھی لکھ دیئے اور اس طرح اپنی بنیاد کو مضبوط بنا لیا۔ اور سب سے بڑا دجل یہ کیا کہ یہ اشارتاً بھی نہیں لکھا کہ ان الہامات کا مقصد و مورد مرزا خود ہے، بلکہ یہ لکھا کہ '' یہ سب ہمارے نبی کریم کے طفیل اور عنایت اور اتباع کے سبب ہے۔ اس وجہ سے بھی کسی نے ان کے رد کی طرف شروع میں توجہ نہ کی۔

یا عیسیٰ انی متوفیک کے الہام سے ممکن ہے کہ لوگ/ علماء چونکے ہوں مگر لوگ اس دھوکہ میں بھی آئے کہ الہاموں میں محمد رسول اللہ وغیرہ بھی ہے اور ان الہاموں کے بیان میں انہوں نے ایسی مماثلت کا اظہار کیا جیسی کہ احادیث کے مطابق بعض علماء کو انبیاء بنی اسرائیل سے مماثلت دی گئی ہے۔ ان اور اس قسم کی دوسری وجوہات کی بنا پر اس وقت لوگوں نے براہین احمدیہ پر کوئی اعتراض نہیں کئے اور خاموشی اختیار کی۔

عام مسلمان یہ سمجھ کر خوش ہوا کہ جب ایک متبع کو ایسے الہامات ہو رہے ہیں تو رسول کریم ﷺ کے کمالات کی کیا شان ہے۔

''مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب میں کسی کتاب کا مضمون لکھنے بیٹھتا ہوں اور قلم اُٹھاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی اندر سے بول رہا ہے اور میں لکھتا جاتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہوتا ہے کہ جو شخص گناہ سے بچنا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علیم و خبیر ہونے اور اپنی موت کو یاد رکھنے سے اپنی مُراد پا سکتا ہے''۔[الحکم جلد ۷/ نمبر ۱۶/ صفحہ ۵/ ۳۰، اپریل ۱۹۰۳ء/ ملفوظات جلد ۵/ صفحہ ۲۷۴]۔

تخمینہ ضخامت کتاب؟

☆بعالی خدمت تمام معززاور بزرگ خریداران کتاب براہین احمدیہ کے گزارش کی جاتی ہے کہ کتاب ہذا بڑی مبسوط کتاب ہے۔ یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جز سے کچھ زیادہ ہوگی۔ اور تا اختتام طبع وقتاً فوقتاً حواشی لکھنے سے اور بھی بڑھ جائیگی"۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۲۶]۔

☆"پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزو میں تصنیف کیا۔ بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نو(۹) حصے اور زیادہ کردئے جن کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزء ہوگئی۔[مجموعہ اشتہارات جلد۱/صفحہ۱۱/اپریل ۱۸۷۹ء]۔

☆"یہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑھنے سے جو کہ منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے ظاہر ہوتے ہیں"۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۴۲]۔

تخمینہ اخراجات

☆"ہرایک حصہ اسکا ایک ایک ہزار چھپے تو چورانوے روپیہ صرف ہوتے ہیں۔ پس کل حصص کتاب نو سو چالیس روپے سے کم میں نہیں چھپ سکتے"۔[مجموعہ اشتہارات جلد۱/صفحہ۱۲/اپریل ۱۸۷۹ء]۔

☆"بعض صاحب کہ جن کی رائے بباعث کم توجہی کے دینی معاملات میں صحیح نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت حال پر اطلاع پا کر جو کتاب براہین احمدیہ کی تیاری پر نو ہزار روپیہ خرچ آتا ہے۔ بجائے اسکے جو دلی غم خواری سے کسی نوع کی اعانت کی طرف متوجہ ہوتے جوزیرباریاں بوجہ کمی قیمت کتاب وکثرت مصارف طبع کے عائد حال ہیں"۔[مجموعہ اشتہارات جلد۱/ صفحہ۳۹]۔

قیمت کتاب

احمدی (قادیانی دوستو! غور کرو نام نہاد مسیح موعود، مجدد، ملہم، کتاب بیچنے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کر رہا ہے۔

مرزا صاحب، جیسا کہ ان کی عادت تھی!

☆"یوں نہ کریں کہ ہرایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی"۔[مجموعہ اشتہارات جلد۱/ صفحہ۱۲/اپریل ۱۸۷۹ء]

بہت سارے لوگوں نے پیسے بھجوادیئے، لیکن کتاب نہ چھپی، یہاں تک کہ ۳دسمبر ۱۸۷۹ء کو ایک اور اشتہار شائع کرتے ہیں۔

☆ ''ناچار بصد اضطرار یہ تجویز سوچی گئی جو قیمت کتاب کہ بہ نظر حیثیت کتاب کے نہایت درجہ قلیل اور ناچیز ہے دو چند کی جائے۔لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا کے ظاہر کیا جاتا ہے جو من بعد جملہ صاحبین باستثناء ان صاحبوں کے جو قیمت ادا کر چکے ہیں یا ادا کرنے کا وعدہ ہو چکا ہے قیمت اس کتاب کی بجائے پانچ روپیہ کے دس روپیہ تصور فرمائیں..............ان شاءاللہ یہ کتاب جنوری ۱۸۸۰ء میں طبع ہو کر فروری میں شائع ہو جائیگی''۔[مجموعہ اشتہارات جلد۱/صفحہ۱۴/۳دسمبر ۱۸۷۹ء]

☆ ''ایسی عمدگی کاغذ اور پاکیزگی خط اور دیگر لوازم حسن اور لطافت اور موزونیت سے چھپ رہی ہے کہ جس کے مصارف کا حساب جو لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ اصل قیمت اس کی فی جلد پچیس روپیہ ہے۔مگر ابتدا میں پانچ روپیہ قیمت اس غرض سے مقرر ہوئی تھی اور یہ تجویز اُٹھائی گئی تھی جو کسی طرح سے مسلمانوں میں یہ کتاب عام طور پر پھیل جائے اور اسکا خریدنا کسی مسلمان پر گراں نہ رہے۔اور یہ امید کی گئی تھی کہ امرائے اسلام جو ذی ہمت اور اولوالعزم ہیں۔ایسی ضروری کتاب کی اعانت میں دلی ارادت سے مدد کریں گے تب جبر اس نقصان کا ہو جائیگا۔پر اتفاق ہے کہ اب تک وہ اُمید پوری نہیں ہوئی ....اب حال یہ ہے کہ اگرچہ ہم نے بموجب اشتہار مشتہرہ سوئم دسمبر ۱۸۷۹ء بجائے پانچ روپے کے دس روپیہ قیمت کتاب کی مقرر کر دی مگر تب بھی وہ قیمت اصل قیمت سے ڈیڑھ حصہ کم ہے''۔[اشتہار ٹائیٹل براہین احمدیہ جلد اول ۱۸۸۰ء/مجموعہ اشتہارات جلد۱/صفحہ ۲۶ و ۲۷]۔

☆ ''مگر واضح رہے کہ اگر بعد معلوم کرنے قدر و منزلت کتاب کے کوئی امیر عالی ہمت محض فی سبیل اللہ اس قدر اعانت فرما دیں گے کہ جو کسر کمی قیمت کی ہے اس سے پوری ہو جائے گی تو پھر بہ تجدید اعلان وہی پہلی قیمت کہ جس میں عام مسلمانوں کا فائدہ ہے قرار پا جائیگی''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۱۴/۳دسمبر ۱۸۷۹ء]

☆ اب ایک اور پینترہ کہ یہ دس روپیہ قیمت عام لوگوں کے لئے تھی،لیکن خواص کے لئے اور غیر مسلموں کے لئے دوسری قیمت رکھی گئی تھی۔اس لئے اگلا اشتہار یہ تھا۔

''مصارف پر نظر کر کے واجب معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ قیمت کتاب سو روپیہ رکھی جائے اور واضح رہے کہ اب یہ کام ان لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک عالی ہمتوں کی توجہات کی ضرورت ہے''۔[اشتہار ٹائیٹل براہین احمدیہ/جلد سوم ۱۸۸۲ء/مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۳۳]۔

☆ ''کتاب براہین احمدیہ کی قیمت جو بالفعل دس روپیہ قرار پائی ہے وہ صرف مسلمانوں کے لئے کمال درجہ کی تخفیف اور رعایت ہے کہ جن کو بشرط وسعت اور طاقت مالی کے اعانت دین متین میں کسی نوع کا دریغ نہیں۔لیکن جو صاحب کسی اور مذہب یا ملت کے پابند ہو کر اس کتاب کو خریدنا چاہیں تو چونکہ اعانت کی ان سے کچھ توقع نہیں لہٰذا ان سے وہ پوری پوری قیمت لی جائیگی جو حصہ اول کے اعلان میں شائع ہو چکی ہے''[اشتہار ٹائیٹل براہین احمدیہ/جلد دوئم ۱۸۸۰ء/مجموعہ

اشتہارات/جلد ا/صفحہ ۳۱]۔

☆ ''چونکہ کتاب اب تین سو جزو تک بڑھ گئی ہے لہٰذا اُن خریداروں کی خدمت میں جنہوں نے اب تک کچھ قیمت نہیں بھیجی یا پوری قیمت نہیں بھیجی۔ التماس ہے کہ اگر کچھ نہیں تو صرف اتنی مہربانی کریں کہ بقیہ قیمت بلا توقف بھیج دیں۔ کیونکہ جس حالت میں اب اصلی قیمت کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی۔ پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ پیشگی ادا نہ کریں تو پھر گویا''۔ [اشتہار ٹائیٹل براہین احمدیہ حصہ سوم/۱۸۸۲ء/مجموعہ اشتہارات/جلد ا/صفحہ ۳۴]۔

مالی اعانت کی اپیل

☆ ''از انجا کہ ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں۔ لہٰذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہوں اور اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اغنیاء لوگ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں گے تو یہ کتاب بسہولت چھپ جائے گی ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا''۔ [مجموعہ اشتہارات/جلد ا/صفحہ ۱۲/اپریل ۱۸۷۹ء]۔

☆ ''اس وقت غیر مذاہب کی جانب سے اسلام اور پیغمبر اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں، ان کا مدلل جواب اور اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل دیئے جائیں گے، مصنف کے پاس چونکہ طباعت کے لئے کوئی رقم نہیں، لہٰذا قیمت کتاب پیشگی ہو گی اور ایسی ضخیم کتاب کے مصارف ہزار ہا روپے ہو سکتے ہیں'' [اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ ۲]۔

☆ ''واضح رہے کہ اب یہ کام صرف ان لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک ایسے عالی ہمتوں کی توجہات کی حاجت ہے کہ جن کے دلوں میں ایمانی غیور کے باعث حقیقی اور واقعی جوش ہے اور جن کا بے بہا ایمان خرید و فروخت کے تنگ ظرف میں سما نہیں سکتا بلکہ اپنے مالوں کے عوض میں بہشت جاوداں خریدنا چاہتے ہیں'' [اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ ۳]۔

اقرار

''اس تصنیف کے شائع کرنے اور پھیلانے اور چھپوانے کے لئے اسلام کے عمائد اور بزرگوں اور اکابر اور امیروں اور دیگر بھائیوں مومنوں اور مسلمانوں کو شائق اور راغب اور متوجہ کر دیا۔ پس اس جگہ ان تمام حضرات معاونین کا شکر کرنا بھی واجبات سے ہے کہ جن کی کریمانہ توجہات سے میرے مقاصد دینی ضائع ہونے سے سلامت رہے اور میری محنتیں برباد جانے سے بچ رہیں۔ میں ان صاحبوں کی اعانتوں سے ایسا ممنون ہوں کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ جن

سے میں ان کا شکرادا کرسکوں۔ بالخصوص جب میں دیکھتا ہوں کہ بعض صاحبوں نے اس کارِ خیر کی تائید میں بڑھ بڑھ کے قدم رکھے ہیں۔اور بعض نے زائد اعانتوں کے لئے اور بھی مواعید فرمائے ہیں تو یہ میری ممنونی اور احسان مندی اور بھی زیادہ ہوجاتی ہے"۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۱/صفحہ۸۲]۔

"مگر مسلمانوں کا حال کیا کہیں، کیا لکھیں، کہ ان کی غفلت اس حد تک پہنچ گئی ہے!

جذبات سے کھیل

مرزا صاحب نے لوگوں کی جیب سے پیسہ نکالنے کے لئے ہر ممکن حربہ اختیار کیا، کبھی انکی دینی حمیت کو پکارتے ہیں کبھی جن لوگوں نے اعانت کی یا انکا وعدہ کیا انکے نام اشتہاروں میں اور پہلے و دوسرے حصہ میں چھاپ کر، تا کہ دوسرے بھی کچھ اپنا نام چھپوانے کے لئے کچھ مسابقت کی دوڑ میں شامل ہونے کے لئے انکی مالی اعانت کریں۔اور کہیں طعن وتشنیع کر کے اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی، مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ!

"میں نے اسی تقریر کے ذیل میں اسمائے مبارک ان تمام مردان اہل ہمت اور اولی العزم کے کہ جنہوں نے خریداری اور اعانت طبع اس کتاب میں کچھ کچھ عنایت فرمایا، معہ رقوم عنایت شدہ ان کی کے زیب تحریر کئے ہیں اور ایسا ہی آئندہ بھی تا اختتام طبع کتاب عملدرآمد رہے گا کہ تا جب تک صفحہ روزگار میں نقش افادہ اور افاضہ اس کتاب کا باقی رہے ہر یک مستفیض کہ جس کا اس کتاب سے وقت خوش ہو۔ مجھ کو اور میرے معاونین کو دعائے خیر سے یاد کرے"۔

[مجموعہ اشتہارات/ جلد۱/صفحہ۸۲]

☆"اب کی دفعہ ان صاحبوں کے نام جنہوں نے کتاب کو خرید فرما کر قیمت پیشگی بھیجی یا محض للہ اعانت کی بوجہ عدم گنجائش نہیں لکھے گئے اور بعض صاحبوں کی یہ بھی رائے ہے کہ لکھنا کچھ ضرورت نہیں۔ بہر حال حصہ چہارم میں جو کچھ اکثر صاحبوں کی نظر میں قرین مصلحت ہوگا اس پر عمل کیا جائیگا۔ خاکسار میرزا غلام احمد"۔

[منقول از حصہ سوم ٹائٹل/صفحہ۲ حاشیہ/ مجموعہ اشتہارات/ جلد۱/صفحہ۹۰]۔

مرزا صاحب کے امراض معدہ اور خلل دماغ سے اٹھنے والی بخاراتی لہروں کے سبب وجود میں آنے والی تحریر ملاحظہ فرمائیں!

☆"ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اسوقت اسکی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے اِنّی اَنَا رَبُّکَ آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب

العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اُس نے جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام ظاہر کئے ہیں یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں۔

[اشتہار ٹائیٹل صفحہ آخری/ براہین احمدیہ جلد چہارم/ مجموعہ اشتہارات جلد ا/صفحہ ۵۶]۔

واضح جھوٹ

☆مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''مسیح موعود کی نسبت تو آثار میں یہ لکھا ہے کہ علماء اس کو قبول نہیں کریں گے''۔[ضمیمہ، براہین احمدیہ/ حصہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/ صفحہ ۱۸۶]۔نوٹ: آثار کا لفظ کم از کم تین احادیث پر بولا جاتا ہے، اور جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ مضمون کسی حدیث میں نہیں آیا۔

☆مزید لکھتے ہیں کہ ''بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ (پنجم) کے چھپنے میں تیس برس تک التوا رہا۔ یہ التوا بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں حکمت یہ تھی کہ اس وقت تک پنجم حصہ دنیا میں شائع نہ ہو جب تک وہ تمام امور ظاہر نہ ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیشگوئیاں ہیں'' [دیباچہ براہین احمدیہ ۵/صفحہ ۶]۔

☆''اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات الٰہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچے بلکہ جس طرح سے خدا تعالیٰ مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کام کو انجام دے گا کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ میں اور اسی کے امر سے ہے''۔[تبلیغ رسالت جلد ا صفحہ ۹۱]۔

☆''۱۸۹۹ء میں ایام الصلح میں لکھتے ہیں،''براہین احمدیہ کا بقیہ نہ چھاپنے پر اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے قرآن شریف بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تیئس برس میں نازل ہوا پھر اگر خدا تعالیٰ نے مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا ہرج ہوا''۔

مرزا صاحب کے اپنے بیٹے نے لکھا ہے کہ ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۷۹ء میں براہین کے متعلق اعلان شائع فرمایا۔ تو اس وقت آپ براہین احمدیہ تصنیف فرما چکے تھے۔ اور کتاب کا حجم دو اڑہائی ہزار صفحہ تک پہنچ گیا تھا۔ اور اس میں آپ نے اسلام کی صداقت میں تین سو ایسے زبردست دلائل تحریر کئے تھے۔ کہ جن کے متعلق آپکا دعویٰ تھا۔ کہ ان سے صداقت اسلام آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائیگی۔ اور آپ کا ارادہ تھا کہ جب اس کے شائع ہونے کا انتظام ہو تو کتاب کو ساتھ ساتھ اور زیادہ مکمل فرماتے جائیں اور اس کے شروع میں ایک مقدمہ لگائیں۔ اور بعض اور تمہیدی باتیں لکھیں اور ساتھ ساتھ ضروری حواشی بھی زائد کرتے جاویں۔ چنانچہ اب جو براہین احمدیہ کی چار جلدیں شائع شدہ موجود ہیں ان کا مقدمہ اور حواشی وغیرہ سب دوران اشاعت کے زمانہ کے ہیں اور اس میں اصل ابتدائی تصنیف کا حصہ بہت ہی تھوڑا آیا ہے۔ یعنی صرف چند صفحات سے زیادہ نہیں اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ تین سو

دلائل جو آپ نے لکھے تھے ان میں سے مطبوعہ براہین احمدیہ میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر۔ان چار حصوں کے طبع ہونے کے بعد اگلے حصص کی اشاعت خدائی تصرف کے ساتھ رُک گئی۔اور سُنا جاتا ہے۔کہ بعد میں اس ابتدائی تصنیف کے مسودے بھی کسی وجہ سے جل کر تلف ہو گئے۔[سیرت المہدی/ جلد ۱/ ۱۱۱و۱۱۲/ روایت نمبر۱۲۳]۔

مرزا کے بیٹے مزید لکھتے ہیں کہ ''بیان کیا مُجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ لالہ ملاوامل نے مُجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مرزا صاحب یعنی حضرت مسیح موعود نے مجھے ایک صندوقچی کھول کر دکھائی۔جس میں انکی ایک کتاب کا مسودہ رکھا ہوا تھا اور آپ نے مُجھ سے کہا تھا۔کہ بس میری جائیداد اور مال سب یہی ہے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ براہین احمدیہ کے مسودہ کا ذکر ہے''۔[سیرت المہدی/ جلد۱/ صفحہ۱۱۳/ روایت نمبر۱۲۴]۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''ان لوگوں نے زبان درازی اور بدظنی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دقیقہ سخت گوئی کا باقی نہ رکھا اس عاجز کو چور قرار دیا، مکار ٹھہرایا، مال مردم خور کے مشہور کیا، حرام خور کہہ کر نام لیا، دغاباز نام رکھا اور اپنے پانچ روپے یا دس روپے کے غم میں وہ سیاپا کیا کہ گویا ان کا تمام گھر لوٹا گیا''۔[تبلیغ رسالت/ جلد۳/ صفحہ۳۴]۔

''قولہ۔ براہین احمدیہ کا بقیہ نہیں چھاپتے؟

اقول۔اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔قرآن شریف بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تیئس برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کونسا حرج ہوا۔اور اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا گیا تھا تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی کے باعث ہو گا۔کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم کیا گیا ہے اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے آٹھ آنہ تک قیمت لی گئی ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس روپے لئے گئے ہوں۔اور جن سے پچیس روپے لئے گئے وہ صرف چند آدمی ہیں۔ پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل پر جو منطبع ہو کر خریداروں کو دیئے گئے ہیں کچھ بہت نہیں بلکہ عین موزوں ہیں۔اعتراض کرنا سراسر کمینگی اور سفاہت ہے لیکن پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق شور وغوغا کا خیال کر کے دو مرتبہ اشتہار دے دیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے حوالے کرے اور اپنی قیمت لے لے۔ چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے کتابیں بھیج دیں اور قیمت واپس لے لی۔اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا مگر پھر بھی ہم نے قیمت دے دی اور کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری کرنا نہیں چاہتے۔اور ہر ایک قیمت واپس دینے کو تیار ہیں''۔نوٹ:۔اس اشتہار کا عنوان مجموعہ اشتہار میں واپسی قیمت براہین احمدیہ میر قاسم علی نے قائم کیا ہے، اصل کتاب میں اسکا کوئی عنوان نہیں۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۳/ صفحہ۸۶و۸۷]۔

مواد کہاں سے لیا

مولوی چراغ علی کے نام ایک خط:۔ ''جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہ دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دلی گرمی کا اظہار فرمائے تو بلاشبہ وریب اس کو تائید غیبی خیال کرنا چاہیے۔ ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں''۔[سیر المصنفین / جلد۲/ صفحہ۱۱۹/طبع مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی/ بحوالہ آسان راستہ/ مصنفہ جسٹس علامہ خالد محمود]۔

اسکے علاوہ مرزا غلام اے قادیانی کے کچھ خطوط بنام مولوی چراغ علی کتاب ''چند ہمعصر''، مصنفہ بابائے اُردو مولوی عبدالحق، سیکرٹری انجمن ترقی اردو، میں بھی صفحہ ۴۷ سے صفحہ ۵۰ تک درج ہیں۔ اسکے علاوہ فضل محمد چنگا بنگیالوی کی کتاب اسرار شریعت سے بھی درج ہیں۔ اسی طرح کچھ صوفیہ کی کتابوں سے الفاظ بدل کر مواد لیا ہے۔

مرزا کے بیٹے لکھتے ہیں کہ ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب زلزلہ کے بعد باغ میں تشریف رکھتے تھے۔ تو آپ نے براہین احمدیہ حصہ پنجم کی وہ نظم لکھنی شروع کی۔ جس میں پروردگار۔ شمار۔ کار۔ سنار وغیرہ قوافی آتے ہیں۔ آپ نے ہمیں فرمایا۔ کہ اس طرح کے قوافی جمع کر کے اور لکھ کر ہمیں دو۔ کہ ہم ایک نظم لکھ رہے ہیں۔ اس پر میں نے اور حضرت میاں صاحب نے اور اور لوگوں نے آپ کو بہت سے قافیے اس وزن کے لکھ کر پیش کئے اور زبانی بھی عرض کئے''۔[سیرت المہدی/ جلد۳/ صفحہ۱۳۶ و۱۳۷/ روایت ۷۰۳]۔

مرزا صاحب نے لکھا کیا ہے؟

''میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا ہے''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد۱۹/ صفحہ۱۱۴]

ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو جو تین سو براہین قطعیہ وعقلیہ پر مشتمل ہے۔ بغرض اثبات حقانیت قرآن شریف جس سے یہ لوگ بکمال نخوت منہ پھیر رہے ہیں، تالیف کیا ہے''۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۱/ صفحہ۴۲]۔

''میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسٰی رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے''۔[اربعین ۲/ رخ جلد۱۷/ صفحہ۳۶۹]۔

''لیکن یہ دونوں دلیلیں بغیر حاجت کسی اور دلیل کے طالب حق کے دل کو یقین کے پانی سے سیراب کر دیتی ہیں اور مکذبوں پر پورے طور پر اتمام حجت کرتی ہیں۔ اس لئے ان دو قسم کی دلیلوں کے موجود ہونے کے بعد کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ اور میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔

لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزار ہا نشانوں کے قائم مقام ہیں''۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد۲۱/صفحہ۶]۔

''اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے۔لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے با اخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا''۔[براہین احمدیہ حصہ اول/ رخ جلد۱/صفحہ ۲۳۸ حاشیہ نمبر ۱۱]۔

''قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں''۔

[براہین احمدیہ حصہ اول/ رخ جلد۱/صفحہ۶۲۳]

''براہین احمدیہ میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنیوالا مسیح مَیں ہی ہوں''۔[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۱۵۲ و۱۵۳]۔

'' اعمل ما شئت قد غفرت لک ،ترجمہ:۔جو چاہے کر تجھے بخش دیا ہوا ہے''۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد۱/صفحہ۲۶۸]

''الہام ہوا وی کین وٹ وی وِل ڈو۔یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے''۔[براہین احمدیہ حصہ چہارم/ رخ جلد۱/صفحہ۵۷۲ حاشیہ]۔

''یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی !اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا''۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد۱/صفحہ۶۲۰]۔اس کی تصدیق کرتے ہوئے حکیم نورالدین خلیفہ اول اور دست راست مرزا صاحب لکھتے ہیں،''جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف''۔[تصدیق براہین احمدیہ/صفحہ۸]۔

''انا انزلنا ہُ قریباً من القادیان !۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد۱/صفحہ۵۹۳]۔

''ھو الذِی اَرسلَ رسُولہ' بِالھدیٰ وَ دین الحقِ لِیُظھرَہ' علیَ الدینِ کُلہِ ۔یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا۔اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائیگا''۔[براہین احمدیہ حصہ چہارم/ رخ جلد۱/ صفحہ۵۹۳ حاشیہ /۱۸۸۴ء]۔

''وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دُنیا پر اُتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود

کردیگا۔[براہین احمدیہ حصہ چہارم/رخ جلد۱/صفحہ۶۰۱و۶۰۲حاشیہ۱۸۸۴ء]

''ہاں براہین میں اس بات کا الہامی طور پر کچھ فیصلہ نہیں کیا گیا۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۱۹۶]۔

''نزول المسیح من السماء کے قائل مسلمان گمراہی کی وادی میں سرگرداں ہیں''۔[خطبہ الہامیہ/رخ جلد۱۶/صفحہ۱۳۱،انڈیکس]۔

''اور یہ کہنا کہ وہ اب تک زندہ ہے اور دوسرے سب نبی فوت ہو چکے یہ قرآن شریف کی صریح مخالفت ہے۔اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں بتصریح اُن کی موت بیان فرماتا ہے۔پھر وہ زندہ کیوں کر ہوئے''۔[ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم/رخ جلد۲۱/صفحہ۵۱]۔

''حضرت عیسیٰ کے رفع کو رفع جسمانی ٹھہرانا سراسر ہٹ دھرمی اور حماقت ہے''۔[ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم/رخ جلد۲۱/صفحہ۵۵]۔

''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں میں جا بیٹھے''۔[براہین احمدیہ/رخ جلد۱/صفحہ۴۴۱،حاشیہ]۔

''ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پا کر وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں کہ جو بدقسمت اور بے نصیب کہلاتے ہیں۔اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررَو ہے پیدا ہو کر ہر ایک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اُوپر وارد کر لیا''۔[براہین احمدیہ/رخ جلد۱/صفحہ۴۴۰،حاشیہ]۔

عیسیٰ بن مریم ''مریم کے خون اور مریم کی منی سے پیدا ہوا''۔[ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم/رخ جلد۲۱/صفحہ۵۰]

مولوی محمد حسین کا ریویو

''اور اسکا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے، تو ہم کو کم از کم ایسی کتاب بتادے۔جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔اور دو چار ایسے انصار اسلام کی نشان دہی کرے۔جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بیڑا اُٹھالیا ہو۔اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو۔کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو۔وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کرے۔اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھادیا ہو۔مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے(جب ہم قطبی و شرح ملاں پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب۔اس زمانہ سے آج تک ہم

میں اُن میں خط و کتابت وملاقات ومراسلت برابر جاری رہی ہے۔اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں۔مبالغہ نہ قرار دئے جانے کے لائق ہے۔مئولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے۔کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے''۔[اشاعۃ السنہ،جلد۶/سیرت المہدی جلد۱/صفحہ۲۶۶/روایت۲۷۷]۔

''خاکسار نے میاں عبداللہ صاحب سے دریافت کیا کہ مخالفت سے پہلے مولوی محمد حسین کا حضرت صاحب سے کیسا تعلق تھا۔آیا ایک عام برابری کا سا تعلق تھا یا وہ حضرت صاحب کے ساتھ عقیدت اور اخلاص رکھتا تھا۔میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ وہ حضرت صاحب سے عقیدت رکھتا تھا۔چنانچہ جب کبھی کوئی کام حضرت صاحب کا ہوتا تو وہ شوق اور اخلاص سے کرتا تھا۔اور اس کی باتوں سے پتہ لگتا تھا کہ اُس کے دل میں آپکی محبت اور ادب ہے۔''

[سیرت المہدی/جلد۱/صفحہ۲۶۵/روایت۲۷۶]

''ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ دعویٰ مسیحیت سے قبل مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا حضرت مسیح موعود سے بہت تعلق تھا۔چنانچہ مجھے یاد ہے کہ قادیان سے انبالہ چھاؤنی جاتے ہوئے آپ مع اہل وعیال کے مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر بٹالہ میں ایک رات ٹھہرے تھے اور مولوی صاحب نے بڑے اہتمام سے حضرت صاحب کی دعوت کی تھی''۔[سیرت المہدی/جلد۲/صفحہ۹۵/روایت۴۱۹]

''میاں عبدالرحیم صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کے والد تھے اور حضرت صاحب کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے تھے''۔[سیرت المہدی/جلد۲/صفحہ۱۱۷]۔

(اتنے قریبی تعلقات ہونے کے بعد پھر آخر بٹالوی صاحب کی مخالفت کا آغاز کیسے شروع ہوا آسانی سے ہر قاری کو سمجھ آ گیا ہوگا کہ جب مرزا غلام اے قادیانی نے دعویٰ جات شروع کئے،یہی بٹالوی صاحب بعد میں مرزا غلام اے قادیانی کے خلاف کھڑے ہوئے،کیونکہ بٹالوی صاحب اور مرزا صاحب ہم مسلک اور ہم مکتب بھی تھے،وہ اچھی طرح مرزا صاحب کی نیت کو بھانپ چکے تھے۔اس لئے مخالفت کا آغاز شروع ہوا۔)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دھندہ، چندہ، پھندہ

اس دھندے کی ابتدا کیسے ہوئی، قادیان ضلع گورداسپور کے مغل جاگیردار غلام مرتضیٰ کے ہاں اٹھارہ سو انتالیس یا چالیس میں ایک بیٹا پیدا ہوا جو سیندھی یا دسوندی کہلایا اور بڑا ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے معروف ہوا، ان دنوں یہ جاگیردار، دہلی کے مغل تاجدار، سے ناطہ توڑ کر سکھ حکومت کے تلوے چاٹ رہا تھا، تاکہ مسل گڑھی کے سکھوں نے اسکی جو جاگیر چھین لی تھی شاید واپس مل جائے، مگر باوجودیکہ مرزا غلام مرتضیٰ کو جرنیل کا خطاب ملا مگر اصل جاگیر نہیں واپس ملی ہاں اشک شوئی کے طور پر رنجیت سنگھ نے دو چار گاؤں واپس دلا دیئے، اور اب سکھوں سے ناامید ہو کر اندر خانے انگریزوں سے پینگیں بڑھانی شروع کر دی تھیں، اور آج بھی یہ خاندان بڑے فخر سے بتاتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس خاندان نے آزادی کے متوالوں کے خلاف اپنی طاقت سے کہیں بڑھ کر انگریزوں کی مدد کی تھی، اور جسطرح آزادی کے متوالوں کو حرامی کا خطاب دیتے ہوئے، نہ صرف فخر سے، بلکہ انتہائی ذلیل قسم کے خوشامدانہ طریقہ سے بھی انگریزوں کی مدح سرائی کی ہے، ہم بلاشبہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا غلام اے قادیانی کو انگریز کی غلامی کی گُڑھتی ملی تھی۔

دنیا کی کوئی بھی تنظیم چاہے مذہبی ہو، سماجی یا سیاسی، اس کو چلانے کے لئے مال درکار ہوتا ہے، اور یہ ہر تنظیم کا حق ہے کہ وہ اپنے ممبران، ہمدردوں اور مقاصد سے اتفاق کرنے والوں سے مدد طلب کرے اور اس رقم کو اپنے مقاصد کی ترویج کے لئے خرچ کرے، لیکن ساتھ ہی مہذب معاشروں میں اس پیسے کو خرچ کرنے کے لئے کچھ اصول ہیں۔(۱) اپنے آئین، ملکی آئین اور قانون کے تحت اس پیسے کو خرچ کرے۔(۲) اس آمد و خرچ کو ٹرانسپیرنٹ یعنی شفاف بنائے۔(۳) چونکہ یہ پیسہ پبلک یا حکومتی و بین الاقوامی اداروں سے حاصل کیا جاتا ہے اسکو باقاعدہ شائع کرے تاکہ ہر شخص کو جاننے کا موقع ہو کہ اسکا عطیہ یا ٹیکس صحیح طریقہ اور جگہ پر خرچ ہو رہا ہے۔(۴) اور یہ پیسہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہو سکتا یا اس سے کسی کی ذاتی جائیداد وغیرہ نہیں بنائی جا سکتی۔

خاص طور پر مذہبی تنظیموں کے لئے تو اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے، کیونکہ شفاف عمل کے ذریعہ ہی وہ اپنی تعلیمات کو اجاگر کر سکتی ہیں۔لیکن دنیا میں بہت سی تنظیمیں ہیں جو مذہب کی آڑ میں سیاسی یا خاندانی یا گروہی دکانداری چلا رہی ہیں۔اور ایسی تنظیموں کی مذہب اسلام میں بھی تعداد کم نہیں مگر اس مضمون میں ہم جس گروہ کا جائزہ لے رہے ہیں، اس گروہ کی حیثیت اسلام کے درخت پر آکاس بیل جیسی ہے اور آج تک امت مسلمہ میں جتنے بھی مذہبی فتنے پیدا ہوئے ہیں، یہ فتنہ ان سب سے زیادہ پُرفتن، اور سیاسی و سماجی نقصان پہنچانے والا ہے اور پہنچا رہا ہے، دوسرے فتنے تو زیادہ تر درخت اسلام کی شاخوں یا تنے پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں، اور ان شاخوں سے گر کر یا تنے سے ٹکرا کر تباہ ہو جاتے

رہے ہیں، یا انکے اندرونی جھوٹ نے ہی انکو تباہی کے کنویں میں دھکیل دیا۔لیکن یہ فتنہ اسلام کی جڑوں پر حملہ آور ہوا ہے، اوراس فتنے کو بلاشبہ اسلام دشمنوں نے ہرطرح سے سیاسی، سماجی، فکری، مالی اوراخلاقی مدد فراہم کی ہے اور کرر ہے ہیں اور جب تک انکے مفادات کا تقاضہ ہے کرتے رہیں گے۔اس لئے اس فتنے کا جب جائزہ لیا جائیگا تو لامحالہ اسکے مالی پہلو کا بھی جائزہ لیا جائیگا،لیکن آپ انتظار میں ہیں کہ یہ کونسا فتنہ ہے،اس فتنے کو''فتنہ قادیانیت''یامرزائیت بھی کہتے ہیں اور یہ اپنے آپ کو احمدی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ اس گروہ کی بنیاد مرزا غلام احمد آف قادیان نے ۱۸۸۹ء رکھی۔میں اس گروہ کی مالی سرگرمیوں کو مندرجہ ذیل موضوعات کے تحت آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔(۱) بانی جماعت کے مالی حالات ۔(۲) چندوں کا آغاز۔(۳) الہامات ۔(۴) پیسے کی آمد۔(۵) جماعت کے چندہ جات۔(۶) نظام وصیت۔(۷) جماعت کے دوسرے مالی ذرائع۔(۸) خلفاء کا طریقہ کار۔(۹) خرچ۔(۱۰) آپس کے تنازعات۔(۱۱) قانون کے ساتھ کھیل۔

بانی جماعت احمدیہ کے مالی حالات:۔ تاریخ احمدیت جلد۱،صفحہ۱۸۳پر مئولف کتاب لکھتے ہیں''ان عزیم الشان عزائم کی تکمیل کے لئے بھاری اخراجات درکار تھےلیکن آپ درویشی کے جس صبر آزما امتحان میں سے گزر رہے تھےاس کے لحاظ سے ان کا مہیا ہو جانا معجزہ سے تو ممکن تھا۔خارجی اور مادی اسباب کے لحاظ سے ممکن نہیں تھا۔آپ گو قانوناً دس ہزار سے زائد جائیداد کے مالک تھے مگر عملاً تمام تر خاندانی جائیداد پرآپ کے بڑے بھائی قابض ومتصرف تھے اورخودآپ کے پاس کتاب کی چھپوائی کے لئے کچھ روپیہ نہ تھادوسری طرف پردہ گمنامی تھااورآپ تھے''۔

آغاز:۔ یہ بات قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگی کہ جماعت کی بنیاد تو باقاعدہ طور پر مارچ ۱۸۸۹ء میں رکھی گئی مگراسکا پروگرام اسی وقت بن چکا تھا جب مرزا صاحب نے کچہری کی پندرہ روپیہ ماہوار والی ملازمت چھوڑی تھی،اس کا ثبوت یہ ہے کہ نوکری چھوڑنے کے بعد امرتسر میں مولانا عبداللہ غزنوی کو ملنے گئے اوران کو بتایا کہ میں نے نوکری چھوڑ دی ہے تو انہوں نے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے تو مرزا صاحب نے کہا کہ رجوعات اور فتوحات کا خیال ہے دعا فرماویں۔ [رئیس قادیان/مصنف مولانا رفیق دلاوری/صفحہ۷۳] اورپھر باقاعدہ چندے کی اشتہاری اپلیں امراءاور عام لوگوں سے ۱۸۸۰ء یااس کے فوراًبعد ہی شروع ہوگئی تھیں۔

الہامات وپیسے کی آمد: جماعت کے چندہ جات:۔(۱)چندہ عام۔ہر شخص کی آمدن کا سولھواں حصہ(لازمی)۔(۲)چندہ وصیت۔بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے خواہشمندوں کی آمد کا اورکل جائیداد کا دسواں حصہ۔(۳)چندہ جلسہ سالانہ-(۴)چندہ تحریک جدید۔(۵)چندہ وقف جدید-(۶)چندہ انصاراللہ۔آمد کا سوداں حصہ (لازمی)-(۷)چندہ اشاعت انصاراللہ(لازمی)-(۸)چندہ سالانہ اجتماع انصاراللہ(لازمی)-(۹)چندہ خدام الاحمدیہ(لازمی

)-(۱۰) چندہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ (لازمی)-(۱۱) چندہ اشاعت خدام الاحمدیہ (لازمی)-(۱۲) چندہ اطفال الاحمدیہ (لازمی)-(۱۳) چندہ سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ (لازمی)-(۱۴) چندہ اشاعت اطفال الاحمدیہ (لازمی)-(۱۵) چندہ لجنہ اماء اللہ (لازمی)-(۱۶) چندہ سالانہ اجتماع لجنہ اماءاللہ (لازمی)-(۱۷) چندہ اشاعت لجنہ اماءاللہ (لازمی)۔(۱۸) چندہ ناصرات الاحمدیہ (لازمی)۔(۱۹) چندہ سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ (لازمی)-(۲۰) چندہ اشاعت ناصرات الاحمدیہ (لازمی)-(۲۱) چندہ مساجد بیرون ملک (وعدہ لازمی اور بعد میں ادائیگی لازمی ہے)-(۲۲) چندہ مساجد اندرون ملک (وعدہ لازمی اور بعد میں ادائیگی لازمی ہے)-(۲۳) ایم ٹی اے (نیم لازمی)-(۲۴) صدقہ (سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے)-(۲۵) زکوٰۃ (سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے)-(۲۶) بیوت الحمد (پہلے وعدہ تو لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)-(۲۷) درویش قادیان فنڈ (سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے)-(۲۸) افریقہ فنڈ (پہلے وعدہ تو لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)-(۲۹) یتامیٰ فنڈ (سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے)-(۳۰) غربا فنڈ۔(سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے)-(۳۱) نصرت جہاں فنڈ (پہلے وعدہ تو لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)-(۳۲) فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ (پہلے وعدہ لازمی اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی)-(۳۳) مریم جہیز فنڈ (سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے)-(۳۴) طلبا فنڈ (سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے)-(۳۵) بیوگان فنڈ (سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے)-(۳۶) سو مساجد جرمنی فنڈ (وعدہ لازمی اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)-(۳۷) سو مساجد افریقہ فنڈ (پہلے وعدہ تو لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)-(۳۸) عید فنڈ (یہ فطرانہ کے علاوہ ہے، جو عید کی نماز سے پہلے یا بعد وصول کیا جاتا ہے)-(۳۹) فطرانہ -(۴۰) عطیہ جات برائے ہیومینٹی فرسٹ (اسکے لیے وقتاً فوقتاً اپیلیں ہوتی رہتیں ہیں)، (ضروری نوٹ۔ ہیومینٹی فرسٹ کی تنظیم بظاہر انسانی ہمدردی کی تنظیم ہے، لیکن حقیقت میں شعبہ تبلیغ کا ذیلی ادارہ ہے۔ اور جہاں تبلیغ کے چانس ہوں وہیں ان کی انسانی ہمدردی جاگتی ہے)-(۴۱) ہر دوسرے تیسرے سال نئی دیگوں کی تحریک، جیسے ۲،۳ سال قبل پانچ سو دیگوں کی تحریک-(۴۲)۔ خاص تحریکات مثال کی طور پر لندن میں نئے مرکز کے لئے پانچ ملین کے بعد مزید چندہ کا مطالبہ، وغیرہ وغیرہ-(۴۳) مساجد کے لئے مقامی جماعت سے پنکھوں، قالینوں، وغیرہ وغیرہ کی تحریک-(۴۴) بکروں کی قربانیاں خلیفہ وقت کی صحت وغیرہ کے لئے-(۴۵) لجنہ کے مرکزی/ریجنل/مقامی مینابازار کے لئے دستکاری و دیگر اشیاء کے عطیہ جات-(۴۶) مقامی اخراجات کے لئے (مثال کی طور پر مقامی نماز سنٹر کا آدھا کرایہ مقامی جماعت ادا کرے، نیز مقامی تبلیغی میٹنگز کے لئے توقع کی جاتی ہے کہ مقامی جماعت بوجھ اٹھائے، اگر پورا نہیں تو کچھ حصہ دے)-(۴۷) مقامی/ریجنل/مرکزی، طور پر جماعتی/انصار/خدام/

اطفال/لجنہ/ناصرات کے اجلاسات/اجتماعات /سالانہ جلسہ/شوریٰ/انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کے علاوہ مختلف یوم، مثلاً سیرت النبی، یوم مسیح موعود، یوم مصلح موعود وغیرہ وغیرہ، جماعت/انصار/خدام اور لجنہ کے تحت تبلیغی میٹنگز، مقامی/ریجنل/مرکزی سطح پر منعقد ہوتی ہیں، میں شمولیت کے لئے اخراجات کا حساب لگائیں تو صرف یہ اخراجات ہی ایک ہوشربا رقم بن کر سامنے آئیگی۔ (۴۸) وقار عمل (دراصل بیگار عمل) کے نام پر جو جسمانی، ٹیکنیکل، وقت کی بلا معاوضہ خدمات کا اجتماعی معاوضہ کا کوئی بھی حساب نہیں لگایا جاسکتا۔ اگر ہم ویسٹرن سٹینڈرڈ کے مطابق کم از کم پانچ ڈالر فی گھنٹہ بھی لگائیں اور ہر احمدی جب اپنا حساب خود لگائے کہ ایک سال میں کتنے گھنٹے اس نے وقار عمل کیا ہے اور کتنی دور اپنا پیٹرول یا کرایہ خرچ کر کے گیا ہے، اور اگر اُس نے اتنے گھنٹے کام کر کے پاکستان/انڈیا/افریقہ میں کسی غریب رشتہ دار کی مدد کی ہوتی تو کسی غریب کو سر چھپانے کو ایک کمرہ مل گیا ہوتا۔ یا کسی کا مناسب علاج ہو گیا ہوتا، یا کہیں ٹھیلا لگا کر بچوں کی روٹی کما کر دے سکتا۔ یا کسی غریب بیٹی کی رخصتی کا خرچہ مہیا ہو جاتا۔ یا کسی اندھے ہوتے ہوئے کی بینائی واپس لوٹ آتی۔ (۴۹) طاہر فاؤنڈیشن۔ اوپر دی گئی فہرست سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اسلام جو کہ دین فطرت ہے اسکو احمدیوں کی جیب سے دین کے نام پر آخری سینٹ تک کھینچنے کی ہوس میں نظام جماعت اور اسکے کرتوں دھرتوں نے اسلام کو احمدیت کا نام دے کر دین فطرت کی بجائے دین چندہ بنا دیا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ کتنا خرچ کرنا چاہیے اس کے بارہ میں قرآن کریم میں کیا ارشاد ہے، اور وہ (لوگ) تجھ سے (یہ بھی) پوچھتے ہیں کہ وہ (یعنی سائل) کیا خرچ کریں؟ تو کہہ دے کہ جتنا تکلیف میں نہ ڈالے۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے بیان کرتا ہے تا کہ تم سوچ سے کام لو (سورہ البقرہ، آیت ۲۲۰)۔

نظام وصیت: اب جب بندہ ادنیٰ معیار پر پہنچ گیا ہے تو اسپر اب دباؤ ہے کہ اپنے چندوں کو قربانی کے اعلیٰ معیار پر لیکر جاؤ۔ ساتھ ہی اسکے دماغ میں ڈالا جاتا ہے کہ نظام وصیت میں شامل ہو گے تو تب ہی یقینی طور پر جنت میں جاؤ گے۔ شروع میں جنت کیلئے پہلے صرف احمدی ہونا شرط تھا، پھر مالی قربانی شرط بنی، پھر معیاری چندے شرط بنی، اور یہ بھی کافی نہیں اب وصیت کرواؤ، تب کچھ بات بنے گی۔ اور اس قسم کا تاثر دیا جاتا ہے کہ ویسے تو اللہ غفور الرحیم ہے اگر بخشنا چاہے گا تو علیحدہ بات ہے ورنہ جنت میں جانے والے لوگ بہشتی مقبرہ سے ہی لئے جائیں گے، اسکے بعد اگر اسکی مرضی ہوئی تو باقی جنتی بھی احمدیوں سے ہی لئے جائیں گے۔ یاد رہے کہ احمدیوں کے علاوہ باقی ساری دنیا تو خیر سو فیصد جہنمی ہے، خلیفہ ثانی کا فتویٰ موجود ہے کہ جس نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ بھی سخت کافر ہے (جنت نہ ہوئی، سینما ہو گیا کہ بڑے صاحب لوگوں کے بیٹھنے کے بعد کچھ سیٹیں بچ گئی ہیں تو انکے سفارشیوں کو سینما کا مالک بٹھا دیتا ہے) اور احمدی ہونے کے بعد اگر تم نے جنت یقینی نہ بنائی تو کیا فائدہ۔

اب ایک اخلاص کا مارا بلکہ کُچلا ہوا احمدی نظام وصیت میں شامل ہو جاتا ہے، اس نظام میں وہ دو گواہوں کے

سامنے اقرار کرتا ہے کہ تا حیات وہ اپنی ہر قسم کی کل آمد کا ایک بٹا دس حصہ باقاعدگی کے ساتھ ادا کریگا (اور دوسرے چندے بھی معیاری دے گا)، نیز اپنی موجودہ اور آئندہ بنائی جانے والی جائیداد کا ایک بٹا دس حصہ انجمن کے نام منتقل کریگا یا انجمن کی مقرر کردہ قیمت جمع کروائے گا۔ اس اعلان کو اخباروں میں شائع کیا جاتا ہے اور قانونی حیثیت دی جاتی ہے، اسکے بعد اب وہ موصی کہلاتا ہے (اپنے ارد گرد والوں کیلئے وہ بیشک موذی ہو) اور اسکے ہاتھ میں ایک سرٹیفیکیٹ پکڑا دیا جاتا ہے، جسکا مطلب یہ ہے کہ تم بہشتی مقبرہ کے امیدواروں کی لائن میں کھڑے ہونے کے حقدار ہو۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے ابھی مزید سات شرطیں پوری ہونگی (جیسے ہم بچپن میں ایک شہزادے کی کہانی پڑھتے تھے کہ شہزادی حسن بانو کو حاصل کرنے کیلئے، شہزادہ منیر شامی کو سات شرائط پوری کرنی پڑتی ہیں، (اسی طرح یہاں بھی) تو پھر بندہ وہاں دفن ہوگا۔ لیکن اگر ایک شرط بھی پوری نہ ہوسکی تو نعش کو تین دن گلانے اور سڑانے کے بعد، جہنمیوں کے قبرستان میں دفن کر آئیں، اور اپنا ایمان تازہ کریں کہ دیکھا اس کے گناہ ایسے تھے کہ یہاں پہنچ کر بھی دفن نہ ہوسکا۔ آخر بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا کوئی معمولی بات تو نہیں، اور خدا خود ایسے بندوں سے بہشتی مقبرہ کو بچاتا ہے، دفتر کار پرداز کے کلرکوں سے غلطیاں کروا کر یا حساب کا صحیح اندراج نہ کروا کر۔

جماعت کے دوسرے مالی ذرائع: چندہ اکٹھا کرنے کے طریقے، چندہ لینے کے لئے اور جو دے رہے ہیں ان سے اور زیادہ نکلوانے کیلئے ہر قسم کے ذاتی، جماعتی، سماجی اور نفسیاتی غرضیکہ ہر حربہ استعمال ہوتا ہے۔

چندہ کس آمد پر واجب ہے: چندہ ہر اُس رقم پر لیا جاتا ہے جو ایک احمدی کی ہر قسم کی آمدن ہے، اس آمدن میں تنخواہ، بنیادی الاؤنسز، کرایہ مکان، سردی الاؤنس (بعض ملکوں میں برفانی علاقوں میں گھر کو گرم رکھنے کیلئے ملتا ہے)، سفری الاؤنس (بعض ملکوں یا علاقوں میں گھر سے کام تک آنے جانے کا کرایہ ملتا ہے)، بچوں کے الاؤنسز (یورپین ملکوں میں بچوں کے لئے سرکار کی طرف سے الاؤنس ملتا ہے) وغیرہ وغیرہ ہے، چاہے وہ مرد یا عورت بیماری یا معذوری یا کسی اور وجہ سے بیشک نہ کما رہے ہوں، لیکن ان کی آمد صدقہ، کسی کی مدد اور یوروپین ملکوں میں حکومت کی طرف سے کم از کم زندہ رہنے کے لئے جو مالی مدد دی جاتی ہے پر بھی لیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ایک احمدی نے غیر قانونی کام کر کے پیسے کمائے ہیں تو جماعت اس میں بھی اپنا حصہ طلب کرتی ہے، بعض لوگ کم آمدن کی وجہ سے رات کو ہوٹلوں اور شراب خانوں میں پھول بیچتے ہیں تا کہ وہ اپنے بچوں کی بعض ضروریات یا پیچھے وطن میں اپنے والدین اور چھوٹے بہن بھائیوں کی ضروریات پوری کرسکیں، اس میں بھی جماعت کا جگا ٹیکس ہے، یہاں تک کہ اگر ایک یتیم بچے کے نام کوئی حکومت کی طرف سے امداد یا باپ کی پنشن یا جائیداد سے آمد ہو تو اس پر بھی چندہ واجب ہے۔ اور تو اور جماعت کہتی ہے کہ بینکوں سے سود لو اور جماعت کو دے دو، سود کی حرمت سے سب واقف ہیں، اسپر کیا کہنا؟ لیکن کئی جگہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ، "اے ایماندارو! جو کچھ تم نے کمایا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں اور (نیز) اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے، اللہ کی راہ میں

خرچ کرو"۔(سورۃ البقرۃ، آیت ۲۶۸)۔

خلفاء مرزا صاحب کا طریقہ کار: مرزا صاحب سے لیکر تمام خلفاء نے چندوں پر ہی زور دیا ہے۔لیکن خلیفہ ثانی کے دور سے جماعت کو جسطرح جذبات کو اُبھار کر۔مجبور کر کے، بلیک میل کر کے مذہب کے نام پر لوٹا جا رہا ہے اسکی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔مرزا محمود کے دور میں ایک بار خواجہ حسن نظامی صاحبؒ نے قادیان کو اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ خلیفہ ثانی کی دعوت پر وزٹ کیا اُسکے بعد اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں کہ،''ہم نے قادیان میں امور عامہ کا معائنہ کیا، نشر و اشاعت اور تحریک جدید کے دفاتر دیکھے، غرض بہشتی مقبرہ پہنچے تو اسے سبزہ ورستہ کے اعتبار سے واقعی جنت معنوی پایا، لیکن ایک بات بڑی حیران کن تھی کہ اسکے تمام درختوں اور پیڑوں پر قطار اندر قطار بیٹھے ہوئے پرندے ایک ہی راگ الاپ رہے تھے چندہ۔چندہ۔چندہ اس بات کو لکھے ہوئے بھی ساٹھ ستر سال گزر چکے ہیں، اسکے بعد سے مرزا محمود صاحب اور انکے بیٹوں کے ادوار میں تو اس سے کہیں زیادہ غریب احمدیوں کا خون نچوڑا جا رہا ہے۔اور اب تو انکی ہڈیاں بھی نچوڑی جا رہی ہیں اب جب سے خلیفہ خامس نے اقتدار سنبھالا ہے، انکا بھی مطالبہ جماعت سے مزید قربانیوں کا ہے، اور سنا ہے کہ اب چندوں کے بقایا جات کی بڑی سختی سے پڑتال اور وصولی کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے۔نویں نکور خلیفہ صاحب نے سابق خلیفوں کی روایات پر عمل کرتے ہوئے ایک نئی تحریک اپنی جماعت کو'' طاہر فاؤنڈیشن'' پیش کر دی ہے۔

خرچ: قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ زکوٰۃ، عشر اور فطرانہ کے بعد کس کا حق ہے، وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ تو کہہ دے (کہ) جو اچھا مال بھی تم دو۔وہ (تمہارے) ماں باپ، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافر کا پہلا حق ہے۔اور جو نیک کام بھی تم کرو اللہ اُسے یقیناً اچھی طرح جانتا ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت ۲۲۶)۔احمدیو، ذرا خدا لگتی کہو کہ ۵۰ چندوں اور مدات میں خرچ کرنے کے بعد تم ان لوگوں کا جن کا پہلا حق ہے، حق ادا کر سکتے ہو؟ یا کم از کم صحیح طور پر ادا کر سکتے ہو؟ نظام جماعت احمدیہ افضل ہے یا قرآن افضل ہے؟ کسی ضرورت مند کی دعائیں بہتر ہیں یا ان ناشکروں کی بدمزاجی (تم نے چندہ دیکر مجھ پر یا خدا پر کوئی احسان نہیں کیا)؟ سوچو اور اپنے عمل میں توازن پیدا کرو، ان کی لچھے دار تقریروں کے طلسم کو توڑ دو اور قرآن کے بتائے ہوئے حق داروں کو اُنکا حق ادا کر کے روز قیامت حقیقی سُرخروئی حاصل کرو۔اللہ آپ کی صحیح فیصلہ میں مدد کرے (آمین)

احمدی جو بزعم خود حقیقی اسلام کو پیش کرنے اور دنیا پر اسکو ٹھونسنے کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ صرف ہم ہی ہیں جو قرآن شریف کو سمجھتے ہیں اور اسکی اشاعت دنیا میں کر رہے ہیں، اُسکی تعلیمات پر حقیقی طور پر عمل کرنے والی جماعت ہیں (یہ علیحدہ بات ہے کہ اگر یہ اپنے گریبان کے اندر جھانکیں تو پتہ چلے کہ ان کے عمل کیا ہیں۔اور

اگران میں غیرت ہوتو گریبان سے منہ باہر نہ نکالیں) ان کی قیادت ان کے دماغ میں ڈالتی ہے کہ باقی تمام عالم اسلام بے عمل، ناسمجھ اور دینی فرائض کو سمجھنے کی سُوجھ بُوجھ کھو بیٹھا ہے۔ ہمارے پاس الٰہی نظام ہے اور خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہے۔ آیئے ہم ملکر مختصراً صرف ایک پہلو سے جائزہ لیتے ہیں کہ آیا انکا نظام مالی امور میں الٰہی طریقوں پر چل رہا ہے اور خلفائے مرزا صاحب واقعی اس معاملے میں قرآنی ہدایت کو پیش رکھتے ہیں۔ اسکے تین بڑے پہلو ہیں، اوّل خدا کے نام پر مال جمع کرنے والے کس کردار اور اہلیت کے مالک ہیں، دوئم خدا کے نام پر مال جمع کرنا، سوئم اس مال کو خرچ کرنا۔ لیکن آئندہ سطور میں ہم صرف دوسرے پہلو یعنی مال اکٹھا کرنے کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔ دوسرے دونوں پہلو آئندہ پیش کرونگا، انشاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے متعلق فرماتا ہے، اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرو۔ اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو (سورۃ البقرہ، آیت ۱۹۶) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے لوگو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ، اور جن (جائیدادوں) کا (پہلی قوموں کے بعد) تم کو مالک بنایا ہے، اُن میں سے خرچ کرو، اور تم میں سے جو مومن ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اُنکو بہت بڑا اجر ملے گا (سورۃ الحدید آیت ۸)۔

یہ صحیح ہے کہ کسی بھی تنظیم کو چلانے کیلئے چندہ ضروری ہے، اور جماعت احمدیہ میں چندہ جات کو جو اہمیت ہے، وہ کسی سے بھی مخفی نہیں، ویسے میں نے حتی الامکان موجودہ چندوں کی مکمل فہرست پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ کوئی کمی رہ گئی ہوتو توجہ دلانے والے کا مشکور ہوں گا۔

ویسے اگر ابھی بھی کوئی اس خاندان مغلیہ کے زرعی فارموں پر نظر ڈالے تو انکے گدھے بھی گھاس کی بجائے چندہ چندہ کی ڈھینچوں ڈھینچوں کررہے ہونگے۔ احمدیو، اٹھو اور جاگو، کب تک اپنے خون پسینے کی کمائی ان کے اللوں تللوں کے لئے دوگے؟ کب تک اپنے بچوں کے منہ سے نوالہ نکال کر انکے مرغ پلاؤ کا بندوبست کرتے رہو گے اور کب تک اپنے بچوں کے تن سے کپڑے اتار کر، اِنکے مخمل اور کمخواب مہیا کرتے رہو گے۔ کب تک اپنے اعزہ واقربا کا جو حق ہے غصب کر کے ان کے ہاتھوں کو دباؤ دھونس اور بلیک میلنگ کے لئے مضبوط بناتے رہو گے۔ کب تک اپنے غریب/معذور/بیوہ/بیمار/لاچار ہمسائے کے حقوق سے آنکھیں بند کر کے گزرو گے اور ان کے لچھے دار الفاظوں کے جال میں پھنس کر انکے یورپین بینک اکاؤنٹس کو بھرتے رہو گے۔

اب دیکھیں کہ جماعت اللہ کی راہ میں مال طلب کرتی ہے، باقی تو جو ظلم ہے، سو وہ تو ہے ہی، اوپر سے ترغیب دیتی ہے قرآنی حکم کے واضح طور پر خلاف (جتنی مرضی تاویلات کرلیں اور جتنے مرضی خوبصورت الفاظ استعمال کر لئے جائیں، حقیقت نہیں بدل سکتی) کہ سُود لو، پہلے تو آدمی سے خدا کا قانون تڑواتے ہیں اسکے بعد کہتے ہیں کہ یہ سود اب ہمارے حوالے کردو، اسطرح بقول جماعت کہ مال پاکیزہ ہو جاتا ہے اور پاکیزہ مال پر تو صرف پاکیزہ جماعت کا ہی حق

ہوسکتا ہے۔بھئی پاکیزہ کرنے کے بعد کچھ اسکے لئے بھی پاکیزہ مال چھوڑ دو،نہیں کوئی بڑا بدمعاش چھوٹے بدمعاش سے چوری، ڈاکہ، جیب کتری کرواتا ہے تو وہ بھی اسمیں چھوٹے کیلئے کچھ حصہ چھوڑتا ہے، لیکن جماعت ایک احمدی سے سارا سود لیکر(اور دوسرے چندے بھی) جزاءکم اللہ بھی نہیں کہتی، ایک رسید سیکرٹری مال ہاتھ میں جس انداز سے پکڑا دیتا/دیتی ہے (جس پر جزاءکم اللہ لکھا ہوتا ہے) اس انداز سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اُلو کے پٹھے تیری بس اتنی اوقات ہے کہ کما اور ہمیں لا کر دے دے، یا اس مہینے کی قرض کی قسط وصول ہوئی اب باقی اگلے مہینے دیکھیں گے، اب اگر رب سے کوئی اجر ملتا ہے تو تیری قسمت، ورنہ نہ تو جماعت پر اور نہ ہی کسی عہدیدار پر تیرا احسان ہے۔کیا اسطرح جماعت نے اس غریب سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نام پر قرآن کریم کے دو واضح حکموں کی خلاف ورزی نہیں کروائی؟؟؟ یعنی ایک تو سود لو اور اوپر سے اس گندے پیسے کو پاکیزہ نام پر یعنی اللہ کے نام دو۔لیکن اگر کسی کے چندہ میں جماعت کے حساب سے کوئی بقایا رہ گیا ہے تو اسپر ہر ممکن طریقہ سے دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ بقایا ادا کرو، اس وقت بھی سیکرٹری مال سے لیکر ریجنل امیر اور مربی تک بھی آرام سے کیوں نہیں بیٹھ جاتے، بلکہ اس غریب کو سینٹر میں بلا بلا کر ذلیل کرتے ہیں۔پھر جب دیکھتے ہیں کہ ان تلوں میں زیادہ تیل نہیں تو اس کو جماعت اور اپنی نظر میں بھی ذلیل کرنے کا ایک اور طریقہ اختیار کرتے ہیں، ممکن ہے کہ ان عہدیداروں کا مقصد اس آدمی کو ذلیل کرنے والا نہ ہو، اور ان کا مقصد صرف اوپر والوں کے دباؤ کو اپنے اوپر سے پرے کرنا ہو۔اسکو مشورہ دیا جاتا ہے کہ حضور سے چندہ کا ایک حصہ معاف کروالو، اب جو شخص حالات سے، ذمہ داریوں کی وجہ سے مجبور ہے، حضور کی خدمت میں ایک انتہائی عاجز کی حیثیت سے اور لجاجت سے ایک درخواست لکھے گا، جو آپکی جوتیوں کا غلام کے الفاظ پر ختم ہوگی۔جس میں اپنی مجبوریوں کا ذکر کرے گا اور چندے کی معافی کی درخواست لکھے گا اور سیکرٹری مال کو دیگا، وہ صدر کو مشورہ کی صورت میں اپنے خیالات کا اظہار کریگا، صدر اپنی سفارش کے ساتھ اور اگر وہ نہیں چاہتا تو کم از کم زبانی مخالفانہ رپورٹ کیساتھ ریجنل امیر کو دے گا اور وہ اپنی سفارش کے ساتھ آگے نیشنل امیر کو بھیجے گا، اور نیشنل امیر اس درخواست کو آگے حضور کی خدمت میں بھیجے گا۔حضور تک درخواست پہنچتے پہنچتے پتہ نہیں کہاں کہاں تک اس شخص کی مالی حالت کے چرچے پہنچ چکے ہونگے، اور جس بات کو وہ چھپانا چاہتا تھا وہ ساری دنیا میں نشر ہو جاتی ہے اور اب بعض غیر متعلق لوگ کسطرح اسکو جتلاتے ہیں کہ میں وہاں بیٹھا تھا تو پتہ چلا، یا کسی دوست سے پتہ چلا!!! کیا حالات اتنے خراب ہو گئے ہیں، بس آپ دعاؤں پر زور دیں اور حضور کو باقاعدگی کیساتھ لکھتے رہیں، میں بھی دعا کرونگا، اللہ فضل کریگا۔

اور اسطرح بعض لوگوں کو انکے حالات اسطرح نشر ہونے سے بے پناہ نقصانات پہنچے ہیں اور بعض جگہ تو اس وجہ سے رشتے ہوتے ہوتے ختم ہو گئے کہ یہ تو کنگال ہو چکے ہیں۔تو چند مہینوں کے بعد از راہ شفقت حضور کا جواب آئیگا کہ چھ ماہ یا ایک سال کیلئے آپکا تیسرا حصہ یا آدھا حصہ معاف کیا جاتا ہے، اور وہ مدت ختم ہونے کے بعد اگر حالات نہیں سنبھلے تو پھر وہی درخواست اور وہی چکر دوبارہ.........پھر ہر موقعہ پر بار بار یہ دماغ میں ڈالنا کہ چندہ نہیں دو گے تو مالوں میں

برکت نہیں رہے گی۔نقصان اٹھاؤ گے۔فلاں نے پورا چندہ نہیں دیا تو یہ نقصان ہوگیا،فلاں نے اپنی ضرورتوں کو پیچھے پھینکا اور پیسے حضور کی فلاں تحریک میں دیئے تو راتوں رات اسکو پھل لگ گئے۔(حالانکہ رات بھی نہیں پڑی، پھل تو حضور کی تحریک کو لگے)،وہ لچھے دار تقریر سے جوش میں آکر سب پونجی دے گیا اب خوش فہمی ہی اسکا دکھ کچھ کم کرسکتی ہے۔میں ایک رانا صاحب کو جانتا ہوں کہ کہ کسی تحریک میں انکا وعدہ سینکڑوں مارک کا تھا،مربی کے جوش اور غیرت دلانے سے ہزاروں میں کردیا۔اور مربی صاحب نے انکے اس اخلاص کی مثال کے ذریعہ باقی بہت سارے دوسرے حاضرین کی جیب ہلکی کی۔اس کے بعد جلد ادائیگی کا مطالبہ پر پریشان ہورہے تھے اور اس وقت کو کوس رہے تھے جب وہ جوش میں آگئے تھے۔ اسطرح کی باتیں تسلسل کے ساتھ کرکے آدمی کو نفسیاتی طور پر اتنا مرعوب کردیتے ہیں کہ وہ غریب سوائے اسکے کہ جو نظام مانگتا ہے،دےدے۔ورنہ احساس گناہ کا شکار رہے گا۔

اوپر سے ظلم کی انتہا ہے کہ پاکستانی ،انڈین،اور ایشیائی خاندانوں میں بالعموم کمانے والا فرد ایک ہوتا ہے۔ زیادہ تر فیملیز میں بچے بھی زیادہ ہیں،اگر ہم فی فیملی پانچ افراد بھی لگائیں جو کہ کم از کم حد ہے تو سوچئے کہ ایک کمانے والے پر کتنا بوجھ ہے،اس شخص کا اپنا چندہ عام یا وصیت، چندہ جلسہ سالانہ، تحریک جدید، وقف جدید، مساجد بیرون، مساجد اندرون ملک، ایم ٹی اے، چندہ انصار/ خدام، اشاعت انصار/ خدام، اجتماع، اور بیشمار، بیوی نے اسی آدمی سے ہی پیسے لینے ہیں اسکے چندے چندہ عام اور جلسہ سالانہ کو چھوڑ کر باقی سارے چندے وہی،اگر اس نے وصیت کی ہے تو اسکو بھی ساتھ شامل کرلیں۔اسی طرح تین بچوں کے پہلے دو چندے چھوڑ کر باقی سارے،اور اگر بیوہ ماں ہے تو اسکے بھی اسی طرح سارے چندے،اگر کوئی جوان بہن ہے تو اسکے بھی اسی طرح سارے چندے، اور اسکے علاوہ بے شمار تحریکیں، پھر اجلاسات میں آنے جانے کے خرچے، یہ سب ایک شخص کی آمد سے پورا کرنا ہے۔اگر ہم ایک شخص کی آمد ۲۰۰۰ ڈالر/ یورو/ روپیہ/ لگائیں!!! کرایہ مکان، بجلی، پانی، صفائی (کم از کم)۔۸۰۰+ (کام پر آنے جانے کا) پیٹرول، بس وغیرہ (کم از کم) ۱۵۰+ انشورنسز (کم وبیش) ۱۰۰ (یوروپ میں بہت سی انشورنس لازمی کروانی پڑتی ہیں) +ٹیلیفون (کم از کم) ۵۰+ واشنگ آئیٹمز (کم از کم) ۱۰۰+ لباس وغیرہ (کم از کم) ۱۰۰+ چندہ (کم وبیش) ۲۰۰ (اگر وصیت کی ہے تو تقریباً ۳۰۰ تک)=کل جمع ۱۵۰۰ یا ۱۶۰۰ ڈالر/ یورو/ روپیہ، اسطرح باقی بچا کل ۵۰۰ یا ۴۰۰ ڈالر/ یورو/ روپیہ، اسمیں سے آپ کھائیں گے کیا اور ماں باپ، اعزہ و اقربا کا حق (جو کہ قرآن کریم نے سب سے پہلے رکھا ہے) کیا ادا کریں گے۔کیونکہ وہ تو آپ سے جماعت لے گئی۔جب آپکے پاس کسی کو چائے پلانے کی ہمت بھی نہیں ہوگی، کسی کے پاس جانے کی گنجائش نہ ہوگی، تو سوشل تعلقات کیا رہ جائیں گے، میں نے اس مثال میں اخراجات کی حد بہت کم رکھی ہے، حالانکہ حقیقی اخراجات کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔دوسرے اجلاسات میں آنے جانے، مقامی جماعتی اخراجات اور دوسرے بہت سے ذاتی ضروری اخراجات شامل نہیں کیئے۔اسپر اگر کوئی مجبور ہوکر چندے کی درخواست دیتا ہے تو اس کے ساتھ ازراہِ ترحم کیا سلوک ہوتا ہے، خلیفہ

رابع فرماتے ہیں کہ جہاں تک شرح سے کم دینے والوں کا تعلق ہے ان کے ساتھ دو قسم کے سلوک ہوتے ہیں بلکہ تین قسم کے کہنا چاہیے۔ وہ لوگ جنہوں نے میری اس عام رخصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھے لکھ کر مجھ سے اجازت حاصل کر لی ہو کہ ہمیں پورا چندہ دینے کی توفیق نہیں ہے۔ ہم استثناء دے سکتے ہیں ان کو ووٹ کا حق ہوگا، وہ منتخب ہو سکتے ہیں ووٹ دینے والی کمیٹی میں خود ووٹ دے سکتے ہیں، امیر کو ووٹ دے سکتے ہیں مگر خود منتخب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جو ادنیٰ معیار چندے کا ہے اس سے گرے ہوئے ہیں۔ ان کو میں نے یہ رعایت دی ہے۔ رعایت کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ یہ تو کر سکتے ہیں کہ ووٹ دیں لیکن عہدے دار منتخب نہیں ہو سکتے''۔ (خطبہ جمعہ ۲۸، اپریل ۱۹۹۵ء، منقول از احمدیہ بلٹین جرمنی، شمارہ ۸، ۲۰۰۰ء)۔ لیکن اسمیں سوچنے کی بات یہ ہے کہ چندہ عام سوا چھ٪ ہے وصیت ۱۰٪ ہے اور باقی ان گنت چندے اور اسکو بھی ابھی ادنیٰ معیار کہا جا رہا ہے۔ لوگ پیٹ کاٹ کر، اپنی جائز ضروریات کا خون کر کے بھی، ابھی بقول نظام جماعت اور کرتوں دھرتوں کے انکے ادنیٰ معیار پر ہی ہیں صرف زیادہ سے زیادہ چندہ عام میں ۵۰٪ رعایت ایک محدود مدت کیلئے مل سکتی ہے، باقی کسی چندہ میں کوئی رعایت نہیں، اور جو چیز ایک بار بجٹ اور وعدہ میں آ گئی ہے، وہ ادا کرنی ہی پڑے گی ورنہ بقایا جات کی تلوار آپ کے سر پر لٹکتی ہی رہے گی۔

خدا تعالیٰ نے، زکوۃ، عشر اور غالباً فطرانہ کا بھی خود ایک معیار مقرر کیا ہے، اسکے علاوہ اسکی راہ میں خرچ کرنے کا کوئی معیار نہیں ماسوائے کہ اتنا خرچ کرو جو تمہیں تکلیف میں نہ ڈالے اور وہ ہمارے دلوں کا حال بھی جانتا ہے، اور کسی دوسری جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ قبول وہی ہوگا جو خوشی سے دو گے۔ (اے احمدیو!!!! اپنے دلوں کو ٹٹولو اور خود ہی فیصلہ کر لو کہ خوشی سے کیا دیتے ہو اور مجبوری سے کیا دینا پڑتا ہے، خدا تمہارے دلوں کو جانتا ہے)۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اسکے علاوہ یہاں لوگوں کی قربانیوں کو سراہنے اور تعریف کی بجائے، نفسیاتی طور پر اور مرعوب کیا جا رہا ہے کہ یہ کیا ہے، ادنیٰ سی کوشش اور قربانی، خبردار جو دماغ میں کوئی ایسا کیڑا آنے دیا کہ تم نے کوئی قابل فخر کام کیا ہے۔ یا کوئی بڑی نیکی کی ہے۔ جسطرح آپ کلب یا کسی فلم کا اشتہار، رنگ دار، قابل کشش اور رقاصہ کی طرحدار فوٹو وغیرہ کا اشتہار دیکھتے ہیں اور ان اشتہاروں کو دیکھ کر کچھ لوگ اندر داخل ہوتے ہیں، اسی طرح پہلے دنیا کو قادیانی کہتے ہیں (اخلاص اور محبت اور خدمت اسلام و قرآن کے دعوؤں اور مسکراہٹوں کے رنگ بھر کر) کہ ہمارے پاس آؤ، کہ صرف ہمارے پاس آنے سے ہی خدا کے ہاں تمہاری نجات لکھی ہے۔ اگر کوئی غریب انکی لچھے دار باتوں میں آجاتا ہے، یا انکی پیش کردہ تاویلوں کی بھول بھلیوں میں کھو جاتا ہے، اور یقین کر لیتا ہے کہ اُخروی نجات مرزا کے ذریعہ ہی ہے اور پھر اپنی اور اپنے بچوں کی اُخروی نجات کے لئے سب کی مخالفت مول لیتا ہے، اور قادیانی (احمدی) بن جاتا ہے۔ اب جماعت اسکے سامنے مذہبی سٹرپ ڈانس شروع کرتی ہے۔ پہلا نقاب اُلٹتی ہے'' کہ مالی قربانی کے بغیر احمدی، احمدی نہیں ہے''۔ وہ جنت کے خوابوں میں خوشی سے قبول کرتا ہے کہ اللہ کا بھی حکم ہے کہ دین کی راہ میں خرچ کرو، اور وہ جیب سے نوٹ نکال کر ان کے مطالبات پر نچھاور کرتا

ہے۔اسطرح آہستہ آہستہ جماعت اپنے مطالبات کے کپڑے اتار کراسکی عقل پر ڈالتی چلی جاتی ہے، اور وہ ان کے مطالبات کو مانتا چلا جاتا ہے، کہ اسکو سوچنے اور دیکھنے اور سمجھنے کی فرصت ہی نہیں دیتے (جسطرح رقاصہ نوٹ پھینکنے والے تماشائیوں کو اپنی نخریلی اداؤں سے سوچنے سمجھنے کا موقعہ نہیں دیتی)، کیونکہ تقریباً ہر چھٹی کے دن کوئی نہ کوئی جماعتی پروگرام ہوتا ہے، اور اگر اس کے چھٹی والے دن میں گھر پر ٹھہرنے کا پروگرام ہے تو کوئی نہ کوئی عہدیدار کسی بہانے اسکے گھر میں پہنچا ہوگا (بظاہر) ملنے کے بہانے (کہ اسکا اخلاص اور مالی قربانی کا معیار بڑھوائیں)۔حتیٰ کہ وہ ادنیٰ معیار پر (یعنی چندوں کے کم ازکم ریٹ جو جماعت نے مقرر کئے ہیں) پہنچ جاتا ہے۔ جب تک وہ اس معیار پر نہیں پہنچتا، کم ازکم اس وقت تک اسپر نظر رکھی جاتی ہے اور وہ قابل اعتبار نہیں ہوتا۔اور جنہوں نے جماعت میں داخل ہوتے ہی کھلے دل سے پیسے ان کے آگے پھینکے تو (جسطرح رقاصہ بڑے نوٹ پھینکنے والے کو مرکز توجہ بنالیتی ہے اور اسکو کچھ مزید جھلک دکھاتی ہے، کچھ قریب ہوتی ہے، کچھ قریب لاتی ہے اسی طرح، جماعت بھی فوراً ''میرے عہدے بھی تمہارے لئے ہیں'' کا راگ الاپنا شروع کردیتی ہے) جماعت اسکو فوراً عہدے پیش کردیتی ہے، (ویسے تو اگر آپ پیسے دے رہے ہیں اور چھوٹے خلیفوں کی ٹیسی کرنا جانتے ہیں تو پینے پلانے اور ہر قسم کے کاموں کے باوجود عہدے دار بن سکتے ہیں) اسکی بہترین مثال، جرمنی میں شہر کولون کے محمد مالک ہیں کہ انہوں نے قادیانیت قبول کرتے ہی دو چار ہزار مارک چندہ دیا اور احمدی ہونے کے دوسرے ہفتہ میں ساتھ کے شہر پل ہائم میں زعیم انصاراللہ بنا دیا گیا، دو ماہ بعد انہوں نے مزید دو چار ہزار مارک جماعت کو دیئے لیکن تیسرے مہینے ریجنل کھڑ پینچ (بے احتیاطی کی، ذرا جلد بازی دکھادی) ایک نئی تحریک لے کر پھر پہنچ گئے۔انکو ایک سابق قادیانی نے توجہ دلائی، اس پر وہ کچھ کھٹک گئے، اور انہوں نے ختم نبوت کے امیر یورپ مولانا منظور الحسینیؒ کو بلالیا اور قادیانی مربی جلال شمس کے ساتھ مناظرہ کروادیا، جس میں ان کے عہدوں اور موعودہ جنت پر لات مار کر وہیں پر واپس چلے گئے جہاں سے آئے تھے۔دوسری مثال سٹٹگارٹ شہر کی ہے، وہاں ایک شہزاد نام کے صاحب جنکا کپڑے کا کاروبار ہے، احمدی ہوئے ہیں اور وہ احمدی ہونے کے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ترقی پاکر جماعت احمدیہ سٹگارڈ شہر کے سیکرٹری تعلیم بن چکے ہیں۔ان سے پوچھا جائے کہ آپکا عقیدہ کیا ہے تو جواب ملتا ہے کہ جی میں سُنی احمدی ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اِن احمدیوں سے درندے اچھے

بعض دفعہ انسان دکھ کی حالت میں بیٹھا ہوتا ہے، تو بظاہر ہمدردی لیکن زخموں کو کریدنے اور اس پر مرچیں ڈالنے والی کوئی آواز کانوں میں پڑتی ہے تو انسان چلا اٹھتا ہے۔ اسی طرح پاکستان سے تاریخ کے بدترین زلزلہ کے متعلق آنیوالی ہولناک خبروں سے دل و ذہن مفلوج تھا اور کسی بات کی ہوش نہیں تھی، مزید خبروں کے لئے انٹرنیٹ پر اخبار ''روزنامہ جنگ'' کو کھولا تو اس خبر پر نظر پڑی کہ جماعت احمدیہ جرمنی کی ذیلی تنظیم ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کی طرف سے تین ڈاکٹرز کی ٹیم زلزلہ زدگان کی مدد کرنے پاکستان بھیجی گئی ہے۔ اس خبر کا ردعمل مجھ پر ایسا ہی ہوا جیسا کہ اوپر مثال بیان کی گئی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک معاصر ویب سائٹ کے مطابق مرزا مسرور احمد سربراہ جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) ایک طرف تو یہ بیان دے رہا ہے کہ پاکستان پر یہ آفت اس لئے آئی کہ ایک دن قبل وہاں آٹھ احمدی مارے گئے ہیں اور ہمیں اس خبر میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اس جماعت میں زندگی کا ایک بڑا حصہ گزارا ہے اور ایسی باتیں مسلمانوں پر اس قسم کی آفات کے متعلق، قادیانی قیادت سے ہم ہمیشہ سنتے آئے ہیں، اور دوسری طرف اس قسم کی خبریں چھپوانا کہ ہمیں ہمدردی ہے اور ہم ڈاکٹرز کی ٹیم بھیج رہے ہیں، یہ بھی جماعت کی منافقت کئی بار دیکھ چکے ہیں۔ پاکستان میں یا افغانستان یا فلسطین میں جہاں بھی کوئی آفت آتی ہے، قادیانی جماعت کے بزرجمہر فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ آفت اس لئے آئی کہ احمدیوں کے ساتھ زیادتی ہوئی۔ احمدیوں کے ساتھ زیادتی کروانے والی اور کرنے والی جماعت کی قیادت خود ہے۔ احمدیہ جماعت کو مختلف حربوں سے یرغمال بنایا ہوا ہے اور جماعت کی قیادت اور اسکے گرگوں سے کسی احمدی کی عزت محفوظ نہیں اور جہاں یہ یا انکے گرگے کسی وجہ سے خود بات نہیں کہہ سکتے وہاں انہوں نے کچھ کتے بھی پال کر رکھے ہیں جو ہر شریف آدمی پر بھونکتے ہیں۔ جرمنی کی ایک قادیانی کی ویب سائٹ پر لگا ہوا یہ بیان مسلمانوں کے لئے قابل توجہ ہے اور شریف احمدیوں کے لئے بھی قابل توجہ ہے۔ اس بیان یا خط کا ایک ایک لفظ مسلمانوں کے خلاف، پاکستان کے خلاف حقارت اور نفرت سے بھرپور ہے اور یہ جو اس ملک پر عظیم تباہی آئی ہے جسمیں اسی ہزار (۸۰۰۰۰) سے زیادہ لوگوں کو موت نے نگل لیا ہے چالیس لاکھ بے گھر ہو چکے ہیں۔ ایک لاکھ کے قریب زخمی ہیں، کئی شہر ملیامیٹ ہو چکے ہیں اور پاکستان بلکہ اس علاقہ کی تاریخ کی سب سے بڑی تباہی ہے، اسپر کس طرح یہ دیوث قادیانی اپنے دل کے ٹھنڈا ہونے کا اظہار کر رہا ہے۔ اور یہ خیالات جماعت کی اس گمراہ تربیت کا نتیجہ ہے جو وہ مخالفین کو دکھ پہنچنے پر خوشیاں مناتی ہے۔

''مورخہ ۱۹، اکتوبر، بی بی سی اُردو کا پرچہ کھولا تو پہلی سُرخی موضع مونگ میں احمدیہ مسجد میں نماز فجر کے وقت نا معلوم حملہ آوروں کی گولیوں کی بوچھاڑ کے نتیجے میں بے گناہ نمازیوں کی شہادت کی اندوہ ناک خبر پڑھ کر دل پانی پانی ہو گیا۔ جس دن یہ سانحہ ہوا اُسی دن بی بی سی ڈاٹ کام نے مولوی الیاس چنیوٹی کی سرکردگی میں ربوہ میں غنڈہ گردی کی

رپورٹنگ بھی کی تھی۔ان خبروں کی ابھی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ مظلومین کی آہ وپکار نے خدائے برتر کے عرش کو ہلا کر رکھ دیا۔اُسکی ایک ہلکی سی جنبش نے نام نہاد پاکستان کی دھرتی کو ایک ایسا جھٹکا دیا کہ کیا پہاڑ، کیا دریا، کیا میدان سب کو اوپر نیچے کر دیا۔پاکستان کی وہ پارلیمنٹ جس میں جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج کیا تھا، اُسکی چھت میں دراڑیں پڑ گئیں، سینیٹ کا اجلاس ملتوی کرنا پڑا۔آزاد کشمیر کا دارالخلافہ جہاں سب سے پہلے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کی قرارداد پاس ہوئی تھی ۷۰ فیصد تباہ ہو چکا ہے اور اس زلزلے کا مرکز بھی یہی تھا۔پاکستان کا دارالخلافہ جہاں بیٹھنے والے جماعت احمدیہ کے افراد پر مولویوں کی طرف سے آئے دن مظالم کی خبریں سن کر ٹس سے مس نہیں ہوتے، قوم لوط کی تباہ شدہ بستی کا منظر پیش کر رہا ہے۔فوجیوں کا قلعہ نما سی ایم ایچ اور پہاڑی مورچے منہدم ہو گئے۔ پنجاب کا کونسا شہر ہے جہاں تباہی نہیں ہوئی۔منڈی بہاؤالدین نے بھی اپنا حصہ پایا ہے۔

ایک دن پہلے احمدیوں پر قیامت گزری تھی۔اگلے دن سارا پاکستان اس قیامت کی لپیٹ میں آ گیا۔عورتیں، بوڑھے، نوجوان، مرد وزن، افسر، ماتحت غرضیکہ ملک اور حکومت کے سربراہ بھی بوکھلائے پھر رہے تھے۔ جہاں تک ربوہ اور گرد ونواح کا تعلق ہے وہاں کسی خاص نقصان کی اطلاع نہیں ملی''۔

اس قسم کے بیانات پڑھکر کونسا مسلمان بلکہ شریف انسان ہے جسکے دل ودماغ میں رنج واشتعال پیدا نہ ہو۔اور جب عام قادیانی اپنی قیادت کی بات کی تائید میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ لازمی طور پر جوشیلی طبیعتوں کو اشتعال دلاتا ہے اس طرح قادیانی قیادت اپنے ہی پیدا کئے ہوئے فساد میں مظلوم بن کر کھڑی ہو جاتی ہے یورپین حکومتوں کے سامنے کہ ہمیں اسائلم دو۔اس طرح نہ صرف اپنے آدمی یہاں سیٹ کرواتی ہے بلکہ جماعت کے لئے بے انتہا مالی فوائد بھی حاصل کرتی ہے، تاکہ مرزا فیملی بغیر کوئی کام کئے نوابوں کی طرح رہ سکے۔دوسرے ہمارا جماعت احمدیہ کو چیلنج ہے کہ وہ ان مرے ہوئے احمدیوں میں ثابت کر دے کہ ایک بھی اتنا نیک تھا کہ اسکی خاطر خدا نے پورے ملک کو تباہ کر دیا۔عام آدمی تو دور کی بات مرزا مسرور صاحب اپنے بزرگوں اور اپنے خاندان کا ہی نیک ہونا ثابت کر دیں تو بہت سوں کا بھلا ہو گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی، بانی جماعت احمدیہ کو بقول انکے اپنی جماعت کے بارے میں خدا نے کیا دکھایا ہے وہ بھی سن لیں۔مرزا صاحب اپنی ایک رویا میں جماعت کو کس رنگ میں دیکھتے ہیں،''میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے اردگرد بہت سے بندر اور سئور ہیں۔اور اس سے میں نے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں''۔
بحوالہ نزول المسیح، ماخوذ از پیغام صلح لاہور ۷ جولائی ۱۹۳۴ء۔

تو کیا اللہ تعالیٰ عدل سے دور اور اتنا ظالم ہے کہ ان بندر اور سئور فطرت لوگوں کی خاطر معصوم بچوں، بے گناہ انسانوں، کی جان لیگا اور لاکھوں انسانوں کو کھلے آسمان کے نیچے پناہ لینے پر مجبور کر دیگا؟ اور بقول ان قادیانیوں کے کس وجہ سے، وہ خبر بھی پڑھ لیجئے۔

''قصبہ مونگ، ضلع منڈی بہاؤالدین، پاکستان میں مورخہ ۶۔اکتوبر کی صبح شرپسندوں نے قادیانی عبادتگاہ پر حملہ کر کے سات آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ یہ انتہائی افسوسناک خبر ہے کہ سات انسان خواہ کسی بھی مذہب یا قوم کے تھے مارے گئے اور اپنے اہل خانہ کے لئے سسکیاں چھوڑ گئے''۔ ہم سوگوار اہل خانہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اگر کسی مسلمان نے بھی ایسا اقدام کیا ہے تو اس نے اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ اسلام کے پرامن نام کو بدنام کرنے کے لئے مخالفین اسلام کے ہاتھ میں اسلام کو مزید بدنام کرنے کا ہتھیار دیا ہے۔ پاکستانی حکام کو چاہیے کہ صرف شرپسندوں یا مذہبی انتہاپسندوں کی کاروائی قرار دیکر اس معاملے کو فراموش نہ کریں۔ اسکا ایک تو ممکنہ پہلو یہ ہے کہ مونگ میں کوئی سنی، شیعہ، قادیانی جھگڑا نہیں ہے بلکہ برادریوں اور گروہوں کا جھگڑا ہے، جسمیں ممکن ہے کہ قاتلوں کے ساتھی ان قادیانیوں کے مخالف قادیانی ہوں۔ اس کا نقصان صرف ملک اور قوم کا ہے یا ان غریب قادیانیوں کے گھر والوں کا۔ لیکن اگر اس سارے قصے سے کوئی فائدہ اٹھانے والا ہے تو ملک دشمنوں کے علاوہ موقع پرست قادیانی جماعت، دوسرے پاکستان سے ملنے والی بعض اطلاعات کے مطابق جن کی ابھی غیر جانبدار حلقوں سے تصدیق نہیں ہو سکی، موضع مونگ کے قریب ہی منڈی بہاء الدین میں اس جماعت کی شوگر مل ہے جہاں کافی تعداد میں ربوہ سے شورہ پشت لا کر ملازمین کے بھیس میں جماعت نے رکھے ہوئے ہیں، کہیں انکے ذریعہ متعلقہ خاندان کو کسی خودسری کی سزا تو نہیں دی گئی اور الزام دہشت گردوں پر ڈال دیا گیا ہو؟ یہ بات میں ایسے نہیں کہہ رہا، قادیانیوں کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جماعت سر اٹھانے والوں کو سزا دیتی ہے، اس وقت چونکہ حالات بدل چکے ہیں اور انکی آواز میں وہ شنوائی نہیں اس لئے اب وہ اس طریق سے کام کراتے ہیں کہ الزام شرپسندوں پر جائے۔ دوسرے انکی ضرورت ہے کہ وہ اسوقت مظلوم نظر آئیں، اس طرح دہشت کی فضاء پیدا کر کے جماعت سے دور ہونے والوں کو نہ صرف دوبارہ جماعت سے گہرا رابطہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں بلکہ ایک اور جو بڑا مسئلہ انکو درپیش ہے اسکے لئے میدان تیار کرتے ہیں اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے لئے پورے یورپ میں مذہبی تکلیف کے حوالے سے سیاسی پناہ کے دروازے تقریباً بند ہو چکے ہیں اور کینیڈا اور آسٹریلیا میں بھی کافی مسائل پیدا ہو رہے ہیں، کہیں اس سارے ڈرامے کے پیچھے قادیانی جماعت کا ہاتھ تو نہیں، جو وہاں چند آدمی مروا کر یورپ میں قادیانیوں کے لئے سیاسی پناہ کے حصول کو آسان بنانا چاہتی ہے۔ کیونکہ یہ جماعت کے لئے کئی ملین ڈالر کی گیم ہے، ایک تو وہاں سے بندے نکال کر بھاری معاوضوں کے ساتھ یورپ پہنچانا اور پھر ان سے مسلسل بھاری چندے وصول کرنا، جو پاکستانی وہاں سو روپیہ چندہ دیتا ہے وہ یورپ میں پہنچ کر سو یورو یا سو پونڈ چندہ دیگا تو خود حساب لگالیں کے بات کہاں پہنچتی ہے۔ ہم خود جماعت کے اندر رہے ہیں اور ہمیں پتہ ہے کہ جماعت ایسے مواقع خود بھی پیدا کراتی رہی ہے اور ایسے واقعات کو ایکسپلائٹ کر کے اپنی جماعت کے لئے ہمدردیاں اور اسائلم حاصل کرتی رہی ہے۔ تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کو چاہیے کہ وہ ایسے فعل کی نہ صرف مذمت کریں بلکہ خود وہاں کا دورہ کر کے دنیا کو حالات سے مطلع کریں تا کہ قادیانی اس سانحہ کو غلط پروپیگنڈہ میں بدل کر نہ صرف اپنے لئے یورپ میں ہمدردیاں اور فوائد

حاصل کرنے کی کوشش نہ کرسکیں اور نہ ہی اسلام، پاکستان اور پرامن مذہبی جماعتوں کو بدنام کرسکیں۔ پاکستان میں انسان سسک رہے ہیں، تڑپ رہے ہیں، دوسروں کے سر پر ہاتھ رکھنے والے چند منٹوں میں خود بے آسرا ہو گئے ہیں، اور یہ جماعت کی بے حس قیادت ہے کہ حقیقی ہمدردی تو دور کی بات ظاہری ہمدردی بھی نہیں کرسکتی بلکہ اسوقت مصیبت کے شکار انسانوں کے بارے میں یہ کہہ کر یہ چند احمدیوں کے قتل کی وجہ سے ان لاکھوں انسانوں پر مصیبت آئی جو مقتولوں کے علاقے سے سینکڑوں کلومیٹر دور ہیں، نہ صرف یہ کہ اپنے مذہب کی کوئی خدمت نہیں کررہے بلکہ انسانیت اور شرافت کا بھی مذاق اڑا رہے ہیں۔ لیکن یہ بھی کیا کریں انکا خودساختہ نبی ان کے بارے میں لکھ گیا ہے۔ ''بعض حضرات جماعت میں داخل ہوکر پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ السلام علیکم نہیں کرسکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی پر لڑتے اور ایک دوسرے سے بدامن ہوتے ہیں'' اور آگے مرزا صاحب لکھتے ہیں ''یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے''۔ جب انکا خودساختہ نبی خود اپنی جماعت کے کردار کے بارے میں یہ لکھ گیا ہے تو یہ احمدی، مسلمانوں سے جو بھی کریں کم ہے، لیکن پھر بھی میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ قادیانیوں کو نہیں بھولنا چاہیے کہ مالک کائنات کی پکڑ ان سے زیادہ دور نہیں۔ اور مرزا صاحب کے گورے خدا کی بجائے اصل خدا سے ڈریں۔

اگر ہم قادیانی تھیوری مان بھی لیں تو چند ماہ قبل جو سمندری طوفان سونامی آیا تھا وہ کس جگہ کے احمدیوں پر ظلم کے نتیجہ میں آیا تھا؟ ابھی امریکہ میں جو اوپر تلے تین سمندری طوفان آئے ہیں وہ کونسے احمدیوں پر ظلم کے نتیجے میں آئے ہیں؟ اور ایک اور طوفان آنے والا ہے وہ کونسے احمدیوں کے مارے جانے کی سزا ہے؟ اور وسطی وجنوبی امریکہ میں سیلاب اور پہاڑی تودوں کے گرنے کے واقعات ہوئے ہیں وہ کونسے احمدی کے مارے جانے پر ہوئے ہیں؟ احمدیو خدا کے لئے باز آؤ اس قسم کے احمقانہ خیالوں سے اور جب تمہاری قیادت اس قسم کی بے ہودہ باتیں کرے تو تھپڑ مارو انکے منہ پر۔

یہ فقیر درِ مصطفیٰؐ اپنے بھائیوں سے اپیل کرتا ہے کہ اپنے ان آفت کا شکار پاکستانی بھائیوں کے لئے دل کھول کر آگے بڑھیں، کیونکہ آپ نے دنیا کو بتانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے خدا کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے مصیبت کا شکار انسانوں کی مدد کرنی ہے چاہے وہ قادیانی ہی کیوں نہ ہوں شاید آپکی پرخلوص مدد بعض گمراہ قادیانی بھائیوں کے لئے گمراہی سے نکلنے کا ذریعہ بن جائے، یہ آپکا، ہمارا فرض اور مصیبت زدگان کا حق ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات کا خاص دھیان رکھیں کہ دھوکہ باز اشخاص اور بدنام تنظیموں سے بچیں اور انکی بجائے حکومت یا پھر نیک نام تنظیموں کے ذریعہ اپنے دکھی بھائیوں کی دل کھول کر، زیادہ سے زیادہ اور جلد از جلد مدد کریں۔ انکو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کے لئے مدد کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مزید سوالات

میرے آرٹیکلز پر مجھے قارئین کی طرف سے بڑا مثبت رسپانس ملا ہے، اور بعض مہربانوں نے ایک آدھ کو چھوڑ کر بڑی مثبت تنقید بھی کی ہے اور کئی نے بڑے مفید مشوروں سے بھی نوازا ہے۔ انکی مثبت تنقید اور مشوروں کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں، کیونکہ اسی طرح مجھے اپنی گزارشات کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کے لئے رہنمائی ملے گی، اور مجھے امید ہے کہ میرے کرم فرما اسی طرح مجھے آئندہ بھی اپنی مفید آراء سے نوازتے رہیں گے۔ اس بار میرے پیش نظر موضوع ''انصاف'' ہے، جماعت کے اندر انصاف کا فقدان ہے اور منافقت کا دور دورہ ہے، اگر موضوع طوالت اختیار کر گیا تو باقی موضوع کو آئندہ قسط میں پورا کرونگا، انشاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ''اے ایمان دارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے استادہ ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ یقیناً اس سے آگاہ ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت ۹)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھ کر، اب انصاف کے باب میں نظام جماعت کے مجموعی کردار کا اپنے دل میں، اپنے تجربوں میں جائزہ لیں، عہدیداران کی زندگیوں میں جائزہ لیں، کیا آپ کو انصاف کا دور دورہ تو بہت دور کی بات ہے، کوئی اسکی رمق بھی نظر آتی ہے، ایک رٹا رٹایا جملہ جو بچپن سے احمدیوں کے دماغ میں ڈالا جاتا ہے، کہ جب بھی کوئی عہدیدار یا اثر رسوخ والا شخص زیادتی کرتا ہے، اور نظام یا کوئی عہدیدار ظالم/ زیادتی کرنے والے کو تحفظ دیتے ہیں، اور مظلوم بات اٹھاتا ہے تو فوراً جواب ملتا ہے کہ اسمیں نظام کا کیا قصور، جماعت کا کیا قصور، یہ تو انفرادی فعل ہے، جیسے جماعت کوئی مقدس تصور ہے، خبردار اسکے متعلق سوچنا بھی گناہ ہے۔ کیا جماعت ستاروں سے بنی ہے، قرآنی آیتوں سے بنی ہے، کہ اسپر بات نہ کریں، کیا جماعت انسانوں کی جمعیت کا نام نہیں، کیا وہ جو عہدیداران ہیں جماعت کا حصہ نہیں، کیا وہ جماعت نہیں، اگر نہیں تو پھر ان کے احکامات کیوں سنیں، اگر وہ ہیں تو جماعت کیسے بری الذمہ ہے۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ جماعت معصوم ہے تو پھر جماعت عہدیداراں کو تحفظ کیوں فراہم کرتی ہے، جب وہ عہدیداران کو تحفظ فراہم کرتی ہے تو فریق بن جاتی ہے اور جب وہ فریق بنتی ہے تو اسکو الزام سننے کیلئے تیار بھی رہنا چاہیے۔ اگر آپ کسی عہدیدار کے خلاف شکایت لگائیں گے تو اگر عہدیدار غلط بھی ہوگا تو کم از کم اس وقت اسکو تحفظ دیا جائیگا، اور شکایت لگانے والے کو دبایا جائے گا اور اگر کسی طرح وہ خلیفہ وقت تک پہنچ بھی گیا، تو انہوں نے جس وقت جماعت سے رپورٹ مانگنی ہے، اسوقت رپورٹ اسطرح توڑ مروڑ کر پیش کی جائے گی کہ شکایت کرنے والا ہی مجرم نظر آئیگا، آپ نے پٹواری والا قصہ سنا ہوا ہے کہ کسی غریب دیہاتی نے، وزیر کو پٹواری کے خلاف درخواست دی، وزیر نے لکھا کہ رپورٹ پیش کی جائے، وہ درخواست رپورٹ کے

لئے درجہ بدرجہ ہوتی ہوئی اسی پٹواری کے پاس پہنچی، پٹواری نے اس کسان کو بلوایا اور چھتر لگوائے اور رپورٹ لکھ دی کہ درخواست دہندہ، سرکاری ملازمین کے خلاف اس قسم کی بے بنیاد درخواستیں دینے کا عادی ہے۔ یہی حال یہاں جماعت میں بھی ہے، شکایت کنندہ کی شکایت اگر کسی عہدیدار یا اثر رسوخ والے بندے کے خلاف ہے اور مضبوط بنیاد پر ہے تو اس کو پہلے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۴۰ دن دعا کی ہے، یعنی آغاز میں ہی اسکو نفسیاتی طور پر بتا دیا جاتا ہے کہ تمہارا پہلا قدم ہی غلط ہے۔ لیکن عہدیدار کو بالعموم یہ نہیں پوچھا جاتا بلکہ کہا جاتا ہے کہ آپ تفصیل سے رپورٹ دے دیں، اور بعض اوقات بندے کو علم بھی نہیں ہوتا اور اس کے خلاف کاروائی ہو جاتی ہے، اور اگر بندہ منہ کھولنے والا ہو تو پھر کاروائی ڈالنے کے لئے اُسے بلا کر رسمی سی بات کی جاتی ہے اور اکثر اوقات بندے کو بلانے اور اسکی سننے سے پہلے ہی کاروائی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے، میرے لئے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے، (۱) کیا نظام جماعت فول پروف ہے۔ اگر ہے تو ایسے واقعات کیوں؟ (۲) اگر نہیں تو پچھلے ۵۰، ۶۰ سالوں میں سوائے چندے بڑھانے اور عام احمدی کے لئے مسائل پیدا کرنے کے علاوہ کوئی اصلاح بھی ہوئی ہے نظام میں؟ (۳) عام احمدی کی عزت نفس، حقوق اور انصاف کے حصول کے لئے، ان کو غلط رپورٹنگ سے بچانے کے لئے جماعت نے کیا اقدامات لئے ہیں یا لینے کا پروگرام ہے؟

پھر آج تک جماعت کے بڑے بڑے ذمہ داروں کو نہیں معلوم کہ امور عامہ کا دائرہ کار کیا ہے اور کہاں پہ ختم ہوتا ہے۔ قضا کا کام کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کہاں پہ ختم ہوتا ہے۔ دوسرے ایک ملک کے احمدی کو دوسرے ملک کے احمدی سے شکایت ہے تو اسکا طریقہ کار کیا ہے؟۔ اگر ایک احمدی نے زیادتی کی ہے اور مظلوم احمدی نہیں ہے، لیکن وہ جماعت کے پاس آجاتا ہے اور جماعت کی ثالثی یا فیصلہ تسلیم کرنے کو تیار ہے، تو پھر بھی جماعت مظلوم کو اسکا حق کیوں نہیں دلاتی؟، اور اگر ایک احمدی کا تنازع دوسرے احمدی سے ہے، اور وہ تنازہ امور عامہ یا قضا کے پاس پہنچا ہوا ہے، اس دوران اسکا اخراج ''نظام جماعت'' سے ہوتا ہے، (بقول جماعت کے احمدیت سے نہیں، حالانکہ عملی طور پر ہر قسم کا اخراج ہے) لیکن وہ جماعت کے فیصلہ کو تسلیم کرنے کو تیار ہے، اور مظلوم بھی ہے، ان صورتوں میں جماعت مظلوم کو اسکا حق پھر بھی نہیں دلائے گی بلکہ زیادتی کرنے والے احمدی کو کسی نہ کسی عذر کی آڑ میں بچنے کا موقع فراہم کرے گی۔ کم از کم میرے پچاس سال سے زیادہ تجربہ کا نچوڑ یہی ہے کہ جماعت کا نام نہاد اسلامی انصاف اسی قسم کا ہے!!

یہاں میرے سامنے جو سوالات آتے ہیں، (۱) کیا دار القضا اور امور عامہ کے دائرہ کار کا کوئی واضح تعین ہے یا امیر کی صوابدید پر منحصر ہے کہ کس وقت کسی معاملے میں کس شعبہ کا کتنا کردار ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا صحیح ہے اور احمدیہ تعلیم کے مطابق ہے؟ (۲) اگر دونوں کے دائرہ کار کا واضح تعین ہے تو ایک عام احمدی تو دور کی بات، کئی بڑے بڑے عہدیداروں کو بھی اس کا کیوں نہیں پتہ؟ (۳) جماعت ہر چھٹی والے دن کہیں نہ کہیں پروگرام کر رہی ہوتی ہے کیا ان اجلاسوں اور میٹنگوں میں جماعت کے نظام کی تفصیلات، قوانین اور قواعد کبھی بتائے گئے ہیں کہ ہر ایک کے لئے واضح ہو کہ

اسکے حقوق اور فرائض کیا ہیں؟

مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ ایک طلاق کے کیس میں، خاتون کے والد کو پتہ چلا کہ اس کی بچی کا کیس جس قاضی کے حوالے کیا جارہا ہے، وہ قاضی انکا ذاتی مخالف ہے تو ان صاحب نے صدر قضا بورڈ، جرمنی سے درخواست کی کہ ان کے اس کیس سے متعلقہ قاضی سے ذاتی اختلاف ہیں اور ان نام نہاد قاضی صاحب نے ایک دو معاملات میں ان کے خلاف غلط گواہی دی ہے، اسلئے اُن کی بچی کا کیس بجائے ان صاحب کے کسی اور قاضی کو دے دیا جائے، کیونکہ اُن کو اِن صاحب سے انصاف کی اُمید نہیں۔ صدر قضا بورڈ نے انکار کر دیا اور کہا کہ آپ حضور کے مقرر کردہ شخص پر بے اعتمادی کا اظہار کر کے، حضور پر بے اعتمادی کا اظہار کر رہے ہیں، یہ کیس وہی صاحب ہی ڈیل کریں گے، اگر آپ دوسرا قاضی چاہتے ہیں تو درخواست دیں، لیکن اگر آپ اپنا مؤقف ثابت نہ کر سکے تو آپ کے خلاف کارروائی کی جائے گی، اور جب انہوں نے درخواست دینی چاہی تو ایک ذمہ دار، آدمی نے ان سے کہا کہ اسکا کوئی فائدہ نہیں، آپ نے انکے جواب کو نہیں سمجھا، صدر قضا بورڈ کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ پرنالہ بھی وہیں گرے گا اور آپ کے خلاف کارروائی بھی ہوگی، اسپر وہ صاحب درخواست دینے سے رُک گئے، اور کیس اسی نام نہاد قاضی نے ہی ڈیل کیا، اور حسب توقع اس کیس میں جہاں تک، اس نام نہاد قاضی سے ممکن تھا انہوں نے اس شخص کے خلاف اپنے بغض کا مظاہرہ ان کی بچی کے کیس میں کیا۔ دستاویزی ثبوت میں نے خود دیکھے ہیں، اسطرح کی اور بھی کئی مثالیں ہیں۔

اس سچی مثال سے ایک احمدی کے لئے دردناک اور مجموعی طور پر معاشرے کے لئے ایک خوفناک تاثر ابھرتا ہے اور سوال اُٹھتے ہیں (۱) جس شخص کی منظوری خلیفہ وقت نے بطور قاضی کے دے دی ہے، کیا وہ ہر قسم کے اعتراض سے بالا ہو گیا ہے؟ (۲) جب ایک شخص کو قاضی سے ذاتی اختلاف بھی ہے اور اس قاضی کی دیانت پر بھروسہ بھی نہیں، اور وہ نرمی سے توجہ بھی دلاتا ہے تو پھر بھی اسکے کیس کو اسی قاضی کے پاس کیوں لگایا جاتا ہے؟ (۳) کیا ایک عام احمدی کا کوئی حق بھی ہے یا اسکا حق بھی اسکو بطور خیرات کے اور مہربانی کے ہی ملتا رہے گا؟

اسی طرح اگر کوئی کیس ملک کی عدالتوں میں ہو تو جماعت مداخلت نہیں کرتی لیکن اگر دو احمدی ملک کی عدالتوں میں جاتے ہیں تو اگر ایک اوپر والوں کا منظور نظر ہے، یا عہدیدار ہے تو (جماعت میں) کمزور فریق پر ان دیکھا، مختلف النوع قسم کا دباؤ پڑتا ہے، کہ کیس کو عدالت سے لیکر جماعت میں لاؤ۔

ایک اور بھی بات کہ اکثر جماعت کے ممبران کو کہا جاتا ہے کہ قانون کی پابندی کرو، اور غیر قانونی حرکتیں نہ کرو، درحقیقت مطلب یہ ہوتا ہے کہ پکڑائی نہ دو، اور جماعت کی بدنامی کا باعث نہ بنو۔ لیکن اگر کوئی منظور نظر ہے تو اسکو سب کچھ معاف ہے، اسکی بہترین مثال ایک سابق سیکرٹری امور عامہ کا قصہ ہے، وہ صاحب ایک من ہائیم (جرمنی) کے رہنے والے، خارج از نظام جماعت شخص کے ساتھ اور پاکستانی فلمی دنیا کی ایک خاتون کے ساتھ ملکر ثقافتی طائفہ کے طور پر،

لوگوں کے ویزے لگوا کر جرمنی میں سمگل کرتے رہے، پولیس نے نیشنل سیکرٹری امور عامہ جرمنی کو پکڑ لیا، کافی دن جیل میں رہے، اور پولیس کی تفتیش کے دوران پتہ لگا کہ بندے سمگل کے علاوہ وہ صاحب ہنڈی کا کاروبار بھی کرتے ہیں اور پولیس نے انکے کمپیوٹر سے پتہ نہیں کتنے ملینز مارک (غالباً ۵۵ ملین) کی ٹرانسفر کا ریکارڈ پکڑا۔ ان صاحب کو سزا ہوئی، لیکن جماعتی طور پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی، حالانکہ اخباروں میں جماعت کی بڑی بدنامی ہوئی، کیونکہ وہ صاحب ہانس پیٹر ادوے (عرف عبداللہ) واگس ہاؤزر کے چہیتے ہیں، اب بھی بظاہر کوئی عہدہ نہ ہونے کے باوجود ایک صاحب (جنکا اخراج ہوا ہے جماعت سے) کے بارے میں کہنے لگے کہ وہ میرے پاس آجاتا تو میں امیر صاحب سے بات کر کے اسکی معافی کروا دیتا۔ اگر آدمی کہے کے وہ قانون کا مجرم ہے جماعت کا نہیں تو ایک تو جماعت کا دعویٰ ہے کہ جماعت قانون پسند اور قانون کا احترام کرنے والی ہے دوسرے اس آدمی کے ساتھ ملکر آدمی سمگل کر کے لاکھوں بنا رہا ہے، جسکا اخراج از جماعت اسی امیر نے کروایا ہے، اور ویسے کوئی خارج از نظام جماعت سے سلام بھی لے لے تو اسکو پیشیاں بھگتنا پڑتی ہیں۔ اس بات کو میں بے سوال اور بے تبصرہ ہی چھوڑ دیتا ہوں، کیونکہ اس پر سوالات اتنے ہیں کہ یہ آرٹیکل اتنی گنجائش نہیں نکال سکتا!!!!

اسی طرح زیادتی کا ایک اور واقعہ، کہ ایک صاحب نے بچی کا نکاح پاکستان میں کیا، اور اسکے لئے بچی نے ڈیڑھ سال مکان کرایہ پر لیا، اور جاب کیا کہ اس لڑکے کو قانونی طور پر جرمن بلانے کیلئے، قانونی کارروائیاں پوری کیں، جب وہ لڑکا جرمنی پہنچا تو ائر پورٹ پر ہی اس نے جو تھیٹر کھیلا، وہاں سے وہ اپنی بہن کے گھر چلا گیا، اور اسکے بعد ایسی حرکتیں کیں کہ لڑکی اور اسکی فیملی نے رخصتی سے انکار کر دیا، اور مطالبہ کیا کہ چونکہ لڑکا، لڑکی کے سپانسر پر یہاں آیا ہے، اس لئے اگر یہ خلع دیکر پاکستان واپس چلا جاتا ہے، تو اسکو یہاں بلانے پر ہمارا جو بھی خرچ آیا ہے ہم کلیم نہیں کرتے، موجودہ اور اس وقت کے سیکرٹری امور عامہ (دونوں) نے لڑکی کے والد کو کہا کہ آپ پاسپورٹ اس لڑکے کو دے دیں، یہ خلع کے کاغذ پر سائن کر دے گا (جو آج تک نہیں ہوئے، چند دن پہلے ہی یہ قصہ مجھے سنایا ہے، اب جماعت کا منہ دیکھ کر لڑکی والے مجبوراً عدالت میں چلے گئے ہیں)، اور کوئی ایسا کام نہیں کریگا کہ لڑکی پر کوئی اثر پڑے اور اگر پاسپورٹ نہیں دیں گے تو آپکا اخراج کر دیا جائیگا۔ لڑکی کے والد نے ان عہدے داروں کی یقین دہانی پر اعتبار کر کے پاسپورٹ جماعت کے حوالے کیا، اور اگلے دن ہی اس لڑکے نے اسائلم کی درخواست دی اور اسکی رہنمائی مرکزی سیکرٹری اسائلم نے کی، یہ جانتے ہوئے کہ اس لڑکے کا کیا معاملہ ہے، اور اس سے بچی پر قانونی طور پر بہت اثر پڑ سکتا ہے، جب اسکی اسائلم ریجیکٹ ہوگئی تو اس کو جماعت کے نیشنل مرکز (بیت السبوح) میں کسی ذمہ دار نے نیشنل امیر کی منظوری سے چھپائے رکھا، پھر اسکی مدد کی گئی اور اسکو انگلینڈ سمگل کیا گیا اس نے وہاں جا کر اسائلم کر لی اور جب تک لڑکے کو انگلینڈ سمگل نہیں کر دیا گیا، لڑکی کی درخواست خلع کو دبائے رکھا گیا، اور بعد میں یہ کہہ کر کہ درخواست نامکمل ہے واپس کر دی گئی، اب جب کہ لڑکے کا انگلینڈ میں سیٹنگ کا چانس پیدا ہوا ہے، جماعت کے دو تین ذمہ داروں نے رابطہ کر کے کہا کہ آپ درخواست جلدی دیں کہ لندن سے فون آیا

ہے کہ یہ معاملہ سیٹل کروائیں،اور لڑکی کے والد نے کہا کہ درخواست نامکمل کہہ کر واپس کردی گئی تھی،سیکرٹری امور عامہ نے لڑکی کے والد کو کہا کہ آپ وہی نامکمل درخواست ہی بھیج دیں، میں اسکو مکمل کر دیتا ہوں۔ میں نے جب یہ کہانی سنی تو میرے ذہن میں یہ سوال اُٹھے کہ،(۱) کیا جن عہدیداروں نے لڑکے کو پاسپورٹ واپس دلوایا اور اس کی پھر اسائلم کے لئے رہنمائی کی،اگر ان کی اپنی بیٹی کا معاملہ ہوتا تو کیا وہ پھر بھی یہی طریقہ کرتے؟(۲) جب اسکا اسائلم کا کیس ریجیکٹ ہوا ہے تو کیا اسکو پولیس سے چھپنے کے لئے جماعت کے مرکز کو استعمال کر کے پوری جماعت کی کریڈیبلٹی کو داؤ پر نہیں لگایا گیا؟(یہ تو اس لڑکی کے باپ کی شرافت تھی کہ اس نے پولیس کو اس لئے نہیں بتایا کہ جماعت کی بدنامی نہ ہو)(۳) کیا جماعت نے اس لڑکے کو جرمنی سے انگلینڈ سمگل ہونے میں مدد دے کر، جرمنی ،انگلینڈ اور بلجیم، کے قوانین کی نیز جماعتی قوانین کی خلاف ورزی نہیں کی؟(۴) کیا جماعت نے ایسے غلط کار شخص کو سپورٹ دیکر اس بچی کی قسمت،عزت،مال سے نہیں کھیلے اور کئی سالوں پر محیط قانونی کارروائیوں میں ڈالکر اس بچی کو اور اسکے گھر والوں کو کئی سالوں کے لئے ایک عذاب میں نہیں ڈال دیا؟

ان ناانصافیوں کا حساب کون دیگا۔خلیفہ وقت،اُمراء جن کی ناک کے نیچے اور منظوری سے یہ کام ہوئے،یا وہ عہدیدار جو براہ راست ایسے کاموں میں ملوث ہیں؟

☆☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ کی وہی ملمع کاری جو پہلے تھی سواب بھی ہے

کچھ عرصہ قبل روزنامہ ''الفضل'' ربوہ نظر سے گزرا، اس میں ایک مضمون مرزا غلام احمد قادیانی کے قریبی ساتھی کے بارے میں بعنوان ''حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی'' مصنفہ بشیر احمد رفیق پر جب نظر پڑی تو اس میں فاضل مصنف نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عبدالکریم سیالکوٹی صاحب کی وفات مرزا جی کے الہامات کے مطابق ہوئی ہے، حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ اور اس ڈھول کا پول پہلے بھی کئی علمائے کرام کھول چکے ہیں، خاص طور پر مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ تو اچھی طرح کھول چکے ہیں کیونکہ مرزا جی نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو مخاطب کر کے ہی تو مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کی وفات اپنے الہامات کے مطابق قرار دی تھی۔ اس موضوع پر تو آگے چل کر حقائق پیش کرونگا، لیکن اس سے قبل مولوی عبدالکریم صاحب کا تعارف اور مرزا جی سے انکا تعلق اور مرزا صاحب کی ''وفا کیشیوں'' کا کچھ ذکر ہو جائے!

مولانا عبدالکریم سیالکوٹی پہلے سر سید احمد خان کے حلقہ بگوش تھے، ۱۸۸۸ء میں حکیم نورالدین صاحب بھیروی کی وساطت سے مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی، اور ۱۸۹۵ء میں مستقل طور پر قادیان آگئے اور مرزا صاحب کے مکان کے ایک حصہ میں رہائش پذیر ہوئے اور مرزا جی کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں انکا شمار ہوتا تھا۔ ایک اس واقعہ سے بھی مرزا جی کے ساتھ انکا گہرا تعلق ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بار گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت ایک کمرے میں کوئی داخل ہوا تو دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب چارپائی کے اوپر سو رہے ہیں اور مرزا جی اس چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں، دیکھنے والے نے پوچھا کہ یہ کیا؟ آپ ''چارپائی کے نیچے'' کیوں لیٹے ہوئے ہیں؟ تو جواب میں مرزا جی کہنے لگے کہ میں پہرہ دے رہا ہوں کہ مولوی صاحب سوئے ہوئے ہیں، کہیں بچے آکر انکو نہ جگا دیں، اور بھی ایسے کئی واقعات ہیں جن سے مولوی عبدالکریم صاحب کا مرزا جی سے قریبی تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ اور مرزا جی نے بھی انکو الہاماً (حقیقتاً الزاماً) مسلمانوں کا لیڈر قرار دے دیا تھا، غرضیکہ ظاہراً دونوں میں من و تو کا تعلق تھا۔ ظاہراً اس لئے کہ مولوی عبدالکریم تو آخری سانس تک مرزا جی پر فریفتہ و شیدا رہے، لیکن کیا مرزا جی بھی حقیقتاً اسی طرح انکی چاہت کرتے تھے؟ فاضل مضمون نگار نے مولوی عبدالکریم کی مرزا جی سے محبت کا نقشہ یوں کھینچا ہے، لیکن بغیر کسی حوالے کے، حوالہ اس لئے نہیں دیا کہ کوئی پوری روایت نہ پڑھ لے، کیونکہ پوری روایت پڑھنے کے بعد کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں، ''آپ ذیابطیس کے مریض تھے، اس پر کاربنکل کا پھوڑا نکل آیا اور انتہائی تکلیف اور کرب میں مبتلا ہوئے، آپکی اہلیہ کا بیان ہے کہ، جب مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو بعض اوقات شدت تکلیف کے وقت نیم غشی کی سی حالت میں وہ کہا کرتے تھے، سواری کا انتظام کرو میں حضرت صاحب سے ملنے جاؤنگا گویا وہ سمجھتے تھے کہ میں کہیں باہر ہوں اور حضرت صاحب قادیان میں ہیں اور بعض اوقات کہتے تھے اور ساتھ ہی زار و قطار رو پڑتے تھے کہ دیکھو میں نے اتنے عرصہ سے حضرت صاحب کا چہرہ نہیں

دیکھا۔تم مجھے حضرت صاحب کے پاس کیوں نہیں لے جاتے ۔ابھی سواری منگاؤ اور مجھے لے چلو۔ایک دن جب ہوش تھی کہنے لگے، جاؤ حضرت صاحب سے کہو کہ میں مرچلا ہوں، مجھے صرف دور سے کھڑے ہوکر زیارت کرادیں اور بڑے روئے اور اصرار کے ساتھ کہا کہ ابھی جاؤ" [روزنامہ الفضل ربوہ ۲۸/ جنوری ۲۰۰۵ء صفحہ ۳/ کالم ۴/ جلد ۵۵۔۹۰، نمبر ۲۴]

فاضل مضمون نگار نے روایتی قادیانی ابلہ فریبی سے کام لیتے ہوئے صرف آدھی روایت لکھی ہے، اور آگے مرزا جی کا طرز عمل نہیں لکھا کہ کہیں کوئی باضمیر احمدی یہ نہ سوچ لے کہ کیا ایک نبی کا یہی طرز عمل ہوتا ہے؟ کیا جس شخص کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ (نعوذ باللہ) عین محمد ﷺ ہے، اسکی رحمت کا یہی نمونہ ہونا چاہیے؟ کیا وفا کیشی ، دوستی اور تعلق نبھانا یہی ہوتا ہے؟ یہ سوال جو میں اُٹھا رہا ہوں ، پوری روایت پڑھنے کے بعد ہر باضمیر اور درد دل رکھنے والے انسان کے دل میں پیدا ہونگے ،اب آگے روایت کا باقی حصہ خاکسار باحوالہ لکھ دیتا ہے، یہ روایت مرزا بشیر احمد، ایم اے، پسر مرزا صاحب نے بیوہ مولوی عبدالکریم کے حوالہ سے لکھی ہے اور وہیں سے شروع کرونگا جہاں سے فاضل مضمون نگار نے چھوڑا ہے۔ "میں نیچے حضرت صاحب کے پاس آئی ۔ کہ مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں۔حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کو ملنے کو نہیں چاہتا؟ مگر بات یہ ہے کہ میں انکی تکلیف دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مولویانی مرحومہ کہتی تھیں کہ اس وقت تمہاری والدہ پاس تھیں ۔انہوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں ۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ اچھا میں جاتا ہوں مگر تم دیکھ لینا کہ ان کی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دورہ ہو جائیگا۔خیر حضرت صاحب نے پگڑی منگا کر سر پر رکھی اور ادھر جانے لگے، میں جلدی سے سیڑھیاں چل کر آگے چلی گئی۔تا کہ مولوی صاحب کو اطلاع دوں کہ حضرت صاحب تشریف لاتے ہیں، جب میں نے مولوی صاحب کو جا کر اطلاع دی، تو انہوں نے اُلٹا مجھے ملامت کی کہ تم نے حضرت صاحب کو کیوں تکلیف دی؟ کیا میں نہیں جانتا کہ وہ کیوں تشریف نہیں لاتے؟ میں نے کہا کہ آپ نے خود تو کہا تھا۔انہوں نے کہا کہ وہ تو میں نے دل کا دکھڑا رویا تھا۔تم فوراً جاؤ اور حضرت صاحب سے عرض کرو کہ تکلیف نہ فرمائیں۔ میں بھاگی گئی تو حضرت صاحب سیڑھیوں کے نیچے کھڑے اوپر آنے کی تیاری کررہے تھے، میں نے عرض کردیا کہ حضور آپ تکلیف نہ فرماویں۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے بہت محبت تھی اور یہ اسی محبت کا تقاضا تھا کہ آپ مولوی صاحب کی تکلیف کو نہ دیکھ سکتے تھے، چنانچہ باہر مسجد میں کئی دفعہ فرماتے تھے، کہ مولوی صاحب کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے مگر میں انکی تکلیف دیکھ نہیں سکتا۔ چنانچہ مولوی صاحب آخر اسی مرض میں فوت ہوگئے مگر حضرت صاحب انکے پاس نہیں جاسکے۔ بلکہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کی بیماری میں اپنی رہائش کا کمرہ بھی بدل لیا تھا، کیونکہ آپ جس کمرہ میں رہتے تھے وہ چونکہ مولوی صاحب کے مکان کے بالکل نیچے تھا اس لئے وہاں مولوی صاحب کے کراہنے کی آواز پہنچ جاتی تھی۔ جو آپ کو بیتاب کردیتی تھی اور مولوی صاحب مرحوم چونکہ مرض کاربنکل میں مبتلا تھے اس لئے انکا بدن ڈاکٹروں کی چیرا پھاڑی سے

چھلنی ہو گیا تھا اور وہ اسکے درد میں بیتاب ہو کر کراہتے تھے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم حضرت صاحب کے مکان کے اس حصہ میں رہتے تھے جو مسجد مبارک کے اوپر صحن کے ساتھ ملحق ہے۔ اس مکان کے نیچے خود حضرت صاحب کا رہائشی کمرہ تھا''۔[سیرت المہدی/ جلد۱/ صفحہ ۲۸۸، ۲۸۹/ روایت نمبر ۳۰۱، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے، دوسرا ایڈیشن، دسمبر ۱۹۳۵ء]۔ (نوٹ۔حوالے کے بعض حصے میں نے انڈر لائن کئے ہیں، اصل حوالے میں انڈر لائن نہیں تھے)۔

ویسے تو یہ روایت سب کچھ خود ہی اپنی زبان سے کہہ رہی ہے، مولوی صاحب اسی مکان کے حصہ میں رہتے تھے، اور دوسری روایتوں کے مطابق مولوی صاحب دو مہینے اس تکلیف میں مبتلا رہ کر فوت ہوئے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اتنا بھی نہ کیا کہ ایک شخص جس سے تمہارا قریبی تعلق تھا، اور تم پر قربان ہوتا تھا، جسکے ساتھ دوستی کے دعوے پبلک میں مسلسل کر رہے تھے لوگوں کو انکے صحت یاب ہونے کی تسلیاں دے رہے تھے، اسکو اپنے گھر کے ہی ایک حصہ میں ایک منٹ کے لئے ہی حال پوچھنے چلے جاؤ، نزع کے عالم میں مبتلا شخص کو بھی تو تسلی کا کوئی بول سنا دو۔ اوپر سے انکے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد کا یہ دعویٰ ہے کہ '' مرزا جی کے بیٹے بشیر الدین محمود احمد جو بزعم خود مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں، لکھتے ہیں '' کہ اس (مرزا غلام احمد) نے ہمارے لئے اخلاقیات اور ضابطہ حیات کا مکمل ذخیرہ چھوڑا ہے، تمام ذی عقل انسانوں کو یہ ماننا پڑیگا کہ ان پر عمل کرنے سے ہی مسیح موعود کی آمد کے مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہے''۔[احمدیت یا سچا اسلام/ صفحہ ۵۶]۔ اگر دوستی کا نہیں پاس تھا تو آدمی کسی معمولی تعلق والے بلکہ کسی غیر کے بارے میں بھی سنتا ہے کہ وہ بستر مرگ پر، اسکو صرف ایک نظر دیکھنے کے لئے یا ایک لفظ سننے کیلئے زار و قطار روتا ہے تو سنگدل سے سنگدل انسان مرنے والے کی خواہش پوری کر دیتا ہے مگر مرزا جی ایسے شقی القلب تھے کہ مولوی کریم مرتے مر گئے مگر یہ ایک لمحے کے لئے بھی انکو دیکھنے نہ گئے، حالانکہ درد سے کراہنے کی آواز بھی سنتے تھے پھر بھی ترس نہ آیا، بلکہ کمرہ ہی بدل لیا تا کہ بے آرامی نہ ہو، لوگ تو ایک پھانسی پانے والے مجرم کی بھی آخری خواہش پوری کر دیتے ہیں، لیکن انکو بیماری لگ جانے کے ڈر سے دوستی، محبت، پیار، مخلص مرید، نماز کا امام، کچھ بھی نہ یاد رہا، بیمار پرسی کی کوئی حدیث یاد نہیں آئی۔ مولوی کریم صاحب کی بیماری کے دوران صحت کے الہامات سناتے رہے اور موت کے بعد احباب کو سناتے پھرے کہ مجھے انکی کمی محسوس ہوتی ہے، تا کہ دوسرے مرید بدزن نہ ہو جائیں، لیکن بقول شاعر، '' میرے پاس سے گزر کر میرا حال تک نہ پوچھا۔ میں کیسے مان جاؤں کے وہ دور جا کر روئے'' (شہزاد جالندھری)۔ اور جب بظاہر تیار بھی ہوئے تو وہ بھی بیگم کے کہنے پر، ویسے بھی عورتیں یہ کہتی تھیں '' کہ جانا بیوی دی بڑی گل مندا اے''، اور بیگم بھی کیسے منا رہی ہیں، کہ جب انکی اتنی خواہش ہے تو کھڑے کھڑے ہو آئیں، یعنی آپ پر نہ تو کوئی مرید کا حق ہے، نہ کوئی دوستی کا فرض ہے، نہ اس شخص کی قربانیوں کا کوئی احساس ہے، بس ہاں اب مجبوری ہے کہ ایک مرتے ہوئے شخص کی خواہش ہے بس کھڑے کھڑے ہو آئیں، مطلب شلجم سے مٹی جھاڑ آئیں،

اب مرزاجی بھی ایک تو جانتے تھے کہ مرض الموت میں مبتلا ہیں، دوسرے اپنے مرید کی غیرت والی طبیعت سے خوب واقف تھے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے جو خواہش کا اظہار کیا ہے، بس دل کا دکھ ہے، ورنہ وہ بھی مرزا صاحب کو جان گئے ہیں، اور اس وقت ہوش حواس میں بھی ہیں، اپنے صحن سے اوپر چھت پر جانے کے لئے تیاری میں اتنا وقت لے لیا کہ مولویانی جی جا کران کو بتا دیں کہ مرزاجی اوپر تشریف لانے کے لئے مجبوراً پر تول رہے ہیں، تاکہ وہ منع کر دیں اور مرزاجی کی توقع کے عین مطابق مولوی صاحب نے منع کر دیا، بیوی کے بیان میں مولوی صاحب کے الفاظ انکی غیرت اور عزت نفس کے عود کر آنے کا حال بتا رہے ہیں کہ "انہوں نے کہا کہ مرزاجی اوپر آنے کی تکلیف نہ کریں"، مرزا صاحب سیڑھیوں کے قریب کھڑے اسی بات کا انتظار کر رہے تھے، جونہی مولویانی جی نے آکر مرزاجی کو مولوی صاحب کا پیغام دیا۔ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا، مرزاجی دل میں خوش ہوتے ہوئے رُک گئے اور انکی موت تک بھی چھت تک جا کر ایک نزع کے عالم میں مبتلا دوست کو نہ دیکھا، نہ اسکی آخری اور شدید خواہش پوری کی، خواہش کو تو چھوڑیں ایسی حالت میں تو حق ہمسائیگی کے تحت ہی انسان اپنے دل پر اور طبیعت پر قابو پا کر دو بول تسلی کے دینے چلا جاتا ہے، بلکہ محلے میں، بلکہ تھوڑی سی جان پہچان والے کا بھی پتہ چلے تو انسان حال پوچھنے چلا جاتا ہے۔ بہانہ یہ کہ میں انکی تکلیف دیکھ نہیں سکتا، اتنا بودا بہانہ ہے کہ انسان ہنس ہی سکتا ہے۔ مرزاجی کے سامنے انکے والد اور بھائی مر گئے، چھ بچوں نے وفات پائی کیا، اور ان سب سے بڑھ کر انکی والدہ نے وفات پائی۔ انکی بیماری اور تکلیف دیکھی یا نہیں، اگر اسکو برداشت کر لیا اور دورہ نہیں پڑا تو کیا اب ایک جانثار مرید کی سخت بیماری کے وقت ہی دورہ پڑنا تھا؟ اور شقی القلبی یہاں تک ہی نہیں بلکہ جسکو اسکی زندگی میں اور مرنے کے بعد پبلک میں اپنا قریبی دوست بتاتے رہے اسکی موت پر ایک آنسو بھی نہیں بہایا۔ میں کوئی بے بنیاد بات نہیں کہہ رہا، بلکہ مرزا صاحب کی سیرت پر لکھی کتاب کے حوالے سے کہہ رہا ہوں۔ مرزاجی کے مرید مفتی محمد صادق کی بیان کردہ روایت کے مطابق "اور حضرت مولوی عبد الکریم کی وفات پر میں نے بہت غور سے دیکھا مگر میں نے آپ کو روتے نہیں پایا" [روایت ۴۳۳/ سیرت المهدی جلد ۲/ صفحہ ۱۰۵، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے]۔ حتیٰ کہ آنکھیں تک نہیں ڈبڈبائیں، کیونکہ اگر آنکھیں ڈبڈبائی بھی ہوتیں تو غور سے دیکھنے والا ضرور ذکر کرتا یا کم از کم صاحبزادہ صاحب نے جو ہر روایت کے ساتھ اپنا نوٹ لکھا ہے وہی ذکر کر دیتے۔ اور اگر آپ کہیں کہ آنکھیں ڈبڈبانا ایسی اہم بات نہیں تھی کہ کتاب میں ذکر ہوتا، تو یہ بھی ذکر موجود ہے، اسی کتاب میں دوسری جگہ موجود ہے کہ جب والدہ کا ذکر آتا تھا تو آنکھیں ڈبڈبا جاتی تھیں، اور والدہ کے مرنے کے بیس پچیس برس کے بعد بھی یہ حالت تھی۔ دیکھیں صاف پتہ چل رہا ہے کہ جہاں حقیقی محبت تھی وہاں بیس برس کے بعد بھی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں اور اگر یہاں بھی واقعی اگر کوئی احساس ہوتا تو کم از کم موت کے دن ہی روئے نہیں تھے تو آنکھیں ہی ڈبڈبا آتیں، غیروں کی اتنی دکھ والی موت کا سن کر بھی حساس انسان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں، لیکن مرزاجی کے احساس کو مخلص مریدی، امامت، دوستی قربانی، غرض کسی چیز نے بھی نہیں جھنجوڑا، حتیٰ کہ مرزاجی کے بیٹے

مرزا بشیر الدین محمود نے، جنکی عمر اسوقت ۱۶، ۱۷ سال تھی، مولوی صاحب کی وفات پر کافی روئے، تو مرزا صاحب نے سوال کیا کہ محمود کو کیا ہوا ہے؟ میرے خیال میں تو اسکا مولوی صاحب سے ایسا کوئی تعلق نہیں تھا، اسکو سمجھاؤ ورنہ یہ بیمار ہو جائیگا! جب ہم ان سب روایات کو ایک جگہ اکٹھا کر کے تجزیہ کریں تو سوائے اسکے کہ مرزا جی ایک ایسے سخت دل انسان نظر آتے ہیں، جن کے دل میں سوائے اپنے اور اپنے خاندان کے مفاد کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ احمدی (قادیانی) دوستو خود ہی بتاؤ! جو شخص نعوذ باللہ اگر تمام نبیوں کا مجموعہ ہو، رسول کریم کا ظل ہو تو، کیا ایسا خود غرضانہ کردار دکھا سکتا ہے؟ اگر واقعی ظلِ رسول ہو گا تو اسکا کردار تو دشمنوں کے لئے ایسا رحیمانہ، فیاضانہ، اور ہمدردانہ ہو گا کہ صدیوں تک دوست کیا دشمن بھی معترف رہیں گے جیسے آنحضورﷺ کے اخلاق و انسانیت نوازی کا چودہ سو سال گزرنے کے باوجود زمانہ آج بھی معترف ہے اور تا قیامت اسکی کوئی نظیر نہیں ملے گی، اور غیر مسلم بھی انکو بلا جھجک رحمت اللعالمین کہتے اور سمجھتے ہیں، اب جو میں مرزا جی کی گول مول پیشگوئیوں کا ذکر کرونگا اس سے بھی ثابت ہو جائیگا کہ نبوت، مجددیت، ظلیت وغیرہ، یہ سب ڈھونگ ہیں جو مرزا جی نے اپنے اغراض و مقاصد پورے کرنے کیلئے کھڑے کئے ہیں۔ آگے اسی مضمون میں فاضل مضمون نگار لکھتے ہیں، ''حضرت مولوی صاحب کی وفات کے متعلق بار بار اللہ تعالیٰ نے الہامات کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کو خبریں دیں، چنانچہ ۲ ستمبر کو الہام ہوا ''سینتالیس سال عمر''۔ اسی روز دوسرا الہام ہوا ''اس نے اچھا ہونا ہی نہ تھا''۔ ۸ ستمبر کو الہام ہوا ''کفن میں لپیٹا گیا''، ان الہامات کے عین مطابق آپ ۱۱، اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بدھ کے دن اڑھائی بجے عالم جاودانی کو سدھار گئے''، اب ان الہامات کے متعلق جو فاضل مضمون نگار نے پیش کئے ہیں آپکے سامنے مرزا جی کے اپنے کئے ہوئے معنی پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد مرزا جی کے مولوی عبدالکریم صاحب کی صحت کے متعلق الہامات، خیالات اور جماعت کے احباب کی خوابیں اور مرزا صاحب کی تشریحات پیش کرونگا۔ اس کے بعد مجھے یقین ہے کہ آپ یقیناً سوچیں گے کہ افراد جماعت احمدیہ بدقسمتی سے کن مذہبی گھن چکروں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ جو کسی جونک کی طرح انکے مال، اولاد، وقت، عزت، ایمان سب کو چوس چوس کر موٹے ہو رہے ہیں۔

<u>سینتالیس سال عمر</u>۔ ۲ستمبر ۱۹۰۵ء ''سینتالیس سال کی عمر، اِنّاَ لِلہ و اِنّاَ اِلَیہ راجِعُون۔ (اسکے دوسرے دن ۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک شخص کا خط آیا۔ جس نے اپنی بدکاریوں اور غفلتوں پر افسوس کی تحریر کر کے لکھا، اب میری عمر سینتالیس سال کی ہے، اِنّاَ لِلہ و اِنّاَ اِلَیہ راجِعُون)۔ فرمایا کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو خط باہر سے آنے والا ہوتا ہے اس کے مضمون سے پہلے ہی اطلاع دی جاتی ہے۔'' [تذکرہ/ صفحہ، ۵۵۷/ شائع کردہ اکتوبر ۱۹۵۶ء/ بمقام ربوہ]۔ اسی صفحہ پر مرتب نے لکھا ہے کہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ یہ الہام مولوی عبدالکریم کی وفات کے متعلق تھا، مگر ہم اس بات کو تسلیم اس لئے نہیں کر سکتے کہ ایک تو مرتب کے اپنی معنی یا تشریح، انکے نبی کی تشریح کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، کیونکہ مرزا جی کا اپنا فرمان ہے کہ، ''ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا''۔ [تتمہ حقیقت الوحی/ رخ

جلد۲۲/صفحہ ۴۳۸]۔ اب اگر کوئی کہے کہ بعد میں مرزاجی نے بھی اپنے معنی یا تشریح بدل لی تھی اور تتمہ حقیقت الوحی میں مرزا جی نے ان الہاموں کو مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے قرار دے دیا، تو کوئی اس بات کا جواب دے گا کہ مرزاجی کا کونسا الہام ہے جس کی تشریح میں یا سمجھنے میں انکو غلطی نہیں لگی؟ مثال کے طور پر مصلح موعود والے الہام میں، اپنی عمر کے بارے میں الہام میں، محمدی بیگم کے الہام میں، عبداللہ آتھم کے الہام میں، ڈاکٹر عبدالحکیم کے الہام میں، شہزادہ عبداللطیف کے الہام میں اوراسی طرح بہت سے دوسرے الہاموں میں؟ اور مرزاجی کے اس دعوے کو کیا کہیں گے کہ ''خدا مجھے ایک لحہ غلطی پر قائم رہنے نہیں دیتا''؟

کفن میں لپیٹا گیا:۔''۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ان المنایا لا تطیش سھامھا۔ کفن میں لپیٹا ہوا۔ فرمایا معلوم نہیں یہ الہامات کس کے متعلق ہیں''۔[بحوالہ الحکم/ جلد/ نمبر ۳۳/ صفحہ ۳/ کالم ۲]۔ اب مزے کی بات ہے کہ تذکرہ میں (جسکا حوالہ اوپر دیا گیا ہے) تحریف کرتے ہوئے صرف کفن میں لپیٹا گیا، تک درج کیا ہے اور مرزاجی کی تشریح جو الحکم میں ہے، اسکو درج نہیں کیا۔ اسپر بھی میرے سوالات وہی ہیں جو اوپر دیئے گئے ہیں، دوسری بات یہ ایسے گول مول الہامات ہیں، کہ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق جس پر، جہاں پر، جس وقت (مرزاجی کی وفات کے بعد بھی)، چسپاں کیئے جاسکتے ہیں، یہ وہی بات ہے کہ میں کہہ دوں کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ''سردی کی لہر چل رہی ہے، اس سردی کی شدت کی وجہ سے زکام ٹل نہیں سکتا، اور ناک صاف کرتا دیکھا گیا''، اب سردی سے کئی بیمار ہونگے اور کئی لوگوں کے ناک بہیں گے، اب جس پر مرضی ہے چسپاں کر دوں اور کہہ دوں کہ دیکھو جی، میرا الہام کیسی صفائی سے پورا ہوا ہے، اگر آپ کا یہ فرمان ہے کہ آخر فوت تو ہوئے نا مولوی صاحب، تو یہ مت بھولیں کہ مرزاجی نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ ان کے والد ایک حاذق اور مشہور طبیب تھے جو والیان ریاست کے علاج بھی کرتے تھے اور مرزاجی نے طب ان سے پڑھی تھی، اس وجہ سے انکو بیماریوں اور انکے نتائج کا علم تھا، اور اس زمانے میں کاربنکل کا مریض کم ہی صحت یاب ہوتا تھا اور آگے، مرزاجی کے صحت یابی کے کسی الہام سے انکار کے باب میں مرزاجی کی اپنی تحریر کے حوالے سے ثابت ہوگا کہ مرزاجی کو پتہ تھا کہ کاربنکل کا مریض مشکل سے ہی بچتا ہے، اور مرزاجی کو مولوی عبدالکریم صاحب کی لحہ لحہ کی حالت کا علم تھا، اور اس وجہ سے یقیناً مرزاجی کو اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ اب مشکل سے ہی بچیں گے، اس لئے اب وقت ہے کہ الہامات تیار کرلو تا وقت پر کام آئیں اور سند رہیں۔ دوسری طرف احباب کو انکی صحت کی خوش خبریاں دی جارہی تھیں، اس طرح مرزاجی نے اپنے طریقہ کار کے مطابق دونوں سائڈ محفوظ کرلیں کہ اگر خدا تعالیٰ کے رحم سے صحت ہوجائے تو اپنے رویا پیش کردیئے جائیں اور دنیا میں اپنی دعاؤں کی قبولیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر مزید مال اکٹھا کرنیکا موقع محفوظ رہے، اور جیسا کہ مرزا صاحب کو علم طب جاننے کی وجہ سے اندازہ تھا کہ اگر مولوی عبدالکریم اگلے جہان کو سدھاریں تو یہ الہامات پیش کردیئے جائیں۔

<u>اُس نے اچھا ہونا ہی نہ تھا</u>۔ یہ الہام اس سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا کم از کم بیماری کے دنوں میں، اور پہلی بار تتمہ

حقیقت الوحی میں مولوی صاحب کی وفات کے بعد شائع ہوا ہے۔ ویسے بھی مرزا جی نے جیسے لیکھرام کے بارے میں بعض دعوے اسکی موت کے بعد کیئے، اگر ایک یہ دعویٰ بھی کر لیا تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

اب میں قبل اس کے کہ مرزا جی کے ان ارشادات کو پیش کروں جو مولوی عبدالکریم صاحب کی صحت یابی کے بارے میں تھے، تتمہ حقیقت الوحی سے ایک اقتباس آپکی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا، جس میں مرزا جی نے صحت یابی کے بارے میں کسی الہام وغیرہ سے انکار کیا ہے، کیونکہ میری خواہش ہے کہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ اور ہر پہلو کے متعلق مواد احمدیوں کے سامنے پیش کروں تا کہ وہ کسی نتیجہ پر آسانی سے پہنچیں اور سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کر سکیں، شرط صرف حوصلے اور غیر جذباتی ہو کر پڑھنے کی ہے مرزا جی لکھتے ہیں!

''یاد رہے کہ میرے نشانوں کو سنکر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابوجہلی مادہ کے جوش سے انکار کے لئے کچھ حیلے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس جگہ بھی انہوں نے یہی عادت دکھلائی اور محض افتراء کے طور پر اپنے پرچہ اہلحدیث، ۸فروری ۱۹۰۷ء میں میری نسبت سے لکھدیا ہے کہ مولوی عبدالکریم کے صحت یاب ہونے کی نسبت جوانکو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحت یاب ہو جائیگا مگر آخر وہ فوت ہو گیا، اس افتراء کا ہم کیا جواب دیں بُجز اسکے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتا دیں کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے صحت یاب ہونے کی نسبت الہام مذکورہ بالا ہو چکا ہے تو پھر یہ الہامات مندرجہ ذیل جو پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہو چکے ہیں کس کی نسبت تھے۔ یعنی کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ سال کی عمر۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ ان المنایا لا تطیش سہامہا یعنی موتوں کے تیر ٹل نہیں سکتے۔ واضح ہو کہ یہ سب الہام مولوی عبدالکریم صاحب کی نسبت تھے۔ ہاں ایک خواب میں انکو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھ لو خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت اور کبھی صحت سے مُراد موت ہوتی ہے اور کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اسکی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے۔ یہ حال ہے اُن مولویوں کا جو بڑے دیانتدار کہلاتے ہیں۔ جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔ جھوٹ کو خدا نے رِجس سے مشابہت دی ہے مگر یہ لوگ رِجس سے پرہیز نہیں کرتے''۔ [تتمہ حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۴۵۸]۔

اوپر دیئے گئے حوالے میں مرزا جی نے یہ دعاوی کیئے ہیں، پہلا دعویٰ ''جو الہام موت کے بارے میں بیان کیئے ہیں، وہ صرف مولوی عبدالکریم مرحوم کے لئے تھے''۔ دوسرا دعویٰ ''مولوی عبدالکریم کی صحت یابی کے کسی الہام کا انکار کیا ہے''۔ تیسرا دعویٰ صرف ''ایک خواب میں جوان کو صحت یاب دیکھا تھا تو وہ تعبیر طلب تھا''۔ پہلے دعوے کی قلعی میں اس حوالے سے قبل کھول چکا ہوں کہ یہ الہامات مولوی عبدالکریم صاحب پر انکی موت کے بعد چسپاں کیئے گئے ہیں پہلے انکا کوئی اور مصداق تھا۔ اور چونکہ جھوٹے کے کلام میں تضاد ہوتا ہے، اور مرزا صاحب کے کلام کا تضاد اس دعوے کے حوالے

سے بخوبی واضح کر دیا گیا ہے، اب باقی دعوؤں کا تجزیہ پیش خدمت ہے۔ مولوی صاحب کی بیماری کے بارے میں جماعت احمدیہ کی سرکاری خبر، جماعت احمدیہ کے اس وقت کے ترجمان اخبار الحکم کی ۳۱، اگست ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی تھی اور مولوی صاحب ۱۱، اکتوبر ۱۹۰۵ء کو وفات پا گئے اور مرزا جی کے الہامات اور اخلاقی کردار کو آئندہ رہتی دنیا تک اپنی جماعت کے لئے باعث شرمندگی بنا گئے۔ ۳۱، اگست کے اخبار میں جو خبر لگی ہے اسی خبر میں ہی لمبی تمہید کے بعد آپریشن کی یا پھوڑے کو چیرا دینے کے ساتھ ہی مرزا جی کی رویاء لکھی ہے اور یہ خبر ہی مرزا صاحب کے جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے لیکن میں آپکے سامنے اسکے علاوہ بھی مواد پیش کروں گا تاکہ قارئین کو کسی تشنہ کامی کا احساس نہ ہو۔ یاد رہے کہ مرزا جی کا دعویٰ نبی ہونیکا ہے اور ساتھ ہی انکا قول یہ بھی ہے کہ ''پیغمبر کا کشف اور خواب وحی ہے''۔ [ایام الصلح/رخ جلد۱۴/صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶]۔ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں، ''اگر کوئی لغزش ہو بھی جائے تو رحمتِ الٰہیہ جلد تر اُن (ملہمین) کا تدارک کر لیتی ہے''۔ [براہین احمدیہ/روحانی خزائن/جلد۱/صفحہ ۵۳۶]۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ مولوی عبدالکریم کی موت تک اس غلطی کا تدارک نہیں ہو سکا، کیونکہ میرے خیال میں خدا تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ جھوٹے نبی کے جھوٹوں کے دستاویزی ثبوت بھی قائم دائم رہیں۔ اب دیکھئے کہ الحکم میں مرزا جی کے حوالے سے کیا لکھا ہے۔

صحت کی بشارت نمبر۱: ''۳۰، اگست ۱۹۰۵ء۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پھوڑا ہے، جس کو چیرا دیا گیا ہے۔ (مرزا صاحب نے) فرمایا میں نے انکے واسطے رات دعا کی تھی۔ رویاء میں دیکھا کہ مولوی نور الدین ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں۔ فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے۔ اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے''۔ [تذکرہ/صفحہ ۵۵۴/ بحوالہ الحکم جلد ۹ نمبر ۳۱، مورخہ ۳۱، اگست ۱۹۰۵ء]۔ لیکن مرتب نے اسکے ساتھ بھی تحریف کرتے ہوئے حقیقت الوحی (جو کہ ۱۹۰۷ء میں چھپی تھی) سے بھی اوپر دیئے گئے حوالے کا کچھ حصہ آگے لگا دیا ہے جو کہ ۱۹۰۵ء میں چھپنے والے الحکم میں نہیں تھا۔ مرزا صاحب نے اپنے رویاء کی تعبیر اپنے ۶۵ سالہ عمر کے تجربہ، اور علوم لدنیہ و سماویہ کے تحت کی ہے جو کہ غلط نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ اگر تعبیر غلط ہوتی تو مرزا جی کے بقول اللہ اسکا تدارک جلد تر کر دیتا۔

صحت کی بشارت نمبر۲: "۷ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ (مرزا صاحب نے) فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نشان اس طرح کے ہوتے ہیں کہ ان میں قدرت اور غیب ملا ہوا ہوتا ہے اور انسان کی طاقت نہیں ہوتی کہ ان کو ظاہر کر سکے۔ فرمایا مولوی صاحب کی زیادہ علالت کے وقت میں بہت دعا کرتا تھا اور بعض نقشے میرے آگے ایسے آئے جن سے ناامیدی ظاہر ہوتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت کا وقت ہے اور ظاہر طب کی رو سے بھی معاملہ خوفناک تھا، کیونکہ ذیابیطس والے کو سرطان ہو جائے تو پھر بچنا مشکل ہوتا ہے۔ اس دعا میں میں نے بہت تکلیف اٹھائی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کی

اور عبداللہ سنوری والا خواب میں نے دیکھا جس سے نہایت درجہ غمناک دل کو تشفی ہوئی جو گذشتہ اخبار میں چھپ چکا ہے"
۔[بحوالہ ملفوظات/ جلد ۸، صفحہ ۷/ نیز الحکم مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء/ صفحہ ۳ کالم ۲]۔

صحت کی بشارت نمبر ۳:۔ ۹ ستمبر کے حوالے سے ایڈیٹر الحکم رقم طراز ہیں، ''حضرت اقدس حسب معمول تشریف لے آئے اور ایک رویا (خواب) بیان کی جو بڑی ہی مبارک اور مبشر رویا ہے جسکو میں نے اس مضمون کے آخر میں درج کر دیا ہے۔ فرماتے تھے کہ آج تک جس قدر الہامات اور مبشرات ہوئے تھے اُن میں نام نہ تھا۔ لیکن آج تو اللہ تعالیٰ نے خود مولوی عبدالکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے۔ اس رویا کو سُن کر جب ڈاکٹر صاحب پٹی کھولنے گئے ہیں تو خدا کی عجب قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ سارے زخم پر انگور آ گیا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ غرض اس وقت زخم کی حالت اچھی ہے اور مولوی صاحب رو بصحت ہیں۔ ضعف اور نقاہت ہے اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ کئی دن سے کھایا کچھ نہیں تھوڑی سی یخنی یا دودھ پیتے ہیں، بہر حال رب کریم کے حضور سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ وہ اپنے بندے کو ضائع نہ کریگا۔ جماعت کا فرض ہے کہ مولوی صاحب کیلئے خاص طور پر دعائیں کرے''۔[الحکم، جلد ۹/ نمبر ۳۲، مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء/ صفحہ ۲، کالم ۴]۔ اور وہ رویا کیا تھی۔ ''۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ رویا، ایک جگہ ایک بڑی حویلی ہے، اس کے آگے ایک بڑا چبوترہ ہے جس کی کرسی بہت بلند ہے، اس پر مولوی عبدالکریم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازے پر بیٹھے ہوئے ہیں، اسی جگہ میں ہوں اور پانچ چار اور دوست ہیں جو ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب میں آپکو صحت کی مبارک باد دیتا ہوں، اور پھر میں رو پڑا اور میرے ساتھ کے دوست بھی رو پڑے اور مولوی صاحب بھی رو پڑے، کسی نے کہا دعا کر لو اور دعا میں تین دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھی۔[تذکرہ/ صفحہ ۵۶۰/ بحوالہ الحکم صفحہ ۱۲]۔

صحت کی بشارت نمبر ۴:۔ ''۱۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ رؤیا دیکھا کہ مرزا غلام قادر صاحب میرے بڑے بھائی نہایت سفید لباس پہنے ہوئے میرے ساتھ جا رہے ہیں اور کچھ باتیں کرتے ہیں۔ ایک شخص انکی باتیں سن کر کہتا ہے کہ یہ کیسی فصیح بلیغ گفتگو کرتے ہیں، گویا پہلے سے حفظ کر کے آئے ہیں۔ فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ جب کبھی ہم اپنے بھائی صاحب کو خواب میں دیکھتے ہیں تو اس سے مراد کسی مشکل کام کا حل ہونا ہوتا ہے، آجکل چونکہ مولوی عبدالکریم صاحب کے واسطے بہت دعا کی جاتی ہے اس واسطے امید ہے اللہ تعالیٰ انکو شفا دے گا۔ غلام قادر سے مراد خدائے قادر کی قدرت کی طرف اشارہ ہے۔[تذکرہ/ صفحہ ۵۶۲/ بحوالہ الحکم/ جلد ۹ نمبر ۳۳، مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱ کالم ۳]۔ یہ ٹکڑا جو ڈبل لائن والا ہے، مرتب تذکرہ نے تحریف کرتے ہوئے یہاں صرف چند نکتے ڈال دیئے ہیں، تاکہ مرزا جی کی اپنی کی ہوئی اصل تشریح لوگوں کی نظر میں نہ آئے، الحکم کی پرانی جلدیں کس نے پڑھنی ہیں اور کہاں سے ملنی ہے اس طرح مرزا جی کے ''نبوتی تجربے'' آج کی دکانداری میں حائل نہ ہوں۔ ابھی آگے دیکھیئے؟

صحت کی بشارت نمبر ۵:۔اسی اشاعت میں ہی یہ واقعہ بھی درج ہے کہ" شیخ نور احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں اور یہ آیت پڑھتے ہیں" اولـئـک علیٰ ھدی من ربھم و اولـئـک ھم المفلحون "۔فرمایا(مرزا صاحب نے)اس سے بظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔واللہ اعلم"۔[ملفوظات/ جلد۸/صفحہ۱۳/۱۴بحوالہ الحکم۲۴ستمبر۱۹۰۵ءصفحہ۲کالم۲]۔

صحت کی بشارت نمبر ۶:۔اور اسی صفحہ کے کالم ۴ پر مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ۲۱ ستمبر کو اعلیٰ حضرت(مرزاجی۔ناقل)حضرت مولوی(عبدالکریم)صاحب کے لئے بہت دعا کرتے رہے اس پر الہام ہوا" طلع البدر علینا، من ثنیة الوداع "(یعنی ہم پر بدر چڑھا جس کا صاف مطلب ہے کہ مولوی عبدالکریم صحت یاب ہوگا)۔اس الہام کے نیچے حاشیہ میں مرتب نے الحکم کی اصل عبارت کی بجائے جس میں مرزاجی سے صحت یابی روایت ہے ،یہ نوٹ لکھ دیا ہے کہ" 21 ستمبر کی رات حضرت مولوی صاحب کے لئے بہت دعا کرتے رہے اس پر یہ الہام ہوا"۔بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔خیر جب مرزاجی ہیر پھیر کریں گے تو انکی اُمت کے لئے تو فرض بن گیا۔

صحت کی بشارت نمبر ۷:۔۲۰ستمبر۱۹۰۵ءرؤیا دیکھا کہ میں بٹالہ کو جاتا ہوں، خیال آیا کہ نماز کا وقت تنگ ہے اس واسطے ایک مسجد میں گیا، جو کہ چھوٹی سی مسجد ہے، مسجد کے زینوں پر سے چڑھتے ہوئے مرزا خدا بخش صاحب کی آواز آئی۔وہ تو کہیں چلے گئے۔پھر جب میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ بڑے مرزا صاحب یعنی والد صاحب کا ایک پُرانا نوکر مرزا رحمت اللہ نام جو قریباً پچاس سال تک والد صاحب کی خدمت میں رہا تھا اور جس کو فوت ہوئے بھی قریباً چالیس سال ہوئے ہیں، وہاں موجود ہے اور غمگین سا ہے اور مسجد کے کنویں کی منڈیر پر محمد اسحٰق بیٹھا ہوا ہے،اور پیر محمد منظور بھی اس جگہ ہے۔اسحٰق نے مرزا رحمت اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ بڑے مرزا صاحب نے اس کی روٹی بند کر دی ہے۔اور یہ ارادہ کرتا تھا کہ چلا جائے۔اور خدا جانے کہاں جانا تھا۔مگر منظور محمد نے اس کو رکھ لیا ہے کہ تجارت کر کے گزارا کریں گے۔ہمارے دل میں خیال آیا کہ معلوم نہیں مرزا صاحب نے کیوں روٹی بند کر دی ہے۔بزرگوں کے کام پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔پھر الہام ہوا انی انا الرحمٰنُ لا یخـافُ لدیَّ المُرسلون۔قل اللّٰہ ثم ذَر ھم فی خو ضھـم یـلـعـبـون ۔فرمایا یہ ایک پُر معنی خواب ہے اور مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔روٹی مدار حیات ہے کیونکہ خوراک کے ساتھ زندگی کا بقا ہے، روٹی کا بند ہونا اس دنیا سے فوت ہو جانا ہوتا ہے،سو بنظر اسباب ظاہری یہ سخت بیماری ایک موت کا پیغام ہے،لیکن روٹی پھر لگ گئی ہے، کیونکہ منظور محمد نے رحمت اللہ کو رکھ لیا ہے۔رحمت اللہ سے مراد خدا کی رحمت ہے،اور منظور محمد سے مراد وہ امر ہے جو محمد کو منظور ہے، وحی الٰہی میں میرا نام محمد بھی ہے، پس اس سے مراد

مولوی صاحب کی صحت اور تندرستی ہے جس کے واسطے ہم دعائیں کرتے ہیں۔تجارت سے مراد دعا کرنا۔خدا پر ایمان رکھنا۔اس پر بھروسہ کرنا اور اعمال صالحہ کا بجالانا۔جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔یَا اَیُّھا الذین امنوا ھَل اَدلّکُم علیٰ تجارۃ۔......غرض معمولی زندگی جو بغیر کسی عوض کے تھی وہ تو بند ہو چکی ہے، لیکن اب تجارتی زندگی باقی ہے، یعنی وہ زندگی جو دعاؤں کا نتیجہ ہے ۔ اس لئے رحمت اللہ کو جاتے جاتے روک لیا ہے۔[تذکرہ/صفحہ ۵۶۲،۵۶۳/بحوالہ الحکم جلد ۹،ن ۳۳،مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۱]۔

صحت کی بشارت نمبر ۸:۔''حضرت مولوی عبدالکریم کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۹ ستمبر کو فرمایا کہ مجھے بہت ہی فکر تھا کہ بعض الہامات ان میں متوحش تھے۔آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات آگے پیچھے ہو جاتے ہیں، چنانچہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے اذا جاء افواج وسم من السماء اور کفن میں لپیٹا گیا اور ان المنایا لا تطیش سھا مھا ، یہ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قضا وقدر تو ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل ارحم سے رد بلا کر دیا''۔[بحوالہ الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲، کالم ۳ و ۴]۔

آپ کی خدمت میں مرزا جی کا ایک دعویٰ پہلے پیش کر چکا ہوں، جس میں وہ صحت یابی کے بارے میں کسی الہام سے انکاری ہیں اور اب مرزا جی کی اپنی بیان کردہ، مولوی عبدالکریم کی صحت کی آٹھ بشارتیں بھی آپ نے دیکھ لیں، اب آپ دوسری جگہ بھی مرزا صاحب کی تردید بھی پڑھ لیں، لکھتے ہیں!

بشارت سے انکار:۔''۱۱، اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہو گئے تھے۔اُن کے لئے بھی میں نے دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام اُن کے لئے تسلی بخش نہ تھا''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۳۳۹]۔اس ایک حوالے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف کسی تسلی بخش الہام سے انکار کیا ہے، اور اس انکار کی جو اصل حقیقت ہے اس سے آپکو اوپر دیئے گئے آٹھ بشارتوں کے حوالوں نے واقف کرا دیا ہے، ان بشارتوں کے آخری دو حوالہ جات جن میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف صحت کی بشارت دی ہے بلکہ خدا کی طرف سے یقین دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحم کر دیا ہے اور بلا (یعنی موت) کو رد کر دیا ہے، پڑھیئے اور سر دھنیئے کہ یہ کسی نبی کا کلام ہے یا تھالی کا بینگن ہے جدھر مرضی لڑھکتا پھرے؟ دوسری جو کسی قسم کی بشارت سے انکار ہے اس میں ایک اور بات بھی نظر آتی ہے کہ اپنے دعا کرنے کو بھی بڑے معمولی طریق سے پیش کیا ہے، تا کہ پڑھنے والے کی توجہ مرزا صاحب کے قبولیت دعا کے دعوؤں کی طرف نہ جائے۔لیکن جس وقت مولوی عبدالکریم موت کی بیماری میں مبتلا تھے کیا اس وقت بھی اسی طرح معمولی طور پر لکھا تھا کہ میں نے انکے لئے دعا کی تھی یا اسکو بڑے ڈرامائی انداز میں پبلک میں بڑی خاص

دعاؤں کے رنگ میں پیش کروایا گیا تھا؟

دعا میں تکلیف:۔اس دعا میں میں نے بہت تکلیف اٹھائی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کی اور عبداللہ سنوری والا خواب میں نے دیکھا جس سے نہایت درجہ غمناک دل کو تشفی ہوئی جو گذشتہ اخبار میں چھپ چکا ہے" [۔بحوالہ ملفوظات/ جلد ۸/ صفحہ ۷]۔

بہت دعا :۔آجکل چونکہ مولوی عبدالکریم صاحب کے واسطے بہت دعا کی جاتی ہے اس واسطے امید ہے اللہ تعالیٰ انکو شفا دے گا۔غلام قادر سے مراد خدائے قادر کی قدرت کی طرف اشارہ ہے۔[تذکرہ/ صفحہ ۵۶۲ بحوالہ الحکم/ جلد ۹ نمبر ۳۳ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱ کالم ۳]۔

دعاؤں کے نتیجہ میں زندگی :۔غرض معمولی زندگی جو بغیر کسی عوض کے تھی وہ تو بند ہو چکی ہے، لیکن اب تجارتی زندگی باقی ہے، یعنی وہ زندگی جو دعاؤں کا نتیجہ ہے، اس لئے رحمت اللہ کو جاتے جاتے روک لیا ہے۔

[تذکرہ/ صفحہ ۵۶۲، ۵۶۳/ والحکم جلد ۹، نمبر ۳۳/ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱،۲]

پوری پوری رات جاگ کر دعا :۔ایڈیٹر الحکم لکھتے ہیں کہ" حضرت خلیفۃ اللہ (یعنی مرزا جی) کے لئے اُس دن سے کہ مولوی (عبدالکریم) صاحب پر عمل جراحی کیا گیا رات کا سونا قریباً حرام ہو گیا۔باوصف یہ کہ چوٹ لگنے اور بہت سا خون نکل جانے کی وجہ سے حضرت اقدس کو تکلیف تھی اور دوران سر کی بیماری کی شکایت تھی، لیکن یہ کریم النفس وجود ساری رات رب رحیم کے حضور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے دعاؤں میں لگا رہا۔یہ ہمدردی اور ایثار ہر شخص میں نہیں ہوسکتا۔خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور ماموروں ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اپنی تکالیف کو بھی دوسروں کی تکلیف کے مقابلہ میں بھول جاتے ہیں اور نہ صرف بھول جاتے ہیں بلکہ قریب بہ موت پہنچ جاتے ہیں (کاش موت کے قریب پہنچنے کی بھی ایڈیٹر الحکم نے تشریح کر دی ہوتی کہ کس طرح اور کب اور کیوں پہنچے۔لیکن دوبارہ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ موت کے قریب تو پہنچے، لیکن نیچے کے کمرے سے اوپر چھت والے کمرہ تک نہ پہنچ سکے، حالانکہ مولوی عبدالکریم آخری سانس تک انکو پکارتے رہے اور مرنے سے پہلے صرف ایک نظر دیکھنے کی حسرت لئے ہوئے عالم جاودانی کو کوچ کر گئے مگر مرزا صاحب یہ تکلیف نہ اٹھا سکے کہ اپنے گھر کی چھت پر جا کر ایک مرتے ہوئے دوست، جانثار مرید، امام الصلوٰۃ وغیرہ وغیرہ کو اپنی ایک جھلک ہی دکھا دیتے؟۔ناقل)۔لیکن ہاں انکے دل میں کسی بندہ کے لئے خاص طور پر اضطراب اور قلق کا پیدا ہونا خود اس بندہ کی عظمت اور وقعت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔حضرت اقدس نصف شب سے آخر شب تک دعاؤں میں مصروف رہے اور اس اثنا میں مولوی صاحب ممدوح کے دروازہ پر آ کر حال بھی پوچھا۔(اس حال پوچھنے کی دوسری روایتوں و بیانات سے تصدیق نہیں ہوتی، ہاں حال پوچھواتے رہے ہیں دوسروں کے ذریعہ۔ناقل)۔ساری دنیا سوتی

تھی، مگر خدا کا یہ جری جاگتا تھا اپنے لئے نہیں اپنی اولاد کے لئے نہیں، اپنے کسی ذاتی مقصد کے لئے صرف اس لئے کہ تا رحیم وکریم مولا کے حضور اپنے ایک مخلص کی شفا کے لئے دعا کرے۔ فرمایا میں نے ہر چند چاہا کہ دو چار منٹ کیلئے ہی سو جا وَں مگر میں جانتا ہی نہیں کہ نیند کہاں چلی گئی"۔[الحکم جلد ۹ نمبر ۳۱/ ۳۱، اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۹]۔ اور نہ صرف خاص دعائیں کرنے کی نوید سنا رہے تھے بلکہ انکی مقبولیت کا بھی یقین دلا دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس دعا کو اپنا نشان بھی قرار دینے والے تھے بلکہ تقریباً قرار دے چکے تھے، میں آپ سے ایسے ہی بات نہیں کر رہا بلکہ اس سے جماعت کی معرفت بھی بلند ہونکی خوشخبریاں پھیلائی جارہی تھیں، ایڈیٹر الحکم رقم طراز ہیں۔"مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے جو دعائیں کی جاتی ہیں جب انکا کھلا کھلا اظہار ہوگا تو ہماری جماعت کی معرفت اور امید زیادہ ہو جائیگی"[الحکم جلد ۹/ ن ۳۴/ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء]۔ اور اسی اشاعت میں آگے لکھتے ہیں۔"یہ امر بلا مبالغہ ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا اس بیماری سے جاں بر ہو جانا ایک عظیم الشان نشان ہو گا۔ جو سچ مچ احیاء موتی ہو گا۔ خدا کرے ہم اس کو بہت جلد دیکھیں"[الحکم جلد ۹/ ن ۳۴/ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء/ صفحہ ۱۲/ کالم ۳]۔

اوپر بیان کئے ہوئے حوالے ثابت کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب نے ایک ہی معاملے میں دو قسم کے الہامات پبلک کے سامنے رکھے۔ پہلی قسم میں، کتنے ہی حوالے جس میں مرزا جی مولوی صاحب کے آخری ایام میں، انکے لئے صحت اور زندگی کی بشارتیں تھیں ہر چند روز بعد سناتے رہے، اور دوسری قسم میں مولوی عبدالکریم کی وفات کے الہامات تھے مگر ان الہامات کی مولوی صاحب کی زندگی میں ہی تشریح کر دی کہ خدا نے اب زندگی کا پیغام دے دیا ہے۔ لیکن بعد میں مولوی عبدالکریم کی وفات کے بعد اسکی موت کے الہامات کا پنڈورہ اٹھالیا اور مرزا جی نے صحت کی کسی بھی بشارت یا الہام سے انکار کیا ہے، صاحب عقل لوگوں کے لئے کتنے پیغام دے رہے ہیں۔ میرا قارئین سے سوال ہے کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی ان باتوں سے یہ سوال سامنے نہیں آتے کہ؟[۱] جب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے کلام کی صفت اور پہچان بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ"میرے کلام میں اختلاف نہیں"، اب اگر مرزا صاحب واقعی ہی اللہ کے فرستادہ نبی ہوتے اور اللہ کے الہامات ہی ہم تک پہنچا رہے ہوتے تو انکے کلام اور الہامات میں ایک سو اسی ڈگری کا فرق نہ ہوتا، کیونکہ اللہ اپنے نبی پر کبھی متضاد کلام نازل نہیں کرتا۔[۲] مرزا جی کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ"خدا نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر ایک دعا قبول کرونگا"[تریاق القلوب/ رخ جلد ۵/ صفحہ ۵۱۲]۔ نہ صرف یہ بلکہ اور بھی کئی جگہ یہی دعویٰ کیا ہے اور اوپر دیئے ہوئے اقتباسات، مرزا جی کے اقرار اور مولوی عبدالکریم کی وفات یہ ظاہر کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی انتہائی تکلیف سے کی گئی دعائیں خدا نے نہیں سنیں، اور مزید تعلی مرزا صاحب کی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے وعدہ ہے کہ "میں وہی ارادہ کرونگا جو تمہارا ارادہ ہے"۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۱۰۹]۔ مرزا جی کا اپنا اقرار ہے کہ انکی انتہائی تکلیف سے کی گئی دعائیں اللہ نے نہیں سنیں اور جو مرزا جی دنیا کو احیائے موتی کا نظارہ دکھانا چاہتے تھے اللہ نے وہ بھی پورا

نہیں کیا۔لیکن اللہ تعالیٰ قران کریم میں بتا تا ہے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔اب ہم جب اللہ کے کلام کے بعد مرزا صاحب کے اس دعوے کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس نتیجہ پر پہنچتے ہوئے ذرہ بھر بھی دیر نہیں لگتی کہ مرزا جی نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر افتراء کیا ہے اور جھوٹی نبوت کو صرف جھوٹ ہی سہارہ دے سکتا ہے اس لئے جب بھی مرزا جی نے تحدی سے کوئی دعویٰ کیا خدا نے ان کو منہ کے بَل گرایا، مرزا صاحب کی کوئی بھی پیشگوئی، کوئی بھی تحدی سے پیش کئے جانے والے الہام کو پکڑلو تو ایک بھی پورا نہیں ہوا ماسوائے اسکے کہ پیاز کی طرح، جیسے جیسے اسکو چھیلو گے تاویلوں کے پرت ہاتھوں میں آتے جائیں گے اور آخر میں ہاتھ میں صرف تاویلیں ہی ہونگی اور اصل کچھ بھی نہیں۔[۳] مرزا جی نے لکھا ہے کہ خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں تو کیا مرزا جی نے جو تعبیریں کی ہیں وہ خدا کی مرضی سے نہیں کیں، کیونکہ انکا دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو بتمام وبکمال مصفّٰی کیا ہے اور وہ خدا کی مرضی کے بغیر اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے تو یہ کیسا خدا ہے جو اپنے نبی کے منہ سے متضاد باتیں کہلوا کر اسکو رسوا کر رہا ہے؟ یا یہ بھی مرزا جی کے دوسرے دعوؤں کی طرح بے بنیاد دعویٰ ہے؟ ہوسکتا ہے مرزا جی کا خدا سات سمندر پار ہو، اور رابطے میں مشکلات ہوں، لیکن جس خدا کو میں جانتا ہوں، مجھے یقین ہے کہ وہ میری شاہ رگ سے بھی قریب ہے اور اپنے نبیوں کو رسوا نہیں کرتا بلکہ ان سے کئے ہوئے وعدے اسطرح پورے کرتا ہے کہ دشمن بھی اقرار پر مجبور ہو جاتا ہے اور اپنے نبیوں کا نام اور کام دونوں جہانوں میں ایسا سر بلند کرتا ہے کہ تا قیامت دنیا ان پر درود وسلام بھیجتی ہے۔[۴] اب آپ یہ دونوں پہلو دیکھنے کے بعد اور وقت کی مناسبت سے مرزا جی کے بدلتے ہوئے مؤقف، الہامات کے ثبوت دیکھنے کے بعد کوئی احمدی جواب دے گا کہ مرزا صاحب کے کہنے کے مطابق جھوٹ بولنا نجس کھانے کے برابر ہے، اب کیا مرزا جی نے نجس کھایا ہے یا نہیں؟ جھوٹ کس نے بولا؟ مولویوں نے یا مرزا غلام احمد قادیانی نے؟ یہ تو ممکن ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے جھوٹ کچھ عرصے کے لئے جڑیں پکڑ لے لیکن آخر کار اسکو مٹنا ہی ہے اور یہ قادیانی مذہب، جسکی بنیاد مرزا صاحب کے جھوٹے الہاموں پر ہے مٹ کر رہیگا، انشاءاللہ۔اس سے قبل بھی کئی جھوٹے نبی پیدا ہوئے اور ان کے سلسلوں نے وقتی کامیابیاں حاصل کیں، بعض کی حکومتیں بھی قائم ہوئیں اور کئی نسلوں تک نبوت اور حکومت چلی، لیکن آخر نیست ونابود ہو گئے اور انکا کوئی نشان بھی نہیں رہا، تو اس جھوٹی نبوت اور سلسلے کی، جس دن بڑی طاقتوں کو ضرورت نہ رہی اس دن اس نبی کی نسل کے ہاتھوں ہی یہ سلسلہ ختم ہو کر تاریخ کے پارینہ قصوں کا ایک حصہ بن جائیگا۔

احمدیوں سے اپیل:۔ میری تمام احمدیوں سے درخواست ہے کہ نہایت ٹھنڈے دل ودماغ سے مرزا جی کی تحریروں کا جائزہ لیں، مرزا جی کے کردار کا جائزہ لیں، حیات عیسیٰ، ختم نبوت اور دوسرے فقہی امور ممکن ہے کہ نہ سمجھ میں آئیں لیکن کسی کا کیریکٹر تو ہر آدمی کی سمجھ میں آجاتا ہے۔مرزا صاحب کو آپ ایک شریعت پر عمل کرنے والا عام مسلمان بھی نہیں ثابت کر سکتے کجا کہ وہ شخص ولی، مجدد یا نبی ہو۔مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے ہی انکا تو شریف آدمی ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا اگر کسی کو ثبوت چاہیے تو مرزا صاحب کی کتابوں میں سے بہت سی ایسی تحریریں ملتی ہیں لیکن [ضمیمہ براہین احمدیہ

حصہ پنجم کے صفحہ ۱۸۸ سے صفحہ ۱۹۶] تک پڑھیں اور سوچیں کہ کیا ایک خدا کے فرستادہ کی تحریر ایسی ہوتی ہے اور کیا آپ اپنی والدہ، بیٹی یا بہن کے سامنے وہ تحریر بلند آواز سے پڑھ سکتے ہیں؟ اور آپ سوچیں کہ کس آدمی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اسکو مسیح ابن مریم مان کر نہ تو آپ کا مال آپکا اپنا ہے، نہ خاندان، بیوی بچے، نہ ہی رشتہ دار آپکے رہے، نہ ہی عزت آپکی اپنی رہی اور نہ ہی ایمان آپکا اپنا رہا، مسیح ابن مریم نے تو آکر دولت بانٹنی تھی، یہاں دولت مختلف چندوں اور مدوں کی آڑ میں ہتھیائی جا رہی ہے۔ اور یہاں یہ حال ہے کہ دعوے سے پہلے ہی آپکے مسیح نے اسلام کی خدمت کے نام پر کشکول اٹھا لیا تھا اور اس کشکول سے نہ صرف قرض کے نیچے دبی ہوئی جائیدادیں واگذار کروائیں بلکہ اربوں کی جائیدادیں کھڑی کر لیں، لیکن حرص کا یہ حال ہے کہ آج تک وہ کشکول آپکو ہر نماز، ہر جمعہ، ہر اجلاس، ہر اجتماع پر ہی نہیں بلکہ آپکے گھروں میں بھی، آپکے مرنے والے خاندان کے رکن سے لیکر آپ کے نومولود تک، اسلام کی خدمت کے نام پر آپکا پیچھا کر رہا ہے۔ آپ کے گھر میں موت ہو یا پیدائش، شادی ہو یا غمی، غرضیکہ اس کشکول کا منحوس سایہ آپ کی زندگی کے ہر پہلو پر چھایا ہوا ہے۔ اور اگر آپ نے ان نام نہاد مقدس فقیروں سے جان نہ چھڑائی تو نسلوں تک بھی کوئی چیز آپکی یا آپکی اولادوں کی نہیں ہوگی، آپ دیکھ لیں کہ آپکے بزرگ چندے کے غلاف میں لپٹے ہوئے اس کشکول کو نہ پہچان سکے اور انکی سادگی کی سزا آپ اس عیار مذہبی ٹولے کے ہاتھوں بھگت رہے ہیں۔ میں بھی آپکی طرح سدھایا ہوا تھا جس طرح آنکھیں بند کر کے آپ آمنا و صدقنا کہہ رہے ہیں، میں بھی ۵۰ سال تک یہی کرتا رہا ہوں لیکن جب خدا نے مجھ سے مرزا جی کی کتابوں کی پٹاری کھلوائی تو اس میں سوائے تضادات اور اسلام کی (جس کے نام پر آپکو بیوقوف بنایا جا رہا ہے) جڑوں پر حملہ کرنیوالے سانپوں کے اور کچھ نہیں ملا، میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اپنے اس جھوٹے نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی ہی بات مان لو اور تین بار نہیں تو ایک بار ہی اسکی کتابیں پڑھ لو، لیکن آنکھیں اور دماغ کھول کر اور غیر جانبدار ہو کر، تو مجھے یقین ہے کہ آپ اس نبوت، اس جماعت، اور ان مذہبی مگرمچھوں کے ٹولے سے اپنے آپ کو نسبت دینا پسند نہیں کرو گے۔ جس اسلام کے نام پر تم لوگوں کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے وہ یہ نہیں ہے، اسلام اللہ کا دین ہے اور یہ قادیانیت مرزا جی کا دین ہے جسکو اسلام میں تحریف کر کے اس میں بہائیت کے خیالات، یہودیوں کے الزامات اور اپنے خود ساختہ الہامات شامل کر کے انہوں نے تیار کیا ہے، مغل بادشاہ اکبر نے لوگوں کی گمراہی اور اپنی سلطنت کے لئے دین الٰہی ایجاد کیا تھا اور قرضوں کے بوجھ سے لدی ہوئی چھوٹی سی زمینداری کے مغل زمیندار کے پوتے نے خاندان کو بھوک سے نکالنے کے لئے دین مرزائی ایجاد کیا ہے۔ جس میں اس وقت آپ اپنی یا اپنے بزرگوں کی سادگی سے پھنسے ہوئے ہو۔ خدا کرے کہ حقیقی اسلام اور جھوٹی نبوت میں فرق کر سکو۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حرامی.....کون؟

مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ اپنے آپ کو دنیا میں سب سے بڑھکر (صحابہ کرامؓ سے لیکر آج تک بلکہ تا قیامت) رسول پاک ﷺ کا عاشق صادق، قرار دیا۔ اور اس سلسلہ میں ایک جگہ آنحضور ﷺ اور حضرت عیسیٰؑ کا موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اس کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کو دیکھو۔ آپ کا دعویٰ کل جہان کے لئے اور سخت سے سخت دکھ اور تکالیف آپ کو پہنچے۔ جنگیں بھی آپ نے کیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ آپکی زندگی میں موجود تھے۔ پھر ان باتوں کے ہوتے ہوئے جو شخص آنحضرت ﷺ کی شان میں کوئی ایسا کلمہ زبان پر لائے گا۔ جس سے آپکی ہتک ہو وہ حرامی نہیں تو اور کیا ہے؟ [ملفوظات/صفحہ ۲۸۳/جلد ۵]

ان سطور سے قبل جو عبارت ہے وہ علیحدہ ایک تفصیلی موضوع ہے، اس پر اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو کسی دوسرے موقع پر، یہاں اسوقت موضوع یہ ہے کہ جو ایسا کلمہ زبان پر لائے جس سے حضرت رسول پاک ﷺ، رحمت اللعالمین کی شان میں ہتک ہو وہ کون ہے؟ مرزا صاحب نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے کہ ہتک رسول پاک ﷺ کرنیوالا حرامی ہے! اور میں اس فیصلہ سے متفق ہوں، اب اگلا سوال یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب نے تو کوئی ایسی بات نہیں لکھی یا کہی جس سے رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کا کوئی پہلو نکلتا ہو؟

میرے احمدی دوست مرزا صاحب کی بعض بڑی خوبصورت تحریریں پیش کرتے ہیں رسول کریم ﷺ کی شان میں اور میں بھی جب تک قادیانی تھا، یہی کرتا رہا، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ۹۵ فیصد قادیانی دوستوں کو مرزا صاحب کی توہین آمیز تحریروں کا علم ہی نہیں اور جب کوئی غیر از جماعت ایسا حوالہ پیش کرتا ہے تو وہ سدھائے ہوئے طوطے کی طرح ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں، کہ یہ مولویوں کا جھوٹ ہے، یہ حوالہ پورا نہیں دیا، توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے وغیرہ (اور میں بھی ایسا ہی کرتا رہا اس لئے مجھے علم ہے)۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حوالوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا، ان کے ساتھ اپنے تبصرہ کو مکس کر کے پیش کرنا، حوالوں کو ادھورا پیش کرنا، بے بنیاد حوالے جنکا کوئی وجود ہی نہیں پیش کرنا، مرزا غلام احمد قادیانی کا بہت بڑا فریب تھا، جس کی ماضی اور حال میں کوئی مثال نہیں ملتی اور مجھے یقین ہے کہ ابھی کئی صدیاں اس معاملے میں مرزا صاحب کی برتری برقرار رہے گی۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ قادیانی دوستو، تمہارے سامنے دنیا کا مزیدار ترین کھانا خوبصورت برتنوں میں، خوبصورت انداز میں پیش کیا جائے، اور تمہیں پتہ چلے کہ پیش کرنے والا اس کھانے پر کھانستا ہوا، اور چھینکیں مارتا ہوا آیا ہے تو کیا تم وہ کھانا، کھا لوگے؟ اور اگر پتہ چل جائے کہ کھانا پیش کرنے والے نے رفع حاجت کے بعد بغیر صفائی اور ہاتھ دھوئے کھانا ڈالا اور پیش کیا ہے تو کیا تم اس کھانے کو ہاتھ بھی لگاؤ گے؟ اور اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ اس کھانے کی پلیٹ کو کتا چاٹتا رہا ہے اور اس پلیٹ میں کھانا تمہیں پیش کیا ہے یا اس کھانے پر پیشاب کی چھینٹیں پڑی ہیں تو کیا اس

کھانے کی طرف تم دیکھنا بھی پسند کرو گے چاہے کتنی ہی سجاوٹ اور لوازمات سے وہ کھانا تیار ہو؟ یہی حال مرزا صاحب کی تحریروں کا ہے انکی تحریریں کھانے کے بارے میں اوپر دی گئی مثالوں پر پورا اترتی ہیں۔اسی لئے واقفان حال مرزا صاحب کی ان تحریروں کو جن میں بظاہر رسول پاک کی تعریف کی گئی ہے، پر کاہ کی بھی اہمیت نہیں دیتے۔کیونکہ وہ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ مرزا صاحب کی یہ تحریریں ''دام ہمرنگ زمین'' ہیں اور سادہ و معصوم لوگوں کو پھنسانے کے کام آتی ہیں۔کیونکہ کئی جگہوں پر مرزا صاحب نے ایسی توہین آمیز باتیں، اس پاک رسول ﷺ کی ذات اقدس کے بارہ میں کہیں ہیں، جن سے نہ صرف توہین کا پہلو نکلتا ہے بلکہ اس پاک ہستی، سرور کائنات، رحمت اللعالمین، نبیوں کے سردار ﷺ کے خلاف شدید بغض ظاہر ہوتا ہے، اور ان کی پاک ذات سے کہیں بالواسطہ اور کہیں بلاواسطہ اپنی ذات کی برتری ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس لئے مرزا صاحب کی وہ تحریریں جو میرے قادیانی دوست پیش کرتے ہیں اور بظاہر خوبصورت محسوس ہوتی ہیں انکی مثال اسی کھانے جیسی ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔اور میری اس بات کا ثبوت مندرجہ ذیل بیانات مرزا صاحب ہیں۔مرزا صاحب کے ارشادات ملاحظہ کریں۔

☆:۔رسول پاک ﷺ کے زمانہ سے اب تک تمام اہل اسلام کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ' احمد ۔رسول کریم ﷺ کے بارے میں ہے اور احمد کے مصداق آپ ہیں، اور آپ کے علاوہ اس کا مصداق کوئی نہیں۔لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا تمام مسلمانوں کے برخلاف دعویٰ ہے کہ وہ اس آیت کے مصداق ہیں، [ازالہ اوہام/صفحہ ۴۶۳/ رخ جلد ۳] میں لکھتے ہیں کہ یہ میرے حق میں ہے اور میرا نام احمد ہے۔کیا یہ ہتک نہیں کہ ایک آیت خدا تعالیٰ رسول پاک ﷺ کے متعلق نازل کر رہا ہے اسکو اپنے اوپر چسپاں کر لینا، کسی دلیل سے نہیں بلکہ بے تکی تاویلوں سے؟ دوسری بات کہ مرزا صاحب کا نام غلام ہے احمد نہیں اور غلام چاہے جتنا بھی بڑھ جائے، جسکا غلام ہے اسکے برابر یا اسکے ٹائٹل کا مصداق نہیں ہوسکتا۔

☆:۔اگر میرے قادیانی دوست کہیں کہ جی ایک بات سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا جو آپ نکال رہے ہیں اور مرزا صاحب اپنے کو غلام ہی سمجھتے تھے تو ان اشعار کا کیا مطلب نکالیں گے؟

منم مسیح زماں منم کلیمِ خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

یعنی ''میں مسیح زمان ہوں، میں کلیم خدا ہوں، میں محمد اور احمد ہوں، مجتبیٰ ہوں'' [تریاق القلوب/صفحہ ۱۳۴/ رخ جلد ۵]۔کیا یہ برابری کا دعویٰ نہیں؟

☆:۔اور اگر یہ بات بھی کافی نہیں تو اس شعر کے بارے میں کیا کہیں گے؟

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زَ کسے

یعنی انبیاء اگرچہ بہت ہوئے، لیکن میں بھی کسی سے کم تو نہیں۔[نزول المسیح/صفحہ ۴۷۷/ رخ جلد۱۸]۔اب تک کی اس فقیر نے آپکے سامنے جو مرزا صاحب کے بیان رکھے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے آپ کو کم از کم سرور کائنات، صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتے تھے۔

☆:۔کیا میں واقعی صحیح سمجھا ہوں؟ مرزا صاحب کے بیٹے کی شہادت میری اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جو نتیجہ میں نے نکالا ہے وہ صحیح ہے لکھتے ہیں،''مسیح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا''۔[کلمۃ الفصل/صفحہ۱۱۳/ از مرزا بشیر احمد ایم۔اے]۔ان حوالوں سے کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب اور انکے متبعین انکو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتے ہیں۔لیکن کیا ظل، اصل کے برابر ہو سکتا ہے؟ کیا سایہ وجود کی حقیقی برابری کر سکتا ہے؟

☆:۔لیکن بات صرف برابری کی نہیں بلکہ مرزا صاحب ہندو مذہب کے عقیدہ کے مطابق یقین کرتے ہیں کہ رسول کریم نے مرزا صاحب کی ذات میں جنم لیا ہے، لیکن یہ بھی قدم بہ قدم دماغ میں بٹھاتے ہیں، لکھتے ہیں،''پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ۔اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی''۔[ایک غلطی کا ازالہ/صفحہ ۲۰۷/ رخ جلد۱۸]۔دیکھیں اپنا جھوٹ کس طرح خدا پر ڈال دیا۔

☆:۔لیکن بات آگے چلتی ہے، صرف نام ہی نہیں دیا بلکہ اپنے وجود کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا، لکھتے ہیں کہ، ''بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے''۔[ایک غلطی کا ازالہ/صفحہ۲۱۲/ رخ جلد۱۸]۔

☆:۔ہو سکتا ہے کہ کوئی قادیانی دوست کہے کہ یہ فقیر اسکا غلط مطلب نکال رہا ہے، آیا اسکا وہی مطلب نکلتا ہے یا نہیں، میں اپنی بات کی تائید میں مرزا صاحب کے بیٹے کی تحریر پیش کرتا ہوں اور اس بیٹے کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے اس بیٹے کو قمر الانبیاء کا الہامی خطاب دیا ہوا ہے، اور یہ (جھوٹے) نبیوں کے چاند لکھتے ہیں،''ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت اس لئے پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ماریٰ (یہ الہامات مرزا صاحب ہیں۔ناقل) اور یہ

اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کریگا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود (مرزا صاحب۔ناقل) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی''۔[کلمۃ الفصل/صفحہ ۱۵۸/ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے]۔لو کر لو گل! جناب یہاں ہندؤں کے عقیدہ کو اپناتے ہوئے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت وجود کے ساتھ ساتھ انکے کلمہ پر بھی ہاتھ صاف ہو گیا۔آپ کہیں گے کہ ہندؤوں کا کیا عقیدہ ہے تو یہ بھی پڑھ لیجئے۔''جس طرح انسان پوشاک بدلتا ہے اسی طرح آتما (یعنی روح) بھی ایک قالب (بدن) سے دوسرے قالب (بدن) کو قبول کرتی ہے''۔[اشلوک ۱۲۲، ادھیائے ۲، گیتا/ بحوالہ احتساب قادیانیت/ جلد ۱۱/صفحہ ۱۵۸]

کیا روح کا ایک بدن سے دوسرے بدن میں منتقل ہونا اسلامی عقیدہ ہے؟

☆:۔اور پھر بالفرض محال اگر ہم مرزا صاحب کی تھیوری تسلیم کر لیں تو کیا خدا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ کوئی سزا دینا چاہتا تھا؟ سزا کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا کہ نبی اپنے وقت کا ذہنی، جسمانی، صحت، شکل صورت کے لحاظ سے بہترین انسان ہوتا ہے، اور ایک وقت میں تو اللہ تعالیٰ جسکو نبیوں کا سردار کر کے مبعوث کر کے اور دنیا کا بہترین انسان قرار دیکر مبعوث کرتا ہے اب اسکی روح کو ایک ذہنی بیمار، کم از کم ۳۰ سے زیادہ جسمانی بیماریوں میں مبتلا جسم، اور مجہول والا حلیہ، گندے کپڑوں میں ملبوس، نامرد، بھٹیارنوں کی طرح گالیاں دینے والی زبان، اور ہر روز اپنی پہلی بات سے مکر کر خدا پر نیا الزام (الہاموں کی نام پر) لگانے والے انسان کی شکل میں ہی بھیجنا تھا؟

☆:۔جو پاک وجود ہزاروں درود وسلام ہوں اس پر، پہلی عمر میں پتھر کھا کر خون میں تر بتر ہونے کے باد جود دعا دیتا تھا کیا اب اسکو ایسے انسان کے روپ میں بھیجنا تھا کہ جو نہ صرف دوسروں کو اشتعال دلاتا ہے بلکہ اگر کوئی اسکی یاوہ گوئیوں کا جواب لکھتا ہے تو آپے سے باہر ہو کر اس کتاب والے کو ہی نہیں جواب دینے والے کے پورے علاقے کو تا قیامت لعنتی قرار دیتا ہے؟

☆:۔ایک دنیا کے فتح یاب ترین اور ہر معرکے میں کامیاب ہونے والے جرنیل جن کو خدا تعالیٰ ایک وقت میں قیصر اور کسریٰ کے دربار کی چابیاں دیتے ہیں، کیا اب ان کو ایسے انسان کے روپ میں بھیجے گا کہ جو کافروں کی ملکہ کی بار بار منتیں کرتا ہے کہ میرے لاکھوں خوشامدی لفظوں کا صرف ایک لفظ ''شکریہ'' کہہ دو اور مجھے مزید ممنون ہونے کا موقع دو؟

☆:۔جس شخص کے ذریعہ سے خدا نے دنیا سے کفر کے اندھیروں کو دور کیا، کیا اسکو اپنے ہی دیئے ہوئے دین کی تعلیم کے خلاف، اب ہندومت کی کفریہ تعلیم جس سے کہ خود اس مذہب کے ماننے والے بھی دامن چھڑا رہے ہیں کے ذریعہ دوبارہ اس دنیا میں لائے گا؟

☆:۔ممکن ہے کہ قادیانی دوست کہیں کہ مرزا صاحب کا یہ مطلب نہیں تھا، لیکن میری اس بات کی تائید مرزا غلام اے قادیانی

خودکررہے ہیں کہ یہ عقیدہ انہوں نے ہندؤں سے لیا ہے، لکھتے ہیں،''بعض کاملین اس طرح پر دوبارہ دنیا میں آجاتے ہیں کہ انکی روحانیت کسی اور پر تجلی کرتی ہے اوراس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندؤں میں ایسا ہی اصول ہے''۔[براہین احمدیہ پنجم/ص۲۹۱/ رخ جلد۲۱]

☆:۔اب مرزا صاحب اپنی وحی کے ذریعہ اپنی امت کو ان (مرزا) پر درود بھیجنے کا حکم سنا رہے ہیں تا کہ برابری کا دعویٰ پکا ہو جائے اوراس (خودساختہ) الہام میں رسول پاک کا نام صرف اس لئے لگایا ہے کہ مرید بھی کہیں چونک نہ پڑیں اور کئے کرائے پر سوال نہ اُٹھ جائیں،''صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد''[تذکرہ (الہامات مرزا صاحب کی کتاب)، صفحہ ۷۹۴، طبع دوم]۔ اور بات صرف رسول پاک ﷺ کے ساتھ درود بھیجنے کی ہی نہیں بلکہ اس سے کہیں آگے تک جاتی ہے؟

☆:۔اور مرزا صاحب پر درود بھیجنے کو تاکیداًاور فرض بنانے کے لئے کیا وحی ہوتی ہے لیکن ایک اہم بات جو غیر محسوس طریق پر مرزا صاحب نے اپنی اس وحی میں پیدا کی ہے کہ اب درود بھیجنے کے وقت صرف مرزا صاحب کا نام کافی ہے اور رسول پاک کا نام لینا اب ضروری نہیں (معاذ اللہ) کیونکہ صلحاء عرب اور شام کے ابدال صرف مرزا صاحب پر درود بھیج رہے ہیں اور انکے درود میں حضرت محمد ﷺ کا نام نہیں اور انکی اس بات کی تائید زمین وآسمان کے ساتھ (بغیر رسول پاک کو شامل کئے) اللہ بھی عرش سے تعریف کے ساتھ کہہ رہا ہے،''یصلون علیک صلحاء العرب و ابدال الشام ۔ و تصلی علیک الارض و السماء و یحمدك الله من عرشه ۔ترجمہ: تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین وآسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے''۔[تذکرہ/صفحہ ۱۶۸/طبع دوم]۔آج مرزا صاحب کو مرے ہوئے سو سال ہوگئے، اگر ان کی زندگی میں نہیں تو موت کے بعد کونسے صلحائے عرب ہیں جنھوں نے مرزا صاحب پر درود بھیجا ہے، شام کے وہ کونسے ابدال ہیں جو سلامتی بھیج رہے ہیں، کیا کسی واقعی صلحاء یا ابدال، جن کی اس حیثیت کو عرب دنیا بھی تسلیم کرتی ہو نام دے سکتی ہے قادیانی جماعت؟ اپنی جماعت کے کن ٹٹوؤں کو خود جو مرضی قرار دے لو، لیکن بات صرف، نام، مقام، کلمہ اور درود پر ڈاکہ ڈالنے یا برابری کرنے تک ہی نہیں رہتی۔

☆:۔اب رسول کریم کی تجلی سے ہی دنیا کو محروم کرنے کی سازشیں شروع ہوتی ہیں، مرزا صاحب فرماتے ہیں،''مگر تم خوب توجہ کرکے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں''۔[اربعین ۴/صفحہ ۴۴۶،۴۴۵/ رخ جلد ۱۷]۔دیکھیں کس چابکدستی کے ساتھ رسول پاک کا وجود بے ضرورت قرار دیا جارہا ہے، اور اپنی ضرورت بتائی جارہی ہے، اور اسکے ساتھ ہی ذہن میں یہ بات بٹھانے کی سازش ہورہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی تعلیم نعوذ باللہ جلاتی ہے اور برداشت کے قابل نہیں، لیکن میری تعلیم چاند کی

ٹھنڈی کرنیں ہیں جو تمہیں سکون بخشیں گی۔اور یہ ایسا منحوس چاند عالم اسلام کے سر پر چڑھا ہے کہ عالم اسلام کی غلامی ہی نہیں ختم ہو رہی۔

☆:۔بات اسی طرح بڑھاتے بڑھاتے مرزا صاحب اپنے آپ کو نبی کریم سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی روحانیت کو رسول کریم ﷺ کی روحانیت سے بہتر ثابت کرنے کے لئے کیا الہامی عبارت لکھتے ہیں،''اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ اسلام (رسول پاک کے نام کے بغیر۔ناقل) کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے''۔[خطبہ الہامیہ/صفحہ ۲۷۵/ رخ جلد ۱۶] آپ نے دیکھا کہ کس طرح شروع میں اپنے آپکو صرف ظل یعنی سائے کی حیثیت سے پیش کر کے آہستہ آہستہ اونٹ کی طرح مالک کو خیمے سے ہی بے دخل کیا جا رہا ہے۔ظل کے نام سے دراصل مرزا صاحب نے اپنی ضلالت اور ذلت اور ناشکری کا سفر شروع کیا تھا۔اور یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں پہلے دیئے گئے اور آئندہ پیش کئے جانے والے حوالوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہو رہی ہے اور ہو گی، اور یقیناً آپ بھی اس کی تائید کریں گے کہ یہ نہ صرف ہتک رسول پاک ﷺ ہے بلکہ اشد ترین ہتک ہے۔

☆:۔اب اپنی برتری کی دلیل کو مضبوط کرنے کے لئے مزید لکھتے ہیں،''اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اسکا وقت مسیح موعود (مرزا جی) کا وقت ہو،''[خطبہ الہامیہ/صفحہ ۲۸۸/ رخ جلد ۱۶] کیا اسکے بعد بھی کوئی شک رہ جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کیا کہنا چاہتا ہے؟

☆:۔اپنی برتری جتانے اور غیر محسوس طریق سے لوگوں کے ذہن میں ڈالنے کے لئے کہ رسول کریم کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ مرزا صاحب پر یہ صحیح اعتراض بڑی شدت سے لاگو ہوتا ہے اور اسکی شدت کو کم کرنے کے لئے یہ گھٹیا طریقہ اپنایا گیا، بظاہر انکے تین ہزار معجزوں کا ذکر ہے لیکن تحریر کے سمجھنے والے اسی نتیجہ پر پہنچیں گے جس پر میں پہنچا ہوں، لکھتے ہیں،'' مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہ ہوئی،''[تحفہ گولڑویہ/صفحہ ۱۵۳/ رخ جلد ۱۷]۔سمجھ دار آدمی فوراً بات کی تہہ کو پہنچ جاتا ہے کہ یہاں مقصود تین ہزار معجزوں کا ذکر نہیں بلکہ اپنی ناکام، بے بنیاد، نہ پوری ہونے والی پیشگوئیوں کے دفاع کے لئے ایک بنیاد مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے!!!

☆:۔اور اپنے آپ کو (بظاہر) غیر شعوری طور پر برتر دکھانے کے لئے اپنے نشانوں کو دس لاکھ لکھتے ہیں ایک اور جگہ پچاس لاکھ بھی لکھا ہے، اور مزے کی بات کہ چند سطروں میں دس لاکھ نشانات سمو دیئے، پڑھئے اور سر دھنئے''ان چند سطروں میں

جو پیش گوئیاں ہیں، وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں''۔[براہین احمدیہ۵/صفحہ۷۲ا/ رخ جلد ۲۱] اور خارق عادت اسکو کہتے ہیں جس میں کوئی انسانی ہاتھ نظر نہ آئے اور جسکی مثال اس سے پہلے نہ ہو۔ میری قادیانی دوستوں سے اپیل ہے کہ دس لاکھ کو بھول جاتے ہیں، ایک لاکھ بھی نہیں، دس ہزار بھی نہیں، ایک ہزار بھی نہیں، صرف سو (۱۰۰) ہی خارق عادت نشان دکھا دیں، چلو یار، دس ہی دکھا دو؟ بھائی اگر خارق عادت ممکن نہیں تو دوسرے نشانات ہی دکھا دو؟ ممکن ہے کہ کوئی قادیانی دوست اپنے دل کی تسلی کے لئے یا بحث برائے بحث کے لئے کہیں کہ رسول کریم کے معجزات ہیں اور مرزا صاحب کے نشانات ہیں اور معجزات اور چیز ہیں اور نشانات اور چیز، انکی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مرزا صاحب نے نشان اور معجزہ ایک ہی چیز قرار دیئے ہیں، لکھتے ہیں،''امتیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راست باز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے''۔

[براہین احمدیہ۵/صفحہ۱۶۳/ رخ جلد ۲۱]

☆:۔اس فقیر نے جو نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ مرزا صاحب اپنی نظر میں اور اپنی اولاد و جماعت کے باعلم طبقہ میں آنحضور ﷺ سے برتر تھے یا نہیں، یہ حوالہ دیکھئے انکے ایک صحابی کا ۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں......اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل......غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

[اخبار بدر قادیان/ ۲۵، اکتوبر ۱۹۰۶ء] اور اس نظم پر مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف خوشی کا اظہار کیا، بلکہ وہ قطعہ گھر کے اندر لے گئے اور وہاں اپنے کمرے میں اسکو لٹکایا (بھائی اپنے صحابی کو نہیں بلکہ اسکی پیش کردہ نظم کو)۔ کاش کوئی غیرت مند اسوقت مرزا صاحب اور انکے اس صحابی کو الٹا لٹکا دیتا تو لاکھوں لوگوں کے ایمان تباہ ہونے سے بچ جاتے۔ اور یہ مرزا صاحب کی وفات سے تقریباً پونے دو سال قبل کی بات ہے، اسکا مطلب ہے کہ رسول پاک کی شان میں گستاخی اپنی جماعت کے ذہنوں میں بٹھا چکے تھے۔

☆:۔(دماغی مراق کے زیر اثر) اپنے خیال میں ہر ایک سے زیادہ روحانی طور پر بلند ہو گئے '' ان قدمی هذه علیٰ منارة ختم علیها کل رفعة۔ ترجمہ: میرا یہ قدم اس منارہ پر جہاں تمام روحانی بلندیاں ختم ہیں'' [خطبہ الہامیہ/ رخ جلد۱۶/صفحہ۷۰]۔

☆:۔دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آسمان سے بہت سے تخت اتارے گئے پر میرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔

☆:۔اور انکی اولاد تو یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ نعوذ باللہ کہ کوئی بھی رسول کریم سے بڑھ سکتا ہے، انکا بیٹا اور جماعت کا خلیفہ ثانی وخود ساختہ مصلح موعود اپنی ڈائری میں لکھتا ہے،'' یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا

ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے''۔ [حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ڈائری/ اخبار الفضل قادیان، نمبر۵/ جلد۱۰/ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء]۔

☆:۔لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی بلکہ جس طرح خود پوری ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اپنی ہی کہی ہوئی باتوں کے خلاف کرتے رہے اور شریعت و اخلاق کا جنازہ نکالتے رہے، نعوذ باللہ من ذالک رسول پاک ﷺ کو بھی گراہوا انسان ثابت کرنے کی ناپاک کوششیں کیں، اور بے بنیاد اتہامات انکی ذات اقدس پر لگانے کی کوشش کی، کئی مثالیں ہیں لیکن صرف ایک مثال پیش کرونگا۔خنزیر جسکی حرمت مذہب اسلام نے بیان کی ہے اور رسول پاک ﷺ سے بڑھ کر کوئی بھی اس حرمت کو قائم اور دائم رکھنے کا دعویٰ نہیں کرسکتا، ان پر یہ گندہ، ذلیل، کراہت آمیز الزام لگاتے ہوئے مرزا صاحب کا نہ قلم کانپا، نہ حیا آیا، نہ خدا خوفی محسوس ہوئی لکھتے ہیں،'' آنحضرت ﷺ اور آپکے اصحاب ....عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے''۔

[مرزا صاحب کا مکتوب/ اخبار الفضل قادیان/ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء]۔

مرزا صاحب کا بغض یہاں دیکھیں کہ ان کی ہر قسم کی تاویلوں، دلیلوں، تحریروں کے باوجود کس طرح ننگا ہوتا ہے، مرزا صاحب اس ذات کے روضہ پاک، جن کو کمزور سے کمزور، گناہ گار سے گناہ گار مسلمان بھی، دیکھنا، چومنا، اس جگہ کی خاک کو اپنے منہ پر ملنا دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر سمجھتا اور کرتا ہے، اس پاک جگہ کے بارے میں مرزا صاحب کے خیالات کیا ہیں، بظاہر حضرت عیسیٰؑ پر رسول پاک ﷺ کی برتری ظاہر کرنا چاہتے ہیں، لیکن بغض چھپ نہیں سکا، لکھتے ہیں،'' خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی'' [تحفہ گولڑویہ حاشیہ/ صفحہ ۲۰۵/ رخ جلد ۱۷] آپ خود سوچیں، چاہے موازنہ ہو یا کچھ اور کیا رسول پاک ﷺ سے محبت کرنیوالا، انکا ظل ہونے کا دعویٰ کرنے والا، عین محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ کرنے والا، انکی غلامی کا دعویٰ کرنے والا، انکی پیشگوئیوں کے مصداق آنے والا، اگر واقعی ہی سچا ہے تو کیا ایسے الفاظ لکھ سکتا ہے؟ اور برتری کا کیڑا دماغ میں ہر وقت رینگتا رہتا تھا اسے چین نہ لینے دیا اور جب اپنی قبر کے بارے میں لکھنے لگا تو دیکھئے، اس بہروپئے اور نام نہاد عاشق رسول کے الفاظ کیا ہیں؟ اپنی قبر کے بارے میں مرزا صاحب کیا لکھتا ہے،''ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے، تب ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اسکی تمام مٹی چاندی کی تھی۔تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے''۔[الوصیت/ صفحہ ۳۱۶/ رخ جلد۲۰] کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو رسول پاک سے محبت نہیں بغض تھا، محبت کا نعرہ اس لئے لگاتا تھا کہ اسکے ۹۹ فیصد مرید مسلمانوں کو گمراہ کرنے سے حاصل ہوئے ہیں، حقیقتاً وہ دشمن رسول تھا!

جہنے لاہ دتی لوئی، اونہوں تا شرم کوئی''۔اور اسکا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی بے شرم ہو گیا تو اسکا کوئی کیا بگاڑ لیگا۔

اور یہ بات مرزا صاحب اور انکی اولاد پر ثابت آتی ہے۔ کیونکہ مرزا اور اس کی اولاد نے اپنے پورے پورے حرامی ہونے کا ثبوت دیا اور بے غیرتی اور بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے الزامات کس پر لگائے، اس ہستی پر جس کے لئے زمین آسمان پیدا کیا گیا، جسکو خدا نے رحمت اللعالمین کا خطاب دیا، جسکو نبیوں کا سردار بنایا گیا، جس کو کامل انسان کہا گیا، اور جسکے نام پر نبوت کر رہے ہیں اور جسکے نام کا کھا رہے ہیں اسی پر اس طرح کی گندہ ذہنی جو مرزا صاحب اور انکی اولاد نے دکھائی ہے، کس کا کام ہوسکتا ہے؟ اس فقیر نے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں، یہ مرزا صاحب کی گستاخیوں، انکی اولاد کی دریدہ دہنیوں، اور انکی جماعت کے نام نہاد صاحب علم لوگوں کی روح شکن تحریروں کے انباروں سے چند سطور ہیں، یہ سوال کرنے کے لئے کہ کیا یہ تحریریں، سرور کائنات، رحمت اللعالمین، شفیع روز محشر، خاتم النبیین، ختم المرسلین، غریبوں کے ملجاو ماویٰ، محسن انسانیت، حضرت رسول پاک ﷺ کی شان میں ہتک ہیں یا نہیں؟؟؟ اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے اور ہر صاحب عقل، صاحب ضمیر، کا جواب یقیناً "ہاں" ہے!!! تو پھر مرزا صاحب کی تحریر، "جو شخص آنحضرت ﷺ کی شان میں کوئی ایسا کلمہ زبان پر لائے گا۔ جس سے آپکی ہتک ہو وہ حرامی نہیں تو اور کیا ہے"۔ کے مصداق ایسا لکھنے، اور کہنے والا حرامی ہے یا نہیں؟؟؟ اب کوئی بتائے گا کہ مرزا صاحب خود، انکی اولاد، اور قادیانی جماعت کا (مذہبی) صاحب علم طبقہ (عام احمدی کو نہ گنیں، کیونکہ پچانوے فی صد احمدیوں کو ان باتوں کا علم ہی نہیں)، انکے اپنے ہی فتویٰ کی رو سے کیا ہیں؟ حرامی یا ۔۔۔۔۔؟

☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزا صاحب بہادر

مرزا غلام احمد قادیانی: اپنے مراق اور مالیخولیا کی وجہ سے خبط عظمت میں مبتلا تھے۔اس خبط کی وجہ سے جو بھی خوبی یا نام ان کو پسند آجاتا فوراً الہامی طور پر وہ نام یا خطاب انکا ہو جاتا۔انہی ناموں میں ایک نام ''امین الملک جے سنگھ بہادر'' بھی ہے۔اگر ہم اس نام پر غور کریں اور مرزا صاحب کی زندگی دیکھیں تو امین وہ کبھی تھے ہی نہیں، اور جب بہادر بننے کا خیال آیا تو نام بھی انکو سکھوں کا ہی سوجھا، بقول مرزا صاحب کے سکھوں نے ان کے بزرگوں کو مار مار کر نہ صرف بھرکس نکال دیا بلکہ ان سے سب کچھ چھین لیا حتیٰ کہ قادیان سے بھی نکال دیا،اور غالباً وہ نسل در نسل سکھوں کی پڑی ہوئی مار کی یادیں(جنکا ذکر مرزا صاحب نے اپنے خاندانی حالات میں کیا ہے،اور اگر وہ حالات صحیح ہیں تو؟)،خوف بن کر ذہن میں بیٹھ گئیں اور ان کو ہر سکھ سوا لاکھ فوج نظر آنے لگا اس طرح سے یہ سکھوں کو اپنے ذہن میں بہادر سمجھنے لگ گئے اور جب الہامی طور پر بہادر بننے کا خیال آیا تو ان نام نہاد عاشق رسول ﷺ کو نہ تو کوئی بہادر صحابیؓ کا نام ملا اور نہ ہی پوری اسلامی تاریخ کے کسی بہادر کا نام اللہ نے انکو دیا بلکہ اس کی بجائے انکو جے سنگھ کا الہامی نام عطا ہوا۔خیر مرزا صاحب اسلامی تاریخ یا ناموں سے اتنے بھی نابلد یا الرجک نہیں تھے، جہاد کا مخالف ہونے کے باوجود انہوں نے اپنا ایک الہامی نام'' غازی'' بھی رکھا ہے۔لکھتے ہیں کہ'' اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے''۔[نشان آسمانی/ رخ جلد۴ /صفحہ ۳۷۵]۔یہ علیحدہ بات کہ دوسری جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں،''اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے''[مجموعہ اشتہارات/ جلد سوم/صفحہ ۲۹۵]۔

میرے دل میں آیا: کہ مرزا صاحب کے یوں تو بہت سے کارنامے ہیں ان کے بہادری کے کارناموں کا بھی جائزہ لیا جائے،مرزا صاحب چونکہ اپنے کو مرسل اور مامور بھی کہتے تھے،اور اپنے کو ان میں (نعوذ باللہ) شامل بھی کرتے تھے،لکھتے ہیں کہ،''ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے، بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے''،[ملفوظات/ جلد۷/صفحہ۳۷۱]۔میں اس بات میں مرزا صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ سچے مومن،اور خدا کے مامور و مرسل بزدل نہیں ہوتے،لیکن یہاں ہم اس بات کا جائزہ لینا چاہتے ہیں، کہ کیا مرزا صاحب سچے بھی تھے؟اور کیا خدا کے مامورین کی طرح بہادر تھے یا نہیں؟

مرزا صاحب کے مطابق انکے کچھ الہام بھی تھے جن میں خدا نے انکو دشمنوں سے بچانے کا وعدہ بھی کیا تھا، انکا ایک الہام ہے''میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے''۔[حقیقت الوحی،/رخ / جلد۲۲/صفحہ ۵۷] بلکہ بقول مرزا صاحب کے خدا نے انکو یہ بھی کہا تھا کہ،''میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے''۔[حقیقت الوحی/ رخ/ جلد۲۲/ صفحہ ۱۰۹]۔اور اپنے ایک شعر میں دنیا کو مخاطب کر کے کہتے ہیں!

''جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

(درثمین)

دوسری جگہ اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔''اور ہم ایسے نہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹادے۔اور اگر چہ خدا کی راہ میں مجروح ہو جائیں یا ذبح کئے جائیں''۔[براہین احمدیہ پنجم/ رخ جلد ۱۲/صفحہ ۳۲۱]۔پھر ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے الہاماً ان سے وعدہ کیا ہے کہ''میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چاردیواری کے اندر ہے بچالونگا۔کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مریگا''[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۹۷]۔اور مزید کہتے ہیں ۔''خدا تعالےٰ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ میں تجھے اور تیرے گھر کے تمام لوگوں کو طاعون اور زلزلے کے صدمے سے بچاؤں گا''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۵۸۸]۔مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ''اور خدا کی طرف سے آپکو ایک رعب عطا ہوا تھا جس کے سامنے دلیر سے دلیر دشمن بھی کانپنے لگ جاتا تھا اور آپ ایک معجز نما حسن و احسان سے آراستہ کئے گئے تھے''۔[سیرت المہدی/ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے/ جلد ا/صفحہ ۱۳۸]''براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچایا جاؤں گا''[حقیقۃ الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۲۳۴]۔

یعنی بقول مرزا صاحب کے:(۱) خدا نے انکو کہا کہ میرے رسول دشمن سے نہیں ڈرتے۔(۲) تجھے اور تیرے گھر کے اندر رہنے والوں کو طاعون اور زلزلے سے بچاؤں گا۔(۳) خدا انکو قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچائے گا۔(۴) خدا کا ارادہ مرزا صاحب کے ارادے کے مطابق ہوگا۔

ان وعدوں کے نتیجے میں مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل باتیں مرزا صاحب تحدی سے کہتے ہیں۔
(۱) وہ خدا کے شیر ہیں اور انہیں للکارنا اچھا نہیں۔(۲) وہ اگر خدا کی راہ میں مجروح یا ذبح بھی کئے جائیں تو انکو پروا نہیں۔(۳) وہ خدا کے مرسل اور مامور ہیں اس لئے وہ بزدل نہیں۔(۴) انکے بیٹے کے بقول مرزا صاحب کو خدا کی طرف سے ایک ایسا رعب عطا ہوا تھا کہ دلیر سے دلیر دشمن بھی انکے سامنے کانپنے لگتا تھا۔ان خدائی وعدوں اور مرزا صاحب کی تعلیوں کو سامنے رکھتے ہوئے آیئے دیکھیں کہ مرزا صاحب کو کیا واقعی اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین تھا؟اور واقعی وہ اتنے بہادر تھے کہ خدا کی راہ میں ڈر اور خوف ان کو چھو کر بھی نہیں گیا تھا؟

بہادر کاسر صلیب:مرزا صاحب لکھتے ہیں،''طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستونوں کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں،پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت

غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر اسلام کی حمایت نے وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر سچا ہوں ورنہ اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب لوگ گواہ رہیں کہ جھوٹا ہوں۔ والسلام غلام احمد قادیانی‘‘۔[البدر ۹ جولائی ۱۹۰۲ء بحوالہ احتساب قادیانیت/ جلد ۱۲ /صفحہ ۳۴۸]۔ اس پر جو بہت سے دوسرے سوال پیدا ہوتے ہیں وہ کسی دوسرے مضمون میں، اسوقت بیان بہادری کا ہے ،اور دیکھئے مرزا صاحب کس بہادری سے چرچ آف انگلینڈ کی سربراہ کو اپنی مسلمانوں کے خلاف سرگرمیوں سے باخبر کرتے ہیں اور اس کے کلمہ شاہانہ کے طلبگار ہو کر اسکے ممنون ہوتے ہیں اس طرح بزعم خود کسر صلیب کا کام پورا کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں ’’عریضہ مبارکبادی، اس شخص کی طرف سے ہے۔ جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے آیا ہے۔ جسکا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے .... اور اپنے بادشاہ ملکہ معظّمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے .... یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظّمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔ مبارک! مبارک! مبارک!!!(صفحہ ۲۵۳) اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھایا .... جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے .... اور ایسا ہو کہ جلسہ جوبلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑ ہا دل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس شور سے زمین مبارکباد کے لئے اچھل رہی ہے (صفحہ ۲۵۴) ....اگر چہ میں اس شکر گزاری کے لئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظّمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے (عیسائیوں کی۔ ناقل)۔ لیکن میرے لئے یہ ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظّمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔ (صفحہ ۲۵۵) ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں (اگر تثلیث پھیلانے والوں کی روحانی سربراہ اور اسکے ماننے والے خدا کا فضل ہیں تو کیا کوئی باہوش خدا کے فضل کے خلاف بھی چلتا، لڑتا یا جھٹلاتا ہے؟۔ ناقل) اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔ جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے (صفحہ ۲۶۶) غرضیکہ پوری کتاب اسی طرح کی ’’بہادرانہ اور پرُ جوش باتوں‘‘ سے پُر ہے۔ اب ہوتا کیا ہے ملکہ اس کتاب کا سنتے ہی مبہوت ہو کر رہ جاتی ہے، اور کسی کو اتنی ہوش ہی نہیں رہتی کہ اس کا دفتر اس کی رسید ہی بھجوا دے، جواب نہ ملنے پر مرزا صاحب کو اندازہ ہو گیا کہ وار بڑا کاری ہے، اب جلد ہی دوسرا بہادرانہ حملہ کر کے قصر صلیب کا باقی کام بھی پورا کر دیا جائے اور انہوں نے جواب لینے کے بہانے غنیم پر شدید حملہ کرنے کا یہ طریقہ نکالا کہ اسی کتاب کو انتہائی معمولی ردوبدل کے ساتھ ستارہ قیصریہ کے نام سے دوبارہ بھجا۔ ویسے تو کتاب کی جو چند سطور میں نے پہلے آپکے

سامنے پیش کی ہیں وہی کافی ہیں قصر صلیب کے بہادرانہ کارنامے کے بیان کے لئے ،لیکن دوسرے حملے (کتاب ستارہ قیصریہ کے ان حوالہ جات) سے اگر آپکی معلومات میں پہلے کوئی قصر رہ گئی تھی تو اب روز روشن کی طرح مرزا صاحب کی فتح یاب کسر صلیب کے کام کا اندازہ ہو جائیگا۔فرماتے ہیں کہ ''اس عاجز کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص ، اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا انداز بیان کر سکوں۔اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائیگی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا۔مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا.........لہٰذا اس حُسنِ ظن نے جو مَیں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں ، دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ قیصرہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں''۔(ستارہ قیصریہ صفحہ۲) آگے پھر لکھتے ہیں ''میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچادے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے ،اپنی پاک فراست سے اسے شناخت کر لیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرمائیں''۔ستارہ قیصریہ۔کیا کسی کافر کی فراست پاک ہوسکتی ہے جن کے بارے میں آپکا کہنا ہے کہ ''ایک ذلیل اور عاجز بندہ کو رب العالمین قرار دیا۔اور رب العالمین پر ہر طرح کی ذلت اور موت اور درد اور دُکھ اور تجسم اور حلول اور تغیر اور تبدل اور حدوث اور تولد کو روا رکھا ہے۔ .نادانوں نے خدا کو بھی ایک کھیل بنا رکھا ہے''؟[براہین احمدیہ/ر خ جلد۱/صفحہ۴۶۸/ حاشیہ نمبر۱۱]۔اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مجھ سے رحمت کے طالب ہو اور یہ کاسر صلیب ہونے کے دعویدار ،اس صلیبی چرچ کی سربراہ سے رحمت کے طالب ہیں، جس کے متعلق ان کا ارشاد ہے، '' اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جس کو دیمک کھا چکی ہے''۔[ملفوظات/جلد۸/صفحہ۱۳۷]۔ایک طرف جب ہم دیکھتے ہیں کہ اولیائے کرام اور دوسرے آئمہ کرام ہمیشہ درباروں سے چھپ کر رہتے تھے اور اگر بلاوہ بھی آتا تھا تو بڑی جرأت سے معذرت کر لیتے تھے اور ایک طرف یہ خودساختہ نبی صاحب ہیں کہ ہر قیمت پر اپنی کاسہ لیسی کے معمولی سے معمولی کام کو بھی ملکہ معظمہ تک پہنچانے اور بااصرار کلمہ شاہانہ سے ممنون ہونے کے لئے تڑپتے ہیں۔اور ملکہ کو بڑی ڈھٹائی کے ساتھ بار بار یاد کراتے ہیں کہ ان کو کلمہ شاہانہ سے ممنون کیا جائے۔کیا کوئی اللہ کا مرسل ایسا بھی ہوا ہے جو کلمہ شاہانہ سے ممنون ہونے کو تڑپتا ہے؟ کیا کوئی مرسل ایسا بھی ہوا ہے کہ جس عقیدہ کو ختم کرنے کے لئے مامور ہونے کا دعویٰ ہے اسی عقیدے کے سربراہ اور محافظ بادشاہ کو خدا کا نور قرار دے اور اپنی بعثت کو اسکے نور کا نتیجہ قرار دے؟ ہاں خودساختہ اور کذاب نبی ہی ایسا لکھ سکتا ہے اور خوشامد کے ذلیل چھپڑ میں بیٹھ کر خدا

کے مرسلوں اور ماموروں کو بدنام کرنے کی اور ان پر اپنے دل و دماغ کے گند کے چھینٹے ڈالنے کی ناکام سعی کرسکتا ہے!!
مرزا صاحب نے خود تو جو کام کیا وہ اپنی جگہ، دوسرے لوگ جو اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے عیسائیت کے غلط عقائد کا جواب دیا جائے اور راستی کے طالبوں کو حق بات پہنچائی جائے، ایسے قصرِ صلیب کا کام کرنیوالوں کو کیا مشورہ دیتے ہیں ''پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہٰذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں۔ اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پرس کرے تو ہم کس قدر باز پُرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو''۔ [البلاغ / رخ جلد۱۳/صفحہ۳۹۲]۔

حج کیوں نہیں کیا: ''تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پہ توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں''۔ [ملفوظات/ جلد۹/صفحہ۳۲۴]۔ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے، جن کے پاس ان کے ابا کا عطا کردہ جعلی الہامی لقب قمر الانبیاء بھی تھا، مرزا صاحب کی سیرت پر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ'' خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں تو آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہ تھا۔ کیونکہ ساری جائیداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا اور اسکے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے، دوسرے آپکے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا، تاہم آپکی خواہش رہتی تھی کہ حج کریں''۔ [سیرت المہدی/ جلد۳/ صفحہ۱۱۹]۔
''حضرت مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا، کیونکہ آپ کی صحت درست نہ تھی، ہمیشہ بیمار رہتے تھے، حجاز کا حاکم آپکا مخالف تھا کیونکہ ہندوستان کے مولویوں نے مکہ معظمہ سے، حضرت مرزا صاحب کے واجب القتل ہونے کے فتوے منگوائے تھے، اس لئے۔ حکومت حجاز آپکی مخالف ہو چکی تھی وہاں جانے پر آپکی جان کو خطرہ تھا۔ لہٰذا آپ نے قرآن شریف کے اس حکم پر عمل کیا کہ اپنی جان کو جان بوجھ کر مت ہلاکت میں پھنساؤ۔ مختصر یہ کہ حج کی مقررہ شرائط آپ میں نہیں پائی گئیں، اس لئے آپ پر حج فرض نہ ہوا'' [اخبار الفضل قادیان/ جلد۱۷ نمبر۲۱/ مورخہ۱۰ ستمبر۱۹۲۹ء]۔ [بحوالہ تحفہ قادیانیت/ جلد۱/صفحہ۴۶۷]۔ اور دعویٰ یہ تھا کہ ''اور ہم ایسے نہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے۔ اور اگرچہ خدا کی راہ میں مجروح ہو جائیں یا ذبح کئے جائیں'' [براہین احمدیہ پنجم/ رخ جلد۲۱/صفحہ۳۲۱]۔ اور احادیث میں ہے کہ مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے یہاں تک کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ احرام کہاں باندھیں گے! اور اگر یہ صاحب واقعی سچے ہوتے، اور اگر واقعی انکو یہ الہام ہوا ہوتا اور اگر واقعی اللہ تعالیٰ پر انکا یقین

ہوتا، اور واقعی یہ وہ مسیح یا مہدی ہوتے جسکا رسول پاک ﷺ نے ذکر کیا تھا تو رسول کریم کی پیشگوئی کے مطابق حج کرتے اور تمام ظاہری خطرات کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کا ایک بال بھی بیکا نہ ہونے دیتا۔

طاعون اور زلزلہ سے بچایا: مرزا صاحب کے مطابق انکا ایک الہام ہے ''میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہے بچا ؤنگا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مریگا'' [حقیقۃ الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۹۷]۔ واقعات تو بہت ہیں لیکن بیٹے کی گواہی کیا کہتی ہے۔ ''شہر والے مکان کے ساتھ ملحق حضرت صاحب کے مکان کا جو حصہ ہے اس میں ہم دوسرے بچوں کے ساتھ چار پائیوں پر لیٹے ہوئے سو رہے تھے۔ جب زلزلہ آیا تو ہم سب ڈر کر بے تحاشا اُٹھے۔ اور ہم کو کچھ خبر نہیں تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ صحن میں آئے تو اوپر سے کنکر روڑے برس رہے تھے۔ ہم بھاگتے ہوئے بڑے مکان کی طرف آئے، وہاں حضرت مسیح موعود اور والدہ صاحبہ کمرے سے نکل رہے تھے۔ ہم نے جاتے ہی حضرت مسیح موعود کو پکڑ لیا اور آپ سے لپٹ گئے۔ آپ اس وقت گھبرائے ہوئے تھے اور بڑے صحن کی طرف جانا چاہتے تھے'' ۔[روایت نمبر۳۲/ سیرت المہدی/ جلد اول/ صفحہ۲۶/ مصنفہ مرزا بشیر احمد، ایم اے]۔ احمدی (قادیانی) دوستو! جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے رسول ہوتے ہیں انکا ایمان اپنے خدا کے وعدہ پر اتنا پختہ ہوتا ہے کہ انکو اس وعدہ پر ایک لحہ بھی شبہ نہیں ہوتا، اور اگر مرزا صاحب کو اللہ کے وعدہ پر اتنا یقین ہوتا تو وہ ایسے موقع پر گھبراتے نہیں بلکہ اللہ کے وعدہ پر یقین کرتے ہوئے انتہائی سکون کا مظاہرہ کرتے۔ دوسرا بیان مرزا صاحب کا اپنا ہے، فرماتے ہیں، ''اور جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا۔ ان سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں۔ میں واپس قادیان میں نہیں گیا'' ۱۱مئی ۱۹۰۵ء۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۳/صفحہ۵۴۰]۔ انکو اگر اپنے خدا کے وعدے پر یقین ہوتا کہ ''میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے اسکو بچاؤں گا'' ۔ تو مرزا صاحب وہ چار دیواری چھوڑ کر کبھی بھی باغ میں جا کر ڈیرہ نہ لگاتے۔ لیکن وہ چار دیواری چھوڑ کر کھلے میں چلے گئے، اور ڈیڑھ مہینہ باغ میں بیٹھے رہے۔ کیوں گئے؟ اسکی تفصیل انشاء اللہ طاعون کے بارے میں مضمون میں دونگا۔

پولیس کا پہرہ: مرزا صاحب کے فرزند لکھتے ہیں کہ ''جب حضرت شروع دعویٰ مسیحیت میں دہلی تشریف لے گئے تھے اور مولوی نذیر حسین کے ساتھ مباحثہ کی تجویز ہوئی تھی۔ اسوقت شہر میں مخالفت کا سخت شور تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے افسران پولیس کے ساتھ انتظام کر کے ایک پولیس مین کو اپنی طرف سے تنخواہ دینی کر کے مکان کی ڈیوڑھی پر پہرہ کے لئے مقرر کرا لیا تھا۔ یہ پولیس مین پنجابی تھا ویسے بھی مردانہ میں کافی احمدی حضرت صاحب کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے'' ۔[سیرت المہدی/ جلد۲/صفحہ۶۴/ روایت ۳۸۵/ مصنفہ مرزا بشیر احمد]۔ ان واقعات سے ہی پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو (اپنی طرف سے) شائع کردہ خدا کے وعدوں پر کتنا یقین تھا، کہ ''میں قتل وغیرہ کے منصوبوں سے

بچایا جاؤں گا''۔ گھر میں کافی مرید بھی ٹھہرے ہوئے ہیں اور خفیہ پولیس اور گورنمنٹ کے دوسرے بظاہر نہ نظر آنے والے انتظامات بھی موجود ہیں، لیکن اسکے باوجود بھی بہادر مرزا صاحب کی تشفی نہیں ہوتی، اور لوگوں کے لنگر خانہ کی مد میں دیئے ہوئے چندوں سے ایک پولیس مین بھی دروازہ پر مقرر کراتے ہیں۔

کتا رکھا: ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح .... نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔ اسکی نگرانی بچے کرتے تھے یا میاں قدرت اللہ خانصاحب مرحوم کرتے تھے جو گھر کے دربان تھے''۔ [سیرت المہدی / جلد۳ /صفحہ۲۹۸/ روایت ۹۵۷/ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی]۔ میں تیسری یا چوتھی کلاس کا طالبعلم تھا، میں نے دیکھا کہ مرزا منور احمد مرحوم پوتا مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر کے سامنے جو پبلک ٹیوب ویل لگا ہوا تھا اسمیں اسکے الیشن کتے نہا رہے تھے، (مگر وہاں عام احمدی یا انکے بچوں کو نہانے کی اجازت نہیں تھی) میں نے گھر میں اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں بھی کتا پالنا چاہتا ہوں تو مجھے بتایا گیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، اور جب ہم اولیاء کرام سے لیکر رسول پاک ﷺ کی حیات تک نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں انکے گھر اور قرب وجوار کتوں سے پاک نظر آتے ہیں، لیکن یہ امام الزماں اپنی اور اپنے گھر کی حفاظت کے بارے میں، (اپنے) خدا کے دعوے کے بارے میں اتنے مشکوک تھے کہ حفاظت کے لئے کتا بھی رکھا، دربان بھی رکھا اور مزید کیا کچھ رکھا اور کیوں رکھا، وہ کسی دوسرے موقع پر۔

انگریزی عدالت میں بیان واقرار: مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''غرض ایک مرسل اور مامور کے لئے خلافت اور نبوت کا منصب ثابت کرنا کسی ایسی تائید الٰہی کو چاہتا ہے، جسکے ساتھ پیشگوئی ہو اور اس پیشگوئی کی ضرورت سمجھتا ہے جس کے ساتھ تائید ہو''۔ [نزول المسیح / رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۵۰۵/ حاشیہ]۔ اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب ایک اشتہار دیتے ہیں (مجبوراً عدالتی حکم کے تحت) ''اپنے مریدوں کے لئے اطلاع، جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لئے اعلان، جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ پر عدالت جے ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دلآزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے'' .... آگے اس اشتہار میں ہی لکھتے ہیں، ''اور ہم تو ایک عرصہ گزر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شائع بھی کر چکے کہ آئندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے'' [مجموعہ اشتہارات/ جلد سوم/ صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۶]۔ اب آپ دیکھیں کہ قرآن کریم بھی واضح طور پر کہتا ہے کہ نبی پر جو ہم نے نہیں اتارا، اسکو وہ وحی کے طور پر پیش کرنے کا حق نہیں اور جو اس پر نازل کیا ہے اسکا نبی کو چھپانے کا حق نہیں، جو خدا کے

نبی ہیں وہ اسکی بتائی ہوئی پیشگوئی کو آگے پہنچانے کے لئے کسی قانون، حکومت یا شخص سے نہیں ڈرتے، کیونکہ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ خدا انکی پشت پر ہے اور پوری دنیا ملکر بھی انکا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اب اگر مرزا صاحب واقعی نبی ہوتے تو کیا ایک عام مجسٹریٹ کے ایک نوٹس پر ہی اپنی پیشگوئیاں شائع کرنا بند کر دیتے؟ کیا ایسے ہی بہادر ہوتے ہیں اللہ کے ماموراور مرسل؟ نہیں اللہ کے مبعوث کئے ہوئے نبی کہتے ہیں کہ ایک ہاتھ پر چاند رکھ دو اور دوسرے پر سورج، میرے ٹکڑے کر دو مگر میں خدا کی بتائی ہوئی بات آگے پہنچاؤں گا اور پہنچاتا ہے، اور میڈان قادیان نام نہاد بہادر نبی لوٹا لیکر ٹائلٹ کی طرف بھاگتا ہے لیکن موت وہاں بھی اسے آلیتی ہے۔

احمدی احباب اکثر یہ تاثر دیتے ہیں کہ دوسرے (یعنی مسلمان اور دوسرے مذاہب والے) اشتعال انگیزی اختیار کرتے ہیں لیکن ذرا اسی انگریز کی، جسکی کاسہ لیسی کرتے اور دوسروں کو کاسہ لیسی کی طرف مائل کرتے ہوئے اور انگریزوں کے انصاف اور دیانتداری پر کتابیں سیاہ کرتے ہوئے مرزا صاحب کی ساری زندگی گزری، ایک اور عدالت کیا فیصلہ دیتی ہے۔ ''غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اسپر دستخط کر دیئے ہیں، باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں، جن سے اُن لوگوں کی ایذا متصور ہے، جن کے مذہبی خیالات اسکے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں...... جو اثر اسکی باتوں سے اسکے بے علم مریدوں پر ہوگا اسکی ذمہ داری انہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ میانہ روی اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی رو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اسکی زد کے اندر آجاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، گورداسپور ۲۳، اگست ۱۸۹۷ء۔ یاد رہے کہ یہ وہی ڈگلس صاحب ہیں جن کو مرزا صاحب نے حضرت عیسٰی کو صلیب دینے والے جج پیلاطوس کے مقابلے میں اس زمانے کا اور پہلے پیلاطوس کی نسبت بہادر اور بہتر اور انصاف پرور، پیلاطوس قرار دیا تھا اور جنکے انصاف کی اپنی کتاب میں بے حد تعریف کی ہے۔ اب یہ کردار ہے ایک کاسہ لیس اور خود ساختہ امام الزمان کا، لیکن کیا ایک شریف اور بہادر آدمی دوسروں کو ایذا دینے کے لئے اشتعال انگیز رسالے شائع کرتا ہے اور پھر مجسٹریٹ کی ایک ہی ڈانٹ پر آگے لمبا لیٹ جاتا ہے کہ حضور مائی باپ جو کہو مانتا ہوں اور جہاں کہو دستخط بھی کرتا ہوں؟

بہادر امام الزماں: مرزا صاحب نے اپنی عادت کے مطابق پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو مخاطب کر کے بڑھکیں مارنا شروع کر دیں، اور پیر صاحب کو تفسیر نویسی کا چیلنج دے دیا، مرزا صاحب فرماتے ہیں، ''اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور مہر علی شاہ کی زبان بند ہوگئی۔ نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ وہ حقائق و معارف سورۃ قرآنی میں سے کچھ لکھ سکے یا یہ کہ اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں ان پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں .... یاد رہے کہ مقام بحث بجز لاہور کے جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا۔ اور اگر میں حاضر نہ ہوا

تو اس صورت میں مَیں بھی کاذب سمجھا جاؤں گا''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/صفحہ ۳۳۰و۳۳۱]۔اور مزے کی بات کہ اس چیلنج میں دوسرے بہت سے علماء کو بھی مخاطب کیا،اور ان کو بھی پیر صاحب کے ساتھ ہی چیلنج دے دیا۔اب اس عظیم الشان چیلنج کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اور یہ (خود ساختہ)''خدا کا پہلوان نبیوں کے حلہ میں'' کس طرح کامیاب وکامران اور سرخرو ہو کر اس امتحان سے نکلتا ہے ؟ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں ''یہ ایام ابتلا کے ایام ہیں، پھر فرمایا''اس وقت جو بولتا ہے یہی بولتا ہے اور بیسیوں خط اطراف سے اس مضمون کے آتے ہیں کہ مہر علی شاہ نے مرزا صاحب کی ساری شرطیں منظور کر لیں، پھر وہ مقابلہ کے لئے کیوں نہ آئے''[ملفوظات/جلد۲/صفحہ ۱۱۸]۔کہتے ہیں کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے،لیکن یہاں تو بزدلی کا اقرار سر کیا کوٹھے پر چڑھ کر بولا ہے یا نہیں میرے احمدی دوستو؟ ابھی یہی نہیں آگے بھی سنئے اور سر دھنئے، اور دوسری جگہ بھی خود ہی لکھتے ہیں کہ،''میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سفر اٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پا کر اپنے گھر کے کسی کوٹھے میں چھپ گیا''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/صفحہ ۳۶۹و۳۷۰]۔اب اس خود ساختہ خدائی پہلوان کے عذرات سنئے لیکن مرزا صاحب کے عذر لنگ پڑھنے سے پہلے انکی ایک پیشگوئی کو ذہن میں رکھئے،مرزا صاحب فرماتے ہیں،''براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچایا جاؤں گا''[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ ۲۴۴]۔اور اس پیشگوئی کے ساتھ مرزا کا ایک دعویٰ (یا بڑھک) یہ بھی سامنے رہے انکا ایک الہام ہے''میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے''۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ ۵۷]۔اب ذرا لاہور نہ پہنچنے کا عذر سن لیں''میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں،اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے،تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/صفحہ ۳۵۰]۔

اب اگر مرزا صاحب واقعی خدا کے رسول ہوتے تو کیا وہ احسن انتظام کا عذر لنگ ڈھونڈتے، جبکہ خدا انکو قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچانے کا وعدہ بھی دے رہا ہے،(براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچایا جاؤں گا''[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ ۲۴۴]۔اور رہی احسن انتظام کی بات تو جب آپ اتنا زبردست چیلنج دے رہے ہوا پنے کو خدا کا رسول کہہ کر کہ اگر میں نہ پہنچا تو تب بھی جھوٹا سمجھا جاؤں گا تو یہ احسن انتظام کرنا کس کی ذمہ داری تھی، کیا نہ پہنچ کر خدا کو بھی بدنام نہیں کیا؟ بلکہ بقول مرزا صاحب کے خدا نے انکو یہ بھی کہا تھا کہ،''میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے''[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ ۱۰۹]۔اب اگر واقعی آپکا خدا پر یقین ہے اور واقعی خدا نے آپکو وعدہ دیا تھا کہ وہ مرزا صاحب کے ارادہ کے مطابق ہی چلے گا تو پھر تو مرزا صاحب کو کسی قسم کی فکر نہ ہونی چاہیے تھی، خدا

انکے ارادہ کے مطابق احسن انتظام کروادیتا تا کہ یہ نہ پہنچنے پر چھوٹے نہ ہوں، اور اسکے علاوہ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ، ''اور خدا کی طرف سے آپکو ایک رعب عطا ہوا تھا جس کے سامنے دلیر سے دلیر دشمن بھی کانپنے لگ جاتا تھا''۔[سیرت المہدی/مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے/جلد ا/صفحہ ۱۳۸]۔ایسی ڈینگیں مارنے کی بجائے کاش کہ مرزا صاحب اس بات کا عملی اور اصلی نمونہ بھی چھوڑ گئے ہوتے تو میں یہ سطور لکھنے کی زحمت سے بچ جاتا، اور قارئین بھی کچھ اور پڑھنے کے لئے اپنا وقت استعمال کر لیتے۔

مرزا جی نے ہتھیار باندھے؟ مرزا صاحب کے بیٹے، اپنے والد کی سیرت پر مبنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ، ''بیان کیا مجھ سے عبدالرحمٰن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے ان دنوں میں آپ نے شیخ سعداللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہے گا اور اسکا بیٹا جواب موجود ہے وہ نامرد ہے، گویا اسکی اولاد آگے نہیں چلے گی۔(خاکسار عرض کرتا ہے کہ سعداللہ سخت معاند تھا اور حضرت مسیح موعود کے خلاف بہت بیہودہ گوئی کیا کرتا تھا) مگر ابھی آپکی یہ تحریر شائع نہ ہوئی تھی۔اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ ایسا لکھنا قانون کے خلاف ہے۔اس کا لڑکا اگر مقدمہ کر دے تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ وہ واقعی نامرد ہے۔ حضرت صاحب پہلے نرمی کے ساتھ مناسب طریق پر جواب دیتے رہے۔مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا اور اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت صاحب کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے غصے کے لہجے میں فرمایا، ''جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آجاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اُتارتا''۔[سیرت المہدی/جلد اول/روایت ۴۲/ص ۳۵،۳۴/ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے]۔اب دیکھیں ایک (خود ساختہ اور بقول شخصے) ایسا نبی اور رسول جسکے اسکے علاوہ بھی سو سے زیادہ دعاوی ہوں، اور جسکی تمام صحیفوں نے خبر دی ہو، تمام دنیا کی نظریں اس پر جمی ہوئی ہیں کہ آخر کار وہ وقت آ ہی گیا ہے کہ خنزیر قتل ہو جائیں گے، صلیب توڑی جائیگی اور اس کے بعد انصاف قائم ہو جائیگا، کوئی بھوکا نہیں رہے گا، یہ دولت بانٹے گا!!! ہتھیار لگا کر باہر آتا ہے اور ان ہتھیاروں کے ساتھ نہ دجال کو ٹھکانے لگاتا ہے، نہ (خود کو) سور مار قرار دینے کے باوجود خنزیروں کو قتل کرتا ہے نہ ہی ان ہتھیاروں سے صلیب کے ٹکڑے اڑاتا ہے، مگر لوگ دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب ہتھیاروں کی سج دھج میں آرڈر آف دی ڈے (Order of the Day) جاری کرتے ہیں ''سعداللہ ابتر رہے گا اسکا بیٹا نامرد ہے''۔اے ڈی سی مودبانہ عرض کرتا ہے کہ حضور یہ آرڈر غیر قانونی ہے (اور یہ تو کہنے کی جرأت ہی نہیں تھی کہ غیر اخلاقی اور غیر شریفانہ ہے) غصہ سے جواب ملتا ہے کہ ''نبی ہتھیار لگا کر باہر آ گیا ہے''۔اسکے بعد سے (مرزا صاحب کے اردگرد کی) دنیا ترستی رہی کہ دوبارہ ہتھیاروں کی جھلک نہیں تو کم از کم جھنکار ہی سنائی دے جائے، مگر بیچاروں کو ہنکار ہی سنائی دیتی رہی، چندہ چندہ۔

میرے احمدی دوستو: اوپر دیئے گئے واقعات و حالات اور مرزا صاحب کے عمل کو دیکھو، اور پھر انکے اس

دعویٰ کو دیکھو کہ، ’’ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے، بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے‘‘ [ملفوظات/ جلد ۷/ صفحہ ۳۷۱]۔ ذرا غیر جانبدار ہو کر، خدا کو حاظر و ناظر جان کر اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ کیا مرزا صاحب کا (۱) کردار واقعی ایک مرسل کا تھا؟ (۲) کیا واقعی اللہ نے ان سے یہ وعدے کئے تھے؟ (۳) اگر اللہ نے ہی وعدے کئے تھے تو کیا مرزا صاحب کو ان وعدوں پر یقین تھا؟ (۴) اگر ان وعدوں پر یقین تھا تو کیا مرزا صاحب کا عمل ان یقین دہانیوں کے مطابق تھا؟ (۵) اگر نہیں تھا جو کہ یقیناً نہیں ہے تو، جو شخص خدا کے وعدوں پر یقین کر کے اپنے عمل کو اس کے مطابق نہ رکھ سکے کیا ایسا شخص نبی ہو سکتا ہے؟ کیا مجدد بھی ہو سکتا ہے؟ کیا ملہم بھی ہو سکتا ہے؟ حتیٰ کہ کیا ولی بھی ہو سکتا ہے؟ اور اگر مرزا صاحب نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے، جو کہ انکے بیان اور عمل کے تضاد سے کھلا کھلا ثابت ہو رہا ہے تو کیا جھوٹ کی نجاست کھانیوالا شریف آدمی بھی ہو سکتا ہے؟

کیوں؟ اور جو شریف آدمی بھی نہیں ثابت ہو سکتا اسکے جھوٹ کے پیچھے لگ کر کیوں اپنی عاقبت اور اپنی دنیا خراب کر رہے ہو؟۔ کیوں انکو اپنے مالوں اور جائیدادوں پر تصرف کا حق دے رہے ہو؟ کیوں اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر انکے پیٹ موٹے کر رہے ہو؟۔ کیوں اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو انکی بیگار میں لگا کر انکی عمارتیں تیار کر رہے ہو جو تمہاری جھونپڑی کے لئے اربوں ڈالر ہونے کے باوجود سائبان خریدنے کے لئے چند روپے نہیں دے سکتے؟ (اور جب تمہیں کسی تقریب کے لئے، تمہارے ہی چندے، وقت اور قربانیوں سے تعمیر کی گئی ان عمارتوں کی ضرورت پڑتی ہے تو باوجود کرایہ آفر کرنے کے دو دو ٹکے کے لوگوں کے سامنے تمہیں خوشامدیں کرنی پڑتی ہیں اور ذلیل ہونا پڑتا ہے اور اکثر کو تب بھی اپنی شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کے لئے چرچوں کی عمارتیں ہی لینی پڑتی ہیں)۔ کیوں انکے دین کے نام پر سیاسی فائدوں کے لئے ماریں کھاتے ہو، جیلیں جاتے ہو؟ باعزت خاندانوں سے آنے کے باوجود کیوں ان لٹیروں اور انکے چمچوں کے ہاتھوں رات دن ذلیل ہوتے رہتے ہو؟۔ کیوں زمیندار ہونے کے باوجود ان جھوٹے (خدا کے نام پر) خداؤں کے مزارعے بنے بیٹھے ہو؟۔ جب خود قرآن کو مانتے ہو، تو قرآن کہتا ہے کہ چودہ سو سال پہلے تمہارے لئے تا قیامت دین مکمل کر دیا ہے اور تا قیامت اب کوئی نبی نہیں آئیگا تو پھر کیوں ایک بزدل، موقع پرست، خوشامدی، محرف اسلام، ہر پیشگوئی میں جھوٹا ہونے والے کو نبی مان رہے ہو؟۔ کیوں دلیر ہونے کے باوجود اس گستاپوسسٹم کے سامنے بھیگی بلی بنے بیٹھے ہو؟۔ خود دار ہونے کے باوجود کیوں اس خاندان اور انکے چمچوں کو اپنی گھریلو زندگی میں دخل دینے کا آپ لوگوں نے لائسنس دیا ہوا ہے؟۔ حضرت مسیح جب آئیں گے تو تم لوگوں کو آزادیاں نصیب ہونگی، لیکن یہ خود ساختہ مسیح اپنے حالیوں موالیوں کو صحابی کا نام دیکر، خاندانی اور شرفاء پر، جولاہے، نائی، ماشکی اور رذیل مسلط کر گیا ہے۔ کیوں ان کی کمینگیوں کو برداشت کرتے ہو؟

مرزا غلام احمد قادیانی: کی زندگی کو ذرا غور سے دیکھو تو، تمہیں کیا اخلاق کے لحاظ سے، کیا اپنی پیشگوئیوں

کے لحاظ سے۔کیا دینی علم کے لحاظ سے۔کیا اہل خانہ سے سلوک کے لحاظ سے، کیا رواداری کے لحاظ سے، کیا شریفانہ زبان کے لحاظ سے، کیا اپنے دوستوں کے حقوق کے لحاظ سے، کیا اپنی بیویوں کے حقوق کے لحاظ سے، کیا اپنے اعزہ واقربا کے ساتھ تعلقات کے لحاظ سے، غرض کسی بھی مثبت انسانی رویہ یا عادات کے لحاظ سے، کیا لباس کے لحاظ سے، غرض کسی بھی رنگ میں قابل تقلید تو دور کی بات ہے قابل غور بھی نہیں، بلکہ قابل شرم ہے!!!۔ جماعت کی کسی لائبریری میں چلے جاؤ اور ان سے، سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے، طلب کرو تو وہ سب سے پہلے تمہارا شجرہ نسب دریافت کریں گے اور پھر وجہ تسمیہ پوچھیں گے اور اسکے بعد تمہیں کسی دوسری کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیں گے، ساتھ ہی تمہارے صدر اور قائد کو تم پر نظر رکھنے کا کہہ دیں گے۔

رسول پاک ﷺ :کے بعد آپکو اب کسی نبی کی ضرورت نہیں! کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں! جھوٹے نبیوں کی ضرورت نہیں! جھوٹے تذکروں کی ضرورت نہیں! جھوٹی خلافت کی ضرورت نہیں! جھوٹی امارت کی ضرورت نہیں! مسجد ضرار کی ضرورت نہیں! مذہب کے نام پر آپکی گردنوں پر کسی سوار کی ضرورت نہیں! زکوٰۃ، عشر، اور صدقات کے بعد پچاس سے زیادہ مختلف مدوں میں جیب کٹوانے کی ضرورت نہیں! بزدل، کاسہ لیس، خوشامدی، غیرت سے عاری قیادت کی ضرورت نہیں!

آپ کو ضرورت ہے: جھوٹی نبوت کے دعوؤں کو حدیث وقرآن سے موازنہ کی! آنکھیں کھولنے کی! دل و دماغ کو غیر جانبدار کر کے ایسے نبی کی تعلیم کا جائزہ لینے کی! خدا کے حضور جھک کر اخلاص سے صحیح راہ دریافت کرنے کی!

اللہ تعالیٰ: آپکو جھوٹی نبوت کا جوا اپنی گردنوں سے اتارنے کی توفیق دے اور ہم سب کا خاتمہ بالایمان اور خاتم الانبیاء رسول پاک ﷺ کی مطابعت میں کرے، آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

منافقت

میرے آرٹیکلز سے جماعت جرمنی کے بعض افراد اتنے برافروختہ ہیں، کہ وہ میرے دھوکہ میں کسی دوسرے کو ماں بہن کی گالیاں نکال رہے ہیں، اور مرنے کی تمنا کرر ہے ہیں، ان لوگوں کی حرکتیں دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ اُنکی دم پر صحیح پاؤں رکھا گیا ہے۔ میں اس موقع پر صرف اتنی دعا کر سکتا ہوں کہ اے اللہ اگر میں حق پر ہوں تو مجھے استقامت دے اور اگر میں غلطی پر ہوں تو اللہ میری اصلاح کرے (آمین) اس بار میرا موضوع ''منافقت'' ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ ''جس شخص نے حضرت مسیح موعود کی کتابیں کم از کم تین مرتبہ نہیں پڑھیں اسکا ایمان مشکوک ہو گیا''۔ [سیرت المہدی/ روایت نمبر ۳۰۷]۔ خلیفہ رابع نے ایک بار تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود کی کتابیں دو تین صفحات سے زیادہ نہیں پڑھ سکتے، اب آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ایک عام احمدی سے لیکر بڑے سے بڑے احمدی تک کتنے احمدی ہیں جو مئوکد بہ عذاب قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے مرزا صاحب کی تمام کتابیں تین تین مرتبہ پڑھی ہیں؟؟؟ میں نے جس احمدی سے بھی پوچھا ہے، حتیٰ کہ مربیان سے بھی، مگر ہر ایک نے تسلیم کیا ہے کہ نہیں۔ بلکہ ایک بار مجھے ایک مربی صاحب نے بتایا کہ جامعہ میں تعلیم کے دوران بھی بس ضروری کتابیں اور حوالہ جات ہی پڑھائے جاتے ہیں۔ یہاں میرا سوال ہے کہ ''کیا جس شخص کو انسان نبی مانتا ہے اور ایک کام کہہ رہا ہے کہ نہیں کرو گے تو تمہارا ایمان مشکوک ہے، چلو عام آدمی کی بات چھوڑو، یہ جو قاضی ہیں، مربی ہیں، امراء ہیں اور دوسرے اہم عہدے دار ہیں، مشکوک ایمان کے ساتھ، ایک دینی جماعت کے عہدوں اور ذمہ داریوں پر متعین رہنے چاہئیں؟''

مرزا محمود احمد صاحب اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔

''جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ ۱۰/ ۱حصہ مال رکھا ہے''۔ [منہاج الطالبین صفحہ ۱۶، مصنفہ مرزا محمود احمد صاحب]۔

اب آپ خود دیکھ لیں کہ کتنے احمدیوں نے وصیت کرائی ہے، روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۱۵ تا ۲۱، اگست ۲۰۰۳ء صفحہ ۱۲ کالم ۳و۴ پر ایک عالمی بیعتوں کا گوشوارہ شائع ہوا ہے، جسکے مطابق ۲۰۰۲ء تک کل بیعتیں سولہ کروڑ اڑتالیس لاکھ پچھتر ہزار چھ سو پانچ بیعتیں ہوئیں، اس سے قبل جماعت نے مختلف بیانوں میں پاکستان میں اپنی تعداد ۳ ملین بتائی تھی، اور اگر باقی دنیا میں (خاص طور پر افریقہ اور مشرق بعید میں) ہم ۳ ملین نہ سہی ۲ ملین ہی فرض کرتے ہیں، تو اسطرح جماعت کی کل تعداد بنتی ہے، سولہ کروڑ اٹھانوے لاکھ پچھتر ہزار چھ سو پانچ جلسہ سالانہ ۲۰۰۲ء تک!!!! اب جلسہ سالانہ ۲۰۰۳ء پر بھی چھ لاکھ سے اوپر بیعتوں کا اعلان ہوا ہے، اسطرح ۱۷ کروڑ سے اوپر جماعت کی تعداد بنی، میں نے کچھ عرصہ قبل جو اعلان وصیت پڑھا تھا، اسکا نمبر ۴۴ ہزار کے قریب تھا، لیکن ہم راؤنڈ فگر بھی لیں تو اب موصیاں کی تعداد ۵۰ ہزار ہو سکتی ہے۔ اب

حساب لگائیں ہر تین ہزار چار سو (۳۴۰۰) احمدیوں میں صرف ایک موصی ہے، اور یہ کل تعداد کا صفر اعشاریہ صفر تین فیصد (۰.۰۳) بنتی ہے، اسکا مطلب ہے کہ ننانوے اعشاریہ ستانوے فیصد (99.97) منافق ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی کہے کہ جو نئے احمدی ہیں ابھی انکی تربیت نہیں ہوئی تو پھر بھی وہ خلیفہ ثانی کے قول کے مطابق جب تک نظام وصیت میں شامل نہیں ہو جاتے، منافق تو رہیں گے!!!! لیکن اگر بیعتوں کی کھیل شروع ہونے سے پہلے کے بھی اعداد وشمار لیں تو تب بھی کوئی خوشگوار صورتحال سامنے نہیں آتی ۳،۴ سال کی بات ہے کہ جماعت نے ایک لمبا عرصہ اسائلم کی خاطر پاکستان میں احمدیوں کی تعداد تین سے چھ ملین کے درمیان بتانے کے بعد مغربی سفارت کاروں کی ٹیم کو سرکاری طور پر بتایا کہ نہیں یہ تعداد غلط فہمی پر ہے، اور پاکستان میں احمدی پانچ سے چھ لاکھ کے درمیان ہیں، یعنی ایک ملین سے بھی کم، باقی ساری دنیا میں ہم فرض کرتے ہیں کہ ساڑھے نو ملین احمدی ہیں، اسطرح ہم دس ملین احمدی دنیا میں مان لیتے ہیں اب اس حساب سے بھی دیکھیں تو ہر دو سو احمدیوں پر ایک موصی نکلتا ہے۔ اس حساب سے بھی موصیان کی تعداد، کل تعداد کا صرف زیادہ سے زیادہ صفر اعشاریہ پانچ فیصد بنتی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ ننانوے اعشاریہ پانچ فیصد (99.5) فیصد پیدائشی اور مخلص احمدی بھی منافق ہیں۔

جب احمدی حج پر جاتے ہیں تو وہ بندوں سے، اپنے آپ سے اور خدا سے بھی منافقت سے کام لیتے ہیں۔ سب سے پہلے مسلمان کا پاسپورٹ لینے کے لئے وہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا انکار کرتے ہیں، پھر ان کو اپنے اہل خانہ کو، پھر اپنے آپ کو کافر لکھتے ہیں۔ جب وہاں پہنچتے ہیں تو واضح اسلامی احکام ہیں کہ ایک امام کے پیچھے سب نماز پڑھو مگر احمدی حضرات اوّل تو امام خانہ کعبہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، لیکن اگر پڑھنی پڑ جائے تو پھر خیمے میں آکر دوبارہ پڑھتے ہیں، اگر صرف امام کعبہ کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور علیحدہ نہیں پڑھتے تو پھر مسیح موعود کے فتوے کا کیا بنے گا کہ جو انکا انکار کرتا ہے اور کافر جانتا ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، اور وہ احمدی نہیں رہتا؟؟؟ اور پھر خدا کے بھی اور اپنے مسیح کے احکام کو پس پشت ڈال کر کیا اسکو یقین ہے کہ اسکا حج قبول ہوگا، پھر اسپر یہ کے واپس آکر اپنے احمدیوں کو کہنا کہ میں نے خیمے میں اکیلے نماز پڑھی تھی یا ہم احمدیوں نے اپنی جماعت کر لی تھی، (یہ تو پھر شیعوں کی طرح احمدیوں نے بھی تقیہ شروع کر دیا ہے)۔ لیکن غیر از جماعت لوگوں کو کہنا کہ میں نے امام کعبہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے، کیا ان میں سے ایک جھوٹ نہیں؟؟ کیا یہ منافقت نہیں؟؟ میں آج ہی میاں منان عمر صاحب کا انٹرویو پڑھ رہا تھا، اسمیں انہوں نے خلیفہ ثانی کے متعلق بھی یہی بات بتائی ہے کہ وہ جب حج پر گئے تھے اسوقت خلیفہ اوّل کی ہدایت کے باوجود امام کعبہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے باوجود اپنے خیمے میں نماز دوبارہ پڑھتے تھے۔ اب آپ اس طرز عمل کو کیا نام دینگے۔ کیا ایک نیک کام میں جھوٹ کی ملونی کر کے آپ نے واقعی ثواب کمایا؟ کیا خدا کے احکام اور سنت رسول ﷺ کی پیروی نہ کر کے آپ نے حج کا حق ادا کر دیا؟؟؟ کیا اسکے بعد مسیح موعود اور ان کے ابو کے خلیفہ اوّل کے احکامات کو نظر انداز کرنا اور اپنا عقیدہ چلانا منافقت نہیں؟؟؟ لیکن کیا جب خود

خلیفہ بنتے ہیں تو دوسروں سے اپنی غیر مشروط اطاعت طلب کرنا منافقت نہیں؟؟؟ کیا ان باتوں کا حقیقت میں ہمارے پاس کوئی جواب ہے؟؟

مربیان کا کردار بھی الا ماشاء اللہ ایک سے بڑھکر ایک ہے، میں نے ایک بار ایک میٹنگ میں ایک عموی خامی کی طرف توجہ دلائی تو وہاں ایک مربی صاحب نے کھڑے ہو کر اس کی تردید کر دی، جس پر سب حاضرین مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، تھوڑی دیر بعد علیحدگی میں کہنے لگے کہ اسطرح جلسے میں کمزوری چاہے اجتماعی ہو یا انفرادی تسلیم نہیں کرنی چاہیے، کیا یہ منافقت نہیں۔ مربیان کی بات چلی تو ایک مربی صاحب میرے پاس بیٹھے تھے ایک اور دوست بھی تشریف لے آئے، وہ بھی بے تکلفوں میں سے تھے، باتوں باتوں میں مربی صاحب نے ایک صاحب کا ذکر کیا کہ وہ اغلام بازی میں اساتذہ کو بھی مات دے رہے تھے، اور غلطی سے ایک اہم شخصیت کے صاحبزادہ کو بھی راہ پر لگا لائے ، اور بات باہر بھی نکل گئی تو انکو جامعہ احمدیہ سے نکال دیا گیا، اسکے علاوہ اور بھی باتیں ان کے بارے میں ہوئیں، اب سوئے اتفاق سے وہ صاحب بھی تشریف لے آئے، مربی صاحب نے اُٹھ کر ان سے ہاتھ ملایا، اور اسی لحہ انکو انتہائی مخلص ثابت کرنے لگ پڑے، اور ویسے وہ صاحب بھی اسکے باوجود جرمنی میں جماعت کے قاضی رہے اور ایک بہت بڑے ریجن کے زعیم اعلیٰ انصار اللہ رہے ہیں۔ میرا مختصر سوال یہ ہے کہ کیا یہ منافقت نہیں تھی؟ اگر تربیت کے ذمہ داران کا یہ حال ہے تو تربیت یافتگان کا کیا حال ہوگا۔ اسی طرح ایک اور واقعہ کہ مربیان صرف عام لوگوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اپنے آقا اور ولی نعمت خلیفہ کے بارے میں کیا سوچتے ہیں، مسجد نور فرانکفرٹ، جرمنی میں جلسے کے دنوں میں دو مربیان کھڑے تھے اتنے میں ایک تیسرے مربی بھی تشریف لے آئے، اب ان میں سے ایک مربی کو حضور کا بلاوہ آیا، جب وہ اندر جانے لگے تو لندن سے قافلے کے ساتھ آنے والے خطاط مربی آہستہ سے پوچھنے کے رنگ میں "جیب وچ تیل دی شیشی ہے نا" اور وہ آگے سے جواب دیتے ہیں کہ او ہمیشہ جیب وچ پا کے ہی اندر جاناں واں۔ اب سمجھنے والے خود ہی سمجھ لیں۔ یہاں میں صرف اتنا ہی جاننا چاہوں گا کہ یہ منافقت تھی یا نہیں؟

مجھے کئی برس قبل ایک (اسوقت ایک ذمہ دار عہدیدار) دوست نے بڑے دکھ سے بتایا کہ ان کی وساطت سے جماعت کے ساتھ ایک جرمن کے روابط تھے اور اس جرمن نے بعض معاملات میں جماعت کی کافی مدد کی تھی جسکا جماعت کو فائدہ بھی ہوا تھا، اب جماعت صرف اس بات پر کہ انہوں نے جماعت کی ایک بات ماننے سے معذرت کی، ان سے تعلق ختم کرنے کے لئے اپنے عہدیداروں کو حکم دے دیا، جب نیشنل امیر واگس ہاؤسزر کے ساتھ انہوں نے رابطہ کیا تو امیر صاحب نے جواب دیا کہ اس جرمن کے ساتھ ڈپلومیسی سے کام لو۔ اب میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ جس جماعت کا امیر منافقت کا سبق دے، اس جماعت کا کیا حال ہوگا؟ پھر جماعت کے بہت سارے افراد جس میں بعض اہم عہدے دار بھی شامل ہیں اپنی پوری آمدن چھپاتے ہیں اور جماعت سے جھوٹ بول کر زیادہ چندہ دینے سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن

وہی عہدے دار اسی منہ سے جماعت کو یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اپنی پوری آمد پر چندہ دو، خدا تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اپنی آمدنیاں چھپا کر جھوٹ بول کر نیکیوں کو ختم نہ کرو۔

ایک اور منافقت کی مثال کہ ایک طرف تو جماعت کی سربلندی کے دعوے کرنے اور دوسری طرف بانی جماعت احمدیہ کو دن رات گالیاں نکلواتے ہیں اور پھر سامنے بیٹھ کر سن رہے ہوتے ہیں۔ انٹرنیٹ میں پال ٹاک پر وائس چاٹ کے پاکستانی رومز میں، اوفن باخ/ مائن، جرمنی کے میر لطیف کی سربراہی میں جو کہ مسلم ۲ کے نام سے آتے ہیں، کینیڈا سے اے رضا ۵۸ کے نام سے، سوئزرلینڈ سے جمال کھوکھر، سی آف لو کے نام سے، وقف سے نکالے ہوئے سابق مربی دین محمد شاہد ، بلوچ ۱۳۴ کے نام سے، مرزا مسعود ڈنمارک سے کا کا ڈی کے، کے نام سے آتے ہیں اور ایک روم ''سرچ دی ٹرتھ'' کے نام سے کھولا ہوا ہے، جسکے ذریعہ سے غیر احمدیوں کو اشتعال دلاتے ہیں، اور جسکے جواب میں اسوقت کم وبیش چار سے چھ رومز جماعت کے خلاف کھلے ہوئے ہیں، جن میں مرزا غلام احمد صاحب اور اکابرین وخلفائے جماعت کو ہر وقت ننگی گالیاں دی جاتی ہیں، وہ لوگ انکے روم میں بھی آتے ہیں اور ننگی گالیاں لکھتے ہیں یہ لوگ بیٹھے سنتے رہتے ہیں اور پڑھتے رہتے ہیں، مخالفین کے رومز میں بھی جاتے ہیں اور وہاں گھنٹوں بیٹھ کر گالیاں سنتے ہیں اور اگر گالیوں کا معاملہ ٹھنڈا پڑنے لگتا ہے تو کوئی نہ کوئی بات چھیڑ کر انکو نہ صرف پھر تبروں پر لگا دیتے ہیں بلکہ بات بھی پوری نہیں کرتے، جواب بھی پورا نہیں دیتے، اور بھاگ جاتے ہیں، مناظرہ کے لئے وقت، تاریخ اور شرائط طے کرتے ہیں، پھر عین وقت پر جماعتی کام اور ذمہ داری کا عذر کر کے بھاگ جاتے ہیں، اسطرح جماعت کے نام کو، جماعت کا ہمدرد اور ٹھیکیدار بن کر مزید بدنام کرتے ہیں، یہ لوگ جو اپنے کو علم کے چیمپئن کہتے ہیں لیکن گالیاں دلواتے ہیں، ان منافقوں کو کیا کہیں گے۔

جماعت کے لوگ جب بھی آپس میں اکٹھے ہوں گے بالخصوص پرائیویٹ تقریبات میں تو ناممکن ہے کہ منافقت والی باتیں نہ ہوں، عہدیداروں کی باتیں، جماعت کے نام پر زیادتیوں کی باتیں، اور جونہی کوئی مربی یا مرکزی عہدیدار ظاہر ہوا، اسکے سامنے ایسی باتیں کہ اس جیسا فدائی آج تک جماعت کیا تاریخ اسلام میں ہی پیدا نہیں ہوا۔ جماعت کی یہ حالت ہر درجہ میں ہے۔ عہدیداران آپس میں ملیں گے تو دوسروں کے بارے میں باتیں کریں گے۔

منافقت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جماعت میں سچ بولنے کی اجازت نہیں، یا اگر ایک نے کسی بات کو غلط کہ دیا ہے تو اسکو پہلے تو فوری طور پر دبانے کی کوشش کی جائیگی اور ایک معمولی عہدیدار اسکو کہے گا کہ تم نے میری نہیں خلیفہ وقت کی بات رد کی ہے، تم نے اسطرح درجہ بدرجہ توہین رسالت کر دی ہے اور اگر نظام جماعت کے بس میں ہو تو اسپر پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ ۲۹۸ سی لگا دیں۔ وہ شخص ایک شرپسند کے طور پر نظروں میں رکھ لیا جائیگا اور پھر وقتاً فوقتاً اسکو ہر موقع پر احساس دلایا جائیگا، اور اس کے باوجود بھی، ابھی تک سر اُٹھا کر چل رہا ہے تو اسکے اور اسکی فیملی کے خلاف اسطرح موبنگ شروع کر دی جائیگی کہ جیسے ان دیوثوں کی اپنی فیملیز نہیں ہیں۔ یہ سب باتیں دیکھتے ہوئے ایک عام احمدی،

منافقت سے کام لیکرڈ نگ ٹپانے والی بات نہ کرے تو پھر کیا کرے۔

لیکن جماعت احمدیہ کے اندر کیا منافقت کم ہونے کے چانسز ہیں بھی یا نہیں؟ اسکا جواب تو قارئین اور وہ مظلومین جوان منافقوں کے شکار ہیں، زیادہ بہتر طور پر دے سکتے ہیں!!!

لیکن حال ہی میں ''نویں نکور خلیفہ خامس صاحب'' کے کچھ اہم ارشادات آئے ہیں، جن پر تو آئندہ جلد ہی انشاءاللہ کسی اگلے کالم میں خیال آرائی ہوگی، مگر موضوع کے لحاظ سے ایک بات کا ذکر میرے خیال میں یہاں مناسب ہو گا! ہر سابق خلیفہ کی طرح ان کے بیعت فارم میں بھی درج ہے ''اور بحیثیت خلیفۃ المسیح آپ کی تمام معروف ہدایات پرعمل کرنے کی کوشش کرونگا/کرونگی''، آپ سوچیں گے کہ اس معروف فیصلہ/ ہدایات کا اس آرٹیکل کے موضوع سے کیا تعلق؟ جناب ہے اور کئی جہتوں سے ہے، اب ذرا اس بات کو مدنظر رکھئے اور خلیفہ خامس کی اس ہدایت پر غور فرمائیے کہ ''اگر کوئی عہدیدار کسی رنجش کی وجہ سے آپ کے خلاف غلط فیصلہ کرتا ہے تو اسے قبول کریں اور معاملہ خدا پر چھوڑ دیں۔ اس فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تو جماعتی کاروائی ہوگی'' (منقول از احمدیہ آرگ)۔ اب آپ دیکھیں کہ پہلی منافقت تو یہ کی کہ احمدی سے معروف فیصلہ (ویسے انکے نزدیک معروف میں ہر پہلو آجاتا ہے) کا حق اپنے لئے لیکر آگے عہدے داروں کو دے دیا، کیا یہ منافقت نہیں، بیعت کے وقت بیعت کرنے والے کو کیوں نہیں بتا دیا جاتا کہ یہ حق عہدے داروں کے لئے بھی ہے۔ دوسرے اگر عہدے داروں نے ہی معروف فیصلے کرنے ہیں تو پھر بندہ انہی کی بیعت کیوں نہ کرلے، آپکی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ اپنا معروف فیصلہ تو حضور آپ دے چکے کہ غلط فیصلے کو قبول کریں اور معاملہ خدا پر چھوڑ دیں۔ تیسرے یہ کہ مخلص احمدی تو سمجھتے ہیں کہ ان عہدے داروں اور خدا کے درمیان آپکی ذات تھی، لیکن آپ تو خود کو بری کر گئے کہ اور منہ سے تو نہیں کہا مگر بین السطور کہہ گئے کہ! اُلو کے پٹھو، میں نے یہ عہدے دار اپنی حکومت اور اختیار تم سے منوانے کیلئے نیز خاندان مغلیہ اور انکے چیلے چانٹوں کے اللوں تللوں کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کیلئے مقرر کئے ہیں، جو سلوک یہ تمہارے ساتھ کرتے ہیں، انکا حق ہے اگر تمہیں تکلیف ہے تو میرا وقت ضائع نہ کرو اور اپنے خدا کے پاس جاؤ، جسکے نام سے تم نے مجھے قبول کیا ہے۔ چوتھے اگر ایک عہدے دار زانی اور شرابی ہے اس کی اطاعت کرو، چاہے دل میں کراہت پیدا ہورہی ہو۔ کیا یہ سب منافقت کا سبق نہیں؟ بلکہ حکم ہے۔ پانچویں اگر غلط فیصلے کو چپ چاپ تسلیم کرنے پر مجبور کرو گے تو وہ کہیں اور جا کر بھڑاس نہیں نکالے گا۔ جب وہ بجائے صحیح جگہ بات کرنے کے دوسری جگہ بات کریگا تو کیا منافقت نہیں۔ کیا یہی اسلام کی بعثت ثانیہ ہے کہ کہاں حضرت عمر فاروقؓ (جنکے نام سے دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں لرزتی تھیں) کا وہ نمونہ کہ جلسہ میں کھڑے ہوتے ہیں تو اپنی دوسری چادر کا حساب پیش کر کے بات کر پاتے ہیں اور کہاں حضور آپ ہیں کہ مغلیہ خون جوش مارتا ہے اور دادو دہش کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ اپنے عمال کو، ان لوگوں پر (جنہوں نے بلا کسی شرط کے اپنی جانیں، اپنے مال، اپنی عزتیں، اپنی اولادیں، اپنی جائیدادیں، اپنے وقت، اپنی عبادتیں، غرض ہر پہلو سے اپنے آپ کو آپکے قدموں میں

پھینک دیا ہے) اس طرح چھوڑ رہے ہیں جسطرح ماضی میں رومن، اپنے اکھاڑوں میں مجبور غلاموں پر خون خوار درندوں کو چھوڑا کرتے تھے۔ اگر اب تک جماعت میں کوئی خاتم المنافقین نہیں پیدا ہوا تو مجھے امید ہے کہ حضور خلیفہ خام صاحب آپکے دور میں ضرور پیدا ہو جائیگا۔ اب آپ جماعت احمدیہ کو ایک نیا سالوگن دیجئے " منافقت سب کے لئے اور سچائی کسی قیمت پر نہیں"!

ویسے اگر اب جس جماعت کو جماعت منافقاں بھی کہہ دیا جائے تو صحیح ہوگا۔ یہ تھوڑی سی جھلک ہے منافقت کی جماعت کے اندر، چھوٹی سے لیکر بڑی سطح تک، کیا جماعت کو منافقت سے پاک کیا جا سکتا ہے۔ جماعت کے عام افراد کے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ جسطرح انکے مربی خلیفہ وقت سے ملاقات کے وقت، جیب میں تیل کی شیشی ڈال کر جاتے ہیں اسی طرح جب بھی وہ کسی عہدیدار سے ملنے جائیں تو اپنی جیب میں تیل کی شیشی ڈال کر جائیں، کیونکہ حکم عدولی کی صورت میں دنیا میں انکے پاس کوئی پناہ نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اِتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت

''نوائے جنگ'' لندن کے اپریل ۲۰۰۶ء کے پہلے ہفتے کے شمارے میں مرزا مسرور صاحب سربراہ جماعت احمدیہ کا انٹرویو بمعہ ڈنمارک کے دورہ کی تصویروں کے شائع ہوا ہے اسمیں مرزا مسرور صاحب نے اپنی جماعت کے دفاع میں مندرجہ ذیل باتیں کہیں ہیں۔

(۱):۔ستمبر میں خاکے شائع ہوئے اور ہماری جماعت احمدیہ ڈنمارک کی برانچ نے اسی وقت احتجاج شروع کر دیا تھا۔ہم نے اپنا احتجاج ریکارڈ بھی کروایا۔

(۲):۔ایک فورم بھی ہوا جس میں ہمارے نمائندے نے خطاب کیا اور اسلامی تعلیمات پر بھرپور روشنی ڈالی اور بتایا کہ صحیح اسلامی تعلیمات میں امن اور پیار کی بہت قدر و قیمت ہے۔

(۳):۔اور چیف ایڈیٹر نے ہم سے باقاعدہ معافی مانگی اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عندیہ دیا۔

(۴):۔آپ نے اس موضوع پر تین چار خطبے دیئے، ان خطبوں سے یہ جان سکتے ہیں کہ ہمیں بھی آقا سے اتنا ہی پیار ہے جتنا کہ ایک مسلم کو ہونا چاہیے۔

(۵):۔ہمیں نبی اکرم کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔

(۶):۔سارے مسلمانوں کو قرآن اور سنت کی روشنی میں فیصلہ کرنا پڑیگا اور اللہ کے آخری نبی نے جو فرمایا تھا کہ چند نشانیاں پوری ہونے پر ایک مہدی آیگا ہمارا موٗقف ہے کہ وہ آچکا۔

یہ تو تھیں مرزا مسرور کی باتیں! اب یہ فقیرِ در مصطفےٰ ﷺ ایک ایک بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی معروضات کو پیش کریگا اور مجھے خوشی ہوگی اگر قادیانی جماعت ان باتوں کا جواب دے۔

پہلی بات مرزا مسرور صاحب فرماتے ہیں کہ ستمبر میں کارٹون شائع ہوئے اور جماعت نے اسی وقت احتجاج شروع کر دیا اور احتجاج ریکارڈ بھی کرایا! مرزا صاحب اچھی بات آپ نے احتجاج کیا اور ریکارڈ بھی کروایا تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے، لیکن آپ نے یہ احتجاج کر کے کیا اپنے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی، مرزا صاحب نے کتاب ''امہات المومنین'' شائع ہونے پر نہ صرف خود کوئی احتجاج نہیں کیا بلکہ انجمن حمایت اسلام کے احتجاجی ریزولیوشن کی بھی مخالفت کی اور اس سلسلہ میں کسی قانون کی مخالفت بھی کی، اور مرزا صاحب کی ایسا قانون بننے کی مخالفت تو سمجھ میں آتی ہے کہ ایسا قانون بنتا تو وہ بھی اس قانون کی زد میں آنیوالوں کی صف اول میں ہوتے۔ لیکن اسکے بعد اپنے نبی اور باپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مرزا محمود، خلیفہ ثانی نے بھی ''رنگیلا رسول'' کی اشاعت پر اسی قسم کا مظاہرہ کیا بلکہ اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ آگے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے نام نہاد نبی کے طریق کو اب کیوں چھوڑ رہی

ہے؟ کیا نبی کی باتیں اور ہدایتیں وقتی ہوتی ہیں؟

دوسری بات مرزا مسرور صاحب نے کہی کہ ایک فورم پر ان کے نمائندہ نے اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ صحیح اسلامی تعلیمات میں امن اور پیار کی بہت قدر و قیمت ہے! اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ صحیح اسلامی تعلیمات میں امن اور پیار کی بہت قدر و قیمت ہے، شکریہ۔ لیکن کیا مرزا مسرور صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ ان کے نمائندہ نے اس فورم پر کونسے اسلام کی نمائندگی کی تھی؟ کیونکہ بانی جماعت احمدیہ اور اسکے خلفاء کے نزدیک مسلمانوں اور قادیانی اسلام کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے، بانی جماعت احمدیہ کا کہنا ہے کہ ''اب وہ اسلام چلے گا جو اُن کی معرفت پیش کیا جائیگا، اور انکے بغیر پیش کیا ہوا اسلام ایک مردہ اسلام ہے''۔ اور انکے خلفاء کا کہنا ہے کہ انکا (مسلمانوں) اسلام اور ہے ہمارا (قادیانی) اور، انکا حج اور ہے ہمارا اور، انکا قرآن اور ہے ہمارا اور، انکی نمازیں اور ہیں ہماری اور۔ غرض کہ سب چیزیں مختلف ہیں۔ تو آپ نے مسلمانوں کا اسلام پیش کیا ہے تو اپنے ہی خودساختہ نبی مرزا غلام اے قادیانی کی مخالفت کی ہے اور اگر اپنے نبی مرزا صاحب کا اسلام پیش کیا ہے تو وہ تو امن اور پیار کا اسلام ہو ہی نہیں سکتا! کیونکہ جب آپ عیسائیوں کو کہیں گے کہ ''آپکا مذہب بدبودار ہے'' ''آپکے نبی کی تین دادیاں اور نانیاں کنجری تھیں'' ''آپکے نبی کا فاحشہ عورتوں کے ساتھ میل جول تھا'' اور اسی قسم کی باتیں ہندوؤں کو، آریوں کو بھی کہی ہیں تو کتنا امن اور پیار مرزا غلام اے قادیانی بانی جماعت کی تعلیمات پیش کر رہی ہیں وہ ظاہر ہے یا مرزا مسرور صاحب ثابت کریں کہ یہ سب غلط ہے؟

تیسری بات مرزا مسرور نے یہ کہی کہ چیف ایڈیٹر نے ہم سے باقاعدہ معافی مانگی! جماعت احمدیہ ہر بات کا ریکارڈ رکھتی ہے کیا وہ دعوے کے ساتھ معافی کے صحیح الفاظ شائع کریگی؟ دوسرے جب یہ اخبار، حکومت کے دباؤ، وہاں کی تمام مسلم تنظیموں، جو کہ ڈنمارک میں بسنے والے تمام (ہزاروں) مسلمانوں کی نمائندہ تھیں کے دباؤ پر، اور گیارہ اسلامی ملکوں کے نمائندوں کے دباؤ پر بھی معذرت کرنے یا معافی مانگنے پر آمادہ نہیں ہوا، حتیٰ کے اسکے ملک کی کئی فرمیں ڈوب گئیں لیکن تب بھی وہ آمادہ نہیں ہوا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپکی جماعت جو ڈنمارک میں تین چار سو سے زیادہ نہیں اسکے کہنے پر معافی مانگ لے؟ یا جماعت کا کوئی ایسا خاص تعلق ہے ان سے، جسکی وجہ سے اس ایڈیٹر نے معافی مانگی؟ کیا جماعت اس تعلق کی وضاحت کریگی؟

چوتھی بات مرزا مسرور صاحب نے کہی کہ انہوں نے تین چار خطبے دیئے ہیں انکو سن کر اندازہ ہو جائیگا کہ انکو آقا (رسول کریم ﷺ) سے کتنا پیار ہے۔ ظاہری باتیں تو ہر کوئی کر لیتا ہے سیاسی مقاصد کے لئے، اور آپکی جماعت دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے مرزا غلام اے قادیانی بانی جماعت احمدیہ کی بعض تحریریں بطور نمونہ عشق رسول پیش کرتی رہتی ہے، لیکن کیا واقعی آپکو رسول کریم ﷺ سے محبت ہے؟ کیونکہ اگر آپ رسول کریم سے محبت کرتے ہیں تو آپکو اپنے پردادا اور

بانی جماعت پر چار حرف بھیجنے پڑیں گے، کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک انسان مرزا صاحب کو نبی بھی مانے، انکی تحریروں کو خدا کی وحی بھی مانے اور پھر رسول کریم ﷺ سے محبت بھی کرتا ہو؟ کیونکہ بانی جماعت کے ایک دو نمونے پیش خدمت ہیں جس سے میری بات کا آپکو اندازہ ہو جائیگا۔ حدیث شریف ہے کہ "میرے گھر اور مسجد نبوی کے ممبر کے درمیان زمین جنت کا ٹکڑا ہے، لیکن مرزا غلام اے قادیانی لکھتے ہیں "خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی" اور دوسری جگہ اپنی قبر کو چاندی کی قبر قرار دیا۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ آنحضور ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا بنا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اسمیں سور کی چربی پڑتی ہے"۔ اور ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ "ممکن ہے کہ بوجہ کوئی مثال نہ ہونے کے رسول کریم ﷺ کو ابن مریم، اور دجال وغیرہ کی حقیقت معلوم نہ ہو"۔ کیا آپ بانی جماعت احمدیہ کی ان تحریروں سے برأت کا اظہار کرتے ہیں، اور کیا آپ یا کوئی احمدی اس بات کا انکار کریگا کہ جب بھی بانی جماعت تو دور کی بات آپکے ایک مربی یا مبلغ پر بھی کوئی اعتراض کرے تو فوراً جماعت کا چوہا بھی دم کے بل کھڑے ہو کر رسول پاک ﷺ کی ذات اقدس پر اعتراض جڑ دیتا ہے؟

پانچویں بات مرزا مسرور صاحب نے کہی کہ ہمیں نبی اکرم کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔ مرزا مسرور کی مراد مرزا غلام اے قادیانی ہیں یا واقعی رسول کریم؟ مرزا صاحب بانی جماعت لکھتے ہیں "جو مجھے نہیں مانتا، وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا، ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے"۔ اور دوسری جگہ اپنے بانی جماعت احمدیہ اپنے آپ کو (نعوذ باللہ) عین محمد قرار دیتے ہیں۔ اب یہ بھی وضاحت کر دیجئے کہ کونسے نبی کی بات آپ کر رہے ہیں؟

آخری بات جو مرزا مسرور صاحب نے کہی کہ "سارے مسلمانوں کو قرآن اور سنت کی روشنی میں فیصلہ کرنا پڑیگا اور اللہ کے آخری نبی نے جو فرمایا تھا کہ چند نشانیاں پوری ہونے پر ایک مہدی آئیگا ہمارا موقف ہے کہ وہ آچکا"۔ جناب مرزا مسرور صاحب یہ فیصلہ تو سو سال قبل تمام مکاتیب فکر کے علماء دے چکے کہ مرزا غلام احمد قادیانی زندیق ہیں اور انکے ماننے والے کافر ہیں اور جن کو آپ مسلمان کہہ رہے ہیں (اپنے جھوٹے نبی کی تعلیم کے برخلاف) وہ تو مرزا صاحب کی وحی کے تحت مسلمان ہی نہیں رہے، آپ کن کو مخاطب کر رہے ہیں؟ نیز آپ خود دنیا کے مختلف ممالک میں عدالتوں میں گئے اور ان عدالتوں نے بانی جماعت اور اسکے خلفاء کی تحریروں اور بیانات کو دیکھتے ہوئے آپ ہی کو کافر قرار دیا، اب آپ کن مسلمانوں کی بات کر رہے ہیں؟ اور جو آپ بتا رہے ہیں کہ چند نشانیاں پوری ہونے پر مہدی آچکا، تو ایک بھی نشانی بتائیں جو آپکے (خود ساختہ) مہدی پر پوری اترتی ہو۔ دوسرے مرزا صاحب کا دعویٰ صرف مہدی کا تھا یا کوئی اور بھی، ان دعوؤں کا بھی کھل کر نام لیں؟ تیسری بات، مہدی کہتے ہیں "خدا سے ہدایت یافتہ"۔ اب جسکو آپ مہدی کہہ رہے ہیں

اسکے ہدایت یافتہ اخلاق کا ایک آدھ نمونہ تو بعد میں لیکن مرزا صاحب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں ''محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں''۔ تو کیا مرزا صاحب واقعی یقینی مہدی ہیں؟ دوسری جگہ لکھتے ہیں، ''امام بخاری اور مسلم نے مہدی کا کوئی ذکر نہیں کیا اور امام مہدی کا نام تک نہیں لیا''۔ اب آپ بتائیں گے کہ مرزا صاحب کے مہدی کے دعویٰ کی کیا بنیاد ہے؟ اور اب مہدی اخلاق کا ہدایت یافتہ نمونہ، ''اے غزنی کے بندر''۔ ''تو کتوں کی طرح تھا''۔ ''تو غرق کیا گیا اور جلایا گیا اے احمقوں کے فضلے'' ایسے اور اس سے سخت تر نمونے بہت ہیں، لیکن سوال صرف یہ ہے کہ کیا ایسے ہدایت یافتہ مہدی پر ایمان لانے کے لئے بلا رہے ہیں؟ میری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو بھی اور آپکی جماعت کو بھی یہ مہدی مبارک نہ کرے اور ہدایت دے، آمین۔

نوٹ: اگر کوئی اعتراض کرے کہ بے حوالہ بات کی گئی ہے تو عرض ہے کہ مضمون کی طوالت کی وجہ سے حوالہ جات نہیں دیئے ورنہ مرزا صاحب سے منسوب ہر بات کا حوالہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

طاعون

کنہیالال کپور اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''ہندوستان کے ہر شہر، ہر محلے بلکہ ہر گلی میں ایک پیمبر یا اوتار رہتا ہے، جو خدا سے تو محبت کرنا سکھاتا ہے لیکن اس کے بندوں سے نفرت سکھاتا ہے''۔ مرزا غلام احمد قادیانی، نے بھی کنہیا لال کپور کی طرح یہ حقیقت پہچان لی، کنہیالال تو یہ حقیقت سمجھ کر بھی اپنے کاموں میں لگے رہے لیکن مرزا صاحب جب ہر طرف سے ناکام ہو گئے، خانگی زندگی میں، خاندانی معاملات میں، جائیداد کے مقدموں میں، سرکاری ملازمت میں، تو انہوں نے سوچا کہ مذہبی دکانداری شروع کی جائے، فنانس اور مددگار بھی مل گئے اور سرکاری سرپرستی سے اس میں کامیاب بھی ہو گئے۔ مرزا صاحب موقع پرست تو تھے ہی، اور ہدایت کار بہت دور کی سوچنے والے تھے۔ ہدایت کاروں نے اپنے سیاسی، سماجی، اور سامراجی مقاصد کے تحت ضعیف الاعتقاد، ان پڑھ اور وقت و حالات کی چکی میں پسے ہوئے، نیز غربت کے دوزخ میں رہنے والوں کی جنت میں جانے کی خواہش کو بھانپتے ہوئے، بڑی ہوشیاری سے پلاننگ کی، قدم بہ قدم دعوے بڑھاتے گئے، مرزا صاحب بھی سمجھدار اداکار تھا۔ جیسے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں کا درجہ بڑھتا گیا، ساتھ ساتھ علم نجوم، رمل، جفر، طب اور قیاس کو استعمال کرتے ہوئے پیشگوئیاں بھی کرتے گئے، چونکہ یہ پیشگوئیاں خدا کی طرف سے نہیں تھیں اس لئے ایک بھی پیشگوئی پوری نہ ہوئی، اور ہر پیشگوئی کو اتنی زیادہ تاویلوں میں لپیٹا گیا کہ عام آدمی کے لئے مشکل ہے کہ انکی پیشگوئیوں اور تاویلوں کو علیحدہ کر کے واضح طور پر دیکھ اور سمجھ سکے اور اگر انکی کسی ٹامک ٹوئی کا معمولی سا جز بھی پورا ہو گیا تو اسکو اتنا اُچھالا کہ اصل پیشگوئی اسکے شور شرابے میں دب جائے۔

طاعون کی پیشگوئی:

مرزا صاحب کی اسی طرح کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی طاعون کے بارے میں بھی ہے۔

''و انی بشرت فی ھذہ الایام من ربی الوھاب، فآمنت بوعدہ و رضیت بترك الاسباب و ما کان لی ان اعصی ربی او اشک فیما اوحی، و لاابالی قول الاعداء فان الارض لا تفعل شیأ الا ما فعل فی السما''۔ ترجمہ: یعنی ان دنوں مجھے اللہ کی طرف سے بشارت دی گئی، پس میں اسکے وعدہ پر ایمان لایا اور ترک اسباب پر راضی ہو گیا۔ میں اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی اپنی وحی میں شک کا شائبہ داخل کر سکتا تھا۔ مجھے دشمنوں کی باتوں کی کچھ پرواہ نہیں، کیونکہ زمین میں کچھ نہیں، ہر بات آسمان میں فیصلہ ہوتی ہے''۔ [مواہب الرحمٰن/ رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۲۳۵]۔ مزید تفصیل کذبات مرزا صفحہ 85۔

''اس ملک میں ایک سخت طاعون آنے والی ہے اور دوسرے ممالک میں بھی جس کی نظیر پہلے کبھی دیکھی نہیں گئی۔ وہ لوگوں کو دیوانوں کی طرح کر دے گی۔ اس سال میں یا آئندہ سال''۔ [مجموعہ اشتہارات/ جلد ۳/ صفحہ ۵۹۲]۔ اور

یہ نہیں آئی۔

طاعون مانگی:

''میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے۔سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی'' ۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲ /صفحہ۲۳۵]۔

طاعون کی پیشگوئیاں پہلی کتابوں اور قرآن شریف میں:

میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں تمام نبیوں کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک میں خارق عادت طور پر طاعون پھیل گئی'' [تذکرۃ الشہادتین/رخ جلد۲۰/صفحہ۳۶]۔

پہلے طاعون کہاں ظاہر ہوئی:

''پس یہ پیشگوئی ایسے وقت میں کی گئی تھی، یعنی فروری ۱۸۹۸ءمیں ، جبکہ تمام پنجاب میں صرف دو ضلعے طاعون سے آلودہ تھے، دیکھو اخبار عام ۲، اگست ۱۹۰۲ءجس میں یہ سرکاری اشتہار درج ہے'' ۔[نزول المسیح / رخ جلد۱۸/ صفحہ۵۳۲]۔

''میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا اس سے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا'' ۔[اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء/ مجموعہ اشتہارات/ جلد۳/صفحہ۵]۔

مرزا نے کب خبر دی اور کب ظاہر ہوئی:

''حمامۃ البشریٰ میں، جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی، میں نے لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے۔سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی'' ۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۲۲۴]۔

تحدی، قادیان میں طاعون نہیں:

''یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔وہ رحیم و کریم خدا ہے لیکن جب انسان شوخی کرتا ہے تو اُسے ڈرنا چاہیے۔کیا وہ نہیں جانتے کہ اسی قادیان میں طاعون نہیں ہوا تھا تو میں نے شائع کر دیا تھا انی اُحافِظُ کل من فی الدار ۔پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوؤں کے تو گھر خالی ہو جاویں اور میرے گھر کا چوہا بھی نہ مرے'' ۔[ملفوظات/

جلد۹/صفحہ۱۶۳/۲۴جنوری ۱۹۰۷ء]۔

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيهِمْ۔ یہ خدا کے شایان شان نہیں کہ عذاب دے ان لوگوں کو جن میں تو ہو۔[سورۃ انفال/آیت ۳۳]۔

اِنَّ اللّٰهَ لَايُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ۔ (سورہ رعد آیت ۱۱) اب تحریف مرزا دیکھئے! ترجمہ: یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہ کریگا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں، جو اُن کے دلوں میں ہیں۔ یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو نہ مان لیں تب تک طاعون دور نہ ہوگی۔ اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ تاتم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا''۔[تذکرہ/صفحہ۳۱۸و۳۱۹]۔

''قادیان، طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا، وہ بھی اچھا ہو گیا''۔[دافع البلاء/ رخ جلد۱۸/صفحہ۲۲۶]۔

''اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا''۔[دافع البلاء/ رخ جلد۱۸/صفحہ۵]۔

''خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے، حالانکہ تو ان میں رہتا ہے''[دافع البلاء/ رخ جلد۱۸/ صفحہ۲۲۷]۔

''دنیا میں طاعون گو ستر برس تک رہے۔ قادیان اسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رہے گا، کیونکہ یہ اسکے رسول کی تخت گاہ ہے''۔[دافع البلاء/ رخ جلد۱۸/صفحہ۱۰]۔

''سمجھو کہ قادیان اِسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کے کہ قادیان کے چاروں طرف دو، دو میل کے فاصلے پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہو گئیں۔ بلکہ طاعون کی خبر آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی دی گئی ہے''۔(اس کی کچھ بے مقصد تشریح حاشیہ میں بھی لکھی ہے جس کسی کو طاعون کا ظاہر ہونا نظر نہیں آتا۔ ناقل)۔[دافع البلاء/ رخ جلد۱۸/صفحہ۲۲۶]۔

قادیان میں طاعون:

''ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی''۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۲۴۴]۔

مرزا کے مرید طاعون سے بچائے جائیں گے:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہوتو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں''[اشتہار، عام مریدوں کے لئے ہدایت ۱۳، اگست ۱۹۰۷ء]۔

مرزا کے طاعون سے مرنے والے مرید:

کونسا احمدی طاعون سے نہیں مریگا: ''پہلی کتابوں میں بھی اس قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ خدا پچھتایا۔ میرے الہام میں بھی افطار وصوم اسی رنگ کے الفاظ ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جس مومن کے وجود میں خلق اللہ کا نفع ہو اور اسکی موت شماتت کا باعث ہو وہ کبھی طاعون سے نہیں مریگا۔ میں جانتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جس کو میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے پہچانتا ہو جو شناخت کا حق ہے''۔[ملفوظات/ جلد۷/ صفحہ۹]۔ یہاں مرنے والوں کی تاریخیں چیک کرنی ہیں۔

''اگر کوئی ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت ہو جاوے تو جنازہ اُٹھانے والا بھی نہیں ملتا''۔[ملفوظات/ جلد۷/صفحہ۳۴۹]۔۲۸، اپریل ۱۹۰۵ء۔

''اس میں شک نہیں کہ طاعون عذاب کی صورت میں نازل ہوا ہے اور اگر ہماری جماعت میں سے بعض آدمی طاعون سے فوت ہوئے ہیں تو اس پر شور مچانا یا اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے''۔[ملفوظات/ جلد۷/صفحہ۱۶۰]۔

''ایسے معترضین کو یاد رکھنا چاہیے کہ موت تو ہر نفس کے لئے مقرر ہے اور ایک نہ ایک دن سب کو مر جانا ہے''۔[ملفوظات/ جلد۷/صفحہ۱۵۸]۔

'' مریدوں کی طاعون سے حفاظت: مگر بڑے بڑے مرزائی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ برہان الدین جہلمی۔ محمد افضل ایڈیٹر البدر اور اسکا لڑکا۔ مولوی محمد یوسف سنوری، عبداللہ سنوری کا بیٹا۔ ڈاکٹر بوڑیخان۔ قاضی ضیاء الدین۔ ملاں جمال الدین سیدوالا۔ حکیم فضل الٰہی۔ مرزا افضل بیگ وکیل۔ مولوی محمد علی ساکن زیرہ۔ مولوی نور احمد ساکن لودھی منگل۔ ڈنگہ کا حافظ۔[بحوالہ ذکر الحکیم عرف کانا دجال/صفحہ۸۹/ بحوالہ احتساب قادیانیت/ جلد۱۲/صفحہ۳۷۰]۔

مرزا کے حفاظتی انتظامات:

''اگر ہمارے لئے آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کراتے۔ اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا کہ اس زمانے میں انسانوں کو ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے

کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائیگا، وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے"۔[کشتی نوح/رخ جلد۱۹/صفحہ۱تا۲]۔اسی طرح طاعون سے محفوظ رہنے کا جونشان مجھے دیا گیا ہے۔میں اس سے کیوں کرانکار کرسکتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بدون ٹیکہ مجھے اس بیماری سے بچایا گیا ہوں"۔[ملفوظات احمدیہ/حصہ ہفتم/صفحہ۵۰۸/مرتبہ منظور الٰہی قادیانی]۔

"لنا من الطاعون امان ولا تخوفو فی من هذه النیران فان النار غلامنا بل غلام الغلمان ۔ترجمہ:ہمارے لئے طاعون سے امان ہے، مجھ کو طاعون سے مت ڈراؤ۔طاعون ہمارا غلام بلکہ غلاموں کا غلام ہے"۔[مواہب الرحمٰن/رخ جلد۱۹/صفحہ۲۴۲]۔

مکان کے سامنے لکڑی کا ایک بڑا ڈھیر[ذکر حبیب/صفحہ۱۰۶]۔[سیرت المہدی/ جلد۳/ صفحہ۲۵۸/روایت۸۷۴]۔

مرزا کے گھر میں طاعون:

"طاعون اسی طرح پر تیزی سے شروع ہے بلکہ اور بھی بڑھ رہا ہے مگر مجھ کو خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ تیرے گھر کی چار دیواری میں رہنے والوں کو اس مرض سے بچاؤں گا اور دیکھو اب تک کئی دفعہ اس نواح میں سخت طاعون پڑ چکی ہے اور گاؤں کے گاؤں خالی ہو گئے ہیں اور خود قادیان میں بھی طاعون کئی دفعہ پڑ چکا ہے مگر اس گھر کو خدا تعالیٰ نے بچائے رکھا اور کوئی آدمی بھی اس مرض سے نہیں مرا بلکہ اس گھر کا کوئی چوہا بھی ہلاک نہیں ہوا"۔[ملفوظات/ جلد۹/صفحہ۲۴۵] ۲۵،اپریل ۱۹۰۷ء۔

"انی اُحافِظُ کل من فی الدار ۔خدا کے فضل سے ہمارے گھر کا ایک کتا بھی طاعون سے نہیں مرا"۔ حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۵۴۷]۔

"انی اُحافِظُ کل من فی الدار (تذکرہ،صفحہ۴۴۸و۴۴۹)۔ترجمہ:میں ہر ایک کی جو اس گھر میں ہے حفاظت کروں گا،اور اُسے لوگوں کے لئے آیت بناؤں گا۔اور یہ ہماری طرف سے رحمت ہوگی۔اور یہ بات اٹل ہے۔ میرے پاس کئی علاج ہیں"۔

خاص مرزا کے گھر میں عبدالکریم سیالکوٹی اور پیراں دتہ،مولوی نورالدین کی بیوی،طاعون سے ہلاک ہوئے"۔

[بحوالہ ذکرالحکیم عرف کانا دجال/ص۸۹/بحوالہ احتساب قادیانیت/جلد۱۲/صفحہ۳۷۰]۔

مرزا کا گھر چھوڑ کر بھاگنا:

"لیکن یہ کبھی منع نہیں ہے کہ لوگ اپنے گھروں سے نکل کر باہر کھلے میدانوں میں اور کھیتوں میں نہ جاویں بلکہ یہ ضروری ہے

اوراس سے عموماً فائدہ پہنچتا ہے۔ جہاں طاعون ہو فوراً اس گھر کو خالی کر دینا چاہیے۔ اور باہر کھیتوں یا کھلے میدانوں میں بیشک چلے جاؤ بلکہ ایسا کرنا ضروری ہے"۔ [ملفوظات/ جلد ۷/ صفحہ ۱۴]۔

طاعون سے فائدہ کیسے اُٹھایا:

"میں یقیناً کہتا ہوں کہ جب طاعون شروع ہوئی ہے اس وقت میری جماعت کی تعداد بہت تھوڑی تھی مگر اس وقت دو لاکھ سے بھی یہ جماعت بڑھی ہوئی ہے اور یہ ترقی طاعون کے سبب سے بھی ہوئی ہے۔ طاعون نے میری جماعت کو بڑھایا ہے، مخالفوں کو گھٹایا ہے"۔ [ملفوظات/ جلد ۷/ صفحہ ۱۶۱]۔

بیہودہ چیلنج:

"تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نسبت پیش گوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور انکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکاونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُنکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں اور مناسب ہے کہ عبد الجبار اور عبد الحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلی ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس مہلک مرض سے محفوظ ہو جائیگا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائیگی اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائیگا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا" [دافع البلاء/ رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۲۳۱]۔

طاعون ختم نہ ہوگی جب تک سب ایمان نہ لائیں:

"طاعون کا ذکر چل پڑا۔ آپ نے پرانی روسیاہاتھی والی بیان کی اور بالآخر فرمایا کہ، میرا الہام تو یہی ہے ان اللہ لا یغیر ما بقومٍ حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ جب تک پوری تبدیلی اور اصلاح نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ کا یہ عذاب ٹلتا نظر نہیں آتا۔ [ملفوظات/ جلد ۸/ صفحہ ۲۶۹]۔ (۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء)

"جب تک وہ خدا کے ماموراور رسول کو نہ مان لیں تب تک طاعون دور نہ ہوگی"۔ [دافع البلاء/ رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۵]۔

ابتداء نومبر ۱۹۰۲ئسے خدا تعالیٰ اپنا روزہ کھولے گا۔ اس وقت معلوم ہو جائیگا کہ اس افطار کے وقت کون کون ملک الموت کے قبضے میں آیا" [دافع البلاء/ رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۲۳۷]۔

''طاعون دنیامیں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح موعود سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھ دیا گیا۔ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جب لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے''۔[دافع البلاء/رخ جلد۱۸/صفحہ۸،۹]۔

''خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے۔ حالانکہ تو ان میں رہتا ہے۔ وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست بُرد سے بچالے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا۔ اور تیرا اکرام مدِنظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا''۔[تذکرہ/صفحہ۴۳۶/بحوالہ دافع البلاء/صفحہ۶تا۸]۔

ایک طرف تو یہ الہامات ہیں دوسری طرف طاعون سے بچنے کے لئے مرزا ایسے بھاگا جیسے چور کے پیچھے پولیس لگی ہو تو چور نہ دیوار دیکھتا ہے اور نہ کوئی گڑھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تشریحات

جب بھی کوئی شخص قادیانی مذہب کی کتابیں یہ سمجھنے کیلیئے پڑھتا ہے کہ وہ اس مذہب کی اصل کو سمجھے تو وہ شخص نہ صرف بانی مذہب کے پیدا کیئے ہوئے تضادات کے سمندر میں غوطے کھانے لگتا ہے بلکہ بانی قادیانی مذہب، انکے بیٹوں اور اصحاب مرزا کی تحریریں اس شخص کی عقل، ضمیر، جذبات، شرافت کے لئے ایک ایسی تکلیف دہ صورت حال پیدا کرتی ہیں کہ اسلام کو سمجھنے والا، اندرونی طور پر ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہے، اور علاوہ ازیں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں جنکے جواب نہیں ملتے، لیکن وہ اس جماعت کی طرف سے جواب جاننا چاہتا ہے۔ ویسے تو ہر مسلمان ہی قادیانی جماعت سے یہ جاننا چاہتا ہے کہ وہ اسلام کی بنیاد پر حملہ کرنیوالے عقائد کو اسلام کے نام سے کیوں اور کیسے پیش کر رہی ہے؟ لیکن اگر کسی تحریر کے ٹکڑے سے آپکے ذہن میں کوئی سوال ہوں تو ہمیں کالم کی شکل میں لکھ کر بھیج دیں، ہم آپکے نام سے قارئین کی خدمت میں پیش کر دینگے۔ اور اگر آپ اپنا نام نہیں دینا چاہتے یا کالم نہیں لکھ سکتے تو سادہ طریق میں وہ تحریر اور اسپر اٹھنے والے سوال/سوالات بھیج دیں ہم آپکے سوالات کو کالم کی صورت میں پیش کر دیں گے۔ اور پسندیدہ بات یہی ہوگی کہ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی، انکے بیٹوں اور انکے خلیفوں کی تحریریں اور ان پر سوالات ہوں، لیکن کسی اور سکہ بند قادیانی عالم کی بات بھی آپ پیش کر سکتے ہیں اور آپکے علم میں اضافہ کے لئے اور قادیانی حضرات کی خدمت میں، اُن سے ان سوالوں کے جواب حاصل کرنے کیلیئے آپکے ایک دوست جو قادیانیت کا تنقیدی مطالعہ بطور خادم اسلام کرتے رہتے ہیں اپنے قلمی نام ابوالسہیل سے یہ کالم لکھیں گے اور ہماری کوشش ہوگی کہ یہ کالم تسلسل کے ساتھ آپکی خدمت میں پیش کرتے رہیں۔ تو مرزا محمود صاحب کی تشریحات اور توجیہات بہت سے سوال پیدا کرتی ہیں۔

''حضرت مسیح موعود نے اسکے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ کاٹا جائیگا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔''

[بحوالہ حقیقۃ الرؤیاء/صفحہ ۴۶/ از مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی]۔

میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ کب خشک ہوا؟ دوسرا اگر کافی عرصہ سے خشک تھا تو مرزا غلام احمد صاحب کے علم دین کی پرورش کس دودھ سے ہوئی؟ تیسرا یہ کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب کے دعوے کے بعد خشک ہوا تو یہ کیسے نبی ہیں کہ آتے ہی جس مذہب کو ترقی دینی تھی اسی کی روحانی چھاتیاں خشک کر دیں؟ چوتھے حج کس مقصد کے لئے ہے جب مکہ مدینہ کی چھاتیوں سے کسی کو روحانیت کا دودھ نہیں ملتا تو پھر حج کا کیا مقصد؟ پانچویں کیا خدا نے دین کی تکمیل کی بشارت دی تھی تو اس میں یہ مفہوم نہیں تھا کہ یہ دین کی چھاتیاں سدا بہار ہیں اور ان چھاتیوں کے دودھ سے

اب قیامت تک رہتی انسانیت سیراب ہوگی؟ چھٹے قادیان کی چھاتیوں کا دودھ کب تک رہے گا یار ہا اور اس کے بعد کس کی چھاتیاں دیکھنی پڑیں گی؟ ساتویں مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ مرزا صاحب کے دور تک یا پھر بھی ایک لمبا عرصہ دودھ موجود رہا مگر قادیان کی چھاتیوں کا دودھ تو مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی تک بھی نہ رہا یا کم از کم انکے زمانہ میں بھی کوئی بڑی تبدیلی نظر نہیں آتی بعد کی بات تو بہت دور کی ہے؟۔ انکے اپنے شکوے کہ میرے اصحاب نے کچھ نہیں سیکھا اور ان کی اپنی زندگی کے دوران مرزا غلام احمد صاحب نے جن لوگوں کی بڑی عزت کی اور بہت اعتماد کا اظہار کیا، میرا مطلب محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب وغیرہ ہیں، انکے متعلق مرزا محمود نے اپنی تحریروں میں لکھا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب کے زمانہ ہی سے منافقت کا شکار تھے اور ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے تو مرزا غلام احمد صاحب پر بد دیانتی کے الزامات بھی لگائے۔ ساتویں کیا قادیان کی چھاتیوں کا دودھ مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے لئے ہی تھا یا اوروں کے لئے بھی تھا یا ہے، کیونکہ ہمیں تو اس دودھ کے فوائد سوائے ان کے خاندان کے کہیں نظر نہیں آئے؟ کیا چھاتیاں مرزا محمود صاحب کے ذہن پر اتنی سوار تھیں کہ آپکو دین میں بھی دودھ بھری یا سوکھی چھاتیوں کے علاوہ، کوئی اور مناسب تشبیہہ نہ مل سکی؟ میرے خیال میں مرزا محمود مجبور تھے، خاندانی ورثہ کا تسلسل ہے، باپ کو نماز اور جنسی فعل میں مطابقت نظر آتی ہے، بیٹے کو تقریروں میں کبھی چھاتیاں یاد آتی ہیں اور کبھی بٹالوی صاحب کے والد کا آلہ تناسل یاد آتا ہے اور ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ موجودہ خلیفہ کو اپنی جماعت کی عورتیں مجموعی طور پر ننگی نظر آتی ہیں اور وہ کہنے پر اپنے کو مجبور پاتا ہے کہ "عورتیں اپنا ننگ ڈھانپیں"۔ اور یہ سلسلہ کہاں رکے گا؟ اللہ ہی جانے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزا صاحب کے دعویٰ جات

حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو شعور اور مذہب کی پہچان کرائی۔ اسکے بعد مسلسل انبیاء علیہم السلام آتے رہے جو کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، لیکن جب نسل انسانی، شعور کی اس منزل تک پہنچ گئی کہ اسکے لئے دین اب تک جو مختلف ٹکڑوں میں اور مختلف انبیاء کے ذریعہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے بھیجا گیا تھا ایک جگہ مکمل کر کے، ایک مکمل انسان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ نسل انسانی تک پہنچا دیا اور ساتھ ہی پیغام دے دیا کہ آج تمہارا دین مکمل کر کے تم تک پہنچا دیا ہے اور اب تا قیامت تم کو کسی نئے دین لانے والے نبی کی ضرورت نہیں، اس لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی خدا کی طرف سے نہیں مبعوث ہوگا اور جو یہ دعویٰ کریگا یقینا جھوٹا ہوگا۔ ہم تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ ایسے کئی مدعیان نبوت کچھ عرصہ کے لئے کامیاب بھی نظر آئے لیکن آخر ایسے نیست و نابود ہوئے کہ سوائے تاریخ کے اوراق کے انکا وجود کہیں بھی نہیں۔ آج کے دور میں بھی ایسے کئی دعویداران نبوت پیدا ہوئے لیکن ان میں سے سب سے زیادہ صرف اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے امن کے لئے بھی خطرناک مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا صاحب نے اسلام کے لبادہ کو اوڑھ کر اور اسلام کے درخت پر آکاس بیل کی طرح سوار ہو کر اپنے آپ کو ایک مسلم مدعی نبوت کے طور پر پیش کیا ہے اور اب انکی نسل مرزا غلام احمد قادیانی کے اٹھائے ہوئے کفر کو ہی بطور اسلام پیش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ نیا مذہب دنیا کے امن کے لئے اس لئے خطرناک ہے کہ مرزا صاحب نے کونسا بانی مذہب ہے جسکی توہین نہیں کی یا کونسا مذہب ہے جس پر اشتعال انگیزی کی تلوار نہیں چلائی، اور کونسا نبی ہے جس کی نسبت سے اپنی شخصیت کو بڑھا چڑھا کر پیش نہیں کیا؟

چونکہ کسی بھی مذہب کی بنیاد اسکے بانی کی تعلیمات ہی ہوتی ہیں اس لئے جب ایک نبی کی تعلیم کی بنیاد ہی بے جا تصرف، ناجائز دعویٰ جات، اور دوسرے مذاہب اور انکے بانیان کی توہین پر مشتمل ہو تو وہ مذہب امنِ عالم کے لئے خطرہ نہیں تو اور کیا ہوگا۔ مرزا صاحب کی تعلیم کا دوسرا حصہ کاسہ لیسی ابن الوقتی اور بے ضمیری پر مشتمل ہے، مرزا صاحب کبھی اپنے الفاظ پر قائم نہیں رہے، جو بات آج قسم کھا کر بیان کی، کچھ عرصہ بعد قسم کھا کر اسکی تردید کر دی۔ مرزا صاحب کی ایک بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر انہوں نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اور تاویل ایسی کرتے کہ شیطان بھی ان سے تاویلات سیکھ کر اپنے کام پر لگا ہوگا۔ اس لئے مرزا صاحب کو نبی تاویلات کہنا چاہیے۔

مرزا صاحب سے قبل، ان کی طرح کئی جھوٹے مدعی نبوت ہوئے، ہر ایک نے ایک یا دو، حد تین دعوے کئے ہاں بہاء اللہ کے دعوے دو تین سے بھی بڑھ گئے، لیکن مرزا صاحب کے دعویٰ جات کی تعداد انکی لکھی ہوئی کتابوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ اور اس طرح ایک ایسا انتشار پیدا کر دیا ہے۔ جب قادیانیوں (احمدیوں) سے سوال جواب شروع کیا

جائے تو وہ پارے کی طرح ایک دعویٰ سے دوسرے دعویٰ پر آتے ہیں اور کوئی واضح بات نہیں کر سکتے، سوائے حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام کے اور وہ بھی غلط اور ان پڑھ یا عربی نہ سمجھنے والوں کے سامنے، اگر کوئی عربی دان ٹکر جائے تو یہ کہہ کر بھاگ جاتے ہیں کہ یہ عربی کا غلط ترجمہ اور مطلب نکال رہا ہے، چاہے وہ خالص عرب عالم ہی کیوں نہ ہو۔

مرزا صاحب کے دعاوی کی فہرست پیش خدمت ہے، حتی الامکان اسکو مکمل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن مجھے یقین ہے کہ فہرست مکمل نہیں۔ اس لئے اگر کوئی صاحب اس میں کسی کمی کی نشاندہی کر دیں تو شکریہ کے ساتھ اس کمی کو دور کر دیا جائیگا، اور اگر باوجود احتیاط کے اگر کوئی دعویٰ یا نام دہرا لکھا گیا ہے تو معذرت، نشاندہی پر درست کر دیا جائیگا۔ [۱] مناظر اسلام [۲] سلطان القلم [۳] ملہم [۴] مجدد [۵] خاتم الاولاد [۶] محدث [۷] مثیل مسیح [۸] مسیح موعود [۹] مریم [۱۰] مسیح ابن مریم [۱۱] یسوع کا ایلچی [۱۲] مسیح ابن مریم سے بہتر [۱۳] (حدیث کے مطابق) حارث [۱۴] رجل فارسی [۱۵] چینی الاصل [۱۶] مغل [۱۷] حامل وحی [۱۸] بنی فاطمہ سے [۱۹] امام الزماں [۲۰] امام قائم [۲۱] خاتم الخلفاء [۲۲] خاتم الاولیاء [۲۳] خاتم الانبیاء [۲۴] حسین سے افضل [۲۵] حسنین سے بہتر [۲۶] تمام انبیاء سے افضل [۲۷] جری اللہ فی حلل الانبیاء [۲۸] رسول [۲۹] ذوالقرنین [۳۰] آدم [۳۱] شیث [۳۲] نوح [۳۳] ابراہیم [۳۴] الحق [۳۵] اسمعیل [۳۶] یعقوب [۳۷] یوسف [۳۸] داؤد [۳۹] مجی [۴۰] تمام انبیاء کی خوبیوں کا مظہر [۴۱] تشریعی نبی [۴۲] میکائیل [۴۳] حجر اسود [۴۴] بیت اللہ [۴۵] شیر خدا [۴۶] شمس [۴۷] قمر [۴۸] سراج منیر [۴۹] نذیر [۵۰] آیت اسمہ احمد کا مورد [۵۱] فخر اہل اسلام پنجاب [۵۲] بمنزلہ خدا کا عرش [۵۳] امن کا شہزادہ [۵۴] برہمن اوتار [۵۵] رسل [۵۶] منتخب کائنات [۵۷] کلمۃ الازل [۵۸] نور اللہ [۵۹] منصور [۶۰] مراد اللہ [۶۱] کاسر الصلیب [۶۲] رحمت اللعالمین [۶۳] احمد [۶۴] محمد [۶۵] رسول کریم کا مظہر اکمل [۶۶] جسکا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا [۶۷] جس کا قدم سب سے اونچے منارہ پر ہے [۶۸] خدا کا بیٹا [۶۹] حرز سلطنت [۷۰] کن فیکون کی طاقت والا [۷۱] خدا کا کشتہ [۷۲] وجیہہ حضرت باری [۷۳] خدا کے پانی سے (نطفہ خدا) [۷۴] خدا کی تفرید اور توحید [۷۵] مارنے کی طاقت رکھنے والا [۷۶] خدا مجھ سے ظاہر ہوا [۷۷] زندہ کرنے والا [۷۸] مہدی موعود [۷۹] نبی [۸۰] زندہ علی [۸۱] سلطان عبد القادر [۸۲] حنیف مسیح [۸۳] احمد زمان اس زمانے کا احمد [۸۴] سلامتی کا شہزادہ [۸۵] پیر پیران [۸۶] علی باسل [۸۷] حجۃ القادر و سلطان احمد مختار [۸۸] متوکل [۸۹] ماموراور سب سے پہلا مومن [۹۰] مردِ سلامت [۹۱] اشجع الناس [۹۲] عاشق رسول ﷺ [۹۳] مبشر [۹۴] نصرت یافتہ [۹۵] موتی [۹۶] عبد الحکیم [۹۷] الصاعقۃ [۹۸] صادق [۹۹] فیر مَین (Fair Man) [۱۰۰] امام رفیع القدر [۱۰۱] محمد مفلح [۱۰۲] صاحب مرتبہ امین [۱۰۳] غازی [۱۰۴] شیخ مسیح (تذکرہ ۴۰۱) [۱۰۵] کرشن رُودر گوپال (آریوں کا بادشاہ) [۱۰۶] کلنکی اوتار [۱۰۷] امین الملک جے سنگھ بہادر [۱۰۸] گورنر جنرل۔

آپ نے دیکھا؟ کہ مرزا صاحب کے دعوؤں یا صفاتی ناموں کی تعداد خدا اور اسکے رسول سے بھی بڑھ گئی ہے !!!

ابھی یہ نام جو مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مزید دیئے ہیں اوپر والی فہرست میں شامل نہیں کئے، مثلاً:۔[۱] میں ایک آدمی تھا (یعنی کبھی آدمی تھے ضرور، لیکن بعد میں اس حالت پر پہنچے۔ناقل)۔[۲] ذوالنسب۔[۳] کیڑے سے بھی بدتر[۴]۔۔بشر کی جائے نفرت۔[۵] انسانوں کی عار۔[۶] دائم المریض۔[۷] نامرد۔[۸] سور مار۔[۹] مثل بارش۔[۱۰] میری نسلیں ہیں بیشمار۔[۱۱] آئی ایم کوارلر (I am quarler) یعنی یہ صاحب لڑاکا ہیں۔ انگریزی عدالتوں کے بعد اب انکو الہام کرنیوالا بھی لڑاکا کہہ رہا ہے، اس لئے ان کی یہ صفت بلا چون وچراں مان لیتے ہیں۔[۱۲] مال تجارت۔[۱۳] کشتہ بست۔[۱۴] خاکسار پیپر منٹ۔

اور مرزا صاحب "رئیس اعظم قادیان" بھی کہلاتے تھے، یہ علیحدہ بات ہے کہ ان کی جائیداد، پر مالیت سے زیادہ قرض تھا۔اور جب ان کا والد فوت ہوا تھا تو انکو یہ فکر دامنگیر ہوئی تھی کہ اب گزارہ کیسے چلے گا۔

بقول مرزا صاحب کے" مجھے صرف اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی"۔[نزول المسیح / رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۴۹۶]۔جس کو صرف اپنی روٹی کی فکر تھی اور پیسے کی ضرورت تھی اس نے ایمان ہی بیچنا تھا اور مرزا صاحب کے بقول پہلی پیشگوئی بھی جو پوری ہوئی پیسوں کے متعلق ہی تھی۔اب آپ اس نبی کی نبوت کا خود حساب لگالیں کہ جسکو بجائے کوئی انسانی ہدایت کے، کوئی معجزہ کے، اپنے کو پیسے ملنے کی اور ان پیسوں کے بعد انگریزی میں امرتسر جانے کا حکم ملتا ہے، اسکو پیشگوئی قرار دیتے ہیں اور پھر اسکو فخریہ پہلی پیشگوئی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔دوسرے انبیاء پر آیات نازل ہوتی تھیں، ان پر پیسے آنے کی خبریں۔

سب سے پہلے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ایک ہمدرد اسلام لکھاری یا مصنف کے طور پر پیش کیا، پھر مناظروں کے اکھاڑے میں اترے۔مناظروں کی وجہ سے کچھ مشہوری ہوئی تو دھیرے دھیرے مذہبی دکان بڑھاتے گئے اسکے بعد ملہم ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مثیل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا اسکے بعد مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی اپنا درجہ امتی نبی کا بڑھا دیا۔جب ہر طرف سے شور پڑا تو کہنے لگے کے لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال کریں اور اسکی جگہ محدث لکھا ہوا سمجھیں۔پھر کچھ عرصے کے بعد ختم نبوت کے ۱۴۰۰ سال میں کئے ہوئے معنی اور تشریح اور اپنے ہی حلفاً اقرار شدہ مؤقف کو بھی تبدیل کرتے ہوئے بروزی/ظلی/غیر تشریعی نبی/محمد ﷺ ثانی بن گئے۔اور آخر میں تشریعی نبی بھی بن گئے۔آئندہ سطور میں ہم ان کے چند اہم دعوؤں کا مختصر جائزہ لیں گے۔ان موضوعات کا بڑے بڑے علماء کرام ومفکرین نے تفصیلی پوسٹ مارٹم کیا ہے اور میں انکے سامنے تو صحیح طور پر ان موضوعات پر طفل مکتب بھی نہیں ہوں، کجا میں ان موضوعات پر طبع آزمائی کروں۔میں صرف وہ باتیں جو میری کایا پلٹنے کا کس حد تک سبب بنیں پیش کرنا

چاہتا ہوں۔ کہ شاید کسی اور کے لئے بھی یہ مشعل راہ بن جائیں۔ کوئی بھائی یا بہن ان باتوں کو سنیں تو ان کے ایمان کی تقویت کا باعث ہو۔

یہاں بجائے کسی عالمانہ بحث میں اُلجھنے کے، کہ میں ایسی بحثیں چھیڑنے کی اہلیت ہی اپنے میں نہیں پاتا، سادہ سے انداز میں زیادہ تر مرزا صاحب کی اپنی تحریروں کے تضادات کو پیش کیا ہے۔ اور ان کی تحریروں کا جائزہ بھی ان مسلمہ طریقوں سے لینے کی کوشش کی ہے جن کو وہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے مرزا صاحب اپنی تحریروں میں ہی ہمیں ایسی بنیادیں دے گئے ہیں جنکی بناء پر ہمیں ان کی تحریروں کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ کہتے ہوئے کوئی دقت نہیں ہوتی اور ہم بغیر کسی عالمانہ کوشش کے سیدھے سادھے انداز میں اس بات کو سمجھ جاتے ہیں یا بتا سکتے ہیں کہ یہ تحریریں صرف اور صرف مرزا صاحب کی شاطر فطرت کا عکاس ہیں اور خدا کے نام پر جھوٹ اور تضادات کو پیش کرتی ہیں۔ اس لئے قبل اسکے میں مرزا صاحب کے دعوؤں کو آپ کے سامنے پیش کروں، ان دعوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے مندرجہ ذیل حوالوں کو سامنے رکھنا چاہیے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

☆ ''کلما قلت قلت من امرہ وما فعلت شیئا من امری۔ یعنی میں نے جو کچھ کہا، وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا''۔ [مواہب الرحمٰن/ رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۲۲۱]۔

☆ ''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلافصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے''۔ [آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد ۵/ صفحہ ۹۳، حاشیہ]۔

☆ :''ان اللّٰہ لا یترکنی علیٰ خطاء طرفۃ عین و یعصمنی عن کل مین اویحفظنی من سبل الشیا طین ''ترجمہ:''بے شک اللہ تعالیٰ پلک جھپکنے کی مقدار بھی مجھے غلطی پر نہیں چھوڑتا۔ اور ہر غلطی سے مجھے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے مجھے محفوظ رکھتا ہے'' [نور الحق/ رخ جلد ۸/ صفحہ ۲۷۲]۔

☆ :'' کہ جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔ [براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/ صفحہ ۲۷۵]۔

ان حوالوں کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعوؤں کا مختصر جائزہ لیتے ہیں!

ملہم!!!

☆ :اگر ہم مرزا صاحب کی سوانح حیات کا جائزہ لیں تو مرزا صاحب ۱۸۸۰ئ تک مرزا صاحب کا دعویٰ صرف ملہم ہونے کا تھا۔

مجدد!!!

☆ :۱۸۸۲ئ میں اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں اور اشتہارات کے ذریعہ مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۸۴ء میں جب

براہین احمدیہ کے تیسرے اور چوتھے حصہ کی اشاعت ہوئی اور اسمیں بجائے وعدہ کے مطابق نصرت اسلام کے دلائل کے، غیر متوقع طور پر مرزا صاحب کے (خود ساختہ یا مراق کے نتیجہ میں ہونے والے) الہامات کی بڑی کھیپ موجود تھی، اور ان الہامات میں بہت سی قرآنی آیات کو بھی بطور اپنے الہامات کے پیش کیا۔

☆ :اسپر کچھ علماء اور صاحب علم وزیرک لوگوں نے اعتراض کیئے تو مرزا صاحب نے جواب دیا کہ،''ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔

☆ :اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگادے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ اور اگر قرآنی الہامات سے کوئی کافر ہو جاتا ہے تو پہلے یہ فتویٰ کفر سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ پر لگانا چاہیے کہ انہوں نے بھی قرآنی الہامات کا دعویٰ کیا ہے۔ غرضیکہ جب نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے (یہ اشتہار جنوری ۱۸۹۷ء کا ہے)[مجموعہ اشتہارات/ جلد۲/ صفحہ۲۹۷و۲۹۸]۔

☆ :یہ ذہن میں رکھنے کی بات ہے کہ، اسکا مطلب ہے کہ مجدد ہونے کے دعویٰ کے بعد اللہ نے قرآن آپکو سکھایا ہے، اور اس دعوے کے بعد کہ حضرت علیؓ نے اپنی تفسیر آپکو دی ہے، پندرہ سال گذرنے کے بعد بھی مرزا غلام احمد قادیانی، مدعی نبوت پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ نیز یہ لکھنے سے چھ(۶) سال قبل مسیح موعود کا دعویٰ بھی کر چکے ہیں، اور مسیح موعود کے دعویٰ کے بعد بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیج رہے ہیں۔

☆ :مجددیت کے ثبوت میں جماعت احمدیہ اکثر ایک حدیث پیش کرتی ہے،''ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجددلھا دینھا۔ مشکوٰۃ کتاب العلم۔ ترجمہ: یعنی ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا''، اب آپ دیکھیں کہ یہ حدیث پہلی بات یہ کہ [ابوداؤد/ کتاب الملاحم/ جلد دوم/ صفحہ۳۲]۔ کے مطابق یہ روایت موقوف ہے لہٰذا حجت نہیں'' اور''کتاب تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ''اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی ابنِ وہب جو مدلس ہے لہٰذا قابل اعتبار نہیں''۔ ان روایتوں کو مرزا صاحب اس طرح نظر انداز کرتے ہیں جیسے کہ انکا وجود ہی نہیں، حالانکہ دیانتداری کا تقاضہ تھا کہ جب ایک روایت پیش کی ہے تو اسکے بارے میں دوسری کتب احادیث میں جو درج ہے وہ بھی پیش کرنا چاہیے تھا اور قاری کو فیصلہ کرنے دینا تھا کہ وہ اس دلیل کو مرزا صاحب کے مئوقف کے مطابق تسلیم کرے یا نہ کرے، کیونکہ مرزا صاحب بقول انکے کوئی عام مصنف نہیں بلکہ سلطان القلم اور مجددیت اور ماموریت کا دعویٰ کرر ہے تھے۔ جس شخص کا اتنا بڑا دعویٰ ہو اسکی تحریر بھی انتہائی شفاف ہونی چاہیے۔

☆ :دوسری جواہم بات ہے، وہ یہ کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ (نعوذ باللہ) بقول مرزا صاحب کے غبی ہیں اور جو غبی ہو اسکی بات سند نہیں ہوتی، کیونکہ اسکی بات میں غلطی کا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت، نبوت وغیرہ وغیرہ کا تھا۔ اور جس کو مرزا صاحب غبی اور عقل وفہم سے عاری قرار دیتے ہیں اسکی بیان کی ہوئی بات کو اپنی مجددیت کا ثبوت بنانا مرزا صاحب کا ہی حوصلہ ہے، واہ مرزا جی، شرم مگر تم کو نہیں آئی۔ لیکن مرزا صاحب کا کام تھا کہ میٹھا ہپ ہپ، کڑوا تھو تھو۔

مسیح موعود!!!

۱۸۹۱ءمیں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''مجھے خدا نے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے''۔ [گورنمنٹ انگریزی اور جہاد/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۴]۔

☆ :مرزا صاحب کے بقول انکے اس دعویٰ کی بنیاد براہین احمدیہ میں درج الہامات ہیں۔ اور براہین احمدیہ کی بقول مرزا صاحب کیا حیثیت ہے، مرزا صاحب اس کتاب کے پہلے حصہ میں لکھتے ہیں، ''براہین احمدیہ ایک ایسی کتاب ہے جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے''۔ [براہین احمدیہ/ رخ جلد ۱/صفحہ ۲۷۵]۔

☆ :دوسری جگہ اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں وہ سب آیات بینات قرآن شریف سے ہی لی گئی ہیں اور ہر ایک دلیل عقلی وہی پیش کی گئی ہے جو خدا نے اپنی کلام میں آپ پیش کی ہے''۔ [براہین احمدیہ ۲/ رخ جلد ۱/صفحہ ۱۳۰]۔

☆ :اور اس غیر متزلزل کتاب میں اس دعویٰ کے ساتھ ''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے،'' [سراج منیر/ رخ جلد ۱۲/صفحہ ۴۱]۔

اس کتاب میں بطور مجدد (دین سے غلط باتیں دھو کر نکال دینے والا)، اللہ سے قرآن سیکھنے کے بعد، قرآنی آیت کی تشریح میں لکھتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے، اور کیا واقعی یہی لکھا ہے؟، اسکی تصدیق مرزا غلام اے قادیانی اپنی ایک دوسری کتاب میں بھی اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ''براہین احمدیہ میں، مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا''۔ [حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۵۲ تا ۵۳]۔

''کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے۔.........اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت وقدر ومنزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپے دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔ اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اگر اس

اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے''۔[اشتہار نمبر ۱۱/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۲۳ تا ۲۵]۔

☆ :''ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔''[براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/ صفحہ ۲۶۲]۔

☆ :اور دوسری جگہ لکھتے ہیں، '' فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ ما مات ان هوا لاشرك عظیم یا کل الحسنات ۔ترجمہ:۔سو من جملہ سُوء ادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرا نہیں، یہ تو نرا شرک عظیم ہے۔ جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔''۔[بحوالہ الاستفتاء/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۶۶۰]۔

☆ :''اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں''۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد ۱/ صفحہ ۵۹۳]۔

☆ :''علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ''۔اے براوران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر درج کر دیا تھا، جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا، میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص میرے پر یہ الزام لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۱۹۲]۔

☆ :''لہٰذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے جس کا طے ہو جانا ضروری ہے کیونکہ مخالف قرآن وحدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں''(۶، اکتوبر ۱۸۹۱ء)۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۲۳۷ تا ۲۴۰]۔

☆ :''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات وحیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے''۔[ملفوظات/ جلد ۲/ صفحہ ۷۲]۔

☆ :''قرآن شریف میں تو مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں''۔[ایام الصلح/ رخ جلد ۱۴/ صفحہ ۳۹۲]۔

☆ :اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کو دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔[اربعین ۴/ رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۴۴۲]۔

☆ :''هوالذی ارسل رسُوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره' علی الدین

کــلــــہ ‘‘(الصف/4)۔تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجود یکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا۔مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا،حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بتاتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔

☆ :میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا‘‘۔[اعجاز احمدی (ضمیمہ نزول المسیح)/ رخ جلد۱۹/صفحہ۱۱۳]۔

مہدی موعود!!!

۱۸۹۸ئمیں مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا!

’اس گورنمنٹ دانشمند کو ان واہیات باتوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔کوئی مہدی ہو یا مسیح ہو اس سے ان کو کچھ غرض واسطہ نہیں‘‘۔[ایام الصلح / رخ جلد۱۴/صفحہ۳۱۸]۔ایسے خیالات ظاہر کرنے کے بعد یہ مرزا صاحب کا ہی حوصلہ ہے کہ وہ’’ مہدی موعودؑ‘‘ کا بھی واہیات دعویٰ کیا اور ساتھ ہی’’مسیح موعودؑ‘‘ کا دعویٰ کر کے ایک اور واہیاتی کا بھی ارتکاب کر گئے ہیں۔

مرزا غلام اے قادیانی یوں گوہر افشانی کرتے ہیں۔’’اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش بلکہ اکثر موضوع ہیں۔اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں۔بعض آئمہ نے ان حدیثوں کے ابطال کے لئے خاص کتابیں لکھی ہیں اور بڑے زور سے انکار کیا ہے اور جبکہ یہ حال ہے کہ خود مہدی کا آنا ہی معرض شک وشبہ میں ہے تو پھر ابدال کا بیعت کرنا کب ایک یقینی امر ہو سکتا ہے۔جب اصل ہی نہیں تو فروع کب صحیح ٹھہر سکتے ہیں‘‘۔[ضمیمہ براہین احمدیہ۵/ رخ جلد۲۱/صفحہ۳۵۷]۔دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ،’’محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں‘‘۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۳۴۴]۔اور ان محققین میں امام بخاریؒ اور مسلمؒ کو بھی شامل کرتے ہوئے لکھتے ہیں،’’امام بخاری اور مسلم نے مہدی کا کوئی ذکر نہیں کیا اور امام مہدی کا نام تک نہیں لیا‘‘۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۶۷،انڈیکس]۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کی انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسینؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی

پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دل میں جما ہوا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں۔ اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں۔ [کشف الغطا/ رخ جلد۱۴/صفحہ۱۹۳]۔

ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہؓ سے ہے کیونکہ اسی پر الہام الٰہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے۔ [ضمیمہ تریاق القلوب/ رخ جلد۱۵/صفحہ۲۸۷]۔

غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی۔ اور میں دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب ہوں اور احادیث اور آثار کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنے والے مہدی آخر الزمان کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا۔ [تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد۱۷/صفحہ۱۱۸]۔

رجل فارسی کا زمانہ، مہدی کا زمانہ، مسیح کا زمانہ، اور اکثر لوگوں نے قلت تدبر سے ان تین ناموں کی وجہ سے تین علیحدہ علیحدہ شخص سمجھ لئے ہیں اور تین قومیں ان کے لئے مقرر کی ہیں۔ ایک فارسیوں کی قوم۔، دوسری بنی اسرائیل کی قوم، تیسری بنی فاطمہ کی قوم، مگر یہ تمام غلطیاں ہیں۔ حقیقت میں تینوں ایک ہی شخص ہے۔ جو تھوڑے تعلق کی وجہ سے کسی قوم کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے۔

☆ : میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں (چند سطور آگے اسی صفحہ پر لکھا ہے۔ ناقل) یعنی جو لوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی الاصل نے اُن کا رد لکھا۔ خدا نے اُسکی کوشش کا شکریہ ادا کیا۔ [تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد۱۷/صفحہ۱۱۶]۔

☆ : میرے آنے سے ہر نبی زندہ ہوگیا۔ ہر نبی میرے لباس میں چھپا ہے۔ [درثمین/صفحہ۱۲۵]۔

اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں اسکے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں۔ [براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد۲۱/صفحہ۱۱۷و۱۱۸]۔

نبی!!!

۱۸۹۹ءمیں ظلی، بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۱ءمیں مرزا صاحب نے با قاعدہ نبوت کا دعویٰ کیا۔

”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ خاتم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں“۔ [مجموعہ اشتہارات/ جلد۱/صفحہ۲۳۰]۔

☆ :اسکے بعد ۳ فروری ۱۸۹۲ء کو علمائے کرام سے بحث کے دوران گواہان کے دستخطوں سے تحریری راضی نامہ کرتے ہیں، اس میں لکھتے ہیں، ''تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ ''فتح اسلام'' و ''توضیح المرام'' و ''ازالہ اوہام'' میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوتِ ناقصہ ہے، یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشاوکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں.......... سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد ۱/صفحہ ۳۱۲ و ۳۱۳]۔

☆ :ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین۔ترجمہ۔محمد ﷺ میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کرتی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔[ازالہ اوہام/روحانی خزائن/جلد نمبر ۳/صفحہ ۱۱۸]۔

☆ :کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا''۔[ازالہ اوہام/ر خ جلد ۳/صفحہ ۲۲۰]۔

شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی''۔[اربعین ۴/ر خ جلد ۱۷/صفحہ ۴۳۵]۔

''میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے ..... اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامت ہے جو اللہ و رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں''۔[جنگ مقدس/ر خ جلد ۶/صفحہ ۱۵۶]۔

☆ :''یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانے میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں''۔[حقیقت الوحی/ر خ جلد ۲۲/صفحہ ۱۵۴]۔

☆ :''یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں...... مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے''۔[سراج منیر/ر خ جلد ۱۲/صفحہ ۵]۔

اب جب ہر طرف سے شور اٹھا تو کیا وضاحت پیش کی جارہی ہے۔

☆ :''نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۳۲۰]۔

☆ : محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی..........وہ اگر چہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۴۰۷]۔

☆ :''یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے..........اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے''۔[توضیح مرام/ رخ جلد۳/صفحہ۶۰]۔

☆ :''یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے، مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔

دوسری جگہ سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۱ (مندرجہ بالا) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرت ﷺ نے لا نبی بعدی سے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اسکا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسول کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے جبکہ آپکی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا''[حمامۃ البشریٰ/ رخ جلد۷/صفحہ۲۰۰ و ۲۰۱]۔

☆ :''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۵۱۱]۔

☆ : حسبِ تصریح قرآن کریم، رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے، کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی؟[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۳۸۷]۔

الغرض حقیقۃ الوحی کے حوالہ نے واضح کر دیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپکا (مرزا غلام احمد صاحب۔ناقل) عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی''۔[بحوالہ الفضل/ ۶ ستمبر ۱۹۴۱ء/ خطبہ جمعہ/ کالم۳]۔

جناب مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ براہین احمدیہ میں ہی خدا نے انکا نام نبی اور رسول رکھا ہے، فرماتے ہیں'' کہ خدا تعالےٰ کی وہ جو پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں اور براہین

احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے"۔[ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸/صفحہ ۲۰۶]۔

اقرار یا انکار

اصل عربی میں ہے یہ اسکا ترجمہ ہے،"خدا کی قسم میں بہت مدت سے جانتا تھا کہ مسیح ابن مریم بنایا گیا ہوں اور مسیح کے بجائے نازل ہونے والا شخص ہوں لیکن میں نے اس کو تاویلاً مخفی رکھا بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہا اور میں نے اسکے اظہار میں دس سال تک توقف کیا"[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد ۵/صفحہ ۵۵۱]۔

صحیح بخاری میں ہے:"حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جو تجھ سے کہے کے آنحضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کسی حکم کو چھپالیا تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے"[تفسیر ابن کثیر/ جلد ۱/صفحہ ۸۷/سورۃ مائدہ: آیت ۶۷]۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دسوندی سے خدائی تک

مرزا غلام احمد قادیانی کی سچی کہانی
کچھ اسکی اپنی اور کچھ دنیا کی زبانی

خدا تعالیٰ نے جب انسان کو شعور دیا تو اسکے اس شعور اور عقل و زندگی کی رہنمائی کے لئے، اسکی ذہنی استعداد کے مطابق اپنے نبیوں کو اپنی تعلیم دے کر بھجواتا رہا، حتیٰ کہ ایک لمبے عرصہ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو قریہ قریہ اور بستی بستی میں مبعوث کرنے کے بعد، جب انسان کی ذہنی استعداد اور ضروریات اس درجہ پر پہنچ چکی تو اس نے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو مکمل تعلیم دے کر مبعوث فرمایا، اور انکے ذریعہ گذشتہ انبیاء کی بعثت کے مقاصد کو مکمل کرتے ہوئے یہ اعلان فرما دیا کہ آج تمہارے لئے تعلیم اور دین کو پاک صاف اور مکمل کر کے پہنچا دیا ہے اور اس کتاب (قرآن کریم)، جسمیں تمام بنیادی امور، قوانین، ہدایات درج ہیں، کی حفاظت کا وعدہ تا قیامت اپنے ذمہ لیکر، یہ بھی اعلان فرما دیا کہ تا قیامت تمہیں کسی نئے مذہب کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی نئی شریعت کی، اس لئے محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور انکے بعد تا قیامت کسی نبی کی ضرورت نہیں، اور رسول کریم ﷺ کی واضح احادیث بھی ہیں کہ انکے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئیگا، اور اگر کوئی دعویٰ کریگا تو جھوٹا ہوگا، اور ایسے کم از کم تیس بڑے جھوٹے نبی پیدا ہوں گے، جو دنیا میں میرے بعد دعویٰ نبوت کریں گے۔ رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق پچھلے چودہ سو سالوں میں بہت سے چھوٹے بڑے مدعیان نبوت پیدا ہوئے، جنہوں نے تاویلوں اور لفاظی اور (بظاہر) علمی موشگافیوں کی آڑ میں اپنی نبوت کے جواز پیدا کیے، بعض اپنے وقت میں بظاہر یہاں تک بھی کامیاب ہوئے کہ انکو حکومت بھی ملی اور چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک حکومت کر کے اپنی اولاد کو حکومت دے گئے، اور انکی کئی نسلیں حکومت بھی کرتی رہیں اور نبوت کی بھی نسل در نسل دعوے دار رہیں، لیکن آخر خدا نے ان سب کے سلسلوں کو نابود کیا اور انکا نشان تک نہیں چھوڑا، اور اگر قائم رہے تو صرف سچے نبیوں کے قائم کئے ہوئے سلسلے، جو باوجود اختلافات کے قائم دائم ہیں۔ گذشتہ جھوٹے دعویداران نبوت کی طرح، آج سے تقریباً ایک سو بیس سال قبل، ایک مغل (نام نہاد) جاگیردار کے ہوشیار پوتے مرزا غلام احمد قادیانی نے، جسکو اپنے خاندانی غربت اور کسمپرسی کا بڑی شدت سے احساس تھا، بڑی پلاننگ کے ذریعہ تقدس کی چادر اوڑھ کر اور ہمدرد اسلام کی ٹوپی پہن کر، پبلک میں بطور مناظر آیا اور اسکے بعد ملہم ہونے کے دعویٰ سے اپنی (مقدس) دکانداریت کا آغاز کیا اور قدم بہ قدم اپنے دعویٰ جات کو نہ صرف نبوت کی انتہا تک پہنچایا بلکہ اپنے دعویٰ نبوت کے مقام کو رسول کریم ﷺ سے بھی بلند کرتے ہوئے آخر خدائی کے دعوے تک پہنچایا ۔چونکہ اس کو اور اسکی اولاد کو اپنے قائم کئے ہوئے سلسلہ (جسکو اس نے "سلسلہ احمدیہ" کا نام دیا) کی پشت پناہی کے لئے

کئی اسلام اور مسلمان دشمن طاقتوں کی مدد بھی حاصل تھی، اس لئے باوجود کوئی بڑی تعداد نہ ہونیکے یہ نیا مذہب چل رہا ہے، لیکن اسکو بھی ایک دن دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کے قائم کئے ہوئے سلسلوں کی طرح مکمل نیست و نابود ہونا ہے، انشاء اللہ۔ مرزا صاحب کی زندگی پر جماعت احمدیہ نے کئی کتابیں شائع کی ہیں اور یقینا انکو بڑا سوچ سمجھ کر شائع کیا گیا تا کوئی منفی اثر پیدا نہ ہو، لیکن اسکے باوجود انکی زندگی کے بعض حصے اتنے قابل اعتراض ہیں کہ نبوت تو بڑی بات ہے سادہ شرافت بھی انکے ساتھ اپنے آپ کو نسبت نہیں دے سکتی، جسکی وجہ سے جماعت نے مرزا غلام احمد قادیانی کی سیرت پر کئی کتابیں غائب کر دی ہیں، کچھ میں تحریف کر دی ہے اور اگر آپ انکے بارے میں لائبریری میں جا کر سوال کریں تو آپکا پورا شجرہ نسب دریافت کیا جائیگا اور کتاب پھر بھی نہیں ملے گی، کسی بھی نبی کو اسکے دعویٰ جات کے ذریعہ بعد میں پرکھا جاتا ہے پہلے اسکی زندگی کو پرکھا جاتا ہے کہ آیا اسکی سابقہ اور دعویٰ کے وقت اور دعویٰ کے بعد کی زندگی ایک مثالی زندگی ہے یا نہیں، لیکن یہاں اگر آپ جماعت کے مربیان سے بات کرنا چاہیں گے تو وہ کہیں گے کہ وفات حیات مسیح پر بحث کرلو، ختم نبوت پر بحث کرلو، لیکن مرزا صاحب کی زندگی پر کبھی بھی بحث کے لئے تیار نہیں ہونگے، اور ایک عام احمدی کو ذہنی طور پر اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ اگر آپ اس کے سامنے حقائق بھی رکھ دیں گے تو وہ کہے گا کہ حوالے غلط ہیں، کیونکہ جماعت کی انتظامیہ انکے سامنے ایسی تحریریں آنے ہی نہیں دیتی ۔لیکن آپ کسی بھی مذہب کے عقیدتمند کو لیں اور اسکے بانی پر بات کرنا چاہیں تو وہ بصد شوق بات کریگا، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی ایک ایسا بدقسمت بانی مذہب، اور قادیان ایسا بدقسمت شہر ہے کہ اسکے مرید یا جماعت کے افراد، حتیٰ کہ قادیان میں پیدا ہونے والے بھی اپنے آپ کو اس کے نام اور شہر سے مناسبت دیتے ہوئے، گھبراتے ہیں، شرماتے ہیں، بلکہ غصہ کرتے ہیں کہ انکو مرزائی کیوں کہا گیا، یا قادیانی کیوں کہتے ہو، بلکہ وہ ان الفاظ کو اپنے لئے گالی سمجھتے ہیں حالانکہ بقول مرزا صاحب ''قادیانی'' انکا صرف الہامی نام ہی نہیں بلکہ قادیان کو قرآن شریف میں بھی مقدس شہر قرار دیا گیا ہے۔ القصہ مختصر اگر چند سطور میں مرزا صاحب کا ذکر کریں تو وہ کچھ اس طرح ہوگا:۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک ایسی نابغہ روزگار شخصیت تھے جنہوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے ہر چیز کو داؤ پر لگایا، وہ فطرتاً کچھ جواری تھے، کچھ مداری تھے، نظر کے شکاری تھے، زبان کے ناری تھے، پیسے کے پجاری تھے۔ انگریز کے خاندانی درباری تھے۔ وہ (مفلس) رئیس قادیان تھے، مگر فصیح البیان تھے۔ ذہن انکا تیز تھا لیکن قلم ہنگامہ خیز تھا۔ وہ لومڑ کو بھیڑیا و رائی کو پہاڑ بنانے کا فن جانتے تھے۔ پہلی بیوی کے ساتھ تجرد کی زندگی گزارتے رہے، دوسری شادی کے بعد حالت مردمی کالعدم تھی، لیکن اس کے باوجود خواتین مبارکہ کے خواب دیکھتے رہے، جو کہ انکے لئے اتنے نامبارک ثابت ہوئے کہ جب بھی ان کا تذکرہ ہوتا ہے، لوگ ہنس پڑتے ہیں۔ مرزا صاحب شطرنج کے کھلاڑی تھے مگر میدان کے مرد اناڑی تھے مرزا صاحب تاویلات کا انجن تھے اور جھوٹ کی گاڑی تھے۔ انکی پیشگوئیوں میں داخل کچھ علم نجوم بھی تھا اور زبان پر نت نئی گالیوں کا ہجوم بھی تھا۔ انکی نظر میں انکے منکر کافر تھے، حالانکہ وہ خود اسلام کے میر جعفر تھے۔ پیشگوئیوں میں ناکام تھے اور محمدی بیگم

کے عشق میں بدنام تھے۔زاہد و عابد کہلانے کا شوق تھا، پر مقدمے بازی کا بہت ذوق تھا۔مرزا صاحب (بقول خود) انسانوں کی عار تھے، لیکن دجل کی بھی بہت بڑی پکار تھے۔انکی پیدائش مرکب (بقول انکے توأم)، انکا نام مرکب، ان کی حکمت مرکب (دیسی وانگریزی دوائیاں، اور عطائی ٹوٹکے، سب کو ایک ہی وقت میں استعمال کراتے تھے)۔ان کے دعوے مرکب، ان کے الہام مرکب (تقریباً دس زبانوں میں الہام کا دعویٰ ہے)۔ان کا خاندان مرکب (اسرائیلی، فاطمی، چینی، مرزا، فارسی النسل وغیرہ وغیرہ)۔انکی گالیاں مرکب۔انکی بیویاں مرکب، انکی پھیرے دارنیاں مرکب، انکی عدالتوں میں معافی نامے مرکب، غرضیکہ مرزا صاحب نبی مرکبات تھے، صرف نبی کرامات نہیں تھے۔دعوے انکے زہریلے تیر تھے، مال وزر انکا اور وہ اسکے پیر تھے۔حلیہ میں فقیر تھے، لیکن جیبیں کاٹنے میں بے نظیر تھے۔کبھی دعویٰ بشیر کا اور کبھی دعویٰ میں نذیر تھے۔انگریزوں کی ذلیل ترین خوشامد انکا شیوہ تھا، حکام کے سرٹیفکیٹ انکا میوہ تھا۔

ہم مرزا صاحب کی زندگی کے اصل رخ کو مکمل اور مصدقہ حوالہ جات کے ساتھ اس کتاب میں پیش کرنے کی کوشش کریں گے، تاکہ دونوں رخ سامنے آنے کے ساتھ نہ صرف تاریخی ریکارڈ درست رہے بلکہ خدا کرے کہ کئی گم کردہ راہ کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکے، (آمین)۔امید ہے کہ انصاف پسند و متلاشیان حق قارئین اس کوشش کو پسند کریں گے۔ہر قسم کی مثبت تنقید کو خوش آمدید کہا جائیگا، میں جانتا ہوں کہ جماعتی حلقوں کی طرف سے روائتی شور وغوغا ڈالا جائیگا اور کہا جائیگا کہ غلط ہے، حوالے غلط ہیں، نامکمل ہیں، لیکن ان کے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ ازراہ کرم صرف الزام تراشی کی بجائے علمی اور عملی طور پر میرے پیش کئے ہوئے حوالوں کو غلط ثابت کریں، اور میرا چیلنج ہے کہ ممکن ہے کہ میرے پیش کئے ہوئے تجزیہ سے کچھ لوگ اتفاق نہ کریں لیکن میرے پیش کئے ہوئے حوالوں کو کوئی شخص انشاء اللہ غلط ثابت نہیں کر سکے گا۔آخر اس دعا کیساتھ کہ خدا اس کتاب کو گم کردہ راہ کے لئے حق کو پہچاننے اور سمجھنے کا ذریعہ بنائے۔آمین

فقیر درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ راحیل احمد

خاندان!!!

مرزا صاحب کے خاندان کا تعین کرنا بھی آسان نہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی کتابوں میں ہمیشہ ایک نیا موقف اختیار کیا ہے۔مرزا صاحب اپنی عمر کے آخری حصہ میں فرماتے ہیں:۔

''میں ایک نہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور کسی ایسے ممتاز خاندان سے نہ تھا''۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/صفحہ ۷۰]۔براہین احمدیہ حصہ پنجم، مرزا صاحب نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں تصنیف کی اور انکی وفات کے بعد شائع ہوئی، اسکا یہ مطلب ہے کہ ہم مرزا صاحب کے اس اعتراف کو انکے

خاندان کے بارہ حرف آخر کے طور پر بلا تردد قبول کر سکتے ہیں۔لیکن ہم مرزا صاحب کی زندگی پر لکھ رہے ہیں اس لئے اس سے قبل بھی جو کچھ بھی مختلف مواقع پر خود مرزا صاحب اور دوسروں نے جو لکھا ہے، اسکا کچھ حصہ بھی پیش کرتے ہیں۔مرزا صاحب نے ایک جگہ اپنا شجرہ نسب یوں دیا ہے!

مغل برلاس !!!

''اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مُرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گُل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے، اور میرے بزرگوں کے پُرانے کاغذات سے جو ابتک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مُلک میں سمر قند سے آئے تھے''۔

خاندان چینی حدود سے !!!

''شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فصوص الحکم میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اسکا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا، اور اُسکی پیدائش میں یہ ندرت ہوگی کہ اُسکے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی، یعنی اس طرح پر خدا اناث کا مادہ اُس سے الگ کردے گا۔سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی ہے اور اسی کشف کے مطابق میرے بُزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں'' [تحفہ گولڑویہ حاشیہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۲۷]۔(ابن عربی کی روایت میں تحریف کی تفصیل آگے پیدائش کے باب میں)۔

اسرائیلی اور فاطمی !!!

''پس ایک حدیث ہے جو کنز العمال میں موجود ہے، سمجھا جاتا ہے کہ اہل فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں۔پس اسطرح وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا۔اور بنی فاطمہ کے ساتھ اُمہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے، جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا۔پس گویا وہ نصف اسرائیل ہوا اور نصف فاطمی ہوا، جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے''۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۱۶]۔

''غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی۔اور میں دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب ہوں۔اور احادیث اور آثار کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنے والے مہدی آخر الزماں کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا۔ایک حصہ بدن کا اسرائیلی اور ایک محمدی''۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۱۸]۔

تفصیل کیلئے کہ مرزا صاحب بنی فاطمہ اور بنی اسرائیل کیسے بنے تو اسکو [تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۱۴ سے ۱۱۷] تک پڑھیں۔

الہاماً فارسی الاصل!!!

لیکن مہدی بننے کی تیاری ہورہی تھی اور کہیں کسی کتاب میں پڑھا ہوگا کہ جوایمان کوثریا سے واپس لائے گا، وہ فارسی الاصل ہوگا اور اب خاندانی ریکارڈ کو نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے الہاماً فارسی الاصل بن گئے۔ ''ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں۔ لیکن یہ الہام اس زمانہ کا ہے کہ جب اس دعویٰ کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ یعنی آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے، خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس ،یعنی توحید کو پکڑو، توحید کو پکڑو، اے فارس کے بیٹو: اور پھر دوسری جگہ یہ الہام ہے۔ ان الذین صدوا من سبیل اللہِ رد علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ۔ یعنی جولوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی اصل نے انکا رد لکھا۔ خدا نے اسکی کوشش کا شکریہ ادا کیا۔ ایسا ہی ایک اور جگہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے، لو کان بالایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس ،یعنی اگر ایمان ثریا پر اُٹھایا جاتا اور زمین سراسر بے ایمانی سے بھر جاتی تب بھی یہ آدم جو فارسی الاصل ہے اس کو آسمان پر سے لے آتا'' [تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ١٧/ صفحہ ١١٦ و ١١٧]۔

عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں''۔ [کتاب البریہ حاشیہ/ رخ جلد ١٦٢/ جلد ١٣]۔ اور بعد میں مرزا جی کا خدا الہاماً اس رجل فارسی کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے، کس بات کا؟

بنی فاطمہ میں سے ہونے کے ثبوت!!!

''یہ ہے کہ سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں، سو میں اگر چہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں اُن کے گئیں، ماسوا اس کے یہ مرتبہ فضیلت جو ہمارے خاندان کو حاصل ہے صرف انسانی روایتوں تک محدود نہیں بلکہ خدا نے اپنی پاک وحی سے اسکی تصدیق کی ہے۔ [نزول المسیح حاشیہ/ رخ جلد ١٨/ صفحہ ٤٢٦] ۔ اب کئی دادیوں سے ایک پر اُتر آتے ہیں'' یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی''۔ [ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ/ رخ جلد ١٨/ صفحہ ٢١٢] ۔

بنی فاطمہ ہونے کا ایک اور ثبوت، سادات کی دامادی !!!

''اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے (عربی عبارت کا ترجمہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں) یعنی تمام حمد

اور تعریف اُس خدا کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات اور فخر علو نسب جو دونوں مماثل و مشابہ ہیں عطا فرمایا یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی''۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۱۷]۔''پھر علو خاندان کی نسبت دوسرا الہام یہ ہے۔الحمدللّٰہ الّذی جعل لکلم الصھر والنسب۔ترجمہ اُس خدا کو تمام تعریفیں ہیں جس نے تیری دامادی کا رشتہ عالی نسب میں کیا۔اور خود تجھے عالی نسب اور شریف خاندان بنایا............اور اس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے الہامات میں جس قدر اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سید اور بنی فاطمہ ہیں۔یہ ایک خاص فخر کا مقام ان لوگوں کے لئے ہے۔اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ تمام پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں کوئی اور خاندان سادات کا ایسا ہو کہ نہ صرف ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر ان کی تعظیم کی ہو۔ بلکہ خدا نے اپنی خاص کلام اور گواہی سے اس کی تصدیق کر دی ہو''۔[ضمیمہ تریاق القلوب ۲/ رخ جلد ۱۵/صفحہ ۲۸۵ و ۲۸۶]۔

اب اپنے پھر مغلوں کی طرف لوٹتے ہیں!!!

''میں باپ کے لحاظ سے قوم کا مغل ہوں''۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم ضمیمہ/ رخ جلد ۲۱/صفحہ ۳۶۳]۔

چچازاد بھائی کی قوم!!!

اپنے سگے چچازاد بھائی کی قوم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ میرا چچازاد بھائی اپنے آپ کو قوم لال بیکیاں مشہور کرتا ہے۔[ملفوظات/ جلد ۶/صفحہ ۴۵]۔

بے شمار نسلیں!!!

''اور میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے۔مگر میں امپر ایمان لاتا اور اسی پر یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے۔ کیونکہ اسی پر الہام الٰہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے''۔[ضمیمہ تریاق القلوب/صفحہ ۲۸۶ و ۲۸۷/ رخجلد ۱۵]۔

ویسے تو مرزا صاحب نے اپنی ایک نظم میں بھی فرمایا ہے کہ '' نسلیں ہیں میری بے شمار ''۔۔۔۔۔۔۔
خاکسار ان نسلوں پر کوئی تبصرہ نہیں کرتا! یہ قارئین پر منحصر ہے کہ وہ مرزا صاحب کی کونسی نسل کو تسلیم کرتے ہیں، ویسے آپس کی بات ہے کہ اگر آپ کے قرب وجوار میں آپ کو کوئی اپنی اتنی نسلیں بتائے گا تو آپ اُسکو کیا سمجھیں گے؟؟؟

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے بذریعہ اپنے الہام کے مجھے یہ حجت بھی سکھلائی کہ انکو کہہ دے کہ رسول اور نبی اور سب جو خدا کی طرف سے آتے اور دین حق کی دعوت کرتے ہیں۔وہ قوم کے شریف اور اعلیٰ خاندان میں سے ہوتے ہیں۔اور دنیا

کی رُو سے بھی انکا خاندان امارت اور ریاست کا خاندان ہوتا ہے۔ تا کوئی شخص کسی طور کی کراہت کر کے دولت قبول سے محروم نہ رہے۔ سو میرا خاندان ایسا ہی ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے الہام مندرجہ صفحہ ۴۹۰ میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔ سُبحان اللّٰہ تبارك و تعالیٰ زاد مجدك ينقطع آباء ك و يبدء منك ۔یعنی سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جس نے تیرے خاندان کی بزرگی سے بڑھ کر تجھے بزرگی بخشی۔ اب سے تیرے مشہور (کیا واقعی کوئی مشہور باپ دادا تھا بھی؟۔ناقل) باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور خدا ابتدا خاندان کا تجھ سے کریگا۔ جیسا کہ ابراہیم سے کیا۔[ضمیمہ تریاق القلوب ۲/ رخ جلد ۱۵/صفحہ ۲۸۵]۔

مرزا صاحب کی پیدائش

مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے بیان کے مطابق وہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں سترھویں برس میں تھے[۱]، ان کی کئی دوسری تحریریں بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ مرزا صاحب کی پیدائش انہی دنوں میں ہوئی۔ لیکن جب ہم اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس میں بہت سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جن پر عالم اسلام ہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی دعائیں بھیجتے ہیں اور اسی عالم اسلام میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جن کی پیدائش نہ صرف عالم اسلام ہی بلکہ کل عالم کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے؟ مرزا غلام احمد صاحب بھی میرے خیال میں ایسے ہی لوگوں میں شامل ہیں جنکے بارے میں کئی میرے جیسے دل ہی دل میں رب سے سوال کرتے ہوں گے کہ ربا، مرزا جی کو پیدا کرنے میں تیری کیا مصلحت تھی؟ یہ ضروری بھی نہیں کہ ہر بات کی انسان کو سمجھ آجائے، لیکن تجسس کا مادہ خدا نے انسان میں پیدا کیا ہے اس کی وجہ سے انسان نہ سمجھ میں آنے والی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ایک لطیفہ والی بات ہے جب میں قادیانی جماعت میں تھا اور مرزا صاحب کے افکار اور کردار کے بارے میں جب تضادات سامنے آتے تھے تو میں رب سے پوچھا کرتا تھا کہ "ربا یہ نبی بنایا ہے تو نے"؟ اور اسی سوال نے مجھے اس ماحول سے نکالا اور آپ کی صفوں میں لا کھڑا کیا ہے۔ خیر اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے جو دعوے کئی ہیں ان کو سمجھنے اور انکار کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کی زندگی کے ہر گوشے سے پردہ اٹھانا چاہیے۔

مرزا صاحب کی پیدائش کے بارے میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر کھنگالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۱ء سے لیکر ۱۸۳۹ء تک ہوتی رہی۔ اور میرے خیال میں جماعت کے کرتوں دھرتوں نے دانستہ اس مسئلے کو ابہام میں رکھا ہے کہ بوقت ضرورت کوئی بھی حوالہ دے سکیں یا اس حوالے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی کسی شرمندگی سے بچنے کے لئے کوئی تاویل مل سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محمدؐ کا جہاں پر آستاں ہے
زمین کا اتنا ٹکڑا آسماں ہے

میری سب سے بڑی کمزوری اچھی کتابیں ہیں۔ میں جہاں بھی کوئی اچھی کتاب ناقدر ہاتھوں میں دیکھتا ہوں تو ایک تکلیف سی ہوتی ہے۴، ۵ سال کی بات ہے کہ میں ایک قادیانی سے ملاقات کے لئے اسکے گھر گیا تو وہاں ایک ڈبے میں کچھ کتابیں، رسائل، اخبار وغیرہ پڑے تھے جیسے ردی ہو، میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہنے لگا کہ ردی پھینکنے کے لئے رکھی ہے، ابھی میرا بیٹا پھینک کر آتا ہے، اس ردی میں قومی ڈائجسٹ کا مدینۃ النبی نمبر (شمارہ ۵/ جلد ۱۳/ اکتوبر ۱۹۹۰ء) بھی پڑا تھا، جو اسکو کوئی سر پھرا مسلمان پڑھنے کو دے گیا تھا، میں نے یہ نمبر ردی سے نکال کر رکھ لیا۔ اور جب کبھی مدینۃ النبی کا خیال آتا ہے اسکو دیکھتا ہوں اور بہت سے مضامین قند مکرر کے طور پر پڑھتا ہوں تو ہر بار ایک نئی لذت محسوس ہوتی ہے۔ محترم مجیب الرحمٰن شامی صاحب کو اللہ اپنی جناب سے جزاء دے، جنہوں نے ان شہ پاروں کو یکجا کر کے مدینۃ النبی نمبر کی شکل میں پیش کیا۔ اس کے ٹائٹل پیج پر یہ شعر درج تھا ۔

"محمدؐ کا جہاں پر آستاں ہے

زمین کا اتنا ٹکڑا آسماں ہے"

اور یہ خوبصورت شعر دراصل سرور کونین، رحمت اللعالمین، حضور پاک ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کا خوبصورت شعری ترجمہ ہے، "میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"۔ [سراج المنیر، شرح جامع الصغیر/ صفحہ ۲۴۶]۔ اور جب بھی میں اس شعر کو پڑھتا ہوں تو ایک عجیب سا سرور محسوس ہوتا ہے، لیکن ساتھ ہی ایک تکلیف دہ احساس بھی پیدا ہوتا ہے کہ میں ایک ایسی قوم میں پیدا ہوا تھا، جو کہ تاویلوں، جھوٹ، اور سر پھری منطق کی قائل ہو کر ایک کتب فروش، ایمان فروش، غیرت فروش، انگریز کی غلامی کو رحمت سمجھنے والے، کاسہ لیسوں کے سرخیل کو مسیح موعود/ مہدی موعود/ نبی مان کر نہ صرف کفر کی وادی میں براجمان ہے، بلکہ دراصل محمد ﷺ کی محبت میں لیکن لاشعوری طور پر انکی دشمنی میں شریک ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جنکا دعویٰ تھا کہ وہ (نعوذ باللہ) عین محمد ہیں، اور انکو یہ مقام فنافی الرسول کی حیثیت سے ملا ہے۔ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں، "یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنخضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا" (۵ نومبر ۱۹۰۱ء) [مجموعہ اشتہارات/ جلد ۳/ صفحہ ۴۳۱ تا ۴۴۲]۔ معاذ اللہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی واقعی بروز محمد ہے، اگر واقعی فنافی الرسول ہے، اگر واقعی اس کی ظلیت میں محمدیت کا عکس ہے تو پھر مرزا غلام اے قادیانی نے روضہ رسول ﷺ کے بارے میں، جسکا دیکھنا بھی

ایک مسلمان کے لئے خوش قسمتی ہے، جسکو احادیث مبارکہ کے تحت ایک جنت کے ٹکڑے کی حیثیت حاصل ہے، یہ قابل شرم الفاظ کیسے استعمال کئے چاہے کیسی بھی صورت حال ہوتی، "خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جونہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی"۔[تحفہ گولڑویہ/ حاشیہ صفحہ ۲۰۵/ رخ، جلد ۱۷] آپ خود سوچیں، چاہے موازنہ ہو یا کچھ اور کیا رسول پاک ﷺ سے محبت کرنیوالا، انکا ظل ہونے کا دعویٰ کرنے والا، عین محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ کرنیوالا، انکی غلامی کا دعویٰ کرنیوالا، انکی پیشگوئیوں کے مصداق آنیوالا، اگر واقعی ہی سچا دعویدار ہے تو کیا ایسے الفاظ لکھ سکتا ہے؟ اور بات صرف یہاں ہی نہیں رہتی بلکہ برتری کا جو، کیڑا دماغ میں ہر وقت رینگتا رہتا تھا اسنے اتنی سخت بات لکھنے کے باوجود چین نہ لینے دیا اور جب اپنی قبر کے بارے میں لکھنے لگا تو دیکھئے، اس بہروپئے اور نام نہاد عاشق رسول (حقیقتاً دشمن رسول) کے الفاظ کیا ہیں؟ اپنی قبر کے بارے میں مرزا غلام اے قادیانی کیا لکھتا ہے، "ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے، تب ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اسکی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے"۔[الوصیت/صفحہ ۳۱۶/ رخ جلد ۲۰]۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مدینۃ النبی ﷺ کے مزار کی جگہ صدیوں سے آباد تھی اور جہاں انسان رہتے ہیں وہ جگہ کیڑوں مکوڑوں کی نجاست کی جگہ نہیں رہتی، لیکن مرزا کو جو جگہ دکھائی گئی، وہ اسکے باغ کا بنجر حصہ تھا جو حقیقتاً گیدڑوں، کتوں، حشرات الارض کی آماجگاہ تھی اور وہاں اسکی قبر بننے کے بعد بھی عرصہ تک وہ جگہ ایسے جانوروں کا مسکن رہی، بلکہ ایک قادیانی نے جب ایک کتے کو اسکی قبر پر پیشاب کرتے دیکھا تو وہ تائب ہو گیا لیکن جماعت نے یہ کہہ کر لوگوں کو مطمئن کیا کہ یہ پاگل ہو گیا ہے، اور اسکے بعد اس پر پہرہ لگا دیا، لیکن اس کے باوجود کئی لوگوں نے کتوں کو اس کی قبر پر پیشاب کرتے دیکھا ہے۔ اور جماعت میں یہ افواہ (واقفان حال اسکو حقیقت قرار دیتے ہیں) عام ہے کہ مرزا غلام اے قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین کے حکم سے اس قبر سے مرزا صاحب کی ہڈیاں نکال کر پاکستان لے آئے تھے کہ بعد میں دوسرے مذاہب والے اسکی قبر کھود کر اسکی لاش کی باقیات کا تماشا نہ بنائیں، لیکن خدا نے اسکو دوسروں کے ہاتھوں کیا تماشا بنانا تھا اپنی اولاد کے ہاتھوں بنوا دیا۔ اس طرح جو شخص رسول پاک ﷺ سے محبت کے نام پر انکی توہین کا مرتکب ہوا، اللہ نے اسکی اولاد کے ذریعہ جو اس سے محبت کی دعویدار تھی، اسکی قبر کی، اسکے کردار کی اور اسکی شخصیت کی توہین کراوی (کردار اور شخصیت کے لئے دیکھو سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد، (الہامی) قمر الانبیاء۔ ایم اے، پسر مرزا غلام اے قادیانی)۔

مرزا غلام اے قادیانی کو رسول پاک ﷺ اور دوسرے انبیاءؑ سے محبت نہیں بغض تھا، محبت کا نعرہ اس لئے لگاتا تھا کہ اسکا مذہب اسکی نبوت اسلامی احکام کی تحریف پر مشتمل ہے، یہ علیحدہ بات کہ ان میں یہودیت کی تحریفات وانبیاء کرام پر الزامات، بہائیت کی تشریحات اور محمد جونپوری کے احکامات بھی مزید شامل کر لی گئی ہیں اور اسکے ۹۹٪ مرید مسلمانوں میں

سے ہیں اور مسلمانوں کی رسول پاک ﷺ سے محبت کو وہ اپنی جھوٹی محبت کے نعرے کے ذریعہ ہی پھانس سکتا تھا۔ اور پنجابی مسلمانوں کے بارے میں ویسے بھی علامہ اقبالؒ کیا خوب کہہ گئے ہیں:

تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخ نشیمن سے اترتا ہے بہت جلد

احمدی کہلانے والو! ہوش میں آؤ، جس جگہ کو دیکھنا ہی بخشش اور نجات کا سبب بن جائے کیا اس جگہ کے بارے میں یہ ریماکس ایک راسخ العقیدہ مسلمان دے سکتا ہے۔ اور مرزا کا تو نبوت کا دعویٰ ہے اور نبوت بھی اسکی طفیلی نبوت کا جس کے روضہ پاک کے بارے میں اتنی بے ہودہ زبان استعمال کر رہا ہے، کیا ایسی باتیں کرنے والا نبی تو دور کی بات کیا راسخ العقیدہ مسلمان بھی ہوسکتا ہے؟ راسخ العقیدہ بھی دور کی بات کیا ایک جاہل مسلمان بھی ہوسکتا ہے؟ تمہارے اور میرے بھی بڑے مرزا صاحب کے ہپناٹزم کا شکار ہوئے تھے اس لئے جو بے خیالی میں مسمریزم کرنیوالے کا معمول بن گیا تھا وہ عامل کے پنجے سے کیسے نکل سکتا تھا، اور آپ لوگ اس خیال میں کہ ہمارے بزرگ غلط نہیں تھے ابھی تک بزرگوں کی غلطی کو سینے سے لگا کر بیٹھے ہو، کب تک؟ خدا کے حضور آپکا جواب آپکے ماں باپ نے نہیں آپ نے دینا ہے! اللہ تعالیٰ آپکو سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کی توفیق دے، آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزائیت اور عیسائیت

اِبتدا

مرزائیت: الموسوم بہ احمدیت کے بانی، ۱۸۳۹ءمیں ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں پیدا ہونے والے ایک شخص مرزا غلام اے قادیانی نے اپنے خانگی و مالی حالات، اپنے نا کارہ پن اور اپنے علاقے کے لوگوں کی جاہلیت کو دیکھتے ہوئے مذہب کے نام پر دکانداری کا پروگرام بنا رہے تھے اسی وقت برصغیر کے غیر ملکی حکمران بھی ایسا ٹٹھو ڈھونڈ رہے تھے جو مذہب کی آڑ میں انکے مقاصد کو آگے بڑھا سکے، تو مرزائیت، الموسوم بہ احمدیت کی بنیاد، اسکے بانی نے اسلام پر قبضہ کرنے کے لئے رکھی، بہت سوں کے نزدیک اس وقت انڈیا میں انگریز حکمرانوں، جو کہ مقبوضہ ہندوستان میں لڑاؤ، پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی پر عمل پیرا تھے، کے تعاون اور رہنمائی کے ساتھ یہ پروگرام بنایا گیا، اس طرف جماعت احمدیہ کے اپنے لٹریچر میں بھی کافی اشارات ملتے ہیں۔ تو سب سے پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں بظاہر منشی کی ملازمت اختیار کی اور پھر ٹریننگ مکمل ہونے کے بعد انہی کے مشورہ سے بظاہر یہ ملازمت چھوڑی، اس کے بعد اپنے آپ کو باقاعدہ پلاننگ کے تحت ہمدرد اور مناظر اسلام کے طور پر سامنے لائے اور اسلام کے دفاع کے نام پر دیگر مذاہب کی مخالفت شروع کی اور اس مخالفت کو علمی حدود میں رکھنے کی بجائے دوسرے مذاہب کی تضحیک اور ان پر دشنام دہی کا ذریعہ بنایا ان مذاہب میں خاص طور پر عیسائیت اور ہندوازم سرفہرست ہیں، گو دوسرے مذاہب بھی ان کی چیرہ دستیوں سے محفوظ نہیں رہے لیکن خصوصی کرم فرمائی ہندومت اور عیسائیت پر اسلئے رہی کہ اس وقت ہندوستانی مسلمان اور مذہب اسلام پر یہ دونوں مذاہب اپنے دانت تیز کر رہے تھے اس لئے مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے ان دونوں مذاہب کے مقابلہ پر یہ ''پہلوان'' اکھاڑے میں اُترا۔ اس مقصد کے لئے اس زمانہ میں مُروج ہر قسم کی پروپیگنڈہ تکنیک کا بڑی مہارت سے استعمال کیا۔ لیکن عیسائیت سے مرزا غلام اے قادیانی اور انکی اولاد نے، چاپلوسی، اور تعلیمی سرقہ، سیاسی فائدہ، غرضیکہ ہر رنگ میں خاص طور پر فائدہ اُٹھایا اور کہیں بظاہر مخالفت بھی کی۔

پلاننگ کے مطابق: جب بطور مناظر اسلام کے خاطر خواہ طور پر مشہور ہو گئے تو اس کے بعد دوسرا دعویٰ ملہم ہونے کا کیا، لوگوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ الہام کے دعوے میں بظاہر کوئی قابل اعتراض بات نہیں تھی، دوسرے وہ شخص آریہ سماج اور عیسائیوں کے خلاف مضامین لکھ کر (بظاہر) اسلام کے اوپر حملوں کا دفاع کر رہا تھا اور ان کو اسلام کے نام پر چیلنج کر رہا تھا، اس لئے لوگوں کا رجحان مثبت ہی رہا، اسکے بعد اس نے اسلام کی حمایت میں پچاس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا اور لوگوں سے اس کے لئے ایڈوانس پیسے بھی اکٹھے کرنے شروع کر دیئے، اور ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک اس کی چار جلدیں بھی شائع کر دیں۔ ان کتابوں کے اندر الہامات کی آڑ میں اس نے اپنے

آئندہ منصوبوں کی بنیادیں بھی رکھ دیں۔ کیونکہ مرزا صاحب خود کہتے ہیں کہ مولویوں نے میرے الہاموں پر اس وقت اعتراض نہیں کیا اسطرح وہ (علماء) پیچ میں پھنس گئے۔ خیر ان چار جلدوں کے شائع ہونے سے قبل ہی چند لوگوں نے (مجھے یقین ہے کہ انگریزوں کی ایماء پر) واہ واہ سبحان اللہ کے ڈونگرے اپنے رسالوں اور اخباروں میں برسانے شروع کر دیئے، جس سے سادہ لوح عوام کا اعتقاد ''مرزا صاحب کے اسلام کا پہلوان'' ہونے پر کچھ اور بڑھ گیا۔ اور مرزا صاحب کے اگلے ارادوں اور اقدامات کے لئے میدان کسی حد تک ہموار ہوگیا۔ (یہ علیحدہ بات کہ پانچویں جلد اس کتاب کی اگلے ۲۳ سال کے بعد آئی اور اسکے شائع ہونے کے ساتھ ہی پچاس جلدوں کا وعدہ بقول مرزا صاحب کے پورا ہوگیا)۔

اس مشہوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ''براہین احمدیہ'' پہلی یا دوسری جلد میں ہی مرزا صاحب نے (بقول انکے خدا سے الہام پا کر) مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا، چونکہ ایک اچھی پلاننگ اور کامیاب پروپیگنڈہ کے ذریعہ اسلام کے چیمپئن اور محافظ کے طور پر کسی حد تک مشہور ہو ہی چکے تھے۔ اس لئے ان کے اس دعویٰ کے وقت اکا دکا آوازیں سوالیہ انداز میں اٹھیں مگر بالعموم اس دعوے کے متعلق بھی معمولی سی قیل قال کے بعد خاموشی چھا گئی۔

مرزا صاحب نے دیکھا کہ انکی دکان چل نکلی ہے تو انہوں نے پہلے تو اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی میں روحانی طور پر شریک قرار دیا، پھر اپنے کو انکا مثیل بناتے ہوئے اور براہین کے بعد تقریباً دس برس انتظار کے بعد اپنے سابقہ عامۃ المسلمین والے عقیدہ کے برخلاف، دعویٰ کر دیا کہ خدا نے بارش کی طرح الہامات کر کے، الہاماً ان کو بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اپنی کتاب [توضیح مرام/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۵۴] میں لکھا کہ قرآن کریم میں تین جگہ وفات عیسیٰؑ کا ذکر ہے (اگلی کتاب میں یہ ذکر تیس جگہ بن گیا)۔ یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ سر سید احمد خان صاحب بانی علیگڑھ کالج نے ۱۸۷۲ء میں اپنی تفسیر قرآن ''تفسیر احمدیہ'' میں لکھا تھا کہ قرآن کریم میں تین جگہ وفات عیسیٰؑ کا ذکر ہے اور مزے کی بات ہے کہ مرزا صاحب کو بھی الہاماً سر سید کی پیش کردہ تین آیات ہی بتائی گئیں۔ ''الہاماً'' وفات عیسیٰؑ کی خبر پانے کے بعد ساتھ ہی ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے پہلے مثیل عیسیٰؑ ہونے کا دعویٰ کر دیا اور کہا کہ یہ دعویٰ عرصہ سات برس سے ہے۔ اسکے ساتھ ہی مرزا صاحب اپنی کتاب ازالہ اوہام میں پہلے لکھتے ہیں کہ ''کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں'' اور پھر اسی کتاب کے آخر میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں۔ مرزا صاحب نے بات شروع کی تھی کہ الہاماً انکو بتایا گیا ہے کہ وہ حضرت مسیح ابن مریم کی پیشگوئی میں شریک ہیں، پھر ارہاص بن بیٹھے اسکے بعد مثیل مسیح اور اب خود ہی مسیح ابن مریم بن گئے ہیں اور دھوکا دینے کے لئے اپنا ٹائٹل مسیح موعود رکھ لیا تا کہ لوگوں کی نظر فوری طور پر مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نشانیوں پر نہ پڑے۔

اب مسلم علماء چونکے اور بہت سارے دور اندیش علماء نے محسوس کر لیا کہ بات یہاں رکتی نظر نہیں آتی، علماء حق نے مخالفت کی آوازیں اٹھائیں۔ ان آوازوں کو دبانے اور مرزا صاحب کو مدد دینے کے لئے لیکن (میرے خیال کے مطا

بق انگریزوں کے اشارے پر) ایک مولوی صاحب (انکوانگریزوں نے نامعلوم خدمات کی بناء پر چار مربع زمین بھی دی تھی) اور انکی قبیل کے چند دوسرے علماء نے (بظاہر) مخالفت کی آوازیں اتنے زور شور کے ساتھ بلند کیں کہ سنجیدہ اور با دلیل مخالفت ان کے شور میں دب گئی اور بودی مخالفت کی نوراکشتی نے سنجیدہ طبقہ کو پیچھے ہٹنے یا خاموش تماشائی ہونے پر مجبور کردیا۔ اُدھر مرزا صاحب نے بھی اپنے دعوؤں کے سفر میں اَن گنت دعوے کئے اور اپنے خدائی کے مؤقف تک پہنچنے کیلئے انہوں نے اتنی قلابازیاں کھائیں ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ معلوم انسانی تاریخ میں تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت کے دعاوی ملکر بھی شاید مرزا صاحب کے دعوؤں سے کم ہوں گے۔

یہ فقیر درِ مصطفےٰ ﷺ یہاں مرزا صاحب کے عیسائیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، انکی والدہ، تعلیم اور اس سے متعلق باتوں کا ایک اجمالی خاکہ بیان کرنے کی کوشش کریگا اور یہ کوشش ہوگی کہ زیادہ سے زیادہ پہلوؤں کے بارے میں مختلف اوقات میں مرزا صاحب کے مختلف مؤقفوں پر کچھ نہ کچھ مواد آپکے سامنے پیش کرسکوں۔ اس میں خاص طور پر مرزا صاحب کا ابتدائی مؤقف، پھر بتدریج حضرت عیسیٰؑ کے مقام پر قبضہ، انکی توہین، حضرت مریمؑ کی توہین، حضرت عیسیٰؑ پر الزامات، ان الزامات کی روشنی میں مرزا صاحب کا اپنا کردار وغیر وغیرہ شامل ہیں۔ ان موضوعات پر یہاں مرزا صاحب کی ہر تحریر تو نہیں پیش کی جاسکے گی مگر جہاں تک اس مختصر مضمون میں ممکن ہوا اس مضمون کو ہمہ جہت بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر

قرآن کریم میں کئی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ حضرت مریمؑ کا ذکر نہایت اچھے الفاظ میں آیا ہے۔ اس جگہ ہم تمام آیات تو نہیں دے سکتے مگر کچھ آیات اس لئے پیش کی جارہی ہیں تا کہ آئندہ سطور میں جو پیش کیا جارہا ہے، پڑھنے والے کو کسی حد تک جامع تصویر نظر آسکے۔

☆ ''اور جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم! اللہ نے یقیناً تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک کیا ہے اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلے میں تجھے چن لیا ہے''۔ سورۃ آل عمران، آیت ۴۳۔ آگے دوسری آیت میں فرماتا ہے :۔ ''جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعہ (ایک لڑکے کی) بشارت دیتا ہے۔ اُس (مبشر) کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ جو (اس) دنیا میں اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا''۔ آلِ عمران، آیت ۴۶۔

☆ ''اور اُن کے (یہ بات) کہنے کے سبب سے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول مسیح ابن مریم کو ہم نے قتل کردیا ہے۔ حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور نہ مصلوب، بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ کردیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے وہ

یقیناً اس کے متعلق خود شک میں ہیں اور کوئی یقینی علم نہیں رکھتے مگر محض خیالی باتوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور انہوں نے اُسے ہرگز قتل نہیں کیا''۔سورۃ النسا/آیت ۱۵۸۔

☆ ''اور عیسیٰ ابن مریم کو بھی ہم نے کھلے کھلے نشانات دیئے اور روح القدس کے ذریعہ اسے طاقت بخشی'' سورۃ البقرۃ/آیت ۸۸۔

نوٹ : یہ ترجمہ تفسیر صغیر، مرتبہ مرزا بشیرالدین محمود احمد، خلیفہ دوئم جماعت احمدیہ، مقام اشاعت لندن سے لیا گیا ہے، تاکہ اپنے آپ کو احمدی کہلانے والے یہ نہ کہہ سکیں کہ مسلمان علماء کا ترجمہ ہم نہیں مانتے، وہ غلط ہے، حالانکہ دنیا میں جماعت احمدیہ سب سے زیادہ تاویلات اور من مانی تشریحات کے ذریعہ آیات کے مفہوم کو بدل دینے والی جماعت ہے۔

احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر

احادیث شریفہ میں رسول کریم ﷺ سے مروی ہے:۔

☆ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم حاکم اور عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑیں گے اور لڑائی کو موقوف کر دیں گے۔[صحیح البخاری/کتاب الانبیاء/نمبر ۶۶۸]۔

☆ اور دوسری جگہ حدیث میں مروی ہے، ''اللہ عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کریگا، پس وہ نازل ہوں گے دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس، دو زرد چادروں میں ملبوس۔دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے۔رواح المسلم ۸۔۱۹۲ و ۱۹۳۔

☆ ''ہم سے اسحٰق بن راہویہ نے .... ابو ہریرہؓ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ مریم کے بیٹے (عیسیٰؑ) تم لوگوں میں عادل حاکم ہو کر اتریں گے۔صلیب کو توڑ کر پھینک دیں گے بسؤر کو مار ڈالیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے۔اس وقت روپیہ بہت پھیل پڑے گا کوئی نہ لے گا۔ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا۔ابو ہریرہؓ یہ حدیث روایت کر کے کہتے تھے اگر تم چاہو تو (سورہ نساء) کی یہ آیت پڑھو (جو اس حدیث کی تائید کرتی ہے)، ''کوئی کتاب والا ایسا نہ ہوگا جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰؑ پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن عیسیٰؑ اس پر گواہی نہ دیں''۔[صحیح البخاری/کتاب بدء الخلق/نمبر ۶۶۶]۔

☆ ''ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا .... حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا۔آپ فرماتے تھے کوئی آدمی کا بچہ ایسا پیدا نہیں ہوتا جس کو پیدا ہوتے وقت شیطان نہ چھوئے۔شیطان کے چھونے سے ہی وہ روتا ہے مگر مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ) کو شیطان نہ چھو سکا۔یہ حدیث بیان کر کے ابو ہریرہؓ (سورۃ آلِ عمران کی) یہ آیت پڑھتے تھے (مریم کی والدہ نے کہا) میں اس کو یعنی مریم کو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں''۔[صحیح بخاری/جلد ۲/باب کتاب بدء الخلق/نمبر ۶۵۱]۔

☆''ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا.................حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا۔آپ فرماتے تھے، میں سب لوگوں سے زیادہ مریم کے بیٹے سے تعلق رکھتا ہوں۔پیغمبر سب گویا علاتی بھائی ہیں میرے اور عیسیٰ ؑ کے بیچ میں کوئی پیغمبر نہیں ہے''۔[صحیح بخاری/جلد۲/باب کتاب بدء الخلق/نمبر۶۵۱]۔

بحث ضروری ہے یا نہیں

مسیح ابن مریم علیہ السلام کی حیات یا وفات پر بحث کے بارے میں مرزا صاحب کبھی تو زور دیتے ہیں کہ بحث ہونی چاہیے اور کبھی کہتے ہیں کہ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ اس معاملہ پر بحث کرتے پھرو۔اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے انکے متضاد مؤقف پیش کئے جاتے ہیں۔

☆''ایسے شخص کی نسبت، جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے، بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے، اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن وحدیث اس دعوے کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ ہے۔کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی رُو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھاوے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہونگے۔کیونکہ قرآن انکے مخالف شہادت دیتا ہے۔غایت کار وہ استدراج سمجھے جائیں گے، لہٰذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے مسیح بن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے، جس کا طے ہو جانا ضروری ہے۔کیونکہ مخالف قرآن وحدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں، ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن وحدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۲۳۹]۔

☆''ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق وکذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے، اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں، اور اگر درحقیقت قرآن کی رُو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل ہیں''۔[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد۱۷/صفحہ۲۶۴، حاشیہ]۔

☆''یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا''۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۱۷۱]۔

☆ ''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات وحیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے''۔[ملفوظات/جلد۲/صفحہ۷۲]۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے''۔[ضمیمہ حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/ صفحہ۱۹۱]۔اب اوپر جو تضاد ہم نے پیش کیا ہے اسی سے مرزا صاحب مخبوط الحواس ثابت ہوتے ہیں۔

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں ''کہ جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد۲۱/صفحہ۲۷۵]۔اور اپنے اس فتویٰ کی رُو سے جھوٹے بھی بنتے ہیں۔ابھی تو ابتدا ہے آپکو پورے مضمون میں قدم قدم پر مرزا صاحب کے تضادات کے کمالات نظر آئیں گے۔

مرزا صاحب کا پہلا عقیدہ

مرزا غلام اے قادیانی کا پہلا عقیدہ وہی تھا جو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، یعنی وہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر یقین رکھتے تھے۔مرزا صاحب کے دعویٰ سے قبل اور (آج بھی) مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے۔اور یہ دونوں مکتبہ فکر (سُنی اور شیعہ) کے صرف عام لوگوں کا ہی نہیں بلکہ تمام اولیاء کرام، صلحاء کرام، آئمہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

☆ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، قادیانی جماعت کے خلیفہ ثانی، جو کہ پسر موعود اور مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں فرماتے ہیں، ''پچھلی صدیوں کے سب مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا ہے اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے.........حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) سے پہلے جس قدر اولیاء اور صلحاء گذرے ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ خیال کرتا تھا''۔[بحوالہ حقیقۃ النبوۃ/صفحہ۱۴۲/مصنف مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی]۔

سر سید احمد خان بانی علی گڑھ یونیورسٹی، انڈیا کی ۱۸۷۲ء میں شائع شدہ تفسیر قرآن کریم، ''تفسیر احمدیہ'' کے نام سے شائع ہوئی، اس میں سر سید نے جو کہ مغربی مُستشرقین کے خیالات سے بہت متاثر تھے، ہندوستان، بلکہ اسلامی دنیا میں غالبًا پہلی بار یہ نظریہ پیش کیا کہ قرآن کریم کی تین آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔

☆ مرزا غلام اے قادیانی جو کہ ان دنوں سیالکوٹ کچہری سے منشی کی ملازمت چھوڑنے کے بعد ''فتوحات اور رجوعات'' یعنی پیری مریدی کا پروگرام بنا رہے تھے اور اسکے لئے بطور مناظر اسلام راہ ہموار کر رہے تھے۔قرائن وآثار بتاتے ہیں کہ انکو یہ نظریہ پسند آ گیا لیکن انہوں نے ظاہری طور پر حیات عیسیٰؑ سکے اقرار کو جاری رکھا۔حتیٰ کہ جب انہوں نے اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ میں اگرچہ اپنے الہامات کی آڑ میں اس عقیدہ کی (چھپی ہوئی) بنیادیں رکھ دیں، لیکن ظاہری طور

میں حضرت عیسیٰؑ کی حیات ونزول آسمانی کا اقرار کیا۔

☆مرزا صاحب قرآن کریم کی اس آیت کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ:۔یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ غلبہ حضرت مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا ....حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے"۔[بحوالہ براہین احمدیہ حصہ چہارم/ صفحہ۵۹۳/ رخ جلد۱]۔اس میں واضح طور پر مرزا غلام احمد صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں آنے کا اقرار کر رہے ہیں۔

☆"وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اُتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا"۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد 1 /صفحہ ۶۰۱و۶۰۲]۔

مرزا صاحب کے اثبات حیات مسیح کے بارے میں حوالہ جات اور بھی ہیں مگر اگر ایک آدھ حوالہ سے ہی مقصد حاصل ہو رہا ہو تو میرے خیال میں کافی ہے۔براہین احمدیہ، مرزا صاحب کے تمام دعوؤں اور قصر نبوت کی بنیادی اینٹ ہے۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے چالیس برس کی عمر میں مجدد قرار دیا۔مجدد ہونے تک چالیس برس اور اسکے بعد براہین احمدیہ بطور مجدد کے لکھی، اس میں،صرف خدا تعالیٰ کے سکھائے ہوئے علم القرآن اور بغیر اپنے قیاس کے،قرآنی آیات کے ترجمہ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار اور اپنے آپ کو مسلمانان عالم کی طرح نزول کا منتظر قرار دیا۔اور بارہ سال تک اس عقیدہ پر نہ صرف قائم رہتے ہیں بلکہ انتہائی تحقیق در تحقیق کے بعد اس عقیدہ کے ساتھ سچے طالبین پر اتمام حجت بھی کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ بارہ برس تک اس ملہم،مجدد، مامور کی اپنی غلطی ہی دور نہیں کرتا، حالانکہ عقائد کی غلطیاں درست کرنے کے لئے ہی مجدد بھیجا جاتا ہے۔میری بات کی تائید ان حوالوں سے ہوتی ہے جو میں ابھی اگلی سطور میں پیش کر رہا ہوں۔

مجدد کی حیثیت کتنی عظیم الشان ہے؟اس بارے میں مرزا صاحب کے اپنے اقوال پیش خدمت ہیں:۔

☆"یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے، کیونکہ وہ فرماتا ہے و من کفر بعد ذالک

فاولٓئک ھم الفاسقون ،یعنی بعد اسکے جوخلیفے بھیجے جائیں پھر جوشخص انکا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے“ [شہادۃ القرآن/ رخ جلد ۶/ صفحہ ۳۴۴]۔جسکا منکر فاسق ہو، اللہ ایسے شخص کو کیسے اندھیرے یا لاعلمی میں رکھ سکتا ہے؟

☆”وہ اس قدر طبعاً مرضات الٰہیہ میں فنا ہو جاتا ہے کہ خدا میں ہو کر بولتا ہے، اور خدا میں ہو کر دیکھتا ہے، اور خدا میں ہو کر سنتا ہے، اور خدا میں ہو کر چلتا ہے، گویا اس کے جبہ میں خدا ہی ہوتا ہے“۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۲۵]

☆”خدا کے کلام کے متعلق وہ معاوف صحیحہ (ان کو) سوجھتے ہیں جو دوسروں کو نہیں سوجھ سکتے۔کیونکہ وہ روح القدس سے مدد پاتے ہیں“۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۵۷]

☆”اور بباعث نہایت درجہ فنافی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔اور اگرچہ اسکو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اس کی طرف سے نہیں۔بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے“۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۱۸]

براہین احمدیہ جس میں مرزا غلام اے قادیانی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار کیا ہے اس کا کیا مقام ہے مرزا صاحب کی اپنی تحریروں کے مطابق؟

☆”اس عاجز نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے“۔[اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء/ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۱۱]۔

☆”کتاب براہین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے۔.........اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت وقدر ومنزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپے دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔(صفحہ ۲۳) اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں (صفحہ ۲۴) اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے“۔(صفحہ ۲۵) بحوالہ اشتہار نمبر ۱۱، [مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۲۳ تا ۲۵]۔

☆”اس پراگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہو“۔[بحوالہ اشتہار نمبر ۱۶ مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱ صفحہ ۴۳]۔

☆مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ، ””سو یہ امر بھی ہر ایک صاحب پر روشن رہے .... دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب ممدوح نے کیا ہے اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اس پاک کتاب نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔نہ ہم نے فقط اپنے قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے“۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد ۱/ صفحہ ۸۸]۔

☆اور یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے،”مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن

کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے"۔[سراج منیر/رخ جلد۱۲/صفحہ۴۱]۔اسکا مطلب یہ ہے کہ قرآنی آیت کی جو تشریح کی گئی ہے وہ خدا کے سکھائے ہوئے علم کے مطابق کی گئی ہے۔

اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اگر ہم مرزا صاحب کے مجدد اور براہین احمدیہ کے بارہ میں دعاوی کو تسلیم کرلیں تو مجدد کی حیثیت کی شخصیت اور اتنی اعلیٰ حیثیت کی کتاب میں کچھ غلط نہیں ہوسکتا، خاص طور پر جب عقائد کے حوالے سے کچھ لکھا جائے۔ کیونکہ احکام تو بدل سکتے ہیں مگر عقائد نہیں۔

اب اکثر قادیانی (احمدی) کہیں گے کہ سوال یہ ہے کہ اوپر جو حوالے مرزا صاحب کے اثبات حیات مسیح کے بارہ میں دیئے ہیں اسی براہین احمدیہ سے لئے گئے ہیں۔ کیا واقعی مرزا صاحب نے بھی انکو واضح طور پر اثبات میں لیا ہے؟ جی بالکل ہے۔

☆مرزا صاحب فرماتے ہیں،"میں نے براہین احمدیہ میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے، وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آجکل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں سو اسی ظاہری اعتقاد سے میں نے لکھ دیا تھا........لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی طور پر خلافت ہوگی۔ یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے"۔[بحوالہ ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۱۹۶]۔ یعنی یہ اقتباس تصدیق کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی براہین احمدیہ میں اپنے عقیدہ کے طور پر مسلمانوں کا ۱۳۰۰ سالہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے، کو بطور آثار مرویہ نبی الزمان ﷺ کے درج کیا ہے۔

☆یہاں اس جگہ ایک اور بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ براہین احمدیہ میں جب قرآنی آیت کی تشریح میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ لکھا تو یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس میں ہم نے اپنے قیاس سے کچھ نہیں لکھا، لیکن یہاں اسکے برعکس یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ سرسری پیروی کی وجہ سے یہ عقیدہ لکھا۔

☆ اور اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں،"اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے"۔[تتمہ حقیقۃ الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ ۴۸۵]۔اس سے بھی ثابت ہوتا ہے مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ براہین احمدیہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، تو کیا اللہ نے سرسری عقیدہ لکھوایا؟ کیا اللہ اپنے بندوں اور نبیوں سے ایسے ہی کرتا ہے؟ یا پھر کیا مجدد ایسے ہی اپنی کہی ہوئی باتوں سے پھرتے ہیں؟ اسکے علاوہ بھی براہین احمدیہ کے بارہ میں جو لاف وگزاف مرزا صاحب نے ماری ہے اسکا ذکر کسی دوسرے مضمون میں انشاءاللہ تعالیٰ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا نیا عقیدہ!

☆ لیکن آگے چلنے اور اس باب کو یہاں پر ہی چھوڑنے سے قبل دو نہایت اہم باتوں کا حوالہ بھی دینا چاہوں گا مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں، ''ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے''۔[بحوالہ براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/صفحہ ۲۶۲]۔ جیسا کہ اوپر میں نے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں حیات عیسیٰ اور نزول من السماء کا اقرار کیا ہے اور وہ بھی قرآن کریم کی آیت کریمہ کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے۔ اور مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ نے انکو قرآن سکھایا تو کیا اللہ تعالیٰ نے انکو مجدد بنانے کے بعد گپ سکھائی تھی؟

☆ پھر اس سے بھی دو ہاتھ بڑھکر دوسری جگہ لکھتے ہیں،'' فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ ما مات ان ھوا لاشرك عظیم یا کل الحسنات ۔ترجمہ:۔سو من جملہ سوءِادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرا نہیں، یہ تو نرا شرک عظیم ہے۔ جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے''۔[الاستفتاء/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۶۶۰]۔ یہاں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے یا اپنے قیاس سے اس کتاب میں کچھ نہیں لکھا بلکہ وہی لکھا ہے جو قرآن کی تشریح ہے، جسکے معارف میں ہر روح سے زیادہ غلبہ انکو دیا گیا ہے، کیا یہی غلبہ دیا گیا ہے کہ وہ شرک کو قرآن کے مطالب کہہ کر بیچیں؟ کیا مجدد کو اللہ شرک بیچنے کے لئے مامور کرتا ہے؟ کیا خدا ایسا ہی ہوتا ہے یا ایسا ہی کرتا ہے کہ ایک شخص کو کہے کہ تم مجدد ہو اور الہام کر کے یقین بھی دلائے کہ میں تمہیں ایک لحہ غلطی پر نہیں چھوڑونگا۔ مگر پھر بارہ سال تک اسکو شرک عظیم میں مبتلا رکھے، اور وہ مجدد نہ صرف خود شرک عظیم میں مبتلا رہے بلکہ اسکو خدا کا قول کہہ کر، کسی سے نہ ٹوٹنے والی دلیل کہہ کر اس شرک کو کتاب میں لکھ کر بیچتا بھی رہے اور ساتھ ہزاروں ، لاکھوں کو بھی شرک میں مبتلا کرے؟ کیا کوئی قادیانی (احمدی) اس بات کا خدا کو حاضر و ناظر جان کر جواب دیگا کہ جو شخص مُلہم ،مجدد، مامور ہونے کا دعویٰ کر کے بارہ سال تک شرک لکھ کر اس سے پیسے کماتا رہے وہ بے غیرت جہنمی ہوگا یا مسیح موعود بنایا جائیگا؟

دوسرا اہم سوال: مرزا صاحب لکھتے ہیں،'' یہ غلطی آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اولیاء اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اسکا ازالہ کر دیتا''۔[احمدی اور غیر احمدی میں فرق/صفحہ ۲]۔ رسول پاک ﷺ کی آمد ہی شرک کو مٹانے کے لئے تھی، اگر یہ اہم امر نہیں تو یہ شرک عظیم بھی نہیں اور اگر یہ شرک عظیم ہے تو انتہائی اہم امر ہے۔ جس اُمت کی بنیاد، جس اُمت کی بقاء، جس اُمت کا ارتقاء، جس اُمت کا یوم آخر، صرف اور صرف اس بات کے گرد گھوم رہا ہو کہ شرک کو مٹانے اور توحید کو قائم کرنا ہی سب کچھ ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ تیرہ سو سال تک تو اس اُمت کے عوام ہی نہیں خواص اولیاء اللہ بھی شرک میں مبتلا ہوں؟ اور پھر جس سے اس غلطی کی اصلاح کروانی ہے اسکو اصلاح کا ٹھیکہ دینے کے باوجود بھی بارہ سال تک شرک

میں مبتلا رکھے؟ نہ صرف شرک میں مبتلا رکھے بلکہ شرک کو قرآن کی تشریح اور نہ ٹوٹنے والی دلیل بھی کہہ کر پیسے بناتا رہے!

آیئے دیکھیں کہ کیا میں مطلب صحیح سمجھا ہوں، مرزا صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

واقعی مرزا صاحب نے بھی انکو واضح طور پر اثبات میں لیا ہے؟ جی بالکل ہے۔

☆مرزا صاحب فرماتے ہیں،''میں نے براہین احمدیہ میں جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے، وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آجکل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں سواسی ظاہری اعتقاد سے میں نے لکھ دیا تھا.........لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی طور پر خلافت ہوگی۔ یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے'' بحوالہ [ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۱۹۶]۔یعنی یہ اقتباس تصدیق کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی براہین احمدیہ میں اپنے عقیدہ کے طور پر مسلمانوں کا ۱۳۰۰ سالہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے، کو بطور آثار مرویہ نبی الزمان ﷺ کے درج کیا ہے۔

☆یہاں اس جگہ ایک اور بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ براہین احمدیہ میں جب قرآنی آیت کی تشریح میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ لکھا تو یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس میں ہم نے اپنے قیاس سے کچھ نہیں لکھا، لیکن یہاں اسکے بر عکس یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ سرسری پیروی کی وجہ سے یہ عقیدہ لکھا۔

☆اور اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں،''اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے''۔[تتمہ حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۴۸۵]۔اس سے بھی ثابت ہوتا ہے مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ براہین احمدیہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، تو کیا اللہ نے سرسری عقیدہ لکھوایا؟ کیا اللہ اپنے بندوں اور نبیوں سے ایسے ہی کرتا ہے؟ یا پھر کیا مجدد ایسے ہی اپنی کہی ہوئی باتوں سے پھرتے ہیں؟ اسکے علاوہ بھی براہین احمدیہ کے بارہ میں جو لاف وگزاف مرزا صاحب نے ماری ہے اسکا ذکر کسی دوسرے مضمون میں انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا ہے''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد۱۹/صفحہ۱۱۴]۔اور یہ اعتراف ہی ثابت کر رہا ہے کہ مرزا صاحب کو یا ان کی کتاب کو اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے بارہ میں بتاتا ہے کہ اگر یہ اللہ کا کلام نہ ہوتا تو تم اس میں بہت اختلاف پاتے۔اگر اللہ تعالیٰ کے کلام میں تناقض نہیں تو اسکے نبیوں اور ولیوں کے کلام میں بھی تناقض نہیں ہو سکتا۔

دوسرا عقیدہ/ وفات مسیح کے دلائل

اب بارہ سال تک مزید مرزا صاحب کو بطور مجدد بھی اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے خدا کو خبر ہوتی

ہے کہ یہ تو غلط اتمام حجت کرر ہے ہیں دنیا پر۔ حالانکہ مرزا صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ!

☆''وان اللہ لا یترکنی علیٰ خطاء طرفۃ عین و یعصمنی عن کل مین او یحفظنی من سبل الشیا طین'' ترجمہ:۔''بے شک اللہ تعالیٰ پلک جھپکنے کی مقدار بھی مجھے غلطی پر نہیں چھوڑتا اور ہر غلطی سے مجھے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے مجھے محفوظ رکھتا ہے'' [نورالحق/رخ جلد ۸/صفحہ ۲۷۲]۔

☆اور نہ ہی ان کے خدا کو غلطی کا احساس ہوا، کیونکہ مرزا صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے،''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا، وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے''۔[پیغام صلح/رخ جلد ۲۳/صفحہ ۴۸۵]۔

اب مرزا صاحب پر بارش کی طرح الہامات ہوتے ہیں (پتہ نہیں کب سے) لیکن اظہار بارہ برس کے بعد کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو قرآن کی رُو سے فوت ہو چکے ہیں اور مرزا صاحب اللہ سے راہ نمائی کے بعد اپنی کتاب ''توضیح المرام'' میں قرآن کریم کی تین آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہونا ثابت کرتے ہیں، جو بعد میں کتاب ازالہ اوہام میں تیس آیات تک پہنچتا ہے۔ اس میں ایک اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو جو بات بارش کی طرح الہام کر کے بتائی، وہ بات مرزا صاحب کی کتاب ''توضیح المرام'' میں لکھنے سے بیس بائیس برس قبل ہی بغیر کسی الہام کے سرسید نے اپنی تفسیر میں لکھ دی۔ ایک انتہائی اہم سوال یہ ہے کہ غلط مرزا صاحب تھے یا اللہ تعالیٰ؟ مرزا صاحب سے جب اس تضاد کا سوال کیا گیا تو کہنے لگے کہ اللہ سے پوچھو کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ اور مرزا صاحب کے افعال اور اقوال کو جانچنے کے لئے قرآن کریم کے دیے ہوئے اصول اور اعمال (سنت) رسول اللہ ﷺ اور اقوال (احادیث) سب سے بہتر اور عمدہ ذریعہ ہیں۔ اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری باتوں میں اختلاف نہیں ہوتا۔ لیکن مرزا صاحب کا تضاد صرف یہی نہیں کہ ایک بار الہامی طور پر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار، اور پھر الہامی طور پر حیات عیسیٰؑ سے انکار، بلکہ مرزا صاحب حیات عیسیٰؑ کے خلاف جن آیات سے دلائل دے رہے ہیں، انکے معنوں میں بھی تضاد اور بعض معنوں سے اغماز برت رہے ہیں۔

مرزا صاحب کو بارش کی طرح الہام کے بعد جو تین آیات ان کے خدا نے بتائیں۔

دلائل مرزا کا تجزیہ

اس مضمون میں مرزا صاحب کی ہر رطب و یابس کا جواب تو نہیں دے سکتے لیکن آئندہ باب میں مرزا صاحب کے کچھ دلائل کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

☆''پھر میں اصل کلام کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ آپکے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے۔ اور نہ سلسلہ وحی

نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰ اُمتی ہو کر آئیں گے تو شان نبوت تو اُن سے منقطع نہیں ہوگی گو اُمتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں۔ مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خدا تعالیٰ کے علم میں نبی نہیں ہوں گے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں وہ نبی ہونگے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا اور اس میں آنحضرت ﷺ کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پُرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی جاری کر دیا جائے"۔[ایام الصلح / رخ جلد۱۴/صفحہ۳۹۲و۳۹۳]۔ مرزا صاحب کا یہ ایک اقتباس ہی انکو جھوٹا کرنے کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ ہم حوالوں کے ساتھ پہلے لکھ آئے ہیں کہ مرزا صاحب قرآن شریف سے ہی ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس دنیا میں آسمان سے نزول ہوگا یا کم از کم تسلیم کر رہے ہیں اور پھر قرآن شریف کی رُو سے ہی وفات عیسیٰ کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں مسیح موعود ہوں اور اللہ نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اب قرآن شریف کی رُو سے وہ ہر قسم کی نبوت کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اگر ہم انکا یہ مؤقف تسلیم کر لیں کہ پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے تو پھر انکی ظلی / بروزی / تابعی / غیر شرعی وغیرہ وغیرہ قسم کی نبوت اس سے بھی بڑی شرارت و شوخی ہے بلکہ بے غیرتی اور دیوثی ہے کہ ایک شخص قرآن کریم کی آیات کے تین مختلف اور بالکل متضاد معنی کر کے، ہر مرتبہ یہ کہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں اور مجھے اللہ نے قرآن سکھایا ہے اور ہر روح سے بڑھ کر معارف قرآن پر غلبہ دیا ہے، اور نہ تو سابقہ معنی کو منسوخ کرے، نہ ہی اپنی غلطی کا اعتراف کرے، بلکہ اللہ پر الزام ڈال دے۔ یہ بھی اچھا ہے کہ ☆ مرزا صاحب خود ہی لکھ گئے ہیں کہ،" اُس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے"۔[ضمیمہ حقیقت الوحی / روحانی خزائن جلد۲۲/صفحہ۱۹۱]۔

☆ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں،" کہ جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے"۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم / رخ جلد ۲۱/صفحہ۲۷۵]۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے عقیدہ پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے، اور اس خامہ فرسائی میں کس کس کو لپیٹ میں لیتے ہیں؟ لکھتے ہیں" حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ اُنکی پہلی آمد میں اُن کی خُدائی کا کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا"۔[حقیقت الوحی / رخ جلد۲۲/صفحہ۳۱، حاشیہ]۔ مرزا صاحب کی یہ بات اتنی ہی بے بنیاد ہے جتنی انکی

نبوت/مسیحیت/مجددیت وغیرہ۔ احادیث مبارکہ جو رسول پاک ﷺ سے مروی ہیں ان میں حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کا اقرار کیا گیا ہے یا نہیں؟ آپ نے بھی انکو شروع میں من وعن تسلیم کیا ہے یا نہیں؟ اب بھی آپ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد (بروزی وغیرہ وغیرہ) کے عقیدہ کا پرچار کررہے ہیں یا نہیں؟ اور پھر سب سے بڑھکر توہین رسالت ہے یا نہیں؟ کیونکہ اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ عقیدہ عیسائیوں کا گھڑا ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کی بجائے اگر عیسائیوں کا گھڑا ہوا عقیدہ پیش کردیا ہے تو نعوذ باللہ انکی رسالت کا دعویٰ ہی جھوٹ ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول پاک ﷺ کو حکم دے رہا ہے کہ ''اے رسول تو تبلیغ کر جو میں نے تجھ پر نازل کیا'' (سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)۔ تو کیا رسول پاک ﷺ نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی (نعوذ باللہ)، پھر قرآن کریم میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے اہل کتاب اپنے دین کے متعلق ناجائز طور پر زیادہ جھوٹ سے کام نہ لو اور ان لوگوں کی پیروی نہ کرو جو بھٹک گئے ہیں'' (سورۃ المائدہ، آیت ۷۷)۔ یقیناً، یقیناً اور یقیناً رسول کریم ﷺ نے، بھٹکے ہوئے عیسائیوں کا گھڑا ہوا عقیدہ پیش نہیں کیا۔ کیونکہ اگر انہوں نے دوسرے مذاہب کے گھڑے ہوئے عقائد ہی پیش کرنے تھے تو پھر انہوں نے سابقہ مذاہب کے غلط عقائد کی اصلاح کیا کی ؟ دوسرے مرزا صاحب یہ کام صرف آپ جیسے خودساختہ (یا انگریز ساختہ) نبی ہی کرسکتے ہیں اور آپ نے ایسا ہی کیا ہے کہ ایک عقیدہ کو پہلے الہامی، قرآن کریم کا اصل مفہوم اور اسکا ناقابل تنسیخ عقیدہ اور انتہائی گہری تحقیق کا دعویٰ لکھ کر کتاب بیچ لی اور بعد میں کہہ دیا کہ میں نے تو سرسری طور پر بات لکھ دی۔

☆ ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں ''اور اس بات پر زور دینا کہ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے یہ عجیب افتراء ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر اتفاق سے مُراد صحابہ کا اتفاق ہے تو یہ اُن پر تہمت ہے اُن کی تو بلا کو بھی اس مستحدث عقیدہ کی خبر نہیں تھی کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آجائیں گے''۔ [حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲ /صفحہ ۳۴]۔ اس بات کا جواب بھی اوپر والی سطور میں ہے، لیکن اگر صحابہؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے قائل نہیں تھے تو ان سے مروی بے شمار احادیث کو مرزا صاحب کس کھاتے میں ڈال رہے ہیں اور ۵۲ سال کیوں ان احادیث کو تسلیم کرتے رہے ہیں۔ اور اپنی یہ دلیل بھی کہ صحابہ کو اس کی خبر نہیں تھی، اگلی سطور میں مرزا صاحب خود ہی رد کررہے ہیں۔

☆ لکھتے ہیں کہ ''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اس غلط عقیدہ میں بھی مبتلا تھے کہ گویا حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت قد خلت من قبلہ الرسل پیش کرکے یہ غلطی دور کردی اور اسلام میں یہ پہلا اجماع تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔ غرض اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابوہریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائیں گے۔ جیسا کہ ابتدا میں ابوہریرہ کو بھی یہی دھوکا لگا ہوا تھا''۔ [حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۳۵ تا ۳۶]۔ ان سطور میں جن بے بنیاد اور خیالی باتوں کو مرزا صاحب نے پیش کیا ہے یا بیان کیا ہے ان پر

بہت سے سوال پیدا ہوتے ہیں ۔خـلـت کے معنی موت نہیں، ہم آئندہ اس پر بھی مختصر روشنی ڈالیں گے۔اب جبکہ مرزا صاحب کی کئی تحریریں اس بات کی بھی گواہی دیتی ہیں کہ وہ بھی احادیث رسول پاک ﷺ کو دین کی بنیاد مانتے ہیں۔ اورایک معمولی ساعلم رکھنے والا بھی یہ جانتا ہے کہ اس بنیاد کو آئندہ رہتی دنیا تک پہنچانے میں حضرت ابو ہریرہؓ کا حصہ غالباً تمام اصحابؓ رسول پاک ﷺ سے زیادہ ہے، اور انکی درایت پر انگشت نمائی کر کے، انکو کم تدبر والا کہہ کر مرزا صاحب نے جس دریدہ ذہنی کا مظاہرہ کیا ہے (بعض دوسری جگہوں پر اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ استعمال کیئے ہیں) نہ صرف قابل شرم ہے بلکہ گناہ بھی ہے، اور ساتھ ہی مرزا صاحب کی درایت سے ہی ایک سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے امام الانبیاء، فخر الانبیاء، رحمت اللعالمین، شافع دو جہاں، خاتم النبیین، نبی ﷺ کی احادیث کو جمع کرنے اور رہتی دنیا تک کی نسلوں کو پہنچانے کا اعزاز ایک غبی اور کم تدبر کرنے والے اور جسکی درایت بھی اچھی نہیں تھی کو ہی دینا تھا؟ اور جس حدیث کے تحت مرزا صاحب مجددیت کے دعوے دار ہوئے وہ بھی تو حضرت ابو ہریرہ کی بیان کردہ ہے، کیا ایک غبی کی بیان کردہ بات قابل قبول ہوسکتی ہے؟ اسکے علاوہ بھی مرزا صاحب نے حضرت ابو ہریرہؓ کی بیان کردہ کئی احادیث کو اپنی تحریروں میں پیش کیا ہے اور اپنے دلائل کی بنیاد بنایا ہے۔اور اگر ہم مرزا صاحب کی بات کو تسلیم کریں تو اسکا مطلب ہے کہ ہمارا احادیث پر اعتماد متزلزل ہو اور جس پر پورا اعتماد نہ ہو اس آدمی یا روایت کو آدمی چھوڑ دیتا ہے اور اگر چھوڑ دیں تو مرزا صاحب اپنی مکارانہ فطرت کے ساتھ سامنے کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ

" جو چھوڑتا ہے رسول ﷺ کی حدیث کو
چھوڑ دو تم اس خبیث کو"

مزے کی بات یہ ہے کہ حدیث کو چھوڑنے والے، احادیث کو توڑنے اور مروڑنے والے، احادیث کو اپنے ذہنی کارخانے میں گھڑنے والے، انکو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے والی شخصیت مرزا غلام اے قادیانی کی اپنی ذات ہے۔

☆اسکے بعد بڑا سوال کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ اس آیت کے نتیجہ میں اصحابؓ رسول پاک ﷺ حضرت ابوبکر کے قد خلت من قبله الر سل والی آیت بیان کرنے کے نتیجہ میں حیات عیسیٰؑ کے عقیدہ سے تائب ہوگئے؟ کیا کہیں کوئی ایسی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور دوسرے صحابہؓ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کی خبر دی ہے ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنی روایت میں بیان کیا ہو کہ پہلے سب یا کچھ یا چند ایک صحابہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل تھے مگر جب حضرت ابوبکرؓ نے آیت قـد خـلـت پڑھی تو اس وقت سب نے اس پر اجماع کر کے اپنا عقیدہ درست کرلیا؟ کیا کسی خلیفہ راشدؓ نے کسی روایت کنندہ کو ٹوکا ہو یا ہدایت دی ہے کہ جب تم یہ روایت نزول عیسیٰؑ والی بیان کرو تو ساتھ اس اجماع کا بھی ذکر کرو جس میں یہ غلط فہمی اجتماعی طور پر دور ہوگئی کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ نہیں بلکہ فوت ہو چکے ہیں؟ یہ روایت کہاں ہے کہ آنحضور ﷺ کی وفات پر صحابہ کرامؓ نے یا حضرت عمرؓ نے کہا ہو کہ رسول کریم آسمان پر چلے

گئے ہیں؟ ہاں یہ روایت ضرور ملتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے شدت غم کی وجہ سے، انتہاہ محبت کی وجہ سے کہ ان کے لئے یہ سننا اور یقین کرنا دشوار تھا کہ رسول پاک ﷺ فوت ہو گئے ہیں تلوار سونت لی اور کہا کہ کوئی نہیں کہے گا کہ آنحضور ﷺ فوت ہو گئے ہیں، لیکن یہ روایت کہیں نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی طرح آسمان پر چلے گئے ہیں وغیرہ۔ یقیناً یہ مرزا صاحب کی صرف اپنی ذہنی اختراع ہے۔ کیا حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے اجماع کے بعد اپنے تدبر اور درایت اور فہم کو درست کر لیا یا پہلے کی طرح وہی روایت بیان کرتے رہے اور اس طرح حضرت ابو بکرؓ کے فہم قرآن وحدیث اور رسول ﷺ کو کوئی وقعت نہیں دی؟ اگر وہ پہلے مفہوم کے ساتھ ہی اپنی روایت بیان کرتے رہے تو کیا کسی اور صحابیؓ نے بھی ان کو نہ ٹوکا؟ کیا کوئی روایت ایسی ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے اور خاص طور پر حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنا عقیدہ صحیح کیا؟ اگر ہے تو پیش کرو ورنہ تسلیم کرو کہ مرزا صاحب کی اپنی ذہنی اختراع ہے۔

☆ اسکے علاوہ ایک اور سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی ایک صحابیؓ سے بھی کوئی حدیث یا روایت مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور آئندہ عیسیٰ ابن مریم خود نہیں بلکہ اُنکا کوئی مثیل نازل ہوگا؟ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''اور قسم کھا کر کوئی بات کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کہی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے، اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء، ورنہ قسم کھانے کا فائدہ کیا ہے''؟ (اصل عبارت عربی میں ہے)۔ [حمامۃ البشریٰ/ رخ جلد ۷/ صفحہ ۱۹۲]۔ اور رسول کریم ﷺ سے مروی کئی احادیث شریفہ ایسی ہیں جس میں انہوں نے قسم کھا کر کہا ہے کہ تم میں عیسیٰ ابن مریم ضرور نازل ہوں گے۔ اسکا مرزا صاحب یا انکے پیروکار کیا جواب دیں گے؟ ایک مسلمان کے لئے رسول کریم ﷺ کی قسم کا اعتبار واجب ہے یا مرزا صاحب کی بے بنیاد خیالات؟

☆ مرزا صاحب کی ایک اور بودی دلیل پڑھیں اور سوچیں کہ یہ صاحب اپنی جھوٹی مسیحیت کو قائم کرنے کے لئے کیسے کیسے بے تکے دلائل لاتے ہیں، لکھتے ہیں کہ ''اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اُمت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے''۔ [حقیقۃ الوحی/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۳۲]۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یقیناً پوری اُمت رسول پاک ﷺ کی احادیث کے نتیجہ میں یہ یقین رکھتی تھی اور رکھتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ آئیں گے۔ رہی اجتہادی غلطی کی بات تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جو خیر الامت ہو اُسی پوری اُمت کو، اسکے محدثین، آئمہ کرام، مجددین کرام، اولیائے کرام سمیت اللہ تعالیٰ تیرہ سو برس سے زائد اجتہادی غلطی میں مبتلا رکھے۔ یہ کوئی مرزا صاحب کا (انگریز) خدا تو نہیں جو انکو ۵۲ سال تک غلطی میں مبتلا رکھے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں، اور وحی بھیجنے کے ۲۰ برس تک یہ بھی پتہ نہ چلنے دے کہ مرزا صاحب نبی ہیں یا نہیں اور مرزا صاحب کے اپنے قلم سے مدعی نبوت پر لعنت ڈلواتا رہے۔

☆پھر ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ''اگر مسیح کے اترنے سے انکار کیا جائے تو یہ امر مستوجب کفر نہیں''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۲۳۹]۔کیا رسول کریم ﷺ کے ارشاد کا انکار کفر نہیں۔ رسول کریم بے شمار احادیث میں فرمارہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

''وفات مسیح کا عقیدہ مجھ سے پہلے پردہ اخفاء میں تھا'' (اصل عبارت عربی میں ہے)۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد۵/صفحہ۴۲۶]۔یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس سے یہ اخفاء میں تھا؟

''پھر اس کے بعد کبھی کسی مجتہد اور مقبول امام پیشوائے انام نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت مسیح زندہ ہیں''۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد۱۷/صفحہ۹۲]۔

''امام مالک بھی اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور مر گئے اور امام اعظمؒ اور امام احمدؒ اور امام شافعی اُنکے قول کو سُن کر اور خاموشی اختیار کر کے اسی قول کی تصدیق کر رہے ہیں''۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد۱۷/صفحہ ۱۶۴]۔

''قرآن کریم اور اسی کتاب میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ صاف گواہی دی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور اس شہادت میں امام بخاریؒ منفرد نہیں بلکہ امام ابن حزمؒ اور امام مالکؒ بھی موت عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں اور اُن کا قائل ہونا گویا اُمت کے اکابر کا قائل ہونا ہے''۔[ایام الصلح / رخ جلد۱۴/صفحہ۲۶۹]۔

''سلف صالحین نے اس مسئلہ (حیات مسیح) میں مفصل کچھ نہیں کہا بلکہ اجمالی رنگ میں ایمان لاتے تھے کہ مسیح مر گیا''۔[حمامۃ البشریٰ/ رخ جلد۷/صفحہ۱۹۸]۔

''غرض برخلاف اس متبادل مسلسل معنوں کے جو قرآن شریف میں اول سے آخر تک سمجھے جاتے ہیں۔ ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑنا یہی تو الحاد اور تحریف ہے۔ خدا مسلمانوں کو اس سے بچاوے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۵۰۱]۔

خلت پر مختصر نظر:

''مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک رُوح پر غلبہ دیا گیا ہے''۔[سراج منیر/ رخ جلد۱۲/صفحہ۴۱]۔

''تمام نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ کا یہ حق ہے کہ اُن کے معنے ظاہر عبارت کی رُو سے کئے جائیں اور ظاہر پر حکم کیا جائے، جب تک کہ کوئی قرینہ صارفہ پیدا نہ ہو۔ اور بغیر قرینہ قویہ صارفہ ہرگز خلاف ظاہر معنی نہ کئے جائیں''۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد۱۷/صفحہ۱۱۸]۔

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْ ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ۔(سورۃ آلِ عمران/آیت۱۴۴)ترجمہ:یعنی محمد رسول اللہ ﷺ صرف ایک نبی ہیں اُن سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں،اب کیا اگر وہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو انکی نبوت میں کوئی نقص لازم آئیگا۔جسکی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ۔۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۴۲۷]۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔(سورۃ المائدہ آیت۷۵)یعنی مسیح ابن مریم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اوراس سے پہلے بھی رسول آتے رہے"۔[جنگ مقدس/رخ جلد۶/صفحہ۷۹]۔

"خلت کے معنی قرآن کریم نے بھی فوت ہونے کے نہیں کئے بلکہ تنہا ہونا،جدا ہونا،علیحدہ ہونا اور جگہ خالی کرنے یا چھوڑنے کے کئے ہیں۔اس کی ایک مثال وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ (سورۃ البقرہ آیت۱۴)اور جب منافق اکیلے ہوتے ہیں۔اپنے شیطانوں کی طرف۔اسکے علاوہ بھی کئی مثالیں ہیں۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِیْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ (سورہ رعد،آیت۳۰)۔اسی طرح ہم نے تجھے اس اُمت میں بھیجا۔جس سے پہلے بہت سی اُمتیں گزر چکی ہیں کہ تو انہیں ہماری طرف سے جووحی تجھ پر اُترے پڑھ کر سنائے۔یہ اللہ رحمان کے منکر ہیں تو کہہ دے کہ میرا پالنے والا تو وہی ہے اس کے سوا درحقیقت کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔اسی کے اوپر میرا بھروسہ ہے اوراسی کی جانب میرا رجوع ہے"۔ترجمہ تفسیر ابن کثیر۔

تَوَفّی پر ایک مختصر نظر!

"امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر تـوفـی کی تین نوعیں بیان کرتے ہیں،ایک موت،دوسری نیند اور تیسری اصعاد الی السماء یعنی آسمان پر اُٹھانا۔[بحوالہ کذبات مرزا/صفحہ۱۶۳/مصنفہ مولانا محمد عبدالواحد مخدوم]۔

"عن ابن عمر و اذا رمی الجمار لا یدری أحد ماله حتیٰ یتوفه اللّٰه یوم القیامة۔الترغیب والترھیب/ص۲۰۵/باب ماجاء فی فصل الحج رواہ البزاز والطبرانی،وابن حبان۔ترجمہ:جب جمرہ رمی کیا جائے،کوئی آدمی نہیں جانتا کہ اس کے لئے کیا ثواب وغیرہ ہے۔یہاں تک کہ قیامت کے دن،اللہ تعالیٰ اُسے پورا پورا انعام دیگا"[بحوالہ کذبات مرزا/صفحہ۱۶۲/مصنف مولانا محمد عبدالواحد مخدوم مرحوم]۔

"وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ۔(سورۃ الانعام/آیت ۶۰)۔ترجمہ: خدا ہی ہے جو رات کے وقت تم کو سُلا دیتا/اور وہی ہے جو تمہیں رات کو (بصورت نیند) وفات دیتا ہے۔اردو ترجمہ قرآن، مرزا طاہر احمد خلیفہ چہارم جماعت احمدیہ، شائع کردہ اسلام پبلیکیشنز، لندن۔اور وہی ہے جو رات کے وقت تمہاری رُوح قبض کرتا ہے"۔[تفسیر صغیر/مرزا البشیر الدین محمود احمد/خلیفہ دوئم، جماعت احمدیہ]۔

اسکے علاوہ سورۃ الزمر، پارہ ۲۴، آیت ۴۲ میں بھی یتوفی کے معنی نیند کی حالت میں سُلانے کے کیے ہیں!

ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَ ھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۔(سورۃ البقرہ آیت ۲۸۱) ترجمہ۔پھر ہر ایک شخص کو جو اس نے کمایا ہوگا پورا پورا دے دیا جائیگا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائیگا"۔تفسیر صغیر، مرزا البشیر الدین محمود احمد، خلیفہ دوئم، جماعت احمدیہ (یہی ترجمہ مرزا طاہر نے بھی کیا ہے)۔

اَلَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ۔(سورۃ المطففین آیت ۲) ترجمہ: (ان کے لئے) جو تول کر لیتے ہیں تو خوب پورا کر کے لیتے ہیں"۔تفسیر صغیر، مرزا البشیر الدین محمود احمد، خلیفہ دوئم، جماعت احمدیہ (یہی ترجمہ مرزا طاہر نے بھی کیا ہے)۔

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ۔(سورۃ آل عمران آیت ۵۵) میں تجھ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤں گا"۔[براہین احمدیہ، حصہ چہارم/رخ جلد ۱/صفحہ ۶۲۰ حاشیہ]۔

یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ۔اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا"۔[براہین احمدیہ، حصہ چہارم/رخ جلد ۱/صفحہ ۶۶۴ و ۶۶۵ حاشیہ]۔

"براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ۔جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنی کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو بطور تسلی ہوا تھا۔جب یہود انکے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود ہنود یہ کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا"۔[سراج منیر/رخ جلد ۱۲/صفحہ ۲۳]۔جس (نبی) پر ۱۷ برس تک اسکے الہام کے معنی نہ کھلیں، اس نے کیا اصلاح کرنی ہے؟

تجزیہ دلائل مرزا صاحب بروفات مسیح:

میں یہاں قرآن واحادیث، عربی صرف ونحو وغیرہ پر بحث کرنا نہیں چاہتا، کیونکہ پچھلے سو (۱۰۰) سال میں اس پر اس قدر بحث ہو چکی ہے اور بار بار قادیانی جماعت کی وہی باتیں، وہی غلط تاویلیں، اسپر ستم یہ کہ ایک عام احمدی کے عربی لغت، صرف اور نحو کی ان باتوں کو نہ سمجھنے کے باوجود اصرار کہ ان کی جماعت کا موقف ہی صحیح ہے۔میں اس مضمون میں اسپر

صرف اشارتاً بات کروں گا اور بنیادی طور پر مرزا صاحب کے اپنے تضادات ہی سامنے لاؤں گا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ نوے فیصد سے زیادہ احمدیوں کو ان تضادات کا علم ہی نہیں۔

مرزا صاحب نے جو تین آیات، وفات مسیح علیہ السلام کی دلیل میں بیان کی ہیں!

۱۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ۔سورۃ المائدہ،آیت ۱۱۷۔

۲۔ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ سورۃ النساء آیت ۱۵۹۔

۳۔اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ۔سورۃ آل عمران، آیت ۵۵۔

انکے ترجمہ یا تشریح میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن کریم میں یا دوسری جگہ اور علم لغت میں توفی صرف موت کے معنوں میں آتا ہے۔اسکے علاوہ قرآن کریم میں لفظ توفی سوائے موت کے اور کسی طرح مستعمل نہیں۔مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ،"علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ، ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں"۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۶۲]۔دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ،"خداتعالیٰ نے قرآن شریف کے تیئس مقامات میں لفظ توفی کو قبض روح کے موقع پر استعال کیا۔اول سے آخر تک قرآن شریف میں کسی جگہ لفظ توفی کا ایسا (معنی) نہیں جس کے بجز قبض روح اور مارنے کے اور معنی ہوں"۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۹۰]۔پھر ایک اور جگہ لکھتے ہیں،"احادیث میں جہاں کہیں توفی کا لفظ کسی صیغہ میں آیا ہے اسکے معنی مارنا ہی آیا ہے۔جیسا کہ محدثین پر پوشیدہ نہیں اور علم لغت میں یہ مسلم اور مقبول اور متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہے وہاں بجز مارنے کے اور کوئی معنے توفی کے نہیں آتے۔تمام دواوین عرب اس پر گواہ ہیں"۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۹۰]۔

میں یہاں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا صاحب نے توفی کے معنوں/تشریح میں جھوٹ بولا ہے۔

مرزا صاحب نے خود توفی کے معنی، کامل اجر دینا لکھے ہیں، مرزا صاحب لکھتے ہیں،"بعد اسکے الہام ہوا، يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ "اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا"۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد ۱/صفحہ ۶۶۴ حاشیہ]۔اور اسی کتاب میں دوسری جگہ اسی آیت کے کیا معنی کر رہے ہیں، لکھتے ہیں،"نیز فرمایا اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا"۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد ۱/صفحہ ۶۲۰ حاشیہ]۔"اور اب مرزا صاحب توفی کے معنی لفظی موت سے بچنے کے کر رہے ہیں، لکھتے ہیں،"براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنی کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو بطور تسلی ہوا تھا۔جب یہود انکے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود ہنود یہ کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے معنی یہ ہیں کہ میں

تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا"۔[سراج منیر/رخ جلد۱۲/صفحہ۲۳]۔جس (نبی) پر ۱۷ برس تک اسکے الہام کے معنی نہ کھلیں، اس نے کیا اصلاح کرنی ہے؟ مرزا صاحب کے بیٹے اور قادیانی گروہ کے دوسرے خلیفہ، توفی کے کیا معنی کررہے ہیں،"كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَاتُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۵)۔ ترجمہ: ہرایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور تمہیں صرف قیامت کے دن (ہی) تمہارے (اعمال کے) پورے بدلے دیے جائیں گے"۔یہ ترجمہ تفسیر صغیر، از مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی]۔

توفی کے معنی نیند کی حالت بھی ہیں۔مرزا صاحب کے دو جانشین (ایک بیٹا اور ایک پوتا) توفی کے معنی سُلا نا کر رہے ہیں۔

وَهُوَالَّذِیْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ۔سورۃ الانعام/آیت ۶۰۔ترجمہ: خدا ہی ہے جو رات کے وقت تم کو سُلا دیتا/ اور وہی ہے جو تمہیں رات کو (بصورت نیند) وفات دیتا ہے۔ترجمہ قرآن، مرزا طاہر احمد خلیفہ چہارم جماعت احمدیہ، شائع کردہ اسلام پبلیکیشنز، لندن/ اور وہی ہے جو رات کے وقت تمہاری رُوح قبض کرتا ہے"۔تفسیر صغیر، مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفہ ثانی، جماعت احمدیہ۔

اسکے علاوہ سورۃ الزمر، پارہ ۲۴، آیت ۴۲ میں بھی يَتَوَفّٰى کے معنی نیند کی حالت میں سُلانے کے کئے ہیں اب کیا مرزا صاحب نے یہ کہہ کر کے توفی کے معنی صرف موت کے ہی ہوتے ہیں، جھوٹ نہیں بولا؟ اور جھوٹ بولنے والے کے لئے مرزا صاحب فرماتے ہیں،"جھوٹ بولنا مُرتد ہونے سے کم نہیں"۔[ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رخ جلد ۱۷/صفحہ ۵۶، حاشیہ]۔

مرزا صاحب اسی طرح سورۃ المائدہ کی آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں اذ ماضی کے لئے ہوتا ہے، لکھتے ہیں،"افسوس کہ بعض علماء جب دیکھتے ہیں کہ توفی کے معنے حقیقت میں وفات دینے کے ہیں تو پھر یہ دوسری تاویل پیش کرتے ہیں کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ میں جس تَوَفّٰى کا ذکر ہے وہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے بعد واقع ہوگی۔ لیکن تعجب ہے کہ وہ اس قدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرہ بھر بھی شرم نہیں کرتے۔وہ نہیں سوچتے کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ سے پہلے یہ آیت ہے،وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۶۔اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا اور پھر ایسا ہی جو جواب حضرت عیسیٰ کی طرف سے ہے یعنی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ وہ بھی بصیغہ ماضی ہے"۔[ازالہ اوہام، حصہ دوم/ رخ جلد ۳/صفحہ ۴۲۵۔یہاں ہم اس وقت مرزا صاحب کے گھٹیا انداز بیان سے صرف نظر کرنے کے باوجود ایک

بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب خود بھی باون ۵۲ برس کی عمر تک ۲۹ سال ایک عام مسلمان کی حیثیت سے ۱۱ سال بطور مناظر اسلام نیز ملہم اور بارہ سال مجدد کا دعویٰ کرنے کے بعد بھی انہی خیالات رکیکہ کی پیروی کرتے رہے اوران خیالات کو خدا کا الہام کہہ کر اپنی کتاب بیچتے رہے اب کس منہ سے دوسروں کو بے شرم کہہ رہے ہیں، لیکن بات صرف یہاں ہی نہیں رکتی بلکہ جس مؤقف کو دوسروں کو بے شرم بنانے کے بعد پیش کرر ہے ہیں اب اسکے خلاف کہہ رہے ہیں، مرزا صاحب لکھتے ہیں،''پھر معترض کا پیشگوئی عفت الدیار پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ عفت کا لفظ جو ماضی کا صیغہ ہے اسکا ترجمہ مضارع کے معنوں میں کیا گیا ہے حالانکہ اسکا ترجمہ ماضی کے معنوں میں کرنا چاہیے تھا اس اعتراض کے ساتھ معترض نے بہت شوخی دکھلائی ہے۔ گویا مخالفانہ حملہ میں اسکو بھاری کامیابی ہوئی ہے۔اب ہم اسکی کس کس دھوکہ دہی کو ظاہر کریں۔جس شخص نے کافیہ یا ہدایۃ النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آجاتی ہے بلکہ ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تا کہ اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو اور قرآن شریف میں اسکی بہت نظیریں ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِ ذَا ھُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ۔سورۃ یٰسین،۳۶:۵۱۔اور جیسا کہ فرماتا ہے وَاِذْ قَا لَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَ نْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔سورۃ المائدہ،۵:۱۱۶ (مزید چھ آیات کے حوالے ہیں۔اور ایک دو عام مثالیں حاشیہ میں ہیں۔ناقل)۔اب معترض صاحب فرمادیں کہ کیا یہ قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہیں یا مضارع کے۔اور اگر ماضی کے صیغے ہیں تو ان کے معنی اس جگہ مضارع کے ہیں یا ماضی کے۔جھوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر حملہ نہیں بلکہ یہ تو قرآن شریف پر حملہ ہو گیا گویا وہ صرف ونحو جو آپ کو معلوم ہے خدا کو معلوم نہیں۔اسی وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیاں کھائیں اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھ دیا''۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/رخ جلد ۲۱/صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۰]۔قارئین سے میرا سوال ہے کہ کیا وہ بتائیں گے کہ بے شرم کون ہے، وہ جو پہلے ایک آیت کو ماضی کے صیغہ میں لکھتا ہے اور اسکو مضارع میں لکھنے اور کہنے والوں کو خیالات رکیکہ کا حامل بتا رہا ہے اور دوسری جگہ یہ انہی خیالات رکیکہ کو پیش کر رہا ہے اور انکی آڑ میں اپنی کسی بے تکی پیشگوئی پر اعتراض کو قرآن پر حملہ بتا رہا ہے۔ایک ہی آیت کو دو مختلف مواقع پر مکمل مختلف معنوں میں پیش کرنے کے باوجود اگر مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ انکو قرآن خدا نے سکھایا، یا انکو قرآنی معارف میں ہر روح پر غلبہ دیا گیا ہے تو اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا، اور مرزا صاحب کا ہی کہنا ہے کہ جھوٹ کا کھانا گوہ کا کھانا ہے، اب گوہ کس نے کھایا؟

تیسرا جواز وفات عیسیٰ علیہ السلام کا پیش کرتے ہیں، آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے پیش کرتے ہیں۔مرزا صاحب لکھتے ہیں!

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ ۔(سورۃ آل عمران۳:۱۴۴) ترجمہ:یعنی محمد رسول اللہ ﷺ صرف ایک نبی ہیں اُن سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں، اب کیا اگر وہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو انکی نبوت میں کوئی نقص لازم آئیگا۔ جسکی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/ صفحہ۴۲۷]۔جس ترجمہ کو اجماع صحابہ قرار دیکر اپنے دعویٰ کی بنیاد بنایا، اب اسی کے برخلاف کو دہی دوسرا ترجمہ کر رہے ہیں۔دیکھئے کیا لکھتے ہیں،''مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔(سورۃ المائدہ۵:۷۵)یعنی مسیح ابن مریم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے''۔[جنگ مقدس / ر خ جلد۶/ صفحہ۷۹]''۔

خلت کے معنی قرآن کریم نے بھی فوت ہونے کے نہیں کئے بلکہ تنہا، ہونا، جدا ہونا، علیحدہ ہونا اور جگہ خالی کرنے یا چھوڑنے کے کئے ہیں۔اس کی ایک مثال وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ،اور جب منافق اکیلے ہوتے ہیں۔اپنے شیطانوں کی طرف۔اسکے علاوہ بھی کئی مثالیں ہیں۔

مرزا صاحب قرآن کریم اور احادیث کے مطالب اور ترجمہ بیان کرنے کا ایک اصول یہ بھی فرماتے ہیں،'' تمام نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ کا یہ حق ہے کہ اُن کے معنے ظاہر عبارت کی رُو سے کئے جائیں اور ظاہر پر حکم کیا جائے، جب تک کہ کوئی قرینہ صارفہ پیدا نہ ہو۔اور بغیر قرینہ قویہ صارفہ ہرگز خلاف ظاہر معنی نہ کئے جائیں''۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد۱۷/ صفحہ۱۱۸]۔اگر یہ اصول صحیح ہے تو ایسا کونسا قرینہ قویہ پیدا ہو گیا تھا کہ امت مسلمہ میں تیرہ سو سال سے تواتر کے ساتھ کئے گئے معنوں نیز اپنے بھی بارہ سال تک بطور مجدد، خدا تعالیٰ کے الہامی طور پر سکھائے گئے معنوں کے اُلٹ معنی کئے مرزا صاحب نے؟ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب شیطانی وحی اور الہامات کا شکار ہو گئے ہیں۔اس بات کو مرزا صاحب یوں بیان کرتے ہیں،''واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے''۔[ضرورۃ الامام، صفحہ۱۳/ رخ جلد۱۳/ صفحہ۴۸۳]۔

مرزا صاحب ہسٹیریا، مراق اور مالیخولیا وغیرہ کے مریض تھے، اور اس وجہ سے ''خبط عظمت'' میں مبتلا تھے اور اس قسم کے خبط میں مبتلا لوگوں کے الہامات بھی انکی خواہشوں کے تحت شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں،''اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے انکشاف کے لئے بطور استخارہ یا استنبازہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے۔خاص کر اس حالت میں جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اسکی زبان پر جاری

ہوجاتا ہے دراصل یہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہوجاتا ہے"۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ ۴۳۹]۔

اورمرزا صاحب جیسے مراقی لوگ ہی اپنی خواہشات کی شدت کے تحت رحمانی اور شیطانی الہامات میں فرق کرنے سے معذور ہوجاتے ہیں، اور نبیوں کے الہام میں بھی شیطان کے دخل کو تسلیم کر لیتے ہیں، اگر اس دخل کو حقیقی نبیوں کے الہامات میں شامل سمجھا جائے تو پھر نبیوں کی حفاظت کا خدائی وعدہ جھوٹا سمجھا جا سکتا ہے۔خود مرزا صاحب فرماتے ہیں،"جس دل پر آفتاب وحی الہٰی تجلی فرماتا ہے، اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی۔کیا خالص نور کے ساتھ ظلمت رہ سکتی ہے"۔[نزول المسیح / رخ جلد ۱۸/صفحہ ۴۶۷]۔

"غرض برخلاف اس متبادر مسلسل معنوں کے جو قرآن شریف میں اول سے آخر تک سمجھے جاتے ہیں۔ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑنا یہی تو الحاد اور تحریف ہے۔ خدا مسلمانوں کو اس سے بچاوے"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۵۰۱]۔

"پس ظالم اس کو کہیں گے جو محرفوں کا کام کرے۔اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح عبارتوں کو بدلا دے اور جرأت کر کے کم کی جگہ زیادہ کرے اور زیادہ کی جگہ کم کر دیوے۔کیا کیفیت کی رُو سے اور کیا کمیت کی رُو سے۔اور محض جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنے کی راہ سے دوسرے معنوں کی طرف لے جاوے حالانکہ اس کے فعل کے لئے کوئی قرینہ مددگار نہ ہو اور پھر اس بنا پر دھوکا دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنے مفتریات کی طرف بلانا شروع کرے اور دجالیت کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں پس جو شخص فکر کر سکتا ہے اس میں فکر کرے"۔[نور الحق/ رخ جلد ۸/صفحہ ۷۹]۔

مرزا صاحب کے دلائل وفات عیسیٰ اور انکی آمد، احادیث سے

مرزا صاحب نے اپنے عقیدہ وفات مسیح کو احادیث کے ذریعہ بھی بیساکھیاں لگانے کی کوشش کی ہے۔اور اس میں بھی وہی تضادات اور وہی خود ساختہ تاویلات اور جھوٹ نیز اپنے ہی تسلیم شدہ قواعد کی نفی کی ہے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں،"اور قسم کھا کر کوئی بات کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کہی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے، اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء۔ورنہ قسم کھانے کا فائدہ کیا ہے؟" (اصل عبارت عربی میں ہے)۔[حمامۃ البشریٰ/رخ جلد۷/صفحہ ۱۹۲]۔اب یہ حدیث رسول پاک ﷺ بھی پڑھ لیجئے، اسکے بعد میرے سوال کا اگر کوئی جواب ہے تو دیجئے۔" حضرت ابن مسیبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم لوگوں میں حضرت عیسیٰؑ نزول فرمائیں گے۔شریعت محمدیہ کے مطابق حکم دیں گے اور عدل وانصاف کریں گے۔صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کریں گے اور مال بہت دیں گے یہاں تک کہ کوئی مال قبول کرنے والا نہیں رہے گا"۔[مسلم شریف/ کتاب الایمان/ حدیث نمبر ۳۸۹]۔

اب اس پر میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا رسول پاک ﷺ نے قسم کھا کر نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے، اوران کی قسم سے زیادہ مقدس، صحیح اور قابل یقین قسم کس کی ہوسکتی ہے، اگر ایک عام آدمی کی قسم کی بھی تاویل نہیں ہوسکتی تو مرزا صاحب کو کس نے حق دیا ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ﷺ کی قسم کی تاویل کر کے خود کو عیسیٰ ظاہر کریں۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ اپنی طرف سے نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ لکھتے ہیں تو جو شخص خدا کے بتائے ہوئے اصول کو بیان کر کے خود ہی توڑے، کیا وہ نبی/مسیح/مجدد ہوسکتا ہے؟۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ تو قسم سے بیان کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ خنزیر کو قتل کریں گے۔ مرزا صاحب جو عاشق رسول ہونے کا دعویٰ دار ہیں، بقول انکے اسی عشق کی انتہا کی وجہ سے انکو نبوت ملی، وہ قتل خنزیر کے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں، انکی سیرت کا یہ واقعہ پڑھ لیں:۔

"میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مراد مرزا غلام اے قادیانی۔ ناقل) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئیگا اور لوگ اسکو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سؤر مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سؤروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہوسکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہوسکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا"۔ [سیرت المہدی/ جلد۳/ صفحہ۲۹۱ تا ۲۹۲/ مصنف مرزا بشیر احمد ایم اے، پسر مرزا قادیانی]۔ اندازہ کریں کہ مرزا صاحب اتنے بزدل اور ناکارہ تھے کہ ایک چوزہ بھی نہیں ذبح کر سکتے تھے، زندگی میں صرف ایک بار چوزہ ذبح کرنے کی کوشش کی تو اپنی ہی انگلی پر چھری پھیر لی۔ اپنے ناکارہ پن کو چھپانے کے لئے حدیث شریف کو ہی تختہ مشق بنا رہے ہیں۔ اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد ہر سمجھدار یہ سوال کریگا کہ کوئی بھی سچا عاشق رسول پاک ﷺ انکی کسی بات کا اسطرح مذاق اُڑا سکتا ہے اور پھر ایک بار نہیں بلکہ اکثر، اور یہاں تک ٹھٹھا کرتے ہیں کہ ہنستے ہنستے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ مجھے ہر صحیح الیقین مسلمان کی طرح پورا یقین ہے کہ جب رسول پاک ﷺ نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے تو وہ چاہے علامتی طور پر ایک ہی خنزیر کو قتل کریں، ضرور بالضرور وہ ایسا کریں گے، کیونکہ رسول پاک ﷺ کا کہا غلط نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ غازی مرزا صاحب مرغی ذبح کرنے کے بھی قابل نہ تھے۔

رسول کریم ﷺ قسم کھا کر بیان کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے مطابق حکم دیں گے، اور یہ نام نہاد عاشق رسول اس بات کی کیسے تشریح کر رہے ہیں، لکھتے ہیں کہ "یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور

جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول کر بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف مُنہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پروا نہ رکھے گا"۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۳۱]۔

کہاں لکھی ہیں یہ باتیں؟ بلکہ مرزا صاحب نے خود ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمتی ہوں گے!

"وعن ابن عباس فی حدیث طویل قال قال رسول اللّٰہ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء۔ حضرت ابن عباسؓ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پس اس وقت میرے بھائی عیسیٰ ابن مریمؑ آسمان سے نازل ہوں گے"۔[کنز العمال/ جلد ۱۴/صفحہ ۶۱۹/نمبر ۳۹۷۲۶/ بحوالہ قادیانی شبہات ۲/صفحہ ۱۹۴]۔

اس حدیث کو مرزا صاحب نے بھی نقل کیا ہے اور حدیث رسول مقبول ﷺ کو تسلیم کیا ہے۔لیکن اپنی عادت اور ضرورت کے مطابق اس میں ڈنڈی مار گئے ہیں اور من السماء کے لفظ حذف کر گئے ہیں، کیا ایک مجدد/ نبی/مسیح موعود کا یہی کام ہونا چاہیے کہ حدیث کو تو بیان کرے اور اس حدیث شریف میں جو لفظ اسکے مفاد میں نہ ہو اسکو درمیان میں سے حذف کر جائے۔حوالہ کے لئے دیکھیں،[حمامۃ البشریٰ/ رخ جلد ۷/صفحہ ۳۱۴/سطر ۴و۵]۔ نہ صرف تحریف کی، بددیانتی کی، بلکہ اسکے علاوہ یہ بھی کہہ دیا کہ،"نزول المسیح من السماء کے قائل مسلمان گمراہی کی وادی میں سر گرداں ہیں"۔[خطبہ الہامیہ/ رخ جلد ۱۶/صفحہ ۳۱، انڈیکس]۔

"حضرت نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا دجال کے اسی افعال کے دوران اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا۔جب وہ اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے۔وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زرد رنگ کے حلے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریں گے اور جب وہ اپنے سر کو اُٹھائیں گے تو اُس سے قطرے ٹپکیں گے اور جو کافر بھی ان کی خوشبو سونگھے گا وہ مرے بغیر رہ نہ سکے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائیگی۔پس حضرت مسیح علیہ السلام (دجال کو) طلب کریں گے۔اسے باب لُد پر پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے۔پھر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پاس وہ قوم آئے گی جسے اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا"۔[صحیح مسلم شریف/ جلد ۳/ کتاب الفتن/ حدیث نمبر ۷۳۷۳]۔

اوپر دیا گیا حوالہ ایک طویل حدیث شریف سے لیا گیا ہے۔مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ،"مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اُتریں گے تو انکا لباس زرد رنگ کا ہوگا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے۔زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی استعارہ قرار دیکر معبرین

کے مذاق اور تجارب کے موافق اسکی تعبیر کرنا چاہیں تو یہ معقول تعبیر ہوگی کہ حضرت مسیح اپنے ظہور کے وقت یعنی اس وقت میں کہ جب وہ مسیح ہونے کا دعویٰ کریں گے کسی قدر بیمار ہوں گے اور حالت صحت اچھی نہیں رکھتے ہوں گے کیونکہ کتب تعبیر کی رُو سے زرد رنگ پوشاک پہننے کی یہی تاویل ہے"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۳]۔

مرزا صاحب کی اس تاویل پر انسان انا للّٰہ ہی پڑھ سکتا ہے، کیونکہ جب ہم دوسری حدیث کو پڑھتے ہیں جو کہ اس باب میں شروع میں بیان کی گئی ہے تو رسول کریم ﷺ قسم کھا کر بیان کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور مرزا صاحب ہی کہتے ہیں کہ قسم کی تاویل نہیں ہوتی تو پھر ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ مرزا صاحب کی یہ تاویل ایک دجلیہ کوشش ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا کشفاً یا خواب میں نازل ہونا تھا جو اس حدیث پر ہم علم التعبیر نافذ کریں؟ کیا تیرہ صدیوں میں کسی اور مجدد، آئمہ، محدث، مفسر نے بھی اسکو بجسد آمد کی بجائے کشفی استعارہ قرار دیا ہے؟ اور سب سے بڑھ کر جب ایک نبی کے نازل ہونے کی خبر نبیوں کے سردار ﷺ قسم سے دے رہے ہوں تو اسکو علم التعبیر میں کھینچنا ہی لغو خیال ہے اور پھر یہ کتنا بے ہودہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہزاروں پیشگوئیوں کے مصداق کو بیماری کی حالت میں بھیجے، اور بیماری بھی کیسی، مرزا صاحب کی اپنی تحریر ہی مرض کی خباثت بیان کر رہی ہے۔ لکھتے ہیں، "اور جیسا کہ مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد چادروں کا ذکر ہے ایسے ہی میرے لاحق حال دو بیماریاں ہیں ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں ہے جو اوپر کی چادر ہے اور وہ دوران سر ہے جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت میں زمین پر گر جاتا ہوں اور دل کا دوران خون کم ہو جاتا ہے اور ہولناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے جس کو ذیابطیس بھی کہتے ہیں اور معمولی طور پر ہر روز پیشاب بکثرت آتا ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے اس سے بھی ضعف بہت ہو جاتا ہے"۔[ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/ صفحہ ۳۷۲]۔

اور اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ کہیں زیادہ لغو، کہیں زیادہ بیہودہ اور کتنا غلیظ خیال ہے کہ رسول پاک ﷺ کی پیشگوئی کا مصداق پاگل پن یعنی دائمی ذہنی مرض اور دائمی پیشاب و پاخانہ وغیرہ کے مریض کو قرار دیا جائے۔ اور پھر اس مصداق نے دجال کو ختم کرنا تھا یا یہ دکھانا تھا کہ ہسٹیریا کے دورے کیسے پڑتے ہیں؟ یا اس نے دنیا کو لوٹے سے متعارف کروانا تھا اور دنیا کو یہ دکھانا تھا کہ دیکھو یہ شخص کتنا اولوالعزم ہے کہ دن میں سو سو بار بھی بدبو والی جگہ پر چکر لگا سکتا ہے؟ پھر تاویل کی مزید بیہودگی دیکھو کہ اوپر کی چادر سر پر لی ہوگی یا اوپر کے دھڑ پر، اور اگر دھڑ پر ہوگی تو پھر سر کی بجائے دھڑ کی بیماری بتانی چاہیے تھی۔ پھر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، حالانکہ ایک بچہ بھی یہ جانتا ہے کہ زرد رنگ کسی چیز کو نمایاں کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بہت دور سے نظر آ جاتا ہے، حتیٰ کہ اندھیرے میں بھی نمایاں ہوتا ہے، اور جس چیز کی طرف دور سے ہی توجہ دلانی ہو، ٹریفک میں، سمندر میں، خلا میں، فضا میں تو وہاں بالعموم زرد رنگ کا

استعمال کیا جاتا ہے۔اصل مقصد زرد رنگ استعمال کرنے کا تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے

پھر مرزا صاحب اپنی طرف سے ایک اور حدیث گھڑتے ہیں، لکھتے ہیں کہ،''صدہا اولیاء نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا اور احادیث صحیحہ نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ اس وقت عین اپنے محل پر نہیں ہے کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ ﷺ خطا جاوے''۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد۵/صفحہ ۳۴۰]۔

مرزا صاحب تو جھوٹ بولنے کے بعد قبر میں گئے لیکن کیا مرزا صاحب کے حاشیہ نشینوں / جانشینوں/مربیوں میں سے جو اُن کے جھوٹ کو ابھی تک بیچ رہے ہیں کوئی بھی ایسی حدیث دکھا سکتا ہے؟

نوٹ:چودھویں صدی کا ذکر کسی کمزور حدیث میں بھی نہیں، یہ مرزا صاحب کا جھوٹ ہے۔اور مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ،'' ظاہر ہے جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا''۔[چشمہ معرفت/ رخ جلد۲۳/صفحہ۲۳۱]۔تو کیا مرزا صاحب اب بھی قابل اعتبار رہ گئے ہیں؟

''الہام اور کشف کی عزت اور پایہ عالیہ قرآن شریف سے ثابت ہے''۔[ازالہ اوہام، حصہ اول،/ رخ جلد۳/صفحہ۱۷۸]۔

عیسیٰ علیہ السلام سے مرزا صاحب کی نفرت

''ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور اُن کی نبوت پر ایمان لاویں۔سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُن کی شان بزرگ کے خلاف ہو۔اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے''۔[انجام آتھم/ رخ جلد۱۱/صفحہ۱۷]۔

☆''اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہیے اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے''۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۲/صفحہ۱۷۴،مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء]۔

☆''ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن وحدیث میں نام ونشان نہیں''۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد۲/صفحہ۲۹۶]۔

''مریم نے اپنے بچے کا نام یسوع رکھا''۔[الہدیٰ/ رخ جلد۱۸/صفحہ۱۷۴، حاشیہ]۔

☆ اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا۔(صفحہ ۱۰۵)

☆ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے

خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔(صفحہ۱۰۶)۔

☆ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی ابتر ہے کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے مرگی پڑے گی لڑائیاں ہوں گی قحط پڑیں گے۔(صفحہ۱۰۶)۔

☆ ''اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں'' (ص۱۰۶)۔

☆ مرزا صاحب فرماتے ہیں،''ہاں آپکو (حضرت عیسیٰؑ۔ناقل) گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی''۔[انجام آتھم/رخ جلد۱۱/صفحہ۲۸۹]۔

☆ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں''یسوع (یعنی عیسیٰ علیہ السلام، ناقل) دراصل مرگی کی بیماری میں مبتلا تھا اور اس وجہ سے ایسی خوابیں بھی دیکھا کرتا تھا[صفحہ۲۹۴]یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا''۔[ست بچن/رخ جلد۱۰/صفحہ۲۹۵ حاشیہ]

☆''یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر جھوٹ بولنے کی عادت بھی تھی''۔[انجام آتھم/رخ جلد۱۱/صفحہ۲۸۹]

☆ ''ایک شریر مکار جس میں یسوع کی رُوح تھی''۔[انجام آتھم/رخ جلد۱۱/صفحہ۲۸۹ حاشیہ]۔

☆''اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا کے مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھی جائے اور دوسرے پلہ میں میری نفرت رکھی جائے۔تو میری نفرت اور بیزاری عیسائیوں کے بناوٹی خدا کی نسبت تمام مسلمانوں کی نفرت سے وزن میں زیادہ نکلے گی۔

☆''میں سب پرندوں سے زیادہ کبوتر کا کھانا پسند کرتا ہوں کیونکہ وہ عیسائیوں کا خدا ہے''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/ صفحہ۲۱۴]۔

☆''یسوع (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے دادا صاحب داؤد نے تو سارے برے کام کئے۔ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے فریب سے قتل کرایا اور دلالہ عورتوں کو بھیج کر اس کی جورو کو منگوایا اور اس کو شراب پلائی اور اس سے زنا کیا اور بہت سا مال حرام کاری میں ضائع کیا''۔[معیار المذاہب/رخ جلد۹/صفحہ۴۷۹]۔

☆''پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا''۔[روحانی خزائن/جلد۲۰/صفحہ۳۴۶]۔

''یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) دراصل مرگی کی بیماری میں مبتلا تھا اور اس وجہ سے ایسی خوابیں بھی دیکھا کرتا تھا[ست بچن/ رخ جلد ۱۰/ [صفحہ ۲۹۴] یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا''۔ [ست بچن/رخ جلد ۱۰/صفحہ ۲۹۵]۔

☆ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ''اور آپ کی انہی حرکات کی وجہ سے آپکے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے اور ان کو یقین ہوگیا تھا کہ آپکے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپکا باقاعدہ علاج ہو، شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے''۔[ضمیمہ انجام آتھم/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۹۰]۔

☆ ''آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ناقل) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔تین دادیاں اور نانیاں آپکی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/ صفحہ ۲۹۱، حاشیہ]۔

☆ ''آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ناقل) کا کنجریوں (کسبیوں) سے مناسبت اور صحبت بھی اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری (کسبی) کو ایسا موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کا عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/ صفحہ ۲۹۱، حاشیہ]۔

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں''۔[راز حقیقت/ رخ جلد ۱۴/ صفحہ ۱۷۱]۔

''وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے، دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں''۔[توضیح مرام/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۵۲]۔

حضرت مریم علیہ السلام کی توہین:

''مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔اس پر حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کے لئے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے۔جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں ''بھرجائی کا نئے سلام آکھناں واں'' جس سے مقصود کانا ثابت کرنا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا۔اسی طرح اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار''۔[روایت نمبر ۸۰۱/ سیرت المہدی/ جلد ۳/ صفحہ ۲۲۰/ مصنف مرزا بشیر احمد ایم۔اے، پسر مرزا غلام اے قادیانی]۔

''مریم کا صدیقہ نام رکھنا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ دوسری تمام پاک دامن اور صالح عورتوں سے افضل تھی

بلکہ اس نام کے رکھنے میں یہودیوں کے اعتراض کا ذب اور دفع مقصود تھا‘‘۔[نسیم دعوت/ رخ جلد۱۹/صفحہ۹-۳۷]۔

’’اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ گولوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعداد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض‘‘۔[کشتی نوح/ رخ جلد۱۹/صفحہ۱۸]۔

’’ان کے بعض قبائل ناتا اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلاتکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔ مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہوجاتا ہے جس کو بُرا نہیں مانتے‘‘۔[ایام الصلح / رخ جلد۱۴/صفحہ۳۰۰، حاشیہ]۔

عمل الترب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

’’یہ جو میں نے مسمریزی عمل کا نام عمل الترب رکھا ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے یہ الہامی نام ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ عمل الترب ہے اور اس عمل کے عجائبات کی نسبت یہ بھی الہام ہوا ھذا ھو الترب الذی لا یعلمون ۔یعنی یہ وہ عمل الترب ہے جس کی اصل حقیقت کی زمانہ حال کے لوگوں کو کچھ خبر نہیں۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۲۵۹، حاشیہ]۔

’’حضرت مسیح ابن مریم باذن حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا‘‘۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۲۵۷، حاشیہ]۔

’’گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے‘‘۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۲۵۸]۔

’’قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہوگئے تھے۔ جیسے وہ مردہ جس کا خون بنی اسرائیل نے چھپالیا تھا۔ جس کا ذکر اس آیت وَ اذ ا قتلتُم میں ہے کہ اس گائے کے گوشت کی بوٹیوں سے جس کے ہاتھ سے مقتول کے جسم پر لگنے سے زندہ ہوگیا تھا یا ہوجائیگا۔ وغیرہ وغیرہ اس قصہ سے واقعی طور پر زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف دھمکی تھی کہ تاچور بے دل ہوکر اپنے تئیں ظاہر کردے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی

مسمریزم کا ایک شعبدہ تھا"۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۵۰۳و۵۰۴]۔

اور یاد رکھنا چاہیے کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کے معجزہ کا ذکر لکھا ہے کہ اُن کو اجزا متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑیوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر بلانے سے وہ آ گئے تھے۔ یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے"۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۵۰۶]۔

پاک تثلیث:

"مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ جس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ محبت الٰہی کی چمکنے والی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے۔ جسکا نام روح القدس ہے۔ اس کا نام پاک تثلیث ہے اس لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے"۔[توضیح المرام/رخ جلد۳/صفحہ۶۲ تا ۶۴]۔

صلیب:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ انسان تھے جو مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب پر چڑھے۔ انہوں نے سچائی کے لئے صلیب سے پیار کیا اور اس طرح اُس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش عنان گھوڑے پر چڑھتا ہے۔ سو ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پیار کرتا ہوں"۔[تریاق القلوب/رخ جلد۱۵/صفحہ۴۹۸و۴۹۹]۔

"اور خدانخواستہ واقعہ صلیب اگر وقوع میں آ جاتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک ایسا داغ ہوتا کہ کسی طرح اُن کی نبوت درست نہ ٹھہر سکتی۔ اور نہ وہ راستباز ٹھہر سکتے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی حمایت نے وہ تمام اسباب جمع کر دیئے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام مصلوب ہونے سے بچ گئے"۔[ایام الصلح /رخ جلد۱۴/صفحہ۳۴۹]۔

بائبل:

"لیکن بائبل کی مثال یہ ہے کہ اگر چہ ابتدائی زمانہ میں کسی قدر اپنے اندازہ پر اسکی بھی عمارت عمدہ تھی ضرورت کے مکان اور کوٹھڑیاں اور نشست گاہ وغیرہ بنی ہوئی تھیں ایک باغیچہ بھی اردگرد تھا۔ اتنے میں ایک ایسا زلزلہ آیا کہ مکان بیٹھ گیا۔ درخت اُکھڑ گئے۔ نہروں اور صاف پانی کا نشان نہ رہا۔ اور امتداد زمانہ سے بہت سا کیچڑ اور گندگی اینٹوں پر پڑ گئی۔ اور اینٹیں کہیں کی کہیں سرک گئیں وہ قرینہ کی عمارت اور اپنے اپنے موقع پر موزوں اور پاکیزہ مکان جو تھے وہ سب نابود ہو گئے۔ ہاں کچھ اینٹیں رہ گئیں جن کو چوروں نے اپنی مرضی کے موافق جس جگہ چاہا رکھا درختوں کا بھی یہی حال ہوا کیونکہ وہ گر جانے سے بجز جلانے کے اور کسی لائق نہ رہے۔ اب بیابان سنسان پڑی ہے بجز نالائق چوروں کے اور کوئی سچا خادم بھی نہیں اور خود مسمار شدہ گھر اور گرے ہوئے باغ میں سچے خادم کا کیا کام۔ خیر عیسائیوں کی خرابیوں کا تو اس جگہ ذکر کرنا موقعہ نہیں صرف آریوں کے تعصبات کو دکھلانا منظور ہے۔[شحنۂ حق/رخ جلد۲/صفحہ۳۹۷و۳۹۸]۔

آئینہ دکھاتے ہیں:

رسول پاک ﷺ کی زندگی میں اور انکے بعد اب تک کتنے ہی کاذب مدعی نبوت یا مدعی مہدویت ہوئے لیکن ان میں سے شاید ہی کسی نے انبیاء کرام، صحابہؓ کرام، اور اسلام و دوسرے مذاہب کی مقدس ہستیوں پر تنقید کی ہو یا اتنے گندے حملے کئے ہوں جتنے اور جس طرح مرزا غلام اے قادیانی نے کئے ہیں اور جب ہم مرزا صاحب کی تحریریں پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ صاحب، ان مقدس ہستیوں کے لئے دل میں تہ در تہ نفرت کے پہاڑ چھپائے پھرتے ہیں۔ اس مضمون میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف مرزا صاحب نے جو دل آزار باتیں کہیں، یہاں انکا مختصر ذکر ہے تفصیلی حوالے اور تجزیہ تو ایک پوری کتاب کا متقاضی ہے، اس مضمون میں یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مرزا صاحب کس جوہر کے ٹکڑے اور کس درخت کا پھل ہیں، کیونکہ انہوں نے نعوذ باللہ حضرت مسیحؑ کو اسی درخت کا پھل قرار دیا ہے اور اسی جوہر کا دوسرا ٹکڑا قرار دیا ہے جس جوہر سے یہ ہیں تو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف جو خامہ فرسائیاں کی ہیں دراصل حضرت عیسیٰؑ پر الزامات نہیں بلکہ مرزا صاحب نے آئینہ میں اپنے اعمال کو دیکھ کر یہ سب کہا اور یہ سب مرزا صاحب، انکی اولاد اور جماعت کے لٹریچر سے بھی ثابت ہے اب ایک جوہر کے ٹکڑے پر بے بنیاد الزامات اور اس الزام لگانے والے کی اپنی اصل حالت اور کیریکٹر، دونوں ہی پیش خدمت ہیں۔

''اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں''۔ [براہین احمدیہ/رخ جلد ۱/صفحہ ۵۹۳]۔

الزامات مرزا اور انکا جواب

الزام ا:۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں، ''ہاں آپکو (حضرت عیسیٰؑ، ناقل) گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی''۔ [انجام آتھم،/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۸۹]۔

جواب:۔ آگے اور ایک جگہ مرزا صاحب کتنی اچھی بات لکھتے ہیں، میری طرح یقیناً آپ بھی مرزا صاحب کی اس بات کی تائید کریں گے، فرماتے ہیں ''گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے''۔ [ست بچن/رخ جلد ۱۰/صفحہ ۲۰]۔

لیکن مرزا صاحب کے ان ارشادات کے متعلق کیا خیال ہے میرے احمدی دوستوں کا، ''اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ، بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے'' [حقیقت الوحی تتمہ/رخ جلد ۲۲/صفحہ ۴۴۵]۔

مرزا صاحب جو پھول پیش کر رہے ہیں نا اسکا صرف ایک نمونہ پیش کیا ہے؟ ورنہ ایسی بے شمار مثالیں ہیں، جنکو پڑھنے کے بعد آپ مرزا صاحب کو بلا تردد نبی مغلظات تسلیم کرلیں گے، خواہشمند کو حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں۔

الزام۲:۔ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں ''یسوع (عیسیٰ علیہ السلام، ناقل) دراصل مرگی کی بیماری میں مبتلا تھا اور اس وجہ سے ایسی خوابیں بھی دیکھا کرتا تھا[صفحہ۲۹۴]یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا''۔[ست بچن/ رخ جلد۱۰/صفحہ۲۹۵]۔

جواب:۔ آیئے دیکھیں مرگی کو ہسٹیر یا بھی کہتے ہیں، اس کا کوئی مرزا صاحب کی زندگی میں بھی رول ہے؟ ذرا دل تھام کر کہ مرزا غلام اے صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی مرتب کردہ کتاب سیرت المہدی میں مرزا صاحب کے سالے ڈاکٹر سیر محمد اسمٰعیل کے حوالے سے کیا لکھتے ہیں، ''ڈاکٹر سیر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیر یا ہے، بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے''۔[سیرت المہدی/ جلد دوئم/صفحہ۵۵/مرتب مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی]۔

اسکے علاوہ مرگی کو صرع کہا جاتا ہے اور مرزا صاحب کے بڑے بھائی بھی اسی بیماری میں فوت ہوئے اور خود مرزا صاحب نے بھی اسکا اپنی بیماریوں میں اقرار کیا ہے۔ چونکہ مرزا صاحب نے خود ہی تشریح کر دی ہے کہ مرگی کا مریض اوٹ پٹانگ خوابیں دیکھتا ہے تو پھر مرزا صاحب کی خوابیں بھی اوٹ پٹانگ ہو گئیں اور نبی کی خوابیں اوٹ پٹانگ نہیں ہوتیں اسی لئے اللہ نبی کو ایسے امراض سے محفوظ بھی رکھتا ہے جن امراض میں مرزا صاحب مبتلا تھے۔

الزام۳:۔ مرزا صاحب جنکے تمام دعاوی، پیشگوئیاں، تحریریں جھوٹ کا شاہکار ہیں، حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں کس ڈھٹائی سے فرماتے ہیں ''یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر جھوٹ بولنے کی عادت بھی تھی''۔[انجام آتھم/ رخ جلد۱۱/صفحہ۲۸۹]۔

جواب:۔ اب مرزا صاحب کا صرف ایک ''سچ'' پیش کیا جاتا ہے، اپنے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، پڑھیئے اور سر دھنئے، ''اگر اس طرح سے ہم حساب کریں تو نشانات پچاس لاکھ تک پہنچتے ہیں''۔[ملفوظات/ جلد۴/صفحہ۲۴۳]۔

ان پچاس لاکھ نشانوں کو اگر ہم مرزا صاحب کی پیدائش کے لمحے سے لیکر وفات کے لمحے تک انکی (مرزا صاحب) زندگی پر تقسیم کریں تو ہر ساڑھے سات منٹ پر ایک نشان ظاہر ہوا۔ گویا خود تو پیدا ہوئے ہی تھے ساتھ ساتھ نشانات بھی پیدا کرنے شروع کر دیئے اور اگر پہلے چالیس سال نکال دیئے جائیں کہ جب تک یہ بزعم خود ملہم اور مجدد نہیں بنے تھے تو باقی عمر ۲۸ سال بنتی ہے اور اس حساب سے تقریباً ساڑھے بیس نشانات گھنٹہ کے حساب سے ہیں۔ لیکن ۹۲،۱۸۹۳ءتک مرزا صاحب کے صرف چند سو نشانات کے دعاوی تھے، اگر باقی ۱۶سال کا حساب لگائیں تو سوتے جاگتے تقریباً ایک اعشاریہ پینسٹھ منٹ کے بعد ایک نشان آ رہا ہے؟ نشان نہ ہو گئے بکٹیریا ہو گئے جو ڈبل ہوتے جاتے ہیں، اتنی جلدی جلدی تو بکٹیریا بھی پیدا نہیں ہوتے، جتنی تیزی سے مرزا صاحب کے نشانات پیدا ہوتے تھے۔

الزام۴:۔ مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئیوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ''ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں''۔[اعجاز احمدی/ روحانی خزائن جلد۹/صفحہ۱۲۱]۔

جواب :۔ مرزا صاحب پہلے اپنے ماتم سے تو فارغ ہولیں جنکی بہت ساری پیشگوئیوں میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئیں، ان میں چار تو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔اول مصلح موعود والی، دوئم عبداللہ آتھم والی۔سوئم عبدالحکیم والی۔اور چہارم محمدی بیگم والی۔اور جب بھی کبھی کسی واقف حال احمدی کے سامنے انکا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ بغلیں جھانکنا شروع کر دیتے ہیں۔اور شرمندگی سے بچنے کی کوشش میں بڑی دور دور سے تاویلیں ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔

الزام۵ :۔ مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم پر کیا خیال آرائی کرتے ہیں ''نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے پہاڑی تعلیم جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چُرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے، لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی ہے عیسائی بہت شرمندہ ہیں''۔[انجام آتھم/صفحہ۲۹۰/روحانی خزائن/جلد۱۱]۔

جواب :۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی بہت سی آیات کو آپ (یعنی مرزا صاحب) نے اپنا الہام قرار دے دیا ہے ان میں سے مثال کے طور پر یہ دو آیات (۱) و ما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین (۲) ھوالذی ارسل رسولہ با لھدیٰ و دین الحق ۔۔۔کئی دہائیاں گزر گئیں ان آیات اور دوسری آیات کی چوری پکڑے ہوئے اور انکے جو معنی اپنی ذات کے لئے کئے انکو غلط ثابت ہوئے، لیکن آفرین ہے آپکی نسل اور واقفان حال قادیانیوں کی ڈھٹائی پر کہ شرمندہ ہونا تو دور کی بات ہے، کہیں شرمندگی کی معمولی سی جھلک کے آثار بھی نہیں۔اگر کسی صحیح نبی کے پیروکار ہوتے تو شرم محسوس کرتے نا؟

الزام۶ :۔ تضادات کے شہنشاہ مرزا صاحب، کتنی شقاوت قلبی کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کی اخلاقی تعلیم کے ذکر میں فرماتے ہیں۔''پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا''۔[چشمہ مسیحی/ رخ جلد۲۰/صفحہ۳۴۶]۔

جواب:۔ مرزا صاحب نے اپنی ایک نظم میں لکھا ہے

سنکر گالیاں تم دعا دو
پا کر دکھ تم آرام دو

اور ان کے صاحبزادے مرزا محمود صاحب بھی اپنی ایک نظم میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

چھوڑ دو رنج وعداوت ترک کردو بغض وکیں
پیار والفت کو کرو تم جان ودل سے اختیار

کتنی اچھی تعلیم ہے آیئے دیکھیں کہ نمونہ بھی اتنا ہی اچھا ہے؟ مرزا صاحب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے بارے میں ''اپنے پیار کے جذبات'' کا اظہار ایسے کرتے ہیں، ''کذاب۔ خبیث۔ مردود۔ بچھو کی طرح نیش زن۔ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی'' [اعجاز احمدی/ روحانی خزائن جلد ۱۹/ صفحہ ۱۸۸]۔ اب دیکھیں کہ کیا اخلاق ہے، پیر صاحب کو تو جو کہا یا نہ کہا بعد کی بات، مگر اس گولڑہ کی زمین کا کیا قصور ہے کہ مرزا صاحب اس پر بھی غضب نازل کر رہے ہیں اور وہ بھی تا قیامت؟

الزام ۷:۔ مرزا غلام احمد قادیانی نشے کی حالت میں فرماتے ہیں کہ ''عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے'' [کشتی نوح/ ر خ جلد ۱۹/ صفحہ ۷۱ حاشیہ]۔

جواب:۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے اور قرآن پر یقین رکھتے تھے تو کچھ بھی ہو جاتا ایک ایسے شخص پر جسکی پاکدامنی اور نبوت پر قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ گواہ ہیں ایسے بے بنیاد الزامات نہ لگاتے، لیکن مرزا صاحب کا اپنا عمل بھی دیکھ لیجئے جو انہوں نے اپنے آپ کو مہدی اور مجدد اور پتہ نہیں کیا کیا بلا قرار دیتے ہوئے کئے، لیکن اس سے قبل مرزا صاحب نے اپنے پردادا گل محمد (جو کہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور جنکا کوئی دعویٰ نہیں تھا) کا ایک واقعہ اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ بیمار ہو گئے، حکیموں نے زندگی بچانے کے لئے شراب والی دوائی تجویز کی، انہوں نے اپنی جان دے دی مگر شراب والی دوائی پینے سے انکار کر دیا کہ میں خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا اور اب ان امام الزماں صاحب کا کردار دیکھئے، اپنے ایک مرید کو خط لکھ رہے ہیں ''محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب۔۔۔۔۔ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے، آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیے۔ اسکا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام مرزا غلام احمد'' [خطوط امام بنام غلام، صفحہ ۵، شائع کردہ حکیم محمد حسین قریشی]۔ اب آپ دیکھ لیں کہ مرزا صاحب نے بے بنیاد الزام خدا کے نبی عیسیٰ ابن مریم پر لگایا لیکن خدا نے شراب استعمال کرنے کا اسکے اپنے ہاتھوں کا تا قیامت قائم رہنے والا تحریری ثبوت، سچائی کے متلاشیوں کے لئے دے دیا ہے۔ احمدی احباب اکثر عذر لنگ پیش کرتے ہیں کہ علاج کے لئے دوائی کے لئے منگوائی ہوگی، اسکا پہلا جواب تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کا پردادا ایک عام مسلمان تھا لیکن مرتے مر گیا اور شراب والی دوائی استعمال نہیں کی، اور خود سپر ترین امام الزماں ہونے کا دعویدار اس قسم کا پرہیز نہیں دکھا سکا، اور نہ ہی اسکو اللہ پر یقین ہے کہ وہ شراب کے بغیر بھی صحت دے سکتا ہے، اور تیسری بات مرزا صاحب نے مختلف اوقات میں اپنی جو حالت مردمی بیان کی ہے، وہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ بوقت ضرورت پھر ٹانک وائن سے ہی طاقت ہی حاصل

کرنے کی کوشش کرتے ہوں گے۔

الزام ۸:۔ مرزا صاحب اپنی اعتراضات کی تلوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی پیشگوئیوں پر چلاتے ہوئے فرماتے ہیں،''اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں، صرف یہی کہ زلزلہ آئیں گے۔قحط پڑیں گے۔لڑائیاں ہوں گی۔پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ روحانی خزائن جلد۱۱/صفحہ ۲۸۸]۔

جواب:۔ مرزا صاحب کی پیشگوئیوں اور الہاموں اور وحیوں پر مشتمل کتاب کا نام تذکرہ ہے اور اس کلام کو وہ قرآن کریم کے برابر کہتے ہیں اور آٹھ سو چالیس سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں بے شمار زلزلوں اور تباہیوں کی گول مول خبریں دی ہیں، ان میں سے چند ایک بطور نمونہ پیش خدمت ہیں:۔

[۱] رویا میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے'' زلزلہ کا ایک دھکا'' [تذکرہ صفحہ ۵۰۸۔[۲] ''زلزلہ کا دھکا'' اشتہار ۸۱ ،اپریل ۱۹۰۵ء۔[تذکرہ صفحہ ۵۱۷]۔[۳] ''رویا دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے''۔[تذکرہ صفحہ ۵۴۲]۔[۴] '' زمین تہ و بالا کر دی''۔[تذکرہ صفحہ ۵۴۵]۔[۵] ''لنگر اٹھادو''۔[تذکرہ صفحہ ۵۴۵]۔[۶] جب بندہ ہر وقت دوسروں کے لئے برا سوچے تو ایسی ہی وحی ہوتی ہے،''الہام ہوا اُسپر آفت پڑی۔آفت پڑی''۔[تذکرہ صفحہ ۵۵۱]۔[۷] جب دل میں یہ خواہش ہو کہ'' گلیاں ہون سُنجیاں وچ مرزا یار پھرے تو ایسی ہی خبریں ملتی ہیں، وحی ہوئی'' زندگیوں کا خاتمہ''۔[تذکرہ صفحہ ۵۷۱]۔[۸] جب ہر وقت دوسروں کے مرنے کی پیشگوئیاں کروگے تو پھر الہام بھی ایسے ہی ہونگے ''کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو'' [تذکرہ صفحہ ۵۷۱]۔[۹] جب سب کی تباہی ہی چاہو گے تو پھر شیطان وحی بھی ویسی ہی بھیجے گا، ''کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں''۔[تذکرہ صفحہ ۶۰۷]۔[۱۰] جن دنوں نذرانے ذرا کم ہوتے تھے تو پھر یہ وحی ہوتی تھی، '' آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں''۔[تذکرہ صفحہ ۶۱۲]۔[۱۱] جب مالیخولیا ترقی کرے تو بندہ سچ مچ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ جاتا ہے اسوقت یہی القاء ہوتا ہے''لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کردونگا'' [تذکرہ صفحہ ۷۰۴]۔[۱۲] بلی کو چھیچھڑوں کے خواب''میرے دشمن ہلاک ہو گئے''۔[تذکرہ صفحہ ۷۰۵]۔[۱۳] ساری عمر دنیا کے لئے بجائے امن کے وبائیں ہی مانگتے رہے تو پھر شیطان نے بھی تو یہی الہام کرنا تھا نا،''ایک وبا پڑے گی''۔[تذکرہ صفحہ ۷۴۰]۔[۱۴] جب الٹے کام کروگے تو یہی کھٹکا لگا رہے گا اور ایسی ہی آوازیں نازل ہونگی'' راز کھل گیا''۔[تذکرہ صفحہ ۷۰۹]۔[۱۵] جب خفیہ ایجنسیوں کے لئے کام کروگے تو ایسے ہی الہام ہونگے نا کہ''فلاں کو پکڑو اور فلاں کو چھوڑ دو''۔[تذکرہ صفحہ ۷۱۰]۔[۱۶] جب پیشگوئیاں جھوٹی پڑیں اور اپنے اور بیگانے ساتھ چھوڑنے لگیں تو ایسی وحی ہوتی ہے،''ایک اور قیامت برپا ہوئی'' [تذکرہ صفحہ ۷۱۰۔[۱۷] جب کسی کے لئے اچھا نہیں سوچو گے تو پھر دل کی مرادوں والے الہام ہی ہونگے'' یہ دو گھر ہی مر گئے'' [تذکرہ صفحہ ۷۱۲]۔[۱۸] کسی بھی جگہ زلزلہ آنے پر تباہی ہوتی ہے تو کیا کسی بھی شریف آدمی کے لئے عید کا دن ہوسکتا

ہے، لیکن یہ ایسا نبی ہے کہ جس کو دوسروں کی تباہی میں اپنی خوشی کے دن نظر آتے ہیں ''زلزلہ آنے کو ہے ہمارے لئے عید کا دن'' ۹ مارچ ۱۹۰۶ء۔[تذکرہ صفحہ ۵۹۲]۔[۱۹] یہ الہام بتا رہا ہے کہ لگتا ہے کہ کسی ڈائن کے گھر جنم لیا ہے، ''اے بسا خانہ دشمن کہ توں ویراں کر دی''، حاشیہ میں لکھا ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ تو نے دشمنوں کے گھر ویران کر دیئے۔تذکرہ صفحہ ۱۴ا۔.اسکے علاوہ بھی دو چار نمونے الہامات/وحی کے پیش کرتا ہوں جوانکے نزدیک نعوذ باللہ قرآن سے کم نہیں[۲۰] ''ایک دانہ کس کس نے کھانا''۔[تذکرہ صفحہ ۵۸۸]۔[۲۱] جب ایک تیر سے دو شکار کرنے کی خواہش ہو تو یہی الہام با موقع ہے، ''الہام ہوا۔اے وَرڈ اینڈ ٹو گرلز''۔[تذکرہ صفحہ ۵۸۶]۔[۲۲] کوئی اپنے مطلب کی خبر لگ گئی ہوگی کہ الہام ہوتا ہے'' دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا ہے''۔[تذکرہ صفحہ ۵۸۹]۔[۲۳] لگتا ہے کہ ان دنوں پیسے کی زیادہ ضرورت ہوگی جو یہ الہام ہوا، ''ایک ارادتمند لدھیانہ میں ہے''، پھر اسکے مکان کا پتہ مجھے بتلایا گیا اور نام بھی بتایا گیا، جو مجھے یاد نہیں۔[تذکرہ صفحہ ۵۹]......ایسے اور بیشمار نمونے مرزا صاحب کی کتابوں میں آپکو ملیں گے۔اے ہوشیار مذہبی دکاندار کی اولادو اور......، مرزا جی کی ان موشگافیوں اور ہفوات کے باوجود تم لوگ اب کس منہ سے یہ سودا بیچ رہے ہو؟

الزام ۹:۔مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی (نعوذ باللہ) صفات محمودہ کا بیان تو ایسے کیا ہے کہ ذاتی تجربہ کے باوجود شرفاء کسی کے بارے میں ایسی بات نہیں کہتے، پڑھیے، شرمایئے، استغفار کیجئے اور............مجھے معاف کر دیجئے گا کہ مرزا صاحب کی ذہنی کیفیت اور دلی جذبات سامنے لانے کے لئے میرے خیال میں یہ حوالہ ضروری تھا''مردمی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ ہیں۔ہیجڑہ ہونا کوئی اچھی صفت نہیں جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی نمونہ نہ دے سکے''۔[نور القرآن/روحانی خزائن جلد ۹/صفحہ ۳۹۲]۔

جواب:۔اب ہم ذرا مرزا صاحب کی اپنی زندگی میں جھانکتے ہیں۔مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے، اپنی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی۔جسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی''۔[سیرت المہدی/جلد اول/صفحہ ۳۳، مرتبہ مرزا بشیر احمد، ایم۔اے]۔یاد رہے کہ مرزا جی کی شادی پھجے کی ماں سے تقریباً ۱۸۵۵ء میں ہوئی تھی اور مرزا بشیر کی والدہ سے ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی۔مرزا فضل احمد تقریباً ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوا تھا اسکے بعد دوسری شادی تک ۲۴ سال کوئی بچہ نہیں ہوا۔وجہ کوئی بھی ہو مگر کیا ۲۴ سال تک اپنی بیوی سے بے رغبتی نبیوں کا کام ہے؟ ایک عورت کو اگر سزا ہی دینی ہے تو کیا اتنی لمبی سزا جائز ہے؟ کیا

ازواج سے سچی اور کامل معاشرت کا نمونہ یہی ہے؟ جب آپ ایک لمبا عرصہ بیوی کے حقوق پورے نہیں کریں گے تو وہ کس کس رنگ میں رنگین نہیں ہوگی؟ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے دین سے بے رغبتی کے باعث ''مباشرت ترک کی تھی'' یا کوئی اور وجہ تھی۔ مذہب سے بے رغبتی تو بہانہ تھا اصل وجہ خود بیان کرتے ہیں،''میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطیس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا اس لئے میری حالت مردی کالعدم تھی''۔[تریاق القلوب/ روحانی خزائن/ جلد ۱۵/صفحہ ۲۰۳]۔لیکن یہیں پر بس نہیں کرتے بلکہ بقول شخصے قوت مردمی کالعدم ہونے کے باوجود انہوں نے نصرت جہاں بیگم سے دوسری شادی کی اور مرزا صاحب کے اپنے کہنے کے مطابق کئی ماہ تک اپنے کو عورت کے قابل نہیں محسوس کرتے تھے فرماتے ہیں۔''جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔آخر میں نے صبر کیا''۔[مکتوبات احمدیہ/جلد پنجم خط نمبر ۴]۔اگر آپ ایک غیر تمند مرد ہیں تو آپ سوچیں کہ کسی بھی وجہ سے اگر ایسی حالت ہوتی ہے تو کیا آپ ان حالات میں پہلے شادی کریں گے یا پہلے علاج کروانے کے بعد شادی کریں گے؟ اگر ماں یا باپ ہیں ایک بیٹی کے،تو ایسی بیماریوں اور کالعدم قوت مردی کے حامل کسی مرد کو اپنی بیٹی بیاہ دیں گے؟ بلکہ اگر آپ کو کوئی ایسا رشتہ آئیگا تو کیا آپ ایسے رشتہ کے بارے میں سننے کے بھی روادار ہوں گے؟ کیا مرزا غلام احمد صاحب نے قرآن کریم اور رسول کریم کی واضح ہدایت کے مطابق کہ ایسے مواقعوں پر قول سدید سے کام لو اور انکو اپنے ایسے حالات کھول کر بتاؤ جن سے آئندہ زندگی میں کوئی فساد نہ بن سکے،اپنی ایسی حالت (کالعدم قوت مردمی) کا لڑکی کے والدین کو بتایا تھا؟ اسلامی تعلیمات بتاتی ہیں کہ انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم ہے،اور حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے، کیا مرزا صاحب نے جبکہ پہلی بیوی کے حقوق ہی نہ ادا کر پا رہے تھے، ایسی حالت میں ایک اور شادی کر کے ازدواجی حقوق اور حقوق العباد کی خلاف ورزی نہیں کی؟ پھر قابل غور فقرہ کہ اپنی ہی زیادتی پر فرما رہے ہیں کہ میں نے صبر کیا، ان دو عورتوں نے جس طرح خاموشی سے اس ظلم کو برداشت کیا انکے حق میں کوئی کلمہ خیر نہیں!! کیا اتنی واضح انسانی حقوق کی پامالی کے بعد کوئی ولی تو چھوڑ نیک آدمی بھی کہلا سکتا ہے، کجا کہ دعویٰ نبوت ہو؟ اور خود اس صفات محمودہ سے بے بہرہ ہونے کے باوجود کس طرح ایک نبی پر اپنی زبان طعن دراز کر رہے ہیں؟ احمدیو آنکھیں کھولو، کس کو نبی مان رہے ہو جو اپنے اہل بیت کے بھی حقوق ادا کرنے پر قادر نہیں، تمہارے کون سے حقوق ادا کرے گا؟ جو زندگی کے انتہائی اہم موڑ پر قول سدید کو چھپاتا ہے تمہاری کونسے نیک کام میں رہنمائی کر سکتا ہے؟ جو رسول کریم کی اس انتہائی اہم حدیث سے آنکھیں بند کر کے کہ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جسکا سلوک اسکے گھر والوں سے بہتر ہے''صرف اپنے نفس کی تسکین کے لئے ہر چیز کو چھپاتے ہوئے ایک کنواری سے شادی کرتا ہے مگر اس کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں تو وہ تمہیں کیسے سیرت اور تعلیم نبوی کی صحیح راہ دکھا سکتا ہے؟

الزام ۱۰:۔ مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کے خاندان کے متعلق لکھتے ہیں، ’’ آپکا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپکی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا‘‘ [ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ/ رخ جلد۱۱/ صفحہ۲۹۱]۔

جواب :۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں، ’’دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور عورتیں انکی کتیوں سے بڑھ گئیں‘‘ [نجم الہدیٰ/ رخ جلد۱۴/ صفحہ۵۳]۔ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ’’مگر رنڈیوں یا بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی‘‘ [آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد۵/ صفحہ۵۴۷، ۵۴۸]۔ اس سوال کو اس وقت ہم اٹھاتے ہی نہیں کہ یہ ایک نبی کی زبان ہوسکتی ہے یا نہیں، لیکن ان حوالوں کے بعد ذرا اس حوالے کو غور سے پڑھیے، ’’ایک عرصے سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے (اگر واقعی نشان ہوتے تو وہ قائل بھی ہو جاتے۔ ناقل)‘‘ [مجموعہ اشتہارات/ جلد اول/ صفحہ ۱۶۱]۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ مرزا صاحب کی پہلی بیوی انکی ماموں زاد تھیں وہ مرزا صاحب کو مکار اور کذاب خیال کرتی تھیں، اور اپنے بڑے بیٹے مرزا سلطان کو مرزا صاحب نے اپنی مخالفت کی وجہ سے عاق کیا تھا اور بیوی کو بڑھاپے میں ایک نابالغ (محمدی بیگم) سے شادی کروانے کیلئے مدد نہ کرنے کا الزام لگا کر طلاق دی تھی اور سگے چچازاد بھائی بھی شدید مخالفوں میں تھے اور کنبے کے باقی افراد بھی بقول مرزا صاحب کے اپنے ان کو مکار دکاندار خیال کرتے تھے، ان باتوں کو سامنے رکھ کر ابھی یہ اقتباس پڑھیں کہ دشمن بیابانوں کے خنزیر، عورتیں انکی کتیوں سے بڑھی ہوئی، اور تصدیق نہ کرنے والے بدکار عورتوں کی اولاد ہیں تو مرزا صاحب کی اپنی تحریروں کے مطابق انکا اپنا خاندان، کنبہ اور برادری کیا ہے؟ کیا نبی ایسے ہی خاندان سے ہوتے ہیں؟ حضرت عیسیٰؑ کو اور انکے خاندان کو تو یہودیوں نے برا کہا اور مرزا صاحب نے انکی نقل میں انکے خاندان پر گند اچھالا لیکن خدا نے مرزا صاحب کے اپنے ہاتھوں انکو ’’انسانوں کی جائے عار‘‘ اور جو انکے خاندان کے بارے میں ان سے کہلوادیا، کیا خدا کسی نبی کو اسکے اپنے ہاتھوں سے ایسا ذلیل بھی کرتا ہے؟

الزام ۱۱:۔ مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اتنا کچھ کہنے کے باوجود بھی مطمئن نہیں ہوئے اور آخر ایک فقرے میں اپنا سارا بغض منتقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ’’کاش ایسا شخص دنیا میں آیا نہ ہوتا‘‘۔ [نور القرآن/ روحانی خزائن جلد۹، /صفحہ۴۱۷]۔

جواب :۔ مرزا صاحب کو زندگی میں کم از کم ایک الہام سچا بھی ہوا ہے اور وہ یہ ہے، ’’وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا‘‘ (آگے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس کی تصریح نہیں کی گئی)۔ [تذکرہ صفحہ ۶۵۷/ دوسرا ایڈیشن، شائع کردہ ۱۹۶۹ء]۔ اب جس کو خدا خود کہہ رہا ہے کہ تمہارا کام میری مرضی کے موافق نہیں ہے اس کے باوجود وہ اپنے کام اور بات پر

زور دے رہا ہے تو ایسے شخص کے لئے یقیناً آپ بے اختیار کہہ اُٹھیں گے کہ............کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا!!!

ایسے اور بیشمار فضول قسم کے اعتراضات مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی ذات پر کیئے ہیں۔(مضمون پہلے ہی کافی طوالت اختیار کرگیا ہے، اس لئے اس موضوع کے دوسرے پہلوؤں پر کسی دوسرے موقع پر انشاء اللہ لکھوں گا)۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں "جو شخص ایسی بات منہ پر لائے جس کی کوئی صحیح اصل شرع میں موجود نہ ہو خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد وہ شیاطین کے ہاتھ میں کھلونا ہے"۔[آئینہ کمالات اسلام/صفحہ ۳۱/ روحانی خزائن جلد ۵]۔اب آپ قرآن کریم کی شروع میں بیان کردہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام دیکھ لیں اور مرزا صاحب کی ہفوات دیکھ لیں، جو کہ بغیر کسی ثقہ حوالہ کے اور دلی بغض کے تحت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لکھی ہیں تو آپ کے دل سے بے اختیار یہ آواز اٹھے گی کہ یہ شخص اپنے ہی قول کے مطابق شیاطین کے ہاتھ میں کھلونا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مجدد قرار دیا ہے اور مجدد کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ "اور بباعث نہایت درجہ فنافی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے۔اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اس کی طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے"۔[حقیقت الوحی/صفحہ ۱۸/ روحانی خزائن جلد ۲۲]۔

اب قارئین خود ہی فیصلہ کرلیں کہ جو شخص اللہ کے نبی پر جسکو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں بھی خاص طور پر پاک قرار دیتا ہے، اگر ایسی زبان دراز کرتا ہے تو کیسے مان لیں کہ اسکی باتوں میں خدا بول رہا ہے، کیا خدا نے بھی کبھی اپنے نبیوں کے لئے ایسی زبان چاہی ہے۔اللہ ان لوگوں کو ہدایت دے اور انکی آنکھیں کھولے جو دجل میں پھنسے ہوئے ہیں، آمین۔اور اگر مرزا صاحب کے منہ میں خدا ہی بول رہا ہے، تو حضرت عیسیٰؑ پر تہمتیں تو آپ نے پڑھ ہی لی ہیں اب خدا انکے منہ سے تہمتیں لگانے والوں کے لئے کیا کہلوار ہا ہے، مرزا صاحب کے منہ اور قلم سے نکلتا ہے کہ "خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ (مسیح علیہ السلام) پر تہمتیں لگاتے ہیں"[نزول المسیح / رخ جلد ۱۸/صفحہ ۱۳۴]۔

مرزا صاحب ابن مریم؟

"سورۃ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اسی بناء پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا"[ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/صفحہ ۳۶۱]۔

"قرآن شریف میں تو مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں"۔[ایام الصلح / رخ جلد ۱۴/ صفحہ ۳۹۲]۔

''تو وہ شیخ مسیح ہے جسکا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ یعنی خدا کی سب حمد ہے جس نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا''۔ [اربعین ۳/ رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۴۲۲]۔

''خداتعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خداتعالیٰ نے بتصریح ذکر کر دیا ہے کہ کس طرح اُس نے مجھے عیسیٰ ابن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے رُوح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ رُوح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ پھر دوسرے مقام میں اسی مرتبہ کے متعلق فرمایا فا جآء ہ المخاض الیٰ جذع النخلة .قال یا لیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیاً منسیا۔ اس جگہ خداتعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس مامور میں مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولد ہوا اور اس لحاظ سے یہ مامور ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو دردِ زہ سے مشابہت رکھتی ہے اس کو اُمت کی خشک جڑھ کے سامنے لائی جن میں فہم اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا اور وہ طیار تھے کہ ایسا دعویٰ سنکر افتراء کی تہمتیں لگاویں اور دُکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کریں تب اُس نے اپنے دل میں کہا کہ کاش مَیں پہلے اس سے مرجاتا اور ایسا بھولا بسرا ہو جاتا کہ کوئی میرے نام سے واقف نہ ہوتا''۔ [حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۷۵، حاشیہ]۔

قبر مسیح

مرزا صاحب نے پختہ ارادہ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی ڈھونڈنی چاہیے۔ تاکہ ثبوت پکا ہو جائے۔ اب سوال یہ تھا کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟ اگر مرزا صاحب واقعی اسلام کے ہمدرد ہوتے یا عاشق رسول ﷺ ہوتے تو وہ جانتے ہوتے یا کم از کم احادیث رسول ﷺ میں تلاش کرتے، لیکن انکو تو اپنی نئی نبوت کی عمارت کھڑی کرنی تھی اس کے لئے پتھر روڑے تو کہیں اور سے ہی تلاش کرنے تھے، کیونکہ اسلام میں تو اسکی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ گئی تھی۔ اور مشہور ضرب المثل ''کہیں کی اینٹ، کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا'' کے مرزا صاحب صحیح مصداق ہیں۔ حدیث شریف ہمیں بتا چکی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے، تو کتنا عرصہ اس دنیا میں گزارنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دوسرے انبیاء کی طرح حاضر ہوں گے، اور انکا جسدِ خاکی کہاں دفن ہوگا۔

☆ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، عیسیٰ ابن مریم زمین میں نازل ہوں گے۔ شادی کریں گے انکی اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال تک زمین میں ٹھہریں گے۔ پھر فوت ہوں گے۔ اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ بن مریم، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک قبر سے اُٹھیں گے''۔ [ابن الجوزی فی کتاب الوفا/ بحوالہ مشکوٰۃ شریف/ حدیث نمبر ۵۲۷۲/ باب نزول عیسیٰؑ]۔

☆ مرزا صاحب اس حدیث کے بارہ میں کیا لکھتے ہیں، ’’یوں تو آپ حضرت مسیح کی لاش کو بڑی عزت کے ساتھ دفن کرنا چاہتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں دفن کئے جائیں گے لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ دوسری موت اُن کے لئے کس سخت گناہ کا پاداش ہوگی۔ اور وہ واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر میں اُن کا آخری زمانہ میں دفن ہونا یہ اس بات کی فرع ہے کہ پہلے اُن کا اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ اُٹھایا جانا ثابت ہو۔ ورنہ فرض کے طور پر اگر اس حدیث کو جو نصوصِ بینہ کے مخالف صریح پڑی ہوئی ہے صحیح بھی مان لیں اور اس کے معنے کو ظاہر پر ہی حمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔ کیونکہ اس حدیث کی رُو سے کہ **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** ہے مثیلوں کی کمی نہیں اور ایسا ہی آیت کریمہ بھی مثیلوں کی طرف اشارہ کررہی ہے **اھدنا الصراط المستقیم صراط اللذین انعمت علیھم**‘‘۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۳۵۱ و۳۵۲]۔

اکثر قادیانی دوست یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم میری قبر میں دفن ہونگے، اور اسکا مطلب یہ نہیں مانتے کہ وہ اتنے قریب دفن ہوں گے کہ گویا ایک ہی قبر ہے، انکا جواب مرزا صاحب کا یہ حوالہ ہی کافی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ، ’’ابو بکر، عمر............انکو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے مُلحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے‘‘۔[نزول المسیح / رخ جلد۱۸/صفحہ ۴۲۵]۔

مرزا صاحب نے آخر کار حضرت مسیح کی قبر بھی دریافت کرلی۔ اب یہ نہیں بتایا کہ الہاماً قبر کے محل وقوع کے بارہ میں بتایا گیا یا اپنے قیاس سے، لیکن مرزا صاحب کا اپنا تو کوئی قیاس نہیں ہوسکتا، کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے، ’’میں زمین کی باتیں نہیں کہتا، وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے‘‘۔[پیغام صلح/ رخ جلد۲۳/صفحہ ۴۸۵]۔ اس لئے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ انکے مُنہ میں خدا نے ہی ڈالا ہوگا۔

خیر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ، ’’یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہوگیا‘‘۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ ۳۵۳]۔

لیکن ہوتا کیا ہے کہ گلیل والی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو تین سالوں کے بعد بغیر کسی معذرت/تشریح کے چھوڑ دیتے ہیں، اب ہمارے لئے پھر وہی سوال آ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گلیل والی قبر چھوڑنے کے بعد مرزا غلام اے قادیانی کے مطابق کہاں دفن ہیں؟ مرزا صاحب دُھن کے پکے تھے آخر تلاش بسیار کے بعد انہوں نے نہ صرف حضرت مسیح کی قبر کا پتہ چل جانے کا دعویٰ کردیا بلکہ چیلنج دے دیا کہ اگر کسی کا خیال ہے کہ یہ قبر جعلی ہے تو اسکا ثبوت لائے، فرماتے ہیں۔

☆ ''اورلطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم جبی فی اللہ سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہیے۔ اور ثابت کرنا چاہیے کہ کس وقت یہ جعل بنایا گیا اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہیں رہے گی اور امان اٹھ جائیگا اور کہنا پڑیگا کہ شاید وہ تمام قبریں جعلی ہی ہوں''۔[اتمام الحجہ/ رخ جلد ۸/صفحہ ۲۹۶ و ۲۹۷]۔

لیکن جو ثبوت کے طور پر خط پیش کر رہے ہیں وہ خط بتا رہا ہے کہ قبر بلاد شام یا طرابلس میں نہیں بلکہ بلدہ قدس میں ہے۔

☆ ''جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے، سو میں آپکی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اسپر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں''۔[اتمام الحجہ/ رخ جلد ۸/عربی متن صفحہ ۲۹۷ و ۲۹۸۔/ اردو متن صفحہ ۲۹۹ و ۳۰۰]۔

لیکن مرزا صاحب بلدہ قدس میں بھی حضرت مسیح کی قبر اپنے ہی قول کے خلاف ''اور اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو جعل کا ثبوت دینا چاہیے'' بغیر کسی جعل کا ثبوت دیئے، بغیر کسی معذرت کے، اپنے بقول باقی انبیا علیہ السلام کی قبروں کی تسلی نہ رہنے دیتے ہوئے اور امان کو اُٹھاتے ہوئے ۷، ۸ سال کے بعد اس قبر سے بھی جان چھڑا لیتے ہیں، شاید اتنی دور کا سفر مرزا صاحب نہیں کرنا چاہتے تھے یا اور کوئی خفیہ وجہ تھی، آخر مرزا صاحب نے بلدہ قدس سے لاش کو اٹھایا اور اپنے قریب لے آئے، لیکن پتہ نہیں کیوں، قادیان میں نہیں لائے بلکہ کشمیر لے گئے۔ مرزا صاحب ہمیں بتاتے ہیں کہ:

''اسکے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے وہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور ایک مدت تک کوہ لغمان میں رہے۔ اور پھر کشمیر آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سرینگر میں آپکا انتقال ہوا۔ اور سرینگر محلہ خانیار میں آپ کا مزار ہے''۔[ستارہ قیصریہ/ رخ جلد ۱۵/صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴]۔ دوسری جگہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ''حضرت مسیح زندہ نہیں بلکہ مَر کر کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔ یہی سچا عقیدہ ہے''۔[ملفوظات/ جلد ۵/ صفحہ ۲۸۹]۔

مرزا صاحب بڑے دیالو تھے، انہوں نے عیسائیوں کو نہ صرف حضرت مسیح کی قبر ڈھونڈ کے دی بلکہ انکی والدہ

ماجدہ حضرت مریم کی قبر بھی ڈھونڈ دی (لیکن عیسائی ایسے ناشکرے ہیں کہ اتنی بڑی تحقیق پر ایک بار بھی انکا شکریہ ادا نہیں کیا) اور بتایا کہ پاکستان میں مشہور تفریح مقام ''مری'' کا نام ہی حضرت مریم کے نام پر ہے اور وہاں ایک قبر مائی مریاں کے نام کی ہے وہ حضرت مریمؑ کی ہی قبر ہے اور اسی کے نام پر اس مقام کا نام مری رکھا گیا ہے۔

اسی سے آگے مرزا صاحب لکھتے ہیں، ''چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ہے ''مسیح ہندوستان میں'' یہ ایک بڑی فتح ہے جو مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے بچھڑی ہوئی ہیں۔ باہم شیر و شکر ہو جائیں گی اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی''۔ [ستارہ قیصریہ/ رخ جلد ۱۵/ صفحہ ۱۲۴]۔ اس کتاب میں مرزا صاحب نے بغیر کسی مستند حوالوں کے، اور کئی حوالوں کو توڑ موڑ کر، اور جس طرح قیاس آرائیوں کو حقیقت کی طرح پیش کیا ہے، وہ مرزا صاحب جیسے خود ساختہ نبی کا ہی خاصہ ہے۔ اس کتاب کو شائع ہوئے بھی سو سال سے اوپر گزر چکا ہے، اور قادیانی جماعت جس طرح پروپیگنڈے اور دوسرے وسائل کی مالک ہے اور اپنے نقطہ نگاہ کو مغربی دنیا میں جس مہارت سے بات پہنچانا جانتی ہے اور مغربی دنیا بھی جس طرح کھلے ذہن سے اس قسم کے حقائق کو تسلیم کرتی ہے۔ اگر کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' واقعی صحیح حوالوں اور معرکتہ الآرا دلائل سے مزین ہوتی تو اب تک پوری مغربی دنیا میں اس کتاب نے تہلکہ مچا دیا ہوتا۔ تہلکہ تو دور کی بات ہے کسی قابل ذکر پروفیسر/ عالم/ محقق نے اس کتاب کو درخور اعتناع نہیں سمجھا۔

☆ اور مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ اس کتاب کے نتیجہ میں مسلم اور عیسائی اقوام باہم شیر و شکر ہو جائیں گی !!!! جتنی شیر شکر ہیں وہ نظر آ رہی ہیں یہ ہر شخص کو نظر آ رہا ہے؟ ویسے کوئی قادیانی دوست میرے اس سوال کا جواب دینا پسند کریگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آنے کا مقصد ہی ان دونوں قوموں کو ایک قوم بنانا تھا، مرزا صاحب اپنی زندگی میں، اور انکے گزرنے کے سو سال بعد بھی یہ دونوں قومیں کہاں تک شیر و شکر ہوئیں ہیں؟ اور کیا ان میں آپس میں نفرت نہیں بڑھی؟؟؟ کیا نبی ایسی ہی برکات لیکر آتے ہیں؟

لیکن وہ مرزا صاحب ہی کیا جو ایک بات پر ٹک جائیں، اب مرزا صاحب حضرت مسیح ابن مریم کی وفات یروشلم میں بتاتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں، بلکہ مسلمانوں کے لئے عید کا دن چڑھا دیتے ہیں، مرزا صاحب اعلان کرتے ہیں:

تمام مسلمانوں اور تمام سچائی کے
بھوکوں اور پیاسوں کے لئے ایک بڑی خوشخبری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی خارق عادت زندگی اور خلاف نصوص قرآنیہ مع جسم آسمان پر چلے جانا اور باوجود

وفات یافتہ نہ ہونے کے پھر وفات یافتہ نبیوں کی رُوحوں میں جو ایک رنگ سے بہشت میں داخل ہو چکے داخل ہو جانا یہ تمام ایسی باتیں تھیں کہ درحقیقت سچے مذہب کے لئے ایک داغ تھا اور نیز مدت دراز سے مغربی مخلوق پرستوں کا موحدین اہل اسلام کے ذمہ ایک قرض چلا آتا تھا اور نادان مسلمانوں نے بھی اس قرضہ کا اقرار کر کے اپنے ذمہ ایک بڑی سودی رقم عیسائیوں کی بڑھادی تھی جسکی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس ملک ہند میں ارتداد کا جامہ پہن کر عیسائیوں کے ہاتھوں میں گروی پڑ گئے تھے اور کوئی صورت ادائے قرضہ کی نظر نہیں آتی تھی۔ جب عیسائی کہا کرتے تھے کہ ربنا یسوع مسیح آسمان پر زندہ مع جسم چڑھ گیا ہے بڑی طاقت دکھلائی خدا جو تھا مگر تمہارا نبی تو مدینہ تک بھی پرواز کر کے جا نہ سکا.............۔

اس کا جواب مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں آتا نہایت شرمندہ اور ذلیل ہوتے تھے۔ اب یسوع مسیح کی خوب خدائی ظاہر ہوئی۔ آسمان پر چڑھنے کا سارا بھانڈا پھوٹ گیا۔ اول تو ہزار نسخہ سے زیادہ ایسی کتابیں جن کو پرانے زمانہ میں رومیوں۔ یونانیوں۔ مجوسیوں۔ عیسائیوں اور سب سے بعد مسلمانوں نے بھی اسکا ترجمہ کیا تھا پیدا ہوگئیں جن میں ایک نسخہ مرہم عیسیٰ کا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ مرہم عیسیٰ کے لئے یعنی ان کے صلیبی زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔

ازاں بعد کشمیر میں حضرت مسیح کی قبر بھی پیدا ہوگئی۔ پھر اسکے بعد عربی اور فارسی میں پرانی کتابیں پیدا ہوگئیں (کیا نُقطہ نکالا ہے سُلطان القلم نے ''کتابیں پیدا ہوگئیں''۔ ناقل) جو بعض اُن میں سے ہزار برس کی تصنیف ہیں اور حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیتی اور قبر انکی کشمیر میں بتلاتی ہیں۔

اور پھر سب کے بعد آج ہمیں خبر ملی، یہ ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یروشلم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پرانی عبرانی میں لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے جس کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد اسی زمین پر فوت ہو گئے تھے اور وہ کاغذ ایک عیسائی کمپنی نے اڑھائی لاکھ روپیہ دے کر خرید لیا ہے۔ کیونکہ یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہ پطرس کی تحریر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس قدر ثبوتوں کے جمع ہونے کے بعد پھر اس بیہودہ اعتقاد سے کہ عیسیٰ زندہ ہے باز نہ آنا ایک دیوانگی ہے اور امور محسوسہ مشہودہ سے انکار نہیں ہوسکتا۔ سو مسلمانو تمہیں مبارک ہو آج تمہارے لئے عید کا دن ہے۔ ان پہلے جھوٹے عقائد کو دفع کر دو اور اب قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ بنالو۔ مکرر یہ کہ آخری شہادت حضرت عیسیٰ کے سب سے بزرگ حواری کی شہادت ہے''۔ [رسالہ تحفۃ الندوہ/ رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۴]۔ اسکے ساتھ ہی ایک حوالہ اور پیش کر رہا ہوں تا کہ بارِ ثبوت میں کوئی کمی نہ رہے کہ یہ بزعم خود ''غلطی سے مبرا'' امام الزمان کس طرح کی درفنطیاں چھوڑتے تھے اور کس طرح اللہ نے انکے اپنے ہاتھوں سے انکی تحریروں میں تضادات رکھوا کر مرزا صاحب کے اپنے اس قول کا مصداق انکو ٹھہرادیا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ، ''اور ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق''۔ [ست بچن/ رخ جلد ۱۰/ صفحہ ۱۴۱]۔ لکھتے ہیں۔

''اور یہ کہ مسیح مختلف مُلکوں کا سَیر کرتا ہوا آخر کشمیر میں چلا گیا اور تمام عُمر وہاں بسر کر کے آخر سری نگر محلہ خانیار میں بعد وفات مدفون ہوا۔ اس کا ثبوت اس طرح پر ملتا ہے کہ عیسائی اور مسلمان اتفاق رکھتے ہیں کہ یوز آسف نامی ایک نبی جس کا زمانہ وہی زمانہ ہے جو مسیح کا زمانہ تھا اور دراز سفر کر کے کشمیر میں پہنچا اور وہ نہ صرف نبی بلکہ شہزادہ بھی کہلاتا ہے اور جس مُلک میں یسوع مسیح رہتا تھا وہ اس ملک کا باشندہ تھا''۔[ریویو آف ریلیجنز/ جلد۲/ نمبر۹/ ستمبر ۱۹۰۳ء/ صفحہ ۳۴۸/ اق/ جلد۱۷/ صفحہ ۴۹۷]۔

☆ کیا کوئی قادیانی ان کتابوں کے نام بتا سکتا ہے جہاں عیسائیوں اور مسلمانوں نے یسوع کے کشمیر جانے پر اتفاق کیا ہے؟ اور یوز آسف نام کا اس زمانے میں کوئی نبی بھی تھا؟ اگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں تو وہ تو بن باپ کے تھے۔ در بدر مارے پھر رہے تھے، پردیسی تھے، مال متاع بھی نہیں تھا تو شہزادہ کیسے کہلائے؟

☆ اور اس کے بعد اوپر کے دونوں حوالوں پر میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا اب کشمیر میں جو مسیح کی قبر آپ نے بنائی تھی وہ قائم ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس ''عظیم الشان نشان'' کے دریافت ہونے کے بعد مرزا صاحب نے بحیثیت مسیح موعود کے مسلمانوں کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے، اسکا مطلب یہ ہوا کہ حضرت مسیح یروشلم میں فوت ہوئے، جسکو مرزا صاحب اس اعلان کے ذریعہ تسلیم کر کے اور عید منانے کا حکم دے کر قانونی حیثیت دے رہے ہیں۔

☆ اسپر میرا سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح کی قبر اب کہاں ہے؟ اگر کہو کہ قبر کشمیر میں ہی ہے تو وہاں لاش کیوں لے گئے اور کیسے لے گئے؟

☆ اور اگر لاش یروشلم سے کشمیر لے گئے تو آپ نے ''مسیح ہندوستان میں'' جو دلائل دیئے ہیں کہ حضرت مسیح وہاں جا کر رہے اور پھر وہیں فوت ہوئے، اور جو بات آپ نے اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' میں ایک ہزار کتابوں کے نچوڑ سے پیش کی، جس میں ایک ہزار سال پرانی کتاب بھی موجود ہے، نیز آپ کی انشاء پردازی میں بھی روح القدس کے کام کرنے کے باوجود، آپ نے یہی ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح سیر سپاٹا کرتے ہوئے کشمیر پہنچے اور اسکے بعد وہیں رہے اور فوت ہوئے، اس میں انکی لاش کا کہیں اور سے آنے کا تذکرہ بھی نہیں، اور اس میں پھر وہاں سے بھی کہیں اور چلے جانے کا ذکر نہیں بلکہ کشمیر میں ہی رہنے اور مرنے کا ذکر ہے۔

☆ کیا آپ کی پہلی تحریریں منسوخ ہیں؟ اگر ہیں تو کس تحریر کے ذریعہ منسوخ ہیں؟ اگر نہیں تو انکی حیثیت کیا ہے؟

☆ اسکے علاوہ اب اسکی تفصیل بھی آپکے ذمہ ہے کہ حضرت مسیح کی لاش کب اور کیسے اور کیوں کشمیر لائی گئی یا حضرت مسیح کب اور کیوں کشمیر چھوڑ کر واپس چلے گئے؟ اور انکی واپسی کا ایک ہزار کتابوں میں سے آپکے بقول کسی ایک میں بھی ذکر نہیں؟ پھر ایک سوال یہ ہے کہ آپ ایک ہزار نہیں بلکہ پرانی کتابوں میں سے دس مستند کتابوں کے نام ہی بتا دیں جس میں

یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کشمیر میں آئے اور ان میں اس ایک ہزار سالہ کتاب کا نام اور مکمل حوالہ بھی؟

☆ ایک اور سوال مرہم عیسیٰ کے بارے میں آپ نے ہزار کتابوں کا ذکر کیا ہے، نیز دس مستند کتابوں کا حوالہ جس میں یہ واضح ہو کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ مرہم کا نام مرہم عیسیٰ ہے یہی ثبوت کافی ہے تو یہ بات تسلیم کرنے کے قابل نہیں، اس لئے کہ مرہم کا نام مرہم عیسیٰ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بنائی گئی، اگر کسی دواخانہ کا نام محمد یہ دواخانہ ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس دواخانہ کو حضرت محمد ﷺ نے قائم کیا ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ کسی عیسائی نے اس دوا کو بنایا ہو اور بطور تبرک کے اس کا نام مرہم عیسیٰ رکھ دیا ہو کہ حضرت مسیح مریضوں کا علاج کیا کرتے تھے، لیکن کسی بھی ثقہ تاریخی کتاب سے یا میڈیسن کی کتاب سے یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ یہ مرہم یا اس کا نسخہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے علاج کے لئے استعمال ہوئی ہو۔

☆ جس طرح مرزا صاحب چار جگہ خدائی الہام سے حضرت عیسیٰ کی قبر دریافت کر کے چیلنج دیتے رہے اور پھر خود ہی بغیر کسی معذرت یا شرمندگی کے اس خیال کو یا دلیل کو ترک کر کے دوسری جگہ بتاتے رہے، مجھے یقین ہے کہ اسی طرح اب یہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ بھی بے بنیاد ہے، ویسے مرزا صاحب کچھ عرصہ اور زندہ رہتے تو ہمیں حضرت مسیح کی قبر دو چار جگہ اور بھی مل جاتی۔ کچھ نسخے بھی اور مل جاتے، مرزا صاحب کے تخیل کے نتیجے میں کچھ ہزار نئی کتابوں کے وجود کا بھی پتہ چلتا۔

☆ اور جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اکثر کتابیں انکے پاس ہیں، اور جب کوئی یہ کہے کہ ہزار کتابوں میں سے اکثر کتابیں اس کے پاس ہیں تو مطلب ہے کہ سینکڑوں کی تعداد تو ہوگی، کیا ان کی کوئی فہرست پیش کر سکتے ہیں مرزا صاحب کے مجاور؟ میں پھر مطالبہ کرتا ہوں کہ تاریخ کشمیر کی سینکڑوں نہیں دس مستند کتابوں کا ہی حوالہ دے دیں اور اسی طرح نسخہ مرہم عیسیٰ کی ہزار کتابوں میں سے صرف دس مستند کتابوں کا حوالہ ہی دے دیں۔ تا کہ بہتوں کا بھلا ہو سکے۔

کیا مرزا صاحب مسیح تھے؟

''یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول کر بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرینگے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائیگا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہ رکھے گا''۔ [حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۳۱]۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ''ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا میں حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا، بلکہ غربت اور درویشی کے رنگ میں آیا ہے''۔ [ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۱۹۷]۔

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ''ممکن ہے کہ مستقبل میں کوئی مسیح نہ آئے، ممکن ہے کہ دس ہزار مسیح اور آجائیں اور ان میں سے ایک دمشق میں نازل ہوجائے''۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۲۵۱]۔اب ان تادیلوں اور الہامات پر کیا کہیں؟

''ظاہر پر ہی حمل کریں ممکن ہے کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو''۔ [ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۳۵۲]۔

اعترافات:

قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی!

''کام ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے۔ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اِذن اور منشاء نہیں ہے۔لہٰذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دعا کی کہ اس مسجد البیت اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیرہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنا''۔[ملفوظات/جلد۵/صفحہ۲۵۸]۔

''حجرہ نشین لوگوں کو نہ تو آسمانی منطق نصیب ہوتی ہے اور نہ زمینی''۔[ملفوظات/جلد۴/صفحہ۸۵]۔

مرزا صاحب کامیاب ہوئے؟

سوال یہ ہے کہ اتنا کچھ کرنے کے بعد مرزا صاحب کامیاب ہوئے یا ناکام؟

احمدی کہلانے والوں سے اپیل:

احمدی دوستو کیا آپ نے دیکھا کہ مرزا صاحب اپنے تقدس آمیزی کے تمام دعوؤں میں جھوٹے تھے، کیونکہ ایک مقدس شخص سے ممکن ہی نہیں کہ کسی پر تہمتیں لگائے اور پھر کسی نیک انسان اور خدا کے نبیوں پر تہمتیں لگائے اور ان تہمتوں کے ساتھ قرآن کو بھی جھٹلائے،آپ نے نوٹ کیا کہ مرزا صاحب نے جو بھی تہمت خدا کے نبی پر لگائی، خدا نے خود ان میں نہ صرف برائی پیدا کردی بلکہ انکے اور ان کی اولاد کے ہاتھوں دستاویزی ثبوت بھی مہیا کردیئے، جو دنیا کی کسی بھی عدالت میں ثابت کئے جاسکتے ہیں اور آخر میں خود مرزا صاحب کے اپنے قلم سے ہی حضرت عیسیٰؑ پر تہمت لگانے والوں کو خبیث کہلوادیا، اس سے بڑھ کر اور کس ثبوت کا انتظار کروگے۔اسی وجہ سے مناظروں میں، بحث میں قادیانی مربی سیرت مرزا غلام احمد قادیانی پر بات کرنے سے بچتے ہیں۔ابھی بھی آپ کو خیال نہ آئے، اور اس بنارسی ٹھگوں کے ٹولے سے جان نہ بچانا چاہو تو پھر خدا بھی تمہیں ہدایت نہیں دیگا، کیونکہ خدا بھی ان کو ہی ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کے متلاشی ہوتے ہیں۔ اللہ تمہیں صراط مستقیم پر آنیکی توفیق دے۔آمین!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق

مرزا قادیانی کا نظریہ

مذہب اسلام نے جہاں دنیا پر اور بہت سے احسان کئے ہیں اور نسل انسانی کا شرف قائم کیا ہے وہاں ایک اور احسان تمام مذاہب پر بھی کیا ہے جس کی طرف بہت کم توجہ ہوئی ہے اور وہ یہ کہ اسلام نے تمام سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کا شرف قائم رکھا ہے اور ان کی سچائی کی گواہی دی ہے اور مزید یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کی اپنی امتوں یا مخالفین کی لگائی ہوئی تہمتوں سے پاک صاف کر کے ان کی عصمت وعفت کو اجاگر کیا ہے۔ان انبیاء میں سے خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر کرتے ہوئے نہ صرف ان کی عظمت اور بڑائی کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ ان کی پاکدامنی کی گواہی بھی دی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کے دوبارہ نازل ہونے کی متواتر احادیث میں خبر بھی دی ہے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کئی جگہ ذکر آتا ہے۔خاکسار صرف دو حوالے پیش کرتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ترجمہ:......''اور جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم! اللہ نے یقیناً تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک کیا ہے اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلے میں تجھے چن لیا ہے''۔(ال عمران، آیت ۴۲)

آگے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ، ترجمہ:......''جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے کلام کے ذریعہ (ایک لڑکے کی) بشارت دیتا ہے۔اس (مبشر) کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ جو (اس) دنیا میں اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔(ال عمران، آیت ۴۵)

حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم حاکم اور عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ پس صلیب کو توڑیں گے اور لڑائی کو موقوف کر دیں گے''۔[صحیح البخاری/ باب نزول عیسیٰ ابن مریم/ جلد ۱/ صفحہ ۴۹۰]

اور دوسری جگہ حدیث میں مروی ہے کہ ''اللہ عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کرے گا۔پس وہ نازل ہوں گے دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس، دو زرد چادروں میں ملبوس، دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے''۔

[رواہ المسلم / جلد ۲/ صفحہ ۴۰۱/ باب ذکر الدجال]

قرآن کریم اور احادیث کی شہادتوں کے بعد آگے چلتا ہوں اور یہ اس لئے ضروری تھا کہ جب آپ باقی مضمون کو ان آیات اور احادیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے پڑھیں گے تو صحیح تاثر سامنے آئے گا۔

آج سے تقریباً ۱۲۰ سال قبل ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا۔لوگوں نے درخور اعتناء

نہ سمجھا۔ کیونکہ الہام کا دعویٰ بظاہر معمولی فضول بات تھی۔ دوسرے وہ شخص آریہ سماج اور عیسائیوں کے خلاف مضامین لکھ کر (بظاہر) اسلام کے اوپر حملوں کا دفاع کر رہا تھا اور ان کو اسلام کے نام پر چیلنج کر رہا تھا۔ اس لئے لوگوں کا رجحان مثبت ہی رہا۔ اس کے بعد اس نے اسلام کی حمایت میں پچاس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا اور لوگوں سے اس کے لئے ایڈوانس پیسے بھی اکٹھے کرنے شروع کر دیئے۔ اور ۱۸۸۴ء تک اس کی چار جلدیں بھی شائع کر دیں۔ ان کتابوں کے اندر الہامات کی آڑ میں اس نے اپنے آئندہ منصوبوں کی بنیادیں بھی رکھ دیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ ''مولویوں نے میرے الہاموں پر اس وقت اعتراض نہیں کیا۔ اس طرح وہ (علماء) پیچ میں پھنس گئے''۔

[اربعین نمبر۲/صفحہ۲۱/ رخ جلد۱۷/صفحہ۳۶۹]

خیر ان چار جلدوں کے شائع ہونے سے دو چار علماء نے (مجھے یقین ہے کہ انگریزوں کے ایماء پر) واہ واہ سبحان اللہ! کے ڈونگرے اپنے رسالوں اور اخباروں میں برسانے شروع کر دیئے۔ جس سے سادہ لوح عوام کا اعتقاد ''مرزا قادیانی کے اسلام کا پہلوان'' ہونے پر اور بڑھ گیا اور مرزا قادیانی کے اگلے ارادوں اور اقدامات کے لئے میدان کسی حد تک ہموار ہو گیا۔

(یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کتاب کی پانچویں جلد اگلے ۲۳ سال بعد آئی اور اس کے شائع ہونے کے ساتھ ہی پچاس جلدوں کا وعدہ بقول مرزا قادیانی کہ ''پچاس اور پانچ میں نکتہ کا فرق ہے۔ (قادیانی فلسفہ پورا ہو گیا)

[براہین احمدیہ حصہ پنجم/صفحہ۷/ رخ جلد۲۱/صفحہ۹]

خیر اس مشہوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۸۸۹ء میں مرزا قادیانی نے (بقول ان کے خدا سے الہام پا کر) مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ چونکہ ایک اچھی پلاننگ اور کامیاب پروپیگنڈہ کے ذریعہ اسلام کے چیمپئن اور محافظ کے طور پر مشہور ہو چکے تھے۔ اس لئے اس کے اس دعویٰ کے وقت اکا دکا آوازیں مخالفت میں اٹھیں مگر بالعموم اس دعوے کے متعلق بھی معمولی سی قیل وقال کے بعد خاموشی چھا گئی۔ جب مرزا قادیانی نے دیکھا کہ اس کی دکان چل نکلی ہے تو اس بار اس نے زیادہ لمبا عرصہ انتظار نہیں کیا اور اپنے سابقہ عامۃ المسلمین والے متفقہ عقیدہ کے برخلاف دعویٰ کر دیا کہ خدا نے الہاماً اس کو بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اپنی کتاب [توضیح المرام/صفحہ۸/ رخ جلد۳/صفحہ۵۴] میں لکھا کہ ''قرآن کریم میں تین جگہ وفات عیسیٰ کا ذکر ہے''۔ [ازالہ اوہام، حصہ دوم/ رخ جلد۳/صفحہ۴۲۳]

اگلی کتاب میں یہ ذکر تیس جگہ بن گیا۔ یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ سرسید احمد خان بانی علی گڑھ کالج نے ۱۸۷۲ء میں یہ اپنی تفسیر میں لکھا تھا کہ ''قرآن کریم میں تین جگہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ الہاماً وفات عیسیٰ کی خبر پانے کے بعد ساتھ ہی ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مثیل عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کر دیا''۔

[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۱۹۲]

جس سے بہت سارے دوراندیش لوگوں نے محسوس کرلیا کہ بات یہاں رکتی نظر نہیں آتی ، مخالفت کا شور اٹھا ۔لیکن (میرے خیال کے مطابق انگریزوں کے اشارے پر بعض نام نہاد علماء جن کو انگریزوں نے نامعلوم خدمات کی بناء پر چار مربع زمین بھی دی تھی)اور اسی قبیل کے چند دوسرے لوگوں نے مرزا قادیانی کے مخالفین کے خلاف آوازیں اتنے زور شور کے ساتھ بلند کیں کہ سنجیدہ اور با دلیل مخالفت ان کے شور میں دب گئی اور بے معنی اور بے دلیل مخالفت کی نوراکشتی نے نہ صرف سنجیدہ طبقہ کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا۔ بلکہ مرزا قادیانی کو شہرت ملی اور جسد اسلام میں پنجے گاڑنے کے لے اس کے ہاتھ بھی مضبوط کئے ۔اس طرح مرزا قادیانی باوجود اپنی تردیدوں کے مثیل مسیح سے مسیح موعود بنا۔اس کے بعد مثیل محمد بنا اور اسی طرح اپنے آپ کو ترقی دیتا گیا۔اور ’’کشفاً خدا تک بن گیا‘‘ ۔[آئینہ کمالات اسلام/صفحہ ۵۶۴/رخ جلد ۵]

اور اپنے خدا کے مؤقف تک پہنچنے کے لئے اس نے اتنی قلابازیاں کھائیں ہیں کہ غالباً یہ راتوں رات اپنے مؤقف بدلنے والے سیاست دانوں نے اسی سے سیکھا ہے۔

میں یہاں مرزا قادیانی کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مختلف اوقات میں مختلف مؤقف بغیر کسی عالمانہ بحث کے پیش کروں گا۔ کیونکہ جید علمائے کرام اس بحث میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں ۔اس کے بعد میں مرزا قادیانی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور اس کی روشنی میں مرزا قادیانی کی زندگی کا مختصر سا جائزہ پیش کروں گا۔

حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام:

مرزا قادیانی لکھتا ہے’’اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا‘‘ ۔[براہین احمدیہ/رخ جلد ۱/صفحہ ۵۹۳]

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ’’حضرت مسیح انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے‘‘ ۔[براہین احمدیہ، حاشیہ/رخ جلد ۱ صفحہ ۴۳۱]

اور جگہ مرزا قادیانی کے متعلقین لکھتے ہیں کہ’’ان الہامات کے نزول کے ساتھ تصرف الٰہی سے یہ ہوا کہ آپ پر اپنی بعثت کے ابتدائی ایام میں یہ راز بالکل نہیں کھلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح بنا کر بھیجا ہے اور آپ نے براہین احمدیہ حصہ چہارم میں یہ رسمی عقیدہ بھی درج فرمادیا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے‘‘ ۔

[تاریخ احمدیت/جلد ۲/صفحہ ۴۰ طبع اول]

ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلے ایمان یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اس کتاب میں اس نے اپنا یہ عقیدہ لکھا ہے جس کے بارے میں مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ’’مستحکم کتاب ہے اور رسول کریم ﷺ نے اس کتاب کے بارے میں خواب میں خوشنودی کا اظہار کیا ہے اور شیریں میوہ قرار دیا ہے۔

[براہین احمدیہ/رخ جلد ۱/صفحہ ۲۷۵]

اس کتاب کو جس کا نام بقول مرزا قادیانی کے مستحکم دلائل کی وجہ سے قطعی کہا تھا کو بھول گیا اور الہام ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اس اعلان کے ساتھ پلاننگ کا اگلا حصہ شروع ہو گیا۔اب مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ فوت ہو چکے ہیں اور اب وہ اس دنیا میں دوبارہ نہیں آئیں گے۔اس لئے ان کی آمد ثانی کے متعلق جو احادیث ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ ''ان کا کوئی مثیل آئے گا اور خدا نے مجھے (یعنی مرزا قادیانی ،ناقل) الہاماً بتایا ہے کہ وہ مثیل عیسیٰ میں (مرزا قادیانی) ہوں''۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۱۹۷]

اس پر شور پڑا اور لوگوں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ جس مسیح یا عیسیٰ ابن مریم کا وعدہ دیا گیا ہے آپ اس مسیح کا دعویٰ کر رہے ہیں۔مرزا قادیانی نے فوراً تردید کر دی اور کہا کہ:

''اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں .... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ مفتری اور کذاب ہے''۔

[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۱۹۲]

اب دیکھئے کہ آج مرزا قادیانی کی جس کتاب کو دیکھیں اس کے ٹائٹل پر نام مرزا غلام احمد مسیح موعود (نعوذ باللہ) لکھا ہوتا ہے۔اب اس میں کئی باتیں سامنے آتی ہیں۔پہلی تو یہ ہے کہ کس صفائی سے لوگوں کے منہ میں لفظ ''مسیح موعود اور مسیح ابن مریم'' ڈالا جا رہا ہے۔یہاں مسیح موعود کا تو سوال ہی نہیں تھا۔بلکہ سوال یہ تھا کہ مثیل کہاں سے آ گیا؟ کیونکہ احادیث میں مثیل کا ذکر نہیں تھا۔بلکہ ابن مریم کا ذکر تھا۔اور مرزا قادیانی مثیل کہاں سے کیوں اور کیسے بن گیا؟اب مزے کی بات یہ ہے کہ جس بات کی تردید کر رہا ہے اور جس پر لوگوں کو کذاب اور مفتری قرار دے رہا ہے اب تھوڑا عرصہ نہیں گزرا کہ وہی دعویٰ کر دیا۔یعنی کہ میں (مرزا قادیانی) مسیح موعود ہوں۔لکھتا ہے کہ ''میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خداتعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا''۔

[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد۱۷/صفحہ۲۹۵]

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ ''مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے''۔

[مجموعہ اشتہارات/جلد۲/صفحہ۴۳۵]

اب قارئین خود فیصلہ کر لیں کہ کتنے کم فہم لوگ تھے جنہوں نے مرزا قادیانی کے ارادوں کو بھانپ لیا؟ لیکن اب یہ بھی دیکھیں کہ مرزا قادیانی کے بقول جن لوگوں نے مرزا قادیانی پر عیسیٰ ابن مریم ہونے کا الزام لگایا تھا وہ مفتری اور کذاب تھے اور کتنے بڑے مفتری اور کذاب تھے؟ مرزا قادیانی کی یہ تحریر خود بتا رہی ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''اس (یعنی اللہ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا......پھر دو

برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔ پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی...... مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے عیسیٰ بن مریم ٹھہرا''۔

[کشتی نوح/ رخ جلد۱۹/صفحہ۵۰]

اب ایک سوال اور سامنے آیا کہ آنحضرت ﷺ نے جس عیسیٰ بن مریم کی خبر دی تھی وہ تو حاکم اور عادل کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور حکومت وخلافت کی ذمہ داری ادا کریں گے۔لیکن مرزا قادیانی بطور حاکم کے تو کیا آتا بلکہ جو اپنے علاقے کی حکومت اس کے خاندان کے پاس تھی وہ بھی اس کی پیدائش سے قبل اس کے دادا کے دور میں ہی تقریباً چھن چکی تھی؟ اور مرزا قادیانی اپنی مالی اور خاندانی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ ''ہماری (مرزا قادیانی ،ناقل) حالت ایک معمولی درجے کے زمیندار جیسی ہوگئی تھی۔[کتاب البریہ/ رخ جلد۱۳/صفحہ۱۸۷]

اس اعتراض کے جو جواب مرزا قادیانی نے دیئے ہیں اس میں مزے کی بات تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس بات کا اپنے ''خدائی الہامات'' کے ذریعہ دوسروں کو یقین دلانے کی کوشش کر رہے تھے اس پر خود ان کو بھی یقین نہیں تھا۔ان میں سے دوحوالے پیش خدمت ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ:

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا میں حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ بلکہ غریب اور درویشی کے رنگ میں آیا ہے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۱۹۷]

اور دوسری جگہ لکھتا ہے کہ ''ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتے ہیں۔اور ممکن ہے......اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۲۵۱]

اب آپ ان تاویلوں اور الہامات پر کیا کہیں گے؟

اب مرزا قادیانی مزید ثبوت یا لوگوں کے دل میں یہ خیال پختہ کرنے کے لئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے کتنے مشابہہ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی مسیحیت کی دیوار زیادہ تر مشابہت کی بنیاد پر کھڑی کی تھی۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں''۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد۱/صفحہ۵۹۳]

جب لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو معجزے دکھائے ہیں۔لیکن اس مثیل مسیح نے کیا دکھایا ہے؟ اس پر مرزا قادیانی نے جواب میں اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ اول/ روحانی خزائن جلد۳ میں جو خامہ فرسائیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات پر کی ہیں ان میں سے کچھ نمونہ جات حاضر ہیں۔

[۱]......''اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۱۰۵،۱۰۶]

[۲]......''بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا''۔

[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۱۰۶]

[۳]......''اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی ابتر ہے۔کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے۔مری پڑے گی۔لڑائیاں ہوں گی۔قحط پڑیں گے''۔[ایضاً]

[۴]......''اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں''۔[ایضاً]

اور بھی بہت سی موشگافیاں بیان کی ہیں مرزا قادیانی نے۔لیکن اختصار کی وجہ سے نہیں دے رہا۔

[۵]......حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی معاف نہیں کیا۔مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ''حضرت موسیٰ کی بعض پیشگوئیاں بھی اس صورت میں ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں امید باندھ لی تھی''۔[ایضاً]

لیکن کسی اعتراض سے بچنے اور اشک شوئی کی خاطر اب ان الزامات یا اتہامات کو بیان کرنے کی غرض وغایت بتاتے ہوئے آئندہ کے لئے اپنی غلط پیشگوئیوں کی راہ بھی صاف کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔انہی الزامات کے بعد لکھتا ہے کہ''غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں۔مگر یہ غلطی نفس الہام میں نہیں بلکہ سمجھ اور اجتہاد کی غلطی ہے۔چونکہ انسان تھے اور انسان کی رائے خطا اور صواب دونوں کی طرف جا سکتی ہے۔اس لئے اجتہادی طور پر یہ لغزش پیش آگئیں''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۱۰۶]

قادیانیوں سے ایک سوال؟

جو بات بھی کی خدا کی قسم زہراب کی۔یہ تو ایسا ہی ہوا کہ میں دعویٰ کروں کہ یہ جو نوکری ہے اس کے لئے تم جس امیدوار کا انتظار کر رہے تھے وہ تو فوت ہو گیا ہے اور اس وجہ سے نہیں آسکتا۔لیکن اس کوالیفکیشن کے ساتھ میں آگیا ہوں جس کوالیفکیشن والے شخص کی آپ کو ضرورت ہے۔اب مجھے کہتے ہیں کہ بھئی اپنی کوالیفکیشن ثابت کرو جو ہماری ضرورت ہے؟ تو میرا جواب یہ ہے کہ جس امیدوار کی تم امید لگائے بیٹھے تھے اور جو مر چکا ہے۔اس نے تو یہ امتحان بھی نقل سے پاس کیا تھا۔فلاں ڈگری بھی جعلی تھی۔ڈومیسائل بھی صحیح نہیں تھا۔وغیرہ وغیرہ!تو کیا یہ صحیح طریقہ ہوگا؟ یا مجھے اپنے کوالیفکیشن سامنے رکھنی چاہیے؟سوال تو صرف یہ ہے کہ اس کوالیفکیشن کی صحت پر اس سے پہلے بھی اعتراض نہیں ہوا اور اس سٹینڈرڈ کو اس نوکری کے لئے ایک سٹینڈرڈ قرار دیا جا چکا ہے۔اب بجائے دوسروں کی غلطیوں یا خامیوں کی نشاندہی کہ اپنا سٹینڈرڈ

ثابت کرو کہ تم اس کے اہل ہو یا نہیں؟

مرزا قادیانی نے اور بھی بہت سی موشگافیاں (توہین) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دوسری کئی کتابوں میں بھی دکھائی ہیں اور ان کا جواز یہ بتایا ہے کہ یہ اس لئے کی ہیں کہ عیسائیوں نے ہمارے نبی ﷺ کی توہین کی ہے۔اس لئے جواباً سخت زبان استعمال کی گئی ہے۔میرے نزدیک یہ صرف عذر لنگ ہے اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ تر قارئین بھی میری اس بات سے اتفاق کریں گے۔کیونکہ اگر ہم صرف اوپر والے حوالوں کو ہی دیکھیں تو ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی چھپے ہوئے خبط عظمت میں مبتلا ہیں۔وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ بھی لینا چاہتے ہیں پر اس دعوے کے ساتھ کہ یہ (مرزا قادیانی) حضرت عیسیٰ سے (نعوذ باللہ) بہتر ہیں۔میری اس بات کی تصدیق مرزا قادیانی کی دوسری بہت سی تحریرات سے ہو جاتی ہے۔جسے میں طوالت کے خوف سے یہاں شامل نہیں کر رہا۔آئندہ انشاء اللہ! کسی دوسرے مضمون میں ان چیزوں کا بیان ہوگا۔

اب میں مزید حوالے پیش کروں گا جس میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کے بارے میں کچھ مواد پیش کروں گا اور قارئین پر یہ فیصلہ چھوڑوں گا کہ آیا جو الزامات یا اتہامات مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے ہیں آیا وہ خود مرزا قادیانی پر بھی منطبق ہوتے ہیں یا نہیں؟ اس لئے کہ جب مثیل مسیح یا مسیح موعود ہونے کا مرزا قادیانی کو دعویٰ ہے تو مماثلت کے لئے مسیح علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کے بیان کردہ اتہامات مرزا قادیانی میں ہونے ضروری ہیں۔تب ہی مرزا قادیانی مثیل مسیح یا مسیح موعود بنے گا؟

مرزا غلام احمد قادیانی کی بدزبانیاں:

[۱]......مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''ہاں آپ کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ناقل) گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد۱۱/صفحہ۲۸۹]

آگے ایک جگہ مرزا قادیانی کتنی اچھی بات لکھتا ہے۔میری طرح یقیناً آپ بھی مرزا قادیانی کی اس بات کی تائید کریں گے۔لکھتا ہے کہ ''ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے''۔

[ست بچن/ رخ جلد۱۰/صفحہ۱۳۳]

لیکن مرزا قادیانی کے ان ارشادات کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟''اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔سفیہوں کا نطفہ، بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے''۔[تتمہ حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۴۴۵]

اب میں اس پر کیا تبصرہ کروں؟ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔میں صرف ایک آدھا بطور نمونہ دے رہا ہوں۔

[۲]......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مزید لکھتا ہے کہ ''یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) درحقیقت بوجہ بیماری مرگی

دیوانہ ہوگیا تھا"۔[ست بچن/رخ جلد۱۰/صفحہ۲۹۵]

آیئے دیکھیں مرگی کو ہسٹیریا بھی کہتے ہیں۔اس کا کوئی مرزا قادیانی کی زندگی میں بھی رول ہے؟ ذرا دل تھام کر مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد، ایم۔اے اپنی مرتب کردہ کتاب سیرت المہدی میں مرزا قادیانی کے سالے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل کے حوالے سے لکھتا ہے کہ "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے"۔

[سیرت المہدی/جلد۲صفحہ۵۵]

[۳]......مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتا ہے کہ "یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر جھوٹ بولنے کی عادت بھی تھی"۔[ضمیمہ انجام آتھم/رخ جلد۱۱/صفحہ۲۸۹]

مرزا غلام احمد قادیانی کے نشانات:

اب میں مرزا قادیانی کا "سچ" پیش کرتا ہوں۔اپنے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔پڑھیے اور سر دھنیے "اگر اس طرح سے ہم حساب کریں تو نشانات پچاس لاکھ تک پہنچتے ہیں"۔[ملفوظات/جلد۴/صفحہ۲۴۳]

ان پچاس لاکھ نشانوں کو اگر ہم مرزا قادیانی کی پیدائش کے لمحے سے لے کر وفات کے لمحے تک اس (مرزا قادیانی) کی زندگی پر تقسیم کریں تو ہر ساڑھے سات منٹ پر ایک نشان ظاہر ہوتا ہے۔گویا خود تو پیدا ہوئے ہی تھے ساتھ ساتھ نشانات بھی پیدا کرنے شروع کر دیئے۔اتنی جلدی جلدی تو بکٹیریا بھی پیدا نہیں ہوتے جتنی تیزی سے مرزا قادیانی کے نشانات پیدا ہوئے۔

[۴]......مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے بارے میں کہتا ہے کہ "ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں"۔[اعجاز احمدی/رخ جلد۱۹/صفحہ۱۲۱]

مرزا قادیانی پہلے اپنے ماتم سے تو فارغ ہولیں۔کیونکہ مرزا قادیانی کی بھی تو بہت ساری پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ان میں چار تو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[اول]عبداللہ آتھم والی۔[دوم]عبدالحکیم والی۔[سوم]مولوی ثناءاللہ صاحب والی اور[چہارم]محمدی بیگم والی۔

[۵]......مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم پر خیال آرائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے پہاڑی تعلیم جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی ہے عیسائی بہت شرمندہ ہیں"۔

[ضمیمہ انجام آتھم/رخ جلد۱۱/صفحہ۲۹۰]

لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی بہت سی آیات کو اس (مرزا قادیانی) نے اپنا الہام قرار دے دیا

ہے۔ان میں سے مثال کے طور پر دو آیات:

[۱]......’’وما ارسلناك الا رحمته اللعالمین ‘‘۔[تذکرہ طبع چہارم/صفحہ۶۴]

[۲]......’’ھوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق ‘‘۔[تذکرہ طبع سوم/صفحہ۴۵]

کئی دہائیاں گزر گئیں ان آیات اور دوسری آیات کی چوری پکڑے ہوئے ۔لیکن آفرین ہے قادیانیوں کی ڈھٹائی پر کہ شرمندہ تو دور کی بات ہے کہیں شرمندگی کی معمولی سی جھلک کے آثار بھی نہیں ۔اگر کسی صحیح نبی کے پیروکار ہوتے تو شرم محسوس کرتے ؟

[۶]......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اخلاقی تعلیم کے ذکر میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ’’ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا‘‘ ۔[چشمہ مسیحی/رخ جلد۲۰/صفحہ۳۴۶]

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ایک نظم میں لکھتا ہے کہ!

گالیاں سن کر تم دعا دو
پا کے دکھ تم آرام دو
[درثمین اردو/صفحہ۳۶]

اوراس کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک نظم میں کہتا ہے کہ!

چھوڑ دو رنج وعداوت ترک کردو بغض وکیں
پیار والفت کو کرو تم جان ودل سے اختیار
[کلام محمود حصہ اول/صفحہ۶۰]

مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیم:

کتنی اچھی تعلیم ہے۔آیئے دیکھیں کہ نمونہ بھی اتنا ہی اچھا ہے؟ مرزا قادیانی پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے بارے میں ’’اپنے پیار کے جذبات‘‘ کا اظہار ایسے کرتا ہے کہ!

’’مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن ،پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی ۔پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی‘‘ ۔[اعجاز احمدی/رخ جلد۱۹/صفحہ۱۸۸]

اب دیکھیں کہ کیا اخلاق ہے پیر صاحب کو تو جو کہا یا نہ کہا بعد کی بات ۔مگر اس گولڑہ کی زمین کا کیا قصور ہے کہ مرزا قادیانی اس پر بھی غضب نازل کر رہا ہے اور وہ بھی تا قیامت؟

[۷]......مرزا قادیانی اپنی اعتراضات کی تلوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی پیشگوئیوں پر چلاتے ہوئے کہتا ہے کہ’’ اس

درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں ۔صرف یہی کہ زلزلہ آئیں گے،قحط پڑیں گے،لڑائیاں ہوں گی''۔پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا''۔[ضمیمہ انجام آتھم/صفحہ۴/رخ جلد۱۱/صفحہ۲۸۸]

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئیاں:

مرزا قادیانی کی پیشگوئیاں اورالہاموں اور وحیوں پر مشتمل کتاب کا نام تذکرہ ہے۔اس کا دوسرا ایڈیشن آٹھ سو چالیس صفحات اور''چار سو بیس''اوراق پر مشتمل ہے۔اس میں بے شمار زلزلوں اور تباہیوں کی گول مول خبریں دی ہیں۔ان میں سے چند ایک بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

[۱]......''رویا میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے''زلزلہ کا ایک دھکا''۔[تذکرہ/صفحہ۵۰۸]

[۲]......''زلزلہ کا دھکا''۔[اشتہار۱۸،اپریل۱۹۰۵ءتذکرہ/صفحہ۵۱۷]

[۳]......''رویا دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے''۔[تذکرہ/صفحہ۵۴۲]

[۴]......''زمین تہ وبالا کردی''۔[تذکرہ/صفحہ۵۴۵]

[۵]......''لنگر اٹھا دو''۔[تذکرہ/صفحہ۵۴۵]

[۶]......الہام ہوا''اس پر آفت پڑی''۔[تذکرہ/صفحہ۵۵۱]

[۷]......وحی ہوئی''زندگیوں کا خاتمہ''۔[تذکرہ/صفحہ۵۷۱]

[۸]......''کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو''۔[تذکرہ/صفحہ۵۷۱]

[۹]......''کشتیاں چلتی ہیں تو ہوں کشتیاں''۔[تذکرہ/صفحہ۶۰۷]

[۱۰]......''آفتوں اور مصیبتوں کے دن''۔[تذکرہ/صفحہ۶۱۲]

[۱۱]......''لاکھوں انسانوں کو تہ وبالا کردوں گا''۔[تذکرہ/صفحہ۷۰۴]

[۱۲]......''میرا دشمن ہلاک ہوگیا''۔[تذکرہ/صفحہ۷۰۵]

[۱۳]......''ایک وبا پڑے گی''۔[تذکرہ/صفحہ۷۴۰]

[۱۴]......''راز کھل گیا''۔[تذکرہ/صفحہ۷۰۹]

[۱۵]......''فلاں کو پکڑو اور فلاں کو چھوڑ دو''۔[تذکرہ/صفحہ۷۱۰]

[۱۶]......''ایک اور قیامت برپا ہوئی''۔[تذکرہ/صفحہ۷۱۰]

[۱۷]......''یہ دو گھر ہی مر گئے''۔[تذکرہ/صفحہ۷۱۲]

[۱۸]......''زلزلہ آنے کو ہے،ہمارے لئے عید کا دن''۔[۹مارچ۱۹۰۶ءتذکرہ/صفحہ۵۹۲]

[۱۹]......''اے بسا خانہ دشمن کہ توں ویراں کردی''۔حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے دشمنوں کے گھر

دیران کئے''۔[تذکرہ/صفحہ۴۱۷]

نوٹ:اس کے علاوہ بھی دو چار نمونے الہامات کے پیش کرتا ہوں!

[۲۰]......''ایک دانہ کس کس نے کھانا''۔[تذکرہ/صفحہ۵۸۸]

[۲۱]......الہام ہوا''اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز''۔[تذکرہ/صفحہ۵۸۶]

[۲۲]......''دیکھو اے میرے دوستو!اخبار شائع ہو گیا ہے''۔[تذکرہ/صفحہ۵۸۹]

[۲۳]......''ایک ارادت مند لدھیانہ میں ہے''۔پھر اس کے مکان کا پتہ مجھے بتلایا گیا اور نام بھی بتایا گیا جو مجھے یاد نہیں''۔[تذکرہ/صفحہ۵۹]

ایسے اور بے شمار نمونے مرزا قادیانی کی کتابوں میں آپ کو ملیں گے۔اے ہوشیار مذہبی دکاندار کی اولاد اور ......تم لوگ اب کس منہ سے یہ سودا بیچ رہے ہو؟

مرزا غلام احمد قادیانی کی شرافت:

[۸]......مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی (نعوذ باللہ) صفات محمودہ کا بیان تو ایسے کیا ہے کہ ذاتی تجربہ کے باوجود شرفاء کسی کے بارے میں ایسی بات نہیں کہتے،پڑھئے مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ!

اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ ہیں۔ہیجڑہ ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی نمونہ نہ دے سکے''۔[نور القرآن/رخ جلد۹/صفحہ۳۹۲]

اب ہم ذرا مرزا قادیانی کی اپنی زندگی میں جھانکتے ہیں۔مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم۔اے اپنی والدہ کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ!

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی۔جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی''۔[سیرت المہدی/جلد اول/صفحہ۳۳/مصنف مرزا بشیر احمد ایم۔اے]

یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی شادی پھجے کی ماں سے تقریباً ۱۸۵۵ء میں ہوئی تھی اور مرزا بشیر کی والدہ(نصرت جہاں)سے ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی۔مرزا فضل احمد تقریباً ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوا تھا۔اس کے بعد دوسری شادی تک ۲۴ سال کوئی بچہ نہیں ہوا۔وجہ کوئی بھی ہو،مگر کیا ۲۴ سال تک اپنی بیوی سے بے رغبتی نبیوں کا کام ہے؟ایک عورت کو اگر سزا ہی دینی ہے تو کیا اتنی لمبی سزا جائز ہے؟کیا ازواج سے سچی اور کامل معاشرت کا نمونہ یہی ہے؟جب آپ ایک لمبا عرصہ بیوی کے

حقوق پورے نہیں کریں گے تو وہ کس کس رنگ میں رنگین نہیں ہوگی؟ لیکن اب دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے دین سے بے رغبتی کے باعث ''مباشرت ترک کی تھی'' یا کوئی اور وجہ تھی؟ مذہب سے بے رغبتی تو بہانہ تھا۔ اصل وجہ مرزا قادیانی خود بیان کرتا ہے کہ!

''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابطیس اور دردسر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔ جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردی کالعدم تھی''۔ [تریاق القلوب/ رخ جلد ۱۵/ صفحہ ۲۰۳]

لیکن یہیں پر بس نہیں کرتا بلکہ بقول خود قوت مردی کالعدم ہونے کے باوجود اس نے نصرت جہاں بیگم سے دوسری شادی کی اور مرزا قادیانی کے اپنے کہنے کے مطابق کئی ماہ تک اپنے کو عورت کے قابل نہیں محسوس کرتا تھا۔ کہتا ہے کہ!

''جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا''۔

[مکتوبات احمدیہ/ جلد پنجم/ حصہ دوم/ صفحہ ۲۱/ خط نمبر ۱۴]

قادیانیوں سے سوال:

اگر آپ ایک غیرتمند مرد ہیں تو آپ سوچیں کہ کسی بھی وجہ سے اگر ایسی حالت ہوتی ہے تو کیا آپ ان حالات میں پہلے شادی کریں گے۔ یا پہلے علاج کروانے کے بعد شادی کریں گے؟ اگر ماں یا باپ ہیں ایک بیٹی کے تو ایسی بیماریوں اور کالعدم قوت مردمی کے حامل کسی مرد کو اپنی بیٹی بیاہیں گے؟ بلکہ اگر کوئی ایسا رشتہ آئے گا تو کیا آپ ایسے رشتہ کے بارے میں سننے کے بھی روادار ہوں گے؟ کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی واضح ہدایت کے مطابق کہ ایسے مواقع پر قول سدید سے کام لو اور ان کو اپنے ایسے حالات کھول کر بتاؤ۔ جن سے آئندہ زندگی میں کوئی فساد نہ بن سکے۔ اپنی ایسی حالت (کالعدم قوت مردی) کا لڑکی کے والدین کو بتایا تھا؟ اسلام کی تعلیمات بتاتی ہیں کہ انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم ہے اور حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ کیا مرزا قادیانی نے جبکہ پہلی بیوی کے حقوق ہی نہ ادا کر رہا تھا ایسی حالت میں ایک اور شادی کر کے زوجہ کے حقوق اور حقوق العباد کی خلاف ورزی نہیں کی؟ پھر قابل غور فقرہ کہ ''میں نے صبر کیا'' ان دو عورتوں نے جس طرح خاموشی سے اس ظلم کو برداشت کیا ان کے حقوق میں کوئی کلمہ خیر نہیں۔

حقوق انسانی اور مرزا غلام احمد قادیانی:

کیا اتنی واضح انسانی حقوق کی پامالی کے بعد کوئی ولی تو چھوڑ نیک آدمی بھی کہلا سکتا ہے۔ کجا کہ دعویٰ نبوت ہو؟ اور خود اس صفات محمودہ سے بے بہرہ ہونے کے باوجود کس طرح اپنے محسنؐ پر اپنی زبان طعن دراز کر رہا ہے؟

احمدی کہلانے والو! آنکھیں کھولو! کس کو نبی مان رہے ہو؟ جو اپنے اہل بیت کے بھی حقوق ادا کرنے پر قادر نہیں؟ تمہارے کون سے حقوق ادا کرے گا؟ جو زندگی کے انتہائی اہم موڑ پر قول سدید کو چھپاتا ہے تمہاری کون سے نیک کام میں رہنمائی کر سکتا ہے؟ جو رسول کریم ﷺ کی اس انتہائی اہم حدیث سے آنکھیں بند کر کے کہ ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا سلوک اس کے گھر والوں سے بہتر ہے''۔صرف اپنے نفس کی تسکین کے لئے ہر چیز کو چھپاتے ہوئے ایک کنواری سے شادی کرتا ہے۔مگر اس کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں تو وہ تمہیں کیسے سیرت اور تعلیم نبوی کی صحیح راہ دکھا سکتا ہے؟

[9]......مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اتنا کچھ کہنے کے باوجود بھی مطمئن نہیں ہوا اور آخر ایک فقرے میں اپنا سارا بغض منتقل کرتا ہوا لکھتا ہے کہ!

''کاش ایسا شخص دنیا میں آیا نہ ہوتا''۔[نور القرآن نمبر۲/ رخ جلد۹/صفحہ ۴۱۷]

مرزا قادیانی کو زندگی میں کم از کم ایک سچا الہام بھی ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا''۔(آگے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس کی تصریح نہیں کی گئی)[تذکرہ/صفحہ ۶۵۶ و ۶۵۷/طبع دوم مطبوعہ ۱۹۵۶ء]

اب جس کو خدا خود کہہ رہا ہے کہ تمہارا کام میری مرضی کے موافق نہیں ہے۔اس کے باوجود وہ اپنے کام اور بات پر زور دے رہا ہے تو ایسے شخص کے لئے یقیناً آپ بے اختیار کہہ اٹھیں گے کہ......کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا۔

ایسے اور بے شمار فضول قسم کے اعتراضات مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات پر کئے ہیں ۔مضمون پہلے ہی کافی طوالت اختیار کر گیا ہے۔اس لئے انشاء اللہ مزید آئندہ کسی مضمون میں بیان کروں گا۔ویسے بھی یہ مضمون میری زیر تصنیف کتاب میں سے ہے۔کتاب میں انشاء اللہ اس پر کچھ مزید روشنی ڈالوں گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا اسلام اور احمدیت دو علیحدہ مذہب ہیں؟

دونوں طرف یعنی میرے مسلمان بھائی اور میرے سابقہ قادیانی دوست یہ سوال پڑھکر حیران ہوئے ہوں گے، کیونکہ مسلمانوں کے لئے ایک واضح اور دوٹوک بات ہے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور نبوت کا دعویٰ کرنیوالا کاذب ہے۔اور قادیانی اپنی تربیت کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ وہی ناجی مسلمان ہیں باقی مرزا صاحب کو نہ ماننے والا کافر ہے اور اصل اسلام کا منکر ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سوال پچھلے ایک سو سال سے بہت سے لوگوں کو مصروف رکھے ہوئے ہے مسلمانوں، اور عیسائیوں، دوسرے مذاہب اور قادیانی غیر مسلموں کو آئندہ بھی ایک عرصہ تک مصروف رکھے گا۔بعض کے نزدیک اس مسئلہ کا فیصلہ دیا جا چکا ہے لیکن فیصلہ دینا اور اس پر عملدرآمد کرانا دو متضاد باتیں ہیں اور اس دنیا میں بہ یک وقت آپ چاہیں بھی تو مختلف ملکوں کے مختلف قوانین کی وجہ سے اس پر عملدرآمد نہیں کروا سکتے،اس لئے جب بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ مسئلہ حل طلب ہے تو وہ کسی حد تک صحیح ہیں اور جماعت احمدیہ کے نزدیک، سرکاری طور پر یہ مسئلہ ہے ہی نہیں بلکہ صرف چند ملاؤں کا پیدا کیا ہوا ہے۔حالانکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ موجود ہے اور اسی تنازعہ کی آڑ میں ہی یہ مذہبی ٹولہ،اور اس کے حالی موالی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں اور بلکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس تنازعہ کی وجہ سے ہی ان کی بقا ہے۔میرے نزدیک اس تنازعہ کا فیصلہ علمی اور کسی حد تک ذہنی طور پر ہو چکا ہے کہ اسلام اور جماعت احمدیہ دو علیحدہ علیحدہ مذہب ہیں۔لیکن آجکل کا پڑھا لکھا مسلمان طبقہ، کئی وجوہات کی بنا پر جسمیں بعض علماء کی کچھ غیر ذمہ دارانہ باتوں/تقریروں کا بھی دخل ہے، علماء کے طبقہ کو مجموعی طور پر پسند نہیں کرتا، اور معاشرے کے یہ لوگ اپنی علماء سے ناپسندیدگی کی وجہ سے قادیانیوں کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں یا انکی بعض بظاہر خوشنما منطق اور مذہبی معاملات میں اپنی کم علمی کی وجہ سے مرعوب ہو جاتے ہیں اور اگر قادیانیت میں نہ بھی داخل ہوں تو انکو کم از کم مسلمانوں کا فرقہ سمجھنے لگ پڑتے ہیں۔اس تنازعہ میں اسلام ایک مظلوم اور قادیانیت المعروف بہ احمدیت ایک ظالم اور غاصب فریق ہے۔اسلام کو خدا تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم محمد مصطفٰے ﷺ کے ذریعہ انسانیت کی بھلائی کے واسطے متعارف کروایا، لیکن قادیانیت یا احمدیت کو شیطان نے مرزا غلام احمد آف قادیان کے ذریعہ مسلمانوں کے مذہبی، سیاسی اور اقتصادی انتشار کے دور میں متعارف کروایا اور ہر طرح کے دجل، تلبیس، فریب اور تحریف سے، نیز اسوقت کی حکمران انگریز حکومت کی کاسہ لیسی اور چاپلوسی سے کام لیتے ہوئے اس آکاس بیل کو اسلام کے درخت پر چڑھا دیا۔اور آپ جانتے ہیں کہ آکاس بیل اگر کسی درخت پر چڑھ جائے تو اس کو اس درخت سے ہٹانا بڑا مشکل کام ہوتا ہے۔

ہر تنازعہ کی طرح اس تنازعہ کے بھی بنیادی طور پر دو فریق ہیں ایک مظلوم اسلام اور دوسرا ظالم احمدیت، لیکن

مزے کی بات ہے کہ دجل کی کامیابی دیکھیں کہ باوجود قادیانیت المعروف بہ احمدیت ظالم ہونے کے اپنے آپ کو مظلوم کے طور پر پیش کر رہی ہے اور مزید تکلیف دہی کی بات یہ ہے کہ احمدیوں کی ایک بھاری تعداد کو بھی اندازہ نہیں ہو پارہا کہ وہ مظلوم نہیں بلکہ بظاہر مظلومیت کے نام پر اسلامی عقیدہ، اجماع امت، اور دیانت و شرافت کے غاصب و ظالم بنادیئے گئے ہیں۔ احمدیوں کو بتایا جارہا ہے کہ تم عیسائی دنیا کے لئے خطرہ ہو اور تمہیں ان (عیسائیوں) سے مقابلہ کے لئے تیار کیا جائیگا۔ حالانکہ عیسائیت کو احمدیوں سے کوئی خطرہ نہیں، نہ عقلی طور پر، نہ روحانی طور پر، نہ مالی طور پر، نہ سیاسی طور پر، بلکہ انکی قیادت تو عیسائیوں اور ان کی حکومتوں کے تلوے ہی نہیں اور بھی بہت کچھ چاٹتی ہے اور ان کے نبی کا تو ایک مجسٹریٹ کے بلاوے پر ہی پیشاب خطا ہو جاتا تھا۔ احمدی جماعت خطرہ ہے تو صرف اسلام کے لئے، صرف ایمان کے لئے، صرف شرافت کے لئے، صرف حیاء کے لئے ان میں سے بہت سوں کو اندازہ ہوتا بھی ہے تو وہ مالی مفادات، معاشی مجبوریوں، رشتہ داریوں یا پھر اپنی بزدلی کی وجہ سے اس مذہبی جاگیردار خاندان کے ہاتھوں عزت کے نام پر بے عزت ہو رہے ہیں، معاشی فوائد کی بجائے اپنے منہ کا آخری لقمہ بھی انکو چندہ کے نام پر دے رہے ہیں۔ امن کی بجائے (قادیانی گسٹاپو کی وجہ سے) ایک دوسرے سے ڈرتے ہوئے (کہ پتہ نہیں کون امور عامہ کو ہماری بات پہنچادے) بے سکونی کی حالت میں وقت گزار رہے ہیں۔ علم کے نام پر پیر پرستی کی جہالت کو سینے سے لگا رہے ہیں۔ کلمہ حق کہنے کی بجائے منافقت کے نام پر آہ کرنا بھی بند کر دیا ہے۔ جنت میں گھر کے نام پر اس دنیا میں اپنی اور بزرگوں کی بنائی ہوئی جائیدادیں اس مافیا کے ہاتھوں "وصیت" کر رہے ہیں اور یہ احمدیہ جماعت کی قیادت کا یہ لالچ اتنا بڑھ گیا ہے اور زیادتی کی انتہا کر رہے ہیں کہ ۱۵ سالہ بچوں سے وصیت فارم بھروا رہے ہیں جنکو ابھی برے بھلے کی بھی تمیز نہیں۔ عام احمدی اپنی اولادوں کو خودداری اور آزادی کا سبق سکھانے کی بجائے اس جماعت کے بزرجمہروں کو غلامی اور بے غیرتی کی تربیت دیتے ہوئے دیکھ کر بھی ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ مذہبی گماشتے، احمدی کہلانے والوں کے دلوں میں عشق رسول کریم ﷺ پیدا کرنے کی بجائے "عشق عاشق محمدی بیگم" پیدا کر رہے ہیں، جو کہ نہ صرف ایک جھوٹا نبی تھا بلکہ ایک گندہ اور جھوٹا عاشق بھی تھا، سچا ہوتا تو خدا اسکو اسکے اس عشق میں اتنا ناکام اور ذلیل وخوار نہ کرتا۔ احمدی کہلانے والوں کے دلوں میں نفسیاتی حربوں سے احساس خودی پیدا کرنے کی بجائے احساس زیاں بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اس مذہبی ٹولے نے احمدی کہلانے والوں کو عزت اور آبرو سے جینے کے اسباب مہیا کرنے کی بجائے پوری اسلامی دنیا میں ایک گالی بنا دیا ہے اور یہ گالی ہر احمدی اس طرح محسوس کرتا ہے کہ اگر آپ اسکو قادیانی کہیں تو اس لفظ پر وہ چڑتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے قادیانی کیوں کہتے ہو حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب کے بقول قادیانی انکا الہامی نام ہی نہیں بلکہ قادیان کا نام اللہ نے کشفی طور پر قرآن کے اندر دکھایا ہے اور اگر آپ مرزائی کہ دیں تو وہ اور غصہ میں آئیگا اور پوچھے گا کہ مجھے مرزائی کیوں کہتے ہو، اگر مرزا غلام احمد نبی ہیں تو مرزائی ایک مقدس لفظ ہے اور مقدس لفظ سے چڑنا کیا معنی؟۔ یورپ میں قیام کا حق دلانے کے نام پر ہزاروں کو گھر سے بے گھر کر دیا ہے اور ہزاروں

آسودہ حال گھرانوں کو نان جویں کا بھی محتاج بنا دیا ہے، اور ہزاروں پاکستان میں معقول ذرائع ہونے کے باوجود، عیسائیوں کی زکوٰۃ پر یورپی ملکوں میں زندگی کے سانس بتا رہے ہیں، صرف اس خاندان کے لالچ کی وجہ سے، کہ پاکستان میں اگر کوئی سو روپیہ دیتا تھا تو یہ مافیا اس سے یہاں سو ڈالر لیتا ہے۔ اور سو روپے اور سو ڈالر میں سو گنا فرق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزا صاحب کے الہامات/ پیشگوئیاں

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تمام کتابیں اور ارشادات انکے کشوف، خوابوں اور الہامات اور پیشگوئیوں سے پُر ہیں، اور جنکی گنتی بھی محال ہے۔ اسمیں کیا جھوٹ ہے کیا سچ ہے یہ معاملہ بنیادی طور پر خدا تعالیٰ اور مرزا صاحب کے درمیان ہے۔ لیکن چونکہ مرزا صاحب نے بے شمار دعوے کئے ہیں جو کہ مسلمانوں کے تیرہ صدیوں کے متفقہ عقائد کے مطابق نہیں اور کئی دعوے تو بظاہر صریحاً ان عقائد کے مخالف نظر آتے ہیں جو رسول کریم ﷺ سے آج کے دور تک تسلسل سے اور کسی تحریف کے بغیر ہم تک پہنچے ہیں، اور اپنے ان دعووں کی بنیاد بھی مرزا صاحب نے ان الہامات، اور پیشگوئیاں وغیرہ پر رکھی ہے اسلئے ہمیں ان کا جائزہ بھی لینا چاہیے، یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ مرزا صاحب کو بقول انکے، اپنے الہامات اور وحی پر اسی طرح یقین تھا جس طرح قرآن پر مثلاً مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں“۔ [حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/ صفحہ۲۲۰]۔

مرزا صاحب کے سب الہامات و کشوف وغیرہ پر نہ تو اس وقت نظر ڈالی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس جگہ پر تفصیلی بحث ہوسکتی ہے، بشرط زندگی اور توفیق خداوندی کسی آئندہ کتاب میں اس موضوع پر کسی حد تک مفصل بحث ہو گی۔

الہامات:

اصطلاح شریعت میں وحی کی تعریف یہ کی گئی ہے ”کلام اللّٰه المنزل علیٰ نبی من انبیائه۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو اسکے نبی پر نازل ہوا“ [عمدہ القاری/ جلد۱/ صفحہ۱۴، بحوالہ رسالہ معارف الہام، مصنف علامہ محمد اقبال رنگونی]۔ وحی کے یہ معنی انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہیں اور یہ وحی آنحضرت ﷺ کے بعد منقطع ہے مرزا غلام احمد قادیانی بھی اس بات سے اتفاق کرتے رہے ہیں کہ اب اس قسم کی وحی بند ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں ”اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اسکا کھلنا جائز قرار دیں گے، جو بالبداہت باطل ہے۔ [حمامۃ البشریٰ/ رخ جلد۷/ صفحہ۲۰۱ و ۲۰۲]۔ اور الہام کے معنی لغت کے مطابق ”وہ بات جو خدا کی طرف سے دل میں ڈالی جائے۔

[علمی اردو لغت/ صفحہ۱۳۱/ بحوالہ رسالہ معارف الہام، مصنفہ علامہ محمد اقبال رنگونی]

۞: اللہ تبارک تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ”اور ہر ایک رسول کو ہم نے اس کی قوم کی زبان میں ہی (وحی دے کر)

بھیجا ہے تا کہ وہ انہیں (ہماری باتیں) کھول کر بتائے، پھر (اس تدبیر کے بعد) اللہ جسے (ہلاک کرنا) چاہتا ہے ہلاک کرتا ہے اور جسے (کامیاب کرنا) چاہتا ہے اُسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ اور وہ کامل طور پر غالب (اور) صاحب حکمت ہے۔[سورۃ ابراہیم، آیت ۵، پارہ ۱۳]۔

☆ :اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو فرماتا ہے کہ ''اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکو تیری زبان سے لوگوں کو کھول کر سنا دیں''۔[سورۃ القیٰمۃ/آیت ۱۹]۔

☆ :''اسی طرح انسان میں کشف اور الہام پانے کی بھی ایک قوت مخفی ہے جب عقل انسانی اپنی مقررہ حد تک چل کر آگے قدم رکھنے سے رہ جاتی ہے تو اس جگہ خدائے تعالیٰ اپنے صادق اور وفادار بندوں کو کمال عرفان اور یقین تک پہنچانے کی غرض سے الہام اور کشف سے دستگیری فرماتا ہے اور جو منزلیں بذریعہ عقل طے کرنے سے رہ گئی تھیں اب وہ بذریعہ کشف اور الہام طے ہو جاتی ہیں اور سالکین مرتبہ عین الیقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی سنت اللہ اور عادت اللہ ہے جسکی رہنمائی کے لئے تمام پاک نبی دنیا میں آئے اور جس پر چلنے کے بغیر کوئی شخص سچی اور کامل معرفت تک نہیں پہنچا''۔
[پرانی تحریریں/رخ جلد ۲/صفحہ ۴۰]۔

☆ :''میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد ۱/صفحہ ۱۴۲/اشتہار نمبر ۴۰/مورخہ ۷، اگست ۱۸۸۷ء]

☆ :مرزا غلام احمد قادیانی بھی اس بات کی تائید میں فرماتے ہیں کہ ''یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کوئی اور، الہام کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہوتی ہے۔
''پیغمبر کا کشف اور خواب وحی ہے''۔[ایام الصلح / رخ جلد ۱۴/صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶]۔

☆ :''ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا''۔[تتمہ حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۴۳۸]۔

☆ :''اصل بات یہ ہے کہ پیغمبر بھی بشر ہی ہوتا ہے اور اس کے لئے یہ نقص کی بات نہیں کہ کسی اپنے اجتہاد میں غلطی کھاوے۔ ہاں وہ غلطی پر قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ اور کسی وقت اپنی غلطی پر ضرور متنبہ کیا جاتا ہے''۔[براہین احمدیہ ۵/ رخ جلد ۲۱/صفحہ ۲۵۰]۔

☆ :۔اگر کوئی لغزش ہو بھی جائے تو رحمتِ الٰہیہ جلد تر اُن (ملہمین) کا تدارک کر لیتی ہے۔[براہین احمدیہ/ رخ جلد ۱/صفحہ ۵۳۶]۔

☆ :اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا۔اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے۔[نورالحق حصہ دوئم/روحانی خزائن/جلد ۸/صفحہ ۲۷۲]۔

☆ :مرزا صاحب کے کئی دعوؤں میں سے ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ ''میں امام الزماں ہوں''۔ضرورۃ الامام/رخ جلد ۱۳/صفحہ ۴۹۵]اور اسی کتاب میں دوسری جگہ امام الزماں کی حیثیت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں''اور امام الزماں کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علیٰ الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضے میں کر لیتے،جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو''۔[ضرورۃ الامام/رخ جلد ۱۳/صفحہ ۴۸۳]۔

جب ہم اوپر کے حوالوں کو دیکھتے ہیں تو یہ نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

(۱)......وحی نبوت بند ہے۔

(۲)......الہام جو ہے وہ ہو سکتا ہے اور جاری ہے۔

(۳)......وحی یا الہام اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں کھول کر بتائی جائیں۔

(۴)......الہام اس قوم کی زبان میں ہوتا ہے تاکہ بات صحیح سمجھ آجائے۔

(۵)......ایسا الہام بے فائدہ ہے جو انسان کی زبان سے بالاتر ہو۔

(۶)......پیغمبر کا کشف یا خواب بھی وحی ہوتا ہے اور نبی کی وحی جھوٹ نہیں ہو سکتی۔

(۷)......الہام کے معنی سب سے زیادہ ملہم ہی سمجھ سکتا ہے اور اسکی تشریح یا معنے ہی مانے جائیں گے۔

(۸)......اگر ملہم کو الہام سمجھنے میں کوئی غلطی ہو جائے تو خدا خود ہی اس غلطی کی اصلاح کر دیتا ہے۔

(۹)......مرزا صاحب کو خدا ایک لحہ کے لئے بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا تھا،اسکا مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے اگر اپنی عمر میں کسی لمحے کوئی وحی یا الہام سمجھنے میں غلطی کر بھی لی تو اگلے لمحے وہ غلطی خدا تعالیٰ کی طرف سے صحیح کر دی گئی یا کرا دی گئی۔

(۱۰)......مرزا صاحب امام الزماں تھے اور امام الزماں کی پیشگوئی غیب کا اظہار ہوتا ہے اور نہ صرف اظہار ہوتا ہے بلکہ وہ جس بات کا اظہار کر رہے ہیں وہ پوری طرح سوچ سمجھ کر کر رہے ہیں۔

اب ہوتا کیا ہے؟ مرزا صاحب نے جس طرح اپنے کئی دوسرے بنیادی عقائد بدلے اسی طرح وحی نبوت کو بھی بقول شخصے جاری کر دیا اور اسکے ساتھ ہی الہام کے بارے میں بھی قرآنی تعلیم اور اپنے سابقہ عقیدے کے برعکس خیالات اختیار کئے،اور تقریباً دس مختلف زبانوں میں الہام ہونے کے دعوے کئے۔مرزا جی فرماتے ہیں۔''زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ''۔[نزول المسیح /رخ جلد ۱۸/صفحہ ۴۳۵]۔

مرزا صاحب نے تقریباً دس زبانوں میں الہام ہونے کا دعویٰ کیا،عربی،فارسی،اردو،

انگریزی، سنسکرت، عبرانی، پنجابی، انگریزی الہام اور مزے کی بات ہے کہ بقول مرزا صاحب کے انکو انگریزی نہیں آتی تھی، لیکن خدا تعالیٰ جو قرآن مجید کے مطابق اپنا طریق نہیں بدلتا، یہاں اپنے طریق کو بدلتے ہوئے ایسی زبان میں الہام کرتا ہے جس کے لئے ان کو لوگوں سے پوچھنا پڑتا تھا کہ اس کے کیا معنی ہیں، ذرا یہ واقعہ دیکھ لیں، فرماتے ہیں کہ ”ایک دفعہ ایک طالبعلم انگریزی خواں ملنے کو آیا۔ اس کے روبرو ہی یہ الہام ہوا۔ دِس اِز مائی اینیمی۔ یعنی یہ میرا دشمن ہے۔ اگرچہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ الہام اسی کی نسبت ہے۔ مگر اُسی سے یہ معنی بھی دریافت کئے گئے۔ اور آخر وہ ایسا آدمی ہی نکلا۔ [تذکرہ/صفحہ ۳۱/ دوسرا ایڈیشن]۔

☆ :ایک اور الہام ہوا ”ہی ہیلٹس اِن ضلع پشاور“۔ یہیں آپ دیکھ لیں کے مرزا صاحب کو الہام کرنے والے کی انگریزی قابلیت کتنی تھی، ایک بار ایک انگریز کو کسی طرح گھیر گھار کر چناب نگر [ربوہ] لے گئے۔ وہاں ایک مربی صاحب اتنے جذباتی ہوئے کہ جوش میں آکر انہوں نے اس انگریز کو بتایا کہ مرزا جی کو انگریزی میں بھی الہام ہوتے تھے، اور ایک انگریزی الہام بھی سنا دیا، راوی کا بیان ہے کہ وہ الہام سن کر ایکدم ٹھٹکا مگر پھر سنبھل کر پوچھا کہ کیا انکے اور بھی الہام انگریزی میں ہیں؟ مربی نے کہا کہ جی ہاں! اور فر فر ان کو دو چار الہام اور سنا دیئے، انگریز سنجیدہ ہو گیا اور کہا کہ اور بھی الہام ہیں؟ مربی صاحب سمجھے کہ میدان مار لیا ہے، جوش میں آکر انہوں نے دو تین الہام اور سنا دیئے، اب مربی صاحب کا ذخیرہ الہام اور انگریز کا صبر، دونوں ختم ہو چکے تھے۔ انگریز نے بڑے محتاط اور انتہائی سنجیدہ انداز میں پوچھا کہ کیا واقعی یہ مرزا صاحب کے الہام ہیں یا آپ مذاق کر رہے ہیں؟ مربی صاحب نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ میں آپ سے مذاق نہیں کر رہا اور یہ واقعی حضرت مرزا صاحب کے الہام ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ کیسا خدا ہے جو کہ انگریزی کا ایک فقرہ بھی صحیح نہیں بول سکتا؟ اور وہ جو انگلستان سے احمدی ہو کر آیا تھا یہ کہہ کر واپس چلا گیا کہ مجھے ایسا جاہل خدا نہیں چاہیے۔

☆ :مرزا صاحب نے سیالکوٹ میں جب مختاری کا امتحان دینا تھا اسوقت انگریزی کی دو تین بنیادی کتب پڑھی تھیں اور انکی انگریزی اسی تک ہی محدود تھی۔ ایک دفعہ ایک ہندو لڑکے نے ترجمہ کیا انکی انگریزی وحی یا الہام کا۔ ایک دفعہ ایک دو دن انتظار کرتے رہے کہ کوئی انگریزی سمجھنے والا آئے تو وہ انکو اور ان کے دھوکہ کھائے ہوؤں کو انکے انگریزی الہام کا ترجمہ کر کے بتائے۔

☆ :اب میں یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں مرزا صاحب!

☆ ”میں ان کو سزا دوں گا میں اس عورت کو سزا دونگا۔ معلوم نہیں کہ یہ کس کے متعلق ہے“۔ [تذکرہ/صفحہ ۵۵۰]۔

☆ ”۲۰ فروری ۱۹۰۷ء بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں“۔ فرمایا کہ معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے۔ [تذکرہ/صفحہ ۶۹۲/ دوسرا ایڈیشن]۔

☆ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے یہ الہام سنایا "پٹی پٹی گئی"۔[تذکرہ/صفحہ ۷۹۷]۔

☆ چند دن ہوئے مجھ کو الہام ہوا تھا "لاہور سے ایک افسوسناک خبر آئی"۔[تذکرہ/صفحہ ۷۱۸]۔

☆ "۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء لاہور میں ایک بے شرم ہے"۔[تذکرہ/صفحہ ۷۰۴]۔

☆ "۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء ایک وبا پڑے گی۔" فرمایا معلوم نہیں یہ کس قسم کی وبا ہوگی۔[تذکرہ/صفحہ ۷۴۰]۔

☆ "۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء۔ واللہ! واللہ! سدھا ہویا اَولاً"۔ فرمایا یہ پنجابی فقرہ ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ کج طبع آدمی درست ہو گیا ہے۔[تذکرہ/صفحہ ۷۷۱]۔

☆ تیری نمازوں سے تیرے کام افضل ہیں (البشریٰ)۔[تذکرہ/صفحہ ۸۰۲]۔

☆ پھر الہام ہوا "خدا کی طرف سے سب پر اداسی چھا گئی"۔[تذکرہ/صفحہ ۵۶۷]۔

"ہم نے وہ جہاں چھوڑ دیا۔ کوئی روح کہتی ہے"۔[تذکرہ/صفحہ ۵۳۳]۔

خواب

☆ :"نبی کی خواب تو ایک قسم کی وحی ہوتی ہے"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۲۰۴]۔

☆ :"جو وحی کشف یا خواب کے ذریعہ سے کسی نبی کو ہووے اسکی تعبیر کرنے میں غلطی بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ اسی صفحہ ۵۵۱ (صحیح بخاری۔ناقل) میں ایک دوسری حدیث میں ایسی غلطی کے بارہ میں خود آنحضرت ﷺ نے فرما دیا ہے اور وہ یہ ہے
قال ابو موسیٰ عن النبی صلے اللّٰہ علیه وسلم رایت فی المنام انی اھا جر من مکة الیٰ ارض بھا نخل فذھب و ھلی الیٰ انّھا الیمامة او ھجر فاذا ھی المدینة یثرب۔ یعنی ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جو پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا جو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کرتا ہوں جس میں کھجوریں ہیں، پس میرا وہم اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہوگا مگر آخر وہ مدینہ نکلا جس کو یثرب بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی آنحضرت ﷺ نے صاف طور پر فرما دیا کہ کشفی امور کی تعبیر میں انبیاء سے بھی غلطی ہو سکتی ہے اور ان احادیث سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵]۔ (معاذ اللہ، ناقل)

☆ :"ماسوا اس کے ہمیں اس بات سے انکار نہیں ہے کہ پیش از وقت کسی پیشگوئی کی پوری حقیقت نہیں کھلتی اور ممکن ہے کہ انسانی تشریح میں غلطی بھی ہو جائے۔ اس لئے کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی کسی پیشگوئی کے معنے کرنے میں کبھی غلطی نہ کھائی ہو۔ لیکن اگر قبل از وقت اجتہادی طور پر کوئی نبی اپنی پیشگوئی کے معنی کرنے میں کسی طور کی غلطی کھاوے تو اس پیشگوئی کی شان اور عزت میں فرق نہیں آئیگا"۔[براہین احمدیہ ۵/ رخ جلد ۲۱/صفحہ ۲۴۷]۔

☆ :''رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے''۔[توضیح المرام/رخ جلد۳/ صفحہ۶۰]۔

''جس طرح حدیث ماننے کے قابل نہیں ہوتی جب تک قرآن کے موافق نہ ہو، اسی طرح کوئی خواب بھی ماننے کے لائق نہیں جب تک ہمارے موافق نہ ہو''۔[ملفوظات/جلد۵/صفحہ۱۵۷]۔دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

☆ :۱۸۹۷ء۔حضرت اقدس کو بہت روز ہوئے ایک خواب بدیں طور پر ہوئی کہ ہماری پگڑی اور عصا اور چوغہ چوری ہو گیا۔چوغہ تو جلد مل گیا۔مگر عصا و پگڑی کے لئے آدمی واپس لینے گیا ہے۔''(مکتوب مرزا خدا بخش صاحب بحکم حضرت اقدس بنام منشی جلال الدین صاحب مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۷ء)۔[تذکرہ/صفحہ۱۷۷]۔

۱۸۹۷ء۔خواب میں دکھائے گئے۔(۱) تین اُسترے۔(۲) عطر کی شیشی۔(ذکر حبیب۔۲۲۱)''۔[تذکرہ، صفحہ۱۷۷]۔

رویا/کشف

''پیغمبر کا کشف اور خواب وحی ہے''۔[ایام الصلح / رخ جلد۱۴/صفحہ۲۷۵ و ۲۷۶]۔

مرزا صاحب نے نہ صرف اپنے مراق زدہ کشوف کا ذکر کیا ہے بلکہ اولیاء کے نام بھی خود ساختہ کشف منڈھ دیئے ہیں، فرماتے ہیں''اولیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا۔اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا''۔[اربعین نمبر۲/رخ جلد۷/صفحہ۳۷۱]۔

میں نے ایک سفید تہ بند باندھا ہوا ہے۔مگر وہ بالکل سفید نہیں ہے کچھ کچھ میلا ہے کہ اس اثناء میں مولوی صاحب نماز پڑھانے گئے ہیں اور انہوں نے سورۃ الحمد جہر سے پڑھی ہے اور اسکے بعد انہوں نے یہ پڑھا۔[تذکرہ/ صفحہ۵۲۳]۔

ام المومنین

☆ :۳۰ ستمبر کی رات حضرت اُمّ المومنین علیہ السلام نے ۱۲ بجے کے قریب ایک رویاء دیکھی اور آپ نے حضرت اقدس کو اسی وقت اس رویاء سے اطلاع دی اور وہ یوں ہے''عیسیٰ کا مسئلہ حل ہو گیا۔خدا کہتا ہے۔میں جب عیسیٰ کو اتارتا ہوں تو پوری کھینچ لیتا ہوں''۔اس کے معنے حضرت اُمّ المومنین کے دل میں یہ ڈالے گئے کہ عیسیٰ کی حیات و ممات میں انسان کا دخل نہیں۔[تذکرہ/صفحہ۴۲۴]۔

پیشگوئی

پیشگوئی سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کے آسکے۔لیکن جب ایک پیشگوئی خود دلیل کی

محتاج ہے تو کس کام کی؟ پیشگوئی میں تو وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے‘‘[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد۱۷/صفحہ۳۰۱]۔

’’اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے‘‘۔ [سراج منیر/رخ جلد۱۲/صفحہ۱۷]۔

نتیجہ

☆ :’’وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے بکثرت تھے۔ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہامات ہوتے تھے۔ان کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں‘‘۔[ضرورۃ الامام/رخ جلد۱۳/صفحہ۵]۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ

قادیانی (احمدیہ) جماعت اکثر دعویٰ کرتی ہے کہ مرزا غلام اے قادیانی نے زندگی بھر مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو چیلنجز کیے، لیکن کوئی سامنے نہیں آیا۔ مرزا صاحب کا طریق یہ تھا کہ جب مریدوں سے اور دوسرے سادہ لوح مسلمانوں سے اپنی کم علمی کی وجہ سے مسلمان سمجھتے تھے پیسے بٹورنے ہوتے تھے تو کسی نہ کسی کو چیلنج دینا شروع کر دیتے تھے۔ انکا چیلنج کا جواب دینے کے لئے کسی بھی مذہب سے جب کوئی سامنے آتا تھا تو مرزا صاحب اپنے بہانوں کی سائبان کے نیچے پناہ لے لیتے، کوٹھوں میں چھپ کر بیٹھ جاتے اور کہتے کہ ابتلا کے دن ہیں اور جب وہ وقت گزر جاتا تو اس فریق کو دوبارہ چیلنج کرنا شروع کر دیتے۔ لیکن ایک بار چیلنج تسلیم کر کے آنے والا مرزا صاحب کے پہلے چیلنج کا حشر دیکھ کر مرزا صاحب پر اعتبار نہ کرتا اور انکے دوبارہ خالی خولی چیلنج پر توجہ نہ کرتا اس طرح مرزا صاحب گھر میں بیٹھے بیٹھے اپنے کو فاتح عالم قرار دے دیتے۔

مرزا صاحب کے بے شمار دعاوی میں سے ان دعویٰ جات کو دیکھیں کہ مرزا صاحب کتنے بلند دعویٰ کر رہے ہیں:۔

''مسیح موعود کوئی بات اپنے پاس سے نہیں کہتا بلکہ اسکا کلام خدا کی وحی ہے''۔[اربعین ۳/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۳۹]۔

''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا، وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے''۔[پیغام صلح/ رخ جلد ۲۳/صفحہ ۴۸۵]۔

آپ نے مرزا صاحب کے دعوے دیکھ لئے، اب ہم جو تحریر مرزا صاحب کی پیش کرنے لگے ہیں بقول مرزا صاحب اور قادیانی جماعت صرف اور صرف خدا کی وحی سے لکھی گئی اور آسمانی روح نے حرف بہ حرف لکھوائی ہوگی مرزا صاحب آریوں اور ہندوؤں کو چیلنج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''اب ہم اس قصہ کو مختصر کر کے ایک نئی کتاب کے ماہ بماہ نکلنے کی بشارت دینگے اور اُسی کے ضمن میں آریوں کے اُس رسالہ کا رد لکھا جائیگا جس کا نام اُنہوں نے سُرمہ چشم آریہ کی حقیقت رکھا ہے۔[شحنۂ حق/ رخ جلد ۲/صفحہ ۳۳۴]۔

اشتہار رسالہ ماہواری قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ جو، جون ۱۸۸۷ء کی بیسویں تاریخ سے ماہ بماہ نکلا کریگا جب تک میں نے آریہ صاحبوں کا وہ رسالہ نہیں دیکھا تھا جس کا نام ہے سُرمہ چشم آریہ کی حقیقت اور فن اور فریب غلام احمد کی کیفیت۔ تب تک مجھے اِس طرف ذرہ بھی توجہ نہ تھی کہ میں کوئی ماہواری رسالہ قرآنی علوم اور صداقتوں کا اس غرض سے نکالوں کہ تا اگر کوئی آریہ ویدوں کی حقیقت سمجھتا ہو تو قرآنی صداقتوں سے اُسکا مقابلہ کر کے دکھا دے۔ مگر سبحان اللہ کیا حکمت وقُدرت الٰہی ہے کہ اُس نے بعض بد اندیشوں کو اس خیر محض کا سبب بنا دیا تا دُنیا کو قرآنی شعاعوں سے منور کرے اور

شپر طینتوں پراُن کی کور باطنی ظاہر کرے سوجس رسالہ کا نام میں نے عنوان میں لکھ دیا ہے یعنی قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ یہ وہی مومنین کا صادق دوست ہے جس کے قدوم میمنت لزوم کا اصل موجب دشمن ہی ہوئے ورنہ خدائے کریم علیم ہے کہ اس سے پہلے میں جانتا بھی نہیں تھا کہ ایسے رسالہ ماہواری کے نکالنے کی خدمت بھی مجھ سے ظہور میں آئیگی۔اب تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ارادہ الٰہی اس بات کی طرف متعلق ہوا کہ کوئی ایسا رسالہ ماہواری نکالا جائے کہ جوقرآنی طاقتوں اور صداقتوں کو ہر مہینہ میں دکھلا کر ویدوں سے بھی ایسے ہی علوم و معارف کا مطالبہ کرے اوراس طور سے ویدوں کی ذاتی لیاقت کی کیفیت ہر ایک پر بخوبی کھول دے اور قرآن شریف کی عظمت اور وقعت ہر ایک مصنف پر ظاہر کرے تو اس حکیم مطلق نے یہ تقریب قائم کی کہ بعض آریہ صاحبوں نے ایک اشتہار بصورت رسالہ بماہ فروری ۱۸۸۷ء چشمہ نور امرتسر میں چھپوایا اوراس میں بڑے زور سے انہیں امور کے لئے جو ہم اوپر بیان کرآئے ہیں تحریک کی۔.........بہر حال یہ رسالہ آریوں کا ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے بغرض مقابلہ وید وقرآن ایک ایسے رسالہ کی تالیف کے لئے ہم سے درخواست کی ہے جوقرآنی علوم اور حقائق کو بیان کرنیوالا ہو۔ ....چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ ”اول تو مرزا کواس کام کا ارادہ ہی وہم وخیال ہے کیونکہ وہ ہندوؤں کے ساتھ بحث مباحثہ کا نام لینے کے بھی لائق نہیں کتب مذہبی سے بے بہرہ محض ہے حتیٰ کے حروف شناسی سے بھی محروم مطلق ہے پھر اگر شرے شرمائے اس کام کوشروع کریگا تو آخر نیچا دیکھے گا۔صرف آیات قرآنی سے اپنا مدعا ثابت کر کے دکھلا دے ورنہ ہم خوب بنائیں گے۔قرآن سے ہرگز کوئی بات علم کی برآمد نہیں ہوگی اور جہلاء عرب کوعلم سے کام ہی کیا تھا۔اور تمام جہان میں جوعلم ظاہر ہوا ہے وہ وید اقدس کی بدولت ہے۔مرزا کو ہم اعلانیہ متنبہ کرتے ہیں کہ بیشک وہ رسالہ موعودہ تیار کرے اگر کریگا تو نیچا دیکھے گا۔ہم خوب بنائیں گے ہم مرزا سے کوئی شرط نہیں کرتے کیونکہ اسکا مال حرام ہمارے کس کام کا ہے۔وہ دغا فریب سے جمع کیا گیا ہے اور مرزا چاروں طرف سے قرضدار ہے اور کوڑی کوڑی سے لاچار اور جائیداد بھی سب فروخت ہوگئی۔مرزا کے دل پر جہالت کا پردہ ہے اور نیز وہ بڑا مفلس ہے زمین بھی بک گئی دیکھو قرضداری اور ناداری کے ثبوت دو خط ہیں جو کسی ہندو کے نام لکھے تھے۔کھیوٹ بندوبست کے حصہ کشی سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس کے فقط ساٹھ گھماؤں زمین ہے بڑا فریبی ہے۔قرآن قرآن لئے پھرتا ہے۔“

ہم انشاء اللہ رسالہ قرآنی طاقتوں کے جلوہ گاہ میں یہ ثابت کر کے دکھائیں گے کہ وید تو خود دشمن صفات الٰہی ہیں اور کوئی دوسری کتاب بھی ایسی نہیں جو صفات الٰہی کے پاک بیان میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکے۔[شحنہ حق/ رخ جلد۲/ صفحہ۳۹۷]۔

اس کتاب میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ”رہی یہ بات کہ انکی عقل عجیب کے نزدیک قرآن شریف علم الٰہی سے خالی اور وید علوم و معارف سے بھرا ہوا ہے۔تو اسکا فیصلہ تو خود مقابلہ و موازنہ سے ہو جائیگا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ہم خود منتظر تھے کہ ایسا فیصلہ جلد تر ہو جائے۔سو آریہ صاحبوں نے اسکے لئے آپ ہی سلسلہ جنبانی کی۔پس ہم ان کی اس تحریک

اور سلسلہ جنبانی کو بہ تمام تر شکر گزاری قبول کرتے ہیں۔ اور انہیں بشارت دیتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم بفضلِ خدا و توفیق ایزدی جون ۱۸۸۷ء کے مہینے سے برطبق درخواست ان کے ایسا رسالہ ماہواری شائع کرنا شروع کر دیں گے۔ لیکن ساتھ ہی ہم با دب عرض کرتے ہیں کہ جب وہ رسالہ یعنی قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ شائع ہونا شروع ہو تو پھر لالہ صاحبان مقابلہ سے کہیں بھاگ نہ جائیں اور اپنے وید کی حمایت کرنے کو تیار رہیں''۔ [شحنہ حق/ رخ جلد۲/صفحہ۳۴۱]۔

مرزا آگے لکھتے ہیں ''اور چونکہ خداوند کریم نے لاکھوں دلوں میں ہماری نسبت اخلاص اور محبت کو ڈال دیا ہے یہاں تک کہ امریکہ اور یورپ کے مُلکوں میں بھی بہت سی شہرت دیکر کئی نیک خیال اور بہت عمدہ سنسکرت دان لوگوں کو اس طرف رجوع دے دیا ہے اس لئے ہمارا یہ بھی ارادہ ہے کہ اگرچہ کچھ بھی ضرورت نہیں مگر ان دوستوں کی مدد سے اس کا گ بھاشا یعنی سنسکرت کی اصل شرتیاں اور نیز انگریزی عبارت بھی جو ویدوں کا ترجمہ ہے کبھی کبھی رسالہ میں درج ہوا کرے کیونکہ بہت سے قابل آدمی اس خدمت کے لئے بھی موجود ہیں اگرچہ ہم ایسا کرنے کو مستعد ہیں اور توفیق الٰہی نے سارا سامان اسکا مہیا کر دیا ہے۔ مگر پھر بھی آریوں پر ہرگز اُمید نہیں کہ وہ اپنے بدنام کنندہ تعصب کا مُنہ کالا کر کے انصاف کی طرف قدم اُٹھادیں''۔ [شحنہ حق/ رخ جلد۲/صفحہ۳۹۹]۔

جب مرزا صاحب کی خدائی وحی کے تحت تحریر کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:۔

مرزا صاحب کو ایک رسالہ ملا جس کو آریوں نے فروری ۱۸۸۷ء میں چھپوایا اور اس میں مرزا صاحب کی ایک کتاب سُرمہ چشم آریہ اور مرزا صاحب کے فریبوں کا ذکر تھا۔

لیکن مرزا صاحب کے خدا نے انکو وحی کی کہ آریوں سے یہ رسالہ لکھوا کر ہم نے تمہیں قرآن کی صداقتیں دکھانے کا موقع دیا ہے۔

یہ ارادہ الٰہی تھا کہ دشمنوں کو قرآن کا نور دکھانے کے لئے اور ویدوں کی اصل بیان کرنے کے لئے ایک ماہواری رسالہ ''قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ'' کی خدمت مرزا صاحب سے ہی لی جائیگی۔

آریہ اور ہندوؤں کا دعویٰ تھا کہ مرزا صاحب اس قسم کی خدمت کے قابل ہی نہیں۔ نیز آریوں نے تحدی سے کہا کہ مرزا مذہبی علوم سے بے بہرہ ہے۔ اور وہ قرآن سے کوئی بات نہیں دکھا سکے گا۔ اور بقول مرزا کے آریوں نے قرآن کو جُہلائے عرب کا کلام قرار دیا۔ اس طرح اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اپنی کتاب کی حُرمت اور غیرت کے لئے للکارا۔

آریوں کا ہی تحدی کے ساتھ دعویٰ تھا کہ مرزا صاحب میدان میں ہی نہیں آئینگے۔ اور اگر شرما شرمی آئے بھی تو نیچا دیکھیں گے۔

اس میں مرزا صاحب کا مہاجن سے قرض لینا اور ''رئیس قادیان'' کی اصل مع ثبوت کے دکھائی گئی۔

مرزا صاحب نے اس موقع کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا، اور کہا کے وہ ماہوار رسالہ'' قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ''

میں نہ صرف قرآن کی عظمت ثابت کریں گے بلکہ یہ بھی ثابت کریں گے کہ وید خود دشمن صفات الٰہی ہیں اور قرآن شریف کے مقابل پر کوئی کتاب نہیں۔

مرزا صاحب خود بھی ایسے موقع کے منتظر تھے اور آریوں کی اس تحریک اور سلسلہ جنبانی کو بہ تمام تر شکر گزاری قبول کرتے ہیں۔اور اسکے ساتھ مرزا صاحب وحی الٰہی کے تحت پختہ وعدہ دے رہے ہیں کہ جون ۱۸۷۷ء سے باقاعدہ طور پر ماہوار رسالہ نکلنا شروع ہوجائیگا۔

مرزا صاحب بادب عرض کرتے ہیں کہ جب وہ رسالہ یعنی قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ شائع ہونا شروع ہوتو پھر لالہ صاحبان مقابلہ سے کہیں بھاگ نہ جائیں اور اپنے وید کی حمایت کرنے کو تیار رہیں۔یعنی آریوں کو اپنے مقابل پر ثابت قدم رہنے پر زور دے رہے ہیں۔

مرزا صاحب کے پاس یورپ سے بھی اور مقامی طور پر بھی علمی مدد کرنے کے لئے لوگ موجود ہیں، جو انگریزی میں بھی مرزا صاحب کے ساتھ تعاون کرینگے۔

خلاصہ یہ کہ آریوں نے ایک اشتہار نکالا، مرزا صاحب نے خدائی منشاء کے تحت اسکو اسلام اور قرآن کی غیرت وحمیت میں نہ صرف قبول کیا، بلکہ چیلنج دیا کہ میں ہر طرح سے مسلح ہوں اور اس قابل ہوں کہ قرآن کی عظمت اور معرفت ثابت کروں، نیز وید کو صفات الٰہی کی دشمن بھی ثابت کرنے کا دعویٰ کیا اور ساتھ انکو تحدی کے ساتھ کہا کہ اب میدان چھوڑ کر بھاگنا نہیں!

''میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا''۔[بشریٰ جلد۲/صفحہ۱۱۹۔[تذکرہ صفحہ۶۷۴]۔

مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف سمجھنے میں ہر ایک رُوح پر غلبہ دیا گیا ہے''۔[سراج منیر/رخ جلد۱۲/صفحہ۴۱]۔

مجھے خدا تعالیٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا کہ الرحمٰن علم القرآن کہ خدا نے تجھے قرآن سکھایا''۔ [براہین احمدیہ ۳/رخ جلد۱/صفحہ۲۶۵]۔

ان تمام تحریروں کو پیش نظر رکھتے ہیں تو ہمارے سامنے مجموعی صورت حال یہ بنتی ہے کہ ''مرزا صاحب کے مطابق خدا نے قرآن کی عظمت اور معارف کے بیان اور وید کی الٰہی دشمنی کے لئے ایک ماہوار رسالہ ''قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ'' کے اجراء کا نہ صرف موقعہ دیا بلکہ وحی اور روح کے اندر تک اتر جانے والا حکم بھی دیا اور اسکے لئے اس سے قبل مرزا صاحب کو یہاں تک قابلیت بھی دی کی ہر روح (اسکا مطلب ہے کہ گزشتہ (جس میں آنحضور ﷺ بھی شامل ہوسکتے ہیں)، موجودہ اور آئندہ آنے والی روحیں، ان سب سے زیادہ اللہ نے مرزا صاحب کو قرآن کریم کے حقائق اور معارف سکھا کر اس کام

کے لئے ایک مکمل شخصیت کے طور پر بھی تیار کر دیا تھا۔اور مرزا صاحب نے خدا کے حکم کے تحت آریوں کو نہ صرف چیلنج دیا بلکہ انکو میدان سے نہ بھاگنے کا کہہ کر انکی غیرت کو بھی جھنجھوڑا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتے ہیں کہ:۔

اتنی تحدی کے ساتھ مرزا صاحب کے (خدا کی طرف سے) اعلان کے باوجود ماہوار تو دور کی بات، کیا ایک بھی رسالہ ''قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ'' کے نام سے جون ۱۸۸۷ء سے لیکر مرزا صاحب کی وفات تک نکلا؟ اگر نکلا ہے تو قادیانی (احمدی) جماعت لاہوری/ربوی، کوئی بھی گروپ پیش کرے۔انعام پائے!

اگر یہ ماہوار رسالہ نہیں نکلا تو ''قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ'' تو کیا خدائی وحی یا خدائی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوئی؟ کیا یہ رسالہ شائع نہ کر کے خدا کے منشاء کو رد نہیں کیا؟

جو صحیح وقت تھا قرآن کی طرح اپنے کو دکھانے کا اور ہر ذی روح سے بڑھ کر قرآن کے معارف ومطالب بیان کرنے کا، جس کے لئے بقول مرزا صاحب کو خدا نے قرآن سکھا کر تیار کیا تھا، اس موقعہ کو مرزا صاحب نے ضائع کیا یا نہیں؟

کیا آریہ سچے ہوئے یا نہیں، جنہوں نے کہا تھا کہ مرزا اس علمی کام کے قابل نہیں، اور اگر شرماشرمی کریگا بھی تو اس سے نہیں ہوگا؟ اور دیکھ لیں کہ مرزا صاحب نے شرماشرمی سے چیلنج کر دیا اور آریوں کر نہ بھاگنے کا کہہ کر خود انتہائی بے شرمی سے میدان سے بھاگ گئے، بلکہ میدان میں نکلے ہی نہیں!

ایک عام آدمی کو بھی جب کوئی شخص مخاطب کر کے چیلنج کرنے کے رنگ میں یا مقابل پر لانے کے لئے بات کہتا ہے تو، اوّل اگر اس میں صلاحیت نہیں تو خاموشی سے طرح دے جائیگا، لیکن جب دو آدمیوں کے سامنے وعدہ کرتا ہے اور دعویٰ سے کہتا ہے کہ میں یہ کام کرونگا تو وہ پھر حتیٰ المقدور کرتا بھی ہے!

لیکن یہاں دعویٰ ہے، مجددیت، مثیل وغیرہ اور ساتھ دعویٰ یہ بھی ہے کہ میرے اندر خدا بولتا ہے، میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا، اس مقام کا دعویٰ کرنے والا، مقدس چیلنج دینے کے بعد اتنی بے شرمی کے ساتھ خاموش ہو جائے، ایک جواب تک نہ دے اور انگلی بھی نہ ہلائے، کیا یہ کسی طرح بھی بے غیرتی سے کم ہے؟

قرآن فہمی کے دعوے دار کو قرآن کریم کی یہ آیت بھی یاد نہ آئی ''لمَ تقولون ما لا تفعلون'' یعنی وہ تم کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟

مرزا صاحب اپنی ساری باتیں خدا کے کھاتے میں ڈالتے ہیں کہ اس سے پوچھو اس نے کیوں نہیں چاہا۔انکا یہ جواز غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ اگر وہ کسی بندے کو تیار کرتا ہے تو اس سے کام بھی لیتا ہے، اور جب مرزا صاحب کے بقول انکی شخصیت ایسی ہے کہ نبیوں نے بھی ان کو دیکھنے کی خواہش کی تھی۔ایسی شخصیت سے اللہ تعالیٰ مخالفین قرآن کو

چیلنج بھی کرواتا ہے اور پھر بعد میں اس مخصوص چیلنج کا جواب دینے کی طاقت دینے کی بجائے، مرزا صاحب کی زبان اور قلم کی طاقت سلب کر لیتا ہے، اور اسکو خیال نہیں آتا کہ میرا یہ نبی دنیا میں خود بھی شرمندہ ہوگا اور اللہ کا نام بھی، اسکی قدر بھی مشکوک کر دیگا۔ اور ایسا کبھی ممکن نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی ہر تحدی پر ان کو مُنہ کے بل گرایا، کیونکہ وہ اللہ کے نمائندہ نہیں تھے۔ قادیانی دوستو سوچو ذرا! کس کے لئے اپنی دنیا اور آخرت برباد کر رہے ہو مرزا صاحب صرف ایک نام ہے دھوکے کا، جھوٹ کا، کاذب کا جسکا انجام بربادی کے سوا کچھ نہیں، خدا کے لئے اپنے آپ کو اور اپنی آنے والی نسل کو اس راستے سے ہٹالو ورنہ..................؟؟؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سات ستمبر مرزائیت پنجرے اندر

سات ستمبر کے تاریخی دن کی اہمیت کیا ہے؟ سات ستمبر دراصل اس پہلی آواز کو خراج تحسین ہے جس نے اللہ کی دی ہوئی فراست سے مرزا غلام احمد قادیانی کے عزائم کو پہچانا اور انکے دعوؤں اور ارادوں کے خلاف آواز اٹھائی، سات ستمبر اس پہلی آواز کیلئے جس نے مرزا صاحب کے مقاصد کو سمجھتے ہوئے بھی اسکی حمایت کی ایک لعنت کا دنیا و آخرت میں دائمی طوق ہے۔ سات ستمبر ان شہدائے ختم نبوت اور ان علمائے کرام اور ان غیور مسلمانوں کو خراج تحسین ہے جو عشق رسول ﷺ کے عشق میں ڈوب کر اس قافلے میں شریک ہوئے۔ سات ستمبر ان علمائے کرام کی کہانی ہے جنہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا، سونا جاگنا، غرضیکہ ہر لحہ اس فتنہ کا پیچھا کرنے میں گزار دیا اور سات ستمبر غداروں کے اور دشمنان رسول کے بے نقاب ہونے کا نام بھی ہے اور سات ستمبر، پہلی بار قانون کی بوتل میں قادیانی کفر کے جن کو بند کرنے کا بھی نام ہے اور سات ستمبر محمد مصطفی ﷺ کا خاص ذکر خیر کرنے کا بھی دن ہے اور ان کے مقابل پر جو بھی جھوٹا مدعی نبوت کھڑا ہونے کی کوشش کرے اس کے دجل اور فریب سے ایک دوسرے کو مطلع کر کے خود بھی بچنے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرنے کا خاص دن ہے اور جو اس گڑھے میں گر گئے ہیں ان کو حکمت نے اس گڑھے سے نکلنے میں مدد دینے کا عہد کرنیکا دن ہے۔

امت مسلمہ کے اندر سے پیدا ہونے والوں میں سے جن لوگوں نے امت کیلئے گڑھے کھودے ان سب کے سرخیل آج کے دور میں پیدا ہوئے اور وہ "رئیس قادیان" مرزا غلام احمد قادیانی ہیں، جن کے کھودے ہوئے گڑھے میں لاکھوں گر چکے ہیں۔ باوجودیکہ علمائے حق نے بڑی عرق ریزی اور محنت کے ساتھ اس گڑھے میں لوگوں کو گرنے سے بچانے کے لئے باڑھ تیار کی ہے مگر اس باڑھ کو صحیح طور پر نصب نہیں کیا گیا اسی وجہ سے اس گڑھے میں گرنے والوں کو نہ صرف پوری طرح روکا نہیں جاسکا بلکہ باڑھ لگانے کا جو دوسرا مقصد تھا کہ گڑھے میں گرے ہوؤں کو باخبر کرنا کہ یہ باڑھ اس چیز کی نشاندہی کر رہی ہے کہ تم گڑھے میں گرے ہوئے ہو اور ہم تمہیں اس گڑھے سے باہر نکلنے میں مدد دینے کو تیار ہیں، یہ مقصد بھی کماحقہ حل نہیں کیا جاسکا۔

کیا محترم علمائے کرام و قائدین کرام، آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں گے اور اس بات پر بھی غور کریں گے کہ آخر وہ کونسی وجوہات ہیں کہ اتنے بڑے پیمانے پر، اتنی دقیق عرق ریزیوں کے بعد بھی وہ نتائج کیوں حاصل نہیں ہو رہے جو کہ اصولی طور پر حاصل ہونے چاہئیں۔ ہم اگر کفر کے متعلق کامیابی چاہتے ہیں تو ہم کو ان سوالوں پر غور کرنا ہوگا، صرف مغربی یا مشرقی سازشیں کہہ کر خاموش نہیں ہو جانا۔ میں آپ کو اپنی مثال دیتا ہوں کہ میرے اسلام اور کئی دوسرے سابق قادیانیوں کے اسلام کی طرف آنے میں کسی تنظیم کا کوئی حصہ نہیں جیسا کہ ایک موقرہفت روزہ نے غلطی سے خیال ظاہر

کیا ہے، نہ ہی اس سمت کوئی انسانی کوشش شامل تھی محض اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں میرے دل میں مرزا صاحب کی کتابیں آنکھیں کھول کر پڑھنے کا خیال ڈالا اور اس طرح میرا دل کفر سے اسلام کی طرف پھیرا، لیکن اگر منظم اور صحیح طریقے سے پیغام پہنچایا ہوتا تو میں شاید اتنی دیر کی بجائے بہت پہلے ہی اس طرف آ گیا ہوتا، اور مجھے یقین ہے کہ ابھی بھی بہت سے لوگ اس کفر سے باہر نکلنے کو تیار ہیں اگر ان کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ ہاں کفر سے کیونکہ قادیانیت اسلام نہیں بلکہ کفر ہے جس نے بہروپیوں کی طرز پر اسلام کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے اور دنیا میں اپنے آپ کو اسلام کے طور پر متعارف کراتے ہوئے دھوکا دہی اور بد دیانتی کے سارے ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں۔ میرے نزدیک قادیانی کافر ہیں، لیکن کیا صرف میرے قادیانیوں کو کافر کہنے یا سمجھنے سے وہ کافر یا غیر مسلم ہو گئے؟ نہیں، لیکن اگر میرے پاس اس بات کی دلیل ہے تو پھر میرا کہنا ٹھیک ہے؟ لیکن کونسی؟ میرے نزدیک قادیانی اس لئے کافر ہیں کہ اس مذہب کا بانی کافر تھا اور کافر کے کھڑے کئے ہوئے گروہ کو مسلمان نہیں قرار دیا جا سکتا، بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی قرآن کی رو سے، حدیث کی رو سے، عمل کی رو سے، علم کی رو سے، تحریر کی رو سے، شرافت کی رو سے، صفائی کی رو سے، حلیہ کی رو سے، غرضیکہ کسی پہلو سے بھی مسلمان نہیں تھے بلکہ منکر رسول، منحرف قرآن وحدیث، قاطع شرافت اور حریص مال وزر تھے جنہوں نے مذہب کے نام پر نہ صرف ایک کامیاب دکان چلائی بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو رسول کریم کی شفاعت سے محروم کر کے جہنم کی طرف دھکیل دیا۔ میں صرف دعویٰ نہیں کر رہا بلکہ آپکو اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہوں، چونکہ اس جگہ تفصیل ممکن نہیں اس لئے میں اپنی بات کو صرف چند مختصر دلائل سے پیش کرنے کی کوشش کرونگا۔

<u>مرزا صاحب قرآن کی رو سے غلط</u>: مرزا جی کا دعویٰ ہے کہ ان کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے اور کبھی بروزی، کبھی ظلی، کبھی ناقص، اور کبھی غیر شرعی نبوت وغیرہ سے گزرتے ہوئے صرف کچھ دیر کیلئے شرعی نبوت پر اپنی گاڑی کو بریک لگاتے ہیں، کچھ وقت کے لئے اس لئے کہ مرزا جی کے ''ابھی میرے آگے جہاں اور بھی ہیں'' کے مصداق اور بھی میدان باقی تھے، خیر مرزا قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ ''شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند اوامر ونواہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی''۔ [اربعین ۴/ رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۴۳۵] لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کو تو علم تھا کہ آئندہ جعلی مدعی نبوت پیدا ہونگے اس لئے اس نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید (شکر ہے کہ مرزا صاحب بھی اسکو آخری الہامی کتاب مان چکے ہیں) میں بالکل شروع میں ہی فرمایا ہے کہ '' والَّذینَ یؤمنونَ بمآ اُنزِلَ اِلَیكَ و مآ اُنزِلَ من قبلك۔و بِا لآخرةِ ھُم یوقنون۔ بقرة / ٤ ترجمہ۔ اور جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر بھی وہ یقین کرتے ہیں''۔ اب آپ دیکھیں کہ اگر بعد میں کسی نبی نے آنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہاں ہی یہ بھی کہہ دیتا کہ اور جو بعد میں نازل ہوگا۔ لیکن یہاں اور پورے قرآن

کریم میں بعد کے لئے کسی قسم کے نزول کا کوئی حکم یا پیشگوئی نہیں پاتے۔

مرزا صاحب حدیث کی رو سے غلط: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا مگر ایک زاویے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے اردگرد گھومتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟ حضور پاک ﷺ نے مزید فرمایا (قصر نبوت کی) یہ اینٹ میں ہوں، میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا، قصر نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ بخاری، مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابن عساکر۔ اسکا مطلب ہے وہ ایک آخری اینٹ جو درکار تھی، رسول پاک ﷺ کی صورت میں رکھی جا چکی ہے۔ اس لئے اس میں اب کوئی اینٹ نہ لگے گی اور نہ نکلے گی، کیونکہ یہ محل اللہ کا بنایا ہوا ہے جس نے اپنے ہاتھوں سے اس کو مکمل کر کے بنی نوع انسان کو بتا دیا ہے کہ اب اس میں کسی اضافہ یا کمی کی گنجائش نہیں۔ اور کوئی بھی کمی یا اضافہ بجائے فائدہ دینے یا خوبصورتی دینے کے اسکو بدصورت بنائے گا۔ اور مرزا صاحب کی نبوت اسکو بدصورت بنانے کی ایک کوشش ہے۔

مرزا صاحب شریعت کی رو سے غلط: شریعت کی رو سے ہم مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نہ تو کسی کا بیٹا ہے اور نہ ہی کسی کا باپ، لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "انت منی بمنزلة ولدی ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے"۔ [روحانی خزائن/ جلد نمبر ۲۲/ حقیقت الوحی/ صفحہ ۸۹] اور یہ ایک بار نہیں بلکہ مختلف جگہ اور وقتوں میں دعوے ہیں مثلاً دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ اللہ نے کہا "اسمع ولدی، اے میرے بیٹے سن"۔ [البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹]۔ پھر مرزا صاحب یہاں پر ہی نہیں رکتے، بلکہ انکی مالیخولیا کی بیماری انکے قدم اور آگے کو بڑھاتی ہے اور اب دعویٰ یہ ہے کہ "میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا...... (پورا ڈیڑھ صفحہ ہے اور آخر میں کیا فرماتے ہیں۔ ناقل) اور اُس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انّا زیّنا السماء الدّنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ [روحانی خزائن/ جلد ۱۳/ صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۵/ کتاب البریہ]۔ میں نے ایک قادیانی کو کہا تو کہنے لگا کہ کشف ہے، میں نے کہا کہ اگر مرزا جی کشف نہ کہتے تو لوگ خدائی کا ثبوت مانگتے۔ اور مرزا جی اتنے پاگل نہیں کہ اپنا نقصان کرتے بلکہ وہ اس پاگل کی طرح تھے جسکے بارے میں کہتے ہیں کہ گاما پاگل ہو گیا ہے، لوگوں کی پگڑیاں اتار کر

گھر کے اندر پھینک رہا ہے، لیکن وہ پھر بھی بھول گئے کہ انکے مطابق نبی کا خواب/کشف سچا ہوتا ہے، اگر یہ سچ نہیں تو پھر بھی وہ نبی نہیں، اور اگر سچ ہے تو پھر بھی نبی نہیں کیونکہ خدا کی خدائی میں کوئی شریک نہیں، اور یہ ہم ہر روز نماز کی ادائیگی کے دوران دن میں کم وبیش ۳۵ سے ۴۰ بار روزانہ پڑھتے ہیں!!

<u>مرزا صاحب اخلاق کی رو سے غلط</u>:۔ میں قرآن کریم کے اس حوالے کو پیش کرتے ہوئے" وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُو الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ اِنَّ الشَّیْطَانَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۔(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۵۳) یعنی اے رسول (ﷺ) میرے بندوں کو کہہ دیں کہ بات بہت ہی اچھی کہا کریں، سخت کلامی سے شیطان ان میں عداوت ڈلوا دیگا، بے شک شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے"، اب میں سوال کرتا ہوں کہ آیا مرزا غلام احمد بانی جماعت قادیانیہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں؟ ہر شریف اور انصاف پسند ایماندار آدمی کا ان کے دعوؤں کی وجہ سے یہی سوال ہوگا۔ حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے منافق کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ "جب کسی سے اسکا جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دینے لگتا ہے"، اب جو حوالے آپکی خدمت میں پیش کرونگا وہ اسی قسم کے ہیں۔ بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں "میری دعوت سب نے قبول کی اور تصدیق کی ماسوائے کنجریوں کی اولاد نے"۔[روحانی خزائن/ جلد نمبر۵/ آئینہ کمالات اسلام/صفحہ ۵۴۷ و ۵۴۸]۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں، "دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں"۔ [روحانی خزائن جلد ۱۴/ نجم الہدیٰ/صفحہ ۵۳]

<u>مرزا صاحب حلیہ کی رو سے غلط</u>: سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام احمد صاحب کو پڑھو تو تمہیں پتہ چلے گا کہ رسول کریم ﷺ تو بیعت لیتے وقت بھی کسی عورت کے ہاتھ چھو جانے سے بھی سختی سے پرہیز فرماتے تھے اور یہ (نعوذ باللہ) بزعم خود محمد ثانی پوری پوری رات نا کتخدا لڑکیوں سے اور نامحرم عورتوں سے جسم دبواتا تھا اور خدمت کراتا تھا۔ ر سلوٹوں بھرے کپڑے و پگڑی، واسکٹ کے بٹن کوٹ کے کاج میں، کوٹ کے بٹن قمیض کے کاجوں میں اور قمیض کے بٹن کہیں اور اٹکے ہوئے، واسکٹ اور کوٹ پر تیل کے داغ، اور، جرابیں اس طرح پہنی ہوئی کہ ایڑی اوپر اور پنجہ آگے سے لٹکا ہوا، جوتے کا بایاں پاؤں دائیں میں اور دایاں پاؤں بائیں میں، ایڑی بٹھائی ہوئی اور جب چلے تو ٹھپ ٹھپ کی آواز آئے، وٹوانی کی مٹی کے ڈھیلے اور گڑ کی ڈلیاں ایک ہی جیب میں، (مزید تفصیل کیلئے سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد جلد اول، دیکھئے) اپنے ایمان سے کہو کہ کیا نبی کا حلیہ ایسا ہی ہوتا ہے؟ ایسا تو ایک نارمل انسان کا بھی حلیہ نہیں ہوتا! اس حلیہ اور جھوٹی قسموں کے بل پر یہ دعویٰ کہ سب رسول میرے کرتے میں ہیں! سوچو کس کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ یہ حلیہ مرزا صاحب نے کاروباری طور پر بنایا ہوا تھا لوگوں سے پیسہ اکٹھا کرنے کے لئے، کہ لوگ کہیں کہ کس قدر سادہ انسان ہے اپنی

ذات کے لئے اسکو کچھ بھی غرض نہیں جو دو گے اسلام کی خدمت پر لگائے گا، لیکن ان سادہ لوحوں کو کیا پتہ تھا کہ ان لوگوں کا پیسہ اسلام کے نام پر اکٹھا کر کے، رسول کریم کے اسلام پر نہیں بلکہ ''اسلام پور ماجھیاں'' (قادیان کا پہلا نام) والی رہن شدہ جائیداد چھڑوائے گا اور اپنی بیوی کے زیور اور خاندان کی جائدادیں بنائے گا۔ لوگوں کو سادگی کا کہہ کر خود قوت باہ کے لئے موتیوں، مشک اور سونے کے کشتے کھائے گا اور کنواریوں سے ساری ساری رات خدمت کروائے گا۔ اور پھر کشتوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد کو بھی ''کشتوں کے پشتے'' لگانے کے کام پر لگا جائیگا۔

<u>مرزا صاحب عمل کی رو سے غلط</u>: مرزا صاحب نے پانچ ارکان اسلام کا بھی احترام نہیں کیا، مرزا صاحب کے سالے میر محمد اسحٰق صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے مرزا صاحب کو کبھی زکوٰۃ دیتے نہیں دیکھا، حج پر نہیں گئے، زکوٰۃ کے لئے کہتے ہیں کہ صاحب نصاب نہیں تھے، لیکن ان کی بیوی کے پاس ضرورت سے زیادہ رکھنے کے باوجود چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار نقد نکل آتا ہے مرزا صاحب کا باغ (گورنمنٹ کو دھوکا دینے کے لئے) اپنے نام پر گروی رکھنے کے لئے۔ باقی اسی سے اندازہ لگالیں اور حج کے لئے مرزا صاحب سے سوال کیا گیا کہ آپ حج کو کیوں نہیں جاتے تو جواب آیا کہ ''اگر ہندوستان کے تمام علماء مجھے لکھ کر دے دیں کہ وہ میری بیعت کر لیں گے تو میں حج کر آتا ہوں''۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ ہمارا حج تو تب ہوگا جب دجال توبہ کر کے حج کریگا۔ بھائیو کیا کسی نے مرزا صاحب کو توبہ کر کے حج پر جاتے دیکھا؟

بھائیو میں نے وقت اور موقع کے لحاظ سے اختصار کے ساتھ چند نمونے پیش کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ بقول شاعر ''کبھی فرصت میں سن لینا۔ بڑی ہے داستان میری''۔

<u>مسلمانوں سے اپیل</u>: میرے دوستو، میرے بھائیو، میرے بزرگو، میرے بزرگ علمائے کرام، وقت مختصر ہے ورنہ بیان کرنے کو بہت کچھ ہے، دعا سے بھی اور منصوبہ بندی کے ساتھ اس فتنہ کی خاندانی منصوبہ بندی کرو، منتشر اور اکیلے اکا کام، بغیر کسی پلاننگ کے ہو تو وہ نتائج نہیں دیتا جو ہونے چاہئیں۔ جب آپ میدان میں اترنے سے پہلے صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ اس میدان کی لمبائی چوڑائی، رکاوٹیں اور ایڈوانٹیج وغیرہ کا جائزہ لینے کے بعد اس میدان کو عبور کرنے کے لئے نکلیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ تھوڑی سی منظم کوشش بھی بہت دور رس نتائج پیدا کریگی اور بڑی بڑی کامیابیاں لائے گی۔ لیکن اگر بغیر صحیح منصوبہ کے اترو گے تو نہ صرف کامیابی دور ہوگی بلکہ اپنا زاد راہ بھی گنوا لو گے۔ اسکے لئے ہمیں رسول کریم کے اسوۂ اور انکے عطا کردہ حکمت کے اصولوں کا غور سے مطالعہ کرنا ہوگا اور ان پر عمل کرنا ہوگا اور انہی اصولوں کے تحت منصوبہ بندی کرنی ہوگی تب ہی کامیابی ہمارے قدم چومے گی، اور میرے خیال میں رسول کریم ﷺ کا طریق غور و خوض، محبت اور صحیح موقع پر صحیح دلائل اور دعا تھے، اور جو طریق رسول کریم کے نہیں تھے وہ ہمارے بھی نہیں ہونے چاہئیں۔ اور رسول کریم ﷺ کا طریق اپنائے بغیر کامیابی بھی نہیں ہے۔

احمدیوں سے اپیل: اور میرے سابق دوستو، جو احمدی کہلاتے ہو، تم نے مرزا صاحب کو نبی مانا ہے اسلام کی محبت میں، اور رسول ﷺ کی محبت میں، قرآن کی محبت میں، شرافت کی چاہت میں، امن اور سکون کی تلاش میں! لیکن جب تم غور سے اپنے آپ کو غیر جانبدار کر کے مرزا صاحب کی تحریریں پڑھو گے تو تم محسوس کرو گے کہ کس طرح مرزا صاحب نے اسلام کے بنیادی اصولوں پر کلہاڑا چلایا ہے۔ دیکھو تمہاری ذمہ داری ہے کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی عقل استعمال کر کے صحیح اور غلط میں فرق کرو، کیونکہ اس وقت تمہارا یہ عذر نہیں سنا جائیگا کہ مجھے تو مولوی دوست محمد شاہد صاحب نے یہ کہا تھا، مجھے مرزا مسرور صاحب نے یہ کہا تھا، بلکہ اللہ تم سے پوچھے گا کہ جو عقل میں نے تمہیں عطا کی تھی اسکو استعمال کر کے تم نے کیا تحقیق کی۔ خدا کے لئے ایک بار مرزا صاحب کی کتابوں کا غیر جانبداری سے جائزہ تو لو! تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائینگے۔ اگر تمہارے پاس سب یا کچھ کتابوں کا جائزہ لینے کے لئے وقت نہیں تو آؤ ہمارے علماء کی ایک دو کتابوں سے ہی حوالے لیکر اور پھر ان حوالوں کو آگے پیچھے دو دو صفحے بھی پڑھ کر دیکھ لو، پھر تمہیں خود ہی پتہ چل جائیگا کہ جھوٹ کہاں ہے اور سچ کہاں ہے، صرف مرزا خاندان اور اسکے چیلوں چانٹوں کی سننے کی بجائے عقلمند اور باغیرت انسانوں کی طرح خود مطالعہ کر کے اپنے دین کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لو۔ دیکھو ان کا دعویٰ تھا کہ مسیح موعود تمہیں ۷۰ طوقوں سے نجات دینے آیا ہے، مجھے ایک بھی طوق جو مرزا صاحب کی تعلیم نے تمہارے گلے سے نکالا ہو کے بارے میں بتاؤ، بلکہ مزید ستر طوق اس خاندان نے تمہارے اور تمہارے خاندانوں کے گلے میں ڈال دیئے ہیں، تمہارا بس تمہاری عورتوں پر نہیں وہ لجنہ کی لونڈیاں ہیں، چاہے وہ تمہاری ماں ہے، بہن ہے، بیوی ہے، بیٹی ہے۔ تمہارے بچے تمہارے نہیں وہ احمدیہ جماعت (دوسرے لفظوں میں خاندان مرزا) کے اطفال ہیں۔ تمہارے جوان بیٹے تمہارے نہیں، وہ خادم ہیں جماعت کے، دوسرے لفظوں میں خاندان مرزا کے۔ اور وقار عمل کے نام پر بیگار کرتے ہیں اس بیگار میں کبھی مرزا خاندان کا کتا بھی تمہیں نظر آیا ہے؟ تمہارا بڑھاپا تمہارا اپنا نہیں، تم انصار ہو زبانی کہنے کو اللہ کے، مگر حقیقتاً مرزا خاندان کے، وہ جب چاہیں اس بڑھاپے میں بھی کسی بھی بہانے تمہاری عزت اتار کر تمہارے ہاتھ میں پکڑا سکتے ہیں۔ تم کسی کے باپ نہیں بلکہ احمدی ہو اور اگر جماعت حکم دے تو تمہیں اپنے خاندان، اپنی بیوی اپنی اولاد کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ تم کوئی چیز جماعت کی اجازت کے بغیر لکھ اور شائع نہیں کر سکتے۔ جماعت کے ملازم اگر پرائیویٹ بھی ایف اے، بی اے وغیرہ کرنا چاہیں تو جماعت کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتے! خود تمہارے خلیفہ ایک وقت میں چار چار بیویاں رکھتے ہیں اور ایک لحہ بھی بیوی کے بغیر نہیں نکالتے مگر تمہارے واقفین زندگی کو برس ہا برس تک اکیلے دوسرے شہروں میں، ملکوں میں، گزارنے پڑتے ہیں اور اس وجہ سے اکثر نئی نئی کہانیاں سامنے آتی ہیں اس کی ایک مثال جو ابھی تازہ ہی ہے، تاجکستان میں تمہارے مربی کی کہانی ہے اور ایسی بیشمار مثالیں تمہاری جماعت کے اندر ہیں اگر جاننا چاہتے ہو تو میرے پاس آؤ، میں تمہیں ثبوت کے ساتھ بتاؤں گا۔ تمہارا مال تمہارا اپنا نہیں اسپر پچاس سے زائد چندوں کا بوجھ لدا ہوا ہے، اسطرح چندوں کے نام پر تمہارے مال پر جگا ٹیکس لگا دیا ہوا ہے۔ کیا اس جگا ٹیکس کے بعد

تمہارے پاس اپنے والدین اور اقربا کے لئے بھی کچھ بچتا ہے؟ حالانکہ قرآن نے تمہارے مالوں پر سب سے پہلے جنکا حق بتایا ہے وہ والدین اور عزیز و اقارب ہی ہیں؟ تمہاری جائیداد تمہاری نہیں اسپر وصیت کے نام سے جنت میں جانے کے لئے اس خاندان نے اپنا ٹکٹ لگا رکھا ہے لیکن مرزا صاحب کا اپنا خاندان اس جنت کے لئے کسی قسم کی ادائیگی سے مستثنٰی ہے۔ یہ تمہارا کھاتے ہیں اور تمہی پر غراتے ہیں!! تمہارے وقت پر دین کی خدمت کے نام سے کٹوتی رکھی ہے انہوں نے، تمہارے ہفتہ وار چھٹیوں کے دن اجلاسوں کے نام سے غصب کر لئے ہیں، تمہاری سالانہ چھٹیوں پر وقف عارضی نامی گدھا لادا ہوا ہے، بچوں کی چھٹیوں کو تربیتی کلاسوں کے نام پر یرغمال بنایا ہوا ہے۔ انہوں نے، تمہاری شادیوں پر تمہارے اپنے خوشی کے گیت چھین کر مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی جنکی ہڈیاں بھی گل گئی ہیں، کی آمین تم پر منڈھ دی ہیں۔ سود جسکو اسلام نے ماں کے ساتھ زنا کے برابر قرار دیا ہے اسکے لئے تمہیں کہتے ہیں کہ وصول تم کرو اور پھر ان کو دیدو اسلام کے نام پر، رنڈیوں کے مال ہیں تو وہ بھی اس خاندان نے اپنے لئے حلال کئے ہوئے ہیں، سوچو کہ جس خاندان کی حالت ایک کمتر درجے کے زمیندار کی ہوگئی تھی جنکی جائیدادوں پر قیمت سے زیادہ قرضہ تھا نہ صرف وہ واگزار ہوگئیں بلکہ مزید اربوں کی جائیدادیں بن گئیں، جب کہ یہ لوگ کوئی کام نہیں کرتے، کہاں سے بنیں؟ چناب نگر [ربوہ] میں تمہاری زمینیں تمہاری اپنی نہیں، کیا بھول گئے ہو کہ کچھ عرصہ قبل چناب نگر (ربوہ) کے تمام باسی انکے مزارعے تھے (ویسے ابھی بھی زیادہ فرق نہیں پڑا) اور اس خاندان کے 'مشکرے' اور 'مشکریاں' جسکو چاہتے تھے شکار کرتے تھے اور اسکے بعد الثاتم کو ہی مجرم ٹھہرایا جاتا تھا۔ تم تو ان کے مزارعے تھے لیکن کیا ارد گرد کی بستیوں والے ان سے نہیں ڈرتے تھے؟ کیا کسی زمیندار کو گھوڑی پر بیٹھ کر ربوہ سے گزرنے کی اجازت تھی؟ کیا چناب نگر (ربوہ) میں کسی غیر احمدی کو قیام کی اجازت تھی؟ یا جائیداد بنانے کی اجازت تھی؟ یا کاروبار کرنے کی اجازت تھی؟ کیا مسلمانوں کی عبادت کے لئے کوئی جگہ تھی؟ کیا پولیس جماعت کی اجازت کے بغیر کسی کا کوئی بھی کیس لے سکتی تھی؟ کیا مسلمانوں کو اپنے عقیدے کے مطابق اسلام کی تشریح کی اس شہر میں اجازت تھی؟ کیا مسلمانوں کو اپنے مردے احمدیوں والے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت تھی؟ مسلمانوں کو تو چھوڑ دو کیا تمہیں اپنے بزرگوں کی قبروں پر کتبے کی تحریر اور اسکو نصب کرنے کی منظوری ابھی تک جماعت سے لینی نہیں پڑتی؟ تم تو اپنی قبروں کے کتبے تک بھی جماعتی منظوری سے اس لئے لکھنے پر مجبور ہو کہ مرزا خاندان کو ڈر ہے کہیں تم اپنے بزرگوں کی بزرگی کا ذکر خاندان مرزا شاہی سے زیادہ نہ کردو، کیونکہ اس طرح خاندان مرزا کے مُردوں کی توہین ہوتی ہے کہ ان کے قریب دوسری قبر کے کتبے اگر بہتر لکھے ہوں! مجھے بتاؤ کہ ایک بھی فائدہ تمہیں اس دنیا میں ان کو ماننے سے حاصل ہوا؟ اپنی برادریوں اور خاندانوں سے تم کٹ گئے ہو، اور جب تم ان کی تعلیمات کا جائزہ لوگے اپنی دل کی آنکھیں کھول کر ان کی کتابوں کو دیکھو گے تو پاگلوں کی طرح چیخیں مارو گے کہ دنیا تو گئی ہی تھی مرزا جی کے پیچھے لگ کر عاقبت بھی گئی۔ احمد یو، محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر تمہارے ذہنوں کو محمد ﷺ سے دور اور مرزا جی کو تمہارے دماغوں میں بٹھایا جا رہا ہے۔ اسلام کے

نام پر ایک تحریف شدہ نیا مذہب تمہارے سر منڈھا جا رہا ہے۔ دین کی خدمت کے نام پر تمہیں ایک غلام خاندان کا غلام بنا دیا گیا ہے۔ تمہیں انصاف دینے کے نام پر ایک ''محکمہ قضاء'' بنایا گیا ہے جو کمزوروں کے لئے محکمہ سزا بن گیا ہے اور اثر رسوخ والوں کے لئے محکمہ جزاء بن چکا ہے، ایک گستاپو، وفتر امور عامہ کے نام پر تمہارے سروں پر مسلط کر کے تمہیں ہی نہیں بلکہ تمہاری آئندہ کئی نسلوں کو بھی ڈرانے اور خوفزدہ رکھنے کا کام دے رہا ہے۔ ہوش کرو بھائیو، کس کو نبی مان رہے ہو؟ کن مذہبی ٹھگوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہو؟ یہ تو بنارسی ٹھگوں کے بھی کان کاٹتے ہیں، خدا تمہیں اس گڑھے سے باہر نکال لائے، آمین۔

اور باقیوں کو جو باہر ہیں اس میں گرنے سے بچائے، آمین۔ اور جو لوگ آج اس مادی دور میں اپنی ضروریات اور فوائد کو نظر انداز کر کے ختم نبوت کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں اور کسی بھی رنگ میں خدا کی دی ہوئی توفیق سے اس سمت میں کام کر رہے ہیں وہ اور انکے خاندان کے دیگر افراد آپکی دعاؤں کے، آپکے تعاون کے مستحق ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزا صاحب اور حدیث

مذہب اسلام میں احکامات اور انکی تشریح کے لئے قرآن کریم کے بعد کتب احادیث کی اہمیت سے مسلمان تو کیا کافروں کو بھی انکار نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت پر جو ڈاکہ ڈالا، عقائد کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور اپنے آپ کو نبی قرار دے لیا، اس کے جواز ڈھونڈنے میں مرزا صاحب نے نہ صرف پہلی مذہبی کتب پر بلکہ قرآن کریم پر بھی دست درازیاں کیں، تحریف کی، جھوٹ باندھے اور من مانے تراجم کئے، اسی طرح اپنی خانہ ساز نبوت کو بحق ثابت کرنے کے لئے انتہائی بے شرمی کے ساتھ احادیث پر، اس کے بیان کرنے والوں پر بھی اپنی چیرہ دستیوں کا سلسلہ جاری رکھا، اور جس حدیث کو انہوں نے چاہا رد کیا چاہے وہ ثقہ ترین احادیث میں سے ہو، اور جس حدیث کو چاہا، بطور دلیل کے پیش کر دیا چاہے اس حدیث کے ضعیف ہونے کے کتنے ہی زبردست شواہد ہوں، جیسا کہ فرماتے ہیں۔

''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔ [اعجاز احمدی/ رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۱۴۰]۔ یہ تو اقرار کر رہے ہیں لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی بلکہ کئی احادیث کے من مانے ترجمے کئے اور جو باتیں احادیث میں نہیں تھیں وہ بھی احادیث سے منسوب کر دیں اور کئی احادیث کے مطالب کو اپنی من مانی تاویلات کے بنے ہوئے جال میں دھکیل دیا۔ بعض حدیثوں کو بیان کرتے ہوئے دانستہ بہت سی باتوں کو چھوڑ گئے اور کچھ کو اس طرح بیان کیا کہ ایک دوسطر حدیث کے ساتھ میں اپنا تبصرہ اس طرح گڈمڈ کیا کہ اس طرح ان کو اپنے معنی پہنا دیئے اور باقی حدیث کو گول کر گئے۔ غرضیکہ جو بھی ایک جھوٹا مدعی نبوت قرآن، حدیث اور سنت کے ساتھ کر سکتا ہے نہ صرف مرزا صاحب نے بے دریغ کیا بلکہ آج تک کے آئمہ تلبیس میں وہ اس باب میں ان تمام جھوٹے نبیوں کے سرخیل ثابت ہوئے بلکہ خاتم الآئمہ تلبیس ہوئے۔ مرزا صاحب کی احادیث پر چیرہ دستیاں تو بہت ہیں مگر خاکسار صرف چند ایک مثالوں پر ہی قناعت کرے گا، کیونکہ مقصد اس بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کو جھوٹے نبی کی ذات میں ڈھال لیتا ہے تو کہاں تک جھوٹ کی نجاست میں منہ مارتا ہے، اور جھوٹ کے طوماروں سے خشک پتوں کے ڈھیروں کی طرح کئی کئی ڈھیر لگا دیتا ہے، لیکن سچائی کے ایک جھونکے سے ہی یہ ڈھیر اڑنے لگتے ہیں اور جھوٹ کی لاش کو ننگا کر دیتے ہیں اس طرح حقیقت جاننے والوں کا سچائی پر یقین اور پختہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر مرزا جی کی ہر ایک چیرہ دستی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو میرے خیال میں کئی ایک ضخیم کتابیں بھی ناکافی ہوں گی، اس لئے اس آرٹیکل کو مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ہی قبول کریں۔

احادیث کے بارے میں مرزا صاحب کی مختلف آراء :

شروع شروع میں جب مرزا صاحب کمپنی کی مشہوری کر رہے تھے، تا کہ نبوت کے آئندہ منصوبوں کی راہ ہموار

ہو جائے، کیونکہ اس وقت مرزا صاحب کو بعض نامور اہلحدیث علماء کا تعاون بھی حاصل ہونے کی امید تھی اس وقت مرزا صاحب کا اسلام کے مطابق تسلیم شدہ اصول!

''حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آ گیا اور کروڑ ہا مخلوق ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک، اور باپوں سے دادوں تک، اور دادوں سے پردادوں تک بدیہی طور پر مشہور ہو گیا، اور اپنے اصل مبدا تک اس کے آثار اور انوار نظر آ گئے اس میں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اوّل درجے کے متیقنات میں سے یقین کرے۔ پھر جب کہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعامل کا اسناد، راست گو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔[شہادت القرآن/رخ جلد۶/صفحہ۳۰۴]۔

اور دوسری جگہ بیان کرتے ہیں کہ ''یاد رکھو کہ جو شخص احادیث کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلام کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ جو بغیر مدد احادیث ادھورا رہ جاتا ہے۔ جو کہتا ہے کہ مجھے احادیث کی ضرورت نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا''۔[ملفوظات/جلد۱۰/صفحہ۲۶۵]۔

اس مؤقف کے بعد مرزا صاحب اور ان کی جماعت اب ان حدیثوں کی تاویلیں اور جرح کیوں کرتی ہے؟ کیا اس لئے کہ اس کے بغیر خود ساختہ نبوت کا کوئی راستہ نظر نہ آیا؟ اب مرزا صاحب اپنے مقاصد کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اوپر دیئے گئے دونوں حوالوں کو ذہن میں رکھیں اور پھر دیکھیں کہ کتنی فنکاری سے احادیث کو قرآن کریم کا مقابل قرار دے کر احادیث کے وجود کے بارے میں سوال کھڑے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مرزا صاحب نے ایک اور آسان نسخہ ڈھونڈا کہ جو ان کے دعوے ہیں یعنی خروج دجال اور نزول عیسیٰ کی علامات و آثار، نہایت تفصیل کے ساتھ احادیث میں موجود ہیں اور ان کے پاس ان سے بھاگنے کی کوئی صورت نہیں، یا پھر مسلمانوں کی نظر میں منکر حدیث بنیں، اس سے بچنے کے لئے ان کے ذہن نے اس کا پہلا حل تو یہ ڈھونڈا کہ قرآن اور احادیث کے تعلق کو فنکاری کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل لا کر احادیث کی ضرورت اور عدم ضرورت کے سوالات پیدا کئے جائیں، میری اس بات کی تصدیق مرزا صاحب کا یہ اشارہ کر رہا ہے۔ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان لوگوں کو وصیت تھی کہ میرے بعد بخاری کو ماننا؟ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تو یہ تھی کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ ہم قرآن کے بارے میں پوچھے جائیں گے نہ کہ زید اور بکر کے جمع کردہ سرمایہ کے بارے میں، یہ سوال ہم سے نہ ہوگا کہ تم صحاح ستہ وغیرہ پر ایمان کیوں نہ لائے؟ پوچھا تو یہ جائے گا کہ قرآن پر ایمان کیوں نہ لائے؟ بحث کے قواعد ہمیشہ یاد رکھو۔ اول قواعد

مرتب ہوں، پھر سوال مرتب ہوں، کتاب اللہ کو مقدم رکھا جائے۔احادیث ان کے(کن کے؟ناقل)اقرار کے نہ موجب خود ظنیات ہیں۔یعنی صدق اور کذب کا ان میں احتمال ہے۔اس کے یہ معنی ہیں کہ ممکن ہے سچ ہو،اور ممکن ہے کہ جھوٹ ہو۔لیکن قرآن شریف ایسے احتمالات سے پاک ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن شریف تک ہی ہے۔پھر آپ فوت ہو گئے،اگر یہ احادیث صحیح ہوتیں اور مدار ان پر ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما جاتے کہ میں نے حدیث جمع نہیں کیں۔فلاں فلاں آوے گا تو جمع کرے گا تم ان کو ماننا"۔[ملفوظات/ جلد۴/صفحہ۱۵۱]۔چونکہ مرزا صاحب کو یقین تھا کہ یہ عذر کافی نہیں ہوگا دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا کہ احادیث کے ایک بہت بڑے حصہ کے متعلق شکوک ذہنوں میں ڈالنا شروع کر رہے ہیں۔

اس کے بعد مرزا صاحب نے ایک اور نسخہ ڈھونڈا کہ ان کے دعوے چونکہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ کی علامات وآثار،نہایت تفصیل کے ساتھ احادیث میں موجود ہیں اور ان کے پاس ان سے بھاگنے کی کوئی صورت نہیں،یا پھر مسلمانوں کی نظر میں منکر حدیث بنیں،اس سے بچنے کے لئے ان کے ذہن نے اس کا پہلا حل تو یہ ڈھونڈا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کو بیان کر کے اس پر اپنا یہ نوٹ لگایا،"بخاری جو فن حدیث میں ایک ناقد بصیر ہے ان تمام روایات کو معتبر نہیں سمجھتا۔یہ خیال ہرگز نہیں ہوسکتا کہ بخاری جیسے جدو جہد کرنے والے کو وہ تمام روایات رطب و یابس پہنچی ہی نہیں،بلکہ صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ بخاری نے ان کو معتبر نہیں سمجھا،اس نے دیکھا کہ دوسری حدیثیں اپنی ظاہری صورت میں امامکم منکم کی حدیث سے معارض ہیں اور یہ حدیث غایت درجہ کی صحت پر پہنچ گئی ہے اس لئے اس نے ان مخالف المفہوم حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ کر اپنی صحیح کو ان سے پُر نہیں کیا"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۳۷]۔اب اگر مرزا جی کی اس رطب و یابس میں چھپے ہوئے پیغام کو دیکھیں تو کس پُر کاری سے قاری کے ذہن میں یہ بٹھا رہے ہیں کہ صحیح بخاری کے سوا جتنی بھی کتب احادیث ہیں،خواہ صحیح،خواہ سند،سب رطب و یابس ہیں۔دیکھیں ایک ہی تمہید سے کس فنکاری کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہزار ہا احادیث اور ارشادات کو رطب و یابس قرار دے دیا اور ان اماموں کی سالہا سالوں کی کاوشوں پر پانی پھیر دیا اور نیز وہ جو ہزاروں شرعی مسائل ان حدیثوں سے نکلتے ہیں ان کو بھی مشکوک کر دیا،اگر یہ مان لیا جائے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ ہی صرف حامل علم نبوی تھے تو یہ بھی غلط ہوگا۔دیباچہ بخاری شریف صفحہ ۸۰ پر امام بخاریؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح،اب آپ صرف دو ہزار احادیث صحیح بخاری درج ہیں صرف ان پر کیسے انحصار کر سکتے ہیں جب کہ خود امام بخاریؒ کا بیان ایک لاکھ صحیح حدیثوں کا ہے اور اس کی ایک بڑی واضح مثال کہ حجتہ الوداع کا قصہ اور مسلم کی حدیث جو جابرؓ سے مروی ہے بخاری میں نہیں ہے ،حالانکہ سارا عالم اسلام اس کو صحیح سمجھتا ہے مرزا جی نے بھی اس کی صحت سے عدم اتفاق نہیں کیا اور صرف اسی آخری نصیحت سے ہی علماء نے تقریباً ڈیڑھ سو سے زیادہ مسائل نکالے ہیں۔اب مرزا جی تو نہیں رہے ان کے سلسلے کے علماء ہی

بتائیں گے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کیوں نہیں لیا اور ان کے نہ لکھنے کی وجہ سے کیا یہ بھی رطب و یابس ہے؟ خود ہی دیکھ لیجئے کہ کتنا غلط اصول پیش کیا مرزا صاحب نے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے کئی وضعی حدیثیں، بڑی ڈھٹائی سے صحیح بخاری سے منسوب کر دیں حالانکہ ان کا کوئی وجود نہیں، ویسے بھی کئی حدیثیں مرزا صاحب نے اپنے ذہنی کارخانے میں گھڑی ہیں۔

اب مرزا صاحب لوگوں کے منہ تو نہیں پکڑ سکتے تھے، پرکاری کی انتہا دیکھئے کہ کس طرح احادیث کو چھانٹنے کا جواز پیش کرتے ہیں! جب مرزا صاحب نے حدیثوں میں بیان کردہ تفصیلات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے دعوؤں کے ثبوت میں کچھ حدیثوں کو لے لیا اور کچھ کو جزوی طور پر قبول کیا اور باقی احادیث سے مکمل اغماض و بے تعلقی دکھائی، اس اغماض کا جواز کیا دیتے ہیں۔

''تمام احادیث صحیح نہیں بلکہ بعض تلفیق پر مبنی ہیں اور ان میں اختلاف بہت ہے اور امت میں افتراق کا باعث احادیث ہوئی ہیں۔ انہی کی وجہ سے شافعی، حنبلی، مالکی، حنفی اور شیعہ فرقے بنے ہیں اور مؤلف امت سے اختلاف کو مٹانے اور قرآن مجید کو قبلہ (کیا قادیان میں نازل ہونے والے کو؟ ناقل) بنانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں''۔ [آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد ۵/صفحہ ۴۲، انڈیکس]۔ اس جگہ موقع نہیں ورنہ سوال اٹھاتا کہ آپ نے کون سا اتفاق پیدا کیا اور کتنا اختلاف؟ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ''جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے''۔ [اربعین ۴/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۵۴]۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ایسی کوئی فہرست نہیں چھوڑی جس سے ہم جیسوں کو پتہ چل سکے کہ خدا نے ان کو کیا بتایا، اور نہ ہی کوئی ایسا ثقہ اصول چھوڑا جس کو اختیار کر کے ایک عام آدمی نہ سہی ایک عالم ہی کو پتہ چل جاتا کہ مرزا جی نے آخر کون سا اصول خدا سے پایا، جس کو وہ بھی اختیار کر کے صحیح احادیث پیش کر سکے اور غیر صحیح کے بیان کرنے سے بچ کر لوگوں کے اور اپنے ایمان کو بچاوے۔ اور نہ ہی قرآن کریم کا کوئی صحیح معنوں والا ترجمہ، جس پر خدا نے ان کو اطلاع بخشی ہے، اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ شاید قادیانی جماعت کے بزرجمہر بتا سکیں؟

مرزا صاحب اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ان کی راوی حدیث پر اعتبار متزلزل کرنے کی کوشش بھی ملاحظہ کیجئے!

پھر احادیث پر لوگوں کا اعتبار ڈھل مل کرنے میں مرزا جی نے، اس ہستی، اس صحابیؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر جس کے توسط سے سب سے زیادہ احادیث امت تک پہنچی ہیں، ایسے خیالات اور گھٹیا زبان کا استعمال کیا ہے کہ کوئی صحیح مسلمان ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتا، اور اس طرح مرزا جی نے ایسی کم ظرفی کا مظاہرہ کر کے گناہ بھی کمایا ہے اور مسلمانوں کا دل بھی دکھایا ہے، اور اسلام، احادیث کے دشمنوں کو خوش بھی کیا ہے، مرزا صاحب لکھتے کیا ہیں بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مرزا کا قلم ان کے دل کا بغض اگلتا ہے اور ایک بار نہیں کئی بار اور کئی جگہ؟ (۱) ''ابو ہریرہؓ غبی تھا، درایت اچھی نہیں رکھتا

تھا"۔[اعجاز احمدی/رخ جلد۱۹/صفحہ ۱۲۷]۔(۲)"ابو ہریرہ ؓ فہم قرآن میں ناقص ہے۔اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے"۔[ضمیمہ نصرۃ الحق/رخ جلد۲۱/صفحہ ۴۱۰]۔(۳)"درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا"[ضمیمہ نزول المسیح/رخ جلد۱۹/صفحہ ۱۲۷]۔اور یہ لکھتے ہوئے نہ تو کبھی مرزا کا قلم کانپا اور نہ ہی یہ حدیث سامنے آئی کہ جس نے مجھ پر اور میرے صحابہ پر تنقید کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔لیکن مرزا کو کون سا جہنم کا ڈر تھا ان کے باقی کون سے کام جنت میں جانے والے ہیں یا شرافت اور انسانیت کے معیاروں پر پورا اتر رہے ہیں۔

جب دیکھا کہ ابھی بھی کام نہیں بنا تو حدیث پیش کرنے کا ٹنٹا ہی ختم کرتے ہیں!

لیکن اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی لوگوں کا اعتراض باقی رہتا ہے تو فیصلہ کرتے ہیں کہ حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے کا ٹنٹا ہی اڑا دو اور اپنے کو حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے سے آزاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں،"تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں"۔[اعجاز احمدی/رخ جلد۱۹/صفحہ ۱۴۰]۔اب آپ دیکھیں کہ اس تحریر کا کیا مطلب نکلتا ہے ،اوّل اگر ایک حدیث قرآن کے مطابق بھی ہے لیکن مرزا صاحب کی وحی کے مطابق نہیں تو وہ بھی ردی کا کاغذ ہے ،دوسرے عالم اسلام کے چودہ سو سالہ علمی ذخیرہ کو اپنے قلم کی ایک جنبش سے کالعدم قرار دے دیا، حالانکہ صرف اور صرف احادیث سے ہی کسی مہدی یا مسیح کے آنے کی خبر ملتی ہے اور اسی علمی ذخیرہ کو رد کر دیا جس سے مرزا کو اپنے دعوے کی بنیاد ملی۔مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے مواد ملا (جس کو مرزا صاحب نے مرضی کے مطابق توڑا مروڑا)"جس تھالی میں کھائے،اسی میں چھید کرے" کے مصداق مرزا غلام احمد قادیانی جیسے"صاحب لوگ"ہی ہوتے ہیں۔اور جیسا کہ آپ شروع میں مرزا صاحب کا حوالہ دیکھ آئے ہیں کہ جو شخص احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا،اور یہاں یہ خود مان رہے ہیں کہ احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں تو پھر اپنے بقول مرزا صاحب ہرگز ہرگز مومن بھی نہیں، کجا مجدد، مامور، مسیح یا نبی وغیرہ وغیرہ۔

مال اکٹھا کرنے کے لئے بے سند (بقول مرزا صاحب) حدیث بھی کام آتی ہے!

لیکن جب ہر نام پر، ہر خواہش پر مال اکٹھا کرنے کی باری آتی ہے اس وقت جو احادیث مرزا صاحب نے"بے سند""بے بنیاد""ضعیف"اور امام بخاریؒ کی رد کی ہوئی ہے وہ حدیث کس طرح موم کی ناک کی طرح موڑ کر"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا""رسول اللہ کی پیشگوئی""جس کی ضرورت حدیث میں تسلیم شدہ""جس کی وجہ سے مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ حدیث والی مسجد اقصیٰ" قرار پاتی ہے۔

جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ دمشق میں ایک مسجد کے شرقی جانب ایک سفید منارہ پر نازل ہوں گے۔مرزا صاحب اپنی مختلف کتب میں پہلے اس حدیث پر جرح کرتے ہیں اس کو غلط ثابت کرنے کی کوشش

کرتے ہیں ذرا آپ بھی پڑھیئے۔

''ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دمشق میں کوئی منارہ تھا،اس سے پایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی منارہ بنا تو وہ سند نہیں ہے'' اسی طرح آنحضرت کے وقت میں سن ہجری نہ تھا، یہ سن خلافت دوم میں بنا ہے تو اس حدیث سے سن ہجری کی صدی کیونکر مراد لی جاسکتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سن ''فیل'' مروج تھا اور اس سن کا سن ہجری سے ۵۳ سال کا فرق ہے، لہٰذا یہ حدیث سند نہیں ہے'' (اصل فارسی اور عربی میں ہے) [آئینہ کمالات اسلام/رخ جلد۵/صفحہ۴۷۲]۔ لیکن مزید اس حدیث پر دوسری جگہ لکھتے ہیں ''ناگہاں مسیح ابن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا مگر ابن ماجہ کا قول ہے کہ بیت المقدس میں اترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اترے گا جہاں حضرت مہدی ہوں گے...... (دیکھیئے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ، ناقل) ''یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا'' [ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۲۱۰]۔ دیکھیں مرزا غلام احمد قادیانی (اپنے بقول) بطور حکم، مجدد، محدث اور مسیح وغیرہ وغیرہ اس حدیث کو غلط ثابت کر چکے ہیں۔ لیکن اب دیکھیئے ایک وقت میں جس حدیث کو بے سند اور ضعیف قرار دیتے ہیں، مال کمانے کے لئے اس کا حوالہ دے کر لوگوں سے کیسے پیسے اکٹھے کئے جا رہے ہیں؟ شرم مگر تم کو نہیں آتی! شوکت اسلام کے نام پر چندہ کی اپیل (ذاتی جائیداد اور رسوخ کو وسیع کرنے کے لئے) کے نام پر کشکول پھیلاتے ہوئے اشتہار شائع کرتے ہیں اور اس میں لکھتے ہیں (اشتہار کے چیدہ چیدہ حصے اس طرح پیش کئے ہیں کہ مفہوم میں کوئی فرق نہ پڑے، اگر کسی کو اعتراض ہو تو مکمل اشتہار پڑھ کر دیکھ لے)۔

''قادیان کی مسجد جو میرے والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اونچی زمین پر بنائی تھی۔ اب شوکت اسلام کے لئے بہت وسیع کی گئی۔ اب اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ حدیث رسول اللہ کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے اور وہ منارہ تین کاموں کے لئے مخصوص ہو۔ (۱) اول یہ کہ مؤذن اس پر چڑھ کر پنج وقتہ بانگ نماز دیا کرے، (۲) دوسرا مطلب اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا، (۳) تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس مینارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصہ پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانچ سو کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائے گا۔ اب تیسری وجہ کی مزید تشریح میں اور باتوں کے علاوہ یہ دلچسپ تشریح بھی لکھتے ہیں ''تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ دیوار میں نصب کیا جائے گا اس میں یہ حقیقت مخفی ہے...... سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا ہے...... غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لئے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کی یاد دہانی ہے اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ حدیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے

کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا۔یعنی اس کے زمانہ میں سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ جائے گی......(احمدیو! کیا واقعی سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ گئی ہے؟ دنیا کی بات بھی نہیں کہتا بلکہ اپنی جماعت کی اندرونی حالت پر ہی جواب دے دو؟ ناقل)......اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینارہ پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں......ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ ہے (اس زمانہ میں یورپ اور امریکہ ہی نہیں ہندوستان میں ہی کئی مینار مرزاجی کے مجوزہ مینار سے اونچے تھے۔مرزاجی ایسی ہی دُور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے، ناقل) ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی مینارہ کے قریب ہوگا۔(حاشیہ میں اس کی تشریح کرتے ہوئے ہمارا گاؤں قادیان اور یہ مسجد دمشق کے شرقی جانب ہے اور چونکہ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ دمشق سے ملحق ہوگا بلکہ دمشق سے شرقی طرف واقع ہوگا،اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مینارہ یہی مسجد اقصیٰ کا مینارہ ہے، جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی، ناقل)......مسیح کا نزول مینارہ کے پاس ہوگا۔دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے......کہ مسیح کا مینارہ جس کے قریب اس کا نزول ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے......اور یہ مینارہ وہ مینارہ ہے جس کی ضرورت حدیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔اور اس مینارہ کا خرچ دس ہزار سے کم نہیں۔اب جو دوست اس مینارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت انجام دیں گے (اس میں کیا شک ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر تمہارے شاہی اللے تللے پورے کرنا واقعی بھاری خدمت ہے، ناقل)"[اشتہار نمبر ۲۲۱ (مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء)][مجموعہ اشتہارات/ جلد ۳/صفحہ ۲۸۲ تا ۲۹۷]۔اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دوسرے [اشتہار نمبر ۲۲۳ مندرجہ صفحہ نمبر ۳۱۴ تا ۳۲۴/مجموعہ اشتہارات/ جلد ۳] میں بڑے جذباتی انداز اور مریدوں کے اخلاق اور جذبہ قربانی کو بلیک میل کرتے ہوئے،ان کے مال کے طلبگار ہوتے ہیں اور تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولا خیرالاصفیاء خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا اس کا نزول ایک سفید مینارہ کے قریب ہوگا جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے" ایضاً صفحہ ۳۱۵۔اب آپ اوپر دیئے ہوئے حوالہ جات کا جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتیں ہیں۔(۱) پہلے دو حوالہ جات (آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام) میں مرزا صاحب نے ان روایات کے بطور ملہم، مجدد، مسیح موعود، جس کو خدا ایک لحہ بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا، اور کوئی لفظ خدا کی منشاء کے بغیر نہیں بولا جاتا، ان احادیث کو جن میں مسیح علیہ السلام کا سفید مینارہ پر نازل ہونے کا ذکر ہے بے سند اور ضعیف قرار دیا ہے، (۲) پھر ان تمام احادیث یا ان کے وہ حصے جو مرزا صاحب نے حوالہ کے طور پر دیئے ہیں ان میں بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ سفید مینارہ پر نازل ہوگا، یہ نہیں کہ وہ آ کر سفید مینارہ لوگوں کی جیب کاٹ کر بنائے گا۔اور اس طرح یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ صاحب المینارہ ہوگا، بالفرض محال اگر ہم مرزا صاحب کی بات ہی مان لیں کہ وہ صاحب المینارہ ہوگا تو مرزا صاحب تو مینارہ مکمل ہوئے بغیر ہی اس دنیا سے

رخصت ہو گئے اس طرح بھی مرزا صاحب جھوٹے ٹھہرتے ہیں کہ وہ صاحب المینارہ بھی نہ بن سکے، (۳) جب مرزا صاحب کو پیسے اکٹھے کرنے کا خیال آیا تو انہی احادیث کو جن کو الہامی حیثیت میں غلط یا بے سند اور ضعیف قرار دے چکے تھے یک جنبش قلم نہ صرف صحیح (بغیر اس تشریح کے کہ کب سے باسند ہو گئی ہے؟) قرار دے دیا بلکہ پاک پیشگوئی قرار دے کر اس کا مصداق اپنی مسجد کو بنا لیا اور پھر ایک بار نہیں کئی بار، واہ مرزا جی واہ کیا کہنے! غرضیکہ مرزا صاحب نے جب اور جہاں دل چاہا حدیث کو وضع کر لیا۔ اور اپنے معنی پہنا دیئے۔ اسی لئے جو حدیث مرزا کی مرضی کے مطابق نہ تھی چاہے وہ کتنی ہی بااعتبار کیوں نہ ہو مرزا صاحب کے نزدیک ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق ہے اور جو ان کی ضرورت کے مطابق ہو وہ صحیح ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد ۱۹/صفحہ ۱۴۰] یوں اپنی اس تحریر کے ذریعے مرزا صاحب نے بہت ساری صحیح اور مصدقہ حدیثوں کو غلط قرار دے دیا۔ وہیں عالم اسلام کے تیرہ سو سالہ علمی ذخیرہ کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کی۔ یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور احکام مبارکہ کو نہ صرف غلط ثابت کرنے کی کوشش کی بلکہ دوسری طرف ان کو منسوخ کر کے اپنی طرف سے وضع کردہ تحریروں کو ان کے متبادل کے طور پر لانے کی کوشش کی جو کہ سراسر توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب خود تو اس جرم کے مجرم ٹھہرے لیکن اپنے ساتھ ہزاروں انسانوں کو اپنے گمراہ کن پراپیگنڈے کا شکار بناتے ہوئے ان کی دنیا اور آخرت برباد کر گئے، اور مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ صرف وہ مجرم ہے بلکہ ہزاروں لاکھوں انسانوں کے گناہوں کا بوجھ بھی اس کے کندھوں پر ہوگا۔

مرزا صاحب نے احادیث کے ساتھ کیا کیا، اس کی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، اور کسی بھی تھوڑی سی عقل رکھنے والے شخص کے لئے یہ مشکل نہیں کہ وہ ان کو پرکھ کر غلط ثابت نہ کر دے۔

اس لئے اے احمدی دوستو! آپ بھی ہوش کے ناخن لو، اور اپنی زندگی میں کسی ایک گھڑی میں غیر جانبدار ہو کر فیصلہ کر لو، مجھے امید ہے کہ جس دن بھی آپ لوگوں نے صاف دل اور نیت کے ساتھ ایسا کیا میرا پروردگار انشاء اللہ ضرور آپ کو صحیح راستہ دکھائے گا۔ اور آپ کو سچائی سے آشنا فرما دے گا (آمین)

یہ حقیقت ہے کہ ایسا شخص جو مخالف قرآن و حدیث اعتقاد رکھتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ اور مرزا صاحب اپنی پہلی تحریروں کے بعد ہی اسلام سے خارج ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ لوگ اپنی دنیا اور آخرت درست کرنا چاہتے ہیں یا نہیں...........؟؟؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہفوات مرزا صاحب

مرزا غلام احمد قادیانی نے ملہم، مجدد، مامور، مثیل مسیح ابن مریم، مسیح موعود، محدث، نبی، ظلی نبی، شرعی نبی ،تمام الہامی صحیفوں کی پیشگوئیوں کا مورد، خدا کا پہلوان نبیوں کے چوغہ میں، تمام نبیوں کی خوبیوں کا مجموعہ، کرشن رودر گوپال، آریوں کا بادشاہ، خاتم الانبیاء وغیرہ وغیرہ سے ہوتے ہوئے خدا کے بیٹے اور پھر خدائی کے دعویٰ تک گئے۔

جس شخص کے اتنے دعوے ہوں، اس کے دعوؤں پر غور کرنے سے پہلے یقینی طور پر اس کی شخصیت کا جائزہ لیا جائے گا کہ یہ شخصیت پاکیزگی، صفائی، اخلاق، عقل و دانش، روحانیت، حکمت، دیانتداری اور حقوق العباد کے اس معیار پر پوری اترتی ہے جو کہ نبیوں کے وجود کا خاصہ ہوتی ہیں یا کہ یہ صاحب صرف مراق و مالیخولیا کا شکار یا مذہبی دکاندار ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعاوی کی طرح ان کے خاندان بھی بے شمار تھے جس کا ذکر کچھ آگے چل کر آئے گا اور بیماریاں بھی بے شمار تھیں جن کی کسی قدر تفصیل میرے مضمون ''دائم المرض مرزا'' میں آچکی ہے۔

جس زمانے میں مرزا صاحب نے اپنا مذہبی کھڑاک پھیلایا، اس زمانے میں ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی، سماجی، علمی و روحانی حالات، پیچیدگیوں، تنزل، خوف، غربت اور انتشار کے شدید دباؤ کا شکار تھے۔ دوسرے مرزا صاحب نے ایک ماہر پروپیگنڈہ باز کی چالیں چلیں اور پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر آنے والوں کو ان کی بے خبری اور لاپروائی کی وجہ سے علم مسمریزم کا شکار بھی بنایا جس کی وجہ سے ان کو کچھ کامیابی حاصل ہوئی۔ اور جو چند ہزار لوگ اپنی کم علمی، دین سے محبت، سادگی، مجبوریوں، اغراض کی وجہ سے مرزا صاحب کے ساتھ لگے رہے۔

آج کے احمدیوں کی نوے فیصد تعداد انہی کی نسل ہیں، جن کو اصل حقائق کا کچھ علم نہیں، بس وہ پیدا ہوتے ہی برین واشنگ کا شکار بنتے ہیں اور جب بالغ ہوتے ہیں تو سمجھائے ہوئے نہیں بلکہ سدھائے ہوئے احمدی ہوتے ہیں، اور ان کو دو چار آیتیں، چار پانچ حدیثیں، دو چار حوالے، دو چار پینترے، اور میں نہ مانوں کی رٹ سکھا کر اور دماغ میں ایک یہ بات ڈال کر کہ حضرت مسیح موعود کا الہام ہے کہ تیرے فرقے کے لوگ علم و فضل میں سب سے آگے ہوں گے، اور تمہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا، دوسرے مولوی جو حوالے دے وہ جھوٹ ہیں یا توڑ مروڑ کر پیش کئے ہوئے ہیں ان کو نہ ماننا، ایک احمدی کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ بات بھی صحیح ہے کہ جب ہر حوالے کو یہ کہہ کر رد کر دیں کہ آپ لوگ صحیح حوالے نہیں دیتے، پورے حوالے نہیں دیتے، زیر زبر کا چکر وغیرہ تو بزعم خود وہ جیتے ہی جیتے ہوئے ہیں بلکہ اس طرح تو وہ ماں کے پیٹ سے ہی فاتح پیدا ہوئے ہیں، میں خود بھی ایک عرصہ تک اس قسم کی خوش فہمی میں مبتلا رہا کہ میں تین آیتوں، چار حدیثوں اور پانچ پینتروں سے، غیر احمدیوں کے بڑے سے بڑے مولوی کا منہ بند کر سکتا ہوں، لیکن جب ایک بٹ صاحب نے اپنی (بزعم خود) فتح کا قصہ تفصیلاً مجھے سنایا، اور اس قصہ سنانے کے بعد بٹ صاحب نے داد طلب نظروں سے میری طرف

دیکھا.....تو.....میں اتفاق سے ان مولوی صاحب کی باتیں کسی اور موضوع پر سن چکا تھا اور ان سے مجھے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل تھا اور ان سے عقیدتاً، اتفاق نہ کرنے کے باوجود، ان کے مطالعہ، اور مدلل طرز گفتگو کو بھی سراہتا تھا۔(بٹ صاحب کے جانے کے بعد) میں بڑی دیر تک سوچتا رہا کہ کیا ایک بچہ جس کو چلنا بھی نہیں آتا ایک پہلوان کو چاروں شانے چت کر سکتا ہے؟ اور جب تجزیہ کیا تو اکثر احمدیوں کا طرز عمل بٹ صاحب کی طرح ہی تھا، اور یہی سمجھ آئی کہ ہم سب ایک ہی طریقہ سے سدھائے گئے ہیں کہ جب کوئی مخالف بات کرے تو اس کو کہو کہ حوالہ دو، جب وہ جماعت کی کسی کتاب کا حوالہ دیتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تو ایک عام (جماعتی) مولوی کی لکھی ہے اس کی بات میرے لئے حجت نہیں، کسی خلیفہ کی بات ہو تو بتاؤ، جب وہ حوالہ بھی سامنے رکھ دے تو کہتے ہیں نہیں میرے لئے مسیح موعود کی لکھی ہی بات صحیح ہے باقی کسی کی بات میرے لئے قابل قبول نہیں، جب وہ حوالہ بھی آگے رکھ دیں تو پہلے یہ اعتراض کہ یہ حوالہ صحیح نہیں توڑ موڑ کر پیش کیا جا رہا ہے، سیاق وسباق سے ہٹ کر ہے۔لیکن جب اصل حوالہ بھی آگے رکھ دو تو پھر کہیں گے کہ قرآن اور حدیث سے بات کرو اور وہاں تیرہ چودہ صدیوں کے آئمہ، اولیاء کرام کی تحریرات کو نظرانداز کر کے پھر مرزا صاحب کی ہی تاویلات کو پیش کرتے ہیں! خدا کا شکر ہے کہ میرا معاملہ تو "سدھائے ہوئے ہیں" سے "سدھائے ہوئے تھے" پر آ گیا ہے۔اللہ باقی احمدیوں کو بھی ہدایت دے، آمین۔خیر بات ہو رہی تھی کہ مرزا صاحب کی ذات پر کہ وہ آیا نبوت کے اہل تھے یا نہیں، اس سلسلے میں خاکسار اپنے مطالعہ اور فرقہ قادیانیت میں اپنے پچپن سالہ ذاتی تجربات کے نتائج پر مشتمل موضوعات کے تحت، اس فرقہ کے بارے میں ایک سلسلہ مضامین کا لکھ رہا ہے، موجودہ مضمون میں مرزا صاحب کے حکمت، علم اور عقل و دانش کا مختلف جہتوں سے انتہائی مختصر جائزہ پیش کروں گا۔گر قبول افتدز ہے عزّ و شرف، میں اپنے مضامین میں بنیادی طور پر مرزا صاحب، ان کی اولاد اور اصحاب کی اپنی تحریروں کو ہی بنیاد بناتا ہوں (تاہم کوئی متبادل نہ ہونے کی صورت میں قادیانی علماء، سکالرز کی کتابوں کے حوالے بھی دیتا ہوں) تا کہ میرے احمدی دوست یہ نہ کہیں کہ یہ مولویوں کے حوالے ہیں جو جھوٹ ہوتے ہیں۔وہ بیچارے بھی اور کیا کہیں؟ ان کو سکھایا ہی یہی گیا ہے۔امام الزماں کے لئے جو معیار قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس کے مطابق مرزا صاحب کے دعوے دیکھنے چاہئیں، لیکن مرزا صاحب کا امام الزماں ہونے کا دعویٰ بھی ہے اور دعویٰ کی جو خصوصیات، یا خوبیاں یا معیار قابلیت مرزا صاحب خود پیش کریں، اگر اس کے مطابق بھی جائزہ لیں تو میرا خیال ہے کہ قارئین کو تفنن طبع کے طور پر کچھ مزید مواد میسر آ جائے گا۔اس لئے آج خاکسار مرزا صاحب کے اپنے مقرر کردہ معیار پر، مرزا صاحب کے بعض افعال، اور ارشادات وغیرہ جانچنے کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے اور اس خواہش کے ساتھ کہ آپ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "امام الزماں کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں، طبابت کی رو سے بھی، ہیئت کی رو سے بھی، جغرافیہ کے رو سے بھی، اور کتب مسلمہ اسلام کی رو سے بھی

اور عقلی بناء پر بھی"۔[ضرورت الامام/رخ جلد۱۳/صفحہ۴۸۰]۔اور مرزا صاحب کے فرزند، قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ اور خودساختہ مصلح موعود مرزا بشیرالدین محمود احمد لکھتے ہیں کہ "مسیحیت یا نبوت وغیرہ کا دعویٰ کرنے والا اگر درحقیقت سچا ہے تو یہ امر ضروری ہے کہ اس کی فہم اور درایت (بمعنی دانائی، عقل، دانش، تصدیق، وہ علم جس میں روایت کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، بحوالہ فیروز اللغات، ناقل) اور لوگوں سے بڑھ کر ہو"۔[حقیقت النبوۃ، ضمیمہ نمبر۳/ بحوالہ رد قادیانیت، صفحہ ۱۴۵/ مصنفہ مولانا منظور احمد چنیوٹی"]۔

اس مضمون میں خاکسار مرزا صاحب کی لایعنی باتوں، کاموں اور تحریروں کو"ہفوات مرزا" کے نام سے پیش کر رہا ہے۔مرزا صاحب نے جو منہ میں آیا کہا، جو دل کو بھایا کیا اور جو خیال ذہن میں آیا لکھ مارا، بغیر دیکھے کہ اس بات کا اثر کیا ہوگا یا اس بات کا مطلب کیا ہوگا، اس کام کا نتیجہ کیا نکلے گا اور اس تحریر پر کون ہنسے گا اور کون روئے گا۔پہلے اسی موضوع پر کیا لکھ چکے ہیں اور اب کیا لکھ رہے ہیں۔مرزا صاحب کے کچھ دعویٰ جات نسبتاً تفصیل سے پیش خدمت ہیں، کیونکہ آپ جب ان دعویٰ جات کو مدنظر رکھ کر مضمون کا مطالعہ کریں گے تو میرے خیال میں میرا مفہوم آپ بہتر سمجھ سکیں گے۔

مدعیٔ سُپر نبی؛ مرزا صاحب کی تحریر میں چھپے ہوئے پیغام پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے، مرزا جی کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کی صفات کا مجموعہ ان کو بنایا ہے، فرماتے ہیں"اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں، ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں تو وہ میں ہوں"۔[براہین احمدیہ/حصہ پنجم/رخ جلد۲۱/صفحہ۱۱۷تا۱۱۸]۔اب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کو تو نہ بتایا جو کہ نبیوں کے سردار ہیں کہ تمام انبیاء کی خوبیاں ان میں یکجا کر دی ہیں اور جب چاہا تو مرزا صاحب کے زمانے اور ان کے وجود میں؟ اور پھر فرماتے ہیں"اس (خدا) نے ہر نبی کو جام دیا ہے مگر وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا ہے"۔[نزول المسیح/ رخ جلد۱۸/صفحہ۴۷۷]۔اب ذرا ان دونوں حوالوں کو غور سے دیکھئے کہ دوسرا حوالہ بھی میرے پہلے حوالے سے اخذ کردہ مطلب کی تائید کرتا ہے یا نہیں، کہ سب نبیوں کو نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمیت صرف جام دیا، لیکن مرزا جی کے لئے اور صرف مرزا جی کے لئے جام لبالب بھر کر دیا۔اگر کسی قاری کا خیال ہے کہ یہ دو حوالوں سے تشفی نہیں ہوتی کہ مرزا جی اپنے آپ کو تمام نبیوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں تو اس حوالے کے بارے میں کیا خیال ہے، مرزا جی فرماتے ہیں" آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا"۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۹۲]۔اب دیکھیں کہ مرزا صاحب نے کسی ایک نبی کی بھی تخصیص نہیں کی اور اپنے کو"سُپر نبی" کے طور پر پیش کر رہے ہیں، احمدی حضرات کہیں گے کہ نہیں یہ غلط مطلب ہے، لیکن آیئے مزید چیک کر لیتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بیٹے بھی یہی تاثر دیتے ہیں جو میرا تاثر ہے یا کہ نہیں، مرزا جی کے بیٹے بشیرالدین محمود احمد جو بزعم خود مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں، لکھتے ہیں" کہ اس (مرزا غلام احمد) نے ہمارے لئے اخلاقیاتؐ اور ضابطہ حیات کا مکمل ذخیرہ چھوڑا ہے، تمام ذی عقل انسانوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ ان پر

عمل کرنے سے ہی مسیح موعود کی آمد کے مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہے''۔[احمدیت یا سچا اسلام/صفحہ ۵۶]۔بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ، دیکھیں ہم بطور مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات کی دوسرے مذاہب کے بہت سے انصاف پسند لوگ بھی تائید کرتے ہیں کہ انسانی اخلاق اور مکمل ترین ضابطہ حیات کا اصل ذخیرہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے، لیکن یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اشارتاً بھی نہیں لیا جا رہا بلکہ ہر اچھائی کو مرزا صاحب سے منسوب کر کے اور ان کو سب سے بہتر (بزعم خود) قرار دے کر مرزا صاحب کے چھپے ہوئے ''سُپر نبی'' کے دعوے کو مضبوط بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں، اور لاشعوری طور پر قادیانیوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش ہو رہی ہے کہ مرزا غلام احمد ایک ایسا سُپر نبی ہے جس کے سامنے سارے نبی (نعوذ باللہ) ایویں ہی ہیں یا نبیوں کے سردار سمیت سب اس کے سامنے پانی بھرتے ہیں کیونکہ خدا بھی مرزا صاحب کے ارادہ کے تحت ہے، کیونکہ مرزا صاحب کا الہام ہے، ''میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۱۰۸]۔اس قسم کے حوالے تو بے شمار ہیں مگر اس مضمون میں ان سب حوالوں کا ذکر نہیں ہو سکتا۔مختلف موضوعات کے تحت خاکسار کے مضامین میں قدرے تفصیلاً یہ حوالے مل سکتے ہیں۔

خاندان :مرزا صاحب کے خاندان کا تعین کرنا بھی آسان نہیں۔ایسا ہی خدا تعالیٰ نے بذریعہ اپنے الہام کے مجھے یہ حجت بھی سکھلائی کہ ان کو کہہ دے کہ رسول اور نبی اور سب جو خدا کی طرف سے آتے اور دین حق کی دعوت کرتے ہیں ۔وہ قوم کے شریف اور اعلیٰ خاندان میں سے ہوتے ہیں۔اور دنیا کی رو سے بھی ان کا خاندان امارت اور ریاست کا خاندان ہوتا ہے۔تا کوئی شخص کسی طور کی کراہت کر کے دولت قبول سے محروم نہ رہے۔سو میرا خاندان ایسا ہی ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے الہام مندرجہ صفحہ ۴۹۰ میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔سبحان اللہ تبارك و تعالیٰ زاد مجدك ينقطع آبائک ويبدء منک۔یعنی سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جس نے تیرے خاندان کی بزرگی سے بڑھ کر تجھے بزرگی بخشی۔اب سے تیرے مشہور (کیا واقعی کوئی مشہور باپ دادا تھا بھی؟، ناقل) باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا ابتدا خاندان کا تجھ سے کرے گا۔جیسا کہ ابراہیم سے کیا۔[ضمیمہ تریاق القلوب /رخ جلد ۱۵/صفحہ ۲۸۵]۔لیکن اپنے خاندان کے بارے میں یہ بھی مرزا صاحب ہی کا ارشاد ہے۔مرزا صاحب لکھتے ہیں ''میں ایک نہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور کسی ایسے ممتاز خاندان سے نہ تھا''۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/رخ جلد ۲۱/صفحہ ۷۰]۔مرزا صاحب نے ایک جگہ اپنا شجرہ نسب یوں دیا ہے۔

مغل برلاس!!!''اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے، اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے

تھے"۔

اسرائیلی اور فاطمی!!! "غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی۔ اور میں دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب ہوں"۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۱۸]۔
تفصیل کے لئے کہ مرزا صاحب بنی فاطمہ اور بنی اسرائیل کیسے بنے تو اس کو تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۱۴ سے ۱۱۷ تک پڑھیں۔

الہاماً فارسی الاصل!!! لیکن مہدی بننے کی تیاری ہو رہی تھی اور کہیں کسی کتاب میں پڑھا ہوگا کہ جو ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا، وہ فارسی الاصل ہوگا اور اب خاندانی ریکارڈ کو نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے الہاماً فارسی الاصل بن گئے ☆"عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں"۔[کتاب البریہ حاشیہ/ رخ جلد ۱۳/صفحہ ۱۶۲]۔ اور بعد میں مرزا جی کا خدا الہاماً اس رجل فارسی کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے، کس بات کا؟

خاندان چینی حدود سے!!! "شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فصوص الحکم میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا، اور اس کی پیدائش میں یہ ندرت ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی، یعنی اس طرح پر خدا اناث اُنث کا مادہ اس سے الگ کر دے گا۔ سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی ہے اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں"۔[تحفہ گولڑویہ، حاشیہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۲۷] (ابن عربی ک روایت میں تحریف کی، تفصیل بھی آئندہ)۔

بنی فاطمہ میں سے ہونے کے ثبوت!!! "یہ ہے کہ سادات کی جڑھ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں، سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں ان کے گئیں، ماسوا اس کے یہ مرتبہ فضیلت جو ہمارے خاندان کو حاصل ہے صرف انسانی روایتوں تک محدود نہیں بلکہ خدا نے اپنی پاک وحی سے اس کی تصدیق کی ہے۔[نزول المسیح، حاشیہ/ رخ جلد ۱۸/صفحہ ۴۲۶]۔ اب کئی دادیوں پر اتر آتے ہیں "یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہمارے شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی"۔[ایک غلطی کا ازالہ، حاشیہ/ رخ جلد ۱۸/صفحہ ۲۱۲]۔

بنی فاطمہ ہونے کا ایک اور ثبوت، سادات کی دامادی!!! "اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے (عربی عبارت کا ترجمہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں) یعنی تمام حمد اور تعریف اس خدا کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات اور فخر علو نسب جو دونوں مماثل و مشابہ ہیں عطا فرمایا یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی"۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ

جلد۱۷/صفحہ۱۱۷]۔ ''پھر علو خاندان کی نسبت دوسرا الہام یہ ہے،الحمدللہ الذی جعل لکلم الصھرو النسب ۔ترجمہ اس خدا کو تمام تعریفیں ہیں جس نے تیری دامادی کا رشتہ عالی نسب میں کیا۔اور خود تجھے اعلیٰ نسب اور شریف خاندان بنایا.........اور اس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے الہامات میں جس قدر اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سید اور بنی فاطمہ ہیں۔یہ ایک خاص فخر کا مقام ان لوگوں کے لئے ہے۔اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ تمام پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں کوئی اور خاندان سادات کا ایسا ہو کہ نہ صرف ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر ان کی تعظیم کی ہو۔بلکہ خدا نے اپنی خاص کلام اور گواہی سے اس کی تصدیق کر دی ہو''۔[ضمیمہ تریاق القلوب ۲/ رخ جلد۱۵/صفحہ۲۸۵ تا۲۸۶]۔

<u>اب اپنے آخری دور میں پھر مغلوں کی طرف لوٹتے ہیں!!!</u>''میں باپ کے لحاظ سے قوم کا مغل ہوں''۔[براہین احمدیہ۵ضمیمہ/ رخ جلد۲۱/صفحہ۳۶۳]۔

<u>چچازاد بھائی کی قوم!!!</u> اپنے سگے چچازاد بھائی کے بارے میں فرماتے ہیں؟میرا چچازاد بھائی اپنے آپ کو قوم لال بیگیاں مشہور کرتا ہے۔[ملفوظات/جلد۶/صفحہ۴۵]۔

<u>بے شمار نسلیں!!!</u>''اور میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے۔مگر میں اس پر ایمان لاتا اور اسی پر یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے۔کیونکہ اسی پر وحی الٰہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے''۔[ضمیمہ تریاق القلوب۲/ رخ جلد۱۵/صفحہ۲۸۶ تا ۲۸۷]۔ویسے تو مرزا صاحب نے اپنی ایک نظم میں بھی فرمایا ہے کہ <u>''نسلیں ہیں میری بے شمار''</u>......خاکسار ان نسلوں پر کوئی تبصرہ نہیں کرتا!یہ قارئین پر منحصر ہے کہ وہ مرزا صاحب کی کون سی نسل کو تسلیم کرتے ہیں،ویسے آپس کی بات ہے کہ اگر آپ کے قرب وجوار میں آپ کو کوئی اپنی اتنی نسلیں بتائے گا تو آپ اس کو کیا سمجھیں گے ،کیا کہیں گے؟؟؟

اخلاق؛مرزا صاحب نے اپنے قلم سے نہ صرف اسلام کو نقصان پہنچایا ہے بلکہ اپنے مخالفین کو جس طرح رگیدا ہے اس کی مثال کسی نبی کے کلام میں نہیں ملے گی،نہ ہی کسی آئمہ کے،نہ کسی مجدد کسی ولی کے،حتیٰ کہ کسی شریف آدمی کے کلام میں بھی نہیں ملے گی۔اوپر سے یہ تعلی کہ''خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا''۔[اربعین 3 / رخ جلد۱۷/صفحہ۴۲۶]۔اس فقرے کا بھی تجزیہ کریں تو بات بہت دور پہنچتی ہے لیکن اب ذرا مرزا صاحب کی (ان کے خدا کی دی ہوئی) تہذیب دیکھئے فرماتے ہیں''تو کمینوں اور سفلوں میں سے تھا''[حجتہ اللہ/ رخ جلد۱۲/صفحہ۱۹۶]۔''تیرا سر تیرے ہی جوتوں کے ساتھ نرم کیا جائے گا''۔[حجتہ اللہ/ رخ جلد۱۲/صفحہ

۲۰۵]۔''اے کلب العناد، اے نادان''۔[حجتہ اللہ/ رخ جلد۱۲/صفحہ ۲۰۶]۔اور نمونے دکھانے سے پہلے میں مرزا صاحب کا ایک دعویٰ پیش کرتا ہوں، فرماتے ہیں''میں سچ سچ کہتا ہوں، جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۱۰۹]۔اب آپ کی خدمت میں مزید کچھ حوالے پیش کرتا ہوں، لیکن ان حوالوں کو پڑھنے سے پیشتر آپ سے درخواست ہے کہ ایک لحہ کے لئے آنکھیں بند کیجئے اور تصور میں لائیے کہ چھوٹے بچے کسی کو چڑانے کے لئے یہ باتیں کہہ رہے ہیں یا کوئی دل جلی بھٹیارن دانت پیس کر کوسنے دے رہی ہے، تصور میں لے آئے ہیں تو پھر پڑھیے،''جلد بازوں کی طرح بکواس مت کر''۔[حجتہ اللہ/ رخ جلد۱۲/صفحہ ۲۰۷]۔''تجھ پر لعنت اے مسخ شدہ''۔[حجت اللہ/ رخ جلد۱۲/صفحہ ۲۰۹]۔''اے غزنی کے بندر''۔[حجتہ اللہ/ رخ جلد۱۲/صفحہ ۲۱۰]۔''تو کتوں کی طرح تھا''۔[حجتہ اللہ/ رخ جلد۱۲/صفحہ ۲۱۱]۔''تو غرق کیا گیا اور جلایا گیا اے احمقوں کے فضلے''۔[حجتہ اللہ/ رخ جلد۱۲/صفحہ ۲۲۰]۔داد دیجئے کہ مرزا صاحب واقعی سلطان القلم ہیں ابھی صرف ایک کتاب سے اخلاق وتہذیب کے نمونے سارے نہیں، آدھے بھی نہیں، چوتھائی بھی نہیں بلکہ صرف دیگ سے ایک دانے کے طور پر پیش ہیں، کسی اخلاق فاضلہ سے پر تحریریں ہیں ان کی، یہ تہذیب واخلاق ہے جس کے ساتھ''مرزا صاحب کے خدا'' نے ان کو بھیجا ہے، اور یہ تحریریں اس بات کا ثبوت ہیں کہ مرزا صاحب سچ سچ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کبھی دشنام دہی نہیں کی؟ اور یہ تو مرزائی تہذیب کا مزید اعلیٰ نمونہ پیش ہے۔''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں''۔[نجم الہدیٰ/ رخ جلد۱۴/صفحہ ۵۳]۔اور دشمنوں میں نہ صرف علماء بلکہ مسلمان، ان کے اپنے قریبی رشتہ دار اور پہلی بیوی اور اس بیوی سے اولاد بھی شامل ہے، آیئے ہم سب مل کر یقین کریں کہ مرزا صاحب کو (ان کے) خدا نے واقعی تہذیب کے ساتھ بھیجا ہے اور انہوں نے سچ مچ کبھی بھی کسی قسم کی دشنام دہی نہیں کی اور ہم مرزا جی ہی کے اس قول پر کہ''گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے''۔[ست بچن/ رخ جلد۱۰/صفحہ ۲۰]۔اس بات کو ختم کر کے اگلی بات پر چلتے ہیں۔

تحمل؛ آج بات زیادہ تر امام الزماں مرزا صاحب کے ارشادات کے تحت ہو رہی ہے، اور مرزا صاحب نے امام الزماں کی ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ اس میں تحمل ہونا چاہیے، ہم مرزا صاحب کی اس بات کو سراہتے ہوئے اس طرف بھی ایک طائرانہ نظر ڈالتے چلتے ہیں، مرزا صاحب کا ارشاد ہے،''قوت اخلاق، چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے۔اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام الزماں نہیں، ہو سکتا۔لہٰذا اس پر آیت، انک لعلی خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے''۔[ضرورۃ الامام/ رخ

جلد۱۳/صفحہ ۴۷۸]۔اب ایک واقعہ مرزا صاحب کے برداشت اور تحمل کا بھی ہو جائے، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے مرزا جی کے عقائد کے رد میں ایک کتاب ''سیف چشتیائی'' لکھی، اور مرزا جی کو بھی بھجوائی، جب وہ کتاب مرزا صاحب کو ملی تو ایک نظر میں ہی اندازہ ہوگیا کہ اس کتاب نے مرزا جی کے عقائد کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے ہیں، انتہائی غیض وغضب کی حالت ان پر طاری ہوئی اور کہنے لگے۔''مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، ناقل) کی طرف سے پہنچی ہے۔وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن، پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین، تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد۱۹/صفحہ ۱۸۸]۔دیکھا آپ نے خودساختہ امام الزماں کا مثالی تحمل، کہ صرف ان کے عقائد کے مخالفانہ کتاب ملنے پر نہ صرف مصنف، بلکہ اس پورے علاقے کو ہی ملعون قرار دے دیا۔اب اس علاقے کے لوگ یہ پڑھنے کے بعد کہ ان کی سرزمین تا قیامت ملعون قرار دے رہے ہیں۔یقیناً فیض یاب ہو رہے ہوں گے، امام الزماں کے فیض سے؟اب ہم اگلے موضوع کی طرف چلتے ہیں۔

طبابت؛مرزا صاحب کے بقول ان کے والد ایک حاذق طبیب تھے اور طبابت کا علم انہوں نے اپنے والد سے پڑھا تھا۔مرزا صاحب کی طبابت پر کسی حد تک تفصیلی روشنی تو کسی اور آرٹیکل میں ڈالیں گے، انشاء اللہ۔آج صرف ایک آدھ نمونہ سے ہی کام چلائیں۔مرزا صاحب کی طب کے بارے میں ہم ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم۔اے، جن کا لقب بمطابق مرزا صاحب کے الہام کے''قمرالانبیاء'' ہے، لکھتے ہیں''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب (مرزا غلام احمد صاحب کے برادر نسبتی۔ناقل) نے مجھ سے بیان کیا کہ علاج کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کا طریقہ تھا کہ کبھی ایک قسم کا علاج نہ کرتے، بلکہ ایک ہی بیماری میں انگریزی دوا بھی دیتے رہتے تھے اور ساتھ ساتھ یونانی بھی دیتے جاتے تھے۔پھر جو شخص کوئی مفید بات کہہ دے اس پر بھی عمل کرتے تھے۔اور اگر کسی کو خواب میں معلوم ہوا تو اس پر بھی عمل فرماتے تھے۔پھر ساتھ ساتھ دعاء بھی کرتے تھے۔اور ایک ہی وقت میں ڈاکٹروں حکیموں سے مشورہ بھی لیتے تھے اور طب کی کتاب دیکھ کر بھی علاج میں مدد لیتے تھے، غرض علاج کو ایک عجیب رنگ کا مرکب بنا دیتے تھے اور اصل بھروسہ آپ کا خدا پر ہوتا تھا''۔[سیرت المھدی/ جلد سوئم/صفحہ ۲۷۰/ روایت ۹۰۶]۔واہ بھائی واہ، دعاوی بھی مرکب، خاندان بھی مرکب، اخلاق بھی مرکب اور طب بھی مرکب۔ابھی تو پتہ نہیں اور کیا کیا مرکب ہوگا؟دوستو ذرا سوچو، ایک دیہاتی اور ان پڑھ عطائی بھی اس طرح نہیں کرتا جس طرح یہ (خودساختہ) امام الزماں، جس کا دعویٰ ہے کہ''امام الزماں کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں، طبابت کی رو سے بھی......اور یہ ایک ایسے طبیب کا ذکر ہے جو سب نبیوں سے علم وعرفان میں افضل ہونے کا دعویدار ہے۔اس نبی کی نہ صرف طبابت بلکہ ہر کام، ہر دعویٰ، چوں چوں کا مربہ ہے۔لگ گیا تو تیر ورنہ......غریب غرباء اور عقیدتمند یا ارادتمند بیچارے تو ان کی طبابت کا نشانہ بنتے ہی تھے، تکا لگ گیا اور بچ گئے تو مرزا جی کی کرامت اور اگر

اگلے جہاں کو سدھارا تو اللہ کی مرضی ۔آیئے دیکھیں کہ گھر کے بھیدی ان کی طب پر کتنا بھروسہ کرتے تھے۔ایک واقعہ مرزا صاحب کی دوسری ساس کا،ان خاتون کا جنہوں نے مرزاجی کو اپنی بیٹی نصرت جہاں دی (جو بعد میں مرزاجی کے حکم سے ام المومنین کہلائیں) وہ اپنے داماد کی طب کے بارے میں کیا رویہ رکھتی تھیں،اس سلسلے میں مرزاجی کی سیرت مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے پسر مرزاجی کی کتاب سے ایک واقعہ،''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب (برادر نسبتی مرزاجی،ناقل) نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کا ایک چچیرا بھائی مرزا کمال الدین تھا،یہ شخص جوانی میں فقراء کے پھندے میں پھنس گیا تھا۔اس لئے دنیا سے کنارہ کش ہو کر بالکل گوشہ نشین ہوگیا۔مگر وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح حضرت صاحب سے پر خاش نہ رکھتا تھا۔علاج معالجہ اور دم تعویز بھی کیا کرتا تھا،اور بعض عمدہ عمدہ نسخے اس کو یاد تھے۔چنانچہ ہماری والدہ صاحبہ (مرزاجی کی ساس،ناقل) میاں محمد اسحٰق کے علاج کے لئے ان سے ہی گولیاں اور ادویہ دغیرہ منگوایا کرتی تھیں اور حضرت صاحب کو بھی اس کا علم تھا''۔[سیرت المہدی/جلد سوئم/صفحہ ۲۳۴/روایت ۸۳۱]۔اندازہ لگائیں کہ یہ تھی طبابت علمی قوت والے امام الزماں کی اور اس پر اس کے گھر والوں کے اس امام الزماں کی طبابت پر یقین محکم کی،گھر کے خاص لوگ بھی ان کی مرکب طبابت پر بھروسہ نہیں کرتے تھے اور اپنے اور بچوں کے علاج کے لئے اس امام الزماں کے شریکوں کے پاس جاتے تھے۔کیونکہ ان کو اچھی طرح علم تھا کہ ان کے علاج کس قدر مضحکہ خیز ہوتے ہیں،خاکسار آپ کی خدمت میں سر درد کا ایک نادر نسخہ مرزاجی کی طب سے پیش کرتا ہے اور آپ اگر چاہیں تو اس نسخہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں،مجھے کوئی اعتراض نہیں،مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد،ایم۔اے سیرت المہدی میں لکھتے ہیں۔''ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب (مرزاجی کے چچا زاد،ناقل) کو سخت بخار ہوا،جس کا دماغ پر بھی اثر تھا <u>اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا</u>،(مجبوراً ناقل) مرزا نظام الدین کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔علاج یہ تھا کہ آپ نے مرغا ذبح کرا کر سر پر باندھا''[سیرت المہدی/جلد۳/صفحہ ۲۷/روایت ۵۱۱]۔اس پر میں کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا،یہ روایت خود ہی سب کچھ کہہ رہی ہے بس جس لائن کو خاکسار نے انڈر لائن کیا ہے اس پر مزید غور کریں گے تو اندازہ ہو جائے گا کہ ان علمی قوت والے امام الزماں کے پاس لوگ کب آتے تھے؟

لغویات سے دلچسپی؛ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ ولیوں اور خدا کے مقرب بندوں کو،نیک فطرت انسانوں کو،لغویات،لغو قصوں اور فضول باتوں سے ہمیشہ کراہت رہی اور وہ ایسی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں،اور اپنا کوئی لمحہ جو ان کی انسانی،عائلی،اور معاشرتی ذمہ داریوں سے بچا،اس لمحے کو انہوں نے اللہ کی عبادت اور ذکر اذکار وغیرہ میں خرچ کیا۔اگر ایک ولی کی زندگی ایسی چیزوں سے پاک ہوتی ہے تو نبی کے کیا کہنے،اس کا کام اور مقام تو ولی سے کہیں زیادہ آگے ہوتا ہے،اور اس کے پاس ایک لمحہ تو کیا اس لمحے کا ایک حصہ بھی لغویات میں خرچ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔لیکن انگریزوں کے تحفظ یافتہ نبی کے بارے میں ایک واقعہ اس نبی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے اپنی کتاب میں لکھا ہے،''میر شفیع

احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک عرب حضرت مسیح موعود کے پاس بیٹھا ہوا افریقہ کے بندروں کے اور افریقن لوگوں کے لغو قصے سنانے لگا۔ حضرت صاحب بیٹھے ہوئے ہنستے رہے۔ آپ نہ تو کبیدہ خاطر ہوئے اور نہ ہی اس کو ان لغو قصوں کو بیان کرنے سے روکا کہ میرا وقت ضائع ہو رہا ہے، بلکہ اس کی دلجوئی کے لئے آخیر وقت تک خندہ پیشانی سے سنتے رہے"۔[سیرت المہدی/ جلد سوئم/صفحہ ۲۱۵/ روایت ۷۹۰]۔ جب ہم اولیاء انبیاء کے قصے سنتے اور پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے لئے کھانا کھانے کا وقت بھی نکالنا انکی مجبوری ہوتا ہے تا کوئی لمحہ نیکی سے اور ذکر اذکار سے خالی نہ جائے۔ لیکن یہاں خود ساختہ سپر نبی نہ تو لغو قصوں سے کبیدہ خاطر ہوتا ہے اور نہ ہی وقت ضائع ہونے کا احساس ہے اور نہ ہی کراہت محسوس کرتا ہے، اور لغو قصوں پر دل کھول کر اس وقت تک ہنستا رہتا ہے جب تک کہ سنانے والا نہ تھک جائے لیکن کراہت کہاں محسوس ہوتی ہے، مرزا جی اپنی زبانی بتاتے ہیں،"یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے سفر کے دنوں میں مسجدوں میں حاضر ہونے سے کراہت ہی کرتا ہوں"۔[فتح اسلام/ رخ جلد ۲/صفحہ ۲۵]۔ احمدی کہلانے والو! اگر یہ باتیں دیکھ کر بھی تمہارا دھیان اس طرف نہیں جاتا کہ جس کو تم نبی مانتے ہو اس کے روز و شب دیکھو تو سہی کیسے گزرے ہیں یا کم از کم ان باتوں کو سوچو اور اپنے مربیوں سے، امراء سے ان کی تشریح نہ مانگو تو اللہ ہی تمہارا دماغ ٹھکانے لگائے۔ اللہ بھی اس کو ہدایت نہیں دیتا جس کے اپنے دل میں ہدایت کی خواہش نہ ہو۔

علم حیاتیات: یہ تو ممکن ہے کہ ایک نبی کو جسم کے اندرونی اعضاء کی تفصیل اور ان کے فنکشن کے بارے میں علم نہ ہو، لیکن نہ صرف نبی بلکہ ایک عام آدمی کو بھی پتہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مذکر و مؤنث، انسانوں میں، جانوروں میں حتیٰ کہ نباتات میں بھی بنائے ہیں اور ان کے بعض جسمانی اجزاء اور ان کے نتیجہ میں عمل مختلف ہوتے ہیں، جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ بعض فنکشن ایک ادا کر سکتا ہے دوسرا نہیں مثلاً مذکر دودھ نہیں دیتا اور بچہ نہیں جنتا وغیرہ۔ لیکن یہ سپر نبی، جن کا دعویٰ نہ صرف طبیب ہونے کا ہے بلکہ خدا ان کو ایک لمحہ بھی غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا، ان کی دانش کے کچھ نمونے،"کچھ عرصہ گزرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا ہے کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا"۔[سرمہ چشم آریہ/ رخ جلد ۲/صفحہ ۹۹]۔ کیا کہنے اس امام الزماں کی پورے زمانے کی عقل سے بالا باتوں کے علم الحیوانات کے احمدی ماہرین متوجہ ہوں، ان کی تحقیق کے لئے امام الزماں صاحب صرف بکرے کے دودھ کا ہی نہیں ایک اور بھی موضوع دے گئے ہیں، فرماتے ہیں"بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چوہا خشک مٹی سے پیدا ہوا جس کا آدھا دھڑ تو مٹی کا تھا اور آدھا چوہا بن گیا تھا"[سرمہ چشم آریہ/ رخ جلد ۲/صفحہ ۹۹]۔ بات صرف جانوروں تک ہی نہیں بلکہ مرزا جی کا مبلغ علم الاجسام بھی قابل توجہ ہے، انہوں نے مرد سے مریم بننے کا اور پھر اپنے آپ حاملہ ہونے کا اور پھر مریم سے عیسیٰ بننے کا کام تو اپنے تک ہی رکھا اور باقی مردوں کو حاملہ تو نہیں بنایا لیکن جاتے جاتے دودھ پلانے والا بنا گئے۔ فرماتے ہیں،"تین معتبر، ثقہ اور معزز آدمیوں نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے بچشم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی

نام کے ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پایا تھا، کیونکہ اس کی ماں مرگئی تھی،'' [سرمہ چشم آریہ/رخ جلد۲/صفحہ۹۹]۔

اولاد کے ساتھ انٹ شنٹ؛ ہم اوپر مرزا صاحب کے علم الاجسام کے بارے میں تذکرہ کر رہے تھے اس سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ، مرزا صاحب اپنے بیٹے مبارک احمد کو اپنی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھتے تھے، اس کو ایک سپر مصلح موعود بنا کر پیش کرنے کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلے یہ ایک تفصیلی کہانی ہے اور شاید اس کے متعلق یہ واقعہ بھی انہی کوششوں کی کڑی ہو؟ مبارک کی پیدائش کے بارے میں لکھتے ہیں،''مبارک احمد نے اپنی پیدائش سے دوسال پہلے یعنی یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو اپنی ماں کے پیٹ میں دومرتبہ باتیں کیں اور پھر دوسال بعد ۱۴جون ۱۸۹۹ کو پیدا ہوا''۔[تریاق القلوب /رخ جلد۱۵/صفحہ ۲۱۷]۔ یہ تو پڑھا ہے کہ سانپنی جب سانپ کے ساتھ اختلاط کرتی ہے تو اگر حالات سازگار نہ ہوں تو سانپ کے مادہ کو وہ اپنے پیٹ میں محفوظ رکھتی ہے اور جب وہ چاہتی ہے اس مادہ سے اپنے انڈوں کو بارآور ہونے دیتی ہے، لیکن انسان کے بارہ میں ایسا کبھی نہیں سنا، اگر کسی کے علم میں ایسی بات ہو تو براہ کرم خاکسار کو بھی مطلع کریں، ورنہ پیدائش سے دوسال پہلے؟ حیا مانع ہے ورنہ اس کا تجزیہ کیا جائے تو یا تو بندہ اپنا سر پیٹے گا یا پھر ہنسے گا۔ لیکن بات یہاں تک نہیں رہتی بلکہ مبارک احمد اپنی پیدائش سے تقریباً دوسال پہلے اپنی بہن مبارکہ کو بھجوا دیتا ہے دنیا میں لیکن خود انتظار کرتا ہے اچھے وقت کا۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ مرزاجی کہہ رہے ہیں، آپ بھی سنئے، فرماتے ہیں،'' یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو پیٹ میں مبارک احمد باتیں کرتا رہا اور ایک ماہ بعد یعنی فروری ۱۸۹۷ء کو لڑکی مبارکہ پیدا ہوگئی''۔[حقیقت الوحی /رخ جلد۲۲/صفحہ ۲۲۷]۔ اب ماہرین ہی اس بات کی تحقیق کر سکتے ہیں کہ مبارکہ بیگم پیٹ میں سے مبارک بن کر بولتی رہی یا مبارک احمد نے اپنی جگہ اپنی بہن کو بھجوا دیا اور خود چونکہ اس کے منہ کو خون لگ گیا تھا اس لئے دوسال پیٹ کے اندر حیض سے پلتا رہا؟ آٹھ سالہ لڑکے کی ڈھائی سالہ لڑکی سے شادی، دوسرا واقعہ بھی اسی مبارک سے متعلق ہے کہ مبارک احمد کی ۸ سال کی عمر میں شادی کردی گئی، کسی نے خواب میں دیکھا کہ مبارک احمد کی شادی ہو رہی ہے تو اس کی تعبیر موت نکلی ،سوچا کہ اس کی شادی کردی جائے شاید بچ جائے، اس طرح مبارک احمد کی شادی ڈھائی سالہ بچی سے کردی گئی، جو کہ ۶ ماہ کے بعد بیوہ ہوگئی، بعد میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس کو کسی خاندانی تقریب میں دیکھا تو اس سے شادی کر لی اور وہ بعد میں ام طاہر کہلائی۔ ایک جگہ شادی کی وجہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ اماں جان کو یہ لڑکی بہت پسند تھی، اس لئے شادی کردی۔ یہ کام وہ امام الزماں کر رہا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ اس نے دنیا کے اور بالخصوص مسلمانوں کے گلے میں پڑا ہوا جہالت کا طوق نکالنا تھا۔ مرزاجی دنیا کو انٹ شنٹ سناتے رہے اللہ نے ان کے اپنے بچوں کے بارے میں ان کے اپنے منہ سے انٹ شنٹ کہلوا دیا یا لکھوا دیا اور کروا دیا۔

بیٹی کو چنبیلی کا تیل پلا دیا؛ اسی طرح لوگوں کو علاج کے نام پر انٹ شنٹ دوائیاں دیتے رہتے تھے، اللہ نے ان کے ہاتھ سے اپنی بیٹی کو تیل پلوا دیا، پسر مرزا جی مرزا بشیر احمد ایم، اے لکھتے ہیں، ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی، اسکی پیدائش انبالہ چھاؤنی کی تھی اور وہ فوت لدھیانہ میں ہوئی، اسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت کی عادت پڑ گئی تھی یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے، رات کو وہ اٹھی تو کہتی کہ ابا شربت پینا۔ آپ فوراً اٹھ کر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے۔ ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھ کر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا۔ جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی ہوئی تھی۔ لڑکی بھی وہ ''شربت'' پی کر سو رہی۔ صبح جب تیل کم اور گلاس چکنا دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ غلطی ہوگئی ہے مگر خدا کے فضل سے نقصان نہیں ہوا۔ نیز میر صاحب نے بیان کیا کہ اس لڑکی کے فوت ہونے کے بعد حضرت صاحب بمعہ ام المومنین وغیرہا، لدھیانہ سے ایک ہفتہ کے لئے امرتسر تشریف لے گئے تھے''۔[سیرت المہدی/حصہ سوئم/صفحہ ۲۵۹و۲۶۰، روایت ۸۷۹]۔ کچھ دنوں کے بعد لڑکی فوت ہو جاتی ہے، مگر نقصان نہیں ہوا؟

اپنی وحی کے متعلق؛ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو اور اپنے افکار کو جو مقام دیا، اگر خدا نے توفیق دی تو کسی دوسرے مضمون میں تفصیل کے ساتھ، لیکن صرف ایک جھلک کہ مرزا صاحب اپنے الہاموں اور وحی کو کیا سمجھتے ہیں، فرماتے ہیں ''جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں، خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے، خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے، جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا''۔[نزول المسیح / رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۴۷۷]۔ خدا کے کلام کی تشریح اگر ایک عام انسان نہ بھی کر سکے لیکن اللہ کا کلام بے معنی اور بے تکے الفاظ پر مشتمل نہیں ہوتا۔ تو اگر یہ خدا کا کلام ہے تو کیا کوئی احمدی ان الہاموں کی تشریح کرے گا۔(۱) ''غثم، غثم، غثم''۔[تذکرہ /صفحہ ۳۲۵]۔(۲) ''ایک دانہ کس کس نے کھانا''۔(۳) ''لاہور میں ایک بے شرم رہتا ہے''۔(۴) ''خاکسار پیپر منٹ''۔ تذکرہ/صفحہ ۵۲۵/طبع دوم۔(۵) ''اس پر آفت پڑی، آفت پڑی''۔[تذکرہ/صفحہ ۵۵۱/طبع دوم]۔(۶) ''پٹ پٹ گئی''۔[تذکرہ/صفحہ ۷۹۷/طبع دوم]۔ غرض اس قسم کے بے شمار الہامات ہیں جن کے کوئی معنی نہیں نکلتے اور خود مرزا جی کو بھی معنے سمجھ میں نہیں آئے۔

قرآن کے ساتھ؛ مرزا صاحب نے (نعوذ باللہ) قرآن مجید کے ساتھ بھی مذاق یا افترا سے گریز نہیں کیا، قرآن کو قادیان میں نازل کر دیا، فرماتے ہیں ''انا انزلنه قريباً من القاديان ''اس کی تفسیر یہ ہے کہ ''انا انزلنه قريباً من دمشق بطرف شرقى عندالمنارة البيضاء'' کیونکہ اس عاجز کی جگہ قادیان کے

شرقی کنارہ پر ہے"۔[تذکرہ/صفحہ۷۶/طبع دوم]۔اور پھر اپنی پنجابی سٹائل عربی میں اس کی تشریح کیسی کرتے ہیں۔سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان ان کی گستاخیوں پر روئے یا ان کی بیوقوفیوں پر ہنسے،اور صرف قرآن کریم کو قادیان میں نازل ہی نہیں کیا بلکہ قادیان کا نام بھی اس میں اعزاز کے ساتھ درج کر دیا،فرماتے ہیں،"تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔مکہ،مدینہ،اور قادیان"۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۱۴۰،حاشیہ]اور پھر بالواسطہ طور پر قرآن کو اپنے اوپر نازل بھی کر لیتے ہیں،لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے،"قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں"۔[تذکرہ/صفحہ۶۳۵/طبع دوم]۔اس قسم کے بے شمار حوالے اور گستاخیاں آپ کو مرزا صاحب کے لٹریچر میں جا بجا پھیلی ہوئی ملیں گی۔جو کہ صریحاً قرآن،سنت،شریعت،احادیث سے متصادم ہیں اور مسلمان آئمہ،اولیاء نے ہمیشہ ایسے خیالات کو کفر کا درجہ دیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کے متعلق؛مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ "خدا کا پہلوان،نبیوں کے لباس میں" ہیں،اور ان کو یہ مقام عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے،لکھتے ہیں،"نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی میرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی،پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔......اور یہ نام بہ حیثیت فنافی الرسول مجھے ملا"۔[ایک غلطی کا ازالہ/رخ جلد۱۸/صفحہ ۲۰۶ تا ۲۱۲]۔اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ محمد ثانی ہیں(نعوذ باللہ)بلکہ اپنے بعض مریدوں کی نظر میں رسول کریم سے بھی بڑھ کر ہیں،ایک جگہ لکھتے ہیں۔"اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے،اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا"۔(یہ عبارت عربی،فارسی و اردو میں لکھی ہے،ناقل)[خطبہ الہامیہ/رخ جلد۱۶/صفحہ۲۵۹]۔اب دیکھئے جس شخص کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ سرتاپا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنا غرق ہے کہ اس میں اور(نعوذ باللہ)رسول پاکؐ میں کوئی فرق نہیں اس کا اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بنیادی علم کیا ہے؟کیا یہ غیرت کی جگہ نہیں ہے کہ جس نام کی چادر اوڑھنے کا دعویٰ ہے اس کے بارے میں بنیادی معلومات بھی نہ ہوں بلکہ ایک پرائمری کا طالبعلم بھی زیادہ صحیح اور بہتر جانتا ہے بہ نسبت ان علمی قوت والے امام الزماں صاحب سے،فرماتے ہیں۔"تاریخ کو دیکھو،کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند دن کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی"۔[پیغام صلح/رخ جلد۲۳/صفحہ ۴۶۵]۔"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو والدین سے مادری زبان سیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا،کیونکہ چھ ماہ کی عمر تک دونوں فوت ہو چکے تھے"۔[ایام الصلح/رخ جلد۱۴/صفحہ۳۹۶،حاشیہ]۔"تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے"۔[پیغام صلح/رخ جلد۲۳/صفحہ۲۹۹]۔میں علمی قوت اور بہتر درایت والے امام الزماں مرزا جی کی تاریخ دانی پر تبصرہ تو آپ پر چھوڑتا ہوں،باتیں تو اور بھی بہت ہیں لیکن اس مضمون میں

سب کچھ نہیں پیش کر سکتا۔لیکن اگلے موضوع پر جاتے ہوئے مرزاجی کوانٹ شنٹ الہام کرنے والے خدا کی تاریخ دانی کی بھی ایک مثال دیتا چلوں، تا کہ آپ کو بھی شاید مرزاجی کی تاریخ دانی بلکہ تاریک دانی کے منبع سے کچھ آگاہی ہو جائے، مرزا جی اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہیں جو (نعوذ باللہ)ان کے بقول قرآن شریف کی طرح برحق اور صحیح ہے،فرماتے ہیں۔''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں''۔[تذکرہ/صفحہ ۵۰۶/ دوسرا ایڈیشن]۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ: ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا کوئی زمانے میں،مرزاجی نے خدا کو بھی نہیں بخشا،اور خدا کی ایسی ایسی صفات بیان کی ہیں یا خدا سے ایسا تعلق ظاہر کیا ہے جو عقل اور شریعت اور شرافت کے خلاف ہے۔ذرا خدا کی صفتیں مرزاجی کی زبانی، لکھتے ہیں۔

(۱)......''وہ خدا جس کے قبضے میں ذرہ ذرہ ہے،اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح آؤں گا''۔[تجلیات الٰہیہ/ رخ جلد ۲۰/صفحہ ۳۹۶]۔اب مرزا صاحب کا خدا کا تصور دیکھیں نعوذ باللہ،وہ کاہے کا اور کیسا خدا ہوگا جس کو چوروں کی طرح آنے کی ضرورت پڑے گی۔مرزا صاحب نے دھیرے دھیرے چوروں کی طرح نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے تو ایسے نبی کا خدا کا تصور بھی ویسا ہی ہوگا۔

(۲)......''انی معا الرحمٰن ادور ۔ترجمہ۔میں خدائے رحمٰن کے ساتھ چکر کھاتا ہوں''۔[تذکرہ/صفحہ ۸۳۰/ دوسرا ایڈیشن]۔مرزا صاحب خود تو ساری عمر علماء کرام کو پیچ میں پھنساتے رہے جیسا کہ اربعین ۲ میں اقرار کیا ہے اب دنیا کے سامنے خدا کو بھی چکرباز کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(۳)......''ان الذین صدوا من سبیل اللّٰہ ردعلیھم رجل من فارس شکراللّٰہ سعیہ''۔یعنی جولوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی اصل نے ان کا رد لکھا۔خدا نے اس کی کوشش کا شکریہ ادا کیا''۔[تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۱۶]۔اب وہ شخص جو کہ دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن کا علم اس کو ہر روح سے بڑھ کر دیا گیا ہے،اس کو نہیں علم کہ کلام پاک میں خدا تعالیٰ نے جگہ جگہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے،اور پھر کیا اس سے قبل بھی کسی نبی اللہ نے ایسے گستاخانہ الفاظ ادا کئے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے کسی اور پیغمبر کا شکریہ بھی ادا کیا؟ ایسا صرف یقیناً ایک مراق زدہ، بیمار اور خبط عظمت کا شکار ذہن ہی کہہ سکتا ہے۔

(۴)......''انت منی بمنزلۃ ولدی''۔ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے''[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۸۹]۔لیکن یہ بھول گیا کہ خدا کی تو صفت یہ بھی ہونی چاہیے کہ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ ہی کسی کا بیٹا، (اگر واقعی وہی اللہ مراد ہوتا، جو قرآن کریم نے بتایا تو اپنی ہی قرآن کی دی ہوئی تعلیم کے خلاف کبھی بھی یہ نہ کہتا) مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں۔''مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے۔جسے استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں''۔[توضیع المرام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۶۴]۔تو کیا پھر عیسائیوں پر اعتراض کی گنجائش ہے؟

(۵)......"اسمع ولدی "۔اے میرے بیٹے سن۔[البشریٰ/ جلد اول/صفحہ ۴۹]۔اگر مرزا صاحب کا بھی یہی دعویٰ ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں پر اعتراض کیوں؟ آج کل قادیانی جماعت اس الہام سے فاصلہ ظاہر کرتی ہے اور کہتی ہے کہ "البشریٰ" منظور قادیانی نے مرتب کی تھی اور اس نے غلط لکھا ہے۔ یہ عذر اس لئے قابل قبول نہیں کہ جو بھی احمدی کوئی کتاب یا مضمون کسی بھی موضوع پر اور خاص طور پر جماعت کے بارے میں لکھے گا تو اسے جماعت کی منظوری لینی پڑے گی اور اگر کسی نے جماعت کی منظوری کے بغیر لکھا تو اس کے خلاف کاروائی ہوتی ہے اور جہاں کتاب بھی ایسی جس میں جماعت کی منشاء کے مطابق الہامات جمع کر کے جماعت کی مدد سے ہی شائع کئے جائیں اور جماعت کی اجازت سے ہی نہیں بلکہ جماعت خود وہ کتاب فروخت کرے تو اس کتاب کے مندرجات سے کیسے بری الذمہ ہوسکتی ہے؟ اور مرزا صاحب کی یہ تحریر نہ صرف مرزا صاحب کے اس الہام کے مطابق ہے بلکہ جماعت کے آج کے جھوٹ کا بھی پردہ چاک کرتی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں، "اور ان دونوں محبتوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا کرنا اور مادہ کا حکم رکھتی ہے اور محبت الٰہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نام روح القدس ہے اس کا نام پاک تثلیث ہے۔ اس لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے"۔[توضیح المرام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۶۲]۔تلخیص، لو ،عیسائیوں کے دونوں عقیدوں کو قادیانی بنالیا گیا اس طرح نہ صرف ابن اللہ بلکہ ایک پاک تثلیث بھی پیش کردی۔

(۶)......"تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے"۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۱۰۸]۔کیا نبیوں کے سردار، فخر الانبیاء، فخر الرسل، فخر انسانیت، شفیع روز محشر، رحمت اللعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ حق دیا تھا؟

(۷)......"اُرِیۡدُ مَاتُرِیۡدُوۡنَ۔ ترجمہ۔ میں وہی چاہتا ہوں، جو تم چاہتے ہو"۔[تذکرہ/، صفحہ ۱۷۷/ دوسرا ایڈیشن]۔کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے، محبوب سبحانی، فخر الانبیاء، فخر انسانیت، شفیع روز محشر، رحمت اللعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اس قسم کی کوئی یقین دہانی کروائی تھی۔

(۸)......حتیٰ کہ مرزا جی یہ دعویٰ کرتے ہیں، "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں"۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد ۵/صفحہ ۵۶۴]۔اور اگر ہمارے قادیانی دوست کہیں کہ یہ خواب ہے تو مرزا جی نے فرمایا ہے کہ "پیغمبر کا کشف اور خواب وحی ہے"۔[ایام الصلح/ رخ جلد ۱۴/صفحہ ۲۷۵، ۲۷۶]۔اور اپنی وحی کو مرزا جی کو قرآن کی طرح پاک اور سچی قرار دیتے ہیں، کیونکہ وہ اپنے آپ کو صرف نبی اور رسول ہی نہیں بلکہ شرعی نبی اور رسول قرار دیتے ہیں، ملاحظہ کیجئے، "شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی"۔[اربعین ۴/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۳۵]۔

(۹)...... مرزا صاحب کا ایک کشف ایسا بھی پیش کرتا ہوں، جس کا عام حالات میں پڑھنا بھی باعث شرم ہے اور اس کا ذکر کرنا اس سے بھی زیادہ باعث شرم ہے لیکن مرزا صاحب کے خدا تعالیٰ کے متعلق بے ہودہ عقائد کا ذکر ہو رہا ہے اس لئے بھی اس کا بیان ضروری ہے۔ اس کا انکشاف مرزا جی کا ایک راز دار مرید کرتا ہے، مرید کا نام ہے قاضی یار محمد، اور وہ صاحب اپنے ٹریکٹ میں لکھتے ہیں'' ۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی، کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، پس سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے''۔ [ٹریکٹ نمبر ۳۴/ موسومہ اسلامی قربانی/ مولفہ قاضی یار محمد صاحب، بی۔ او۔ ایل پلیڈر۔ نور پور۔ کانگڑہ۔ جنوری ۱۹۲۰ء]۔

مرزا جی کی ہفوات کے لئے تو ایک کتاب بھی کم ہے قارئین کو مرزا صاحب کا کچھ عمومی تعارف کروانا مقصود تھا ۔ مجھے امید ہے کہ قارئین کو کچھ اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مرزا جی نے اپنے آقاؤں کی حفاظت میں بیٹھ کر اور ہدایت کاری میں جس طرح، اسلامی تعلیمات، شریعت، شرافت اور عقائد کے پرخچے اڑائے ہیں، اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، اور نہ ہی مرزا صاحب سے قبل دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کا اس طرح غیر ملکی طاقتوں کا کھلونا بنا نظر آتا ہے۔ مرزا صاحب کی جھوٹی نبوت اس لئے بھی دوسرے مدعیان نبوت سے بڑھ کر غلیظ ہے کہ انہوں نے تو اپنی حکومت، طاقت اور اختیار کے لئے نبوت کو استعمال کیا لیکن مرزا صاحب نے اپنے دستر خوان اور دو وقت کی روٹی کے لئے اپنی نبوت کو مسلمان قوم کی تباہی اور بربادی کے لئے استعمال کیا۔ اور آج مرزا جی کی نسل انہی آقاؤں کی گود میں بیٹھ کر ان کی مدد سے پوری امت مسلمہ کا مذاق اڑا رہی ہے، امت مسلمہ میں جگہ جگہ ٹائم بم فٹ کر رہی ہے اور انتشار کو ہوا دے رہی ہے! جاگئے اور حکمت و پیار اور اُسوۂ رسول، فخر الانبیاء، فخر الرسل، فخر انسانیت، شفیع روز محشر، رحمت اللعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فتنہ کا مقابلہ کیجئے۔

میں اپنے مضمون کو مرزا جی کے اپنے ایک الہام کے الفاظ میں ختم کرتا ہوں کہ!

''وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا''

[حقیقت الوحی/ ر خ جلد ۲۲/ صفحہ ۱۰۸]۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری؟

مرزا غلام اے قادیانی بھی بڑے علیحدہ قسم کے انسان (؟) تھے۔ مرگی اور مالیخولیا کے مریض تھے۔ جب ان کو مالیخولیا کا زوردار حملہ ہوتا تو وہ سمجھتے کہ ان پر وحی نازل ہورہی ہے اور جب مرگی کا دورہ پڑتا تو سوداوی بخارات اٹھنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خیالات ان کا الہام کہلاتے۔ لیکن الہام کون سا ہے اور وحی کون سی، اس کا فیصلہ، جماعت کے بڑے بڑے بزرجمہر تو دور کی بات ہے، ان کی اولاد بھی جو ان کے بعد اب تک انکی گدی پر بیٹھی ہے، نہیں کر سکتی۔ اس لئے الہامات اور وحیوں کو ایک ہی تھیلے میں ڈال کر اس کو جماعت نے ''تذکرہ'' کا نام سے شائع کر دیا ہے۔ اور اس میں جو کچھ درج ہے وہ مرزا صاحب کے بقول قرآن کے برابر ہے (نعوذ باللہ)۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تفنن طبع کی خاطر اس کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہوں، لیکن جب قادیانی تھا تو، جب کبھی جماعت کی قیادت کسی الہام کا پروپیگنڈہ کرتی تھی تو ایسے مواقع پر بھی شاذ و نادر ہی اس کتاب کو دیکھا تھا۔ اس ''تذکرہ'' میں مرزا صاحب کے ایک الہام/وحی پر نظر پڑی کہ ''دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری''۔ دل میں اللہ نے ڈالا کہ چلو مرزا صاحب کی تصویر ہی دیکھیں، اور خاکسار کو جو ۳ ڈی (3D) تصویر نظر آئی وہ آپ کو بھی دکھا رہا ہوں، یہ تصویر مرزا صاحب کی اولاد، ان کے حالیوں موالیوں اور جماعت کی شائع شدہ کتابوں سے اخذ کر کے پیش کی جارہی ہیں۔ یہ فقیر در مصطفیٰ اس بات کی گارنٹی نہیں دے سکتا کہ مرزا صاحب کی تصویر سو فیصدی مکمل پیش کر رہا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی شخصیت اور کام اتنے پہلو دار ہیں کہ سب کا ایک وقت میں احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ میرے جیسے ایک عام انسان کے لئے ناممکن ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب خود ساختہ مجدد تھے، مامور تھے، مثیل مسیح تھے، مسیح موعود تھے، مسیح سے افضل تھے، نبی تھے، خاتم الخلفاء تھے، خاتم الانبیاء تھے، اور امین الملک جے سنگھ بہادر تھے، مرلی دھر تھے [یہ کرشن اوتار کا لقب تھا، اور وہ کرشن اوتار ہونے کے بھی دعوے دار تھے] یہ تو ان کے اپنے بارے میں دعوے تھے، اور مخالفین کی نظر میں وہ کیا تھے، اگر اس کا نہ بھی ذکر کریں، صرف ان کے ساتھ لمبا عرصہ گزارنے اور ان کی تعلیم و تربیت سے گزرنے کے بعد علیحدہ ہونے والوں کے خیالات بھی ایک لمبی فرد جرم سے کم نہیں، مثلاً خوشامدی، کاسہ لیس، موقع پرست، خائن، جھوٹے، بدزبان، زانی، تو معمولی تمغے ہیں جب ان کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو وہ اس سے کہیں آگے ہیں۔ اور اپنی تعریف میں اپنے کو کبھی انسانوں کی جائے عار، کرم خاکی ہونے کا اقرار، آدم زاد ہونے سے انکار، کبھی نامرد بھی کہتے تھے۔ میں آپ کا تمہید میں زیادہ وقت نہیں لیتا، اب اصل موضوع پر آتا ہوں۔

پیدائش...... مرزا صاحب کا خیال ہے کہ وہ توام پیدا ہوئے۔ لکھتے ہیں کہ پہلے ان کی بہن جنت نکلی اور پھر اس کے پیروں کے ساتھ ان کا سر ملا ہوا یہ نکلے۔ یہ مولانا رفیق دلاوری مؤلف ''رئیس قادیان'' کا خیال ہے کہ توام پیدائش کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ مرزا صاحب نے یہ بات خود گھڑی ہے۔ میرے خیال میں رئیس قادیان کے مصنف حق پر ہیں، مرزا

صاحب جب اپنے خاتم الخلفاء ہونے کے ثبوت ڈھونڈ رہے تھے، اس وقت ان کی نظر حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی ایک پیش گوئی پر پڑی کہ وہ بچہ چین میں پیدا ہوگا، اور توام ہوگا، مرزا صاحب نے اس روایت کی باقی تمام باتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے کو مغل ہونے کی وجہ سے چینی النسل قرار دے کر اپنے کو اس پیش گوئی کا مصداق قرار دے لیا، اس وقت پہلی بار مرزا صاحب کی تحریروں میں اپنے توام پیدا ہونے کا ذکر ہوا اس سے قبل ۵۵ سال کی عمر تک نہ تو ان کے خاندان نے اور نہ ہی مرزا صاحب نے خود اپنے توام ہونے کا ذکر کیا۔ پھر مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس دائی کی تحریری شہادت موجود ہے لیکن وہ شہادت نہ اس وقت اور نہ ہی اس کے بعد کبھی سامنے لائی گئی۔ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ وہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے، لیکن ان کے بیٹے کے دلائل سنیں تو لگتا ہے کہ مرزا صاحب ۱۸۳۱ء سے لے کر ۱۸۴۰ء تک پیدا ہی ہوتے رہے ہیں۔ اب اللہ جانے کہ مرزا صاحب کو صحیح پتہ ہے کہ وہ کب پیدا ہوئے، یا ان کے بیٹے کو صحیح پتہ ہے کہ اس کا باپ کب پیدا ہوا؟

بچپن...... مرزا صاحب بچپن میں سیندھی کہلاتے تھے اور ہندو وسوندی کہتے تھے بعد میں پتہ نہیں کب مرزا غلام احمد بنے یا کس نے ان کا یہ نام رکھا۔ بچپن ان کا زیادہ تر ننھیال میں گزرا، جہاں چڑیوں کو پکڑ کر سرکنڈے سے ذبح کر دیا کرتے تھے [اور بڑے ہو کر لوگوں کا ایمان ذبح کرتے رہے] اور جب قادیان میں ہوتے تھے تو قادیان کی ڈھاب میں [جہاں سارے قصبے اور بارش کا گندہ پانی اکٹھا ہوتا تھا] نہایا کرتے تھے۔ اور ایک مرتبہ وہاں ڈوبتے ڈوبتے بچے، جس نے ان کو بچایا اس نے لاکھوں انسانوں پر ظلم کیا کہ ان کے دعوؤں کی وجہ سے لاکھوں انسان صراط مستقیم سے بھٹک گئے اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس کو اس وقت یہ علم ہوتا تو وہ مرزا صاحب کو ڈوبنے سے نہ بچاتا!

خاندان...... مرزا صاحب اپنی ایک نظم میں لکھتے ہیں کہ ان کی نسلیں ہیں بے شمار، اگر آپ کے سامنے یہ بات کوئی اپنے بارے میں کہے تو آپ اس کو کیا کہیں گے؟ اپنی سوانح میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ان کے بزرگ سمرقند سے ہندوستان میں آئے تھے اور وہ مغل برلاس ہیں۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ان کو اللہ نے الہاماً بتایا کہ ان کی قوم مغل ہے نہ فارسی، اس لئے وہ فارسی النسل ہیں لیکن اللہ ان کو یہ بتانا بھول گیا کہ وہ مغلوں کی اولاد ہوتے ہوئے بھی مغل سے فارسی النسل کیسے بنے؟ پھر اس کے بعد فاطمی ہونے کا دعویٰ بھی ہے، اور ساتھ ہی ان کو اسرائیلی پیوند بھی لگا ہوا ہے، یہ نصف فاطمی اور نصف اسرائیلی پیوند کیسے اور کب لگے، اس کے بارے میں بات اسی طرح مشکوک ہے جیسے کہ فارسی النسل کیسے بنے۔ اور اگر یہ دونوں نصف نصف ہیں تو باقی پیوندوں نے اپنی جگہ کیسے بنائی؟ پھر چینی النسل ہونے کا بھی دعویٰ ہے، اور ہاں سیدوں کے داماد ہونے کی وجہ سے سید بھی ہیں۔ اب مرزا صاحب نے اتنے آپشن آپ کو اپنے خاندان کے دے دیئے ہیں، جو آپ کا دل آئے سمجھ لیں۔ یا پھر تحقیق کرتے رہیں کہ کس خاندان سے ہے تعلق مرزا قادیانی کا؟ صحیح جواب پانے والے کو انعام۔

شکل وصورت......اصل میں شکل وصورت، ناک ونقشہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس کو چاہے جیسا بنادے،لیکن مرزا صاحب کی اپنی الہامی دعوت ہے کہ ”دیکھ کیا کہتی ہے تصویر تمہاری“ اس لئے ہم بلاتبصرہ جو نظر آرہا ہے بیان کردیتے ہیں ۔تصویر دیکھیں تو حلیہ اور سٹائل سے سکھ نظر آتے ہیں۔ناک نسبتاً موٹی اور موٹے ہونٹ، پچکے گال جو داڑھی کی وجہ سے اتنے نمایاں نظر نہیں آتے، ڈیڑھ آنکھ، چوڑا ماتھا، پتلی گردن، داڑھی نے ان کے اصل حلیہ پر پردہ ڈال دیا،لیکن پھر بھی بہت کچھ کہتی ہے تصویر تمہاری مرزا صاحب۔

لباس......پہلے جب تک باپ، بھائی زندہ رہے پبلک میں کسی حد تک طریقے سے لباس پہنتے رہے ان دونوں کے مرنے کے بعد مرزا صاحب نے صحیح طور پر مذہبی دکانداری شروع کی تو اس کے بعد دن بدن اپنا حلیہ مضحکہ خیز بناتے گئے، گرمیوں میں بھی واسکٹ اور کوٹ پہنتے قمیض کے بٹن کوٹ میں، کوٹ کے واسکٹ میں، اور واسکٹ کے قمیض میں اور بعض دفعہ اوپر کا بٹن نیچے لگا ہوتا اور کوٹ یا واسکٹ کے کاج میں ایک بڑے سے رومال کا کونہ باندھا ہوتا اس رومال کے ایک کونے میں کچھ پیسے بندھے ہوتے اور دوسرے کونے میں ایک جیبی گھڑی بندھی ہوتی جو اکثر چابی نہ دینے کی وجہ سے بند رہتی اور اگر مرزا صاحب خود ٹائم دیکھتے تو ہندسوں پر انگلی رکھ رکھ کر ایک ایک ہندسہ گن کر ٹائم کا پتہ چلاتے پہلے غرارہ بھی پہنا کرتے تھے، لیکن پھر دوسری بیگم کے زور دینے پر شلوار پہننے لگے، ریشمی نالہ ہوتا تھا جس کے پھندے کے ساتھ چابیوں کا گچھا باندھا ہوتا تھا جو چلتے وقت چھنن چھنن کی آواز پیدا کرتا (ہوگا) بائیں اور دائیں پاؤں کی تمیز نہیں کرسکتے تھے حتیٰ کہ بیگم دائیں بائیں کی تمیز کے لئے جوتوں پر نشان بھی لگادیتی تھی لیکن پھر بھی (جان بوجھ) کر دائیں بائیں پاؤں کی تمیز نہیں کرسکتے تھے اوپر سے اگر انگریزی جوتی ہوتی تو غلط پہن کر کہتے کہ انگریزوں کی کوئی چیز بھی ٹھیک نہیں، لیکن اس کے باوجود ان کی کاسہ لیسی کرتے رہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو ان کی غلامی کی ترغیب دیتے رہے، انگریزی بوٹوں کی ایڑی بٹھا لیتے اور پھر جب ان کے ساتھ چلتے تو ٹھپ ٹھپ کی آواز پیدا ہوتی اور اس طرح اور اس حلیے میں قادیان کے بانکے کی بانکی ٹور دنیا دیکھتی۔

طریقہ واردات......مذہبی دکانداری کے لئے بظاہر سادگی کافی ہوتی ہے لیکن مرزا صاحب بڑے پیانے پر یہ کام کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے مسمریزم میں مہارت حاصل کی اور مسمریزم کا اصول یہ ہے کہ جس کو آپ معمول بنانا چاہتے ہیں تو اس میں آپ کے عمل کے لئے مزاحمت نہ پیدا ہو اور جب کوئی نیا آدمی آتا تو یہ دیکھتے ہی کہ جو آدمی بٹن صحیح نہیں بند کر سکتا کپڑوں پر تیل لگا ہوا ہے اور بائیں پاؤں کا جوتا دائیں پاؤں میں اور دائیں کا بائیں پاؤں میں تو یقیناً سوچتا کہ اس سے کسی کو کیا خطرہ ہونا ہے اور مرزا صاحب بھی شروع میں ایسی باتیں کرتے کہ وہ جی یا ہاں میں ہی جواب ہو اور اس طرح جب وہ لاپرواہو جاتا اور مرزا صاحب کو بے ضرر سمجھتا تو مرزا صاحب کسی مناسب موقع پر اس کو اپنا معمول بنا کر مرید بنا لیتے

،جس سے وہ ساری زندگی لاشعوری طور پر مرزا صاحب کی ہر جائز ناجائز بات پر آمین کرتا رہتا،اور جو لوگ ظاہری حلیے کے دھوکہ میں نہیں آتے اور محتاط رہتے اکثر مرزا صاحب کے ہاتھوں سے بچ کر نکل آتے۔

حیاء...... ''سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد، پسر مرزا جی''اور''تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق نعمانی''اور''ذکر حبیب، مصنفہ مفتی صادق'' سے ایسے واقعات کا پتا چلتا ہے کہ ان کے گھر میں ملازمائیں یا رہنے والی مختلف عورتیں ان کے سامنے ان کی موجودگی میں کپڑے اتارے اور نہانے بیٹھ گئیں یا نہا کر ننگی ہی سامنے سے گزر کر کپڑے اٹھانے گئیں اور مرزا صاحب وہیں بیٹھے رہے اور کسی کو نہ ٹوکا نہ روکا، اور نہ ہی ہمیں کوئی ایسی روایت ملتی ہے کہ مرزا صاحب نے یا ان کے اہل خانہ نے اس کی مذمت کی ہو یا ان ملازماؤں کو فارغ کر دیا ہو کیا ایک عام حیادار آدمی بھی ایسا کر سکتا ہے؟ کہا گیا کہ وہ دیوانی تھی، لیکن مرزا صاحب تو فرزانے تھے یہ کیوں نہ اٹھ گئے؟ اگر ملازم کو پتا ہو کہ اس کا مالک حیاء دار ہے تو وہ اس کی موجودگی میں تو بہت دور کی بات ہے، غیر موجودگی میں بھی ایسی حرکت کی جرأت نہیں کرتا، اگر کہیں کہ گھر میں اور بھی عورتیں تھیں، تو کیا عورت کا عورت سے حیاء کا پردہ نہیں ہوتا؟ اور پھر عورت بڑی بے تکلفی سے کہہ رہی ہے کہ ''اونہوں کجھ دیدا ای نہیں'' اس کا مطلب ہے کہ پہلے بھی تجربے ہوتے رہے یہ اتفاق سے کسی ایسی عورت یا عورتوں کی نظر میں بات آ گئی تو باہر بھی نکل آئی ایک سوال یہاں یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ایسے واقعات ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوئے، کم از کم دو تین کتابوں میں یہ روایتیں ایسی ملتی ہیں ممکن ہے کہ ان کی بیگم کے ایما اور رضامندی سے ان ''دیوانی عورتوں'' نے یہ حرکات کی ہوں، مرزا صاحب کے جذبات کو''تحریک جدید'' دینے کے لئے؟ کیونکہ مرزا صاحب نے کئی جگہ اپنے نامرد ہونے، اور قوت باہ کی دوائیاں متواتر استعمال کرنے کا اعتراف کیا ہے کیا مجدد، نبی اور رسول کے دعویدار کا کردار ایسا ہی ہوتا ہے؟

صفائی...... بچپن میں قادیان کی ڈھاب میں جہاں سارے گاؤں کا بارش کا پانی اکٹھا ہوتا تیرتے رہتے، حتیٰ کہ بقول مرزا صاحب کے ایک بار ڈوبنے لگے تھے کہ کسی راہگیر نے ان کو بچایا، کاش اس وقت ڈوب جاتے تو بعد میں لاکھوں کا ایمان نہ ڈوبتا۔ مرزا صاحب ایک طرف تو اپنے گھر کی صفائی کا اتنا خیال کرتے کہ طاعون کے دنوں میں نالیوں میں خود فینائل ڈالتے، اور ان کو یہ بھی پتہ ہوتا تھا کہ بھنگن نے گند کہاں سے اٹھایا ہے اور کہاں سے نہیں، اس قسم کا واقعہ سیرت المہدی میں درج ہے، لیکن دوسری طرف رات سوتے وقت دن والے کپڑے، پگڑی وغیرہ اتار کر تکیے کے نیچے رکھ کر سوتے تو آپ خود اندازہ کر لیں کہ صبح کے وقت کس طرح کچلے ہوئے اور سلوٹوں والے کپڑے ہوتے ہوں گے، اور اس پر طرہ تماشہ یہ کہ جب سر کو تیل لگاتے تو داڑھی کو بھی تیل میں تر کرتے اور اس کے بعد سامنے سینے پر کوٹ/ واسکٹ/قمیض، غرض جو بھی پہنا ہوتا اس پر ہاتھ الٹے سیدھے مَل کر کے تیل صاف کر لیتے۔

خوش اخلاقی...... مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کبھی جواب میں بھی کسی کو گالی نہیں دی۔ لیکن دنیا مرزا صاحب

کی اس بات پر پتہ نہیں کیوں یقین نہیں کرتی؟ میں دو تین مرزا صاحب کی تحریروں کے نمونے پیش کر دیتا ہوں، فیصلہ قارئین کرام کر لیں کہ یہ گالیاں ہیں یا نہیں؟[۱]''سعداللہ لدھیانوی بے وقوفوں کا نطفہ اور کنجری کا بیٹا ہے''۔[۲]''ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار کنجریوں کی اولاد، جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے''۔[۳]''مجھے ایک کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ کتاب بچھوی طرح نیش زن ہے، اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی''۔[۴]''تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اے حرامی لڑکے ''۔اس کے علاوہ جو صحابہؓ اور انبیاء کے بارے میں خامہ فرسائیاں کی ہیں وہ لکھتے ہوئے قلم بھی کانپتا ہے۔

دوسرے مذاہب پر چیرہ دستیاں......مرزا صاحب کی چیرہ دستیوں سے کوئی نہیں بچا، حتیٰ کہ ان کے اپنے بیوی بچے بھی نہیں اور دوسرے مذاہب کے بارے میں ایک نبی کی تحریر دیکھیں اور دعویٰ یہ ہے کہ میں خدا کی مرضی کے بغیر نہیں لکھتا، ایک دو نمونے حاضر خدمت ہیں، احمدیو ایمان سے بتانا کہ کیا خدا کی مرضی کا کلام ہے یہ؟[۱]''آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے، سمجھنے والے سمجھ لیں''۔[۲]''چپکے چپکے حرام کروانا، آریوں کا اصول بھاری ہے''۔[۳]''عیسائیت ایک بدبودار مذہب ہے''۔[۴]''یسوع (حضرت عیسیٰؑ کی تین دادیاں اور نانیاں کنجریاں اور زنا کار تھیں''۔اس کے علاوہ شاید ہی کوئی نبی اللہ بچا ہو جس کی مرزا صاحب نے توہین نہ کی ہو۔

سلطان القلم......مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا نے ان کو الہاماً سلطان القلم کا خطاب دیا ہے۔اب ایک آدھ مثال ذرا یہ بھی ہو جائے۔[۱]''جھوٹے آدمی کی یہی نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر کہے کہ ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں''۔[۲]''بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط، یار کی اس کو آہ وزاری ہے''۔کیا سلطان القلم ایسے گھٹیا فقرہ باز ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ بے شمار مثالیں ہیں اور اگر تحریر دیکھیں تو ہر صفحہ پر دس غلطیاں مل جائیں گی۔لیکن اس آرٹیکل کا مقصد صرف مختصر طور پر ''دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری'' ہے۔

انسانیت......کئی واقعات ہیں لیکن بطور نمونہ ایک واقعہ بیان کرتا ہوں مرزا صاحب کو گرم پانی سے استنجا کرنے کی عادت تھی، اور بیت الخلا میں جانے سے پہلے آواز دیا کرتے تھے کہ پانی رکھ دو، اور ایسا دن میں کئی کئی بار ہوتا تھا کہ مرزا صاحب بول و براز کے امراض خبیثہ میں گرفتار تھے، ایک بار کام کی زیادتی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ملازم نے نسبتاً تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔مرزا صاحب باہر نکلے، اس ملازمہ کو بلایا اور بجائے اس کے کہ اس کو اخلاق سے پیار سے یا نرمی سے توجہ دلاتے ،اس کو بلایا اور کہا کہ ہاتھ آگے کرو۔اس نے ہاتھ آگے کیا تو گرم پانی کا وہ سارا لوٹا اس کے ہاتھ پر انڈیل دیا۔کیا یہی کردار ہونا چاہیے رحمت اللعالمینؐ کے ظل کا؟ کیا مرزا صاحب ایسی انسانیت کے ساتھ واقعی محمدؐ ثانی ہو سکتے ہیں؟[نعوذ باللہ]

بیماریاں......مرزا صاحب کی بے شمار نسلوں کی طرح، بیماریاں بھی بے شمار تھیں۔مستقل بیماریوں میں مرگی

،مراق، ہسٹیریا، مالیخولیا، دوران سر، شوگر، پیشاب، اسہال، ریگنن، خارش، نامردی تو ہر وقت اور ہر جگہ شامل حال تھیں، اور پھر کشتہ جات کے کھانے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے امراض، غرضیکہ مرزا صاحب کے بقول اکثر امراض خبیثہ نے ان کے جسم میں پڑاوُ ڈالا ہوا تھا۔ اور آخر میں وبائی ہیضہ یا طاعون سے چند گھنٹوں میں راہی ملک عدم ہوئے۔

دعویٰ جات......مرزا صاحب کے دعویٰ جات جو اس فقیر درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی طور پر پڑھے ہیں وہ ایک سو[۱۰۰] سے بھی کہیں زیادہ ہیں، ایک بار ایک ذہنی مریض عورت کہیں دیکھی تھی، اس کا کام یہ تھا کہ جب بھی اس کو کپڑے کا کوئی ٹکڑا کہیں نظر آتا تھا اور اچھا لگتا تھا تو وہ اس ٹکڑے کو اپنے لباس کے ساتھ ہی سی لیتی یا ٹانک لیتی تھی۔ یہی حال مرزا صاحب کا تھا جو دعویٰ ان کو پسند آ گیا وہ انہوں نے اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ اور یہ سفر مناظر اسلام سے شروع ہوا اور ملہمیت، مجددیت، مسیحیت، مہدویت، نبوت، رسالت، جے سنگھ بہادر وغیرہ وغیرہ سے ہوتا ہوا خدا کے بیٹے اور پھر خدائی تک پہنچ ۔وہاں سے لوٹ کر پھر ہندو مذہب کے اوتاروں اور دیوتاؤں کی طرف شروع کیا ابھی مرلی دھر یعنی کرشن اوتار تک ہی پہنچے تھے کہ ان کی زندگی ہی ان کو دغا دے گئی، ورنہ امید واثق تھی کہ ہندوؤں کے خدا تک پہنچنے کے بعد افریقہ اور پھر جنوبی امریکہ وغیرہ کے مقدس ناموں کا استحصال کرتے، اور اسکے بعد آسٹریلیا وغیرہ کی باری آجاتی۔

نشانات......مرزا صاحب کے بقول ان کے نشانات پچاس لاکھ تک جا پہنچے ہیں اور کبھی تین لاکھ اور کبھی دس لاکھ، اور ساتھ یہ دعویٰ بھی ہے کہ کھلے کھلے نشانات کم از کم دس لاکھ ہیں اور جب نشانات لکھنے بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس کتاب میں تین سو نشانات لکھوں گا اور دو سو نشانات لکھ کر ہی تھک جاتے ہیں اور معشوق کے نہ پورے ہونے والے وعدے کی طرح وعدہ کرتے ہیں کہ اگلی کتاب میں تین سو نشان لکھوں گا مگر مرد کا وعدہ ہو تو پورا ہو، یہ تو مرزا جی کا وعدہ تھا جو کبھی پورا نہ ہوا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمتہ اللہ علیہ کے بقول اگر ان کے ہر سانس کے علاوہ ان کی خارج کی ہوئی ریح کو بھی مرزا صاحب کے نشانات میں شمار کر لیں تو پھر بھی پچاس لاکھ نشانات پورے نہیں ہوتے۔ مرزا صاحب کی عمر ۶۸ سال تھی، اب اس عمر پر ان کی پیدائش سے لے کر وفات تک، پچاس لاکھ نشانات کو تقسیم کریں تو تقریباً ہر سات منٹ پر ایک نشان بنتا ہے ،یعنی مرزا صاحب نے پیدا ہوتے ہی ہر ساتویں منٹ پر ایک نشان دکھانا شروع کر دیا تھا اور موت تک ہر سات منٹ پر ایک نشان دکھاتے گئے، اور وہ نشانات کہاں گئے؟ جس طرح مرزا صاحب نے عبدالحق اور اس کی بیوی کے بارے میں کہا تھا، انہی لفظوں میں ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا مرزا صاحب کے اندر ہی اندر تحلیل ہو گئے یا رجعت قہقری کر کے سوداوی بخارات بن کر ان کے دماغ کو چڑھ گئے۔ آخر گھوم پھر کر روپیہ پیسہ، آنے کو نشانات قرار دینا شروع کیا مگر وہ بھی ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ گنا سکے، کوئی چار آنے ملنے کا تھا، کوئی دس روپے ملنے کا تھا، کوئی بیس روپے ملنے کا تھا۔

نشانات کے گواہ......مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ان نشانوں کے سب سے بڑے گواہ قادیان کے لالہ ملاوامل اور لالہ

شرمپت ہیں، کیا کہنے اس ''اسلام کے پہلوان نبی'' کے کہ اس کو گواہی کے لئے کوئی مسلمان نہیں ملا اور نہ ہی کوئی اہل کتاب ملا، ملے تو ہندو ساکنان قادیان! اور پھر جن کو یہ سب سے بڑا گواہ قرار دے رہے ہیں، انہی ہندوؤں کی گواہی کیا کہتی ہے؟ یہ بھی مرزا صاحب کی اپنی زبانی ہی سن لیجئے۔قادیان میں لالہ ملاوامل نے لالہ شرمپت کے مشورے سے اشتہار دیا جس کو قریباً دس برس گزر گئے۔اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکار فریبی ہے اور صرف دکاندار ہے لوگ اس کا دھوکہ نہ کھاویں۔مالی مدد نہ کریں ورنہ اپنا روپیہ ضائع کریں گے۔

مشہور پیشگوئیاں...... مشہور پیشگوئیاں جو کبھی پوری نہ ہوئیں، سب سے پہلے پیشگوئی ایک بابرکت لڑکا پیدا ہونے کی ہے، جس کو مرزا صاحب نے کئی بار دہرایا کسی بیٹے پر چسپاں کیا، کسی پر کہا کہ شاید یہی ہو اور پھر آخر کار اس کو اپنے چوتھے لڑکے پر چسپاں کر دیا لیکن وہ ۸،۹ سال کی عمر میں مر گیا تو آخری بار اپنی موت سے چند مہینے قبل پھر اس پیشگوئی کو دہرایا ۔مرزا صاحب مرتے مر گئے مگر وہ بابرکت لڑکا نہ پیدا ہوا، اور مرزا صاحب کی موت کے بعد ان کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود سمیت بے شمار لوگوں نے اپنے آپ کو مرزا صاحب کا روحانی فرزند قرار دے کر اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا اور اس سلسلے کی تازہ ترین کڑی جرمنی میں مصلح موعود ہونے کے دعویدار عبدالغفار جنبہ ہیں اور فی نفسہ شریف آدمی ہیں لیکن وہ بھی اپنے نبی کی طرح مراق کا شکار ہیں شاید اسی وجہ سے ان کی روایتی شرافت، دیانت اور وضع داری ان سے رخصت ہوتی جا رہی ہے اور وہ بھی اپنے نبی کی طرح اوفو بعھد کم / لِمَ تقولون مالا یفعلون سے دامن چھڑا چکے ہیں۔دوسرے لیکھرام کی پیشگوئی جس کا اس کے مارے جانے کے بعد پہلے کسی قسم کی پیشگوئی کا انکار کیا گیا بعد میں معاملہ ٹھنڈا ہونے پر اس کی موت اپنی پیشگوئی کا نتیجہ قرار دے دی۔تیسری پیشگوئی عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی ہے، جب پیشگوئی کی گئی تو کہا گیا کہ آتھم آج کی تاریخ سے پندرہ مہینہ کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب کا منہ کالا کیا جائے، ان کے گلے میں رسہ ڈال کر ان کو پھانسی دی جائے، لیکن وہ ان کی تمام کوششوں حتیٰ کہ میعاد ختم ہونے کی آخری رات تک ٹونے ٹوٹکے کرنے کے باوجود آتھم نہ فوت ہوا تو مرزا صاحب نے کہا کہ اس نے دل میں رجوع کر لیا تھا، سوال یہ ہے کہ اگر آپ اللہ کے نبی تھے اور اللہ نے آپ سے اس کی موت کا اعلان کرایا تھا تو اللہ نے مرزا صاحب کو ذلت سے بچانے کے لئے اس کا رجوع بھی علی الاعلان نہیں کروایا۔اور پھر اس نے اپنا رجوع بھی تسلیم نہیں کیا لیکن اس کے بعد بھی وہ کافی عرصہ زندہ رہا۔چوتھی مشہور پیشگوئی مسمات محمدی بیگم ایک بارہ تیرہ سالہ لڑکی سے شادی کی تھی اور اس کے لئے مرزا صاحب نے بڑے دعوے کئے لیکن خدا نے مرزا صاحب کو اس پیشگوئی میں بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح ذلیل کیا اور مرزا صاحب اس سے شادی کی حسرت ہی لئے راہی ملک عدم ہو گئے۔بقول مرزا صاحب کے اس کے ساتھ ان کا نکاح آسمان پر خود خدا نے پڑھا، لیکن دنیا نے دیکھا کہ وہ زمین پر خدا کی مرضی سے مرزا سلطان [سکنہ پٹی ضلع قصور] کے بچے جنتی رہی اور مرزا صاحب کی موت کے بھی چالیس سال بعد تک مرزا سلطان کے ساتھ ہنسی خوشی بسر کرتی رہی، باوجودیکہ مرزا صاحب نے

الہاماً نکاح کے ڈھائی سال کے اندر مرزا سلطان کے مرنے کی پیشگوئی کرتے رہے بلکہ یہاں تک کہ موضع پٹی کے بارے میں الہام جڑ دیا کہ ''پٹی پٹی گئی''۔ آج تک تو موضع پٹی سلامت ہے حالانکہ اس علاقہ میں ہندوستان اور پاکستان کی جنگیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ ہاں مستقبل میں ممکن ہے کہ موضع پٹی کی کوئی سڑک برائے مرمت پٹی جائے تو الفضل میں اس کی فوٹو لگا کر سرخی لگا دیں کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کا الہام کس شان سے پورا ہوا کہ پٹی پٹی گئی اور نہ صرف پٹی گئی بلکہ مرزا سلطان کے آبائی مکان کے سامنے پٹی گئی اس کے علاوہ بے شمار پیشگوئیاں ہیں جو آج بھی مرزا صاحب کو نبی ماننے والوں کے لئے شرمندگی کا باعث ہیں۔

کھڑاک کیوں...... آدمی کے دل میں خیال آتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ سارا کھڑاک کیوں پھیلایا؟ اس کا واضح جواب مرزا صاحب کا ایک فقرہ دے دیتا ہے ''مجھے اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی''۔ اور پھر ساری عمر مرزا صاحب نے اسلام کی خدمت کے نام پر جھولی پھیلا کر، اشاعت اسلام کے نام پر اکٹھے کئے ہوئے پیسے سے صرف اپنی رہن شدہ خاندانی جائیداد ہی نہیں چھڑائی بلکہ اپنی اولاد کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کر گئے آئندہ کے لئے مذہبی دکانداری کی لیکن ان کی اولاد آج بھی چندے کا کشکول اٹھائے پھرتی ہے، کیوں نہ اٹھائیں، اسی چندے سے ارب پتی بنے ہیں۔ اور اس کے لئے مرزا صاحب نے اسلام کی خدمت کے نام پر نہ صرف اپنی بے معنی اور تضاد سے بھرپور کتابیں ہی بیچیں اور کتابوں کے نام پر لوگوں کا ہزاروں روپیہ بغیر ڈکار مارے ہضم کر گئے بلکہ، زکوٰۃ، صدقات کے علاوہ رنڈیوں کے مال اور سود کو بھی اپنے لئے مباح کر گئے۔

وفات...... مرزا صاحب کا الہام تھا کہ خدا نے ان کو کہا ہے کہ ''ان کی عمر اسی (۸۰) برس یا دو چار سال کم یا زیادہ ہو گی'' اب اس الہام کو ہی دیکھ لیں کہ بقول مرزا صاحب کے قادر مطلق اور عالم الغیب خدا ان کو عمر کی خبر دے رہا ہے مگر بیچارے کو خود معلوم نہیں کہ وہ مرزا صاحب کو/۷۶/۷۷/۷۸/۷۹/۸۰/۸۱/۸۲/۸۳/۸۴ سال میں سے کتنی عمر دے گا، اس لئے وہ نو (۹) عدد چانس اپنے پاس رکھ رہا ہے تا کہ اگر ایک دو بار بھول جائے تو اگلا چانس استعمال کر لے۔ لیکن مرزا صاحب کا جھوٹا الہام خدا کو پسند نہیں آیا اور اس نے ان کو ۶۸ / ۶۹ سال کی عمر میں ہی وفات دے دی۔ مرزا صاحب بقول ان کے ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۰ء میں ایک عدالت میں حلفی بیان بھی دیا کہ ان کی عمر ساٹھ (۶۰) سال ہے۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو محمدی بیگم سے شادی کی حسرتوں کا جنازہ بھی ساتھ لے کر راہی ملک عدم ہوئے۔ لیکن بات صرف اتنی ہی نہیں، بلکہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کو اپنی وفات سے چودہ (۱۴) مہینے پہلے خط لکھا جس میں لکھا کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون یا کسی خبیث مرض سے مر جائے گا، اور مرزا صاحب مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں ہیضہ سے فوت ہوئے اور انکے ہونٹوں سے جو آخری صاف الفاظ ادا ہوئے

وہ یہ تھے کہ ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے''۔اور مولوی ثناء اللہ امرتسری نے چالیس سال کے بعد ۱۹۴۸ء میں بمقام سرگودھا، نارمل وفات پائی اور اپنی وفات سے پہلے کئی مباحثوں اور مناظروں میں قادیانیوں کو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔بات وفات کی صرف یہاں ہی ختم نہیں ہوتی، بلکہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی، جو مرزا صاحب کے صحابی تھے لیکن مرزا صاحب کی حرکات دیکھنے کے بعد ان کو چھوڑ گئے انہوں نے پیشگوئی کی کہ مرزا جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے کے اندر مر جائے گا۔اس کے جواب میں مرزا صاحب نے کہا کہ ''خدا نے اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھادوں گا۔یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھادوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے''۔اشتہار ۵نومبر ۱۹۰۷ء۔اب دیکھیں کہ اس اشتہار کے شائع کرنے کے بعد سے آٹھویں مہینے میں مرزا صاحب کو خدا نے جھوٹا کر کے موت دے دی کہ انہوں نے اللہ کے حوالے سے اپنی عمر کی تحدی کی تھی۔بات صرف یہیں ہی ختم نہیں ہوتی، مرزا صاحب نے کہا کہ خدا نے کہا ہے کہ تو ایک ددر کی نسل دیکھے گا، اب سوائے ایک پوتے کے (مرزا عزیز) وہ بھی اس بیٹے کی اولاد جس کو مرزا صاحب نے دشمن اسلام، دشمن دین، اپنے اوپر تلوار چلانے والا، دیوث (مرزا سلطان احمد کو) قرار دے کر عاق کر دیا تھا اور ان کی زندگی میں وہ عاق ہی رہا، کے علاوہ مرزا صاحب کو پوتا اور نواسہ بھی دیکھنا خدا نے نصیب نہ کیا، باوجودیکہ اپنے لڑکوں کو ۱۲، ۱۳ سال کی عمر میں اور لڑکی کا ۹، ۱۰ سال کی عمر میں نکاح کر دیا تھا۔اس نبوت کے جھوٹے دعویدار نے خدا پر جھوٹ باندھا تھا کہ اس نے وعدہ کیا ہے دور کی نسل دکھانے کا تو خدا نے دور تو کیا نزدیک کی نسل بھی نہ دکھائی۔کیا اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے نبیوں کو جھوٹا کرتا ہے؟ بات ابھی اور بھی آگے چلتی ہے، دہلی سے شائع ہونے والے اخبار ''پیسہ'' کی ۱۸ستمبر ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں ایک صاحب کی پیشگوئی شائع ہوئی ''پیشگوئی متعلقہ طاعون بابت سال ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء پنجاب میں اب کے طاعون کا پہلا جیسا زور نہیں ہوگا۔البتہ ممالک مغربی وشمالی میں بہت زیادہ زور ہوگا۔دہلی میں بھی گذشتہ سال سے زیادہ ہوگا۔پنجاب کے ایک بہت بڑے مذہبی لیڈر جن کو دعویٰ ہے کہ ان کو طاعون نہیں ہوسکتا، طاعون سے انتقال کریں گے''۔جب مرزا صاحب کو یہ پڑھ کر سنایا گیا تو مرزا صاحب نے کہا، یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس اخبار میں درج ہے۔اب خود بخود سچائی ظاہر ہو جائے گی''۔اور مرزا صاحب نے اپنے ایک مخالف کے بارے میں کہا کہ وہ طاعون میں مبتلا ہوا اور چند گھنٹوں میں مر گیا، مرزا صاحب بھی شام کو سیر کر کے آئے اور رات کو بیمار ہوئے اور چند گھنٹوں میں ہی مر گئے، ممکن ہے کہ طاعون سے ہی مرے ہوں اور اس وقت اگر یہ خبر باہر نکلتی تو مرزا صاحب کا قائم کردہ مذہب ایک رات میں ہی ختم ہو جاتا، اس لئے ممکن ہے کہ خبر دبا دی گئی ہو۔لیکن ایک بات ہے کہ مرزا صاحب اس پیشگوئی کے مطابق بھی ۱۹۰۸ء میں ہی مرے۔یعنی مرزا صاحب خود تسلیم کر گئے کہ اگر وہ ان پیشگوئیوں کے نتیجے میں مرے تو سچائی ظاہر ہو جائے گی یعنی ان کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک ہو جائے گا۔اور سچائی ظاہر ہوئی اور ڈنکے کی چوٹ ظاہر ہوئی

اورمرزاجی کوتا قیامت جھوٹا قرار دے گئی۔ کہنے کو بہت کچھ ہے لیکن یہ بھی کافی ہے ظاہر کرنے کے لئے ''دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری''۔

نوٹ: اس مضمون میں لکھے گئے حقائق کا حوالہ دیا جاسکتا ہے، صرف مضمون کوطوالت سے بچانے اور تسلسل قائم رکھنے کے لئے حوالہ جات نہیں دیئے گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

آئینہ جو اُن کو دکھایا تو۔۔۔۔۔

نوٹ: اگر اس مضمون کو کوئی قادیانی (احمدی) کہے کہ اس میں سخت الفاظ ہیں تو اس کے لئے پہلا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب کے بالمقابل اگر دیانتداری کے ساتھ موازنہ کریں گے تو وہ ایسا سوال ہی نہیں اٹھائیں گے۔لیکن اگر اس کے باوجود کوئی صاحب یہ اعتراض کرنا ہی چاہتے ہیں تو مرزا صاحب کی تحریر سے ہی جواب پیش خدمت ہے،ارشاد کرتے ہیں،''دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخاطب گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے اور پھر اگر وہ سچ سن کر برافروختہ ہوتا ہے تو ہوا کرے''۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۱۱۲]۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دین اسلام نے جہاں دنیا پر اور بہت سے احسان کئے ہیں اور نسل انسانی کا شرف قائم کیا ہے،وہاں ایک احسان یہ بھی کیا ہے،جس کی طرف بہت کم توجہ ہوئی ہے اور وہ یہ کہ اسلام نے تمام سابق انبیاء اللہ کا شرف قائم کیا ہے اور ان کی سچائی کی گواہی دی ہے اور مزید یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کی اپنی ہی امتوں کی لگائی ہوئی تہمتوں سے بھی پاک صاف کر کے ان کی عصمت وعفت کو اجاگر کیا ہے۔ان انبیاء میں سے خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ کا ذکر کرتے ہوئے نہ صرف ان کی عظمت اور بڑائی کا ذکر کیا ہے بلکہ ان کی پاکدامنی کی گواہی بھی دی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کئی بار ان کے دوبارہ نازل ہونے کی خبر بھی دی ہے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کا کئی جگہ ذکر آتا ہے،ہم صرف دو حوالے پیش کرتے ہیں،قرآن فرماتا ہے:۔

☆''اور جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم! اللہ نے یقیناً تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک کیا ہے اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلے میں تجھے چن لیا ہے''۔سورۃ آل عمران،آیت ۴۳،آگے دوسری آیت میں فرماتا ہے:۔

☆''جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعہ (ایک لڑکے کی) بشارت دیتا ہے۔اس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔جو دنیا میں اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور مقربوں میں سے ہوگا''۔آل عمران،آیت ۴۶۔

حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے!

☆''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم حاکم اور عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے،پس صلیب کو توڑیں گے اور لڑائی کو موقوف کر دیں گے۔[صحیح البخاری/کتاب الانبیاء/نمبر ۶۶۸]۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اپنی زندگی کا آئندہ سفر مذہب کے لبادہ میں شروع کرنے کا فیصلہ کیا یا یہ

سفران سے کرایا گیا۔

☆تو وہ ہمدرد اسلام اور مناظر اسلام کے روپ میں جن اعتقادات ،نظریات ،اور خیالات کے روپ میں سامنے آئے۔اس وقت انہوں نے جو اپنے عقائد ظاہر کئے اور تحریر کئے وہ وہی بنیادی عقائد تھے،جو کہ تیرہ سو برسوں سے امت مسلمہ کے عقائد تھے۔اس کے بعد انہوں نے براہین احمدیہ کا اسلام کی تاریخ میں سب سے زیادہ نادر اور غیر متزلزل کتاب ہونے کا شوشہ چھوڑا،اور اس کتاب کے ساتھ مجدد ہونے کا بھی خود ساختہ دعویٰ کیا،اس کتاب میں مرزا صاحب نے اپنے آئندہ کے منصوبوں کی چھپی ہوئی بنیادیں رکھ دیں یا رکھوائی گئیں۔

☆مرزا صاحب جو کہ مدعی مجدد، مسیح، مہدی اور مزید سو سے زیادہ دعاوی کے ساتھ نہ صرف مدعی نبوت بلکہ خدائی کے بھی مدعی ہیں، نے اپنے دعووں کے شروع میں ہی ابھی جب ملہم اور مجدد کا دعویٰ کیا تو ساتھ ہی الہاماً اپنی فطرت کو حضرت مسیح علیہ السلام کے مشابہ قرار دے دیا،اس کے بعد اپنے کو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی میں شریک قرار دیا۔اس کے بعد اپنے آپ کو مثیل مسیح قرار دیا۔پھر موعود مثیل مسیح بن گئے۔پھر جب ان کے ساتھ کچھ نیچری ۹۰-۱۸۸۹ء میں (یعنی سر سید احمد خان مرحوم بانی علیگڑھ یونیورسٹی کے حلقہ ارادت میں شامل)مرزا صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے یا شامل کروائے گئے تو مرزا صاحب کے ارادوں کو تقویت ملی۔

☆بقول ان کو بارش کی طرح الہام ہونے شروع ہو گئے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم نہ صرف فوت ہو چکے ہیں بلکہ قرآن کریم میں تین جگہ سے ان کی موت ثابت ہے(جو اگلی کتاب میں تیس جگہ بن گئی)لیکن اس میں حیرت کی بات ہے کہ جس بات کے لئے (مرزا صاحب) کا خدا تین سال بارش کی طرح الہام کر کے مرزا صاحب کو بتا رہا ہے اور سمجھا رہا ہے اور مرزا صاحب (بقول خود ٹھنک ٹھنک کر نخرے کر رہے ہیں کہ میں نہ مانوں) کو الہام سمجھنے یا ماننے میں تین سال کا عرصہ لگتا ہے، وہ بات سر سید احمد خان اپنی تفسیر قرآنی (تفسیر احمدی) میں ۱۸۷۲ء میں ہی بغیر کسی الہام کے بیان کر کے شائع بھی کر بیٹھے تھے کہ ''قرآن پاک میں تین جگہ سے وفات عیسیٰ ثابت ہوتی ہے''۔

☆خیر مرزا صاحب نے امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ عقیدہ کے برخلاف حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا اعلان کر دیا اور اعلان کرنے کے ساتھ ہی اپنے آپ کو مثیل عیسیٰ یا مثیل مسیح قرار دیا اور اپنے آپ کو حضرت عیسیٰؑ کے متشابہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں،''اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں''۔[براہین احمدیہ/رخ جلد ۱/صفحہ ۵۹۳]۔پھر مشابہت سے چھلانگ لگا کر مثیل بنے اور وہاں سے جست لگا کر ڈائریکٹ مسیح موعود بن گئے اور مسیح ابن مریم بن گئے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن جو بات ہم آج بیان کرنے والے ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور ان کے بعد اب تک کتنے ہی کاذب مدعی نبوت یا مدعی مہدویت ہوئے لیکن ان میں سے شاید ہی کسی نے انبیاء کرام،صحابہ کرام،اور اسلام

ودوسرے مذاہب کی مقدس ہستیوں پر تنقیص یا اتنے گندے حملے کیے ہوں جتنے اور جس طرح مرزا غلام اے قادیانی نے کیے ہیں، اور جب ہم مرزا صاحب کی تحریریں پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ صاحب ان مقدس ہستیوں کے لیے دل میں تہ در تہ نفرت کے پہاڑ چھپائے پھرتے ہیں۔ اس مضمون میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف مرزا صاحب نے جو دل آزار باتیں کہیں، یہاں ان کا مختصر ذکر اور رد ہے۔ تمام حوالے اور تجزیہ تو ایک پوری کتاب کا بلکہ کئی کتابوں کا متقاضی ہے۔

☆اس مضمون میں مختصراً یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مرزا صاحب کس جوہر کے ٹکڑے اور کس درخت کا پھل ہیں، کیونکہ انہوں نے نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی درخت کا پھل قرار دیا ہے اور اسی جوہر کا دوسرا ٹکڑا قرار دیا ہے جس جوہر سے یہ ہیں تو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف جو خامہ فرسائیاں کی ہیں دراصل حضرت عیسیٰؑ پر الزامات نہیں بلکہ مرزا صاحب نے آئینہ میں اپنے اعمال کو دیکھ کر یہ سب کہا اور یہ سب مرزا صاحب، ان کی اولاد اور جماعت کے لٹریچر سے ثابت ہے اب ایک جوہڑ کے باسی (قادیان کا سب سے بڑا جوہڑ جہاں گندہ پانی اکٹھا ہوتا ہے وہ ''ڈھاب'' کے نام سے موسوم ہے اور مرزا صاحب بچپن اور نوعمری میں اس میں تیرا کرتے تھے، یہ ان کی اپنی تحریروں سے ثابت ہے) کے عکس، جو آئینہ دیکھنے کے بعد مرزا صاحب کو نظر آئے، اور جو قادیان کی ڈھاب کا گندان کے جسم کے اندر اترا، وہ اب ان کی تحریروں اور منہ سے باہر آرہا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بے بنیاد الزامات۔ اس مضمون میں الزام لگانے والے کی کسی حد تک اپنی اصل حالت اور کیریکٹر، دونوں ہی پیش خدمت ہیں۔

الزامات مرزا اوران کا جواب

مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بے شمار و بے بنیاد الزامات لگائے ہیں اس مضمون میں ہر الزام کو شامل نہیں کیا گیا، کیونکہ ممکن نہیں مگر کچھ الزامات کو۔ تمام الزامات پر بات کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیے ہوگی۔

الزام/توہین:

☆مرزا صاحب فرماتے ہیں، ''ہاں آپ کو (حضرت عیسیٰؑ، ناقل) گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی''۔[انجام آتھم/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۸۹]۔

☆تضادات کے شہنشاہ مرزا صاحب، کتنی شقاوت قلبی کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کی اخلاقی تعلیم کے ذکر میں فرماتے ہیں۔ ''پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا''۔[چشمہ مسیحی/رخ جلد ۲۰/صفحہ ۳۴۶]۔

جواب:

کیا اللہ تعالیٰ نے کسی اور ایسے شخص کو بھی بطور نبی اللہ بھیجا ہے جو بدزبان یا گالیاں دینے والا ہے اگر نہیں تو صرف ایک ہی نبی ایسا بھیجنا تھا جو صرف مرزا صاحب اور ان کے راہبر یہودیوں کو ہی گالیاں دینے والا اسفلہ اور کمینہ شخص نظر

آتا ہے۔ایک کتاب میں مرزا صاحب گالیاں دینے والوں کے بارہ میں لکھتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ میری طرح یقیناً آپ بھی مرزا صاحب کی اس بات میں تائید کریں گے۔

☆ فرماتے ہیں ''گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے''۔[ست بچن/ رخ جلد۱۰/صفحہ۲۰]۔آپ سوچتے ہوں گے کہ ایسی بات کہنے والا کبھی کمینہ پن اور سفلہ پن نہیں کرے گا اور کم از کم خود سفلہ اور کمینہ نہیں بنے گا۔کجا کہ یہ فتویٰ دے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی سفلوں اور کمینوں کی طرح گالیاں دیتے ہیں۔

☆ مرزا صاحب نے اپنی ایک نظم میں لکھا ہے

''سن کر گالیاں تم دعا دو
پاکر دکھ تم آرام دو''

اور ان کے صاحبزادے مرزا محمود صاحب اپنی ایک نظم میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

چھوڑ دو رنج و عداوت ترک کردو بغض و کیں
پیار والفت کو کرو تم جان و دل سے اختیار

☆ لیکن مرزا قادیانی صاحب کے ان ارشادات کے متعلق کیا خیال ہے میرے احمدی دوستوں کا ''اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔سفیہوں کا نطفہ، بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے''۔[حقیقت الوحی، تتمہ/ رخ جلد۲۲/صفحہ۴۴۵]۔

☆ مرزا صاحب کو پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ نے اپنی کتاب ''سیف چشتیائی'' بھجوائی تو وہ کتاب کو ہاتھ میں لیتے ہی ایک نظر میں سمجھ گئے کہ یہ کتاب ضربِ مومنانہ ہے اس پر پیر صاحب کے بارے میں ''اپنے پیار کے جذبات'' کا اظہار ایسے کرتے ہیں۔''کذاب، خبیث، مزوّر، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد۱۹/صفحہ۱۸۸]۔اب دیکھیں کہ کیا اخلاق ہے، پیر صاحب کو ان کی لاجواب کتاب اور ان کے خیالات کا ردّ کرنے پر تو جو کہا بعد کی بات، مگر اس میں گولڑہ کی زمین کا کیا قصور ہے کہ مرزا صاحب اپنے اخلاق کا اس پر بھی غضب نازل کر رہے ہیں اور وہ بھی تا قیامت؟؟

مرزا صاحب جو پھول پیش کر رہے ہیں اس کا صرف ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے؟ ورنہ مرزا صاحب کی ہر کتاب سے اس سے بھی زیادہ سخت نمونہ جات موجود ہیں۔ایسی بے شمار مثالیں ہیں، جن کو پڑھنے کے بعد آپ مرزا صاحب کو بلا تردد نبی مغلظات تسلیم کرلیں گے، خواہشمند کو حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں۔

الزام/توہین:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مزید فرماتے ہیں، ''یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) دراصل مرگی کی بیماری

میں مبتلا تھا اور اس وجہ سے ایسی خوابیں بھی دیکھا کرتا تھا......یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا''۔[ست بچن/رخ جلد۱۰/صفحہ۲۹۵]۔

جواب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے تمام برحق انبیاء اللہ کے بارہ میں قرآن کریم ان خیالات کی تردید کرتا ہے۔لیکن آیئے دیکھیں مرگی کو ہسٹیریا بھی کہتے ہیں ،کیا اس کا بھی کوئی کردار نبی قادیان مرزا صاحب کی زندگی میں ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ نہ صرف ہے بلکہ ایک بڑی وجہ مرزا صاحب کی نبوت کی مرگی یا ہسٹیریا بھی ہی ہے!

☆ ذرا دل تھام کر کہ مرزا غلام اے صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے اپنی مرتب کردہ کتاب سیرت المہدی میں مرزا صاحب کے سالے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل کے حوالے سے کیا لکھتے ہیں،''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے،بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے''۔[سیرت المہدی/جلد دوئم/صفحہ۵۵/مرتب مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی]۔اس کے علاوہ مرگی کو سرع کہا جاتا ہے اور مرزا صاحب کے بڑے بھائی بھی اسی بیماری میں فوت ہوئے اور خود مرزا صاحب نے بھی اس کا اپنی بیماریوں میں کئی بار اقرار کیا ہے۔

☆ لکھتے ہیں کہ''دیکھو میری بیماری کے متعلق آنحضرت نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی،آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی،سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق اور ایک نیچے کی یعنی کثرت بول''۔[اخبار بدر/۷جون ۱۹۰۲ء/وتشھیذ الاذہان جون ۱۹۰۶ء]۔چونکہ مرزا صاحب نے خود بھی تسلیم کرلیا اور دوسری جگہ یہ تشریح بھی کردی ہے کہ مرگی کا مریض اوٹ پٹانگ خوابیں دیکھتا ہے تو پھر مرزا صاحب کی خوابیں بھی اوٹ پٹانگ ہوگئیں اور نبی کی خوابیں اوٹ پٹانگ نہیں ہوتیں اسی لئے اللہ نبی کو ایسے امراض سے محفوظ بھی رکھتا ہے جن امراض میں مرزا صاحب مبتلا ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔

☆مرزا صاحب کے دست راست و پہلے قادیانی خلیفہ،مشہور اور شاہی حکیم جناب نورالدین بھیروی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں''چونکہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ اور مالیخولیا مراق میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے،اس لئے مراق کو سر کے امراض میں لکھا ہے''۔[بیاض نورالدین/جز اول/صفحہ۲۱۱]۔کہتے ہیں کہ بیماری اور صحت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔اگر یہ صحیح ہے تو پھر قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو بھی ایذا نہیں پہنچاتا تو کیا انبیاء کو ایذا والی بیماری میں مستقل مبتلا کرے گا؟اس کی تفصیل تو بہت ہے لیکن یہاں بطور نمونہ اتنا ہی کافی ہے۔

☆مرزا صاحب کو مراق کے مریض ہی کی طرح خواب آتے تھے!کبھی خوابوں میں ننگی عورتیں نظر آتی تھیں اور کبھی وہ کشفاً خدا بنتے تھے،کبھی پیٹ پھٹے ہوئے ملتے تھے،کبھی مرغی ان کے لئے چندہ مانگتی تھی اور کبھی بلیوں کو پکڑ کر خواب میں ان

کے ناک رگڑ رگڑ کر مار دیتے تھے۔اور انتہا یہ ہے کہ کبھی یہ اپنے کو عورت کے روپ میں دیکھتے تھے اور خدا سے مرد اور عورت والا تعلق قائم ہوتا تھا۔

احمدی دوستو اللہ تعالیٰ جب مرزا صاحب سے سوال کرے گا کہ تم نے ان لوگوں کو گمراہ کیوں کیا؟ مرزا صاحب تو یہ جواب دیں گے کہ مجھے ماننے والوں کو غور کرنا چاہیے تھا قصور ان کا اپنا ہے، میں نے تو (مرزا) شروع سے ہی ان کو واضح کر دیا تھا کہ میں ہسٹیریا، مراق، اور مالیخولیا کا مریض ہوں اور یہ میری نبوت کا بھی ثبوت ہے۔ پھر بھی انہوں نے مانا، تو ان سے پوچھو۔اور جب یہی سوال تم سے ہوگا کہ ایک جنونی شخص کو نبی کیوں مانا تو کیا جواب دو گے؟

الزام/توہین:

مرزا صاحب جن کے تمام دعاوی بے بنیاد ہیں، پیشگوئیاں صرف بڑھکیں ہیں ،اور تحریریں تحریف ،دجل، ملاوٹ اور جھوٹ کا شاہکار ہیں:۔

☆ حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں کس ڈھٹائی سے فرماتے ہیں''یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر جھوٹ بولنے کی عادت بھی تھی''۔[انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۸۹]۔

جواب:

اگر مرزا صاحب کی زندگی کا جائزہ لیں گے تو ہمیں ان کے تمام زندگی میں جھوٹ کی حکمرانی نظر آتی ہے۔چاہے اپنے خاندان کا بیان ہو، چاہے وعدے ہوں، وغیرہ وغیرہ، ان کے کذب پر کئی لوگوں نے کتابیں تصنیف کی ہیں اور میرے مضامین کا بنیادی نکتہ بھی ثبوت اور حوالوں کے ساتھ ان کے کذب کے پردے چاک کرنے کی کوشش ہی ہے۔

☆ مرزا صاحب لکھتے ہیں''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں''۔[تتمہ حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۴۵۹]۔تو کیا اللہ تعالیٰ نبیوں کو بہتریں کاموں کے ساتھ اور کاموں کے لئے مبعوث کرتا ہے یا بدتر کام دکھانے اور سکھلانے کے لئے۔لیکن دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب بدتر کام سے بچے ہیں یا نہیں؟

☆ اب مرزا صاحب کا''سچ'' بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔اس مضمون میں زیادہ کی گنجائش نہیں اصل مقصد مرزا صاحب کے الزام کا جواب ان کے کیریکٹر سے دینا ہے۔اپنے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، پڑھئے اور سر دُھنیئے''اگر اس طرح سے ہم حساب کریں تو نشانات پچاس لاکھ تک پہنچتے ہیں''۔[ملفوظات/ جلد ۴/صفحہ ۲۴۳]۔ان پچاس لاکھ نشانوں کو اگر ہم مرزا صاحب کی پیدائش کے لمحے سے لے کر وفات کے لمحے تک ان کی (مرزا صاحب) زندگی پر تقسیم کریں تو ہر ساڑھے سات منٹ پر ایک نشان ظاہر ہوا۔گویا خود تو پیدا ہوئے ہی تھے ساتھ ساتھ نشانات بھی پیدا کرنے شروع کر دیئے

اور اگر پہلے چالیس سال نکال دیئے جائیں کہ جب تک یہ بزعم خود ملہم اور مجدد نہیں بنے تھے تو باقی عمر ۲۸ سال بنتی ہے اور اس حساب سے تقریباً ساڑھے بیس نشانات گھنٹہ کے حساب سے ہیں۔لیکن ۹۳۔ ۱۸۹۲ءتک مرزا صاحب کے صرف چند سو نشانات کے دعاوی تھے،اگر باقی ۱۶سال کا حساب لگائیں تو سوتے جاگتے تقریباً ایک عشاریہ پینسٹھ منٹ کے بعد ایک نشان آرہا ہے؟نشان نہ ہو گئے بیکٹیریا ہو گئے جو ڈبل ہوتے جاتے ہیں،اتنی جلدی جلدی تو بیکٹیریا بھی پیدا نہیں ہوتے ،جتنی تیزی سے مرزا صاحب کے نشانات پیدا ہوتے تھے۔

☆دوسرا سچ بھی پڑھیں،مرزا صاحب دعویٰ کرتے ہیں کہ ''یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی''۔[کشتی نوح/رخ جلد۱۹/صفحہ۵]۔ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ نہ تو قرآن کریم میں اور نہ انجیل میں ایسی کوئی خبر موجود ہے،اگر ہے تو اس کا حوالہ دیں۔اور یہ اعتراض کئی دہائیوں سے ہے لیکن قادیانی جماعت کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔اور اس سے ہی خود بخود فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کتنی ڈھٹائی کے ساتھ بے بنیاد باتیں کرتے ہیں۔

☆مرزا صاحب کا ایک اور بے بنیاد ''سچ'' بھی پڑھ لیں،لکھتے ہیں،''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں''۔[تحفۃ الندوہ/رخ جلد۱۹/صفحہ۹۸]۔ہے کوئی قادیانی جو قرآن میں یہ نام دکھا دے؟اگر یہ واقعی اللہ کی طرف سے مامور ہوتے تو کیا اس طرح قرآن شریف پر جھوٹ بولتے؟اس طرح کا کام کرنے والا کیا شریف آدمی بھی ہے؟

الزام/توہین:

مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئیوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں''ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں''۔[اعجاز احمدی/رخ جلد۹/صفحہ۱۲۱]۔

جواب:

مرزا صاحب پہلے اپنے ماتم سے تو فارغ ہو لیں جن کی بہت ساری پیشگوئیوں میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئیں!

☆ان میں چند کا ذکر کرتے ہیں،اول مصلح موعود والی،دوئم عبداللہ آتھم والی،سوئم عبدالحکیم والی،اور چہارم محمدی بیگم والی،پنجم محمدی بیگم زوجہ منظور الٰہی قادیانی کے نو(۹) ناموں کے بیٹے والی،ششم اپنی طویل زندگی اور دور کی نسل دیکھنے کی ،اس طرح اور بے شمار پیشگوئیاں ہیں جو پوری نہیں ہوئیں،اور جب بھی کبھی کسی واقف حال احمدی کے سامنے ان کے ذکر کیا جاتا ہے تو وہ بغلیں جھانکنا شروع کر دیتے ہیں۔اور شرمندگی سے بچنے کی کوشش میں بڑی دور دور سے تاویلیں ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔

☆مرزا صاحب پیشگوئی کے معیار کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''پیشگوئی سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کے کام آسکے۔لیکن جب ایک پیشگوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی؟ پیشگوئی میں تو وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے''۔[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۳۰۱]۔ ہمارا قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ مرزا صاحب کے اپنے دیئے ہوئے معیار کے مطابق ان کی ایک بھی پیش گئی ثابت کردیں کہ پوری ہوئی!

الزام/توہین:

مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم پر کیا خیال آرائی کرتے ہیں ''نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے پہاڑی تعلیم جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چُرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے،لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی ہے عیسائی بہت شرمندہ ہیں''۔[انجام آتھم/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۹۰]۔

جواب:

لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی بہت سی آیات کو آپ (یعنی مرزا صاحب) نے اپنا الہام قرار دے دیا ہے۔

☆ان میں سے مثال کے طور پر یہ دو آیات (۱) وما ارسلنک الا رحمتہ اللعالمین ۔(۲) ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق...... کئی دہائیاں گزر گئیں ان آیات اور دوسری بہت سی آیات کی چوری پکڑے ہوئے اور ان کے جو معنی اپنی ذات کے لئے کئے ان کو غلط ثابت ہوئے ،نیز کئی آیات چوری کر کے ان میں براہ راست تحریف کئے ہوئے ،لیکن آفریں ہے آپ کی نسل اور واقفان حال قادیانیوں کی ڈھٹائی پر کہ شرمندہ ہونا تو دور کی بات ہے،کہیں شرمندگی کی معمولی سی جھلک کے آثار بھی نہیں اگر کسی صحیح نبی اللہ کے پیروکار ہوتے تو شرم محسوس کرتے نا؟

پھر اس پر مستزاد کہ قرآن کریم جو رسول کریم ﷺ پر نازل ہوا اس کو اپنے منہ کی باتیں قرار دے رہے ہیں!

الزام/توہین:

اللہ تعالیٰ اپنے تمام انبیاء کو معجزات دے کر بھیجتا مگر مرزا صاحب،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اس کا انکار کرتے ہیں:۔

☆ لکھتے ہیں کہ ''حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا''۔[ضمیمہ انجام آتھم/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۹۰]۔

جواب:

اس کا جواب قرآن کریم خود دے رہا ہے:۔

☆اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ''اور مریم کے بیٹے کو ہم نے کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی مدد کی ''۔[سورۃ البقرہ/آیت ۲۵۳]۔

☆مرزا صاحب معجزہ یا نشان کو ایک ہی قرار دیتے ہیں اور سینکڑوں، پھر ہزاروں اور لاکھوں کے دعوے تو مرزا صاحب نے کر لئے، جب معجزات کو بیان کرنا چاہا تو تین سو نشان بھی اپنی ایک بھی کتاب میں نہ لکھ سکے۔ اپنی تنگ دامانی کا مرزا صاحب اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نزول المسیح اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے نئے نشان اس قدر اس میں لکھ دوں کہ تین سو کا عدد پورا ہو جائے۔ مگر تین روز سے میں بیمار ہو گیا ہوں اور آج ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ میں لکھنے سے مجبور ہو گیا ہوں''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۴۰۰]۔

اب مندرجہ ذیل سوالوں پر غور کریں:

☆......اسی مضمون میں دوسری جگہ ہم مرزا صاحب کا پچاس لاکھ سے زیادہ نشانات کا دعویٰ پیش کیا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ بیان کرنے کے لئے تین سو کی تعداد بھی پوری نہیں ہو رہی!

☆......مرزا صاحب مئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہوتے ہیں۔ اور ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء تک اپنی وفات سے پونے دو سال قبل تک ان کی جتنی تصنیفات تھیں ان سب کو ملا کر بھی تین سو نشانات پورے نہیں ہوتے تھے۔ اور حقیقت الوحی میں پرانے اور کچھ نئے نشانات ملا کر کل ایک سو ستاسی (۱۸۷) نشانات لکھتے ہیں۔

☆......اور یہ نشانات جو لکھے ہیں وہ کیا ہیں؟ اتنے پیسے آئیں گے/ میں نے بتا دیا تھا کہ بھائی مرجائیں گے/ میں نے بتا دیا تھا کہ میرا بچہ بھاگا آئے گا اور چوٹ لگ جائے گی/شیشی میں پھونک ماری اگلے دن نئی شیشی آگئی/ وغیرہ وغیرہ۔ کیا انبیاء اللہ ایسے ہی ٹوٹکے بطور نشان پیش کرتے رہے ہیں؟ اوپر سے دعویٰ یہ کہ میرے نشانات کو اگر ایک ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کر دیا جائے تو ان کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں لے کر سڑک کے کنارے بیٹھنے والا ایک نجومی اور اس کا طوطا بھی اپنا کاروبار نہ چلا سکتا، کجا اللہ کے نبی۔

☆......ممکن ہے کہ قادیانی اپنی تاویلاتی عادت کی وجہ سے کہیں کہ مرزا صاحب سخت بیمار ہو گئے تھے اس لئے آگے نہ لکھ سکے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو سوچنا چاہیے کہ جو اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وہ اپنے نبی کے ارادہ کو کیوں نہیں پورا ہونے دے رہا، حالانکہ مرزا صاحب کا الہام ہے، میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۱۰۸]۔ اگر واقعی اس نے الہام کیا تھا تو یہاں آکر مرزا صاحب کا خدا اپنے وعدہ کو کیوں بھول گیا؟

☆......مرزا صاحب کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ ان کو کُن فیکون کی طاقت دی گئی۔ اس کو کیوں نہ استعمال کیا؟ کُن فیکون کی طاقت کا استعمال بھی مرزا صاحب بھول گئے؟

☆......میں بات کو مرزا صاحب کے اس قول پر ختم کرتا ہوں، بیان کرتے ہیں، ''جھوٹے اور فریبی اپنے جھوٹ میں تھک کر رہ جاتے ہیں''۔[ملفوظات/ جلد۴/صفحہ۳۵۴]۔

الزام/توہین:

مرزا صاحب اپنی فطرت کس طرح اللہ تعالیٰ کے نبی پر تھونپ رہے ہیں:۔

☆ ''ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۸۹]۔

☆ ''اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۸۹]۔

جواب:

اس کا بہترین جواب قرآن کریم ہی سے ہمیں ملتا ہے اور کسی بھی مسلمان کا اس جواب کے بعد ایسا سوچنا ممکن ہی نہیں، ماسوائے مرزا صاحب اور ان کی قبیل کے لوگوں کے جن کو اپنے کو مسلمان کہنے کے باوجود حوصلہ پڑا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف اتنا گند اچھالیں۔

☆ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے ''وہ مسیح نہیں ہے مگر برگزیدہ بندہ جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے مثال بنایا''۔[سورۃ زخرف/آیت ۵۹]۔کیا اللہ تعالیٰ شریروں اور مکاروں کو انعام سے نواز کر برگزیدہ قرار دیتا ہے یا کہ اپنے وقت کے بہترین انسانوں کو؟

☆ اب مرزا صاحب کے اپنے قلم سے کہ ان کو دنیا کس طرح القابات دیتی ہے۔

☆ مرزا صاحب نے فرمایا ''جو لوگ میرے کنبے سے، اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعوے میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں''۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/صفحہ ۱۶۱]۔ویسے کنبہ اور اقارب سے زیادہ کون اندرونی حالات سے واقف ہوتا ہے اور قربان جائیں اللہ تعالیٰ کے کہ مرزا صاحب کے اپنے ہاتھوں سے ان کے اپنے بارہ میں ان کے کنبہ اور اقارب کے زریں خیالات کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کروا دیتا ہے!

اب ذرا دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بقول قادیان کے شہری مرزا صاحب کو کیا کہتے ہیں، مرزا جی لکھتے ہیں ''قادیان میں لالہ ملاوامل نے لالہ شرمپت کے مشورہ سے اشتہار دیا جس کو قریباً دس برس گزر گئے۔اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکار فریبی ہے اور صرف دکاندار ہے۔لوگ اس کا دھوکہ نہ کھائیں''۔[قادیان کے آریہ اور ہم /رخ جلد ۲۰/صفحہ ۴۲۵]۔

☆ مرزا صاحب کے مرید برس ہا برس کی خدمات کے بعد کس نتیجہ پر پہنچے۔یہ بھی مرزا صاحب کے اپنے قلم سے ملاحظہ کریں لکھتے ہیں ''ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن، پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا صریح لفظوں میں مجھ کو ایک حرامخور اور بندہ نفس اور شکم پرور اور لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا دیا''۔[ملفوظات/ جلد ۸/صفحہ ۴۲۷]۔ویسے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کو مرزا صاحب ہمیشہ اور اس وقت تک اسلام کے لئے مخلص اور شیدائی قرار دیتے رہے، جب تک کہ

اس نے اپنے ذاتی تجربات کے تحت پیدا ہونے والے اعتراضات کا جواب نہیں مانگا!

☆اس کے علاوہ مرزا صاحب کے مریدوں میں شامل رہتے ہوئے خواجہ کمال الدین اور مولانا محمد علی کھلے بندوں جماعت کے احباب میں اور مرزا صاحب کے منہ پر بھی ان کی دیانتداری پر شک وشبہ کا اظہار کرتے رہے۔

قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کے کہ اس نے مرزا کا یہ ذکر اس کے اپنے ہاتھوں اس کی تحریروں میں محفوظ کر دیا۔لیکن عقل کے اندھوں کو ابھی نظر نہیں آتا اور وہ اس کو پتہ نہیں کیا کیا مانتے ہیں۔اور جب ہم ان القابات کے تحت مرزا صاحب کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو ان تمغوں کا مرزا صاحب کو حقیقی حق دار سمجھتے ہیں۔

الزام/توہین:

مرزا صاحب اپنے مراقی سوچ اور مالیخولیا سے متصف خیالات کے تحت کیا لکھتے ہیں:۔

☆**''یہ بات بالکل غیر معقول** ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہ رکھے گا''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۳۱]۔

جواب:

قرآن کریم ہمیں یہ جواب پیش کرتا ہے:۔

☆**''اور اللہ تعالیٰ مسیح کو الکتاب (قرآن کریم) الحکمت (حدیث)** اور تورات اور انجیل سکھائے گا''۔[سورۃ آل عمران/آیت ۴۸]۔اب جب اللہ تعالیٰ اپنی کلام میں ایک نبی اللہ کو خود قرآن اور حدیث سکھانے کی بابت کہہ رہا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن کریم وحدیث شریف اسلام کی خدمت کے لئے اس لئے سکھائے گا کہ جب خدمت کا وقت آئے تو اس کو چھوڑ کر انجیل کھول کر بیٹھ جائیں گے۔کیا کہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجدد، امام، مجتہد، عالم نے ایسی بات کی ہے، یا خیال ظاہر کیا ہے؟

☆مرزا صاحب خود حضرت مسیح کو امت محمدیہ میں شمار کرتے ہیں۔لکھتے ہیں''یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں ہی آگئے ہیں''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۴۳۶]۔اب جو شخص امت محمدیہ میں شمار ہو وہ نماز کے لئے کبھی کلیسا کی طرف دوڑا ہے؟ کوئی ایسی مثال ایک عام مسلمان کی بھی نہیں ملتی کجا کہ ایک اولوالعزم نبی کے لئے اس قسم کی بے ہودہ بات لکھی جائے۔

☆مرزا صاحب یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح سور کو ناپاک قرار دیتے ہیں، لکھتے ہیں کہ''پولوس نے اور پھر ایک اور

گنداس میں ڈال دیا کہ ان کے لئے سور کھانا حلال کر دیا حالانکہ حضرت مسیح سور کو ناپاک قرار دیتے ہیں''۔دوسری جگہ لکھتے ہیں ''یسوع کا شرابی ہوتا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سور بھی کھایا تھا''۔[سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب/رخ جلد۱۲/صفحہ۳۷۳]۔اب جو شخص خود کئی جگہ تسلیم کر رہا ہے کہ یسوع نے اور مسیح نے کبھی سور نہیں کھایا اور اس کو ناپاک جانور قرار دیا،اس کے بعد لوگوں کے دلوں میں ایک مذہب کے ہادی کے بارہ میں شکوک و شبہات ڈالنے کے لئے ،دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے ہی اقوال کے خلاف ایک فرضی (متوقع) واقعہ گھڑ کر پیش کرے تو اس کے اپنے قول کے مطابق،کیا ہم حق پر نہیں ہوں گے اگر اس کو پرلے درجے کا خبیث سمجھیں؟ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''ہم مختلف فرقوں کے بزرگ ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجے کی شرارت اور خباثت سمجھتے ہیں''۔[براہین احمدیہ۲/رخ جلد۱/صفحہ۹۲]۔

☆ لیکن اب ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کلیسا کی گود میں کون بیٹھا ہے اور ان کی پیداوار کون ہے۔مرزا صاحب اپنی اور اپنی جماعت کا خیال رکھنے کے لئے جس گورنمنٹ کے افسران بالا سے درخواست کر رہے ہیں اور وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے تھے،عیسائیت سے۔ولیوں کو بادشاہ عزت سے بلاتے تھے تو وہ ان کے درباروں سے،کسی انعام یا رعایت حاصل کرنے سے معذرت کر لیتے تھے،لیکن یہاں نبی اللہ ہونے کا دعویدار عام انگریز افسروں سے تحریری درخواستیں کر کے انعام کے طلب گار ہیں!

☆......اور پھر افسر کس مذہب کے؟ جس کے بارہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں ''اس مذہب کی بنیاد لعنتی لکڑی پر ہے۔جس کو دیمک کھا چکی ہے''۔[ملفوظات/جلد۸/صفحہ۱۳۷]۔اور اب ایک طرف عیسائیوں کو اپنے لوگوں کے سامنے لعنتی لکڑی کا پیرو کہہ رہے ہیں۔

☆......دوسری طرف ان ہی عیسائیوں کو اپنی درخواست میں لکھتے ہیں ''سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے (پچاس برس میں تین نسلیں آمنے سامنے ہوتی ہیں ،اس کا مطلب کہ نسل در نسل عیسائیوں سے وفاداری کرتے آرہے ہیں،ناقل) اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ یہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ ہیں اور خدمت گزار ہیں۔

☆......اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/صفحہ۲۱]۔

☆......ایسی بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ برتر کاسہ لیس تحریریں جن سے اپنوں سے غداری لیکن غیر ملکی آقاؤں سے وفاداری

ظاہر ہوتی ہے مرزا صاحب کے لٹریچر میں موجود ہیں لیکن یہ تحریر انتہائی واضح طور پر بتا رہی ہے کہ کلیسا والوں کا وفادار، اور لگایا ہوا پودا کون ہے اور بجائے اللہ سے مدد مانگنے کے عیسائیوں سے مدد مانگ رہے ہیں جن کے بارے میں مرزا صاحب کا ارشاد ہے کہ "عیسائیت ایک بدبودار مذہب ہے"۔[دافع البلاء/ رخ جلد ۱۸/صفحہ ۲۴۲]۔میرے قادیانی دوستو ابھی بھی تمہیں مرزا صاحب کی چالاکی، عیاری، دجل، جھوٹ اور خباثت کی بُو آئی یا نہیں؟

☆بات صرف کلیسا تک ہی نہیں بلکہ مسجدوں سے کراہت کی بھی ہے۔مرزا صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ "یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے سفر کے دنوں میں مسجدوں میں حاضر ہونے سے کراہت ہی کرتا ہوں"۔[فتح اسلام/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۲۵/ حاشیہ]۔اب سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان اگر مسجد میں نہیں جا رہا تو وہ اس کی وجوہات بیان کرے گا، چاہے غلط یا صحیح۔مگر کبھی بھی ایسا غلط حوصلہ نہیں دکھا سکے گا کہ کہے مسجد میں جو اللہ کا گھر ہے جانے سے کراہت کرتا ہوں اور مرزا صاحب کا دعویٰ تو مذہب اسلام کے مجدد/ مسیح/ مہدی/ اور نہ جانے کیا کیا بلا ہونے کا ہے۔لیکن جو حقیقی کراہت ہے وہ کہیں نہ کہیں باہر آ گئی ہے۔

میرے قادیانی عزیز و دوستو کیا آپ لوگوں کو ابھی تک مرزا صاحب کے افعال، اقوال، سے کراہت نہیں آئی یا آنی شروع ہوگئی۔

☆مرزا صاحب یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے اور وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔اگر حضرت مسیح بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو پھر بھی اتنا زیادہ غلط نہیں ہوگا، کیونکہ ایک وقت تک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول رہا ہے۔لیکن آپ نے بیت اللہ سے بدنصیب لوگوں کا منہ موڑ کر قادیان (جو آج بھی مرزا صاحب کی تمام خواہشوں اور ان کی اولاد کی تمام کوششوں کے باوجود ایک قصباتی حیثیت سے زیادہ نہیں بڑھ سکا) کی طرف پھیر دیا ہے۔اس کی کئی مثالیں ہیں۔مرزا صاحب لکھتے ہیں "لوگ معمولی (حج کے لئے لفظ معمولی پر غور فرمایئے، ناقل) اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان، ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ۔کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی"۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد ۵/صفحہ ۳۵۲]۔اب دجل دیکھیں اگر مرزا صاحب براہ راست حج کا نام لیتے تو لوگ بدک جاتے، اس لئے پہلے حج کو معمولی قرار دیا اور پھر لفظ نفلی کی آڑ لے لی، اور بعد میں حکم ربانی بتا دیا تاکہ لوگ اب قادیان آنے کو ہی حکم ربانی سمجھ لیں اور غیر محسوس طریق سے دنیا کا منہ قادیان کی طرف پھیرا جائے۔اس سے بڑھ کر اسلام کی مرکزیت کو ختم کرنے کی سازش کیا ہوگی؟ قادیانی دوستو کب تم قادیان سے منہ موڑ کر اللہ کے گھر خانہ کعبہ کی طرف حقیقی رخ کرو گے؟ آپ وحدانیت کے متلاشی ہو یا دو خداؤں کے، دو خاتم الانبیاء کے، دو قرآنوں کے، دو کعبوں کے؟

☆اپنی ایک نظم میں لکھتے ہیں ؎

زمین قادیان اب محترم ہے

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

[درثمین/صفحہ ۵۲/مصنف مرزا غلام اے قادیانی]

کس طرح ایک ایک لفظ سے خانہ کعبہ کے خلاف بُغض ظاہر ہو رہا ہے۔ پہلا مصرع کھل کر کہہ رہا ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا وقت ختم اب (نعوذ باللہ) قادیان محترم ہے۔ دوسرے خانہ کعبہ کے ہجوم کی بجائے قادیان میں چند سو اکٹھے ہونے والوں کو تعداد میں ظاہر کیا جا رہا ہے۔ جماعت کے اپنے ریکارڈ کے مطابق مرزا صاحب کے آخری جلسہ سالانہ میں غالباً سات سو کے قریب لوگ شامل تھے۔ کیا یہ ہجوم ہے مکہ معظّمہ کے مقابلے میں، جہاں کے زمانہ جاہلیت میں بھی لاکھوں لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ اس طرح کھل کو جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرتے ہوئے مرزا صاحب زندگی بھر نہیں شرمائے۔

لیکن حق پرست اور سچائی کے متلاشی قادیانی دوستو، مرزا صاحب کے یہ دجل دیکھ کر امید ہے کہ آپ کو تو شرم آتی ہوگی! اب اس کا ضمیر کی آواز کے مطابق اظہار کردو۔

اس کے علاوہ کہیں ان کا بیٹا اور ان کا خلیفہ دوم مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک کر کے قادیانی دودھ والی چھاتیاں پیش کرتے ہیں۔ کبھی مرزا صاحب قرآن شریف میں قادیان کا نام بتاتے ہیں۔ اور ایسا مواد مرزا صاحب کی زنبیل میں بہت زیادہ ہے۔

الزام/توہین:

مرزا صاحب کس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنے کے کسی موقع کو ضائع نہیں کرتے تھے، بلکہ ایسے خیالی واقع کو گھڑنے کے بعد نہ صرف دوسروں کو اکثر سناتے تھے اور سنانے کے بعد ان کو اتنی لذت ملتی تھی کہ اتنا ہنستے تھے کہ ہنس ہنس کر مرزا صاحب کی آنکھوں میں اکثر پانی آجاتا تھا۔

☆مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم، اے لکھتے ہیں "میاں امام الدین سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا حضرت مرزا صاحب اکثر ذکر فرمایا کرتے کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھر رہا ہے پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہوسکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں، مسلمانوں کو کیسے خوشی ہوسکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا"۔ [سیرت المہدی/جلد ۳/روایت ۹۴۶/صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۲]۔

جواب:

مرزا صاحب مراق کے مریض تھے، اطباء کا کہنا ہے کہ مراقی اذیت پسند ہوتے ہیں اور یہ واقع بتارہا ہے کہ مرزا صاحب اذیت پسندی میں مبتلا تھے۔ ان کے آقاؤں کی عدالت نے بھی مرزا صاحب کو دوسروں کو اذیت دینے والا قرار دیا تھا اور اگر واقعی نبی اللہ ہوتے تو بجائے اذیت پسند کے عافیت پسند ہوتے۔ اب میں مرزا صاحب کے توہین آمیز خیال پر جواب دیتا ہوں!

☆ مرزا صاحب نے اس خیالی واقعہ کو بیان کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھبتی کا نشانہ بنانے کی کوشش تو کی ہی ہے مگر اس کے ساتھ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ یقتل الخنزیز کا مذاق اڑایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام اپنے نزول من السما کے بعد کس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پورے کریں گے، لیکن جب خدا نے ان کے منہ سے یقتل الخنزیر کے الفاظ نکلوائے ہیں تو ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ بہر حال حدیث مبارکہ کے الفاظ پورے ہوں گے! انشاء اللہ!

☆ مرزا صاحب کے ایک صحابی خاص لکھتے ہیں ''ایک دفعہ قادیان میں آوارہ کتے بہت ہو گئے (تو کیا مرزا صاحب کے بدبو والے شہر میں فرشتے اکٹھے ہوتے، ناقل) اور ان کی وجہ سے شور وغل رہتا تھا۔ پیر سراج الحق صاحب نے بہت سے کتوں کو مار دیا۔ اس پر بعض لڑکوں نے پیر صاحب کو چڑانے کے واسطے ان کے نام پر پیر کتے مار رکھ دیا۔ پیر صاحب حضرت مرزا کی خدمت میں شاکی ہوئے کہ لوگ مجھے کتے مار کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں میرا نام سور مار لکھا ہے۔ کیونکہ مسیح کی تعریف میں آیا ہے کہ یقتل الخنزیر''۔ [ذکر حبیب/صفحہ ۱۶۲/ مصنف مفتی محمد صادق قادیانی] صحابی خاص مرزا صاحب۔ دیکھیں کہ یہاں مرزا صاحب خود کو حدیث مبارکہ کے تحت سور مار قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد بھی ایسی بات ہی کہہ سکتے ہیں۔

☆ ......اگر تو مرزا صاحب نے سؤر مارے ہیں تو پھر بقول مرزا صاحب کے ایسے شخص کی آمد سے تو سانسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہوسکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں، مسلمانوں کو کیسے خوشی ہوسکتی ہے۔ مرزا صاحب سانسیوں اور گنڈیلوں کے پیر ہوئے نہ کہ مسلمانوں کے۔ ہمیں تو مسلمانوں کا رہنما چاہیے، ویسے مرزا صاحب کی ابتدا بھی چوہڑوں سے ہی ہے۔

☆ ......اگر مرزا صاحب نے سور نہیں مارے، اور حدیث شریف کو اپنے پر بغیر اس پر عمل کرنے کے چسپاں کیا تو دجل اور فریب کیا، جھوٹا ٹائٹل لگایا۔ اس طرح فریب دہی کے مرتکب بھی ہوئے۔ جو شخص فریب دہی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھنے والا، اور بعد میں عمل نہ کرنے کے باوجود اپنے سینے پر تمغہ سجانے کی کوشش کرے، کیا وہ نبی اللہ تو دور کی بات شریف آدمی بھی کہلا سکتا ہے؟

☆ مرزا صاحب خیال کو بڑھا کر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر

پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھر رہا ہے''۔ یہ تو خیالی بات تھی لیکن خودساختہ مسیح صاحب کے اس بدبودار عمل سے بدرجہا بہتر ہے کہ جب لوگ یہ سن کر کہ قادیان میں ایک مسیح کا دعویدار آیا ہے، اس مسیح کو دیکھنے آتے تھے تو ان کو سننے کو ملتا تھا کہ انتظار کیجئے، چند دن رہیے، کہ مسیح صاحب بیت الخلا میں گئے ہوئے ہیں۔ غالباً یہ بھی سوال آتا ہوگا کہ سنڈاس خانے سے تو ابھی واپس آجائیں گے، یہ دنوں کی قید کیوں؟ اور آگے سے جواب ملتا ہوگا کہ مرزا صاحب کو بیت الخلا سے تھوڑا سا وقت نکالنے کے لئے بھی کئی دن چاہئیں کہ سوسو بار پیشاب اور بیسیوں بار دن میں اسہال (دست) آتے ہیں۔ لوگ حیران ہو کر کہتے تھے کہ یہ کیسا مسیح آیا ہدایت پہنچانے کے لئے یا اپنے بیت الخلا کو رونق بخشنے کے لئے؟ اس پر مستزاد تمیں سے زیادہ بیماریاں!

☆......اب مرزا صاحب کی اپنی بیان کردہ حقیقت بھی پڑھیے ''اور بسا اوقات سوسو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں''۔[اربعین ۳و ۴/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۷۰ و ۴۷۱]۔ اگر دن کو تقسیم کیا جائے، جس میں نہ نیند اور نہ کوئی آرام، یا کوئی اور کام ہو تو، تقریباً ہر ساڑھے چودہ منٹ کے بعد پیشاب کی حاجت ہوتی رہی۔ اگر ٹوائلٹ میں جانے، شلوار کھول کر کپڑے سمیٹ کر بیٹھنے، پیشاب کرنے، استنجاء کرنے، شلوار باندھنے، باہر آکر وضو کرنے یا کم از کم ہاتھ دھونے میں اگر ہم ساڑھے چار منٹ گن لیں تو دس منٹ کے بعد دوبارہ پیشاب کے لئے ٹوائلٹ میں (کیونکہ سیرت المہدی میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب ٹائلٹ سے باہر آکر فوراً وضو کرتے تھے)؟ لیکن اگر ہم چھ گھنٹے آرام کے، ایک گھنٹہ عبادت کے لئے (ویسے ہونا زیادہ چاہیے لیکن از راہ احتیاط) اور ایک گھنٹہ کھانے پینے کے لئے نکالیں تو کل بنے آٹھ گھنٹے، اس طرح سارے دن میں بچے ۱۶ گھنٹے، اب اگر سولہ گھنٹوں پر تقسیم کریں تو ہر دس منٹ سے بھی کم پر پیشاب آتا ہے، اگر ہم حساب کریں جیسا کہ اوپر کیا ہے تو ہر پانچ منٹ کے بعد ٹوائلٹ میں ہوتے تھے تو لوگوں کے لئے وقت تھا ہی کہاں؟

☆......اس پر مستزاد مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ''مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں''۔[ملفوظات /جلد ۲/صفحہ ۳۷۶]۔

☆......دوسری جگہ فرماتے ہیں ''کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور اکثر دست آتے رہنا، یہ بیماری تقریباً بیس برس سے ہے''۔[نسیم دعوت/ رخ جلد ۱۹/صفحہ ۴۷۰]۔ اسہال کی اس ہمیشہ رہنے والی بیماری کا مطلب ہے کہ دن میں کم و بیش دس سے پندرہ بار بیت الخلا کے چکر لگانا۔ کیا ہم نے غلط کہا کہ یہ بات جانتے ہی کہ اسہال اور پیشاب مرزا صاحب کو موقع نہیں دے رہے، لوگوں کے دماغ سڑاند سے بوجھل ہو گئے ہوں گے۔ اور خارش کا الگ خوف پیدا ہوا ہوگا۔ ایک بات اس میں مرزا صاحب نے نہیں بتائی کہ خارش ہوتی کہاں تھی؟

☆......اس پر بیٹے کی ایک گواہی اور بھی آ گئی کہ ''ابتدا ایام میں آپ وسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے۔ پھر دماغی دورے بکثرت ہونے کی وجہ سے سر اور ریش مبارک پر آخر عمر تک مہندی ہی لگاتے رہے''۔[سیرت المہدی/ جلد۲/صفحہ ۱۲۳/ روایت۴۴۴]۔ یہ روایت ظاہر کر رہی ہے کہ دماغی دورے بکثرت اور آخر تک پڑتے رہے۔ یہ روایت ان کے سالے کی تھی۔ مہندی اور وسمہ کس وقت لگاتے تھے یہ نہیں بتایا لیکن غالب امکان یہی ہے کہ یہ کام بھی ٹائلٹ میں ہی کرتے ہوں گے۔ اب تو لوگوں کے سر بھی درد سے پھٹنے لگ گئے ہوں گے۔

☆......اب مرزا صاحب کی زبانی سنیں۔ ایک دوست کو لکھتے ہیں کہ'' حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے، کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے، لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا، مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن (درد جو چڈھوں سے اٹھ کر ٹخنوں تک پہنچتا ہے، ناقل) ہو جاتی ہے۔ اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا، قریباً چھ سات ماہ یا زیادہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے، اور قرأت میں شاید قل ھو اللہ بمشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہو جاتی ہے۔ خاکسار غلام احمد قادیان/ ۵ فروری ۱۸۹۱ء۔[مکتوبات احمدیہ جلد پنجم/ نمبر۲/ صفحہ۴]۔ اب تو یقیناً لوگ توبہ توبہ کر کے بھاگے ہوں گے کہ جس کو اللہ تعالیٰ مہینوں مسنون طریقے سے نماز پڑھنے کی بھی توفیق نہیں دیتا، بلکہ قل ھو اللہ بھی نہیں پڑھنے کی توفیق اس کو اللہ نہیں دے رہا، کیا ایسا شخص مسیح اور مہدی بنائے گا؟

قادیانی دوستو! کیا اب بھی نہیں سوچو گے کہ، حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سور مارنا احسن ہے یا مرزا صاحب کی طرح سنڈاس خانہ میں بیٹھ کر بدبوئیں بکھیرنا؟

الزام/توہین:

مرزا غلام احمد قادیانی نشے کی حالت میں فرماتے ہیں کہ:

☆''عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے''۔[کشتی نوح/ رخ جلد۱۹/ صفحہ۷۱، حاشیہ۵]۔

☆''میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا''۔[ریویو آف ریلیجنز/ جلد۱/ صفحہ۱۲۴/ ۱۹۰۲ء]۔

جواب:

اگر مرزا صاحب مسلمان تھے اور قرآن پر یقین رکھتے تھے تو کچھ بھی ہو جاتا ایک ایسے شخص پر جس کی پاکدامنی اور نبوت پر قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں ایسے بے بنیاد الزامات نہ لگاتے۔

☆ لیکن مرزا صاحب کے اپنے عمل جو انہوں نے اپنے آپ کو مہدی اور مجدد اور پتہ نہیں کیا کیا بلا قرار دیتے ہوئے کئے، کو

بھی دیکھ لیجئے اس سے قبل یہ واقعہ جو مرزا صاحب نے اپنے پرداداگل محمد (جو کہ بقول مرزا صاحب ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور جن کا کوئی دعویٰ نہیں تھا) کا اپنی کتابوں میں لکھا ہے (پتہ نہیں صحیح یا غلط) کہ وہ بیمار ہو گئے، حکیموں نے زندگی بچانے کے لئے شراب والی دوا تجویز کی، انہوں نے اپنی جان دے دی مگر شراب والی دوا پینے سے انکار کر دیا کہ میں خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

☆اور اب ان امام الزماں صاحب کا کردار دیکھئے، اپنے ایک مرید کو خط لکھ رہے ہیں ''مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب......اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے، آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔مگر ٹانک وائن چاہیے۔اس کا لحاظ رہے، باقی خیریت ہے، والسلام مرزا غلام احمد'' [خطوط امام بنام غلام/صفحہ 5 /شائع کردہ حکیم محمد حسین قریشی]۔اب آپ دیکھ لیں کہ مرزا صاحب نے تو بے بنیاد الزام اللہ کے نبی عیسیٰ ابن مریم پر لگایا لیکن اللہ تعالیٰ نے شراب استعمال کرنے کا اس کے اپنے ہاتھوں کا تا قیامت قائم رہنے والا تحریری ثبوت ، سچائی کے متلاشیوں کے لئے دے دیا ہے۔اس کے علاوہ سیرت المہدی سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے بعض مریدوں کے لئے بھی لاہور سے دوسرے مریدوں کے ذریعہ شراب منگوائی۔

☆احمدی احباب اکثر عذر لنگ پیش کرتے ہیں کہ علاج کے لئے دوا کے لئے منگوائی ہوگی، اس کا جواب تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کا پردادا ایک عام مسلمان تھا لیکن مرتے مر گیا اور شراب والی دوا استعمال نہیں کی، اور خود سُپر ترین امام الزماں ہونے کا دعویدار اس قسم کا پرہیز نہیں دکھا سکا، اور نہ اس کو اللہ پر یقین ہے کہ وہ شراب کے بغیر بھی صحت دے سکتا ہے۔

☆اور تیسری بات مرزا صاحب نے مختلف اوقات میں اپنی جو حالت مردمی بیان کی ہے، وہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ بوقت ضرورت پھر ٹانک وائن سے بھی طاقت ہی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوں گے کیونکہ زور، وائن پر نہیں بلکہ ''ٹانک وائن'' پر ہے اس کے علاوہ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود، جو کہ ان کی جماعت کے دوسرے خلیفہ بھی ہیں نے ایک عدالتی سوال و جواب کے دوران اپنے باپ کی شراب کے استعمال کرنے کو تسلیم کیا ہے۔

الزام/توہین:

مرزا صاحب کے ایک دوست نے ان کو مشورہ دیا کہ ذیابطیس کے لئے افیون استعمال کریں۔اس کی عام سی بات کے جواب میں بھی حضرت عیسیٰ کی توہین کا پہلو نکال لیتے ہیں، لکھتے ہیں ''لیکن اگر میں ذیابطیس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی''۔[نسیم دعوت /ر خ جلد ۱۹/صفحہ ۴۳۴]۔

جواب:

پہلے مسیح کا شرابی ہونے کا اقرار کہیں نہیں ملتا۔اگر ایک مسلمان کو کچھ ملتا ہے تو قرآن کریم ان کی پاکدامنی کا گواہ ملتا ہے۔لیکن مرزا صاحب اپنے آپ کو افیون سے بھی پاک قرار دے رہے ہیں۔دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کی شراب استعمال کرنے کا ثبوت ہم نے دے دیا لیکن افیون کا مرزا صاحب کی زندگی میں کیا عمل دخل ہے؟

☆مرزا صاحب کے ایک استاد افیمی تھے''بتایا کرتے تھے،میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا،وہ حقہ لے کر بیٹھا رہتا تھا ،کئی دفعہ پینک میں اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ایسے استاد نے پڑھانا کیا؟''[مرزا بشیر الدین محمود پسر مرزا غلام اے قادیانی[اخبار الفضل/مورخہ ۵فروری ۱۹۲۹ء]جیسی روح ویسے فرشتے،جیسا استاد ویسا شاگرد۔دوسرے مرزا صاحب نے اگر اس استاد سے علم نہیں سیکھا تو پھر کس لئے اس کے پاس جاتے تھے اور اگر سیکھا ہے تو بتائیں کہ کیا سیکھا ہے انکار کیوں؟کوئی تو بات ہے جس کی پردہ داری ہے۔

☆مرزا صاحب نہ صرف خود افیون کو استعمال کرتے تھے بلکہ اپنے خاص الخاص مریدوں کو بھی اپنے ساتھ افیونی بناتے رہے۔مرزا صاحب کے بیٹے گواہی دیتے ہیں''حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا،خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے''۔مرزا بشیر الدین محمود پسر مرزا غلام اے قادیانی[اخبار الفضل/مورخہ ۱۹جولائی ۱۹۲۹ء]۔

☆اور مرزا صاحب افیون کے استعمال کا جواز بھی دیتے ہیں۔''اور فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب وغریب فوائد ہیں اسی لئے حکماء نے اسے تریاق کا نام دیا ہے۔ان میں سے بعض دوائیں اپنے لئے ہوتی تھیں اور بعض دوسرے لوگوں کے لئے ۔کیونکہ اور لوگ بھی حضور سے دوا لیتے تھے''۔[سیرت المہدی/جلد۳/صفحہ ۲۸۴]۔اس کے علاوہ مرزا صاحب دوائیوں میں افیون کے عجیب وغریب فوائد سمیٹنے کے علاوہ ساتھ بھنگ اور دھتورہ بھی شامل کرتے تھے۔قادیانی دوستو اب کیا ہمیں اجازت ہے کہ ٹھٹھا مار کر کہیں کہ آپ کا خودساختہ مسیح افیونی ہے؟ہم نے آپ کے سامنے،شاگردی،استعمال اور جواز سب کچھ رکھ دیا ہے۔اب تو آنکھیں کھول کر مرزا صاحب کی افیون کے نشے سے نکل آؤ،کافی عجیب وغریب فوائد اٹھا چکے ہو۔

الزام/توہین:

مرزا صاحب اپنی اعتراضات کی تلوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی پیشگوئیوں پر چلاتے ہوئے فرماتے ہیں''اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں،صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے،قحط پڑیں گے،لڑائیاں ہوں گی،پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا''۔[ضمیمہ انجام آتھم/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۸۸]۔

جواب:

مرزا صاحب کی پیشگوئیوں اور الہاموں اور وحیوں پر مشتمل کتاب کا نام تذکرہ ہے اور اس کلام کو وہ قرآن کریم کے برابر کہتے ہیں اور آٹھ سو چالیس سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں بے شمار زلزلوں اور تباہیوں کی گول مول خبریں دی ہیں، نیز جماعت احمدیہ ربوہ گروپ ایک اجتماعی عادت میں مبتلا ہے کہ جب بھی کسی قادیانی کے نزدیک جماعت یا دنیا میں کوئی اہم واقعہ ہوتا ہے تو وہ مرزا کی تذکرہ کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر پتہ نہیں کہاں کہاں سے تاویلات لے کر مرزا کی باتوں اور واقعہ میں تطابق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایسی کئی لایعنی تطابق کی مثالیں آپ کو مرزائی لٹریچر میں مل سکتی ہیں۔چند ایک وحی/ الہامات مرزا قادیانی بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

☆......رویا میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے ''زلزلہ کا ایک دھکا'' [تذکرہ/ صفحہ ۵۰۸]۔کیا یہ معمولی بات پیشگوئی ہے؟ کیا پیشگوئیاں ایسی ہی گول مول ہوتی ہیں کہ جب چاہا، جہاں چاہا، فِٹ کر دیں؟

☆......''زلزلہ کا دھکا'' اشتہار ۱۸، اپریل ۱۹۰۵ء [تذکرہ/صفحہ ۵۱۷]۔مرزا صاحب اپنے جھوٹ سے ہی گھبرا گئے۔

☆......''رویا دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے''۔[تذکرہ/صفحہ ۵۴۲]۔بلی کو چھچھڑوں کے خواب۔

☆......''زمین تہ وبالا کر دی''۔[تذکرہ/صفحہ ۵۴۵]۔ہر چیز کی تباہی سوچو گے تو ایسے خیالات ہی معدے سے دماغ کی طرف یورش کریں گے۔

☆......جن دنوں مرزا صاحب نے شور ڈالا ہوا تھا کہ ہم ہجرت کریں گے، لیکن جب یہ کہا کہ ہر نبی کی سنت ہے ہجرت کرنا، اس کے بعد اللہ نے ان کو اپنے اس خیال سے ہی ہٹا دیا تا کہ جھوٹا نبی قادیان میں ہی رہے اور ہجرت کو اپنی نبوت کے ثبوت سے نہ پیش کر سکے، الہام غالباً انہی دنوں کا ہے ''لنگر اٹھا دو''۔[تذکرہ/صفحہ ۵۴۵]۔

☆......جب بندہ ہر وقت دوسروں کے لئے برا سوچے تو ایسی ہی وحی ہوتی ہے ''الہام ہوا اس پر آفت پڑی، آفت پڑی''۔[تذکرہ/صفحہ ۵۵۱]۔

☆......جب دل میں یہ خواہش ہو کہ ''گلیاں ہون سنجیاں وچ مرزا یار پھرے تو ایسی ہی خبریں ملتی ہیں، وحی ہوئی ''زندگیوں کا خاتمہ''۔[تذکرہ/صفحہ ۵۷۱]۔

☆......جب ہر وقت دوسروں کے مرنے کی پیشگوئیاں کرو گے تو پھر الہام بھی ایسے ہی ہوں گے ''کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو''۔[تذکرہ/صفحہ ۵۷۱]۔

☆......جب سب کی تباہی ہی چاہو گے تو پھر شیطان وحی بھی ویسی ہی بھیجے گا ''کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں''۔[تذکرہ /صفحہ ۶۰۷]۔

☆......جن دنوں نذرانے ذرا کم ہوتے تھے تو پھر یہ وحی ہوتی تھی ''آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں''۔[تذکرہ/صفحہ ۶۱۲]۔

☆......جب مالیخولیا ترقی کرے تو بندہ سچ مچ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ جاتا ہے اس وقت یہی القاء ہوتا ہے ''لاکھوں انسانوں کو تہ وبالا کر دوں گا''۔[تذکرہ/صفحہ۷۰۴]۔

☆......الہام مرزا ہے ''میرے دشمن ہلاک ہو گئے''۔[تذکرہ/صفحہ۷۰۵]۔ساون کے اندھے کو ہرا ہی سوجھتا ہے۔

☆......ساری عمر دنیا کے لئے بجائے امن کے وبائیں ہی مانگتے رہے تو پھر شیطان نے بھی تو یہی الہام کرنا تھا، ''ایک وبا پڑے گی''۔[تذکرہ/صفحہ۷۰۴]۔اور خود ساری عمر تیس سے زیادہ وباؤں کا شکار رہے۔دنیا کے لئے ایک مانگتے مانگتے اپنے لئے تیس لے آئے۔

☆......جب الٹے کام کرو گے تو یہی کھٹکا لگا رہے گا اور ایسی ہی آوازیں نازل ہوں گی ''راز کھل گیا''۔[تذکرہ/صفحہ ۷۰۹]۔

☆......جب خفیہ ایجنسیوں کے لئے کام کرتے رہے تو ایسے ہی الہام ہوں گے تا کہ ''فلاں کو پکڑو اور فلاں کو چھوڑ دو''۔[تذکرہ/صفحہ۷۱۰]۔

☆......جب پیشگوئیاں جھوٹی پڑیں اور اپنے اور بیگانے ساتھ چھوڑنے لگیں تو ایسی ہی وحی شیطان ہوتی ہے ''ایک اور قیامت برپا ہوئی''۔[تذکرہ/صفحہ۷۱۰]۔

☆......جب کسی کے لئے اچھا نہیں سوچو گے تو پھر دل کی مرادوں والے الہام ہی ہوں گے ''یہ دو گھر ہی مر گئے''۔[تذکرہ/صفحہ۷۱۲]۔

☆......کسی بھی جگہ زلزلہ آنے پر تباہی ہوتی ہے تو کیا کسی بھی شریف آدمی کے لئے عید کا دن ہو سکتا ہے،لیکن یہ ایسا نبی ہے کہ جس کو دوسروں کی تباہی میں اپنی خوشی کے دن نظر آتے ہیں ''زلزلہ آنے کو ہے ہمارے لئے عید کا دن''۔۹ مارچ ۱۹۰۶ء۔[تذکرہ/صفحہ۵۹۲]۔

☆......یہ الہام بتا رہا ہے کہ لگتا ہے کہ کسی ڈائن کے گھر جنم لیا ہے ''اے بسا خانہ دشمن کہ توں ویراں کردی'' حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے دشمنوں کے گھر ویران کر دیئے۔[تذکرہ/صفحہ۷۱۴]۔اس کے علاوہ بھی دو چار نمونے الہامات/وحی کے پیش کرتا ہوں جو ان کے نزدیک نعوذ باللہ قرآن سے کم نہیں۔

☆......''ایک دانہ کس کس نے کھانا''۔[تذکرہ/صفحہ ۵۸۸]۔جن دنوں لنگر کے لئے پیسے کافی کم آرہے تھے تنگی ہو گئی تھی،غالباً اس وقت کا الہام ہے۔

☆......جب ایک تیر سے دو (لڑکیاں) شکار کرنے کی خواہش ہو تو یہی الہام با موقع ہے ''الہام ہوا،اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز'' (یعنی ایک لفظ اور دو لڑکیاں، ناقل) [تذکرہ/صفحہ۵۸۶]۔

☆......کوئی اپنے مطلب کی خبر لگ گئی ہو گی کہ الہام ہوتا ہے ''دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا ہے''۔[تذکرہ صفحہ

/۵۸۹]۔

☆.....لگتا ہے کہ ان دنوں پیسے کی زیادہ ضرورت ہوگی جو یہ الہام ہوا پر برا ہو مراق کی بیماری کا کہ اپنے خدا کا نفع بخش الہام بھی بھول گئے ''ایک ارادتمند لدھیانہ میں ہے''۔ پھر اس کے مکان کا پتہ مجھے بتلایا گیا اور نام بھی بتلایا گیا، جو مجھے یاد نہیں۔ [تذکرہ/صفحہ ۵۹]۔ اگر یاد نہیں تو الہام کس لئے ہوا؟ ایسے اور بیشمار نمونے مرزا صاحب کی کتابوں میں آپ کو ملیں گے۔ اے ہوشیار مذہبی دکاندار کی اولاد اور نسلی کارندو، مرزا جی کی ان موشگافیوں اور ہفوات کے باوجود تم لوگ اب کس منہ سے یہ سودا بیچ رہے ہو؟

الزام/توہین:

مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی (نعوذ باللہ) صفات محمودہ کا بیان تو ایسے کیا ہے کہ ذاتی تجربہ کے باوجود شرفاء کسی کے بارے میں ایسی بات نہیں کہتے، پڑھیے، شرمایئے، استغفار کیجئے اور...... مجھے معاف کر دیجئے گا کہ!

☆مرزا صاحب کی ذہنی کیفیت اور دلی جذبات سامنے لانے کے لئے میرے خیال میں یہ حوالہ ضروری تھا۔ ''مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ ہیں۔ ہیجڑہ ہونا کوئی اچھی صفت نہیں جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی نمونہ نہ دے سکے''۔ [نورالقرآن/رخ جلد ۹/صفحہ ۳۹۲]۔

جواب:

اب ہم ذرا مرزا صاحب کی اپنی زندگی میں جھانکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنے اعترافی بیانات میں تسلیم کیا ہے کہ پچیس سال سے زیادہ پہلی بیوی کا حق ادا نہیں کیا اور قریباً پچاس برس کی عمر میں دوسری شادی کے وقت بھی مدتوں حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں تھے۔

☆مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم۔ اے، اپنی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی''۔ [میرت المہدی/جلد اول/صفحہ 33 /مرتب، مرزا بشیر احمد، ایم۔ اے]۔ مندرجہ بالا روایت میں اوائل کے لفظ بتا رہے ہیں کہ شروع سے ہی بے رغبتی ہوگئی تھی۔ اور مرزا صاحب کے ایک صحابی سید سرور شاہ کا بیان ہے کہ مرزا صاحب نے ان کو بتایا کہ فضل احمد کی پیدائش کے بعد سے ان کا اپنے گھر سے کوئی تعلق نہیں (اندازاً ۱۸۶۰ء سے)۔

☆ یاد رہے کہ مرزا جی کی شادی پھجے دی ماں سے تقریباً ۱۸۵۵ء میں ہوئی تھی اور مرزا بشیر کی والدہ سے ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی۔ مرزا فضل احمد تقریباً ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوا تھا اس کے بعد دوسری شادی تک ۲۴ سال کوئی بچہ نہیں ہوا۔ وجہ کوئی بھی ہو مگر ۲۴ سال تک اپنی بیوی کو بے رغبتی سے رکھنا، کیا نبیوں کا کام ہے؟ ایک عورت کو اگر سزا ہی دینی ہے تو کیا اتنی لمبی سزا جائز ہے؟ کیا ازواج سے سچی اور کامل معاشرت کا نمونہ یہی ہے؟ جب آپ چوبیس سال ایک بیوی کے حقوق پورے نہیں کریں گے تو وہ کس کس رنگ میں رنگین نہیں ہوگی؟

☆ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب نے واقعی دین سے بے رغبتی کے باعث ''مباشرت ترک کی تھی'' یا کوئی اور وجہ تھی۔ مذہب سے بے رغبتی تو محض بہانہ تھا، اصل وجہ خود بیان کرتے ہیں ''میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابطیس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا اس لئے میری حالت مردی کالعدم تھی''۔[تریاق القلوب/ رخ جلد ۱۵/صفحہ ۲۰۳]۔

☆ لیکن یہیں پر بس نہیں کرتے بلکہ بقول شخصے قوت مردی کالعدم ہونے کے باوجود انہوں نے نصرت جہاں بیگم سے دوسری شادی کی اور مرزا صاحب کے اپنے کہنے کے مطابق اپنے کو عورت کے قابل نہیں محسوس کرتے تھے فرماتے ہیں۔ ''جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا''۔[مکتوبات احمدیہ /جلد پنجم/ خط نمبر ۴،۱]۔

☆ ...... اگر آپ ایک غیرت مند مرد ہیں تو آپ سوچیں کہ کسی بھی وجہ سے اگر ایسی حالت ہوتی ہے تو کیا آپ ان حالات میں پہلے شادی کریں گے یا پہلے اپنا مکمل علاج کروانے کے بعد شادی کریں گے؟ اگر ماں یا باپ ہیں ایک بیٹی کے، تو کیا ایسی بیماریوں اور کالعدم قوت مردی کے حامل کسی مرد کو اپنی بیٹی بیاہیں گے؟ بلکہ اگر آپ کو کوئی ایسا رشتہ آئے گا تو کیا آپ ایسے رشتہ کے بارے میں سوچنا دور کی بات سننے کے بھی روادار ہوں گے؟

☆ ...... کیا مرزا غلام احمد صاحب نے قرآن کریم اور رسول کریم کی واضح ہدایت کے مطابق کہ ایسے مواقع پر قول سدید سے کام لو اور ان کو اپنے ایسے حالات کھول کر بتاؤ، جن سے آئندہ زندگی میں کوئی فساد نہ بن سکے، اپنی ایسی حالت (کالعدم قوت مردی) کا لڑکی کے والدین کو بتایا تھا؟ ویسے تو یہ بھی نہیں بتایا کہ لوگوں سے قرض لے کر دلہن بیاہنے آگئے ہیں۔

☆ ......اسلامی تعلیمات بتاتی ہیں کہ انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم ہے، اور حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے، کیا مرزا صاحب نے جبکہ پہلی بیوی کے حقوق ہی نہ ادا کر پا رہے تھے، ایسی حالت میں ایک اور شادی کر کہ ازدواجی حقوق، شریعت، اخلاق، قانون اور حقوق العباد کی خلاف ورزی نہیں کی؟ پھر قابل غور فقرہ کہ اپنی ہی زیادتی پر فرما رہے ہیں کہ میں نے صبر کیا، ان دو عورتوں نے جس طرح خاموشی سے اس ظلم کو برداشت کیا ان کے حق میں کوئی کلمہ خیر نہیں!!

☆ ......کیا اتنی واضح انسانی حقوق کی پامالی کے بعد کوئی ولی تو دور کی بات ہے نیک آدمی ہی کہلا سکتا ہے، کجا کہ دعویٰ نبوت

ہو؟اور خود اس صفات محمودہ سے بے بہرہ ہونے کے باوجود کس طرح ایک نبی پر اپنی زبان طعن دراز کر رہے ہیں؟احمدیو آنکھیں کھولو، کس کو نبی مان رہے ہو جو اپنے اہل بیت کے بھی حقوق ادا کرنے پر قادر نہیں ،تمہارے کون سے حقوق ادا کرے گا؟ جو زندگی کے انتہائی اہم موڑ پر قول سدید کو چھپاتا ہے تمہاری کون سے نیک کام میں رہنمائی کر سکتا ہے؟ جو رسول کریم کی اس انتہائی اہم حدیث سے آنکھیں بند کر کے کہ ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا سلوک اس کے گھر والوں سے بہتر ہے'' صرف اپنے نفس کی تسکین کے لئے ہر چیز کو چھپاتے ہوئے ایک کنواری سے شادی کرتا ہے مگر اس کے حقوق ادا کرنے کے بھی قابل نہیں تو وہ تمہیں کیسے سیرت اور تعلیم نبوی کی صحیح راہ دکھا سکتا ہے؟

الزام/توہین:

ایک طرف تو مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ مردانہ صفات سے عاری قرار دے رہے ہیں، لیکن ان کے دل کی آگ ہے کہ بجھتی ہی نہیں ،اس پر اب مزید فحاشی ،کنجریوں سے تعلق اور جوان بے تعلق عورت سے خدمت کروانے کا الزام لگا رہے ہیں۔

لکھتے ہیں کہ ''لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے منع تھے''۔[دافع البلاء/ رخ جلد ۱۸/صفحہ ۲۲۰] حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مزید الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

''اور پھر مجرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے۔ جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی''۔[نور القرآن نمبر۲/ رخ جلد ۹/صفحہ ۴۴۹]۔

جواب:

مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کے کئی پہلو ہیں۔ کوشش ہے کہ ہر اہم بات کا جواب دیا جائے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پاکدامنی کا تو قرآن شریف بھی گواہ ہے۔ دراصل یہاں اہم بات یہ ہے کہ جو الزامات مرزا صاحب نے لگائے ہیں، کیا ان الزامات سے ان کی اپنی زندگی بھی پاک ہے یا نہیں؟ اس مضمون میں بنیادی طور پر اسی سوال کا جواب دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

☆......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاکدامنی کے بارے میں قرآن کریم میں ہے"اور ہم نے مریم اوراس کے بیٹے مسیح کو تمام جہانوں کے لئے ایک معجزہ بنایا"۔[سورۃ الانبیاء۲۱/آیت ۹۱]۔کیا اللہ تعالیٰ کسی انسان کو معجزہ کے طور پر پیش کرنے کے لئے ناپاک کام کرنے والوں کا انتخاب کرتا ہے؟مسلمان کے عقائد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں غلط نہیں ہو سکتے اور عیسائی بھی ان کی عزت کرتے ہیں۔صرف چند یہودی اوران کے بھونپو مرزا صاحب ہی ایسی باتیں پھیلا سکتے ہیں۔

☆......مرزا صاحب کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حصور کا لفظ نہیں آیا اس لئے کہ ان کا بے تعلق عورتوں سے تعلق تھا۔مرزا صاحب تو آنجہانی ہو گئے،کیا کوئی قادیانی بزرجمہر بتا سکتا ہے کہ،کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک (سوائے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے) کسی اور نبی کے لئے حصور کا لفظ آیا ہے؟اگر ہے تو دکھائیں،اوراگر نہیں تو بتائیں کہ کیوں نہیں آیا؟اگر مرزا صاحب کی دلیل مان لیں تو اس کا مطلب ہے کہ نعوذ باللہ ان تمام انبیاء اللہ کا تعلق بھی عورتوں کے ساتھ ناجائز قسم کا تھا۔اوراگر ایسی بات نہیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب نے حصور کے لفظ کی آڑ لے کر اپنے دل کا خبث اور جلن اور سڑاند باہر نکالی ہے!

☆......مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ قرآن نے ان کا نام مریم رکھا ہے۔اورایک دوسری تحریر میں لکھتے ہیں"مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے مجھے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے"۔[گورنمنٹ انگریزی اور جہاد/رخ جلد۱۷/صفحہ۱۴]۔اب ہم ان کا مطلب یکجا کریں تو مرزا صاحب قرآن کی رو سے خدا کے ہاتھوں سے ابن مریم کا جامہ پہن کر آئے ہیں،اور یہ جامہ پہننے والا حصور نہیں ہے کہ اس کے عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے،اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم مرزا صاحب کے مطابق ہی لفظ حصور اوراس کی تشریح کو اپناتے ہیں تو ہمیں مرزا صاحب کو بھی بے تعلق عورتوں کے ساتھ گندے اور غلیظ کاموں میں ملوث سمجھنا پڑے گا۔اور یقیناً اسی لئے مرزا صاحب کو نہ تو ان کا خاندان نہ ہی دنیا حصور تو کیا شریف آدمی بھی خیال نہیں کرتے تھے۔

ہم مرزا صاحب کو غلیظ کاموں میں ملوث ہونے کا یقین کرتے ہیں اوراس کے لئے ہمیں لفظ حصور کی بحث میں مزید جانے کی ضرورت نہیں۔اس کے لئے مرزا صاحب کے اپنے ذاتی حالات کے متعلق اقبالی بیان،ان کی اولاد ،اصحاب اوران خواتین کے بیان جن میں وہ مرزا صاحب سے سرور حاصل کرتی تھیں کافی ہیں۔

☆......اب ہم مرزا صاحب کا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہیں"اور میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا،انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری نکلیں"۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۵]۔کہتے ہیں کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر

بولے۔ مرزا صاحب جب خود بھنگنوں اور کنجریوں اور زانیوں کے ساتھ ذاتی تجربہ حاصل کرتے رہے ہیں اور دنیا کو فخریہ بتا بھی رہے ہیں۔ واہ حوصلہ ہو تو ایسا، اسی مضمون میں دوسری جگہ مرزا صاحب کا چوڑھوں سے تعلق بھی ہم نے سامنے رکھ دیا ہے۔ یہاں ان کا ذاتی تجربہ بھی پیش کر دیا ہے۔

اسی پر ایک سوال تو یہ ہے کہ جب ذاتی تجربہ حاصل کر رہے تھے تو اس قربت نے مرزا صاحب کے جذبات میں کیا انگیخت پیدا نہ کی ہوں گی؟ اور اگر انگیخت پیدا ہوئی تو مرزا صاحب نے کیا کیا؟ معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً انہی سے تشفی حاصل کی کیونکہ بیوی سے تو تعلق مرزا فضل کی پیدائش کے بعد نہ رہا تھا کہ اس کے پاس ہی چلے جاتے؟

اور یہاں دوسری بات جو جاننے کی خواہش ہے کہ مرزا صاحب یہ ذاتی تجربہ بھنگنوں اور زانی کنجروں کے گھروں میں جا کر حاصل کرتے رہے یا وہ مرزا کے پاس آتی تھیں؟

☆......مرزا صاحب نے اپنے الزام میں یہ بھی کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت فاحشہ عورت نے اپنی حرام کی کمائی سے کی۔ کم از کم اس میں یہ بات تو تسلیم کرتے ہیں نا کہ ایسی خواہش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے نہیں تھی بلکہ اس عورت کی اپنی خواہش تھی۔

☆......ہم کمائی کے معاملہ میں جو مرزا صاحب نے اپنے والد کی سال بھر کی پنشن وصول کرنے کے بعد چند دنوں میں اِدھر اُدھر خرچ کر دی اور پھر شرم کی وجہ سے گھر سے بھاگ گئے اس کا ذکر نہیں کرتے۔

☆......اپنی ضرورتوں اور مذہب کے نام پر کشکول لے کر چندے کے جو دھندے کئے ان کا بھی ذکر یہاں نہیں کرتے۔

☆......اخبار رسالے لگوا کر ادائیگیاں نہ کرنے پر نادہندگان کی فہرستیں جو اخباروں میں چھپیں ان میں ان کے نام چھپنے کا بھی ذکر نہیں کرتے۔

☆......ٹیکس بچانے کے لئے جو ہیرا پھیریاں کیں۔ مریدوں کی تعداد میں ہیرا پھیریاں کیں، اس کی بھی یہاں بات نہیں۔

☆......لیکن جو شخص ہر طرف ہیرا پھیریاں کر رہا ہے تو توقع یہی ہے کہ اس نے زندہ کنجروں کے مال کے ساتھ بھی ''زندہ دلی کا سلوک'' ہی کیا ہوگا۔

☆......لیکن ہم کسی خیالی بات کو پیش نہیں کرتے بلکہ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔اے، نے مردہ کنجری کے مال پر لکھا ہے اس کو بھی پیش کر دیتے ہیں۔ ''ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سارو پیہ کمایا پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا۔ مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی (یعنی قادیانیت میں داخل ہو گیا تھا، ناقل) اب اس مال کو میں کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا، کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے (مرزا صاحب دعویدار تھے

کہ اسلام کی خدمت کا خرچ ان کے پاس جمع کروایا جائے، ناقل) اور پھر مثال دے کر بیان کیا۔ (یعنی مال وصولنے کے کئی طریقے آزمائے، ناقل)۔ [سیرت المہدی/ جلد ۱/ روایت ۲۷۲/ صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۲]۔ ایک اور جگہ میں نے پڑھا ہے کہ اس نے یہ روپیہ مرزا صاحب کے حوالے کر دیا۔ آئندہ ایڈیشن میں امید ہے کہ انشاء اللہ رقم وصولی کا حوالہ بھی دے دیا جائے گا۔ اب دیکھیں کہ ایک شخص اللہ کے نبی پر بہتان باندھ رہا ہے جس کا کوئی ثبوت بھی نہیں لیکن خدا تعالیٰ اس کے اپنی زبان سے زندہ تو دور کی بات مردہ کنجریوں کے مال کی وصولی کرنے کے فتوے دلوا رہا ہے اور وصول کر رہا ہے اور اس کے بیٹے کے قلم سے اس کو باثبوت بھی بنا رہا ہے۔ دیکھ لیں کہ مرزا صاحب سے مردہ کنجروں کے مال کو بھی امن نہیں۔

قادیانی عزیزو، دوستو اب تو عقل کرو اور اپنے جان، مال، عزت، وقت، جائیداد کو ان مذہبی ٹھگوں کے چندے کے دھندے سے امن میں کر لو۔

☆......مرزا صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ جوان بے تعلق عورت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت کی ہے۔ لیکن مرزا صاحب کی خدمت تو جوان، بے تعلق، نا کتخدا لڑکیاں و عورتیں کئی کئی ماہ تک، رات کی تاریکی میں، تنہائی میں ساری ساری رات کرتی رہیں! مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم۔ اے جس کو مرزا صاحب کی طرف سے الہامی خطاب قمر الانبیاء بھی دیا گیا، لکھتے ہیں ''ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا۔ کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت (مرزا صاحب، ناقل) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت (یہ قاری پر منحصر ہے کہ وہ سیاق وسباق کے نتیجہ میں ''اسی طرح'' کس طرح کی خدمت سمجھے، ناقل) کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی۔ مجھ کو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔............ [سیرت المہدی/ جلد ۳/ روایت ۹۱۰/ صفحہ ۲۷۳]۔ اس روایت کے بعد کیا ہم پوچھ سکتے ہیں۔

☆......کہ زینب بیگم مرزا صاحب کی قریبی رشتہ دار تھی یا جواب بے تعلق عورت؟ ہمیں خدمت کے وقت تک اس عورت سے کسی رشتہ داری کا ثبوت جماعت کے لٹریچر میں نہیں ملتا!

☆......مرزا صاحب صرف ایک مرتبہ، ایک جوان عورت کا دوسرے حالیوں موالیوں اور لوگوں کی موجودگی میں دن کی روشنی میں صرف پیروں پر عطر ملنے پر کئی کتابوں میں انتہائی بے ہودگی کے ساتھ غلط اعتراضات کے بعد، زینب بیگم سے ایک وقت نہیں، ایک دن نہیں، ایک رات نہیں، ایک ہفتہ نہیں، بلکہ کئی کئی مہینوں رات کی تاریکی میں کچھ دیر نہیں بلکہ اکثر آدھی رات تک اور کئی دفعہ پوری پوری رات خدمت کرواتے رہے اس کو کیا کہیں گے؟

☆......جس وقت ایک جوان لڑکی مرزا صاحب کی رات کے وقت خدمت کرتی تھی تو مرزا صاحب کی بیگم کہاں ہوتی

تھیں؟

☆......کیا پاس ہوتی تھیں تو ایک بے تعلق عورت کا میاں بیوی کے درمیان بیٹھنا کس حد تک اخلاقاً،شرعاً، قانوناً جائز تھا؟

☆......اور اگر پاس نہیں ہوتی تھیں تو کیا ایک جوان عورت کا مرزا صاحب کے ساتھ پوری پوری رات اکیلا رہنے کا کوئی اخلاقی یا شرعی جواز تھا؟

☆......ممکن ہے کہ بعض قادیانی کہیں کہ وہ بیٹی کی طرح تھی۔اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بیٹی نہیں تھی، کیا اس کا نکاح مرزا صاحب سے جائز تھا یا نہیں؟ اور قرآن کریم منہ بولی اولاد کو نہ تو اولاد قرار دیتا ہے اور نہ ہی ایسے رشتوں کو جائز قرار دیتا ہے۔

☆......یہ تو ممکن ہے کہ خدمت کے بعد اگر بیٹی بھی کہے گی تو یہی کہے گی کہ شکر ہے اور میں خوش ہوں کہ اللہ نے مجھ سے باپ کی خدمت لی، لیکن کیا بیٹی بھی یہی کہے گی کہ جو زینب کہہ رہی ہے کہ کسی قسم کی تھکان نہیں ہوتی تھی بلکہ (اس وقت) دل خوشی سے بھر جاتا تھا۔

☆......لیکن اس سے بھی بڑھ کر وہ بتا رہی ہے کہ ''پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند، نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا'' یہ کون سی خدمت تھی جس میں بجائے تھکن کے سرور پیدا ہوتا تھا اور خوشی سے نیند، تھکان، غنودگی سب ہوا کی طرح اُڑ گئیں؟

☆......ہم جب مرزا صاحب کی ذہنیت، ذاتی تجربوں، قوت باہ کے نسخوں کے استعمال اور رات کی تنہائیوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی ساتھی خوشی اور سرور سے پاگل ہو رہی ہوتی ہے۔تو یقیناً ہم حق بجانب ہیں کہ پورے حق الیقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ خدمتیں نہ تو شرعاً، نہ اخلاقاً اور نہ ہی قانوناً اور بالخصوص ایسے مقام کے مدعی کے لئے کسی طرح بھی جائز تھیں؟ بلکہ مرزا صاحب مذہب کی آڑ میں شرافت کے پرخچے اڑانے والے تھے۔

☆......اس قسم کے اور بھی کافی واقعات ہیں، مثلاً جوان عورتوں کے راتوں کو پہرہ دینے کے، نامحرم عورتوں سے ٹانگیں دبوانے کے، وغیرہ، طوالت کے خوف سے نہیں دیئے جا رہے۔

مرزا صاحب بے بنیاد اور بے ہودہ اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اور پھر مجرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے۔جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی''۔اس قسم کی کوئی حرکت کم از کم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو نہیں کی لیکن مرزا صاحب کے صحابی خاص ایک واقعہ بیان کرتے ہیں، لکھتے ہیں۔''حضرت......(مرزا صاحب، ناقل) کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔وہاں ایک کونے میں گُھرا تھا۔جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے

تھے۔وہاں اپنے کپڑے اتار کراور ننگی بیٹھ کرنہانے لگی۔حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہےاور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آنکلی۔اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تم نے یہ کیا حرکت کی۔تو اس نے ہنس کر جواب دیا۔انہوں کچھ دیدا ہے؟یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے'۔[ذکر حبیب/صفحہ ۳۸/مصنف مفتی محمد صادق قادیانی] صحابی مرزا صاحب۔اب دیکھیں کہ مرزا صاحب کے سامنے ایک جوان،مجرداور خوبصورت ملازمہ کس طرح کپڑے اتار رہی ہے،مرزا صاحب اپنے کام میں (یعنی اس کو دیکھنے میں) مشغول ہیں۔وہ جسم پر پانی ڈالتی ہےتو مرزا صاحب (دیکھنے کے) کام میں محو ہیں۔نہا کرانگڑائی لے کرکھڑی ہوتی ہے مرزا صاحب ہوش وحواس سے بیگانہ ہورہے ہیں،اور ایسے موقع پر کیا دلیل ہے کہ مرزا صاحب بے قابو نہیں ہو گئے ہوں گے جب کہ اکیلے کمرہ میں جوان عورت،ملازمہ بدرجہ کنیز،اورالف ننگی سامنے اٹھکیلیاں کر رہی تھی۔مرزا صاحب کے بیٹے اور دوسرے خلیفہ ایک جگہ کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کمرے میں ایک جوان عورت اور مرد اکیلے ہوں اوران کے درمیان شیطان دخل نہ دے۔تو کیا ہم یقین کرنے میں حق بجانب نہیں کہ کیا کیا کھیل نہیں کھیلے گئے جن کے بعد نہانا ضروری ہوگیا۔لیکن اس کے ساتھ کچھ سوالات بھی ہیں۔

☆......کیا یہ ممکن ہے کہ گھر کی کوئی ملازم یا ملازمہ دیوانہ ہو یا فرزانہ،اپنے مالک یا مالکہ کی مرضی کے بغیر بےلباس ہونے کی جرأت کرے؟

☆......اس واقعہ کے بیان میں یا بعد ہمیں مرزا صاحب یا ان کی بیوی کی طرف سے اس ملازمہ کو نکالے جانے،یا سرزنش کرنے کی کہیں کوئی روایت نہیں ملتی۔اس کا یقیناً مطلب ہے کہ دونوں کو اس حرکت پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

☆......کیا یہ ممکن نہیں کہ مرزا صاحب سے اس کا ہر قسم کا تعلق ہو اور اس دن بھی یہی بات ہوئی ہو لیکن سو دن چور کے ایک دن سعد کا،کے مصداق اس دن نہانے کے بعد کپڑے پہننے سے قبل ہی دوسری ملازمہ اچانک اندر آگئی ہو اور چوری پکڑی گئی؟

☆......کیا یہ ممکن نہیں کہ اس واقعہ کو خود ہی جہاں تک ممکن ہوا،بنا سنوار کر اس لئے پھیلا دیا گیا ہو تا کہ دیکھنے یا پکڑنے والی ملازمہ کی اصل بات پر کوئی یقین نہ کرے؟

☆......مرزا صاحب کے خدا تعالیٰ سے قرب کے دعوے بہت زیادہ بلند اور بے شمار ہیں۔اور بقول ان کے انکے اندر ہر وقت قوت قدسیہ کام کرتی تھی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حواس خمسہ عام انسانوں کی نسبت بہت زیادہ حساس اور بیدار ہونے چاہئیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے قرب والے لوگوں کو غیروں کی تہمتوں اور فتنوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

☆......اس پر سوال یہ ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ مرزا صاحب اپنے کمرے میں بیٹھے ہیں،ایک غیر عورت کمرے میں خاموشی سے داخل ہوتی ہے،لیکن مرزا صاحب کو پتہ نہیں چلتا!

☆......بیان کردہ واقعہ کے مطابق اپنے کپڑے اتارتی ہے مرزا صاحب کو پتہ نہیں چلتا!

☆......گھڑوں سے غسل کے لئے پانی نکالتی ہے اور پانی نکالنے کی آواز بھی مرزا صاحب کو سنائی نہیں دیتی!

☆......نہانے میں بہر حال کچھ دیر تو لگتی ہے، پانی کی آواز، جسم کی صفائی کی آواز مرزا صاحب کو سنائی نہیں دیتی!

☆......دوسری ملازمہ آتی ہے، اس کو ڈانٹتی ہے اور وہ ہنس کر جواب دیتی ہے (غالباً وہ اس بات پر ہنسی ہو گی کہ سب کچھ ہو چکا اب تم نے کیا دیکھنا ہے یا دیکھا ہے) لیکن مرزا صاحب کو تب بھی پتہ نہیں چلتا، کیونکہ اس وقت بھی مرزا صاحب کے کسی ردعمل کا ذکر نہیں!

☆......یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص جس کا دعویٰ کئی اولوالعزم نبیوں سے بڑھ کر نبی اللہ ہونے کا دعویٰ ہو، شیطان ایک عورت کو بہکا کر ان کے کمرہ میں لاتا ہے، کپڑے اترواتا ہے، سامنے بٹھا کر نہلواتا ہے، لیکن اس قدر رسوا کن قصے سے بچانے کے لئے اس کے حواس کو بیدار نہیں کرتا بلکہ اور زیادہ مجہول والی حالت طاری کر دیتا ہے، تاکہ رہتی دنیا تک یہ قصہ اس کی ذات پر سوالیہ نشان کے ساتھ کھڑا رہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں سے ایسا سلوک کرتا ہے؟

☆......ہر مضمون پڑھنے والا جانتا ہے اور کئی بار آزمایا بھی ہو گا کہ اگر ایک انسان گہری نیند نہیں سو رہا، غنودگی کی حالت میں بھی کسی کمرہ میں اکیلا بیٹھا ہوا اور اس کمرے میں مخالف جنس کا فرد، چاہے باپ، بھائی، خاوند یا بیٹا ہو یا غیر ہو، چاہے ماں بیٹی بہن، بیوی یا غیر عورت ہو، فوراً اس انسان کی چھٹی حس اس کو مطلع کر دے گی، جس کی وجہ سے اکیلا بیٹھا ہوا انسان چوکنا ہو جائے گا، سنبھل جائے گا۔ ایک عام گنہگار انسان کے ساتھ اگر خدا تعالیٰ ایسا سلوک کرتا ہے تو نبیوں کے ساتھ تو اس کا حفاظت کا سلوک بے حساب ہو گا۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ مرزا غلام اے قادیانی کے تقدس کے تمام دعوے بے بنیاد، جھوٹ اور دجل اور مذہب کے نام پر صرف دکانداری ہیں؟

☆......واقعہ میں لکھا ہے کہ باہر سے آنے والی خادمہ نے ننگی کو نیم دیوانی کہا، خادمہ نیم دیوانی تھی اس لئے اس نے ایسی حرکت کی۔

☆......انسانی فطرت ہے کہ جب وہ کسی قریبی جاننے والے کو کسی انہونی بات میں مبتلا دیکھتا ہے تو وہ اس کو بے تکلفی سے کہتا ہے کہ کیا پاگل ہو گئے ہو، دیوانے ہو گئے، یا مجھے تو تم آدھے پاگل لگتے ہو۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ کام کرنے والا پاگل ہے، بلکہ ہم سب جانتے ہیں کہ کہنے والے کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت تم صحیح کام نہیں کر رہے۔ اس لئے اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ وہ نیم دیوانی تھی؟

لیکن اس کے باوجود اگر قادیانی اس مؤقف پر قائم ہیں کہ وہ نیم دیوانی تھی تو تب بھی یہ مؤقف تو اور زیادہ ہمارے مؤقف کو مضبوط کرتا ہے کہ دانستہ ایسے کاموں کے لئے گھر میں نیم دیوانی خادمہ رکھی کہ لائن پر لگ گئی تو ٹھیک، اور اگر اس نے شور مچا دیا، یا لوگوں کو بتانا شروع کر دیا تو آرام سے کہہ دیں گے کہ نیم دیوانی ہے اس کی بات کا کیا اعتبار۔

☆......دوسرے مرزا صاحب کو ہر جگہ دیوانے ہی ملتے ہیں، گھر میں ملازمہ دیوانی، ماموں دیوانے، باہر یار محمد دیوانہ جو ناجائز برکت حاصل کرنے کے لئے مرزا صاحب کے جسم پر دوران نماز ہاتھ پھیرتا تھا۔ایک مرید پروفیسر نام کے دیوانے ،یہ دیوانوں کے پیر تھے یا؟

☆......چلیں مان لیا کہ خادمہ دیوانی تھی ،مرزا صاحب تو فرزانے تھے،انہوں نے فرزانوں والا کام کیوں نہ دکھایا؟

جس واقعہ کو بنیاد بنا کر مرزا صاحب اپنے غلیظ تبصرہ کو واقعہ کی صورت میں پیش کر رہے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے ”حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کے ایک حواری شمعون نے دعوت پر بلایا، وہاں اور لوگ بھی موجود تھے ۔ایک عورت جس کا نام مریم تھا اور اس کی شہرت اچھی نہیں تھی ، حضرت مسیح علیہ السلام کی شہرت سن کر ان کو دیکھنے کے لئے وہاں آ گئی۔ جب اس کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاکیزہ چہرہ پر پڑی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کی حالت بدل دی اور وہ عطر لے کر آئی اس سے ان کے پاؤں کو دھویا اور پاؤں پکڑ کر بیٹھ گئی اور آنسو بہا بہا کر ان سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگ گئی اور بخشش کی طلبگار ہوئی“ ۔طوالت کی وجہ سے پوری تفصیل نہیں دے سکے مگر قارئین اس واقعہ کی تفصیل پڑھنے کے لئے [انجیل، متی/ بات ۲۶/ درس ۶ تا ۱۳۔ نیز انجیل، لوقا/ باب ۷/ درس ۳۶ تا ۵۰] دیکھ سکتے ہیں۔

☆......اس پر میں اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب صحیح نیت کے انسان ہوتے اور حقائق پیش کرنا چاہتے تو پہلے وہ انجیل کی یہ عبارت پیش کرتے ،اس کے بعد اس پر اپنا تبصرہ جیسا بھی وہ چاہتے کرتے ۔تا کہ سب کو پتہ چلتا کہ اصل واقعہ کیا ہے اور تبصرہ کیا کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ اس مضمون میں ہم نے کیا پہلے قادیانی حوالہ جات پیش کئے ہیں اس کے بعد ان پر تبصرہ کیا ہے۔لیکن ہمارا یقین ہے کہ مرزا صاحب کو حقائق سے غرض نہیں تھی وہ صرف اپنا دلی بغض باہر نکالنا چاہ رہے تھے۔

☆......مرزا صاحب نے بجائے اصل بات کے پیش کرنے کے ،اپنے لایعنی ، بے ہودہ ،غلیظ تبصروں کو اصل واقعہ کی صورت میں پیش کر کے خود اپنے ہاتھوں اپنے جھوٹ ،دجل اور فساد پر مہریں لگا دی ہیں۔قادیانی دوستو،عزیزو،اللہ کے لئے تم بھی ضمیر کی آنکھیں کھول کر ایک بار جائزہ لے لو تو دین و دنیا میں مرزا کے پھیلائے ہوئے فساد سے بچ جاؤ گے۔

الزام/توہین:

مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کے بارے میں بے ہودگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا“ ۔[ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ/ رخ جلد ۱۱/ صفحہ ۲۹۱]۔

جواب:

مرزا صاحب دوسروں کے خاندان پر تو کیچڑ اچھال رہے ہیں، ان کے اپنے خاندان کا جائزہ لیتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے خاندان کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

☆...... میں ایک نہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور کسی ایسے ممتاز خاندان سے نہ تھا"۔[براہین احمدیہ، حصہ پنجم/ رخ جلد ۲۱/ صفحہ ۷۰]۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ نبی ممتاز خاندان سے ہوتا ہے۔

☆...... ایک اور جگہ اپنے چچازاد بھائی مرزا امام الدین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ایک شخص نامی مرزا امام دین قادیان میں ہے جس سے ہماری تیس برس سے عداوت چلی آتی ہے (کیا نبی بھی کسی انسان سے عداوت کا اظہار کرتا ہے؟ نبی تو صرف غلط اشخاص کے عملوں سے کراہت کا اظہار کرتا ہے، لیکن انسان سے عداوت کا اقرار یا اظہار نہیں، ناقل) اور کوئی میل ملاپ اس کا اور ہمارا نہیں ہے اس کا تعلق چوڑھوں سے رہا اور اب بھی ہے"۔[ملفوظات/ جلد ۵/ صفحہ ۴۹]۔ (بحوالہ اخبار البدر/ جلد ۲/ نمبر ۵/ صفحہ ۳۶، ۳۷/ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء) اس کا بڑا بھائی اور مرزا صاحب کا دوست و چچازاد نظام الدین ڈاکے مارتا ہوا پکڑا گیا۔

☆...... ویسے مزے کی بات یہ ہے کہ انگریز جن کی خوشامد و خاندانی غلامی پر مرزا صاحب فخر کرتے اور دوسروں کو بھی اس امر کی طرف راغب کرتے رہے اور جن سے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت مانگتے رہے وہ کیا لکھتے ہیں "احمدیہ فرقہ کا بانی مرزا غلام احمد ہے اس نے اول ابتدا چوڑھوں سے کی"۔[ملفوظات/ جلد ۵/ صفحہ ۴۸] (بحوالہ سول اینڈ ملٹری گزٹ) مرزا صاحب کے اپنے اور اپنے خاندان کے بارے میں انکشافات اور ان کے دوستوں کی تصدیق تو دیکھ لی۔ خوب آبرو رکھی! اب اگر ان حوالہ جات کو ذہن میں رکھتے ہوئے آگے دیئے گئے حوالہ جات کے ساتھ ملا کر دیکھیں کہ مرزا صاحب کے خاندان کی اصل تصویر ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے کیسی بنوائی ہے۔ مرزا صاحب اپنے دشمنوں اور نہ ماننے والوں کے لئے کیا کلمات استعمال کرتے ہیں، لکھتے ہیں۔

☆...... "دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور عورتیں ان کی کتیوں سے بڑھ گئیں"۔[نجم الہدیٰ/ رخ جلد ۱۴/ صفحہ ۵۳]۔

☆...... اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ "مگر رنڈیوں یا بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی"۔[آئینہ کمالات اسلام / رخ جلد ۵/ صفحہ ۴۸، ۵۴۷]۔ اس سوال کو اس وقت ہم اٹھاتے ہی نہیں کہ یہ ایک نبی کی زبان ہو سکتی ہے یا نہیں کیونکہ یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب چوڑھوں کی زبان استعمال کر رہے ہیں۔

☆...... لیکن ان حوالوں کے بعد ذرا اس حوالے کو غور سے پڑھئے "ایک عرصے سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے (اگر واقعی نشان ہوتے تو وہ قائل بھی ہو جاتے، ناقل)۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/ صفحہ ۱۶۲، ۱۶۰]۔

☆......یہاں یہ بات یادر ہے کہ مرزا صاحب کی پہلی بیوی ان کی ماموں زاد تھیں وہ مرزا صاحب کو مکار اور کذاب خیال کرتی تھیں، اوراپنے بڑے بیٹے مرزا سلطان کو مرزا صاحب نے ایک نابالغ محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ کے ساتھ اپنی شادی کی مخالفت کی وجہ سے عاق کیا تھا اور اپنا دشمن قرار دیا تھا۔اوراسی وجہ سے بیوی (مرزا سلطان اور پھجے کی ماں) کو بھی بڑھاپے میں (محمدی بیگم) سے شادی کروانے کے لئے مدد نہ کرنے کا الزام لگا کر طلاق دی تھی اور سگے چچازاد بھائی بھی شدید مخالفوں میں تھے اور کنبے کے باقی افراد بھی بقول مرزا صاحب کے اپنے ان کو مکار دکاندار خیال کرتے تھے، ان باتوں کو سامنے رکھ کرابھی یہ اقتباس پڑھیں کہ دشمن بیابانوں کے خنزیر، عورتیں ان کی کتیوں سے بڑھی ہوئی، اور تصدیق نہ کرنے والے بدکار عورتوں کی اولاد ہیں تو مرزا صاحب کی اپنی تحریروں کے مطابق ان کا اپنا خاندان، کنبہ اور برادری بھی کیا ہے؟ خنزیر، کتیاں عورتیں، بدکار عورتوں کی اولاد ہیں تو مرزا صاحب کی اپنی تحریروں کے مطابق ان کا اپنا خاندان، کنبہ اور برادری بھی کیا ہے؟ خنزیر، کتیاں عورتیں، بدکار عورتوں کی اولاد، ولدالحرام یا؟

☆......کیا نبی ایسے ہی خاندان سے ہوتے ہیں؟ حضرت عیسیٰؑ کو اور ان کے خاندان کو تو یہودیوں نے برا کہا اور مرزا صاحب نے ان کی نقل میں ان کے خاندان پر گند اچھالا لیکن خدا نے مرزا صاحب کو ان کے اپنے ہی قلم کے ذریعہ سے اپنی ذات کے لئے ''انسانوں کی جائے عار'' لکھوایا اور جو ان کے اپنے خاندان کے بارے میں ان سے کہلوا دیا، کیا خدا کسی نبی کو اس کے اپنے ہاتھوں سے ایسا ذلیل بھی کرتا ہے؟ یا اللہ تعالیٰ نبی کو نہ صرف اس کی، بلکہ پوری انسانیت کی اور سب سے بڑھ کر اپنی عزت قائم کرنے کے لئے دنیا میں بھیجتا ہے؟

☆......اور مرزا صاحب اپنے خاندانی حالات میں لکھتے ہیں کہ دوسو سال کے جو پرانے کاغذات پڑے ہیں شجرہ نسب کے ،اس کے مطابق وہ مرزا ہادی برلاس کی اولاد میں سے ہیں۔دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ خدا نے الہاماً ان کو بتایا ہے کہ وہ فارسی النسل ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب کو یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کی دادیوں اور نانیوں میں سے کوئی فارسی النسل کے پاس گیا تھا یا کوئی سرکاری سانڈ کی طرح کا فارسی النسل، نسل بدلنے کے لئے گھر بلوایا گیا تھا، اور کون سی دادیوں یا نانیوں کے دور میں یہ نسل تبدیل ہوئی تھی؟

☆......اسی طرح کبھی اپنے کو چینی النسل بھی قرار دیا، کبھی حارث بھی قرار دیا، کبھی بنی اسرائیل بھی قرار دیا، اور ساتھ ہی فاطمی النسل بھی بن گئے۔اور یہ بھی لکھا کہ میری نسلیں ہیں بے شمار! اگر ہم مرزا صاحب کی ان باتوں کو تسلیم کرلیں اور نہ تسلیم کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں کہ وہ اپنے قلم سے اپنی ذات کے بارے میں اقراری ہیں تو کیا ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب نہیں ہوں گے کہ ہم مرزا صاحب کی دادیوں، نانیوں کو ان کی ہمت کی داد دیں کہ پتہ نہیں کتنی نسلیں، کتنی تعداد، کتنی نسلوں میں سے گھوم گھوم کر محنت مشقت سے مرزا صاحب کے دعویٰ کرنے کے لئے بیشمار نسلوں کے نمونہ جات جمع کرتی رہیں تا کہ مرزا صاحب اس دعویٰ کو اپنی نبوت کی بنیاد بنا سکیں۔

☆......قادیانی دوستو ذرا ایمان لگتی کہو کہ اگر تم اپنے گھر کے لئے ملازم رکھنا چاہتے ہو، اور اس سے سوال کرتے ہو کہ ’’کیوں بھائی تیرا خاندان کون سا ہے؟‘‘ وہ کہتا ہے کہ حضور میری نسلیں بے شمار ہیں۔ تو کیا آپ کا ردعمل یہ نہیں ہوگا کہ اوئے، مجھے حلال زادہ نوکر چاہیے نہ کہ بیشمار نسلوں والا جس کا کوئی اعتبار نہیں؟ اپنے گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے بیشمار نسلوں والے کو نوکر بھی نہیں رکھتے، لیکن بڑی ہی عجیب بات ہے کہ ایک شخص اپنی کئی نسلوں کے نام بتانے کے بعد پھر اور بھی دعویٰ کرتا ہے کہتا بھی ہے اس کی نسلیں ہیں بے شمار، تو اس کو نبی مان کر اپنا دین، ایمان، مال، خاندان، جائیداد، وقت سب کچھ اس کے ہاتھ میں دے دیتے ہو! کیا کسی اور نبی نے بھی ایسا دعویٰ کیا؟

الزام/توہین:

مرزا صاحب قرآن کریم کے ارشادات کے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو بن باپ کے پیدائش نہیں سمجھتے تھے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ!

☆......’’یسوع مسیح کے چار بھائی اور بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی‘‘۔ [کشتی نوح/ رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۱۸ حاشیہ]۔

☆......دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں‘‘۔ [ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۲۵۴ حاشیہ]۔

☆......پھر لکھتے ہیں کہ ’’ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔ مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے‘‘۔ [ایام الصلح / رخ جلد ۱۴/ صفحہ ۳۰۰ حاشیہ]۔

☆......لیکن دل کی جلن اور اندرونی لاوا چین نہیں لینے دیتا، مزید کس طرح طعنہ زنی کر رہے ہیں ’’اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا، اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض‘‘۔ [کشتی نوح/ رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۱۸]۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم کا کئی جگہ ذکر آتا ہے، خاکسار صرف دو حوالے پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

جواب:

اس کا جواب پہلے تو ہم قرآن کریم کی آیات کے ساتھ دیتے ہیں ،اس کے بعد مرزا صاحب کے خاندانی اقرار یہ حالات سے۔

☆......قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،''اور جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم !اللہ نے یقیناً تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک کیا ہے اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلے میں تجھے چن لیا ہے''۔[سورۃ آل عمران،آیت نمبر۴۳]

☆......دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،''جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم !اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعے (ایک لڑکے کی)بشارت دیتا ہے اس کا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا جو دنیا میں اور آخرت میں صاحب منزلت ہو گا اور (اللہ کے)مقربوں میں سے ہوگا''[آل عمران،آیت نمبر۴۶]۔

☆......سورۃ التحریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،''اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی''[سورۃ التحریم ،آیت نمبر۶٦]۔

☆......اب مرزا صاحب کا الزام پڑھ لیں اور قرآن کریم کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم کی شان،مقام،بزرگی،بلند مرتبہ کا صدیقہ کے لئے یہ مرتبہ جات بھی دیکھ لیں اور اس کے مقابل مرزا صاحب مندرجہ ذیل باتیں بیان کر کے نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی عظیم المرتبہ والدہ پر بلکہ قرآن کریم پر جو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے پر بھی مندرجہ ذیل الزامات لگا رہے ہیں۔

☆......قرآن کریم فرما رہا ہے کہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نیک بیٹے کی بشارت لے کر آیا ہے۔

☆......اب کیا بشارت کے بعد ایک نا کتخدا کسی سے ناجائز حمل لے گی؟یا کیا پہلے سے حمل ہو چکا تھا؟

☆......یا بشارت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی کنواری حالت کو اس طرح حاملہ کی حالت میں تبدیل کرتا ہے؟

☆......مرزا صاحب اس کے بالمقابل کہہ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ یوسف کے ساتھ نجاری یعنی بڑھئی کا کام کرتے رہے ہیں۔

☆......اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتہ کے ذریعہ پیغام کو قرآن کریم کے مطابق بشارت مانتے ہیں تو یہ حمل کسی شخص کا نہیں ہو سکتا اور کوئی زمینی شخص اس حمل کا باعث نہیں بن سکتا!

☆......ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے حالات سے علم ہوتا ہے کہ حضرت مریم کو ان کے والدین نے خدا کی راہ میں وقف کر دیا تھا اور ہیکل میں بھجوا دیا تھا تو پھر ان کا منسوب (منگیتر) کہاں سے آ گیا؟

☆......یہ مریم کا اپنے منسوب کے ساتھ نکاح سے پہلے کھلے عام پھرنے کی پختہ شہادت کہاں سے آئی؟

☆......کیا قرآن کریم سے؟ کیا احادیث مبارکہ سے؟

☆......کیا بائبل سے ؟اور بائبل کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں ''سچ بات تو یہ ہے کہ وہ کتابیں (تورات اورانجیل) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ ان میں ملائے گئے تھے جیسا کہ قرآن شریف میں کئی جگہ کہا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف ومبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں''۔[چشمہ معرفت، حصہ ۲/ رخ جلد ۲۳/صفحہ ۲۶۶]۔

☆......اب یہودیوں کی کتابوں سے مواد لینے کا مان چکے ہیں، ان کو مزید نمک مرچ مصالحہ مرزا صاحب نے اپنے مراقی دماغ سے لگایا، کیونکہ خود ساختہ رقیب جو تھے اللہ تعالیٰ کے مسیح کے!اور جو شخص قرآن کریم کی طرح نبی اللہ کا مرتبہ بیان کرنے کی بجائے ''فاضل یہودیوں'' کی کتابوں کے الزامات دہرائے۔

☆......کیا وہ مسلمانوں کا روحانی رہنما تو دور کی بات مسلمان بلکہ شریف آدمی بھی ہو سکتا ہے۔کیا کوئی حلال زادہ ایسے کام کر سکتا ہے؟

☆......مرزا صاحب ایک طرف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھئی کی اولاد بھی قرار دے رہے ہیں، لیکن دوسری طرف کہتے ہیں کہ اور خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذونسب ہوں۔اس کا مطلب ہے کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآنی ہدایت کے مطابق نبی نہیں مانتے تھے!اور نہ ہی ان کے نسب کو پاک مانتے تھے!

☆......قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت مریم کی پیدائش بھی ان کے نبی والد اور نیک والدہ کی دعاؤں کو قبولیت بخشتے ہوئے ہوئی، کیا جو لوگ نبی اللہ ہوں دعائیں مانگ کر اللہ سے اولاد حاصل کریں اور اس کو پھر خدا کے لئے وقف کر دیں اور ہیکل میں بھجوا دیں، کیا وہ ایسی اولاد کو اگر اس نے اللہ کے قانون کو توڑا ہے تو اس کو اپنائیں گے؟کبھی نہیں!

☆......لیکن مرزا صاحب کا عقیدے یا ضمیر کی آواز ان سے کہلوا رہی ہے کہ حضرت مریم کا ناجائز حمل نہ صرف تسلیم کیا جائے، اور نعوذ باللہ فرضی آوارگی کو صحیح تسلیم کیا جائے۔اس کو جائز کرنے کے لئے موسوی شریعت کو توڑتے ہوئے ان کا نکاح کر دیا گیا، اس طرح خلاف شریعت کو سند دی جائے ہمدردی کے نام کی آڑ میں ہجو کرنے کے لئے۔

☆......مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ہم مسیح تو مسیح، اس کی حقیقی ہمشیروں اور بھائیوں کی بھی عزت کرتے ہیں۔اول تو قرآنی تعلیم کے بالمقابل یہ طنزیہ تحریر خود ہی سب کچھ کہہ رہی ہے۔لیکن بعض قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا مطلب یہ تھا کہ وہ سب ایک والدہ کی اولاد ہیں اس لئے حقیقی کہا۔

☆......اس کا جواب تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کی اس سے قبل دی گئی تحریریں قادیانیوں کے جواب کو رد کرتی ہیں۔دوسرے یہ کہ اگر دنیا کی کسی بھی زبان کو لیں، ہر زبان میں آپ کو واضح طور پر حقیقی بہن بھائیوں کا لفظ صرف ان کے لئے ملے گا جن کے والدین ایک ہوں۔اور جہاں بھی باپ یا ماں دوسرا ہو گا اس کے لئے ہر زبان میں سوتیلے کا متبادل لفظ ملے گا، اور جاہل آدمی بھی جب بتاتا ہے تو سوتیلے اور حقیقی کا فرق اس کے مدنظر ہوتا ہے۔

☆......لیکن یہ خود ساختہ امام الزمان، جن کا دعویٰ ہے کہ انکو فصاحت و بلاغت کا نشان دیا گیا ہے، ان کا یہ حال ہے کہ حقیقی اور سوتیلے کا فرق نہیں جانتے یا پھر ان کا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معجزہ کی رو سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ وہ یوسف اور مریم کی اولاد ہیں۔

قادیانی دوستو! دونوں صورتوں میں سوچو کہ کس کے پیچھے لگے ہوئے ہو!

الزام/توہین:

مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اتنا کچھ کہنے کے باوجود بھی مطمئن نہیں ہوئے اور آخر ایک فقرے میں اپنا سارا بغض منتقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''کاش ایسا شخص دنیا میں آیا نہ ہوتا''۔[نورالقرآن نمبر۲/رخ جلد۹/صفحہ ۴۱۷]۔

جواب:

مرزا صاحب کو زندگی میں کم از کم ایک الہام سچا بھی ہوا ہے اور وہ یہ ہے:۔

☆.....''وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا'' (آگے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس کی تصریح نہیں کی گئی) [تذکرہ/صفحہ ۶۵۷/دوسرا ایڈیشن/شائع کردہ ۱۹۶۶ء]۔اب جس کو خدا خود کہہ رہا ہے کہ تمہارا کام میری مرضی کے موافق نہیں ہے اس کے باوجود اپنے کام اور بات پر زور دے رہا ہے تو ایسے شخص کے لئے یقیناً آپ بے ساختہ کہہ اٹھیں گے کہ ......کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا !!!

ایسے اور بے شمار فضول قسم کے اعتراضات مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی ذات پر کئے ہیں۔ مضمون پہلے ہی کافی طوالت اختیار کر گیا ہے، اس لئے اس موضوع کے دوسرے پہلوؤں پر کسی دوسرے موقع پر انشاءاللہ لکھوں گا۔

پس وہ تاویلات کی طرف دوڑے

مرزا صاحب نے لکھا تو دوسروں کے لئے مگر یہ ان پر اور ان کی جماعت کی تحریروں، تقریروں اور تاویلات پر ایسا فِٹ بیٹھتا ہے، جیسے قمیض بٹنوں کی جوڑی ایک دوسرے کے ساتھ۔ مرزا جی لکھتے ہیں ''جب انہوں نے اپنے عقیدہ کے اور اپنے مطالب کے محالات کو مشاہدہ کیا پس وہ تاویلات کی طرف دوڑے تا ملامتوں اور تشنیعوں اور ٹھٹھا کرنے والوں سے اپنا بچاؤ کریں''۔[نورالحق/رخ جلد۸/صفحہ ۱۷۲]۔لیکن اس سے قبل بھی ہم ثابت کر چکے ہیں اور آئندہ سطور بھی انشاءاللہ تعالیٰ یہ ثابت کریں گی کہ اپنی دوسری کئی تحریروں کی طرح اس تحریر کے بھی اصل اور حق دار مصداق مرزا صاحب اور ان کی جماعت خود ہی ہیں۔ آگے یہ فقیر درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ قادیانی تاویلات کا بیان کرے گا۔

☆......مرزا صاحب لکھتے ہیں ''جو شخص ایسی بات منہ پر لائے جس کی کوئی صحیح اصل شرع میں موجود نہ ہو خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد وہ شیاطین کے ہاتھ میں کھلونا ہے''۔[آئینہ کمالات اسلام/رخ جلد۵/صفحہ ۳۱]۔اب قرآن کریم کی شروع میں بیان کردہ

آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام دیکھ لیں اور مرزا صاحب کی ہفوات دیکھ لیں، جو کہ بغیر کسی ثقہ حوالہ کے اور دلی بغض کے تحت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لکھی ہیں تو آپ کے دل سے بے اختیار یہ آواز اٹھے گی کہ یہ شخص ہی قول کے مطابق شیاطین کے ہاتھ میں کھلونا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے بعض الزامات کے لئے، دوسروں کی ہجو کرنے کی عادت کی تسکین کے لئے، یہودیوں کی کتابوں کی آڑلی ہے۔ اب قرآن کریم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ کا ذکر بہترین انسانوں میں کرتا ہے اور ان کی ذات اقدس کو ہر الزام سے پاک قرار دیتا ہے۔ لیکن یہ مسیح ہونے کے دعویدار قرآن کریم کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر یہودیوں کے گند کو مزے لے لے کر بیان کر رہے ہیں، کیا ایسا شخص مسلمانوں کا مجدد/ نبی/ مسیح یا امام تو در کنار، کیا ایک شریف انسان بھی ہو سکتا ہے؟

☆......مرزا صاحب کی فطرت میں گالیاں تھیں، وہ زود رنج تھے، گالی دینا ان کی جبلت تھی، اور وہ کسی ایک کتاب میں بھی اپنے نہ صرف مخالفین، ناپسندیدہ بلکہ دیانتداری سے ان کے دعوے پر صرف یقین نہ کرنے والے بھی ان کی گالیوں/ دشنام طرازیوں سے محفوظ نہیں تھے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی نہیں بخشا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اپنی گالیوں کی بوچھاڑ سے نہیں بخشا۔ لیکن آخر میں کہتے ہیں کہ یہ یہودیوں کی باتیں بیان کر رہا ہوں مرزا صاحب یہودیوں کی باتیں سکھانے کا دعویٰ کر کے آئے ہیں یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل ہونے والے دین کی حمایت کا؟

☆......اس بارے میں مرزا صاحب کا بیٹا، مرزا البشیر الدین محمود، جو کہ اس جماعت کا دوسرا خلیفہ بھی تھا لکھتا ہے "کسی کو گالی دینے کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے منہ سے تو حرامزادہ نہ کہے مگر یہ کہہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرامزادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہوگی جو اس نے دوسرے کو دی۔ گو دوسرے کی زبان سے دلائی"۔ [احرار کو مباہلہ کا چیلنج/ صفحہ ۱۰/ بشکریہ احتساب قادیانیت/ جلد ۱/ صفحہ ۱۷۴/ مصنفہ مولانا لال حسین اختر]۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ مرزا صاحب کے اپنے دلی بغض کا ہی اظہار ہے۔ مرزا صاحب نے براہ راست اور دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلانے والا، دونوں ہی طریقے اس گندے کام کے لئے استعمال کئے ہیں!

☆......بعض دفعہ قادیانی حضرات مرزا صاحب کا یہ حوالہ بھی پیش کرتے ہیں "ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن حدیث میں نام ونشان نہیں"۔ [مجموعہ اشتہارات/ جلد ۲/ صفحہ ۲۹۶]۔ اس کا پہلا جواب اور ساتھ ہی سوال تو یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب قرآن وحدیث کو پیش کرنے کے لئے آئے تھے یا ایسی باتیں اور نام جن کا قرآن وحدیث میں نام ونشان نہیں؟ کیا امام مہدی کی پہلی ترجیح یہی ہوگی کہ وہ، وہ باتیں پیش کرے جن کو نہ پیش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث میں ان کا نام ونشان نہیں

رہنے دیا؟

☆......اس کے علاوہ مرزا صاحب تسلیم کر رہے ہیں کہ یسوع اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخصیت ہیں۔مرزا صاحب لکھتے ہیں" حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آصف کے نام سے مشہور ہیں"۔[راز حقیقت/ رخ جلد۱۴/صفحہ۱۷۱]۔

☆......اور دوسری جگہ لکھتے ہیں" وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے، دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں"۔[توضیح مرام/ رخ جلد۳/صفحہ۵۲]۔اب میرا سوال قادیانی دوستوں سے یہ ہے کہ مرزا صاحب اچھی طرح جانتے تھے کہ یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی دوسرا نام ہے،اس کے باوجود وہ بقول اپنے کم از کم "سخت الفاظ" استعمال کرتے رہے۔مرزا صاحب جن حیثیتوں کا دعویٰ کرتے ہیں ان حیثیتوں میں ان کا کام کیا تھا؟ایک نبی اللہ کی شان قرآن کریم کے مطابق بیان کرنا یا قرآن وحدیث سے باہر ہو کر نبی اللہ کی شان میں گستاخیاں کرنا؟

☆......اس ضمن میں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کے الزامات واعتراضات کو دیکھیں تو وہ صرف یسوع پر ہی نہیں کئے بلکہ حضرت مسیح کے نام لے کر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام بھی لے کر کئے ہیں۔

☆......قادیانی مرزا صاحب کا ایک اور عذر بھی پیش کرتے ہیں کہ چونکہ عیسائی پادریوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گستاخانہ زبان استعمال کی اس لئے جاہل مسلمانوں کے غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے مرزا صاحب نے کچھ سخت زبان استعمال کی ہے۔اس کا جواب اوّل تو پہلے بھی آگیا ہے۔

☆......مزید یہ کہ کیا عیسائی پادریوں نے مرزا صاحب کے زمانے میں ہی ایسی کتابیں لکھی ہیں یا اس سے قبل بھی؟ کیا اس سے قبل بھی کسی مجدد یا آئمہ نے بقول مرزا صاحب، کسی نبی اللہ کے خلاف سوالاً یا جواباً ہی سہی سخت زبان استعمال کی ہے؟اس طرح ننگے اور بے ہودہ الزامات لگائے ہیں؟

☆......کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دوسرے مذاہب کے ماننے والوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ،اسلام کے خلاف زبان درازی کی یا نہیں؟اس کے جواب میں کیا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں ان نبی اللہ کی عزت وشان بیان کی ہے یا بقول مرزا صاحب کے"وحشی مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے حکمت عملی کے طور پر بالمقابل سختی" استعمال کی گئی ہے؟

☆......مرزا صاحب لکھتے ہیں" تب میں نے بالمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی ہے، بدزبانی کی گئی تھی۔چند ایسی کتابیں لکھیں، جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں،ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا،سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا،یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض

وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا‘‘۔[حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست/تریاق القلوب/رخ جلد۱۵/صفحہ ۴۹۱،۴۹۰]۔

☆......یہ مسلمانوں کا خود ساختہ ترجمان اپنے ہی لوگوں کی بڑی تعداد کو وحشیانہ جوش والا بتا رہا ہے اور اقرار کر رہا ہے کہ وحشیوں کو خوش کیا گیا ہے۔

☆......لیکن کیا مسلمان اس طریقہ پر خوش ہو سکتا ہے جس کا فتویٰ مرزا صاحب کے ضمیر نے دیا؟ اس کا جواب بھی میں قادیانی دوستوں کی خدمت میں مرزا صاحب کی اپنی تحریر کے ذریعہ ہی پیش کر دیتا ہوں، مرزا صاحب لکھتے ہیں ’’مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں، ویسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں‘‘۔[تریاق القلوب/رخ جلد۱۵/صفحہ ۳۰۹]۔مرزا صاحب کی اس تحریر سے یہ حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں:۔

☆......مرزا صاحب نے اپنے عذر لنگ میں جھوٹ بولا کہ مسلمان وحشی ہیں اور ان کو خوش کرنے کے لئے مرزا صاحب نے بالمقابل سختی کی ہے۔

☆......مرزا صاحب نے اپنے غیر ملکی آقاؤں کو مسلمانوں کے خلاف سیاسی، قانونی، سماجی، علمی، عملی، معاشرتی اقدامات اٹھانے کے لئے بنیاد فراہم کی۔

☆......مرزا صاحب سے قبل اگر کسی نے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ذاتی عناد یا نامکمل علم کی وجہ سے کچھ لکھا بھی تو مسلمانوں کی طرف سے اسلام کی تعلیم کے مطابق کسی سخت جواب کے نہ دینے نیز صرف علمی طور پر جواب دینے کی وجہ سے بات دب گئی اور آگے نہ بڑھی، بلکہ عیسائیوں اور دوسرے مذاہب کے بہت سے انصاف پسند لوگوں نے بھی اپنے ضمیر کی آواز پر ایسی کوششوں اور تحریروں کی مذمت کی۔

☆......لیکن مرزا صاحب کے ضمیر نے بجائے علمی رنگ میں جواب دینے کے انتہائی گھٹیا، رذیل طریقہ اختیار کیا۔ اور اپنے کو مسلمان قرار دے کر ایک نبی اللہ کی اس طرح تحریری طور پر توہین کرتے ہوئے جو کام دکھا گئے ہیں، آج کے دور تک تحریریں آئی ہیں یا آئندہ آئیں گی وہ مرزا صاحب کی تحریروں کا ہی ردعمل ہے، جس کو بنیاد بنا کر بد بخت اور کافر جو توہین رسالت کر رہے ہیں، کریں گے، یا کی ہے اپنے وحشیانہ جوش کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔

☆......مرزا صاحب کے بقول مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین یا بالمقابل سختی کرے تو پھر مرزا صاحب تو اپنے بقول مسلمان بھی نہ رہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں ’’بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے، حضرت عیسیٰ کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے

ہیں"۔[فتاویٰ مسیح موعود/ مجموعہ اشتہارات/ جلد۳/ صفحہ ۵۴۴]۔اب مرزا صاحب اپنے ہی فتویٰ کی رو سے کم از کم جاہل مسلمان ہیں۔کیا اللہ نے مسلمانوں کے لئے ایک جاہل امام الزمان ہی بنانا تھا۔کیا یہ اللہ کی اپنے دین کی حمایت ہے کہ ایک جاہل کو مسلمانوں کا امام مہدی/ مسیح/ مجدد وغیرہ وغیرہ بنائے؟

ویسے قادیانی دوستو اپنی جماعت کے علاوہ، کچھ ایسے جاہل مسلمان ہمیں بھی تو دکھاؤ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سخت الفاظ کہے ہیں!

☆......کیا ہم یہ سوال اٹھانے میں حق بجانب نہیں کہ مرزا صاحب کو اتنا غلیظ و بے ایمان دودھ ملا جس میں کسی نبی اللہ کی عزت کا اثر بھی شامل نہیں۔کیونکہ اگر مرزا صاحب کے اپنے بقول مسلمانوں کے دودھ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اثر موجود ہے تو پھر اگر ان کے دودھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اثر ہوتا تو مرزا صاحب کا ضمیر انہیں کبھی یہ فتویٰ نہ دیتا کہ بالمقابل بھی سختی استعمال کریں۔اس کا مطلب ہوا کہ گندے دودھ والا تو شریف آدمی بھی نہیں کہلاتا کجا خدا کا مقرب اور خدا کے دین کا داعی ہو؟

☆......سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ مواد لیا کہاں سے؟اس کا جواب بھی ہم مرزا صاحب کی تحریروں سے ہی دیکھتے ہیں۔مرزا صاحب لکھتے ہیں"ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے، وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں"۔[چشمہ مسیحی/ رخ جلد۲۰/ صفحہ ۳۳۶]۔لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا، مرزا صاحب اس تحریر کے ذریعہ کیا تسلیم کر رہے ہیں:۔

☆......واضح اقرار کہ ان کے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف شان الفاظ نکلے ہیں۔

☆......لیکن اس کے ساتھ ہی ان الفاظ پر بھی غور کریں"ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں۔اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے خلاف ہو۔اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکا کھانے والا اور جھوٹا ہے"۔[انجام آتھم/ رخ جلد۱۱/ صفحہ ۱۷]۔اب کیا قادیانی جماعت اس بات سے انکار کرے گی کہ مرزا صاحب کم از کم اپنے بقول مسلمان نہیں، بلکہ دھوکہ دینے والے اور جھوٹے ہیں اور نبی اللہ کی تحقیر کرنے والے ہیں؟

☆......دوسری بات کہ مرزا صاحب یہ بھی بلا کم و کاست تسلیم کر رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے ترجمان نہیں بلکہ یہودیوں کی باتوں کو پیش کر رہے ہیں!

☆......میرے قادیانی دوستو!مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مجدد قرار دیا ہے اور مجدد کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ"اور بباعث نہایت درجہ فنافی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے۔اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اس کی طرف سے نہیں۔بلکہ خدا کی

طرف سے ہوتا ہے''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/ صفحہ ۱۸]۔اب قارئین خود ہی فیصلہ کرلیں کہ جو شخص اللہ کے نبی پر جس کو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں بھی خاص طور پر پاک قرار دیتا ہے، اگر ایسی زبان دراز کرتا ہے تو کیسے مان لیں کہ اس کی باتوں میں خدا بول رہا ہے، کیا خدا نے بھی کبھی اپنے نبیوں کے لئے ایسی زبان چاہی ہے۔ اللہ ان لوگوں کو ہدایت دے اور ان کی آنکھیں کھولے جو دجل میں پھنسے ہوئے ہیں، آمین۔ اور اگر مرزا صاحب کے منہ میں خدا ہی بول رہا ہے، تو مرزا صاحب کے ہی بقول، اب آپ اس مضمون میں دیئے گئے حوالہ جات کو سامنے رکھیں اور پھر اپنے ضمیر اور اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب نے گستاخیاں کی ہیں یا نہیں اور دھوکہ دے رہے ہیں یا نہیں۔ ہم اگر مرزا صاحب کے دعویٰ کو دیکھیں تو مجدد کا کام قرآن کریم کی تعلیم کو آگے بڑھانا ہے نہ کہ اس کے خلاف جانا۔

☆......مرزا صاحب کا کام بجائے یہودیوں کی بات کو آگے بڑھانے کے، قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ان اعتراضات کا دفاع کرنا تھا۔ لیکن کیا مرزا صاحب یہ دفاع کرنے کے قابل تھے؟ آیئے دیکھیں کہ مرزا صاحب اس بارے میں کیا کہتے ہیں ''جو اس یہودی فاضل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں، وہ نہایت سخت اعتراض ہیں، بلکہ وہ ایسے سخت ہیں کہ ان کا تو ہمیں جواب نہیں آتا''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۱۱۱]۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ان اعتراضات کے دفاع کی جگہ مقابل پر عاجزی اور لاعلمی اور جواب سے معذوری کا اظہار کیا ہے۔ اس اعتراف معذوری کو بھی دیکھئے اور مرزا صاحب کا یہ اعلان بھی پڑھئے، مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

☆......میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

☆......میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔[ضرورت الامام/ رخ جلد ۱۳/ صفحہ ۴۹۶، ۴۹۷]۔

☆......یہاں میرا سوال قادیانی حضرات سے یہ ہے کہ کیا قرآن شریف ان معاملات میں کامل کتاب ہے یا نہیں؟ کیا قرآن کریم ان اعتراضات کو دور کرنے آیا تھا یا نہیں، اور اس میں ان کا جواب یا اصولی جواب کی رہنمائی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو قرآن کریم رہتی دنیا تک ہدایت کی کتاب نہیں رہی اور اگر ہے تو جس شخص کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کو قرآن کا علم ہر روح سے بڑھ کر دیا گیا ہے اور دنیا میں کوئی فصاحت و بلاغت میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، اسی زبان وقلم سے مرزا صاحب کی اس ناداری اور کم علمی کا اقرار آپ کیا کہیں گے؟ کیا مرزا غلام اے قادیانی کی فصاحت و بلاغت کا یہی نشان ہے کہ جہاں اس کو حقیقی دفاع کرنا ہے، وہاں اس کے منہ پر، اس کے قلم پر، اس کی زبان پر، اس کے عمل پر نہ صرف قُفل لگ جاتے ہیں، بلکہ وہ الٹا ان مخالفین کا بھونپو بن کر ان کی باتوں کو ہز ماسٹر وائس کی طرح آگے پہنچا رہا ہے!

بعض قادیانی حضرات یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب تو خود ''مسیح موعود'' ہونے کے دعویدار ہیں، اس

لئے وہ کیسے اور کیوں توہین کرنے لگے۔

☆......اس کے لئے وہ کبھی تو مرزا صاحب کا یہ حوالہ اور اسی قبیل کے بعض دوسرے حوالے پیش کرتے ہیں ’’مجھے خدا نے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت ابن مسیح کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے‘‘۔[گورنمنٹ انگریزی اور جہاد/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۴]۔

☆......اس کا جواب تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نہ تو مسیح موعود تھے اور نہ ہی ابن مریم۔ کیونکہ مرزا صاحب اس کا انکار کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب کی اپنی تحریر ہماری تائید کرتی ہے۔ تحریر کا عنوان ہے ’’علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ‘‘ لکھتے ہیں ’’اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔

☆......’’میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں‘‘۔[ازالہ ادہام/رخ جلد ۳/صفحہ ۱۹۲]۔

☆......اب آپ دیکھ لیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہونے سے بھی انکاری ہیں اور مسیح ابن مریم ہونے کے بھی مدعی نہیں بلکہ ان کو یہ سمجھنے والے کم فہم اور مفتری وکذاب ہیں۔

☆......میرے قادیانی دوستو! ہم تو مرزا صاحب کی اپنی تحریروں کے آئینہ میں ان کو شریف آدمی بھی نہیں سمجھ سکتے کجا یہ کہ وہ اتنے بڑے دعوؤں کے مستحق سمجھیں، لیکن آپ ان کو مسیح موعود اور مسیح ابن مریم اور نبی وغیرہ وغیرہ سب کچھ سمجھتے ہو تو اس کا انعام بھی وہ آپ کو عطا کر گئے ہیں کہ آپ لوگ کم فہم اور مفتری وکذاب ہو! اب بھی نہ سمجھو تو، آپ کو اپنے نبی کا عطا کردہ تمغہ امتیاز! اور آپ کی خدمت کا اعتراف بھی مبارک ہو!

☆......دوسرا پہلو یہ ہے کہ مرزا صاحب سات آٹھ سال خدا کے الہام کے تحت مثیل مسیح ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ مثیل کا مطلب ہے نقل اور نقل اصل کے برابر نہیں ہوتی۔ اور کیا خدا اپنے بندوں کو ایسے ہی جھوٹا کرتا ہے کہ سات سال تو اس کو الہام کرتا ہے کہ دنیا کو بتاؤ کہ ’’سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں‘‘۔[رسالہ جہاد، ضمیمہ/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۲۶]۔ اور اس کے بعد کہہ دے کہ اللہ کو غلطی لگی تھی میں تو اصل مسیح موعود ہوں، مسیح ابن مریم ہوں؟

☆......ویسے یہاں اوتار کے لفظ کا استعمال بھی مرزا صاحب کی فصاحت وبلاغت کا پول کھول رہا ہے۔ اوتار کے معنی ہیں

''خدا انسان کے روپ میں'' تو کیا مرزا صاحب بھی عیسائیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ہی خیال کرتے ہیں؟

قادیانی حضرات یہ بھی تاویل کرتے ہیں کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ کی عزت کرتے تھے اور اپنے آپ کو ان کا ایلچی قرار دیتے تھے۔

☆......اپنی بات کے ثبوت کے طور پر وہ مرزا صاحب کا یہ حوالہ بھی پیش کرتے ہیں، اب پتہ نہیں کہ دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے یا خود کو دھوکا میں رکھنے کے لئے؟ مرزا صاحب ملکہ وکٹوریہ کو لکھتے ہیں کہ ''حضرت یسوع کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور پیغام جو اس نے مجھے دیا، ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر بادب التماس کروں''۔[تحفہ قیصریہ/ رخ جلد۲/صفحہ۲۷۵]۔

☆......یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ایلچی بہتر ہوتا ہے یا جس کا ایلچی ہو وہ بہتر ہوتا ہے؟

☆......دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جس سے سچی محبت ہو یا جس کی سچی عظمت دل میں ہو، کیا آدمی اس سے اپنے کو افضل قرار دیتا ہے؟ اور پھر سرسری طور پر نہیں یا ایک بار نہیں بلکہ بار بار اپنے کو اس سے افضل قرار دیا ہے۔

☆......کسی حدیث میں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرا مسیح آئے گا اور پہلے سے افضل ہوگا۔

☆......مرزا صاحب مراق کی وجہ سے خبطِ عظمت میں مبتلا تھے، اور اپنے لئے ہر عظمت پر حق سمجھتے تھے، ان کی بے شمار ایسی تحریریں ہیں، لیکن یہاں، ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بات کر رہے ہیں اس لئے اس موضوع میں بات کو یہیں رکھتا ہوں۔

☆......مرزا صاحب نے فرمایا کہ ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(اس شعر کے بعد یہ تعلی لکھی ہے، ناقل) یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں''۔[دافع البلاء/رخ جلد۱۸/صفحہ۲۴۰،۲۴۱]۔

☆......''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا''۔[دافع البلاء/رخ جلد۱۸/صفحہ۲۳۳]۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو جہانوں کے شافعی فرماتے ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں پر (دوسرے نبیوں کے بالمقابل) کوئی فضیلت کی بات نہیں، لیکن ایک خودساختہ مدعی نبوت ہی اس طرح کی فضیلتوں کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

بعض قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے اور ان کے بعض ایسے حوالے بھی پیش کرتے ہیں۔

☆......اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے گستاخیاں کی ہیں، یہ وہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔اور اس بات کا جواب بھی مرزا صاحب کی اپنی تحریر ہی دے دیتی ہے کہ انہوں نے تعریف کیوں کی؟ لکھتے ہیں کہ ''شریر انسانوں کا طریقہ ہے کہ ہجو(دوسرے کی برائی یا تذلیل، ناقل) کرنے کے وقت پہلے ایک تعریف کا لفظ لے آتے ہیں۔گویا وہ منصف مزاج ہیں''۔[ست بچن/رخ جلد۱۰/صفحہ ۱۲۵، حاشیہ]۔جب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کے مقابل، جھوٹے لوگوں کے جھوٹ کو پیش کر رہے ہیں تو کیا ہم حق بجانب نہیں کہ مرزا صاحب کو ان کے اپنے ہی معیار کے مطابق ایک شریر انسان سمجھیں؟

سوال یہ ہے کہ اپنی فضیلت کی کہانیاں تو مرزا صاحب نے بنالیں، لیکن توہین کیوں؟

☆......اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے پلے کچھ نہیں تھا اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے مقابل پر وہ ایک تنکا بھی نہیں توڑ سکتے تھے، اس لئے ان کے کردار اور معجزوں کو اپنی شرارت کا نشانہ بنایا تا کہ لوگوں کی توجہ ادھر رہے۔جیسے چور اپنی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے کسی کی طرف اشارہ کر کے چور چور کا شور مچا دیتا ہے۔دوسرے بعض لوگ اپنا قد و کاٹھ بڑھانے کے لئے دوسروں کی برائیاں کر کے اپنے کو بہتر تسلیم کرانا چاہتے ہیں اور ایسی قبیل کے لوگ آپ کو اپنے اردگرد بھی کافی نظر آئیں گے۔مرزا صاحب بھی اسی قبیل کے شخص تھے۔

☆......اور وہ خود بھی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ اپنی بزرگی کی پٹڑی جمنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں''۔[ست بچن/رخ جلد۱۰/صفحہ ۱۲۰]۔اور مرزا صاحب جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تنقیص نہ کرتے، ان کے مقابل پر اپنا جو مقام وہ پیش کرتے ہیں نہ کر سکتے۔اسی لئے اپنی غلط اور بے بنیاد بزرگی کی پٹڑی جمانے کے لئے یہ گند پھیلایا۔آپ اوپر کے حوالوں اور جھوٹ اور تاویلات کو دیکھیں تو صاف نظر آ رہا ہے کہ مرزا صاحب ان جاہلوں میں سے تھے جن کی نام نہاد بزرگی کی پٹڑی جمانے کی کوشش دوسرے بزرگوں کی تحقیر پر ہی ہے۔یہ ہے اللہ تعالیٰ کا کمال کہ کس طرح وہ مرزا غلام اے قادیانی اور اس کی قبیل کے جھوٹوں کو ان کی لاف گزاف کے ذریعہ ان کے اپنے ہاتھوں، قلم اور زبان سے جھوٹا کرواتا اور لعنتیں ڈلواتا اور خود کو خبیث قرار دلواتا ہے۔

☆......حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تہمتیں لگانے کا اقرار تو آپ نے پڑھ ہی لیا ہے، اب خدا ان کے منہ سے تہمتیں لگانے والوں کے لئے مزید کیا کہلوا رہا ہے، دیکھیں کیسے بے اختیار مرزا صاحب کے منہ اور قلم سے نکلتا ہے کہ ''خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ (مسیح علیہ السلام) پر تہمتیں لگاتے ہیں''۔[نزول المسیح/رخ جلد۱۸/صفحہ ۱۳۴]۔

☆......احمدی دوستو کیا آپ نے دیکھا کہ مرزا صاحب کو کس طرح اپنے قلم سے اللہ تعالیٰ نے خبیث بنا دیا۔مرزا غلام اے قادیانی اپنے تقدس آمیزی کے تمام دعووں میں جھوٹے تھے، کیونکہ ایک مقدس شخص سے ممکن ہی نہیں کہ کسی پر تہمتیں لگائے اور پھر کسی نیک انسان اور خدا کے نبیوں پر تہمتیں لگائے اور ان تہمتوں کے ساتھ قرآن کو بھی جھٹلائے، آپ نے نوٹ کیا کہ

مرزا صاحب نے جو بھی تہمت اللہ تعالیٰ کے نبی پر لگائی، خدا نے خود ان میں نہ صرف برائی پیدا کر دی بلکہ ان کے اوران کے ہاتھوں دستاویزی ثبوت بھی مہیا کر دیئے، جو دنیا کی کسی بھی عدالت میں ثابت کئے جا سکتے ہیں اور آخر میں خود مرزا غلام اے قادیانی کے اپنے قلم سے ہی حضرت عیسیٰؑ پر تہمت لگانے والوں کو خبیث کہلوا دیا۔ اس سے بڑھ کر اور کس ثبوت کا انتظار کرو گے۔ اسی وجہ سے مناظروں میں، بحث میں قادیانی مربی سیرت مرزا غلام اے قادیانی پر بات کرنے سے بچتے ہیں۔ ابھی بھی آپ کو خیال نہ آئے، اور بنارسی ٹھگوں کے استاد ٹولے سے جان نہ بچانا چاہو تو پھر خدا بھی تمہیں ہدایت نہیں دے گا۔ کیونکہ خدا بھی ان کو ہی ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کے متلاشی ہوتے ہیں۔ اللہ تمہیں صراط مستقیم پر آنے کی توفیق دے۔ آمین!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزا جی اور اسلامی عبادت

قادیانی جماعت جو کہ اپنے آپ کو صرف جماعت احمدیہ کہلانا پسند کرتی ہے، لیکن ساتھ ہی مسلمان ہونے کی دعویدار ہے۔ یہ جماعت مرزا غلام اے قادیانی، بانی جماعت کو بنیادی طور پر مسیح موعود اور مہدی موعود، کبھی کبھار دوسروں کو بات کے چکر میں ڈالنے کے لئے مجدد یا محدث بھی کہتی ہے۔ قادیانی گروہ کی زیادہ تعداد، درحقیقت مرزا صاحب کو ایک نبی یقین کرتی ہے۔ ایک دلچسپ بات، کہ آج تک کسی بھی مدعی نبوت کو ماننے والوں میں سے کسی گروہ نے اپنے نبی کی نبوت پر نبی ہونے یا نبی نہ ہونے کا سوال نہیں اٹھایا، بلکہ اپنے نبی کو نبی کہتے اور یقین کرتے ہیں۔ یہ بدبختی بھی صرف مرزا صاحب کے پیروکاروں کو ہی حاصل ہے کہ مرزا غلام اے قادیانی نبی تھے یا نہیں اس پر دو حصوں میں اور سو سال کے اندر اندر مزید چودہ پندرہ فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اور صرف ایک عام نبی ہی نہیں بلکہ نعوذ باللہ اس سے بھی بہت بڑھ کر!

ذاتی تجربہ کی بناء پر وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ قادیانیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو بھی مرزا صاحب کے اصل عقائد اور اعمال، اقدار، اخلاق، تحریفات کا علم نہیں، اور وہ صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا ان کو مرزا خاندان کے تنخواہ دار بھونپو یعنی مربیان بتاتے ہیں یا پھر وہ یہ تو سنتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اسی (۸۰) سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں، یہ علیحدہ بات کہ ان کی بار بار دہرائی ہوئی باتوں کو نکال دیں تو غالباً تین چار کتابیں ہی برآمد ہوں۔ جماعت بظاہر کہتی ہے کہ مرزا صاحب کی کتابیں پڑھو لیکن عملی طور پر جماعتی نظام نے ایسی حکمت عملی اختیار کی ہے کہ جماعت کے ممبران پانچ / چھ کتابوں سے باہر نہیں نکل سکتے۔ وہ پانچ یا چھ کتابیں یہ ہیں، الوصیت (تا کہ مال اور جائیداد ہتھیا سکیں) سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (تا کہ جماعت جو چندہ لے رہی ہے اس کا جواز دکھا سکے) ایک غلطی کا ازالہ (تا کہ نبوت کا پیغام ذہنوں میں بٹھائے) پیغام صلح (عام قادیانی کو دھوکہ میں رکھنے کے لئے کہ مرزا صاحب امن پسند نبی ہیں) کشتی نوح (کم پڑھے لوگوں کو ہمیشہ طاعون سے ڈرا کر قابو رکھنا) اسلامی اصول کی فلاسفی (عام قادیانی کو یہ بتانے کے لئے مرزا صاحب پیچیدہ کتابیں بھی لکھ لیتے تھے۔ علیحدہ بات کہ بعد میں مرزا صاحب کو بھی سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیا لکھا ہے)۔ آخری دو تو غالباً مرزا مسرور کی بھی سمجھ میں نہیں آتیں عام قادیانی کی سمجھ میں کیا آئیں گی۔ اگر قادیانی گروہ کے لوگ اس مقرر کردہ دائرے سے باہر نکل کر مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنی شروع کر دیں تو وہ انشاء اللہ جماعت کو ہی اپنے دلوں اور گھروں سے نکال دیں گے۔ ویسے بھی مرزا طاہر چوتھے خلیفہ نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ مرزا صاحب کی کتابیں کوئی انسان ۲/۳ صفحے سے زیادہ نہیں پڑھ سکتا۔ یہ تقریر اور اس مضمون کے مؤلف نے ذاتی طور پر سنی ہے۔ اور مرزا صاحب کے بارہ میں ادھورہ علم ہونا اور صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے قادیانی حضرات دیانتداری سے بھی یہ سوال کرتے ہیں کہ مسلمان قادیانی جماعت کو مسلمان کیوں نہیں سمجھتے، حالانکہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں، قرآن کریم پر یقین کرتے ہیں، اپنی عبادت گاہ کو

مسجد کہتے ہیں، زکوٰۃ اور حج پر یقین کرتے ہیں۔اس کے باوجود مسلمان، قادیانیوں (احمدیوں) کو غیر مسلم قرار دے کر اور ان سے فاصلہ رکھ کران کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔

یہاں مرزا صاحب کی زندگی کا اس پہلو سے جائزہ پیش کرنے کی کوشش ہے تاکہ جو قادیانی حضرات ایسے سوال کرتے ہیں، ان کے سامنے یہ پہلو بھی آجائے، شاید اس طرح اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول کرتے ہوئے ان کو قرآن کریم کی نصیحت کے مطابق غور اور فکر کا موقع عنایت کردے۔آمین!

اسلام میں عبادت ایک عام مسلمان کے لئے بھی بجالانی ضروری ہیں، لیکن مومن کے لئے تو اس کی بہت ہی تاکید ہے، اور مومن کے لئے، قرآن کریم کے مطابق عمل صالح کے ساتھ ایمان لانا تو ضروری ہے ہی۔لیکن سورۃ النساء آیت کریمہ ۱۶۲ (قادیانی جماعت کے حساب سے ۱۶۳) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''مگر جو لوگ ان میں سے علم میں راسخ (یعنی پکے، ناقل) ہیں اور جو مومن ہیں وہ اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل ہوئیں (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور روز آخرت کو مانتے ہیں''۔ایک مومن کے لئے یہ بنیادی شرائط ہیں تو یقیناً ولایت کا دعویدار، یا اس سے آگے مجددیت، محدثیت، اور سب سے بڑھ کر نبی ہونے کے دعویدار کے لئے تو ان پر انتہائی احتیاط، باریک بینی کے ساتھ عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔اس آیت کریمہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہمیں کسی بھی غلطی سے بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دو وحیوں کا ذکر کرتا ہے۔ایک جو رسول کریم سے قبل نازل ہوئیں۔اور دوسری جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔تیسری کسی وحی کا ذکر نہیں جو بقول مرزا غلام اے قادیانی پر نازل ہوئی۔

مرزا غلام اے قادیانی کا دعویٰ نبوت کوئی دوسرے انبیاء کی طرح نہیں۔بلکہ سب انبیاء کرام علیہم السلام حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہے۔

☆......مرزا صاحب لکھتے ہیں ''اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے''۔[ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸/صفحہ ۲۰۹]۔

☆......ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے اس کی تشریح میں لکھا ہے ''مسیح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت

محمد یہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا''۔[کلمۃ الفصل/صفحہ ۱۱۳/از مرزا بشیر احمد ،ایم۔اے]۔

☆......ان حوالوں سے کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب اور ان کے متبعین ان کو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتے ہیں۔مرزا صاحب کے بیٹے کی شہادت میری اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جو نتیجہ میں نے نکالا ہے وہ صحیح ہے۔

☆......لیکن اس سے بھی بڑھ کر جو زہر اس ایک فقرے کے اندر مخفی ہے، مقام رسول اللہ پر کتنا سخت اور گہرا، بالواسطہ حملہ ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی اور انہوں نے تب اس میں کمال حاصل کیا، لیکن مرزا صاحب کو نبوت ملنے سے پہلے ہی تمام کمالات دے دیئے گئے اس کے بعد ان کو صرف ظلی نبی یعنی ایک سایہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کھڑا ہونے کے قابل کر کے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا۔اور ساتھ ہی عندیہ دے دیا کہ ابھی ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔استغفر اللہ۔

اس وجہ سے ضروری ہے کہ جب ہم مرزا صاحب کی عبادت کا جائزہ لیں تو جماعت کے اس مئوقف کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ہم مرزا صاحب کی عبادات، ریاضت، تقویٰ، توفیق باللہ، عمل و گفتگو کو اس نقطہ نظر سے دیکھیں گے کہ کیا واقعی مرزا غلام اے قادیانی نے کم از کم عبادات میں تمام کمالات کو حاصل کر لیا؟ کیونکہ اسلام میں عبادات بنیادی اینٹ ہیں، جن پر باقی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔عبادات میں ان کی روح کے مطابق نیز ظاہر و قول میں بھی سنت کے مطابق عمل کرے گا تو کمالات کی منزل تک پہنچے گا۔

رحمت اللعالمین شافع دو جہاں، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی بھی شخص کا موازنہ کرنا، میرے ایمان کے مطابق جائز ہی نہیں، کجا کوئی برابری کا یا آگے بڑھنے کا دعویٰ کرے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اگر کسی کی سمجھ میں مکمل طور پر آجائے تو پھر وہ رحمت اللعالمین ہی نہیں ہو سکتے۔کیونکہ انسانی ذہن جس چیز کو پالیتا ہے ،انسان کے پاس اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں جہانوں کا شافع، نبیوں کا سردار اور رحمت اللعالمین، یعنی کل عالم کے لئے ہمیشہ کے لئے رحمت قرار دے اور پھر اس عظیم انسان کی قدر و قیمت بھی ختم کر دے، تا کہ نعوذ باللہ انسان اس سے بہتر کسی رحمت اللعالمین کی تلاش میں لگ جائے؟ یہ ممکن ہی نہیں! انسانی ذہنوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا مکمل ادراک ہو ہی نہیں سکتا۔لیکن مرزا صاحب کی طرح جب کوئی شخص بے بنیاد تعلیموں کے دعوے کرے تو پھر ضروری ہے کہ اس کا کردار، گفتار اور عمل کا جائزہ اس کے دعوؤں کے

مطابق لیا جائے، تاکہ حق واضح ہو سکے۔ اور یہ موازنہ نہیں بلکہ حق اور باطل کے درمیان وضاحت کی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول کرے۔ آمین!

کلمہ شہادت اسلام کا بنیادی رکن ہے جس کو نیت اخلاص کے ساتھ انسان اپنی زبان سے ادا کر کے اسلام کے محل میں داخل ہوتا ہے۔

☆...... اشھدان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔

☆......کلمہ کے پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے اور اس وحدانیت میں اللہ کے ساتھ کسی طرح بھی کوئی شریک نہیں، ایسے ہی کلمہ کے دوسرے حصہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار ہے اور اس لفظ محمد سے صرف اور صرف وہی محمد ﷺ ہی مراد ہیں جو آمنہ کے بیٹے ہیں، عبداللہ کے فرزند اور عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔

☆......لیکن بدقسمتی سے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا مئوقف ہے کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب بھی کلمہ میں شریک ہیں !مرزا بشیر احمد، ایم۔اے، پسر مرزا غلام اے قادیانی نے لکھا ''پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی''۔ [کلمۃ الفصل/صفحہ ۱۵۸]۔

ہر مسلمان کلمہ شہادت پڑھتا ہے اور مرزا صاحب بھی اپنے کو مسلمان کہتے تھے اور ان کے ماننے والے بھی اپنے آپ کو مسلمان کے روپ میں ہی پیش کرنا پسند کرتے ہیں، وہ کلمہ پڑھتے بھی ہیں یقیناً مرزا صاحب نے بھی کلمہ پڑھا ہوگا ،لیکن اب اس کلمہ کے ساتھ حقیقی طور پر کیا حشر کرتے ہیں مرزا صاحب؟

کلمہ شہادت کا پہلا حصہ

☆......اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ہے کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لاشریک ہے''۔ اور اس کے بعد قرآن کریم میں بے شمار جگہ یہ بات دہرائی گئی ہے۔

☆......اس جگہ قبل اس کے ہم آگے بڑھیں ایک اہم بات جو سامنے آئی، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے لئے اللہ کا نام استعمال کیا ہے جو کہ ایک مکمل ترین نام ہے۔ کچھ جگہ صفاتی نام ہیں۔ اسلامی لٹریچر میں بھی بزرگوں نے اکثر اللہ کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔ لیکن ایک حیران کن امر یہ ہے کہ اردو زبان میں جس میں کہ مرزا صاحب کی زیادہ تر تحریریں ہیں، اللہ کا لفظ ہی زیادہ تر مستعمل اور جانا پہچانا بھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود مرزا صاحب نے نامعلوم کیوں اپنی تحریروں میں بجائے قرآنی اور مکمل نام اللہ استعمال کرنے کے بجائے لفظ ''خدا'' استعمال کیا ہے۔ جس کی جمع ''خداؤں'' کا لفظ ہے۔ اور اللہ کا

لفظ شاذو نادر ہی استعمال کیا ہے۔حالانکہ جس طرح وہ اپنا تعلق ہمیں خدا سے بتاتے ہیں ان کو تو لفظ اللہ کا استعمال کرنا چاہیے تھا۔

☆......ایک اور بات کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذاتی نام قرآن کریم میں اللہ بتایا ہے اور باقی اپنے صفاتی نام بتائے ہیں۔لیکن مرزا صاحب کے خدا نے ان کو اپنا ایک نیا نام (صفاتی نام نہیں) بتایا ہے۔مرزا صاحب بتاتے ہیں ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا یلاش خدا کا ہی نام ہے''۔[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۱۷/ حاشیہ]۔لیکن عجیب بات کہ خدا ان کو خاص طور پر وحی کر کے یلاش نام بتا رہا ہے، جو کہ آج تک کسی اور کو نہیں بتایا۔لیکن اس کے باوجود یہ نام مرزا صاحب نے شاید ہی کسی جگہ استعمال کیا ہو۔کیا اللہ نے یہ نام خواہ مخواہ ہی بتایا، کیا اس کے بتانے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ مرزا صاحب اس نام کو استعمال کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے متعارف کروائیں؟ یا جیسا کہ مرزا صاحب ہر جگہ اپنے آپ کو اور اپنے کاموں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، شاید یہاں بھی بتانا چاہتے ہیں کہ ان کو ،ان کے خدا نے اپنے نام بھی رسول کریم سے زیادہ بتائے ہیں۔نعوذ باللہ من ذالک۔

☆......کیا کہیں یہ وجہ تو نہیں تھی کہ مرزا صاحب کے خدا کا تصور انگریز تک ہی تھا۔مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں، کہ ایک بار انہوں نے کچھ کاغذات خدا کو دستخط کے لئے پیش کئے اس وقت ایسا لگتا تھا کہ خدا کوئی بارعب انگریز کی طرح ہے۔یہ کل رسائی (پہنچ) ہے کہ مرزا قادیانی کے دماغ کی، کہ ان کا خدا کا تصور انگریز تک جا کر ختم ہو گیا۔اور وہ ملکہ وکٹوریہ کو بڑی محبت کے ساتھ ملکہ عالیہ کے لقب سے پکارتے تھے، جو کہ تعالیٰ کی قبیل کا لفظ ہے۔ملکہ تو دور کی بات وہ، مدعی نبوت و رسالت ہونے کے باوجود انگریزی افسروں کی بھی جس طرح خوشامد کرتے رہے اس طرح تو شاید کوئی مزارعہ اپنے جاگیر دار کی بھی خوشامد نہ کرتا ہو۔ہمارے اس شبہ کو آئندہ کچھ پیش کئے جانے والے حوالے تقویت دیتے ہیں۔یقینی بات تو اللہ تعالیٰ جو علیم وخبیر ہے جانتا ہے یا پھر مرزا صاحب اور ان کا خدا۔افلا یتدبرون۔

☆......کلمہ شریف کے پہلے حصہ کا کس طرح مذاق اڑاتے ہیں ''جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ''تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین وآسمان تیرے ساتھ ہیں، جیسا کہ میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھ سے اس مقام اتحاد میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں۔خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔تو اس سے نکلا اور اس نے تمام دنیا سے تجھ کو چنا۔[کتاب البریہ/رخ جلد ۱۳/صفحہ ۱۰۰،۱۰۱]۔

☆......میری ہر صاحب ضمیر سے استدعا ہے، خاص طور پر قادیانی (احمدی) حضرات سے کہ وہ خود صاف باطنی سے فیصلہ دیں کہ کیا نبیوں کے سردار، رحمت اللعالمین، شافع دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ایک ادنیٰ سے شخص تک جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے یہ موقف صحیح یا قابل قبول ہو سکتا ہے؟ کیا یہ اسلام کے پہلے اور بنیادی اقرار

کے مطابق ہے؟ مرزا صاحب کس خدا کے پانی (نطفہ) سے تھے؟ اللہ جل جلالہ، کے بارہ میں یہ سوچ ہی جھری جھری طاری کردیتی ہے بدن پر!

☆......بقول مرزا صاحب کے خدا مرزا صاحب کی توحید پھیلانا چاہتا ہے ''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید تیری عظمت تیری کمالیت پھیلا دے''۔[تذکرہ/صفحہ۱۸۴/تیسرا ایڈیشن ۲۰۰۴ء]۔کیا اس تحریر کا مطلب یہ نہیں بنتا کہ خدا تعالیٰ اپنی توحید سے نعوذ باللہ دستبردار ہوگیا ہے اور اب مرزا غلام اے قادیانی، جو تیس (۳۰) سے زیادہ بیماریوں میں مبتلا، دن میں سو سو بار پیشاب کرتے ہیں، بیس مرتبہ اسہال کے لئے جاتے ہیں، جن کی تحریر میں ہر صفحہ پر ہر قسم کی غلطیاں ہوتی ہیں، جن کو بھول جانے کی بیماری ہے، جو وعدہ کر کے پورا نہیں کرتے تھے، جو عام انسانوں کے حقوق تو دور کی بات اپنے بیوی بچوں کے حقوق نہیں ادا کرتے تھے، جو عورتوں کے پہرہ کے محتاج تھے، اس کی توحید، کمالیت اور عظمت پھیلانے کا ٹھیکہ لے رہا ہے؟ کیا یہ تحریر کسی نبی اللہ کی ہوسکتی ہے؟ جو بھی اس پر ذرہ بھر بھی غور کرے گا تو اس کے ضمیر کی آواز کہے گی کہ، یہ تحریر تو ایک نارمل انسان کی بھی نہیں بلکہ کسی مجهول، پاگل، دیوانے کی بڑلگتی ہے؟

☆......مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں کہ خدا نے رات دن ان کے لئے پیدا کیا، اور ان کو یہ الہام کیا ''تو میرے ساتھ ہے، تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں''۔[کتاب البریہ/رخ جلد۱۳/صفحہ۱۰۳]۔

☆......اللہ تعالیٰ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے ذریعہ تو یہ پیغام دے رہا ہے کہ میں واحد اور لاشریک ہوں، میرے ساتھ کوئی نہیں جو خدائی میں شریک ہے لیکن یہ ایسا سپر نبی بھیج رہا ہے جس کے ذریعہ ہمیں پیغام مل رہا ہے یا انکشاف ہورہا ہے کہ نہیں اب نعوذ باللہ خدا اکیلا نہیں رہا شاید تنہائی سے تنگ آ گیا ہے۔ اور اس کو بھی ایک ساتھی اور شریک مل گیا ہے کیا میں غلط سمجھا ہوں؟ ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''خدا سے میرا تعلق نہانی ہے، اگر دنیا کو پتہ چل جائے تو وہ نفرت کرنے لگیں''۔ اب یہ تو ممکن ہے کہ ہر شخص کا خدا سے اپنا ایک تعلق ہو جس کی گہرائی اللہ اور اس کی مخلوق جانتے ہیں لیکن انسان کے ساتھ اللہ کا کوئی ایسا کوئی خفیہ تعلق نہیں ہوسکتا جس سے کسی کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کا صرف ایک ہی تعلق ہے، خالق کا اپنی مخلوق سے، اور بندے کے لئے ایک ہی راستہ ہے صرف عبدیت کا۔

☆......لیکن ایک شریف آدمی جو اس گہرائی میں نہیں جاتا، یا جا سکتا، یا مرزا صاحب کے ساتھ اخلاص کی وجہ سے غور ہی نہیں کرتا کہ مرزا صاحب نے جو کہا ہے اس کا حقیقی مطلب کیا ہے؟ آنکھیں بند کر کے آمنا و صدقنا کہہ دیا۔ اس کے ذہن میں بھی کبھی نہ کبھی تو سوال آ سکتا ہے کہ کیسا خفیہ تعلق اور کیوں۔ غالباً ایسے ہی کسی سوال کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مرزا صاحب نے اس تعلق کا اظہار اپنے ایک خاص مرید قاضی یار محمد سے کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ جو لاہور سے مرزا صاحب کے لئے ٹانک وائین لے کر آیا کرتے تھے اور مرزا صاحب کی اہلیہ، نصرت جہاں بیگم صاحبہ جب دوسرے شہروں

لاہوراورامرتسر وغیرہ میں کپڑوں وغیرہ وغیرہ کی شاپنگ (خریداری) کے لئے تشریف لے جاتی تھیں اور مرزا صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ تشریف نہیں لے جاسکتے تھے تو پھر قاضی صاحب کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جاتا تھا۔قاضی یار محمد نے کئی مرتبہ قادیانی ام المومنین نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ دوسرے شہروں کے سفر کا اعزاز حاصل کیا۔وہی قاضی یار محمد جو اس گھر کے بھیدی بھی کہے جاسکتے ہیں،اس تعلق کے بارے میں کیا بیان کرتے ہیں؟

☆......قاضی یار محمد اپنے کتابچہ میں لکھتے ہیں ''جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی،کہ گویا آپ عورت ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا،پس سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے''۔[ٹریکٹ نمبر ۳۴/موسومہ اسلامی قربانی/مولفہ قاضی یار محمد صاحب،بی۔او۔ایل پلیڈر،نور پور،کانگڑہ،جنوری ۱۹۲۰ء]۔

☆......اب ایسے واقعات کا کبھی کوئی نتیجہ بھی تو نکل آتا ہے،اس کے بارے میں مرزا صاحب کی اپنی تحریر کیا کہتی ہے؟''یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے''۔[تتمہ حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۵۸۱]۔

☆......اب تو بچہ بھی ہوگیا،مرزا صاحب نے اپنے اندر حیض مانا گو بعد میں بچہ بنا،مطلب یہ کہ جب تک خدا کا بچہ نہیں ہوا تھا مرزا صاحب کے اندر حیض کی ناپاکی تھی۔مرزا صاحب نے اور بھی جگہ اپنے حیض کا ذکر کیا ہے،لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ حیض کے دنوں میں کیا کرتے تھے؟باقی اس لفظ اطفال سے پہلے بمنزلہ لگا کر دنیا کے اعتراض سے بچنے کی ناکام کوشش ہے۔ویسے وہ بچہ ہے کہاں اور کس راہ سے آیا؟مرزا صاحب کا اصرار ہے کہ بچہ ہے،لیکن حیرت ہے کہ قادیانی جماعت سمیت دنیا کو بچہ اپنے باپ کی طرح ہی نظر نہیں آرہا؟اور صرف ہوائی دعویٰ تو ماننے میں یقیناً مرزا صاحب کے پیروکاروں کو بھی تامل ہوگا۔ہم تو خیر ویسے ہی مرزا صاحب کے مؤقف پر شکوک رکھتے ہیں!

☆......اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ کیا یہ مسیح،مہدی دنیا کو یہ ہدایت سکھلانے آیا تھا کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نہ صرف رجولیت کا اظہار کرتا ہے بلکہ بچہ بھی ہوجاتا ہے۔قادیانی (احمدی) دوستو اپنے ضمیر سے پوچھو کہ کیا جماعت نے یہ باتیں تمہیں بتائیں اور کیا خدا ایسا ہی ہوتا ہے؟کیا خدا اور بندے کا تعلق مرد اور عورت کی طرح ہوتا ہے اور پھر دونوں مل کر بچے بھی جنتے ہیں؟کوئی کہے گا کہ استعارتاً ایسی بات کہی ہے،کیا کسی نبی اللہ نے ایسی علامتی باتیں کہیں؟دوسرے ہر بات ہی استعارتاً کروگے یا کوئی واضح،سچی اور سیدھی بات بھی کی ہے؟

☆......اور اسی پر بس نہیں کسی جورو کی طرح خدا کو پابند کرنے کی کوشش ہی نہیں اعتراف بھی ہے ''جس طرف تیرا منہ اس طرف خدا کا منہ''۔[کتاب البریہ/رخ جلد۱۳/صفحہ۱۰۱]۔اگر مرزا صاحب یہ لکھتے،یا الہام بتاتے کہ جدھر خدا کا منہ،ادھر

تیرا منہ، تو ہر مذہب کی تعلیم کے مطابق درست ہوتا، مگر یہاں تو مرزا صاحب کا (پتہ نہیں کون سا) خدا، مرزا صاحب کا پابند ہو گیا ہے۔ استغفراللہ۔ کیا خدا کا ایسا تصور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ان سے قبل انبیاء اللہ کی زندگی، قول یا وحی میں آیا ہے؟ کیا یہ اسلامی تصور ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھنے والا کوئی انسان ایسا تصور کرنا تو دور کی بات ایسے خیالات کو پیش کرنے والے کی طرف دیکھنا بھی پسند کرے گا؟ ماسوائے قادیانی مربیوں کے جن کی روٹی اس رطب و یابس سے بندھی ہے۔

☆...... قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے بیان میں فرماتا ہے کہ "لا تاخذہ سنۃ ولا نوم" لیکن مرزا صاحب جن کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کو قرآن کا علم ہر روح سے زیادہ دیا گیا ہے، اپنا الہام (یا الزام) بیان کرتے ہیں "میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں"۔ [البشریٰ جلد دوئم/صفحہ ۷۹/تذکرہ صفحہ ۴۶۰]۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب خود ہی خدا ہیں اور اپنے کو الہام بھی کر رہے ہیں۔ یا پھر کوئی اور معشوق چھپا ہے اس پردہ زرنگاری میں؟

☆...... قرآن کریم نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی نفی کی ہے اور ان کو اس الزام سے مبرا قرار دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب نے قرآن کریم کے بالمقابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انتہائی سخت گستاخی کی ہے کہ انہوں نے اپنے کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے اور خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے باوجود مرزا صاحب خود کو واضح طور پر خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ مرزا صاحب کا الہام ہے "اسمع ولدی، اے میرے بیٹے"۔ [البشریٰ/جلد اول/صفحہ ۴۹]۔

☆...... جب پہلے الہام پر اعتراض وارد ہوا تو بعد میں بمنزلہ کے الفاظ بڑھا کر دوسروں کا اعتراض رفع کرنے کی کوشش لگتی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "انت منی بمنزلہ ولدی۔ ترجمہ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے"۔ [حقیقت الوحی/رخ جلد ۲۲/صفحہ ۸۹]۔ کیا یہ مہدی اسلام کا پیغام سکھانے آئے ہیں یا دنیا کو عیسائیت کا پیغام دینے آئے ہیں؟ کیا کوئی مسلمان یہ جسارتیں دیکھ کر مرزا صاحب کی طرف دیکھنا بھی پسند کرے گا؟ اور قادیانی حضرات اپنے آپ سے خود ہی سوال کریں کہ جو مرزا صاحب پر ایمان رکھتے ہیں، ایسے شخص پر ایمان رکھنے والے کو بھی وہ کافر سمجھیں گے کہ نہیں؟ اور ان تحریروں کے بعد وہ خود بھی کیا سوچ رہے ہیں؟

☆...... مرزا صاحب کا ایک کشف بیان کرنے سے پہلے، جس میں وہ خدا بنتے ہیں اور زمین و آسمان نیا بناتے ہیں، ان کا ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر پھر یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ گو میں مسیح کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے کبھی خدائی کا دعویٰ کیا (یہاں اپنے ہی، حضرت مسیح علیہ السلام پر لگائے ہوئے الزام کا انکار ہے۔ ناقل) تاہم میں دعویٰ کرنے والے کو تمام گنہگاروں سے بدتر سمجھتا ہوں"۔ [مجموعہ اشتہارات/جلد ۳/صفحہ ۶۱۵]۔ بات ذہن میں رہے "جو کسی عورت کے پیٹ سے

پیدا ہو کر پھر یہ خیال کرتا ہے''۔اس کے باوجود مرزا صاحب اپنا یقینی کشف بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ دعویٰ ہے کہ وہ پیغمبر ہیں اور پیغمبر کا خواب اور کشف حقیقت/ وحی ہوتا ہے۔

☆......میرے اس الزام یا خیال کی تصدیق مندرجہ ذیل حوالہ کرتا ہے، جس میں مرزا جی نئے زمین و آسمان بنانے کا بیان کرتے ہیں۔''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا(خیال بھی نہیں بلکہ یقین کیا، ناقل) کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا......(پورا ڈیڑھ صفحہ ہے اور آخر میں کیا فرماتے ہیں، ناقل) اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے''۔[کتاب البریہ /رخ جلد ۱۳/صفحہ ۱۰۳تا۱۰۵]۔ممکن ہے کہ کوئی کہے کہ یہ کشف ہے تو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ پیغمبر کا خواب و کشف وحی ہوتا ہے اور وحی تو ہر کوئی جانتا ہے کہ خدا کا کلام ہوتا ہے، جو صرف حقیقت اور سچ ہوتا ہے۔ہم صرف مرزا صاحب کی منطق کا جائزہ لے رہے ہیں اور ان کے افکار اور اقوال کے جائزے کے نتیجہ میں یہی سامنے آتا ہے جو پیش کیا جا رہا ہے۔

☆......مرزا صاحب پیر مہر علی شاہ گولڑوی ؒ کو اپنی کتاب میں مخاطب کر کے مذہبی سوالوں کے جواب کا ایک معیار پیش کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ،''سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظر نہیں ہوتی۔بھلا بتاؤ کہ مثلاً دو فریق میں ایک امر متنازعہ فیہ ہے اور منجملہ ان کے ایک فریق نے اپنی تائید میں ایک نبی معصوم کے فیصلہ کی نظیر پیش کر دی اور دوسرا نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔اب ان دونوں میں سے احق بالا من کون ہے؟۔[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۹۵]۔

☆......اب مرزا صاحب تو نہیں رہے، جو انکا پیغام چلا رہے ہیں ان سے درخواست ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے متعلق یا بقول مرزا صاحب کے خدا کے متعلق ان خیالات کی نظیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے اب تک دکھا دیں۔اگر ان خیالات کی کوئی نظیر نہیں، جو کہ یقیناً نہیں ہے تو مرزا صاحب کے اپنے ہی معیار کے مطابق جھوٹ کو نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مقابل پیش کر رہے ہیں، قادیانی/ احمدی دوستو! کیا آپ جھوٹوں کے نبی کی امت میں شمار چاہتے ہیں یا سچے نبی کی امت میں؟

☆......ایک اور سوال سامنے آتا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے(معاذ اللہ، ناقل) کہ مسیح کا دعویٰ خدائی شراب خوری کا نتیجہ لگتا ہے(مفہوم) مسیح کے پاس تو صرف ایک ہی چیز تھی شراب، لیکن مرزا صاحب شراب، افیون اور بھنگ تینوں

استعمال کرتے تھے۔ وہ خود تو اب نہیں ہیں لیکن شاید کوئی قادیانی محقق ہمیں بتا سکے کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ خدائی کس چیز کے استعمال کی وجہ سے تھا، شراب؟ افیون؟ یا بھنگ؟ یا پھر ان تینوں کی ''پاک تثلیث'' کا کارنامہ ہے؟

کلمہ شہادت کا دوسرا حصہ

کلمہ شہادت کا دوسرا حصہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ ہے۔ ''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں'' اس کے ساتھ مرزا جی کا کیا سلوک ہے۔ پہلے نعوذ باللہ، مثیل محمد بنتے ہیں، پھر خود کو محمد قرار دیتے ہیں پھر اپنا مقام اس سے بھی آگے بڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا بیٹا اس خیال کو آگے تک بڑھاتا ہے اور کلمہ کو ہی مرزا جی پر چسپاں کر دیتا ہے۔

☆..... مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ''اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے، اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے''۔ (یہ عبارت عربی و اردو میں لکھی ہے، ناقل) [خطبہ الہامیہ/ رخ جلد ۱۶/صفحہ ۲۵۹]۔ اب دیکھئے جس شخص کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ سرتاپا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنا غرق ہے کہ اس میں اور (نعوذ باللہ) رسول پاک میں کوئی فرق نہیں اس کا اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بنیادی علم کیا ہے؟ کیا یہ غیرت کی جگہ نہیں ہے کہ جس نام کی چادر اوڑھنے کا دعویٰ ہے اس کے بارے میں بنیادی معلومات بھی نہ ہوں بلکہ ایک پرائمری کا طالبعلم بھی زیادہ صحیح اور بہتر جانتا ہے بہ نسبت ان عاشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بے بنیاد اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے صاحب سے۔

☆..... (معاذ اللہ، استغفر اللہ، ناقل) لکھتے ہیں ''تاریخ کو دیکھو، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند دن کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی''۔ [پیغام صلح/ رخ جلد ۲۳/ صفحہ ۴۶۵]۔ علم تو دور کی بات ان سلطان القلم کی تحریر دیکھیں، نبیوں کے سردار، رحمت اللعالمین، شافع دو جہاں، سرور کونین، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے لئے کوئی تعظیم کا لفظ نہیں، ذرا ''جس کا باپ'' اور ''جس کی ماں مر گئی'' کے الفاظ کھلے طور پر ظاہر کر رہے ہیں کہ دل میں کوئی تعظیم نہیں، کوئی محبت نہیں، صرف کسی ذریۃ البغایہ کی طرح منہ سے کہہ دیا کہ میں محبت کرتا ہوں۔

☆..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو والدین سے مادری زبان سیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا، کیونکہ چھ ماہ کی عمر تک دونوں فوت ہو چکے تھے''۔ [ایام الصلح / رخ جلد ۱۴/صفحہ ۳۹۶، حاشیہ]۔

☆..... ''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے''۔ [پیغام صلح/ رخ جلد ۲۳/ صفحہ ۲۹۹]۔

☆..... ''ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا''۔ [ملفوظات

/جلد ۶/صفحہ ۵۷]۔

دعویٰ تو یہ ہے کہ مجھ میں اور رسول کریم میں تفریق نہ کرو اور یہ مقام مجھے عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا، جس سے عشق ہے، ان کی پیدائش کا بھی علم نہیں، ان کے والدین کا بھی علم نہیں، ان کی اولاد کا بھی نہیں علم؟؟؟ اس قسم کے کافی علوم مرزا صاحب کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔

☆......مرزا غلام اے قادیانی کے سارے دعوے حُب رسول کے نہ صرف غلط تھے بلکہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سوانح عمری ہی سے واقف نہیں تھے! بلکہ ان کا حُب رسول کے دعوؤں کا مقصد نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر قبضہ کرنا بلکہ اپنی ذات کو اس سے بڑھ کر پیش کرنا تھا۔ اس لئے جہاں بھی مرزا کا موقع چلا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کا کوئی موقعہ بھی نہیں جانے دیا۔ یہ علیحدہ بات کہ چاند پر تھوکا اپنے منہ پر ہی گرتا ہے۔

☆......مرزا قادیانی نے لکھا ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب......عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے''۔ [مرزا صاحب کا مکتوب/ اخبار الفضل قادیان/ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سور کی حرمت پلیدی اور نجاست کا حکم لے کر آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اس قسم کا گھناؤنا الزام؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے کافر نہیں ہوا؟

☆......دوسری جگہ لکھتے ہیں ''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کنواں سے پانی پیتے تھے جس میں حیض کے لتے پڑتے تھے''۔ [منقول از اخبار ''الفضل'' قادیان/ صفحہ ۹/ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء]۔ جس نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پاکی اور پلیدی کے خطوط انتہائی واضح کرتی ہے ان مقدس نبی اور ان کے پاک صحابہ کی سیرت طیبہ پر غلاظت اچھالنا، مرزا غلام اے قادیانی کا ہی حوصلہ ہے! کیا یہ مہدی یہی ہدایت لے کر آیا ہے؟ کیا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

☆......لیکن بغض ہے کہ بڑھتا ہی جاتا ہے مرزا صاحب کو چین نہیں لینے دیتا، وہ ہذیانی کیفیات میں بکتا چلا جاتا ہے لکھتے ہیں ''خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی''۔ [تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۲۰۵، حاشیہ]

☆......مرزا صاحب اپنے آپ کو خاتم الانبیاء قرار دے رہے ہیں۔ نعوذ باللہ'' کیونکہ میں بارہا بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت ''و آخرین منھم لما یلحقوبھم۔ ''بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت کا وجود ہی قرار دیا ہے''۔ [بحوالہ ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۲۱۲]۔

☆......لیکن بیس برس کیوں خاموش رہے اور دنیا کو نہیں بتایا کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں، بلکہ مدعی نبوت پر لعنتیں بھی ڈالتے رہے۔ اگر خاموش رہے اور نہیں بتایا تو جرم کیا، کیونکہ نبی کو وحی، آگے لوگوں کو بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے نہ کہ بیس بیس برس تک چھپانے کے لئے! اور اگر بیس برس وحی کی سمجھ ہی نہیں آئی تو دنیا میں ایسی وحی وصول کرنے والے سے بڑا

مجہول، غبی، اور پاگل کوئی نہیں ہوگا۔اور ایسے پاگل کو وحی کرنے والا کم از کم خبیر اور علیم اللہ تعالیٰ نہیں ہوسکتا۔ دونوں طرح سے مرزا صاحب کے دعویٰ پر سوال اٹھتا ہے اور ان کے ہر دعوے کو ملیا میٹ کرتا ہے۔

☆......اور دوسری جگہ لکھتا ہے کہ "میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بد قسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے"۔[کشتی نوح/رخ جلد ۱۹/صفحہ ۶۱]۔اس سے بڑا جھوٹ کوئی نہیں، یہ فقیر درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جماعت میں پیدا ہوا، سدھایا گیا اور اس جماعت میں مختلف حیثیتوں میں چالیس سال سے زیادہ اعزازی عہدوں پر کام کیا۔ الحمدللہ، اللہ نے مجھے اور میرے بیوی بچوں کو اس تاریکی سے نکال لیا! ہم حق الیقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قادیانیوں کے تمام فرقوں کی سوچ، ذہنیت، علم، عمل، مرزا صاحب کے دیئے ہوئے غلامی، حرص مال، دوسروں کی ذلت، مرزا خاندان کا مراقی خبط عظمت، ناشکرے پن، انصاف دشمنی، دوسروں پر حکم چلانے کی خواہش، انسانیت سے دشمنی بالخصوص مسلمانوں، مسلمان ملکوں اور اسلام کی تباہیوں کی خواہش، مسلمانوں کی ہر تکلیف پر خوشی محسوس کرنا، قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور بزرگوں کی تصنیفات میں تحریف کرنا، عبادات کا حلیہ بگاڑ دینا، سب مل کر، مرزا صاحب کے بخشے ہوئے ایک ایسے اندھیرے بلیک ہول کی حیثیت اختیار کر گئی ہے کہ نور کی اس میں کوئی کرن نہیں اور جہاں اگر کوئی اچھا کام ہو بھی جائے تو، مرزا غلام اے قادیانی کا بخشا ہوا اندھیرا نگل لیتا ہے۔

☆......اور ان کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے اپنے والد کی دعاوی کو تقویت دیتے ہوئے نعوذ باللہ، اپنے خیال میں رسول کریم کا وجود بھی ختم کر دیا اور اس کو اپنے ابا کا وجود قرار دے دیا لکھتا ہے۔"چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود میں ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں" بحوالہ[کلمتہ الفصل/صفحہ ۱۰۴/مصنف مرزا بشیر احمد، ایم۔اے]

☆......مرزا صاحب اپنے قلم اور منہ سے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں، اپنے آپ کو ان کا خادم قرار دیتے ہیں لیکن جب ہم حقیقتاً ان کی تحریروں کا تجزیہ کرتے ہیں تو وہ خود اور ان کی اولاد اور ان کے علماء دراصل مرزا صاحب کو نہ صرف خاتم الانبیاء اور ان کے وجود کو بابرکت کے طور پر پیش کرتے ہیں، بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر مرزا صاحب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قرار دیتے ہیں، نعوذ باللہ۔اس پر بے شمار حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں۔لیکن یہ موضوع اس مضمون میں زیادہ تفصیل سے نہیں دیا جاسکتا یہاں عبادات اور ارکان اسلام کے بارہ میں مرزا صاحب کا عمل اور سوچ اور تحریر کو اتنے ہی اختصار کے ساتھ دِکھایا جا رہا ہے جس سے صرف قاری کو ان وجوہات کا کسی حد تک اندازہ ہوسکے کہ مسلمانوں کا رویہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے لئے کھنچا ہوا اور فاصلے پر رہنے والا کیوں ہے۔

دعویٰ برتری

☆......اس فقیر نے جونکتہ پیش کیا ہے کہ مرزا صاحب اپنی نظر میں، اپنی اولاد اور جماعت کے باعلم طبقہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر تھے، یہ حوالہ دیکھئے ان کے ایک صحابی کا ۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

[اخبار بدر قادیان، ۲۵، اکتوبر ۱۹۰۶ء]

☆......اور اس نظم پر مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف خوشی کا اظہار کیا، بلکہ وہ قطعہ گھر کے اندر لے گئے اور وہاں اپنے کمرے میں اس کو لٹکایا (بھائی اپنے صحابی کو نہیں بلکہ اسکی پیش کردہ نظم کو) کاش غیرت منداس وقت مرزا صاحب اور ان کے اس صحابی قاضی ظہور الدین اکمل کو الٹا لٹکا دیتا تو ممکن ہے کہ لاکھوں لوگوں کے ایمان تباہ ہونے سے بچ جاتے۔ اور یہ بات مرزا صاحب کی وفات سے تقریباً پونے دو سال قبل کی ہے، اس کا مطلب یہ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اپنی جماعت کے ذہنوں میں بہت اچھی طرح سے بٹھا چکے تھے۔ قاضی ظہور الدین اکمل کی بھتیجی اور کئی قریبی رشتہ دار مسلمان ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ، غالباً اسی شاعر کے کچھ اور شعر ۔

محمد پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

آسمان اور زمین تو نے بنائے ہیں نئے
تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ اترا ہے قرآن رسول قدنی

☆......مرزا بشیر الدین محمود پسر مرزا صاحب اور خلیفہ دوئم کہتا ہے کہ ہر شخص رسول کریم سے بھی بڑھ سکتا ہے "یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے"۔ [اخبار

الفضل قادیان/نمبر۳/جلد۱۰/۱۷جولائی ۱۹۲۲ء]۔(نعوذ باللہ)

☆......حالات واقعات اور دوسرے آثار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً مرزا البشیر الدین محمود خود آگے بڑھنے کے لئے میدان تیار کر رہے تھے لیکن ایک تو پاکستان بن گیا اور قادیان سے جس کو یہ دارالامان بھی کہتے ہیں، چھپ کر نکلے اور پاکستان پہنچ کر ربوہ آباد کیا،[جو اَب چناب نگر ہے] ایک ہی وقت میں اسرائیل اور عجمی اسرائیل قائم ہوئے۔ربوہ میں بہت جلد فالج اور دوسری بیماریوں نے جکڑ لیا، غالباً اسی وجہ سے نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنے کا پروگرام رہ گیا۔

☆......اسی لئے (دماغی مراق کے زیر اثر) مرزا قادیانی اپنے خیال میں ہر ایک سے زیادہ روحانی طور پر بلند ہو گئے۔''**ان قدمی هذه علیٰ منارة ختم علیها کل رفعة** ۔ترجمہ:میرا قدم اس منارہ پر جہاں تمام روحانی بلندیاں ختم ہیں''۔[خطبہ الہامیہ/رخ جلد۱۶/صفحہ۷۰]۔

☆......اور مرزا صاحب کو مرتے وقت بھی نہ تو کلمہ ادا کرنا نصیب ہوا اور نہ ہی سننا۔کیونکہ جو وفات کی روداد سیرت المہدی، مصنفہ پسر مرزا البشیر نے لکھی ہے اس میں کہیں بھی ذکر نہیں کہ مرزا صاحب نے یا ان کے اردگرد جو لوگ تھے کسی نے بھی کلمہ پڑھا ہو۔

نماز

نماز کے بارے میں قرآن کریم میں بے شمار تاکید ہے۔اور اس کے علاوہ ہمیں سنت وقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارہ میں رہنمائی ملتی ہے۔یہ موقع تفصیل میں جانے کا نہیں۔قصہ مختصر نماز کی ادائیگی میں انسان اپنی حالت صحت اور سفر وغیرہ کے پیش نظر التزام بالاحترام کرتا ہے۔مرزا صاحب کے ادائیگی نماز کے کچھ طریقے پیش خدمت ہیں، ان سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ امام کے انتخاب، خود امامت کرتے ہوئے، نماز کے درمیان کیا کرتے رہے۔

☆......''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود......فریضہ نماز کی ابتدائی سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے اور بعد کی سنتیں بھی عموماً گھر میں اور کبھی کبھی مسجد میں پڑھتے تھے۔خاکسار نے دریافت کیا کہ حضرت صاحب نماز کو لمبا کرتے رہے یا خفیف؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ عموماً خفیف پڑھتے تھے''۔[سیرت المہدی/جلد۱/صفحہ۴/روایت نمبر۵/مصنفہ مرزا البشیر احمد،ایم۔اے]۔سوچنے والی بات، نبی کی نماز اور بالعموم خفیف؟

☆......''زندگی کے آخری سالوں میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عموماً باہر تشریف نہ لا سکتے تھے۔اس وقت اندر عورتوں میں نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھایا کرتے تھے''۔[ذکر حبیب/جلد اول/صفحہ۲۴/مصنف مفتی محمد صادق قادیانی]۔ویسے بھی مرزا صاحب عورتوں کی صحبت میں خوشی محسوس کرتے تھے۔

☆......اسلامی فقہ کے برخلاف ایک نیا فقہ پیش ہے۔''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح

موعود کو میں نے بار ہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المومنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیے ،ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے، میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی''۔[سیرت المہدی/ جلد ۳/صفحہ ۱۳۱]۔

☆......مرزا صاحب کے لئے ، نشے کی حالت میں نماز بھی جائز ہی نہ تھی ، بلکہ نشہ آور چیز استعمال کرتے ہوئے نماز ادا کی۔جیسا کہ سب کو علم ہے دوسرے کئی نشوں کی طرح پان بھی ایک نشہ ہے،اور پان کے اندر استعمال ہونے والی چیزیں بھی نشہ پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔دیکھیں یہاں بھی گھر کے بھیدی لنکا ڈھا رہے ہیں،''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تا کہ آرام سے پڑھ سکیں''۔[سیرت المہدی /جلد ۳/صفحہ ۱۰۳]۔ہر شخص یہ جانتا ہے کہ درد کے دور کرنے میں نشہ والی چیز مدد کرتی ہے؟اور جس شخص کا باپ حاذق حکیم ہو اور اس سے اس نے طب بھی پڑھی ہو تو کیا اس کو علم نہیں ہوگا؟

☆......حدیث مبارکہ ہے کہ حُب اولاد اور حُب مال انسان کو فتنہ میں ڈال دیتا ہے۔حُب مال کی گواہی اسی مضمون میں دوسری جگہ آ گئی ہے،اور اب حُب اولاد ان مسیح مہدی کے دعویدار کو کس طرح فتنہ میں ڈالتی ہے،جس کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور حکیم نور دین صاحب کے مطابق جس کا کلمہ ہے''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا''۔مریدوں سے''اپنے دین'' کو دنیا پر مقدم رکھوانے والے اور بظاہر نماز کی تلقین کرنے والے عام نماز نہیں بلکہ جمعتہ المبارک کی ادائیگی کس طرح ترک کرتے ہیں؟مرزا صاحب کے صحابی خاص لکھتے ہیں''صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود حسب معمول کپڑے بدل کر عصاء ہاتھ میں لے کر جامع مسجد کو جانے کے واسطے تیار ہوئے۔جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گزرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے۔تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کا دامن پکڑ لیا۔اور اپنی چارپائی پر بٹھا دیا اور اٹھنے نہ دیا۔صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے اور جب دیکھا کہ بچہ اٹھنے نہیں دیتا اور نماز جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضور نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں اور حضور کا انتظار نہ کریں''۔[ذکر حبیب/صفحہ ۱۷۲/مصنف مفتی محمد صادق قادیانی]۔مرزا صاحب ہی کا ایک قول پیش خدمت ہے، کہتے ہیں''سچے مسلمان بننا ہے تو پہلے بیٹوں کو مارلو۔بابا فرید کا مقولہ بالکل صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مر جاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کتیا کا بچہ) مر گیا ہے اور اس کو دفن کر دو''۔[ملفوظات/جلد ۹/صفحہ ۱۱۵]۔کیا کتورہ کے لئے جمعتہ المبارک کو چھوڑا؟اوروں کو کیا نصیحت کریں گے یہ خود ساختہ مسیح اور مہدی؟ جب کہ خود............؟

☆......نمازوں کو توڑنے مروڑنے اور ان میں بدعات پیدا کرنے میں بھی مرزا صاحب کا کردار ہمارے سامنے ہے۔اور

اپنے علم اور عمل سے ایسے مرید اور مثالیں چھوڑ گئے کہ بدعات کا سلسلہ چلتا رہے۔ نماز میں بجائے مسنون اسلامی دعاؤں کے مرزا صاحب کی فارسی نظم پڑھی گئی۔ اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے بغیر نہیں بولتے اور جب وہ لکھ رہے ہوتے ہیں تو ان کے اندر روح القدس کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب نماز میں ان کی وحی پڑھی جانی چاہیے اب بیٹے کی زبانی برادر نسبتی (سالا) کی گواہی پڑھیں، لکھتے ہیں ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی''۔ [سیرت المہدی /جلد۳/صفحہ۱۳۸]۔ اور مرزا صاحب نے اپنے عمل سے اس پر مہر تصدیق ثابت کردی۔

☆......مرزا صاحب کی زندگی میں ان کے اپنے ہی اعترافات کے مطابق ٹائلٹ کا بڑا کردار ہے حتیٰ کہ مرزا صاحب کے مطابق، ان کی نبوت کا ایک ثبوت، روزانہ ٹائلٹ میں بے شمار مرتبہ اور بعض دنوں میں سو سو بار حاضری دینا بھی ہے! اس لئے مرزا صاحب اپنا امام الصلوٰۃ بھی ایسے شخص کو بناتے ہیں جس کی نماز میں بھی ریح (پیٹ سے نکلنے والی بدبودار ہوا) کا اخراج لگاتار جاری رہتا ہے۔ بیٹے کی زبانی، برادر نسبتی (سالا) کی گواہی پیش خدمت ہے۔ لکھتے ہیں ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفہ اوّل بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے تو بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا کہ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں، حضور نے فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی، آپ پڑھائیے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو نواقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا''۔ [سیرت المہدی/ جلد۳/ صفحہ۱۱۱/ مصنف مرزا بشیر احمد، ایم۔اے]۔

☆......غالباً اسی محبت کی وجہ سے ان کی موت بھی اسی بیماری میں ہوئی۔ لیکن کیا اس کو امام الصلوٰۃ بھی بنایا جا سکتا ہے؟ میرے خیال میں نہیں! لیکن اس پر علماء کرام ہی صحیح فتویٰ دے سکتے ہیں۔

☆......مرزا صاحب کی زندگی میں ہمیں بہت ساری بوالعجبیاں ملتی ہیں۔ مرزا صاحب کے ایک خاص مرید نا مناسب برکت حاصل کرنے کے لئے، مسجد میں، باجماعت عبادت کرتے وقت مرزا صاحب کے جسم کو ٹٹولتے تھے۔ بغیر کسی تبصرہ کے۔ مرزا جی کے بیٹے لکھتے ہیں ''قاضی محمد یوسف پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے

کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے مگران کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم (خاص حصہ) کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے''۔[سیرت المہدی/ جلد۳/صفحہ ۲۶۵]۔کیا اس مرید کو ان حرکات کی وجہ سے عبادت گاہ سے باہر بھی نکالا گیا؟ بلکہ وہ تو اس سب کے باوجود خلوت وجلوت کا راز دار رہا۔

☆......نماز باجماعت کا حال تو آپ نے پڑھ لیا۔اب اپنی حالت نماز پر مرزا صاحب کی تحریر کیا گواہی دیتی ہے؟ جس کا دعویٰ ہے کہ اس کو خدا نے دنیا کی اصلاح اور ہدایت کے لئے مبعوث کر کے بھیجا ہے،وہ ہی ہمیں بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اکثر مہینوں تک اس کو مسنون طریق سے نماز تو دور کی بات قل ھو اللہ نہیں پڑھنے دے رہا۔کیا اللہ تعالیٰ ایسے نام کے اصلی دعویداروں کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا ہے؟اب مرزا صاحب کا قلمی اعتراف بھی حاضر ہے۔ایک دوست کو لکھتے ہیں کہ''حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے،کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے،لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا،مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے،اکثر بیٹھے بیٹھے ریگن (درد جو چڈھوں سے اٹھ کر ٹخنوں تک پہنچتا ہے،ناقل) ہو جاتی ہے۔اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا،قریباً چھ سات ماہ یا زیادہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے،اور قرأت میں شاید قل ھو اللہ بمشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہو جاتی ہے۔خاکسار غلام احمد قادیان/ ۵ فروری ۱۸۹۱ء''۔[مکتوبات احمدیہ/ جلد پنجم /نمبر۲/صفحہ۴]۔

☆......اس کے علاوہ قادیانی جماعت جس طرح نمازوں کی بار بار ادائیگی سے بچنے کے لئے ان کو جمع کرنے کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے،اس میں کئی باضمیر قادیانی بھی سوال اٹھاتے ہیں۔اور کئی قادیانی بچوں نے اپنے والدین سے سوال بھی کئے کہ آپ کہتے ہیں کہ پانچ نمازیں ہوتی ہیں لیکن جب بھی کوئی قادیانی اکٹھ ہوتا ہے وہاں یہ تین رہ جاتی ہیں اور گھروں میں بیکار،بے بنیاد عذر تراش کر قادیانی نمازیں جمع کر کے پتہ نہیں کس کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆......ایسے بے شمار واقعات ہمیں مرزا صاحب کی زندگی سے مل سکتے ہیں۔نماز کے ساتھ ایسے سلوک کو مد نظر رکھتے ہوئے جب مسلمان حضرات اپنے تحفظ اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں تو کیا وہ غلط کرتے ہیں۔اور مجھے یقین ہے کہ بہت سارے سمجھ دار قادیانی جب یہ مضمون پڑھیں گے تو یقیناً ان کا ضمیر بھی ان کو سوچنے اور سمجھنے کی طرف راغب کرے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

روزہ

پہلے دو ارکان اسلام (کلمہ شہادت و نماز) کے ساتھ جو سلوک مرزا صاحب نے کیا، وہ تو آپ نے پڑھ لیا۔اب روزوں کے ساتھ مرزا صاحب کیا سلوک کرتے ہیں، اس کا بھی کچھ مختصر حال پڑھ لیں۔اس مضمون میں کوئی تنقید مقصود نہیں صرف ایسے واقعات کو پیش کرنا ہے جن سے مرزا صاحب کا ارکان اسلام و عبادات اسلام سے برگشتہ ہونا، ان میں تحریف ،یا ان کی عدم ادائیگی سے ان کی اہمیت و ضرورت کو ختم کرنا ظاہر ہو اور قادیانی دوستوں کو ان کے سوال کا جواب مل سکے۔

☆......مرزا صاحب کے بیٹے کی زبانی ،اہلیہ کی گواہی لکھتے ہیں ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا، اس لئے چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا، اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے، خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداً دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں! صرف فدیہ ادا کر دیا تھا، خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی''۔[سیرت المہدی/جلد ا/صفحہ ٦۵]۔لیکن روزے تو انہوں نے اکثر نہیں رکھے؟ مرزا صاحب کی صحت ٹھیک کب رہی؟ اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک نہ تو روزہ کی اہمیت تھی۔توڑے ہوئے روزے بھی قضا نہیں کئے۔

☆......اگر یہ عذر پیش کیا جائے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور یہ اللہ کی مرضی تھی۔تو قادیانی دوستوں کی یہ دلیل یا سوال یا جواب ہمارے اس مئوقف کو مضبوط کرتا ہے کہ مرزا صاحب اللہ کے مبعوث کردہ نبی نہیں تھے۔یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے ایک شخص کو مبعوث کر کے بھیجے، اور اس کو جن امور کی باحسن ادائیگی کی تلقین کے لئے بھیجا ہو اسی کو انہی امور کی ادائیگی میں لاچار اور مجبور کر دے۔تاکہ وہ کوئی صحیح نمونہ بھی نہ پیش کر سکے۔کیا اللہ تعالیٰ کا سلوک اپنے نبیوں اور ان کی امت کے ساتھ یہی رہا ہے؟ اور جو نمونہ اس کے ذریعہ اس کے ماننے والوں کے سامنے آئے وہ ادائیگی ارکان اسلام میں تحریف شدہ ہو، اور شریعت کے تمام اصولوں کے خلاف ہو۔

☆......یہ واقعہ بتاتا ہے کہ مرزا صاحب صرف چند سال نہیں عمر کا اکثر حصہ میں بیماری کے خوف کے مارے روزہ نہیں

رکھتے تھے یا رکھ سکتے تھے۔اور سہل راستے اختیار کرتے تھے،مرزا صاحب کا بیٹا لکھتا ہے''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔اس وقت غروب آفتاب کا وقت بالکل قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا،آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے''۔[سیرت المہدی/جلد۳/صفحہ۱۳۱]۔زندگی کے دوسرے کاموں میں بھی سہل راستہ ہی اختیار کیا۔اس کی سب سے بڑی مثال مذہبی دکانداری ہینگ لگی نہ پھٹکری،لکھ پتی بن گئے۔

☆......مرزا صاحب نے خود تو روزہ کا جو بھی اہتمام اور احترام کیا سو کیا۔مگر دوسروں کے روزے بھی زبردستی تڑواد یتے تھے ۔ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ مع ناشتہ ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیے۔چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوادیئے''۔[سیرت المہدی/جلد۲/صفحہ۳۷۸]۔اس طرح کے کئی اور واقعات بھی قادیانی جماعت کی کتابوں میں موجود ہیں۔

زکوٰۃ

☆......مرزا صاحب اپنے نام کے ساتھ رئیس قادیان بھی لکھا کرتے تھے۔اب اگر تو رئیس لکھنے کے بعد بھی صاحب نصاب نہیں تو دونوں میں سے ایک جھوٹ ہے۔اور اگر غریب تھے اس قابل نہیں تھے تو اپنے کو رئیس ظاہر کیا،دنیا کو دھوکا دینے کے لئے،تو کیا اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دھوکہ بازی سکھانے کے لئے مہدی بھیجنا تھا یا دھوکہ دہی ترک کرنے کے لئے؟جس پہلو سے بھی دیکھیں،مرزا صاحب مسیح،مہدی وغیرہ تو دور کی بات شریف آدمی بھی نظر نہیں آتے۔اسلام کا بنیادی رکن مرزا صاحب کس طرح پس پشت ڈال رہے ہیں۔پانچ بنیادی ارکان میں سے تین کے ساتھ جو حشر کیا ہے وہ تو سامنے آگیا،زکوٰۃ کی طرف سے مرزا صاحب نے اپنی آنکھیں ہمیشہ بند رکھیں۔بیٹے کی گواہی کہتی ہے؟''اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے''۔[سیرت المہدی/جلد۳/صفحہ۱۱۹]۔

☆......اسی بیٹے کی اسی کتاب سیرت المہدی کی دوسری جلد کی گواہی کیا کہتی ہے؟گھر سے چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار نقد......مرزا صاحب کے بیٹے لکھتے ہیں''خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ رہن نامہ جس کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا باغ حضرت والدہ صاحبہ کے پاس رہن رکھا تھا،میں نے دیکھا ہے وہ باقاعدہ رجسٹری شدہ ہے اور اس کی تاریخ ۲۵ جون ۱۸۹۸ء ہے،زر رہن پانچ ہزار روپیہ ہے،جس میں سے ایک ہزار نقد درج ہے اور باقی بصورت زیورات ہے۔اس رہن میں حضرت صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں۔''اقرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک

الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا، بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زرِ رہن دوں تب فک الرہن کرالوں ورنہ بعد انفصال میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے بتیسویں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپوں میں بیع بالوفا ہو جائے گا اور مجھے دعویٰ ملکیت نہیں رہے گا۔ قبضہ اس کا آج سے کرا دیا ہے اور داخل خارج کرادوں گا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ بکرمی سے مرتہنہ دے گی اور پیداوار لے گی''۔[سیرت المہدی /جلد۲/ روایت نمبر ۳۶۶/صفحہ ۵۲و۵۳/ مصنف مرزا البشیر احمد]۔

☆.....اس رہن نامہ کے ایک ایک لفظ پر غور کریں اور سر دھنیں کہ یہ ایک خود ساختہ پیغمبر کی بیوی کا اپنے خاوند سے کیا رویہ ہے؟

☆.....لیکن آپ ذرا یہ بھی غور کریں کہ ایک خود ساختہ پیغمبر کے گھر میں چھ کلو سونا بھی پڑا ہوا ہے اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں !اور کہاں سے آیا؟

☆.....یہ بھی ایک سوال ہے، جہیز میں تو اتنا ملا ہو ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ وہ محکمہ انہار کے ملازم، ایک کثیر العیال نقشہ نویس کی بیٹی تھیں، اور مرزا صاحب کے بقول خود ان کے اپنے مالی حالات ایک کمتر درجے کے زمیندار کی طرح ہو گئے تھے اور براہین احمدیہ اور اس کے بعد دوسری کتابیں چھاپنے کے لئے چندے کی اپیلیں کرتے رہتے تھے۔ دوسری طرف جس کی برابری کا نعوذ باللہ دعویٰ ہے اس محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ شام تک گھر میں اگلے دن کے لئے کچھ جمع نہیں رہنے دیتے تھے۔

صدقہ خیرات

☆.....اسلام میں صدقہ خیرات کی اہمیت بہت بیان کی گئی ہے۔ لیکن جو صاحب ساری عمر دوسروں سے اشاعت اسلام کے نام پر، عطیات، زکوٰۃ، صدقہ خیرات، مردہ کنجیوں کا مال، سود، مردوں کے قبروں سے نکالے ہوئے کفنوں کی قیمت ،عورتوں کے زیورات، اپنے لئے اکٹھے کرتے رہے ہوں۔ دعاؤں کے لئے پیسے وصول کریں، اور کھل کر کہیں کہ اگر دعا کرانی ہے تو ایک لاکھ دو۔ مریدوں کو باقاعدہ زبانی اور تحریری طور پر مجبور کریں کہ وہ ماہواری یا باقاعدگی سے ان کو چندہ دیں، جو وصیت کے نام سے اپنے مریدوں کی جائیداد و مال ہتھیانے کا طریق اختیار کر کے نسلوں کی روٹی کا بندوبست کر گیا، اس شخص سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ اس نے کوئی صدقہ وخیرات کیا ہوگا۔

☆.....مرزا صاحب نے اگر کبھی کسی کو کچھ دیا تو اس نیت کے ساتھ کہ دور دور تک ان کا نام جائے گا۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب کسی رفاہی کام کے لئے بھی ایک روپیہ خرچ کرنے کو تیار نہیں ہوتے تھے۔ صرف لینا جانتے تھے دینا نہیں۔

☆.....علیگڑھ کالج کے لئے مرزا صاحب سے چندہ مانگا گیا، انہوں نے انکار کر دیا، حتیٰ کہ مرزا صاحب سے کہا گیا کہ

علامتی طور پر ایک روپیہ ہی چندہ دے دیں مگر انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ حالانکہ اسی کالج میں ان کا پوتا مرزا عزیز پسر مرزا سلطان احمد جس کو مرزا صاحب نے دیوث اور دشمن اسلام قرار دے کر عاق کیا تھا بھی اس کالج میں پڑھ رہا تھا۔

☆......رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سادات کے لئے صدقہ وزکوٰۃ کو حرام قرار دیا ہے۔ لیکن مرزا صاحب نے جائز قرار دے دیا۔ بیٹے کی لکھی روایت ہمیں بتاتی ہے کہ "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت (مرزا صاحب، ناقل) فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ صدقہ اور زکوٰۃ سادات کے لئے منع ہے۔ مگر اس زمانہ میں جب ان کے گزارہ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ تو اس حالت میں اگر کوئی سید بھوکا مرتا ہو، اور کوئی اور صورت انتظام کی نہ ہو تو بیشک اسے زکوٰۃ یا صدقہ میں سے دے دیا جائے ایسے حالات میں حرج نہیں ہے"۔ [سیرت المہدی/ جلد۳/ صفحہ۲۰۶/ روایت۷۷۲]۔

☆......مزید لکھتے ہیں "قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ۱۹۰۶ء کی بات ہے کہ ایک سائل نے جو اپنے آپ کو نوشہرہ ضلع پشاور کا بتاتا تھا اور مہمان خانہ قادیان میں مقیم تھا حضرت صاحب کو خط لکھا کہ میری مدد کی جائے۔ مجھ پر قرضہ ہے۔ آپ نے جواب لکھا کہ قرض کے واسطے ہم دعا کریں گے۔ اور آپ بہت استغفار کریں (خود کبھی نہیں کیا، ناقل) اور اس وقت ہمارے پاس ایک روپیہ ہے جو ارسال ہے"۔ [سیرت المہدی/ جلد۳/ صفحہ ۲۲۲/ روایت ۸۰۷]۔ یہ ہے قادیانی مہدی کا مال کا لٹانا! کہو قادیانی دوستو! ایسے مہدی کا ہی انتظار تھا تمہیں؟

☆......اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک عرب جگہ جگہ سے گھومتا ہوا آیا اور اس نے مرزا صاحب سے کچھ مدد مانگی۔ مرزا صاحب نے اس کو کچھ رقم دی۔ بعض اصحاب نے کہا کہ حضور آپ نے تو اس کو اتنی رقم دے دی۔ تو مرزا صاحب نے کہا کہ یہ جگہ جگہ گھومنے پھرنے والا ہے۔ ہر جگہ ہماری سخاوت کا ذکر کرے گا، ہمارا نام پہنچائے گا۔ مسلمان کسی نام پیدا کرنے والے مہدی کا نہیں بلکہ کام کرنے والے مہدی کا انتظار کر رہے ہیں!

حج

پہلے چار ارکان اسلام پر مرزا صاحب کے عمل ودرآمد کی بابت مختصراً روئیداد آ چکی ہے۔ اب پانچویں رکن اسلام کے ساتھ مرزا صاحب کا اپنا عمل اور دوسروں کو کیا ہدایات ہیں۔

☆......"مولوی محمد حسین بٹالوی کا خط حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی خدمت میں سنایا گیا۔ جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل ہے اور صلیب کی شکست ہے۔ ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں، ان سے فرصت اور فراغت ہو لے"۔ [ملفوظات احمدیہ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی/ جلد۵/ صفحہ۳۶۴]۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے مطابق حضرت مسیح ابن مریم کہاں احرام باندھیں گے اور حج کریں، لیکن یہ مسیح صاحب

ابھی سوروں کے باڑے میں ہی گھوم رہے ہیں۔اوران سوروں کی ملکہ کو عالیہ قرار دے کے اس کی متابعت کا اعلان کر رہے ہیں۔

☆......خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں تو آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہ تھا۔کیونکہ ساری جائیداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی ۔اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے،دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا،تا ہم آپ کی خواہش رہتی تھی کہ حج کریں''۔[سیرت المہدی/جلد۳/صفحہ ۱۱۹/مصنف مرزا بشیر احمد ،ایم ۔اے]۔

☆......نام تو رئیس قادیان ابن رئیس تھا اور کتابوں کے ٹائٹل پر بھی یہی لکھتے تھے اور جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا سوال آتا ہے تو مالی لحاظ سے کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ان باتوں سے کس کو دھوکا دینا چاہ رہے ہیں،باپ بیٹا۔اللہ تعالیٰ کو تو دھوکا دے نہیں سکتے۔اور رہی دنیا کی بات تو اس پر بھی ان کا دجل کھل گیا ہے۔قادیانی جماعت کو بھی اللہ توفیق دے حق دیکھنے کی،آمین۔

☆......مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ ان کے خدا نے ان کو وعدہ دیا ہے کہ''میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے''۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۱۰۹]۔اب اگر واقعی آپ کا خدا پر یقین ہے اور واقعی خدا نے آپ کو وعدہ دیا تھا کہ وہ مرزا صاحب کے ارادہ کے مطابق ہی چلے گا تو پھر تو مرزا صاحب کو کسی قسم کی فکر نہ ہونے چاہیے تھی،خدا ان کے ارادہ کے مطابق احسن انتظام کروا دیتا تا کہ یہ حج ادا نہ کرنے پر جھوٹے نہ ہوں۔لیکن یہاں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے کبھی ارادہ ہی نہیں کیا۔یا پھر جھوٹا الہام پیش کیا ہے۔کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی نیابت کرنے والا کبھی ایسا سوچ بھی سکتا ہے کہ وہ حج کا ارادہ ہی نہ کرے؟

☆......ہر بار ایک نیا بہانہ اور ایک نیا عذر۔لیکن یہاں کئی نئے عذر، پڑھیۓ اور سر دھنئے''مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا ،کیونکہ آپ کی صحت درست نہ تھی ، ہمیشہ بیمار رہتے تھے،حجاز کا حاکم آپ کا مخالف تھا کیونکہ ہندوستان کے مولویوں نے مکہ معظّمہ سے،حضرت مرزا صاحب کے واجب القتل ہونے کے فتوے منگوائے تھے،اس لئے۔حکومت حجاز آپ کی مخالف ہو چکی تھی وہاں جانے پر آپ کی جان کو خطرہ تھا۔لہٰذا آپ نے قرآن شریف کے اس حکم پر عمل کیا کہ اپنی جان کو جان بوجھ کر مت ہلاکت میں پھنساؤ۔مختصر یہ کہ حج کی مقررہ شرائط آپ میں نہیں پائی گئیں،اس لئے آپ پر حج فرض نہ ہوا''۔[اخبار الفضل قادیان/جلد۱۷/نمبر۲۱/مورخہ ۱۰ستمبر ۱۹۲۹ء/بحوالہ تحفہ قادیانیت/جلد۱/صفحہ۴۶۷]۔

☆......یہ جو عذر پیش کیا جا رہا ہے کہ مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا۔اس کا جواب تو یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ مہدی علیہ السلام اور مسیح ابن مریم دونوں حج کریں گے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

کہی بات فرض نہ ہو،اور پھر اس کے لئے جس کا کہنا ہے کہ عشق رسول کی وجہ سے میں مسیح ہوں ،مہدی ہوں اور نبی ہوں؟

☆......اگر صحت کا عذر ہے تو صحت اور تندرستی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور سب قدرتیں اس کے ہاتھ میں ہیں۔یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک پیشگوئی کروائے اور وہ پورا نہ کرے یا اس کے پورا ہونے کے اسباب مہیا نہ کرے۔اگر مرزا صاحب سچے مسیح یا مہدی ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی صحت ایسی نہ ہونے دیتا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بات کو پورا نہ کرسکتے۔بلکہ وہ ان کو ایسی صحت دیتا،اور نیت دیتا،اسباب مہیا کرتا کہ وہ حج کر آتے۔

☆......ایک اور وجہ بیان کرتے ہوئے اپنا خیال ظاہر کرتے ہیں ''واجب القتل ہونے کے فتوے منگوائے گئے تھے اور حکومت حجاز مخالف ہوچکی تھی اس لئے حج نہیں کیا''۔یہ بات تو ہمارے مؤقف کو اور مضبوط کرتی ہے،کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے حج کرو اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ مسیح ابن مریم نزول کے بعد حج کریں گے۔کیا آج تک اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی پیشگوئی کو ادھورا چھوڑا؟ کیا تیرہ چودہ سو سال سے ہم نے نہیں دیکھا کہ کتنی پیشگوئیاں پوری ہوئیں؟ تو کیا مرزا صاحب اگر سچے مسیح ہوتے تو ان کو کوئی ڈر خوف ہوتا؟نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور رسول کریم کی پیشگوئیوں پر اعتبار ہوتا۔تو وہ دلیری سے جاتے اور وہاں جا کر حج کرتے اور فرض و پیشگوئی پوری کرتے اپنا پیغام عالم اسلام کو دیتے اور سچا ہونے کی صورت میں ان کا پیغام بہت جلد عالم اسلام کو پہنچ جاتا۔مگر مرزا صاحب کو یقینی علم تھا کہ وہ جھوٹے مدعی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے وعدے ان کے لئے نہیں ہیں بلکہ ابھی آنے والے سچے ابن مریم علیہ السلام کے لئے ہیں۔اسی لئے حج کو نہیں گئے۔

☆......اس کے علاوہ مرزا صاحب کو (اپنے) خدا کے وعدوں پر یقین نہیں تھا۔مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا الہام ہے ''براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچایا جاؤں گا''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۲۳۴]۔اس سے بڑھ کر کون سا موقع تھا کہ اپنی پیشگوئی ثابت کرتے،اور دنیا کو اپنے خدا کا وعدہ پورا ہوتے دکھا دیتے۔

☆......مرزا صاحب کا خدا ان کو صرف بچانے کا ہی وعدہ نہیں کر رہا بلکہ ان کے دشمن پر حملہ کرنے کا وعدہ بھی کر رہا ہے۔الہام لکھتے ہیں ''خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا۔اور اس شخص پر حملہ کرے گا جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کرے گا''۔[تذکرۃ الشہادتین/ رخ جلد۲۰/صفحہ۸]۔اس کے باوجود بھی مرزا صاحب کو اپنے خدا پر یقین نہیں کہ وہ واقعی کچھ کرے گا۔ایک وقت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دشمن کے اچانک حملے سے بچانے کے لئے صحابہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے۔جب اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ میں تمہیں دشمنوں سے بچاؤں گا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت صحابہ رضی اللہ عنہ کو پہرہ ختم کرنے کا حکم دے دیا کہ اب اللہ تعالیٰ کا وعدہ آگیا ہے۔اب وہ خود

حفاظت کرے گا۔لیکن یہ صاحب جن کا دعویٰ ہے کہ وہ عین محمد رسول اللہ ہیں۔نعوذ باللہ!ان کا یہ حال ہے کہ ان کا خدا ان سے وعدے پر وعدے کر رہا ہے، بچانے کے، دشمن پر حملہ کرنے کے،لیکن مرزا صاحب ہیں کہ صرف خطرے کا تصور کرتے ہوئے بھی لوٹا پکڑے سارا دن ٹوائلٹ کے چکر لگا رہے ہیں۔

☆......اس کے باوجود اپنی کتاب میں کس تحدی سے بلکہ ڈھٹائی اور بے شرمی سے لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ بھی کر رہے ہیں ''اور ہم ایسے نہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے۔اور اگرچہ خدا کی راہ میں مجروح ہو جائیں یا ذبح کئے جائیں''۔[براہین احمدیہ، حصہ پنجم/ رخ جلد۲۱/صفحہ ۳۲۱]۔کیا حج اللہ کی راہ میں نہیں؟ کیا حج فرض نہیں؟ کیا حج مرزا صاحب کے لئے بطور مسیح و مہدی ایک لازی امر نہیں تھا؟ جس مسیح اور مہدی کو اپنے خدا کے وعدوں کے بعد اپنے ہی کہے ہوئے الفاظ کا پاس ہی نہیں کیا وہ اللہ کا فرستادہ ہو سکتا ہے؟ مرزا صاحب کے الفاظ مرزا صاحب پر ہی پلٹاتا ہوں۔ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد۱۱/صفحہ۳۱۱]۔اب یہ مرزا صاحب کے خدا اور ان کا اپنا کہا پورا نہ ہوا، موقعہ ملا بھی، ہمیشہ موجود بھی رہا کہ اپنا کہا پورا کر کے دکھا دیں،لیکن بہانہ سازی کر کے ٹالنے کی کوشش کی۔کیا ابھی مرزا صاحب یا ان کی گدی چلانے والے ذلت محسوس نہیں کر سکے؟

☆......مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ ''اور خدا کی طرف سے آپ کو ایک رعب عطا ہوا تھا جس کے سامنے دلیر سے دلیر دشمن بھی کانپنے لگ جاتا تھا''۔[سیرت المہدی/ جلد۱/صفحہ۱۳۸/ مصنف مرزا بشیر احمد، ایم۔اے]۔لیکن مرزا صاحب کی زندگی میں ایسی کوئی حقیقی مثال نظر نہیں آتی۔کہ حقیقی دشمن واقعی کانپنے لگ جاتے تھے۔ہاں ایسی مثالیں بکثرت ملتی ہیں کہ مرزا صاحب اپنے خیالوں سے ہی کانپنے لگ جاتے تھے۔

☆......''ایک شخص نے عرض کی کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ ''مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے؟''۔حضرت صاحب نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا، تمام مسلمان علماء اوّل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں''۔[ملفوظات/ جلد۹/صفحہ۳۲۴]۔

☆......یہ شرائط مرزا صاحب کہاں سے لائے؟ شریعت سے؟ کیا احادیث میں مہدی علیہ رضوان یا مسیح ابن مریم علیہ السلام کے لئے کوئی ایسی بات تحریر ہے؟ کیا کسی آئمہ/ مجدد/ امام/ نے کسی تفسیر تشریح میں یہ شرائط چھوڑی ہیں؟

☆......مرزا صاحب کے بقول ان کے وقت میں دنیا میں چورانوے [۹۴] کروڑ مسلمان تھے۔اب ان کے علماء کی تعداد نکالو، سب سے لکھواؤ، کہ وہ صرف یہ کہ جب مرزا صاحب حج کر آئیں گے تو ان کے دو سو دعوے بغیر کسی دلیل، بغیر کسی جواز کے مان کر ان پر ایمان لائیں گے اور مرزا صاحب اس صورت میں حج کر آتے ہیں۔اگر ہم تمام دنیا چھوڑ کر ہندوستان بلکہ

پنجاب کے علماء ہی سے لکھواتے تو مرزا صاحب کی کئی عمریں چاہیے ہوتیں۔اس لئے مرزا صاحب نے بھی ایسی شرط رکھی کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔کیا ایسی دجلیہ شرط پیش کرنے والا شریف آدمی ہوسکتا ہے؟ کجا اتنی بڑی حیثیتوں کا دعویدار؟فاعتبرو یااولی الابصار۔

☆......مرزا صاحب مکہ معظمہ سے خدائی حکم نامہ کے تحت حج قادیان منتقل کر رہے ہیں لکھتے ہیں ''لوگ معمولی (حج کے لئے لفظ معمولی پر غور فرمایئے، ناقل) اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان، ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ۔کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی''۔[آئینہ کمالات اسلام/رخ جلد۵/صفحہ۳۵۲]۔کیا ایک مسلمان خانہ کعبہ کو چھوڑ کر کہیں اور حج کرنے کا سوچ بھی سکتا ہے؟افلا یتدبرون۔

قرآن کریم

☆......فرمان مرزا ہے کہ ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۲۲۰]۔

☆......مرزا صاحب کا بیٹا اس کی تائید میں لکھتا ہے کہ ''اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا''۔

☆......مرزا غلام اے قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ''قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں''۔[تذکرہ/صفحہ ۶۳۵/ دوسرا ایڈیشن/ ناشر، الشرکتہ السلامیہ ربوہ]۔

☆......مرزا صاحب، اسلام کی ہر چیز پر ناجائز قبضہ کر رہے ہیں، سوچا کہ قرآن کریم پر بھی قبضہ کرو۔قادیانی دوستو جب آپ لوگ ہمیں بتاتے ہو کہ قرآن کریم خدا کی کتاب ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تو اس وقت مرزا صاحب کے اس حوالے کو جان بوجھ کر چھپاتے ہو یا آپ لوگوں کو علم نہیں؟ بہر حال یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ہر ایک بات کا علم ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔جو بھی کرو، خدا سے ڈر کر کرو۔

☆......اس سوال کا جواب بھی مرزا صاحب کا الہام دے دیتا ہے کہ مرزا صاحب پر قرآن کہاں نازل ہوا؟ الہام ہے ''انا انزلنا قریباًمن القادیان''۔اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلنا قریباًمن دمشق بطرف شرقی عندالمنارۃ البیضاء۔کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے''۔[تذکرہ/۳۶۷/تیسرا ایڈیشن اکتوبر ۱۹۶۹ء/ ناشر، الشرکتہ الاسلامیہ ربوہ]۔

☆......دجل کی انتہا دیکھیں، جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔سب سے پہلے مرزا صاحب ایک جگہ کسی قسم کے سفید منارہ کا

انکار کر چکے ہیں (تفصیل کے لئے اس فقیر درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون ''چھوڑ دو تم'' اس کو دیکھیں) اور اس حدیث کو غریب اور موضوع قرار دے چکے ہیں۔ یہ علیحدہ بات کہ زندگی کے آخری سالوں میں مینار بنوانے کا خیال آیا تو چندے کے لئے اسی حدیث کو بنیاد بنایا! یہاں جب سفید مینارہ بھی، دمشق کیا قادیان میں بھی موجود نہیں تھا تو وہ کون سا سفید مینار ہے جسکا مرزا صاحب کی وحی میں ذکر ہے قرآن کریم کے مرزا صاحب پر نزول کے وقت؟ کیا مرزا صاحب کا خدا اتنا بے خبر ہے یاد کھ نہیں سکتا کہ مینارہ موجود ہے نہیں لیکن وہ مینارہ کے شرقی طرف کا کہہ رہا ہے؟ کوئی بتائے گا کہ یہ مینارہ کون سا تھا ،کہاں اور کس چیز کا بنا ہوا تھا؟ جو صرف مرزا صاحب اور ان کے خدا کے علاوہ باقی جن و انسان کسی کو بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

☆......اور قرآن دنیا سے اٹھانے کے سوال کا جواب بھی مرزا صاحب نے دے دیا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں قرآن دنیا سے اٹھا لیا گیا۔ اس کی تائید مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر احمد، ایم اے، جس کا الہامی خطاب قمر الانبیاء ہے۔ اپنی کتاب میں کرتا ہے ،لکھتا ہے کہ ''ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اس لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ (مراد مرزا غلام اے قادیانی ہے، ناقل) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جائے''۔ [کلمتہ الفصل/صفحہ ۱۷۳]۔

☆......مرزا صاحب اپنی پہلی کتاب میں قرآن کریم کی حفاظت کے وعدے کے متعلق لکھتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ ہم نے ہی اس کتاب کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔.........لاکھوں مسلمان اس کے محافظ ہیں اور ہزاروں اس کی تفسیریں ہیں۔ پانچ وقت اس کی آیات نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ ہر روز اس کی تلاوت ہوتی ہے''۔ [براہین احمدیہ، حصہ اول/ رخ جلد ا/صفحہ ۱۰۲ حاشیہ]۔ اب کیا کہیں کوئی ایسی گواہی موجود ہے کہ ۱۸۵۷ء کیا ایک دو سال پہلے سے ایک دو سال بعد تک کسی وقت بھی اللہ نے حفاظت کا وعدہ واپس لے لیا، اور اس کی تفاسیر غائب ہو گئیں، حفاظ کی یاداشتیں ختم ہو گئیں، نمازوں میں اس کی آیات کی تلاوت بند ہو گئی، گھروں میں روزانہ تلاوت کا خیال تک ختم ہو گیا؟ یا بتایا جائے کہ کس طریق سے حفاظت کا وعدہ ختم ہوا اور قرآن مجید اٹھا لیا گیا! اگر جواب ہاں میں ہے تو شہادت پیش کرنی چاہیے قادیانی جماعت کے تمام فرقوں کو! اور اگر ایسی کوئی شہادت نہیں تو ایسے بیہودہ خیال کو پھیلانے والے، گمراہ کن عقائد اٹھانے والے بے بنیاد مذہبی عیار اور دھوکہ باز سے قطع تعلق کرنا چاہیے۔

☆......بات صرف قرآن کریم تک ہی نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ایک نئے کلام کا پیغام ہے، ایک نئی وحی کا!

☆......''قرآن کریم کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے۔ خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے، جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے۔ جو یقین عیسیٰ کو اپنی وحی پر، موسیٰ کو توریت پر اور حضورؐ کو قرآن مجید پر تھا۔ میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے''۔ [نزول المسیح / رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۴۷۷ و ۴۷۸]۔

☆......جھوٹے تو مرزا صاحب ہیں ہی اور اپنے آپ کو لعنتی بھی انہوں نے خود ہی بنا لیا ہے۔ ہمیں مزید ان کو جھوٹا، لعنتی یا

کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔لیکن اس ایک اقتباس سے ہی کئی نکات یا سوالات سامنے آتے ہیں۔جن کے صحیح جواب قادیانی جماعت کے پاس نہ ہیں اور نہ ہی دے سکتے ہیں، یہ جماعت زیادہ سے زیادہ انسان کو تاویلات کے جنگل میں دھکیل کر خود گزرے ہوئے وقت کی طرح سے غائب ہو جاتی ہے، کہ اب میرا انتظار کر۔

☆......قرآن کریم ہمیں ہر جگہ دو وحیوں کا بتلاتا ہے۔اول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کی وحی، اور دوئم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی۔اس کے بعد کسی وحی نبوت یا رسالت کا نہ تو قرآن کریم میں، نہ ہی احادیث مبارکہ میں ذکر ہے ۔یہ تیسری وحی مرزا صاحب کہاں سے لے آئے؟اس کی کوئی صحیح سند؟ایک جگہ ایک آیت میں لفظ آخرین سے اس قسم کی تاویل نکالتے ہیں لیکن اس سے قبل آیت کے معنی میں تحریف کر کے، اور ایک حصہ چھپا کر، غلط ترجمہ پیش کر کے اپنی تفسیر پیش کرتے ہیں۔لیکن پورے صحیح ترجمہ کے ساتھ اور نظیر کے ساتھ بات کریں تو بات بنتی ہے۔ورنہ تفسیر بالرائے، گناہ ہے اور ترجمہ میں تحریف بھی گناہ ہے۔قادیانی مربیان دجل، تحریف، جھوٹ سے باز رہ کر دُہرے گناہوں سے بچیں۔

☆......قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ تا قیامت میں اس کی حفاظت اور وحی آخر کا ذمہ دار ہوں۔اور تا قیامت وحی رسالت میں نہ تو ایک شوشہ کمی ہوگی اور نہ ہی زیادتی ہوگی۔اب اگر اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے تو خود اپنا وعدہ توڑتا ہے کہ آخری وحی کے بعد دوبارہ وحی کی۔چاہے وہ دوبارہ قرآن کریم کو ہی نازل کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تیرہ سو سال تک حفاظت کی اب نئے طور پر نازل کرنے کے لئے حفاظت کا وعدہ ختم کر دیا۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔لیکن مرزا صاحب کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے پورے نہیں کرتا۔حالانکہ جب ہم مرزا صاحب کی پیش گویاں یا ٹامک ٹوئیوں کا انجام دیکھتے ہیں تو ہر پیشگوئی میں واضح نظر آتا ہے کہ ان کے (نامعلوم) خدا نے کبھی بھی مرزا صاحب کے ساتھ وعدہ وفا نہیں کیا۔اور مرزا صاحب کو تاویلات کے جوہڑ میں کاغذی ناؤ چلانی پڑی!شاید اسی کے اثر سے مرزا صاحب بھی وعدہ وفا نہیں کرتے تھے۔

☆......اور اس فقرہ پر غور کریں ''میں ازروئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں''۔دعویٰ نبوت ناقصہ کا، دعویٰ ظل (سایہ) ہونے کا، دعویٰ غیر مستقل نبوت کا، دعویٰ مثیل کا، اس کے باوجود یہاں، سب کچھ بھول کر، واضح طور پر قسم کھا کر نہ صرف دوسرے انبیاء کرام بلکہ نبیوں کے سردار، شافع دو جہاں، خاتم المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔اور مرزا صاحب کی وحی والہامات کی کتاب کا نام تذکرہ ہے۔اور یہ نام بھی حقیقتاً قرآن کریم کا نام ہی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس ذکر (قرآن مجید) کو ہم نے نازل کیا ہے۔اور اس کی مناسبت سے اس کا نام تذکرہ رکھا ہے۔مرزا غلام اے قادیانی نے ہر نام و مقام کو اپنے اوپر فٹ کرنے کی کوشش کی مگر ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے اسے ناکامی دکھائی جیسا کہ تذکرہ نام رکھا اور وحی والہامات کا مجموعہ بنانے کی ناکام کوشش کی لیکن ضلالت کے گھڑے میں گرا، اور اپنی ذریت البغایا کو بھی ساتھ لے کر گیا۔

تسبیح

مرزا صاحب کو کبھی استغفار پڑھتے نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا۔اس قسم کی روایتیں ہیں کہ استغفار نہیں پڑھا لیکن پڑھنے کی کوئی روایت نہیں۔

☆......خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے جب یہ روایت مولوی شیر علی صاحب سے بیان کی۔تو انہوں نے کہا کہ میں نے بھی دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود سبحان اللہ بہت پڑھتے تھے اور مولوی صاحب کہتے تھے کہ میں نے آپ کو استغفار پڑھتے کبھی نہیں سنا تھا، نیز خاکسار اپنا مشاہدہ عرض کرتا ہے کہ میں نے بھی حضرت مسیح موعود کو سبحان اللہ پڑھتے سنا ہے"۔[سیرت المہدی/ جلد ا/صفحہ ۲/ روایت ا]۔

اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مغفرت اور بخشش مانگنے کی دعا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بندے کو خود سکھائی ہے۔اور ایک مہدی، جس نے خود استغفار نہیں پڑھنا وہ دوسروں کو کیا سکھائے گا۔ایک آدھ خطوط میں مرزا صاحب نے کسی کو مشورہ دیا ہے استغفار پڑھنے کا، مگر جب قادیانی حضرات اس قسم کی روایات مرزا کی دیکھیں گے تو کون استغفار کی طرف جائے گا؟ مرزا صاحب نے جہاں اسلام کی بہت سی باتوں کا ٹنٹا ہی اڑا دیا اور بہت سی باتوں میں تحریف کے جال ڈال دیے تو ایک استغفار کے ساتھ بھی ایسا سلوک کرتے ہوئے مرزا کو کیا پرواہ ہو سکتی ہے؟

☆......مرزا صاحب کی وحی ان کو بتا رہی ہے کہ وہ نہ صرف درود کے حق دار ہو گئے ہیں بلکہ صلحاء، ابدال حتیٰ کہ اللہ بھی عرش سے درود بھیج رہا ہے اور وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو نکال کر۔مرزا صاحب کی وحی ہے "یصلون علیک صلحاء العرب وابدال الشام.و تصلی علیک الارض والسماء و یحمدك اللہ من عرشہ ۔ترجمہ: تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے"۔[تذکرہ/صفحہ ۱۶۲/طبع سوم/ ناشر، الشرکتہ الاسلامیہ ربوہ]۔

☆......اسلامی تعلیمات یہ کہتی ہیں کہ کوئی بھی درود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے بغیر مکمل نہیں، لیکن یہاں کتنی پرکاری سے الہام کے نام پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام باہر نکالنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ایسے اور بھی الہام ہیں، یہاں ایک آدھ مثال ہی پیش کی جا سکتی ہے۔

حُب صحابہؓ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ جس نے مجھ پر اور میرے صحابہ پر تنقید کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔ہر مسلمان اس حدیث پر یقین کرتا ہے اور اپنے زبان و قلم کو کسی ایسی آلودگی سے بچاتا ہے۔لیکن مرزا صاحب اس مقام پر سے بھی حسب عادت توہین کے قلمی بلڈوزر چلاتے ہوئے گزرتے ہیں۔

☆......لکھتے ہیں کہ ''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/صفحہ ۲۷۸]۔مرزا صاحب کے اس تعلیم وارشاد کے نتیجہ میں ان کے مریدان صفا کی روحانیت کیسی زہریلی ہوئی؟ اگلا حوالہ اس کا کافی وشافی جواب دے رہا ہے۔اور ایسے جواب جماعت میں بالعموم ہیں۔

☆......قادیانی مذہب کا دوسرا بڑا فرقہ ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام'' المعروف ''لاہوری جماعت'' کیا لکھتی ہے۔ممکن ہے کہ ''ربوی فرقہ'' کہے کہ یہ لاہوریوں کے خیالات ہیں تو وہ غلط ہیں وہ ''ربوی گروہ'' کے خیالات بیان کر رہے ہیں۔ذاتی اور طویل تجربہ بھی ہے کہ ربوی گروہ کے یہی خیالات ہیں۔مضمون نگار لکھتے ہیں ''ابو بکر وعمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (مرزا قادیانی،ناقل) کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے''۔ویسے لاہوری گروپ بھی مرزا کی ہر بات کی تائید کرتا ہے اور مذہبی دکانداری چلانے کے لئے سوائے ایک دو مصنوعی اختلافات کے دونوں میں کوئی فرق نہیں اور ایک ہی سکہ کے دو رُخ ہیں۔[ماہنامہ المہدی/ بابت جنوری،فروری ۱۹۱۵ء/نمبر ۲و۳/صفحہ ۵۷/ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور]۔

☆......محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم،جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ احادیث جمع کر کے اور بیان کر کے رہتی دنیا تک،مسلمان امت پر احسان کیا،ان کے بارے میں مرزا صاحب کس طرح اپنے قلم کی جولانیاں دکھا رہے ہیں،لکھتے ہیں ''ابو ہریرہؓ غبی تھا،درایت اچھی نہیں رکھتا تھا''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد ۱۹/صفحہ ۱۲۷]۔ان کے علاوہ بھی ایسے حوالے بے شمار ہیں لیکن یہاں تو بطور نمونہ ہم چند باتیں بیان کر رہے ہیں۔

☆......قادیانی حضرات اگر باضمیر ہو کر سوچیں تو ان کو سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی خود بخود جواب ان کے سامنے ہے کہ جس پاک ہستی سے ۱۳۰۰ سال میں سب سے زیادہ اپنے کو محبت اور عشق میں قرار دے رہے ہو اس کے ہر لمحہ قریب رہنے اور قربانیاں دینے والے اصحاب کے لئے کس زبان،کس لہجہ اور کس قلم سے یہ لکھ رہے ہو۔کیا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق کار کہیں کسی مومن کا بھی کسی نے دیکھا ہے،کجا بزرگان دین کا؟

☆......میرے خیال میں حضرت ابو ہریرہؓ سے جو احادیث مروی ہیں ان احادیث مبارکہ کے مقابل پر مرزا صاحب کے دعویٰ جات رکھے جائیں تو مرزا صاحب کے دعوے اس طرح پگھل کر گندی رو میں بہہ جائیں گے،جیسے کہ کیچوے پر نمک ڈالو تو وہ سیکنڈوں میں گھل کر بدبودار پانی کی طرح رہ جاتا ہے۔اس وجہ سے مرزا صاحب حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی دل میں دشمنی محسوس کرتے تھے۔فاعتبرو یا اولی الابصار۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی عزت

مرزا صاحب نے مکہ معظمہ کے مقابل قادیان میں حج کرنا زیادہ ثواب قرار دے دیا۔ قرآن (پتہ نہیں کون سا، لیکن مسلمانوں کا قرآن مجید نہیں) بھی قادیان میں نازل کر دیا۔ اب قادیان کو کچھ فضیلت بھی تو عطا کرنی ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی کن فیکون والی طاقت استعمال کرتے ہوئے قادیان کو محترم بنا دیا۔

☆ ..... اپنی ایک نظم میں لکھتے ہیں ۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

[درثمین/صفحہ ۵۲/مرزا غلام اے قادیانی]۔

انکارِ حدیث رسول ﷺ

☆ ..... ''کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان لوگوں کو وصیت تھی کہ میرے بعد بخاری کو ماننا؟ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تو یہ تھی کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ ہم قرآن کے بارے میں پوچھے جائیں گے نہ کہ زید اور بکر کے جمع کردہ سرمایہ کے بارے میں یہ سوال ہم سے نہ ہوگا کہ تم صحاح ستہ وغیرہ پر ایمان کیوں نہ لائے۔ پوچھا تو یہ جائے گا کہ قرآن پر ایمان کیوں نہ لائے''۔ [ملفوظات/جلد ۴/صفحہ ۱۵۱]۔

☆ یہ بات کر کے سب سے پہلے نمبر پر تو مرزا صاحب اپنے ہی اس قول کے مصداق بنتے ہیں!

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

☆ ..... دوسرے نمبر پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پتہ ہو سکتا تھا کہ ان کے بعد امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، اور دوسرے امامؒ ان احادیث کو اکٹھا کریں گے۔ اس سوال کا جواب کہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں؟ خود قرآن کریم دے رہا ہے۔

☆ ..... ''کہیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے چلو، اللہ تم سے محبت کرے گا'' (آل عمران: ع ۴) اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنے کا کیا مطلب ہے، کیا کوئی انسان بقائمی ہوش وحواس کہہ سکتا ہے کہ پیچھے چلنے کا مطلب صرف قرآنی آیات ہیں؟ اور کیا ان کے اقوال اور عمل بھی شامل ہیں یا نہیں؟

☆ ..... پھر اس قرآنی آیت کا کیا جواب دیں گے ''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس واسطے کہ اس کے حکم پر چلا جائے اللہ کے فرمان سے'' (نساء: ع ۹)۔

☆ ..... ''لیکن قرآن شریف ایسے احتمالات سے پاک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن شریف تک ہی ہے

۔پھر آپ فوت ہو گئے۔اگر یہ احادیث صحیح ہوتیں اور مدار ان پر ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما جاتے کہ میں نے حدیث جمع نہیں کیں۔فلاں فلاں آوے گا تو جمع کرے گا تو ان کو ماننا''۔[ملفوظات/جلد۴/صفحہ۱۵۱]۔صرف اس ایک فقرہ کا تجزیہ کرنے بیٹھیں تو بات بہت دور نکل جائے گی۔بات اس وقت یہیں محدود رکھی جاتی ہے کہ مرزا صاحب کے دل میں احادیث مبارکہ کی جو قدر ہے ان کے احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے بھی اعترافات موجود ہیں۔یہ سب تحریریں ہمیں واضح پیغام دے رہی ہیں کہ، دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا۔

اعتکاف

☆......''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا،اعتکاف نہیں کیا،زکوٰۃ نہیں دی،تسبیح نہیں رکھی،میرے سامنے ضب یعنی گوہ کا گوشت کھانے سے انکار کیا،خاکسار عرض کرتا ہے کہ......اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوں گے،مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں''۔[سیرت المہدی/جلد۳/صفحہ۱۱۹/مصنف مرزا بشیر احمد،ایم۔اے]۔

☆......مرزا صاحب کی خود ساختہ ماموریت کے بعد کا اعتراف تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔مگر ان کے بیٹے نے''اعتکاف ماموریت سے قبل غالباً بیٹھے ہوں گے'' لکھ کر باپ کو بچانے کی کوشش کی ہے۔مرزا صاحب کی سوانح یا تحریروں میں کہیں نہیں کہ وہ کبھی بھی اعتکاف بیٹھے ہیں۔مجاہدے،ریاضتیں وہ لوگ کرتے ہیں جنہوں نے اپنے اللہ کو راضی کرنا ہوتا ہے،وہ لوگ کبھی ایسی تکلیفوں،پابندیوں میں نہیں پڑتے،جن کا کوئی نامعلوم خدا ان کے کاغذوں پر دستخط کرے اور ساتھ ہی اتنا ہو کہ قلم چھڑک کر کپڑے بھی خراب کردے۔ویسے بھی یہی بیٹے اس کتاب میں دوسرے جگہ لکھتے ہیں کہ''مرزا صاحب دین میں ہمیشہ سہل راستہ پسند کرتے تھے''۔تو سہل راستوں والے بھی کبھی ایسی ریاضتیں کرتے ہیں۔نیز اگر مرزا صاحب کے اپنے بیانات،اعترافات کو دیکھیں تو زیادہ وقت ان کا ٹوائلٹی جہاد میں ہی گزرتا تھا۔اب اعتکاف کے لئے کیا وقت نکالتے۔

جنازہ

☆......''قاضی سید امیر حسین صاحب کا چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کے ساتھ حضرت مسیح موعود بھی تشریف لے گئے۔اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔عموماً جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود اگر موجود ہوتے تو خود ہی امامت کرتے،اس وقت نماز جنازہ میں شامل ہونے والے دس پندرہ آدمی ہی تھے۔بعد سلام کسی نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا کریں۔فرمایا،میں نے سب کا ہی جنازہ پڑھ دیا ہے''۔[ذکر حبیب/صفحہ۱۶۱/از مفتی محمد صادق قادیانی]۔

☆......میرے خیال میں ان مریدوں نے چندہ یا بھتہ نہیں دیا ہوگا اسی لئے غصہ میں سب کا جنازہ پڑھ دیا۔لیکن ہمیں

روایات سے یہ بھی ملتا ہے کہ حکیم نورالدین نے مرزا صاحب کو پیچھے کر کے اپنے بچے کا جنازہ خود پڑھایا؟

مسجدوں سے کراہت

☆......اعتراف مرزا صاحب کہ وہ مسجدوں سے کراہت کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ''یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے سفر کے دنوں میں مسجدوں میں حاضر ہونے سے کراہت ہی کرتا ہوں''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۷، حاشیہ]۔

☆......ایک عام مسلمان بھی زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں سفر کے دوران مسجدوں میں نہیں جاتا، وجوہات کچھ بھی ہوں۔ لیکن کوئی مسلمان مسجد جو کہ خدا کا گھر ہے اس کے لئے کبھی بھی کراہت کا لفظ استعمال نہیں کرے گا۔ مسجد سے کراہت کا اظہار صرف ایک ایسا شخص ہی کر سکتا ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ، رسول کریم، اسلام اور مسلمانوں کے لئے بغض اور دشمنی بھری ہو۔

دیانت

مرزا صاحب کی بھی تقریباً یہی عمر تھی، مگر شادی شدہ تھے اور دو بچوں کے باپ تھے، اس کا مطلب ہے کہ برے بھلے کی تمیز تھی، مرزا صاحب کے والد صاحب نے ان کو انگریزوں کے سرکاری خزانے سے اپنی سالانہ پنشن لینے کے لئے بھیجا، جو کہ سات سو روپے تھی اور یہ پنشن ان کے خاندان کا کئی ماہ کا خرچ تھا، اور خاندان میں مرزا صاحب کے والدین، ان کے بھائی اور ان کے بیوی بچے، مرزا صاحب کے اپنے بیوی بچے، اس کے علاوہ غالباً کچھ اور لوگ بھی متعلقین میں شامل تھے۔ مرزا صاحب نے پنشن وصول کی اور چند دن میں ادھر ادھر اڑا دی اور اس کے بعد شرمندگی کی وجہ سے گھر میں نہیں آئے اور سیالکوٹ جا کر ملازمت کر لی۔

☆......ان کے بیٹے نے جو روایت لکھی ہے وہ اس طرح ہے ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، پھر سارا روپیہ اس نے اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے''۔[سیرت المہدی/ جلد۱/صفحہ۴۳/ روایت ۴۹/ مصنف مرزا بشیر احمد، ایم۔ اے]۔

☆......مرزا صاحب کی عمر اس وقت اندازاً ۲۵ برس کی تھی۔ دو بچوں کے باپ تھے۔ اس زمانے کے مطابق پڑھے لکھے تھے۔ بقول مرزا صاحب کے ان کو پھسلانے والا، ان کا سگا چچازاد بھائی تھا جن کے ساتھ گھر کی دیواریں بھی ملی ہوئی تھیں

۔اور جس کی خصلتوں کو مرزا جی یقیناً بہت اچھی طرح جانتے تھے۔اس لئے پھسلانے والی بات دل کو نہیں لگتی۔ بلکہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی حرکت پر پردہ ڈالنے کے لئے یا جواز دینے کے لئے اس کا نام لیا جا رہا ہے۔

☆......دوسری بات ہے کہ مرزا صاحب کے خاندانی حالات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ چچازاد بھائی ''ادھر ادھر کی جگہوں کا ماہر تھا۔اس لئے غالباً اس کو رہنمائی کے لئے ساتھ لیا گیا ہوگا۔یہ علیحدہ بات کہ اتنی جلدی پیسہ اڑ جائے گا۔اس کا مرزا صاحب کو اندازہ نہ ہو۔

☆......مرزا نے باپ کی امانت میں خیانت کی اور ادھر ادھر ناجائز امور میں ۷۰۰ روپیہ کی رقم دنوں میں اڑا دی۔اس زمانہ میں سونا ۵ یا چھ روپیہ تولہ (اندازاً ۱۰ گرام) ہوتا تھا۔آج کے دور میں یہ رقم کم وبیش تیس سے چالیس لاکھ روپے کے درمیان بنتی ہے۔ہم یہ یقین کرنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ رقم ناجائز امور میں خرچ ہوئی، کیونکہ بقول مرزا صاحب کے بیس برس کی عمر سے ہی ان کا اپنے گھر (بیوی) سے تعلق ختم ہو گیا تھا۔اور ایسے موقعوں پر جوانی یقیناً دیوانی ہوسکتی ہے۔اور چند دن میں اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کے بعد شرم سے واپس گھر کیسے آسکتے تھے؟اور ویسے بھی گھر والے گھر سے جوتے مار کر نکال دیتے۔

☆......لیکن مرزا صاحب کو اپنی بیوی اور دو معصوم بچوں کا بھی خیال نہیں آیا۔حالانکہ کہتے ہیں کہ ڈائن بھی سات گھر چھوڑ دیتی ہے۔یہ تو اپنے بچوں کے بھی سگے نہیں نکلے۔

☆......مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ میں ماں کی کوکھ سے ہی نبی پیدا ہوا۔اگر واقعی یہ سچ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے جن کو بھی نبی بنایا ان کو شروع سے ہی ہر ایسی بات سے محفوظ رکھا اور پاک رکھا،لیکن مرزا صاحب کی زندگی کا صرف ایک یہی واقعہ نہیں اور بھی بیشمار واقعات ہیں جہاں ہمیں مرزا صاحب بجائے اللہ کی حفاظت میں شیطان کے ہاتھوں کھیلتے نظر آتے ہیں۔

صفائی

☆......اب مرزا صاحب کی اپنی بیان کردہ حیثیت بھی پڑھیے ''اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے،اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں،وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں''۔[اربعین ۳ و ۴/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۷۰ و ۴۷۱]۔

☆......اس پر مستزاد،مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ''مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں''۔[ملفوظات/جلد ۲/صفحہ ۳۷۶]۔

☆......دوسری جگہ فرماتے ہیں ''کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور اکثر دست آتے رہنا،یہ بیماری تقریباً بیس برس سے ہے''۔[نسیم دعوت/رخ جلد ۱۹/صفحہ ۴۷]۔

☆......ایک واقعہ مرزا صاحب کی سیرت کی ایک کتاب میں لکھا ہے۔اس واقعہ سے اندازہ ہو جائے گا کہ عوام تک کیسی کیسی کہانیاں پہنچتی تھیں اور وہ ان کے معیار صفائی ،طہارت اور پاکیزگی کو کن الفاظ میں بیان کرتے تھے۔مصنف نے بھی وہ الفاظ بعینہ استعمال کیے ،بعد کے ایڈیشن میں سے ”جسم کے ایک حصہ کے ننگے نام کو جو کہ دوڑا کے وزن پر ہے لکھنے کی بجائے جگہ خالی چھوڑ دی ہے۔اکثر جلوت اور خلوت میں رہنے والے مصنف لکھتے ہیں ”اس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں۔میں نے کہا کہ تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہارے قول اور فعل کس سے ملتے جلتے ہیں۔اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا۔دیکھو جی مرزا رات کو لگائی سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل ....بھرا ہوا ہوتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا،وہ الہام ہوا۔میں مہدی ہوں،میں مسیح ہوں“۔[تذکرۃ المہدی/صفحہ ۱۵۷/مصنف پیر سراج الحق نعمانی]۔اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتا۔کہتی خلق خدا تجھ کو غائبانہ دحاضرانہ کیا کیا؟

لباس

☆......ایک دفعہ شیخ رحمت اللہ صاحب سے کسی نے اخراجات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود......کی خدمت میں عرض کیا،کہ انہیں چاہیے،روزانہ ایک دھویا ہوا کرتہ پاجامہ بدل لیا کریں۔اس سے زیادہ اپنے اخراجات کو نہ بڑھائیں ۔حضرت صاحب نے اس پر فرمایا۔کہ ہم تو ہفتہ میں ایک بار کپڑے بدلتے ہیں۔[ذکر حبیب/صفحہ ۳۱ و ۳۲/مصنف مفتی محمد صادق قادیانی]۔

☆......کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ،صدری،ٹوپی،عمامہ،رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے۔اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے چلے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ یا سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لیتا تو سر پیٹ لیتا“۔[سیرت المہدی/جلد ۲/صفحہ ۱۲۸]۔خوبصورت الفاظ سے بات کو ہلکا کرنے کی اچھی کوشش ہے لیکن حقیقت میں ہر شریف اور عام صفائی کا دلدادہ بھی ایسی حالت دیکھ کر یقیناً سر پیٹ لیتا ہوگا۔

☆......لباس کے باب میں سب سے آخر میں بیٹے نے لکھا”ایک بات کا ذکر کرنا میں بھول گیا۔وہ یہ کہ آپ امیروں کی طرح ہر روز کپڑے بدلا نہ کرتے تھے۔بلکہ جب ان کی صفائی میں فرق آنے لگتا تھا“۔[سیرت المہدی/جلد ۲/صفحہ ۱۲۹]۔الفاظ کے ہیر پھیر کے باوجود تحریر بتا رہی ہے کہ کم از کم کئی کئی دن کپڑے نہیں بدلتے تھے۔

☆......بیٹے نے سیرت نگاری کرتے ہوئے مزید لکھا ہے!

☆......”بار ہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے“۔[سیرت المہدی/جلد ۲/صفحہ ۱۲۶]۔یہی مرزا صاحب نے اسلام کے ساتھ کیا ہے

کہ اسلام کے کوٹ میں یہودی صدری کے بٹن ٹانک دیئے ہیں۔

☆......''جرابیں پہنتے تھے تو اس کے پاؤں کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر ہو جاتی تھی''۔[سیرت المہدی /جلد۲/صفحہ۵۸]۔یہی اسلامی عقائد کے ساتھ کیا ہے کہ ہر چیز اوپر نیچے کر کے اس کو مضحکہ خیز بنا دیا ہے۔

☆......''بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیتاً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے''۔[سیرت المہدی/جلد۲/صفحہ۵۸]۔

☆......''موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر اپنے کپڑے اتار دیتے اور صرف چادر یا لنگی باندھ لیتے۔گرمی دانے بعض دفعہ بہت نکل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتہ اتار دیتے۔تہ بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالت میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں''۔[سیرت المہدی/جلد۲/صفحہ۱۲۸]۔ذرا شرفاء غور کریں کہ پوری پوری رات جوان لڑکیوں سے مختلف خدمات کرواتے تھے،ٹانگیں دبواتے تھے۔اس حالت میں کہ تہ بند(دھوتی)اور وہ بھی گھٹنوں سے اوپر باندھ کر۔چھپے ہوئے ننگے پیر تھے مرزا دراصل۔کوئی حیا کا بھی تقاضا ہوتا ہے یا نہیں؟

اخلاق

اسلام میں اخلاق عبادت کا ہی ایک حصہ ہے۔مرزا صاحب کے اپنے اخلاقی ہتھیاروں کی مار سے کوئی نہیں بچ سکا،حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی نہیں۔یہاں صرف اشارتاً ایک دو نمونے کہ مزید کی گنجائش نہیں۔

☆......یہ تعلی کہ''خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا''۔[اربعین۳/ رخ جلد۱۷/صفحہ۴۲۶]۔''میری دعوت سب نے قبول کی اور تصدیق کی ماسوائے کنجریوں کی اولاد نے''۔[آئینہ کمالات اسلام/رخ جلد۵/صفحہ۵۴۷و۵۴۸]۔

☆......''ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں ''۔[انوار الاسلام/رخ جلد۹/صفحہ۳۱]۔

☆......مرزا صاحب نصیحت کرتے ہیں کہ''کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو''۔[کشتی نوح/رخ جلد۱۹/صفحہ۶۱]۔

☆......اور نصیحت پر عمل درآمد کرنے کے لئے اپنی ذاتی مثال دیتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں''میں نے جوابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی''۔[مواہب الرحمٰن/رخ جلد۱۹/صفحہ۲۳۶]۔

☆......مرزا جی کے بیٹے بشیر الدین محمود احمد جو بزعم خود مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں،لکھتے ہیں''کہ اس(مرزا غلام احمد)نے ہمارے لئے اخلاقیات اور ضابطہ حیات کا مکمل ذخیرہ چھوڑا ہے،تمام ذی عقل انسانوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ ان پر عمل کرنے

سے ہی مسیح موعود کی آمد کے مقاصد کی تکمیل ہوسکتی ہے''۔[احمدیت یا سچا اسلام/صفحہ ۵۶]۔

☆......اب ذرا اس مکمل اخلاق والی زبان کا نمونہ بھی دیکھ لیں، مرزا صاحب انتہائی اخلاق سے لکھتے ہیں ''جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے تو کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں''۔[حیات احمد/حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات/جلد۲/صفحہ ۲۵/از یعقوب علی عرفانی، ایڈیٹر الحکم قادیان]۔

اہل خانہ کے حقوق

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی ہر بات پر عمل کرنا بھی اسلامی عبادت کا ہی حصہ ہے اس لئے اہل خانہ کے حقوق بھی عبادت کا حصہ ہیں۔اس کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ ''جو شرائط تم پر پورا کرنا فرض ہیں، ان میں سب سے پہلے وہ شرط (یا شرائط) پورا کرنا لازم ہیں جن سے تم نے اپنے لئے کسی عورت کو حلال کیا۔(معذرت، اصل الفاظ اس وقت نہیں پیش کئے جاسکے لیکن مفہوم پیش کر دیا ہے، ناقل) اور جب ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق، اپنے اقوال کے مطابق، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں مطابقت دیکھتے ہیں اور کہیں بھی تضاد نہیں پاتے اور ان کا سلوک اپنے اہل خانہ کے ساتھ بھی مثالی تھا کہ آج بھی مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے انصاف پسند لوگ بھی ان باتوں کا برملا اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان پر عمل کر کے اپنی زندگی میں خوشیاں بھی بکھیرتے ہیں۔

☆......اب دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب جن کا دعویٰ ہے کہ نعوذ باللہ وہ عین محمد ہیں۔ان کا اپنے اہل خانہ، عزیز واقارب کے ساتھ کیا تعلقات تھے۔اور ان کے سیرت نگار ہمیں کیا بتاتے ہیں؟ مرزا صاحب نے اپنی پہلی بیوی جو کہ ان کی ماموں زاد بھی تھیں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

☆......مرزا صاحب کی گھسیٹی بیگم (والدہ مرزا) کی بھانجی، حرمت بی بی کے ساتھ، پندرہ برس کی عمر میں شادی ہوئی۔پتہ نہیں ایسی کون سی مجبوری پیش آ گئی کہ اتنی کم عمری میں ہی شادی کر دی گئی؟ یہ اعتراض کرنے کی بات نہیں بلکہ رحم کھانے کی بات ہے کہ دونوں خاندان پتہ نہیں کس مجبوری کا شکار ہوئے۔اور اتنے چھوٹے بچوں کو رشتہ ازدواج میں باندھنا پڑا۔

☆......ایک سال کے بعد مرزا سلطان پیدا ہوا، اس وقت مرزا صاحب کی عمر سولہ برس کے قریب تھی۔بیچارے مرزا صاحب، اتنی کم عمر میں ایک اور ذمہ داری پڑ گئی جو بیچارے میاں بیوی نبھانے سے قاصر تھے۔آخر بچے کے بے اولاد تایا تائی نے آگے بڑھ کر ذمہ داری سنبھال لی۔

☆......اس کے تقریباً چار سال بعد دوسرا بیٹا مرزا فضل احمد پیدا ہوا۔جس کو خاندان میں پھجا کہتے تھے اور اسی مناسبت سے

حرمت بی بی 'مپھجے دی ماں' کے نام سے پکاری جانے لگیں۔اور مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی اسی نام سے پکاری جا رہی ہیں۔اس کے لئے ان کو مرزا بشیر احمد، ایم اے کا شکر گزار ہی ہونا پڑے گا کہ انہوں نے اس کو تحریر میں ڈھال دیا۔

☆......مرزا صاحب کے سیرت نگار بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کم از کم پچیس سال تک کوئی کام نہیں کیا۔کتابوں اور مسجد کی آڑ میں چھپ کر بیٹھے رہے۔اس کے بعد اپنے ابا کی سالانہ پنشن لے کر چند دنوں میں ادھر ادھر اڑا دی اور پھر بیوی کو ماں باپ کے سر پر چھوڑ کر سیالکوٹ بھاگ گئے۔

☆......مرزا صاحب کے صحابی سید سرور شاہ کا بیان ہے کہ مرزا صاحب نے ان کو بتایا کہ "فضل احمد کی پیدائش کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی (ازدواجی) تعلق نہیں۔

☆......مرزا صاحب کے دوسری بیوی سے تیسرے مگر زندہ دوسرے (منجھلے) بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے، اپنی سگی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر 'مپھجے دی ماں' کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی۔جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی"۔[سیرت المہدی/جلد اول/صفحہ ۳۴/مصنف مرزا بشیر احمد، ایم۔ اے]۔اس جگہ صرف حقائق بیان کرنا مقصد ہے، اس بحث میں نہیں پڑتے کہ ایک ماں اپنی سوکن اور اپنے خاوند کے درمیان اپنے مباشرت کی باتیں اپنے بیٹے سے کر رہی ہے، کیسا پاکیزہ ماحول ہوگا اس گھر کا؟

☆......مرزا صاحب نے خود براہ راست دہلی میں شادی کی۔پتہ نہیں کس طرح یا کس وجہ سے ایک تقریباً پچاس سالہ شخص کی اپنی ہی عمر کے میر ناصر نواب (نواب نہیں تھے صرف نام کا حصہ نواب ہے) کی بیٹی، ایک ۱۹ سالہ، نا کتخدا، سید گھرانے کی لڑکی سے رشتہ طے ہو گیا۔

☆......رشتہ کی منظوری کا خط ملتے ہی مرزا صاحب نے لوگوں سے پیسہ ادھار پکڑا اور گھر والوں سے خفیہ طور پر دو ملازموں کو لے کر (ایک مسلمان اور ایک ہندو) عازم دہلی ہوئے۔

☆......وہاں جب شادی کے لئے ۵، افراد کے ہمراہ پہنچے تو نہ زیور، نہ کپڑا، نہ بارات، بس جی دلہن لینے پہنچ گئے۔روایات میں لکھا ہے کہ ان کے اس طرح شادی کرنے سے دلہن کے والدین کو اپنے رشتہ داروں، لوگوں کے سامنے بڑی شرمندگی اٹھانا پڑی۔

☆......خیر سے جس دن مرزا صاحب اپنی نئی دلہن کے ساتھ قادیان واپس پہنچے تو پتہ چلا کہ اسی دن ان کا بڑا بیٹا مرزا سلطان بھی شادی کر کے اپنی دلہن کے ساتھ قادیان پہنچا تھا۔کیا مرزا صاحب اپنی خواہشوں میں اتنے اندھے ہو چکے تھے کہ ان کو اپنی اولاد کی خوشیوں وحقوق ادا کرنے کا خیال ہی نہیں تھا۔کہ کب بیٹے کی شادی ہے اور انہوں نے بیٹے کے سر پر

سہرا باندھنا ہے، اپنے فرائض ادا کرنے ہیں، لیکن اپنی خودغرضی کے اندھے پن میں مرزا صاحب سب کے اور ہمیشہ جہاں تک ممکن ہوا حقوق پامال ہی کرتے رہے۔ کہتے ہیں ڈائن بھی سات گھر چھوڑتی ہے لیکن یہاں نظر آرہا ہے کہ مرزا صاحب نے اولاد کو بھی نہیں بخشا۔

☆......ہمیں دلہن کو گھر میں لانے کے بعد ولیمے کی کوئی روایت نہیں ملی۔ اب پتہ نہیں مرزا صاحب نے ولیمہ کیا ہی نہیں یا بیٹے کے ولیمے میں ہی اپنا ولیمہ بھی بھگتا دیا۔

☆......مرزا صاحب ہمیں بتاتے ہیں کہ جب انہوں نے شادی کی تو مدت تک وہ اپنی نئی بیوی کے حقوق ادا نہیں کر سکے۔ ان کی اس حالت کا علم ان کے کافی دوستوں کو بھی تھا اور بٹالوی صاحب یا کسی دوسرے دوست نے تشویش کا خط بھی بنام مرزا تحریر کیا تھا۔ یعنی وہاں صلائے عام تھی یاران نکتہ داں کے لئے۔

☆......مرزا صاحب جب دہلی سے دوسری بیوی کو بیاہ کر لائے تو اپنی پہلی بیوی کو جس کے حقوق وہ پچیس سال سے ادا نہیں کر رہے تھے۔ پیغام بھیجا کہ ''پہلے تو جیسا ہوتا رہا ہوتا رہا۔ اب میں نے شادی کر لی ہے اگر تمہارے حقوق ادا نہ کروں گا تو گناہ گار ہوں گا۔ یا تو اپنے حقوق چھوڑ دو، تمہیں خرچہ ملتا رہے گا، یا پھر طلاق لے لو''۔ اس عفیفہ کا جواب آیا کہ اس بڑھاپے میں طلاق یا حقوق کیا لوں گی۔ بس مجھے خرچہ دے دیا کرو۔ مرزا صاحب نے خرچہ کیا دینا تھا، ان کے بیٹے مرزا سلطان نے ہی اپنی ماں کی کفالت سنبھال لی۔

☆......مرزا صاحب نے دوسری شادی کے دو سال بعد ہی اپنے ہی خاندان میں اپنی ایک رشتہ کی تقریباً پندرہ سالہ بھتیجی و بھانجی، محمدی بیگم، دختر مرزا احمد بیگ عرف مرزا گاماں سے شادی کرنا چاہی۔ مگر اس خاندان نے انکار کر دیا۔ اور اپنی بیٹی ضلع قصور کے رہائشی مرزا محمد سلطان کے ساتھ مرزا صاحب کے تمام الہامی ڈراووں کے باوجود بیاہ دی۔ اور مرزا صاحب کے جھوٹے الہامات دہیں کے دہیں پڑے رہ گئے۔ جس کی وجہ سے مرزا صاحب کو آج تک بدنامیاں مل رہی ہیں۔

☆......مرزا صاحب نے اپنی بیوی پھجے دی ماں کو اور دونوں بیٹوں کو مجبور کیا کہ وہ باقی رشتہ داروں کو بھی ساتھ ملا کر محمدی بیگم کے والدین پر اس رشتہ کے لئے دباؤ ڈالیں۔ اگر وہ مرزا صاحب کی شادی محمدی بیگم سے کروانے میں ناکام رہے تو سنگین نتائج بھگتیں گے۔ اور مرزا صاحب کے بیوی بچوں نے یہ کام نہیں کیا، کیونکہ وہ اس رشتہ کو ایک معصوم بچی پر ظلم سمجھتے تھے کہ ایک باون (۵۲) سالہ بوڑھا جو پہلی دونوں بیویوں کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں، اب ایک اور لڑکی پر ظلم میں مرزا صاحب کے شریک نہیں بنے۔

☆......جس دن محمدی بیگم کا قصور کے رہائشی مرزا سلطان سے نکاح ہوا، مرزا صاحب نے اپنے بڑے بیٹے مرزا سلطان کو دیوث اور دشمن اسلام قرار دے کر عاق کر دیا۔

☆......جس دن شادی ہوئی اسی دن پھجے کی ماں کو طلاق دے دی۔

☆......جس دن شادی ہوئی اسی دن اپنے بیٹے مرزا فضل کو جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی سے مجبور کر کے، اس کی بیوی عزت بی بی جو کہ محمدی بیگم کی پھوپھی زاد بہن اور مرزا صاحب کے برادر نسبتی کی بیٹی تھی کو تحریری طلاق بھجوادی۔

☆......اور باقی رشتہ داروں سے ہمیشہ کے لئے ترک تعلق کی نہ صرف قسم کھائی بلکہ خلاف دستور قسم نبھائی بھی۔ حالانکہ مرزا صاحب کا اپنا وعدہ نبھانا دستور نہیں تھا۔

☆......کیا نبیوں کا سلوک اور ادائیگی اپنے اہل خانہ سے ایسے ہی ہوتے ہیں؟ اپنا گھر اجاڑا، اپنے بیٹے کا گھر اجاڑا، پہلوٹھی کے بیٹے کو عاق کر کے اخباروں میں ۴، ۵ صفحات پر مشتمل طویل اشتہارات چھاپے۔ ایسا تو کوئی شریف آدمی سوچ بھی نہیں سکتا، کجا ایسے عمل کرے۔

☆......ساس جو ماں کے برابر ہوتی ہے۔ اور پھر وہ ساس جو کہ قادیانی جماعت کی ام المومنین کی ماں بھی کہلاتی ہے اس ماں کے بارے میں مرزا صاحب کو الہام ہوتا ہے ''اے عورت تیرے مکر بڑے ہیں''۔ جس اُم کی اُم کے مکر بڑے ہوں گے تو بیٹی اگر آگے نہیں بڑھی، یا برابر بھی نہیں تو کم از کم کچھ اثر تو لیا ہو گا قادیانی اُم المومنین نے؟

☆......مرزا صاحب کے سُسر میر ناصر نواب جو کہ محکمہ نہر میں نقشہ نویس تھے کثیر الاولاد تھے اور مرزا صاحب کی جب مذہب کی آڑ میں حرکات دیکھیں تو مرزا صاحب کی حرکتوں سے کافی عرصہ نالاں رہے۔ انہوں نے ایک نظم مرزا صاحب کی شان میں لکھی۔ بعد میں جب نوکری سے پنشن پا گئے تو مختلف حربوں سے ان کو قابو کر لیا۔ نظم کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے۔

مہدی وقت ہے کوئی مشہور
کوئی بنتا ہے عیسائے دوران
نہ عیاں اس میں عیسوی برکت
نہ ہدایت کا اس میں نام و نشان
نیک سب اٹھ گئے زمانہ سے
سابقی میں نہیں رہی ہے جان
حُب دنیا نے گھیر رکھا ہے
ہے بہت ہی ضعیف اب ایمان
حب مولیٰ جہاں سے ہے معدوم
حرص دنیا میں پھنس گئے انسان
لذت نفس میں وہ ہیں سرگرم
آج کل ہیں جو پیشوائے جہان

مرغ بریاں کا شوق ہے ان کو
ہیں ملائیک خصائل جو انسان
قورمہ اور پلاؤ کھاتے ہیں
لوگ کہتے ہیں جن کو قطب زمان
جو ولایت میں ہیں قدم رکھتے
ان کی صدقہ پہ ہے فقط گزران
ٹھاٹھ ہیں ان کی سب امیرانہ
در دولت پہ ہیں کئی دربان
رات دن ہیں عمارتیں بنتیں
مال کرتے ہیں مفت میں ویران
ہائے آتے نہیں نظر وہ لوگ
دیکھنے کو ترس گئی دل و جان
ہر صدی میں ہوئے ہیں اہل حق
رہبر خلق و صاحب عرفان
دین اسلام جن سے تازہ ہوا
جن سے رونق پذیر تھا ایمان

(اشاعت السنہ/جلد۱۴/صفحہ۴۱۹،۴۲۰)[بحوالہ رئیس قادیان/جلد دوئم/صفحہ۴۸۶،۴۸۷/مصنف مولانا رفیق دلاوری]۔

☆......مرزا صاحب کا اپنا اعتراف کہ ان کے اپنا کنبہ وعزیز و اقارب ان کو کیا سمجھتے تھے ''جو لوگ میرے کنبے سے،اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعوے میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۱۶۱]۔

قصبہ کے باسیوں کے ساتھ

☆......مرزا صاحب کا دعویٰ نعوذ باللہ عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا ہے،رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے ہیں ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ مخالفوں نے امین اور صادق تسلیم کیا''۔[ملفوظات/جلد۸/صفحہ ۶۸]۔لیکن مرزا صاحب کو دنیا تو دور کی بات ہے،جس قصبہ میں رہتے ہیں اس کے باسیوں کا مرزا صاحب کے بارہ میں کیا خیال ہے

؟عزیز واقارب کے اقوال کا اعترافی بیان تو پڑھ چکے اب مرزا صاحب ہی کی زبانی کہ قادیان کے شہری ان کو کیا کہتے ہیں۔

☆......مرزا صاحب لکھتے ہیں"قادیان میں لالہ ملاوامل نے لالہ شرمپت کے مشورہ سے اشتہار دیا جس کو قریباً دس برس گزر گئے۔اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکار فریبی ہے اور صرف دکاندار ہے۔لوگ اس کا دھوکہ نہ کھائیں"۔[قادیان کے آریہ اور ہم/ رخ جلد۲۰/صفحہ ۴۲۵]۔

☆......کیا اس کے باوجود بھی کوئی گنجائش رہتی ہے؟

رویہ مسلمانوں کے ساتھ

☆......مہدی علیہ السلام آ کر تمام مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے اکٹھا کریں گے اس کے برعکس مرزا صاحب آئے اور ان کی اپنی تحریر کے مطابق دنیا میں چورانوے [۹۴] کروڑ مسلمان تھے۔جن میں سے چند ہزار کو وہ اپنے پیچھے لگا سکے،ان چند ہزار کو مسلمان قرار دے دیا اور حکم دیا کہ بقیہ دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر ان سے عبادت،رشتہ،ناتا،سماجی تعلقات ختم کر لیں۔مرزا صاحب نے مرنے سے کچھ عرصہ پہلے دعویٰ کیا تھا کہ ان کو ماننے والوں کی تعداد چار لاکھ تک جا پہنچی ہے۔لیکن ان کے جنازہ میں جو لاہور میں مرنے کے تیسرے دن،قادیان میں ہوا تھا۔جماعت کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق قادیان کے رہائشیوں سمیت کل بارہ سو آدمی تھے۔

☆......مرزا صاحب نے مسلمانوں سے قطع تعلق کے لئے سب سے پہلے علماء کرام کو نشانہ بنایا۔اور اس نشانہ بازی میں جو زبان استعمال کی اس کی بے شمار مثالیں ہیں لیکن یہاں بطور نمونہ ایک آدھ مثال پیش خدمت ہے۔مرزا صاحب کی گل پاشیاں دیکھیں"اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ۔بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے۔جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے"۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ ۴۴۵]۔ہمارے خیال میں دیگ میں سے چاول کا ایک دانہ ہی سارا حال کہہ دیتا ہے۔

☆......اپنے مریدوں کو سمجھا رہے ہیں کہ"خدا نے مجھے اطلاع دی ہے،تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو"۔[تذکرہ/صفحہ ۱۰۴/شائع کردہ الشرکتہ الاسلامیہ،ربوہ/ ۲۹،اکتوبر ۱۹۵۶ء]۔قادیانی جماعتیں اکثر یہ مؤقف اختیار کرتی ہیں کہ پہلے مسلم علماء نے ایسے فتوے دیئے۔اس کے جواب میں مرزا صاحب نے یہ فتوے دیئے۔لیکن یہاں تو مرزا صاحب ایسے فتوؤں کا منبع اپنی وحی کو بتا رہے ہیں۔کیا اللہ تعالیٰ نے مہدی اور مسیح کو اس لئے بھیجنا ہے کہ وہ آ کر تمام دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے لائے گا یا موجود مسلمانوں کو بھی کافروں کے ساتھ ملا کر جائے گا؟

☆……مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم۔اے نے اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے ''غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ان کے ساتھ مل کر ہم کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی اور دوسرے دنیوی……سو یہ دونوں تعلق ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے''۔[کلمۃ الفصل/صفحہ ۱۶۹/از مرزا بشیر احمد، ایم۔اے، پسر مرزا غلام اے قادیانی]۔مرزا صاحب کے بیٹے نے باپ کی مزید تصدیق کردی۔

☆……اور بڑا بیٹا جو کہ مصلح موعود ہونے کا بھی دعویدار تھا اور جماعت کا دوسرا خلیفہ بھی، اس کا کہنا ہے ''کل مسلمان جو حضرت……مرزا کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔[آئینہ صداقت/صفحہ ۳۵/از بشیر الدین محمود احمد/۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء/اسلامیہ سٹیم پریس لاہور]۔یہ حوالے قادیانی جماعت کے سوچنے کے لئے ایک وسیع بنیاد رکھتے ہیں۔

رویہ دوسرے مذاہب کے ساتھ

☆……مرزا صاحب آریوں کے خدا کے متعلق فرماتے ہیں ''آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہوتا ہے، سمجھنے والے سمجھ جائیں''۔[چشمہ معرفت/رخ جلد ۲۳/صفحہ ۱۱۴]۔

☆……عیسائیت کے متعلق ارشاد ہے ''اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جس کو دیمک کھا چکی ہے''۔[ملفوظات/جلد ۸/صفحہ ۱۳۷]۔

دعوے

مرزا غلام اے قادیانی کے دعوؤں اور ان کے جواز کو ایک سرسری نظر سے دیکھ کر ہی ایک سمجھ دار انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ یہ شخص یا تو مخبوط الحواس ہے یا پھر انتہائی مکار ہے۔لیکن مرزا صاحب مکار تو تھے ہی مگر ان کے ہدایتکار ان سے بھی بہت آگے تھے انہوں نے بڑے طریقے سے مرزا صاحب کے ذریعہ اپنے مقاصد کو آگے بڑھایا اور اب ان کی نسلوں کے ذریعہ اس کو چلا رہے ہیں۔ یہاں ہم اپنے مئوقف کی وضاحت کے لئے کہ کس طرح بتدریج مرزا صاحب نے دعوؤں کا سفر شروع کیا اور دعوؤں میں آگے بڑھے (یا بڑھائے گئے) اس جگہ ان کے اقرار وانکار کے دجل کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

☆……ایک رات میں بے مثال روحانی انقلاب، غالباً اسی سال کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود ایک سفر کے دوران میں گورداسپور میں تشریف فرما تھے کہ آپ کو ایک خواب میں دکھایا گیا کہ مولانا مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ وفات قریب ہے آنکھ کھلنے کے بعد آپ نے محسوس کیا کہ ایک آسمانی کشش آپ کے اندر کام کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ وحی الٰہی کا

سلسلہ جاری ہوگیا اور پھر ایک ہی رات میں آپ کے اندر بے مثال روحانی انقلاب برپا ہوگیا۔

☆...... چنانچہ خود فرماتے ہیں ''وہی ایک رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے بہ تمام وکمال میری اصلاح کردی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہوگئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہوسکتی تھی'' (بحوالہ نزول مسیح / صفحہ ۲۳۷) بحوالہ [تاریخ احمدیت / جلدا / صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵ / مولف دوست محمد شاہد قادیانی]۔ لیکن شیطان کے ہاتھ سے اور شیطان کے ارادے سے تو ہوسکتی ہے نا، اور وہی ہوئی!

☆...... اس جگہ جو انتہائی اہم نکات ہیں ان کو ذہن میں رکھ کر چلیں تو مرزا صاحب کے دعووں کی حقیقت بہت جلد واضح ہو جائے گی۔ مرزا صاحب تسلیم کررہے ہیں کہ ایک رات میں ہی ان کی بہ تمام وکمال اصلاح کردی گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کو مکمل طور پر بتادیا گیا کہ اب تک آپ جو کچھ بھی تھے آئندہ نبی اللہ ہوں گے۔ ورنہ اور کون سی اصلاح تھی؟

☆...... اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کم از کم اس وحی کے نازل ہونے تک اوّل اس بات کے قائل تھے کہ ''اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے۔ لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے با اخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا''۔ [براہین احمدیہ، حصہ اول / رخ جلدا / صفحہ ۲۳۸، حاشیہ نمبر ۱۱]۔

☆...... دوئم مرزا صاحب اس بات کے بھی قائل تھے، اور آنحضرت نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا''۔ [کتاب البریہ / رخ جلد ۱۳ / صفحہ ۲۱۷]۔

☆...... مرزا صاحب اس زمانے کے مطابق صاحب علم تھے۔ ہر وقت کتب کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اسی وقت ان کو یہ خیال کیوں نہ آیا کہ الہام تو ہوسکتا ہے وحی رسالت نہیں ہوسکتی اس لئے ان کو شیطانی وحی ہوئی ہے، حالانکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جس بات کی اصل شرع میں نہ ہو وہ صحیح نہیں، اس کا اعتراف ''آئینہ کمالات اسلام'' صفحہ ۲۰ پر کرتے ہیں۔

☆...... اس کے باوجود مرزا صاحب اس بات پر قائم ہوگئے کہ ''اگر میں اپنی وحی میں ایک دم بھی شک کروں تو کافر ہو جاؤں''۔ [تجلیات الٰہیہ / رخ جلد ۲۰ / صفحہ ۴۱۲]۔ حق الیقین کے بعد تو مرزا صاحب کو پہلے دن ہی یہ اعلان کردینا چاہیے تھا ، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہیں۔

☆...... اگر کوئی قادیانی کہے کہ یہ خدا نے بعد میں وحی کی تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ مرزا صاحب بیس (۲۰) برس کے بعد خود لکھتے ہیں کہ، ان کا دعویٰ ہے کہ براہین احمدیہ میں ہی خدا نے ان کا نام نبی اور رسول رکھا ہے، فرماتے ہیں'' کہ خدا تعالیٰ کی وہ جو پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں...... اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا ہے''۔ [ایک غلطی کا ازالہ / رخ جلد ۱۸ / صفحہ ۲۰۶]۔

☆...... مرزا صاحب کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ ان کو قرآن اللہ نے سکھایا۔ اللہ تعالیٰ واضح طور پر قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ'' اور

وحی کی گئی تیری طرف اور تم سے پہلے لوگوں کو"۔[پارہ۲۴/سورۃ الزمر/آیت ۶۵]

☆......نیز مرزا صاحب کا ہی فرمان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ جو وحی الٰہی ہو اس کو ظاہر کریں۔اس کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی روایت ہے کہ "جو تجھ سے کہے کہ حضور نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کسی حکم کو چھپا لیا تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے"۔[تفسیر ابن کثیر/سورۃ المائدہ/جلد ا/صفحہ ۷۸۷]۔اور ان احکام اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس شخص نے وحی کا دعویٰ کیا یقیناً وہ باطل ہے اور اس کو چھپانے والا چور ہے اور چور چوری کا مال چھپاتا ہی ہے جو شخص اپنی وحی کو چھپا گیا، وہ غلط ہے اور اس کو یقیناً رحمانی وحی نہیں ہوئی بلکہ شیطانی وحی ہوئی۔

☆......اس کے باوجود مرزا صاحب سب کچھ چھپا کر کبھی ملہم کی بات کرتے ہیں اور وہاں سے انگلی پکڑتے گلے سے لٹک جاتے ہیں۔مندرجہ ذیل حوالہ جات میری اس بات کی تصدیق کرتے ہیں!

☆......"کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے"۔[مجموعہ اشتہارات/جلد ا/صفحہ ۲۳]۔یہاں کسی وحی کا ذکر نہیں،صرف الہام تک بات کر رہے ہیں، جو کہ ولیوں کو بھی ہوتا ہے اور جس میں شریعت یا احکام نہیں ہوتے۔

☆......"اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں"۔[مجموعہ اشتہارات/جلد ا/صفحہ ۲۴]۔اب یہاں سے کتنی پرکاری سے آگے بڑھ رہے ہیں۔کمالات کو مسیح کے مشابہ قرار دے رہے ہیں، برابر بھی نہیں، حالانکہ بعد میں یہ دعویٰ کہ ابن مریم سے غلام احمد بہتر ہے اور مسیح ابن مریم کے کوئی کمالات نہیں تھے۔کیا جھوٹ سے آغاز شروع ہوا یا نہیں؟

☆......اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے"۔(صفحہ ۲۵) بحوالہ اشتہارات نمبر ا،[مجموعہ اشتہارات/جلد ا/صفحہ ۲۳ تا ۲۵]۔کس طرح طریقے سے آگے بڑھنے کا راستہ بنایا جا رہا ہے۔لفظوں کے ہیر پھیر میں اتمام حجت تک جا پہنچے ہیں، حالانکہ اس سے قبل کسی مجدد نے دعویٰ نہیں کیا کہ اس کے پاس حاضر نہ ہو تو اتمام حجت ہے۔

☆......"یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے محدث ہو کر آیا ہے......اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے"[توضیح مرام/رخ جلد ۳/صفحہ ۶۰]۔اب مجدد سے اپنے کو محدث قرار دے لیا۔کیا کسی نبی نے ایسا طریقہ کار اختیار کیا؟

حالانکہ مرزا صاحب جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "اگر اس امت میں کوئی محدث

ہے تو وہ عمرؓ ہے"۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ ۲۱۹]۔بیان اگر کا لفظ بتا رہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کم از کم حضرت عمرؓ کے بعد کسی محدث کے آنے کا امکان بھی مٹا رہے ہیں۔اس کے باوجود دعویٰ محدثیت؟

☆......مرزا صاحب فرماتے ہیں"اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں"۔[براہین احمدیہ/رخ جلد۱/صفحہ ۵۹۳]۔اب متشابہ لفظ کو کس طرح لپیٹ کر ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے بن رہے ہیں۔کیا کوئی اللہ تعالیٰ کا ایک عام نیک بندہ بھی نیکی کا پیغام پہنچانے کے لئے اس طرح کے حربے استعمال کرتا ہے؟اور مرزا صاحب کے دعوے تو بہت ہی بڑے ہیں،کیا ان دعوؤں کے لئے یہ طریق کار جائز ہے؟

☆......"سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی......اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ ۳۸۶]

☆......مرزا غلام اے مزید لکھتے ہیں کہ"تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ"فتح اسلام"و"توضیح المرام"و"ازالہ اوہام"میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے،تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں......سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں"۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ ۳۱۲ و ۳۱۳]قادیانیو،احمدیو ذرا دیکھیں یہ کیا دجل ہے۔نبی کا لفظ استعمال کیا،لوگوں کا رویہ سخت دیکھ کر ایک دم بات بدل لی اور قدم کچھ دیر کے لئے پیچھے ہٹا لئے۔کیا نبی اللہ ایسے ہی ہوتے ہیں؟

☆......یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔محدث سے مثیل مسیح پر چھلانگ لگائی۔اس سے پہلے مشابہت تھی۔

☆......میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں

☆......اب یہاں دیکھیں کہ مسیح موعود کا لفظ منہ میں ڈالا جا رہا ہے،لفظ مسیح موعود قطعاً اسلامی اصطلاح نہیں ہے،اسلامی لٹریچر میں مسیح ابن مریم،یا عیسیٰ ابن مریم استعمال ہوا ہے۔مسیح کے ساتھ موعود کا لفظ دنیا کو مغالطہ میں رکھنے کے لئے لگایا گیا ہے۔

☆......اگر صرف مسیح کہتے تو تب بھی لوگوں کا ذہن فوراً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاتا تھا،اور براہ راست بھی اپنے کو عیسیٰ ابن مریم نہیں کہہ سکتے تھے،کیونکہ دونوں طرح فوراً لوگوں کے ذہن ان احادیث مبارکہ کی طرف جانے تھے جن میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشگوئیاں ہیں اور نشانیاں بتائی گئی ہیں۔مرزا صاحب کی ذات پر ان میں سے ایک بھی نشانی پوری نہیں اترتی۔لوگوں کے ذہن کو ان سوالوں کی طرف متوجہ ہونے سے بچانے کے لئے یہ دجلیہ نام ''مسیح موعود'' رکھا گیا۔

☆......احمدی اور قادیانی کہلانے والے دوستو خدا کے لئے غور کرو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشمار احادیث میں سے ایک بھی حدیث دکھادو جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسیح موعود کا نام لیا، یا کسی مثیل مسیح کا نام لیا۔یا مثیل ابن مریم کا نام لیا۔کسی بھی حدیث مبارکہ میں مسیح موعود یا مثیل موعود، مثیل مسیح کے الفاظ یا مفہوم نہیں ملے گا۔ہم جہاں بھی دیکھتے ہیں رسول کریم نے قسم کھا کر کہا کہ تم میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔آخر مرزا صاحب اپنے لئے وہ نام کیوں استعمال کر رہے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بھی استعمال نہیں کیا۔کیا یہ حُب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ اور جو نام رسول کریم نے استعمال کیا ہے اس کو اتنے چکر دے کر گول کیوں کر دیا۔

☆......مرزا غلام اے قادیانی لکھتے ہیں کہ ''اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا۔جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔مرزا صاحب کے اگلے دعویٰ سے ہی پتہ چلتا ہے کہ اگر واقعی ہی کچھ لوگوں نے ان کو مسیح موعود سمجھا ہے تو وہ ان کے ارادے قبل از وقت بھانپ گئے اور کم فہم نہیں تھے، بلکہ ذہین تھے۔

☆......''میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/ صفحہ۱۹۲]۔

☆......''سورۃ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا'' [ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم/ رخ جلد۲۱/ صفحہ۳۶۱]۔پہلے ایسا خیال کرنے والے کو مفتری اور کذاب قرار دے رہے تھے اب مفتری اور کذاب کون ہے؟ دوسرے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کرنا گناہ ہے۔کیا مرزا صاحب سے پہلے بھی کسی نے سورۃ تحریم کی ان آیات کی یہی تفسیر بیان کی ہے؟

☆......تفسیر بیان کی یا نہیں، اس کے علاوہ ایک اہم سوال یہ ہے کہ باقی بعض افراد کون سے ہیں جن کا نام مریم رکھا گیا ہے؟ اور پھر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں مریم کا نام پانے کے لئے صرف وہی مخصوص ہیں! سورۃ تحریم میں کتنے

افراد کے نام مریم رکھے گئے ہیں، اوران میں سے کتنوں نے دعویٰ کیا کہ ان کا نام قرآن کریم مریم رکھ رہا ہے؟

☆......آگے سنیے مرزا کا دعویٰ" میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں" (کون سی کتابوں میں،کوئی نام یا تفصیل تو بتاؤ؟۔ناقل)

☆......کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود بلکہ ایک مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔مسیح موعود کا لفظ کبھی امت میں کسی طرح بھی استعمال نہیں ہوا، تو اس نام پر دعویٰ کسی جھوٹے مکار نے ہی کرنا تھا، نہ کہ کسی سچے امتی نے؟ غالباً بہاء اللہ کا بھی مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔

☆......مرزا کا کہنا ہے کہ" نزول المسیح من السماء کے قائل مسلمان گمراہی کی وادی میں سرگرداں ہیں"۔[خطبہ الہامیہ/رخ جلد۱۶/صفحہ ۳۱، انڈیکس]۔مرزا صاحب باون [۵۲] سال تک نزول المسیح من السماء کے قائل رہے۔یعنی اپنے بقول گمراہی میں رہے، اور اس میں سے بارہ [۱۲] سال بطور مجدد کے گمراہی میں مبتلا رہے۔اور قرآن کریم میں ہے" جو پہلے گمراہ رہ چکے ہوں ان کی پیروی نہ کرنا"۔المائدہ، آیت ۷۷۔اس کے باوجود سوال یہ ہے کہ گمراہ رہنے والوں کو اور پھر مجدد کی مسند پر فائز ہونے کے بعد بھی گمراہی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دھکا دیتا ہے یا مسیح اور نبی بناتا ہے؟

☆......" ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین" ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔یہ آیت بھی صاف دلالت کرتی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔[ازالہ اوہام/رخ جلد ۳/صفحہ ۱۱۸]۔یہ قرآن کریم کی آیات کی تشریح کر رہے ہیں۔اور کسی بھی قسم کی نبوت کا انکار کر رہے ہیں!

☆......" اے لوگو! مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو، دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے"۔[آسمانی فیصلہ/رخ جلد ۴/صفحہ ۳۳۵]۔یہاں اب دوسروں کو منع کر رہے ہیں، حالانکہ نبوت کا سلسلہ خود جاری کیا ہوا ہے ڈھکے چھپے طریق سے۔مطلب چور اپنی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے چور چور کا شور ڈال رہے ہیں۔

☆......فرماتے ہیں" ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں"۔[مجموعہ اشتہارات/جلد ۲/صفحہ ۲۹۷/مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء]

یہاں کس طرح دنیا کو مطمئن رکھنے اور ان کی توجہ پھیرنے کے لئے منہ بھر کر اپنے او پر ہی لعنت ڈال رہے ہیں۔

☆......" ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"۔بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء بحوالہ [ملفوظات/جلد ۱۰/صفحہ ۱۲۷]۔لو جی نبی تو تھے ہی اب رسول بھی بن گئے۔اور جو خدا کے سکھائے ہوئے قرآن کی تشریح میں پہلے لکھا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا، اس کو کیا کہتے ہیں؟

الغرض حقیقت الوحی کے حوالہ نے واضح کر دیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا (مرزا غلام احمد صاحب

،ناقل)عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی''۔[بحوالہ الفضل ۶ ستمبر ۱۹۴۱ء/خطبہ جمعہ/کالم ۳]۔بیٹے کی تصدیق کہ مرزا صاحب نے عقیدہ بدلہ!

☆......کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا''۔[ازالہ اوہام/رخ جلد ۳/صفحہ ۲۲۰]۔اس کے باوجود اپنے ہی معیار کے برعکس مرزا صاحب کو دانشمندی کا دعویٰ ہے!

☆......مرزا صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں''دجال کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر سچ کے ساتھ باطل ملا دے ......اور چونکہ آئندہ کوئی نیا نبی نہیں آسکتا،اس لئے پہلے نبی کے تابع جب دجل کا کام کریں گے تو وہی دجال کہلائیں گے''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد ۲/صفحہ ۱۳۱]۔آخر کار اپنی اصلیت بھی بتا ہی دی۔مرزا صاحب،آپ نے پہلے نبی برحق کی پیروی کا دعویٰ کیا اور اس میں دجل ملاتے ملاتے آخر اپنے اصلی ٹھکانے اور ٹائٹل پر پہنچ ہی گئے۔

دعوؤں کے مقاصد

مرزا غلام اے قادیانی کے دعوؤں کے کیا مقاصد تھے۔جنہوں نے مرزا صاحب کو نبی بنایا اور ان کو آگے بڑھایا ،ان کے مقاصد پر یہاں بات کی گنجائش نہیں۔صرف مرزا صاحب اپنی تحریر میں ایک اعتراف،لکھتے ہیں''مجھے صرف اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی''۔[نزول المسیح / رخ جلد ۱۸/صفحہ ۴۹۶]۔یہ ایک بنیادی بات ہی ہمیں مرزا غلام اے قادیانی کے مقاصد واضح کر رہی ہے۔

اس کے لئے مرزا صاحب نے چاپلوسی،جاسوسی،اسلام اور عالم اسلام سے غداری،ایمان سے غداری،اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری،کے مرتکب ہوتے ہوئے کبھی بھی ندامت محسوس نہ کی۔اور غیر ملکی،غیر نسل،غیر مذہب کے آقاؤں کی چاپلوسی کی انتہا تک کر گئے۔اور چاپلوسی کر کے پھر اپنے منہ سے اجر بھی مانگتے رہے ہیں ۔دعویٰ نبوت کا لیکن اجر اور عزت و آبرو کی حفاظت اور مولویوں سے پناہ غیر مذہب کے انسانوں سے مانگتے رہے۔

مقاصد کس طرح حاصل کئے

☆......ملکہ برطانیہ کو خط کے اقتباس،احمدی،قادیانی اس کو پڑھتے جائیں اور ضمیر کی آواز پر شرمانا یا نہ شرمانا ہم انہی پر چھوڑتے ہیں۔''بسم اللہ الرحمن الرحیم،یہ عریضہ مبارکبادی اس شخص کی طرف سے ہے۔جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے آیا ہے۔جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے......اور اپنے بادشاہ ملکہ معظّمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے......یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد

پیش کیا گیا ہے۔مبارک!مبارک!مبارک!!![تحفہ قیصریہ/ رخ جلد۱۲/ صفحہ۲۵۳]۔

☆......اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھایا......جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے......اور ایسا ہو کہ جلسہ جوبلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑ ہا دل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کرر ہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس شور سے زمین مبارکباد کے لئے اچھل رہی ہے۔[تحفہ قیصریہ/ رخ جلد۱۲/ صفحہ۲۵۴]۔

☆......اگر چہ میں اس شکر گزاری کے لئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں۔اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت ورفرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔لیکن میرے لئے یہ ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔[تحفہ قیصریہ/ رخ جلد۱۲/ صفحہ۲۵۵]۔

☆......ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔[تحفہ قیصریہ/ رخ جلد۱۲/ صفحہ۲۶۶]۔

☆......کتاب ملکہ وکٹوریہ کو بھیجنے کا مقصد واضح ہو جائے گا۔فرماتے ہیں کہ ''اس عاجز کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص، اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے افسروں کی نسبت حاصل ہے (عیسائی چرچ کی سربراہ ملکہ کے ساتھ ہی نہیں اس کے افسروں کے لئے محبت و جوش اطاعت، ناقل) جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا انداز بیان کر سکوں۔اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا......مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا۔لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں، دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں''۔[ستارہ قیصریہ/ رخ جلد۱۵/ صفحہ۱۱۲]۔

☆......آگے پھر لکھتے ہیں ''میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچادے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے، اپنی پاک فراست سے (عیسائی جو کہ مرزا صاحب کے نزدیک اسلام کا دشمن نمبر ایک ہے اس مذہب کی سربراہ کی پاک فراست، ناقل) اسے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرمائیں''۔[ستارہ قیصریہ/ رخ جلد۱۵/ صفحہ۱۱۵]۔

☆......دوسری طرف ان ہی عیسائی افسروں کو اپنی درخواست میں لکھتے ہیں ''سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے (پچاس برس میں کم وبیش تین بالغ نسلیں آمنے سامنے ہوتی ہیں، اس کا مطلب کے نسل درنسل غیروں سے وفاداری اور اپنوں سے غداری کرتے آرہے ہیں، ناقل) اور جس گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیوں (مکاتیب) میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ ہی اور خدمت گزار ہیں۔

☆......اس خودکاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/صفحہ۲۱]۔

☆......احمدی/قادیانی دوستو! ایسی بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ بدتر کاسہ لیس تحریریں جن سے اپنوں سے غداری لیکن غیرملکی آقاؤں سے وفاداری ظاہر ہوتی ہے مرزا صاحب کے لٹریچر میں موجود ہیں لیکن یہ تحریر انتہائی واضح طور پر بتا رہی ہے کہ کلیسا والوں کا وفادار، اور لگایا ہوا پودا کون ہے اور بجائے اللہ سے مدد مانگنے کے عیسائیوں سے مدد مانگ رہے ہیں جن کے بارے میں مرزا صاحب کا ارشاد ہے کہ ''عیسائیت ایک بدبودار مذہب ہے''۔[دافع البلاء/رخ جلد۱۸/صفحہ۲۴۲]۔

☆......مرزا صاحب عیسائیوں کی حکومت کے افسران سے ہر طرح خوش ہیں اور اپنے خداؤں سے فریاد کرتے ہیں کہ مولوی تنگ کرتے ہیں لو اور سنو''اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔صرف ایک رنج اور درد وغم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے۔جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں''۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۳/صفحہ۱۴۳]۔آپ خود فیصلہ کریں کہ نبی اپنے اللہ کے سوا کسی سے نہ تو کچھ مانگتا ہے اور نہ ہی توقع رکھتا ہے ۔لیکن یہ کیسا مہدی ہے جس نے اسلام کی ہدایت دنیا بھر تک پہنچانی ہے اور کافروں کو مسلمان کرنا ہے، انہی کافروں سے مولویوں کے خلاف فریادیں کر رہا ہے۔کیا یہ کردار ایک شریف آدمی کا بھی ہوسکتا ہے؟

☆......اور احسان فراموشی کا بھی حال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے انگریزوں کی جو کہ عیسائی ہیں تعریف کرنے کی وجہ اکثر یہ بیان کی انہوں نے ان کو سکھوں سے نجات دلائی۔یہ وجہ صحیح ہے یا جھوٹ اس پر یہاں بحث نہیں، اور مرزا صاحب کہتے ہیں کہ انگریز جو کہ عیسائی ہیں محسن ہیں اس لئے محسن سے غداری حرامی پن نہیں تو اور کیا ہے؟ اب ان کے بارے میں اپنی محفل میں کیا کہتے ہیں۔لیکن یاد رہے کہ اس سے پہلے پاک فراست والی عیسائی ملکہ اور اس کے ملازمین سے کس للہی محبت کا اقرار کر رہے ہیں۔

☆......مرزا صاحب مریدوں کو ہدایت مرزائیہ دیتے ہوئے کہتے ہیں ''عیسائیوں کے ساتھ کھانا اور معانقہ کرنا میرے

نزدیک ہرگز جائز نہیں'' (ملخص: مخالفین سے معانقت)[ملفوظات/ جلد۳/صفحہ۳۲۲]۔ کیا پاک فراست اور خدا کا نور اور اس کے متعلقین سے معانقہ کرنا یا ان کے ساتھ کھانا جائز نہیں ہے؟

☆......لیکن بات یہیں نہیں رکتی، ممکن ہے کہ کوئی قادیانی (احمدی) یہ کہے کہ کھانا اور معانقہ منع ہے مگر محبت کرنے کا کہا ہے ۔وہ بھی سن لیں۔ مرزا صاحب کا ارشاد نادری ہے ''جموں والے چراغ دین کا ذکر تھا کہ عیسائیوں کے ساتھ بہت تعلق محبت رکھتا ہے۔ فرمایا، بدقسمت اور بدبخت آدمی ہے اسلام ایسے گندوں کو باہر پھینکتا ہے''۔[ملفوظات/ جلد۸/صفحہ۳۵]۔

☆......مرزا صاحب کے محبت کے دعوے آپ پہلے پڑھ چکے اب اس قول کے مطابق کوئی اور بدقسمت اور بدبخت بنے یا نہ بنے، مگر مرزا صاحب ضرور بن گئے ہیں اور نیز دنیا میں جتنے بھی قادیانی (احمدی) ہیں جو عیسائیوں کے ساتھ رابطہ میں ہیں، خاص طور پر یورپ میں رہنے والے، اور جماعت کی ہدایات کے تحت عیسائیوں سے خاص طور پر تعلق قائم کر رہے ہیں وہ سب کے سب بدقسمت اور بدبخت ہو گئے ۔کیا اسی لئے ان بیچاروں نے مرزا صاحب کو قبول کیا ہے کہ، جان، مال ،جائیداد، اولاد، وقت، ہر چیز، مرزا کے قدموں میں ڈال کر، مرزا غلام احمد قادیانی کے ہی فتوے کی رو سے بدقسمت اور بدبخت بن جائیں؟

قلابازیاں

موقع محل کے مطابق مرزا صاحب کا اپنے مئوقف سے پھر جانا، یا جھوٹ بول دینا ایک خاص وصف تھا۔ الفاظ کو تاویلات کے ہیر پھیر میں ڈال دینا مرزا صاحب کی فطرت تھی دو تین مثالیں کہ کس طرح مئوقف سے قلابازی کھاتے ہوئے ایک سو اسی ڈگری گھومتے ہیں پیش خدمت ہیں۔

☆......''اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

☆......''میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے، کیا ایسا بدبخت مفتری جو رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور ایسا وہ شخص جو قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور آیت، ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین، کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوں؟''۔

☆......''اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں''۔

☆......مرزا قلابازی کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''جہاں میرے اور تمہارے تعلق کا سوال آئے گا تمہیں میری حیثیت وہی تسلیم کرنی پڑے گی جو ایک نبی کی ہوتی ہے، جس طرح نبی پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے، اسی طرح مجھ پر ایمان لانا ضروری ہوگا''۔

☆......''یہ بھی مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور کہ میں نے نیا دین بنالیا ہے میں کسی الگ قبلہ کی فکر میں ہوں، نماز میں نے الگ بنائی ہے یا قرآن کو منسوخ کر کے اور قرآن بنالیا ہے۔ سو اس تہمت کے جواب میں میں بجز اس کے کہ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین کہوں اور کیا کہوں''۔ [ملفوظات/ جلد۱۰/ صفحہ۴۲۰]۔

☆......اس مضمون میں یہ سب ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے نئی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

☆......نیا دین بنالیا ہے۔ قادیانیت مرزا غلام اے قادیانی کا بنایا ہوا دین ہے اور اسلام اللہ کا بنایا ہوا دین ہے۔

☆......قرآن کو منسوخ کر کے نیا قرآن بنالیا ہے۔

☆......نمازوں میں جدت پیدا کر دی ہے۔

☆......نئے حج کی جگہ قادیان قرار دے دی ہے اور اگر کچھ اور موقع مل جاتا تو نئے قبلہ کا بھی اعلان ہو جاتا۔

☆......اس طرح اپنے جھوٹ پر مرزا غلام اے قادیانی نے خود ہی لعنت ڈال کر اپنے آپ کو لعنتی بھی بنالیا۔ فاعتبرو یا اولی الابصار۔

☆......پھر دیکھیے کیا کہتے ہیں کہ ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا۔ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی''۔ [اربعین ۴/ رخ جلد ۱۷/ صفحہ ۴۳۵]۔

☆......مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ ''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے، لیکن پھر جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے''۔

اختصاریہ

☆......اس مضمون کا مقصد دراصل ان لاعلم قادیانیوں کے لئے حقائق کو سامنے لانا ہے، جن کو مربیوں نے چند مخصوص تقریروں اور موضوعات کے دائرے میں رکھا ہوا ہے جس کا مرکزی نقطہ نگاہ صرف خاندان مرزا کے لئے اور ان کے حالیوں موالیوں کے لئے مال اکٹھا کرنا ہے۔ مرزا صاحب کی اصل تعلیم، عمل، اور حقیقی مقاصد کو اوجھل رکھنا ہے۔ احمدی گروہ کا

خیال ہے کہ وہ مسلمان ہیں ۔اسلام میں عبادات ،اخلاق اور صفائی کو بنیادی اہمیت ہے ۔جو ان پر صحیح طریق سے عمل نہیں کرتا یا کسی ایک رکن اسلام کو بھی ارادتاً نقصان پہنچاتا ہے اس میں بدعات شامل کرتا ہے، یا تحریف کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا، کجا کسی بھی قسم کی ولایت یا نبوت کا دعویٰ کرے ۔اس مضمون میں ہم نے ثبوت کے طور پر مرزا صاحب کے عقائد اور اعمال سامنے رکھے ہیں تا کہ قادیانی جماعت کے ممبران جان لیں کہ مرزا صاحب اسلامی عبادات پر کس حد تک عمل پیرا تھے ؟ان کے دل میں ان کی کیا اہمیت تھی ؟ تا کہ وہ دیکھ سکیں کہ جو شخص ارکان اسلام کی ذرہ بھر بھی پروا نہیں کرتا اور ان کے ساتھ من مانے طریق سے کھیلتا ہے تو وہ قادیانیوں (احمدیوں) کے سامنے جس مقام کا دعویدار ہے اس مقام کا اہل تو کیا ان دعووں کا نام لینے کا بھی اہل نہیں ۔جو شخص خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں تحریف کر رہا ہے وہ آپ کو کیسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف لے کر جا سکتا ہے؟ مرزا غلام اے قادیانی نے خوبصورت الفاظ، منطق اور تاویل سے دنیا کو گمراہ کیا ہے لیکن اس مضمون میں بڑی حد تک مرزا صاحب کا حقیقی چہرہ نظر آ جاتا ہے۔لیکن اس کے باوجود اگر کوئی غور نہیں کرنا چاہتا تو اس کے لئے بھی میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے مرزا صاحب کا ہی ایک اقتباس پیش کرتا ہوں ۔

☆ ......لکھتے ہیں ''یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سؤر ہو گئے تھے، ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ وہ بظاہر انسان تھے ۔لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سؤر کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی ان سے سلب ہو گئی تھی ۔اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے'' ۔[مجموعہ اشتہارات/ جلد ۱/صفحہ ۳۹۷]۔

☆ ......اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی باطنی حالت کو مسخ ہونے سے بچائے اور آپ کی آنکھیں کھول دے اور آپ کو جھوٹے نبی کے مقابل پر سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کروائے اور اپنی صحیح اصل یعنی اسلام کی طرف لوٹائے ، آمین!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزا صاحب کی گُل افشانیاں

مرزا غلام اے قادیانی بانی قادیانی جماعت (احمدیہ) کی زندگی تحریروں اور اقوال، غرضیکہ ہر پہلو سے تضادات سے بھرپور تھی۔ اس طرح کی اور اتنی متناقض زندگی شاید ہی کسی کی ہو۔ بانی جماعت نے، ایک جگہ جو بات کہی یا لکھی، دوسری جگہ اس کی تردید یا اس کے متناقض بات لکھ دی یا کہہ دی۔ اور اس سلسلے میں نہ تو عام آدمی اور نہ ہی کوئی امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ اور نہ ہی انبیاء کرام کو اُن "سلطان القلم" کے قلم کے ظلم سے پناہ ملی۔

☆......ایک طرف امت مسلمہ کے عقائد سے مکمل اتفاق ظاہر کرتے ہیں اور دوسری طرف انہی عقائد کی جڑوں پر حملہ کرتے ہوئے قرآن وسنت کی تشریح کے نام پر غلط عقائد وضع کرتے ہیں!

☆......ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں، دوسری طرف اس کی تشریح میں خاتمیت کو اپنے لئے مخصوص کر لیتے ہیں!

☆......ایک طرف عصمت انبیاء کا تذکرہ کرتے ہیں دوسری طرف انہی انبیاء کی عصمت تار تار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں !

☆......ایک طرف قرآن کریم کی صحت کا اقرار کرتے ہیں دوسری طرف اسی قرآن کی آیات میں نہ صرف تحریف کرتے ہیں بلکہ ان کو شکوک میں ڈالتے ہیں!

☆......ایک طرف احادیث کو مانتے ہیں دوسری طرف انہی احادیث کو (نعوذ باللہ) کوڑے کا ڈھیر قرار دیتے ہیں!

☆......ایک طرف ایک بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں دوسری طرف ساری عمر دوسری بیوی کے حقوق غصب کرتے ہیں!

☆......ایک طرف اسلام کی بات کرتے ہیں، دوسری طرف انہی مسلمانوں کے ساتھ تعلقات سے اپنے پیروکاروں کو منع کرتے ہیں!

☆......ایک طرف اپنے ڈاکٹر سالے کو بوڑھی انگریز عورت سے مصافحہ کرنے سے بھی منع کرتے ہیں، دوسری طرف خود پوری رات تنہائیوں میں نا کتخدا لڑکیوں سے ذاتی خدمت اس طرح کرواتے تھے کہ ان کو سرور میں نہ تھکن ہوتی تھی نہ نیند اور نہ غنودگی!

☆......اسی طرح ایک طرف دشنام طرازی کو سخت برا کہتے ہیں دوسری طرف اسی دشنام طرازی سے مخالفوں کا سینہ چھلنی کرتے ہیں!

☆......اس طرح مرزا صاحب کو بلا تکلف اور بلا توقف تضادات کا ابدی شہنشاہ کا خطاب دیا جا سکتا ہے!

☆......یہ علیحدہ بات کہ مرزا صاحب اپنے ہی دیئے ہوئے معیار کے مطابق ہمیں اور ہر سمجھ دار کی نظر میں ایک مخبوط الحواس شخص قرار پائیں۔ کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں ''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے''۔[ضمیمہ حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲/صفحہ۱۹۱]۔شاید یہ بھی بات ہو کہ بدنام ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

اس آرٹیکل میں ہم آپ کے سامنے ان کی چند گل افشانیاں پیش کریں گے ،اگر سب کو اکٹھا کریں تو یہ ایک پورے رسالے کا مواد بن جائے گا،مگر یہاں ہمارا مقصد اپنے مؤقف کی تائید کے لئے صرف مرزا صاحب کی دشنام دہی کے کچھ نمونہ جات کو دکھانا ہے۔ویسے بھی تو دیگ سے چاول کے چند دانے ہی بتا دیتے ہیں کہ اندر کیا ہے؟

قرآن کریم کے اس حوالے کو پیش کرتے ہوئے ہم مضمون شروع کرتے ہیں ''قل لعبادی یقول التی ھی احسن ان الشیطان ینزغ بینھم ان الشیطان کان للا نسان عدو مبین ۔یعنی اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو کہہ دیں کہ بات بہت ہی اچھی کہا کریں،سخت کلامی سے شیطان ان میں عداوت ڈلوا دے گا،بے شک شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے''۔اس آیت کے پیش کرنے کا مقصد برکت کے علاوہ اس مضمون سے اس کا ہر طرح سے تعلق بھی ہے۔نیز مرزا صاحب کا دعویٰ عام مسلمان کا نہیں بلکہ ایسی ہستی ہونے کا ہے جس کو خدا نے ہر ذی روح سے زیادہ قرآن کریم کے معانی سکھائے ہیں۔اس مضمون سے ان کے اس دعویٰ کا بھی صحیح اندازہ ہو جائے گا۔

حدیث شریف چونکہ قرآن کریم کی تشریح ہے اس لئے بہتر سمجھا گیا کہ اس کو بھی پیش کر دیا جائے۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ ''جب کسی سے اس کا جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دینے لگتا ہے''۔آئندہ سطور سے انشاءاللہ یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ کیا مرزا صاحب حدیث کے مطابق مومن بھی دور کی بات لگتی ہے،منافق تو نہیں؟

دشنام دہی نہ نہ ہمرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ نہ تو سخت زبان استعمال کرتے ہیں اور ان کے منہ یا قلم سے کبھی بھی کوئی دشنام دہی نہیں ہوئی۔

☆......مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ ''میں سچ سچ کہتا ہوں ،جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۱۰۹]۔

☆......ایک دوسری جگہ اپنے اس عمل کی توجیح یا تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں ''قوت اخلاق،چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا

ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے۔اور جو امام الزمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام الزمان نہیں ہو سکتا۔لہٰذا اس پر آیت انک لعلی خلق عظیم کا پورے طور پر مصداق آجانا ضروری ہے''۔[ضرورت الامام/ رخ جلد ۱۳/ صفحہ ۴۷۸]۔

☆......آیئے ہم مرزا صاحب کے افکار کی روشنی میں مختصراً جائزہ لیں کہ وہ کہاں تک اپنے ہی تسلیم اور بیان کئے ہوئے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم بجائے فیصلہ دینے کے حقائق پیش کریں، اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دیں۔کہیں کہیں آپ کو ہماری رائے اور ردعمل بھی ملے گا، مگر ہم نے حتی الامکان فیصلہ اور نتیجہ پڑھنے والے پر چھوڑا ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ یہ سلطان القلم ہیں یا شیطان القلم؟

اظہار ندامت یا دھمکی؛ مرزا صاحب کی اپنے ہم مکتب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے بڑی گاڑھی چھنتی تھی بعد میں چپقلش ایک لمبا عرصہ چلتی رہی، یہ وہی محمد حسین بٹالوی صاحب ہیں جنہوں نے چینیاں والی مسجد لاہور کی اپنی امامت، اپنے حلقہ احباب اور اپنے رسالہ اشاعت السنہ نیز اشتہاروں کے ذریعہ بے پناہ پروپیگنڈہ کر کے مرزا اور اس کے منصوبوں کو پبلک میں رگیدا۔مقابلہ بازی کے دوران بٹالوی صاحب کے مقابلہ میں کسی قدر درشت زبان بھی استعمال ہوتی تھی۔کسی موقع پر زیادہ ہی سخت زبان استعمال کر کے احساس ہوا کہ، طے شدہ حدود سے تجاوز ہو گیا، اس تجاوز پر اب کیسی ندامت کا اظہار ہو رہا ہے کہ ساتھ ہی حشر نشر کی دھمکی بھی ہے۔''میں نادم ہوں کہ نااہل حریف کے مقابلے نے کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔مگر بٹالوی اور اس کے استاد نے مجھے بلایا۔اب بھی بٹالوی کے لئے بہتر ہے کہ اپنی پالیسی بدل لیوے اور منہ کو لگام دیوے ورنہ ان دنوں کو رو رو کے یاد کرے گا''۔[آسمانی فیصلہ/ رخ جلد ۴/ صفحہ ۳۲۰]۔

☆......اب آپ دیکھیں کہ یہ ایک ایسے شخص کا اظہار ندامت ہے جو سلطان القلم ہی نہیں بلکہ ساتھ میں امام الزمان ہونے کا دعویدار ہے۔اور جس کے منہ میں ذرا سی بھی جھاگ نہیں آنی چاہیے۔

☆......کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ اگر انسان حقیقی ندامت محسوس کر رہا ہو تو آئندہ کے لئے پھر یہی فعل دہرانے کی دھمکی بھی ہو، اور دھمکی بھی ایسی کہ مخالف کو روتے بن نہ پڑے گی۔اس کو کیا کہا جائے گا، اظہار ندامت یا آئندہ کے لئے دھمکی؟

☆......یہ تو ایک عام آدمی کے لئے بھی کوئی باعث فخر نہیں، اور کجا وہ شخص ایسی بات کرے جس کا دعویٰ یہ ہو وہ نبی ہے اور نبی بھی ایسا جس کی خبر تمام صحیفے دے رہے ہیں؟

☆......بات صرف دھمکی تک ہی نہیں رہتی بلکہ انہی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے متعلق لکھتے ہوئے کیسے اپنی دھمکی کو

عملی جامہ پہناتے ہیں۔ "کذاب، متکبر، سربراہِ گمراہان، جاہل، شیخِ احمقاں، عقل کا دشمن، بد بخت، طالع منحوس، لاف زن، شیطان، گمراہ، مفتری"۔[انجام آتھم/رخ جلد۱۱/صفحہ۲۴۱و۲۴۲]۔ ویسے مرزا صاحب عدالت میں بھی اقرار نامہ پر دستخط کر کے آئے تھے کہ میں محمد حسین بٹالوی کی آئندہ ہجو نہیں کروں گا۔

لعنت بازی؛ مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں "لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں ہوتا، مومن لعان (لعنت کرنے والا) نہیں ہوتا"۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ۶۶۰]۔

☆......اب ہم دیکھتے ہیں کہ علاوہ اپنی کتابوں میں کئی جگہ دوسروں پر لعنت ڈالنے کہ ایک کتاب میں چار صفحے صرف ایک ہی لفظ لعنت سے بھرے ہوئے ہیں۔۱لعنت ۲لعنت ۳لعنت (اسی طرح لکھتے ہوئے ،ناقل) لعنت ۵۰۵لعنت ۹۷۰ غرضیکہ مکمل ایک ہزار تک گنتی پورے کرتے ہوئے ۱۰۰۰لعنت پر جا کر قلم روکتے ہیں"۔ جہالت کی انتہا دیکھنے کے لئے دیکھئے یہ حوالہ۔[نور الحق/رخ جلد۸/صفحہ۱۵۸تا۱۶۲]۔

☆......دوسری مثال بھی حاضر ہے "مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ، علیهم نعال لعن الله الف الف مرة"۔[انجام آتھم/رخ جلد۱۱/صفحہ۳۳۰]۔

☆......ایسے شخص کو نبی ماننے والو! اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ کوئی نارمل شخص بھی اس طرح لکھتا ہے، کجا وہ شخص جو کہ امام الزماں ہونے کا دعویدار ہو اور کیا اس طرح لعنت ڈال کر خود اپنے کہنے کے مطابق صدیق تو دور کی بات مومن بھی رہ گیا ہے؟

☆......اور جلد ۱۸ میں لکھتے ہیں "محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں" (استغفر اللہ) کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طرح عقل و خرد سے عاری ہو کر لعنتیں ڈالی تھیں؟

☆......حدیث شریف میں آیا ہے "حضرت ابو درداؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرنے والوں سے نہ تو قیامت کے دن شہادت لی جائے گی اور نہ وہ کسی کے شفیع ہو سکیں گے، بحوالہ صحیح مسلم۔

☆......اب آپ بتائیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کسی کو نبی کے درجہ پر فائز کر کے اللہ تعالیٰ اس سے دوسروں پر بے جواز لعنتیں بھی ڈلوائے، اور وہ بھی پاگلوں کی طرح گنتی کر کر کے، اور کیا یہ ممکن ہے کہ نبی سے قیامت والے دن اس کی امت یا ماننے والوں کے بارے میں شہادت نہ لی جائے، اب یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول غلط ہے (نعوذ باللہ) یا پھر (یقیناً) مرزا صاحب اور ان کا دعویٰ نبوت غلط ہے کیونکہ نبی لعان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ شریف آدمی بھی لعان نہیں ہو سکتا۔

دوسروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت؛ مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھیں تو ہر تقدس اور عظمت ان کی ذات پر ختم ہوتا نظر آتا ہے اور جب سیرت مرزا پر نظر ڈالو تو غلاظتوں، ادنیٰ خواہشوں، لالچ، دجل، تحریف، تضاد اور جھوٹ

کے گوہ میں لتھڑا ہوا وجود ملتا ہے۔ان کی تیار جماعت پر نظر ڈالو تو منافقت، تاویلات، جھوٹ کے بادبانوں سے مزین کشتی چندہ میں گہری تاریکیوں میں غوطے کھاتا ہوا انجام سے بے خبر گروہ، جس میں کسی سوار کو یقین نہیں کہ کسی اندھیری منزل تک بھی پہنچے گا یا نہیں، کیونکہ جب ناخدا کا مزاج چاہے کسی کو بھی کشتی سے باہر پھنکوا دے۔اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ مرزا صاحب اور ان کا تیار کردہ گروہ ایک ہی کام کر سکتا ہے اور وہ منافقت یعنی دوسروں کو نصیحت، خود میاں فضیحت۔

☆......مرزا صاحب نصیحت کرتے ہیں کہ ''کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو''۔[کشتی نوح/رخ جلد ۱۹/صفحہ ۶۱]۔

☆......اور اس نصیحت پر عمل درآمد کرنے کے لئے اپنی ذاتی مثال دیتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں ''میں نے جوابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی''۔[مواہب الرحمٰن/رخ جلد ۱۹/صفحہ ۲۳۶]۔

دیکھتے ہیں کہ جس بات سے دوسروں کو منع کر رہے ہیں اور اتنے دھڑلے سے دعویٰ کر رہے ہیں اس پر عملدرآمد کیسے ہوتا ہے؟ کچھ مثالیں حاضر ہیں فرماتے ہیں۔

☆......''اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑ دو گے۔اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا''۔[انجام آتھم/رخ جلد ۱۱صفحہ ۲۱]۔

☆......''مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں''۔[انجام آتھم، ضمیمہ/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۳۰۹]۔

☆......''تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے''۔[انجام آتھم/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۳۳۷]۔

☆......''ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا، اور ساتھ ہی تیرا بھی۔اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو کھا گئی۔اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔اے خبیث کب تک تو جئے گا''۔[انجام آتھم/رخ جلد ۱۱/صفحہ ۳۲۹]۔

حلال زادہ کون؟ مرزا صاحب کا اپنے خاص الخاص حالیوں موالیوں (جنھیں قادیانی معاذ اللہ صحابی کہتے ہیں، ناقل) کی معیت میں عیسائیوں سے مباحثہ ہوا جو پندرہ دن تک چلا اور باوجود مرزا صاحب کے بقول ان کے اندر روح القدس کے کام کرنے کے، خدا کے ارادہ مرزا صاحب کے ارادہ کے تحت ہونے کے، اور کن فیکون کی طاقت ہونے کے بے نتیجہ رہا ہے ہوتے تو نجران کے عیسائیوں کی طرح چند گھنٹے میں فیصلہ ہو جاتا۔مقابل پر عیسائیوں کی ٹیم عبداللہ آتھم کی سرکردگی میں حصہ لے رہی تھی۔اس وقت یہ اتنا مشہور ہوا کہ سارے ہندوستان کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں۔مرزا

صاحب نے پندرھویں دن بغیر مخالف ٹیم سے مشورہ کئے مباحثہ کے اندر اعلان کر دیا اور کہا کہ عام بحث مباحثہ تو ہوتے رہتے ہیں، لیکن میں حیران تھا کہ مجھے خدا نے اس میں کیوں ڈالا ہے۔ مجھے خدا نے کہا ہے کہ اگر فریق مخالف آج کی تاریخ سے پندرہ ماہ کے اندر اپنے غلط عقائد سے توبہ نہیں کرے گا تو اس مدت میں ہاویہ میں بسزائے موت گرایا جائے گا اور خدا کی بات ٹلے گی نہیں! اگر نہ مرا تو میرے گلے میں رسہ ڈالا جائے، منہ کالا کیا جائے، اور پھانسی دی جائے اور میرے دعوے جھوٹے سمجھے جائیں! اب جب عبداللہ آتھم مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق پندرہ ماہ کے (۵ جون ۱۸۹۳ء سے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک) اندر نہ مرا تو نہ صرف یہ کہ اپنی اس جھوٹی پیشگوئی پر شرمندہ ہوتے، توبہ کرتے، الٹا اپنے آپ کو بزعم خود تاویلوں اور جھوٹ کے سہارے سچا قرار دینا شروع کر دیا بلکہ جنہوں نے اس حقیقت کا اظہار بھی کیا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، اس کے علاوہ کئی قریبی ساتھی نہ صرف ان کو چھوڑ گئے بلکہ عیسائی بھی ہو گئے۔ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں "اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم وحیا کو کام میں نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے، ان کا اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں"۔[انوار الاسلام/ رخ جلد ۹/صفحہ ۳۱]۔مرزا صاحب کے فتح کے اپنے پیمانے ہیں اور جو ان کے پیمانوں اور فیصلوں کو تسلیم نہ کرے وہ ان کی نظر میں صرف بے شرم و بے حیا ہی نہیں بلکہ ولدالحرام ہے، کیا اللہ کے بنائے ہوئے نبیوں کی زبان اور تحریر اور سوچ کا یہی معیار ہوتا ہے؟ کیا یہ بیان کردہ مثالیں مرزا صاحب کے اپنے ہی بیان کردہ معیار امام الزمان کے مطابق ہیں؟

مخالفین کو اکسانا: مخالفوں کو مزید کس کس طرح مشتعل کیا جاتا ہے کہ پہلے اپنی کتاب کو قرآن شریف قرار دیتے ہیں بالواسطہ طور پر، اس کے بعد دوسروں کو گالی نکال کر اپنے رسالے کو جواب لکھنے کے لئے اکساتے ہیں، اگر قرآن شریف کو ہی خیال کر لیں یا نعوذ باللہ مرزا صاحب کے مطابق ان کی وحی قرآن کریم کے برابر ہے، کچھ لمحوں کے لئے قرآن کی تشریح بھی سمجھ لیں تو کیا مخالفین کو اکسا کر اشتعال دلا کر اور برے الفاظ کہہ کر جواباً گالیاں تو لے سکتے ہیں مگر علمی بحث نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی معقول جواب مل سکتا ہے۔

☆.....ارشاد مرزا ہے "ہر ایک شخص جو ولدالحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا یا تو اس کے بعد دروغ گوئی اور افترا سے باز آجائے گا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا"۔[نور الحق/ رخ جلد ۸/صفحہ ۱۶۳]۔اب بتائیں کیا کوئی شریف آدمی ان کو یہ حوالہ پڑھ کر جواب دینا بھی پسند کرے گا۔بعد میں اس طرح اکثر یہ دعویٰ کرتے رہے ہیں کہ میری کتاب کا جواب چونکہ کسی نے نہیں دیا اس لئے یہ ایک علمی فتح ہے اور مخالفین کا منہ بند ہو گیا ہے۔

☆......اس طرح کی تعلیوں سے تنگ آ کر جناب پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے ''سیف چشتیائی'' نامی رسالہ لکھا۔وہ رسالہ دیکھتے ہی مرزا جی نے جوارشاد کیا،وہ تاریخ میں محفوظ ہو گیا ہے،ملاحظہ کیجئے ''مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ، ناقل) کی طرف سے پہنچی ہے۔وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین،تجھ پر لعنت،تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی''۔[اعجاز احمدی/رخ جلد۱۹/صفحہ۱۸۸]۔

اپنی گالیوں کا خودنشانہ: بعض دفعہ انسان دوسروں کو گالیاں دے رہا ہوتا ہے،لیکن اس کو خیال نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی اس کی لپیٹ میں آ رہا ہے،اب جو حوالے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا وہ اسی قسم کے ہیں۔

☆......مرزا صاحب فرماتے ہیں ''میری دعوت سب نے قبول کی اور تصدیق کی ماسوائے کنجریوں کی اولاد نے''۔[آئینہ کمالات اسلام/رخ جلد۵/صفحہ۵۴۷و۵۴۸]۔اصل عبارت عربی میں ہے،جماعت کے علماء کے سامنے جب یہ حوالہ پیش کیا جاتا ہے تو وہ اس کا ترجمہ بری عورتیں یا بدکار عورتیں کرتے ہیں،یہ علیحدہ بات ہے کہ صرف جماعت کے عام لٹریچر میں ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب کی اپنی کتابوں میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں وہی ترجمہ کیا گیا ہے جو ہم نے دیا ہے ۔حوالہ کے لئے [روحانی خزائن جلد۱۲/صفحہ۲۳۲و۲۳۵اور روحانی خزائن جلد۱۶/صفحہ۱۷۳و۴۲۷] دیکھیں۔

☆......اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب کی پہلی بیوی (پھجے دی ماں) اور ان کے بطن سے پیدا ہونے والے مرزا صاحب کے حقیقی دونوں بیٹوں (مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد) نے مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا اور ان پر ایمان نہیں لائے،اور مرزا صاحب کی یہ بیگم ان کی ماموں کی لڑکی تھیں اور ان کی والدہ کی بھتیجی اور ان کے نانا کی بیٹی اور پردادا کی پڑنواسی تھیں ،اب اس حساب سے مرزا صاحب کے اپنے ارشاد کے مطابق وہ کیا ہوئیں؟اور مرزا صاحب کے بیٹے کیا ہوئے؟اور مرزا صاحب ان رشتوں کے حساب سے خود کیا ہوئے؟؟؟ہم جماعت کے کیے ہوئے معنی بھی لیں تو کم از کم مرزا صاحب اور ان کے اہل وعیال برے یا بدکار لوگوں کی اولاد ہیں۔برے اور بدکار تو ولی بھی نہیں ہو سکتے کجا نبوت کے دعویدار بنیں!

☆......دوسری جگہ فرماتے ہیں ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں''۔[نجم الہدیٰ/رخ جلد۱۴/صفحہ۵۳]۔مرزا صاحب نے اپنے لٹریچر میں جگہ جگہ اپنے خاندان اور چچازاد بھائیوں کو اپنا دشمن قرار دیا ہے،اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ کیا میرے کنبہ،کیا میرے عزیز واقارب مجھے میرے دعووں میں مکار خیال کرتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ تمام کنبہ اور رشتہ دار دشمن ہیں،اب جس کے اپنے خاندان میں سب کے سب بیابانوں کے خنزیر ہوں اور عورتیں کتیوں سے بڑھی ہوں،اس خاندان سے ایک خود ساختہ جعلی نبی کی جدی مناسبت ہی ہو سکتی ہے مگر کسی نبی اللہ کی نہیں؟

☆......مزید جب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں کہ ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے حقائق ومعارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور زنا کار عورتوں کی اولاد کے سوا سب لوگ مجھے قبول کرتے ہیں۔اس کا

مطلب ہے کہ اس مجہول شخص کے نزدیک سوائے اس کے ماننے والوں کے سب حرامزادے ہوئے۔اور یہ گالی حرامی یا حرامزادہ یا ولدالحرام تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی الہامی دخاندانی گالی ہے اور ان کی کتابوں میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہے۔

☆......ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''یک خطا، دو خطا، سوم مادر بخطا یعنی جو تیسری مرتبہ بھی خطا کرتا ہے اس کی ماں زنا کار ہوتی ہے ''۔[انوار الاسلام/ رخ جلد ۹/صفحہ ۳۲]۔اور خاص بات یہ ہے کہ پہلی دو ایڈیشنوں میں اسی طرح لکھا ہے جس طرح ہم نے حوالہ دیا ہے مگر روحانی خزائن کے جدید سیٹ میں سوم مادر بخطا کے بعد کی عبارت نہیں لکھی اور وہ جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے۔اوپر سے کس دیدہ دلیری اور ڈھٹائی سے جماعت احمدیہ کا یہ دعویٰ کہ ہم مرزا صاحب کی کتابوں میں تحریف نہیں کرتے!

ہمعصر علماء کے بارہ میں نادر خیالات؟ مرزا صاحب کے اپنے ہمعصر علماء اور دوسروں کے بارے میں کچھ مزید نادر خیالات سے مستفید ہوں، لیکن اس سے قبل مرزا صاحب کا یہ ارشاد بھی ذہن میں رکھیں۔

☆......فرماتے ہیں ''فیوض و برکات کا چشمہ علماء ہوتے ہیں۔جن کے ذریعہ عام مخلوق ہدایت پاتے ہیں''۔[ملفوظات /جلد ۶/صفحہ ۳۴۸، حاشیہ]۔اب نادر خیالات کو بھی دیکھ لیجئے، اور مت بھولئے کہ مرزا صاحب نے کبھی دشنام دہی کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا!

☆......''اور جو میرے مخالف تھے۔ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا''۔[نزول المسیح / رخ جلد ۱۸/صفحہ ۳۸۲]۔

☆......''اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ۔بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعداللہ رکھا ہے''۔[حقیقت الوحی/ رخ جلد ۲۲/صفحہ ۴۴۵]۔

☆......یہاں پوری قوم کو رگڑ رہے ہیں، ''مگر یہ نابکار قوم حیا اور شرم کی طرف رخ نہیں کرتی''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۵۴]۔

☆......''اے عورتوں کی عار ثناء اللہ''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد ۱۹/صفحہ ۱۹۶]۔

☆......''اے جنگلوں کے غول، تجھ پر ویل''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد ۱۹/صفحہ ۱۹۳]۔لگتا ہے مرزا کھسروں کی صحبت میں بھی رہے ہیں جو ویل اکٹھی کرنے پر آ گئے ہیں؟

☆......''اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور ہامان سے مراد نومسلم سعداللہ ہے''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۵۴]۔

☆......''آخر هم شیطان الاعمے والغول الاغوی یقال له رشید الجنجو هی و هو شقی کالامروهی ومن الملعونین''۔[انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۵۲]۔ترجمہ: ان میں سے آخری شخص وہ اندھا

شیطان اور بہت گمراہ دیو ہے، جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ امروہی (مولانا احمد حسن امروہی، ناقل) کی طرح شقی اور ملعونوں میں سے ہے۔

☆...... ''پس اے بدذات دشمن اللہ رسول کے''۔[ضمیمہ انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۳۳۴]۔

☆...... مشہور شیعہ بزرگ و عالم جناب علی حائری کے بارے میں فرماتے ہیں ''اور جب میں نے علی حائری جو سب سے جاہل تر ہے، دیکھا تو کہا''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد ۱۹/صفحہ ۱۸۶]۔

☆...... ''اے بدذات فرقہ مولویاں...........[انجام آتھم/ رخ جلد ۱۱/صفحہ ۲۱، حاشیہ]۔

ان گالیوں پر انسان کیا تبصرہ کرے۔گالیاں مرزا صاحب کی ہر کتاب میں سے مل جائیں گی، جن سے مرزا صاحب کی ذہنی کیفیت آشکارا ہوتی ہے!!!

☆...... کیا یہ دشنام دہی نہیں؟

☆...... کیا یہ منہ سے جھاگ نکلنا، آنکھیں نیلی پیلی ہونا نہیں؟

☆...... کیا قرآن کریم کی آیت اور اخلاق کے مطابق عمل ہے جس کا ذکر اوپر کے حوالوں میں کر چکے ہیں؟

قادیانی دوستو ہمیں پتہ ہے کہ پہلا جواب تم لوگوں کا یہ ہوگا کہ علماء نے پہلے گالیاں نکالی ہیں۔اگر مان بھی لیں! تو علماء اور داعی نبوت کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔علماء غلطی کر سکتے ہیں مگر نبی نہیں! ایک شرارتی بچہ تمہیں گالی نکالے یا پتھر مارے تو کیا تم بھی اس سے بڑھ کر گالی نکالو گے اور اس کے سر میں اینٹ مارو گے؟ یا پھر سوچو گے کہ وہ تو بچہ ہے میں بڑا ہوں درگزر کروں یا کم از کم سمجھانے کے لئے احسن راستہ اختیار کروں؟ ایک عالم اور نبی کے درمیان بھی بچے اور بالغ والا فرق ہی ہوتا ہے۔

☆...... حدیث میں آتا ہے ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔بحوالہ بخاری و مسلم۔اب حدیث کی روشنی میں مرزا صاحب کیا ہوئے؟ کیا ایک شخص جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہونے کا دعویدار ہو، اس کا یہی طور طریقہ ہونا چاہیے؟

انگریز عدالتیں؛ لیکن ایک دو حوالے انگریزوں کی عدالتوں کے شاید آپ کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں، وہ انگریز جس کی کاسہ لیسی میں مرزا صاحب نے انتہا کر دی، بلکہ انتہا کے بھی ریکارڈ قائم کئے ہیں اور خوشامد میں ذلت کی پستیوں تک پہنچے ہیں۔اور اپنی اس پستی کی وجہ انگریزوں کی دیانت اور انصاف کے قصے بیان کئے۔

☆...... اس انگریز کی عدالت، جس کے مجسٹریٹ کو مرزا صاحب نے اس کے انصاف کی وجہ سے، اس زمانے کا انصاف کرنے والا پیلاطوس قرار دیا ہے! مرزا صاحب کے بارے میں وہ کیا کہتا ہے؟ ''غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو

انہوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دیئے ہیں، باضابطہ طور پر متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں۔ جن سے ان لوگوں کی ایذا مقصود ہے، جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں .... جو اثر اس کی باتوں سے اس کے باعلم مریدوں پر ہوگا اس کی ذمہ داری انہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ میانہ روی اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی رو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اس کی زد کے اندر آجاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ،گورداسپور ۲۳، اگست ۱۸۹۷ء'') یعنی کہ یہاں صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اشتعال پھیلانے والی تحریریں شائع کرتے ہیں اور ان کے پیش نظر دوسروں کے لئے ایذا رسانی ہوتی ہے۔ اب مجھے قادیانی دوستو بتاؤ کہ نبی اشتعال پیدا کرنے آتا ہے یا امن پیدا کرنے؟ نبی ایذا رسانی کے لئے آتا ہے یا عافیت دینے کے لئے؟ اور کیا نبی کی یہی اخلاقی حالت ہوتی ہے کہ اس کو عدالت سزا کا خوف دلا کر دوسروں کی ایذا رسانی سے باز رکھنے کی کوشش کرے؟

☆......ایک دوسری عدالت میں (ڈپٹی کمشنر جے ایم ڈوئی کی عدالت) میں ایک اقرار نامہ لکھا اس اقرار نامہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ ''مرزا غلام احمد صاحب آئندہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو بطالوی نہیں لکھیں گے اور وہ (مولوی بٹالوی صاحب) قادیان کو کادیان نہیں لکھے گا''۔ خدا کے لئے سوچو کہ کیا ایک نبی اتنا گر سکتا ہے کہ بچوں کی طرح نام بگاڑتا پھرے اور پھر عدالت کے حکم پر باز آئے؟

☆......کیا پھر عدالتوں کے احکام کے باوجود دشنام ترازیوں سے کنارہ کشی کر لی؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۰۴ء میں پھر تیسری مرتبہ عدالت نے مرزا جی کو وارننگ دی اور پہلی دونوں عدالتوں کا اپنے فیصلہ میں حوالہ دیا۔

ڈھٹائی کا عالم: یہ اس نبی کا حال ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ ''ان (علماء، ناقل) نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دیں مگر میں نے ان کو جواب نہیں دیا''۔ [مواہب الرحمٰن/ رخ جلد ۱۹/ صفحہ ۲۳۶]۔ اگر جواب نہیں دیا تو یہ حال ہے اور اگر جواب دیتے تو پتہ نہیں کیا کرتے؟

فہرست: قادیانی جماعت کے مربیوں نے (یہودیوں کے رَبّی ہیں دراصل۔ اور یہ م اختصار ہے مہا کا یعنی مہا رَبّی مطلب یہ نکلا مربی کا بڑے یہودی مولوی) ایک فہرست مرتب کی ہوئی ہے کہ یہ گالیاں قرآن شریف میں ہیں یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیں۔

☆......یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ قرآن شریف میں گالیاں ہیں۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے کسی انسان کی نہیں جس سے جواب طلب کریں۔ مرزا صاحب کا ایک شعر ہے کہ ''تیرا صحیفہ چوموں، قرآن کے گرد گھوموں کہ کعبہ میرا یہی ہے '' اس شعر میں جو دوسرے مغالطے ہیں ان پر اس وقت بات نہیں ہو رہی، بلکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گالیوں والی کتاب کو

مرزا صاحب چوم رہے ہیں اور اس کو کعبہ بنا کر گھوم رہے ہیں۔ برکت کے لئے یا گالیاں سیکھنے کے لئے؟ اگر برکت کے لئے تو قرآن کریم میں کوئی گالی نہیں اور یہ قادیانیوں کی قرآن پاک پر جھوٹا الزام اور ناپاک جسارت ہے۔لیکن اگر قادیانی اس بات پر قائم ہیں کہ قرآن کریم میں گالیاں ہیں تو مرزا کا گالیوں کو کعبہ بنانا کیا پیغام دیتا ہے کہ یہ نبی قادیانی کا ایک نام نبی گالیانی بھی ہے۔

☆......یہاں سوال یہ بھی نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گالیاں دی ہیں یا نہیں۔لیکن قادیانیوں نے اس کو اٹھایا ہے۔ایک طرف تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آقا قرار دیتے ہیں یہ قادیانی حضرات، اگر واقعی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آقا ہیں تو ان کے اوپر ایک بے بنیاد اعتراض ہمارے سامنے کیوں؟ قادیانیوں کے نزدیک ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں، تو کیا کوئی غیرت مند غلام اپنے آقا کے منکروں کے سامنے جا کر یا غیرت مند اولاد اپنے باپ کے منکروں کے آگے جا کر اپنے آقا یا باپ کی بدخوئی کرتے ہیں؟ کیا اپنے باپ کے منکروں کو بتاتے ہیں کہ اے منکرو ہمارے باپ کا کام گالیاں دینا ہے؟ تُف ہے تم پر ایسے جواب دینے والے بے غیرتو۔اچھی باپ اور آقا کی عزت بنانے کے دعویدار ہو؟ اور اگر یہ بات نہیں تو تمہارا دعویٰ حُب رسول غلط ہے اور تم مرزا غلام اے قادیانی کے چیلے ہو، جو کہ دشمن شرافت ،دشمن ایمان، دشمن قرآن ہے!

☆......مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نعوذ باللہ محمد کی دوسری بعثت قرار دیا ہے۔یہ جواب دو کہ یہ بعثت نعوذ باللہ گالیوں والے کی ہے؟ دوسری بعثت کا نظریہ ایک بہت بڑا جھوٹ اور مرزا صاحب کا فراڈ ہے، لیکن یہ موقع اس پر بحث کا نہیں ،صرف مرزا صاحب کے بیان پر سوال ہے۔اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی بعثت مراد ہے تو تمہارا گالیوں والا الزام بے بنیاد ،بہتان، جھوٹ، خباثت کی بدترین قسم ہے، اور اگر وہ مراد نہیں تو پھر گالیوں والے کسی پیغمبر کے پیروکار یا بعثت ثانیہ، ثلاثہ ،چہارم وغیرہ ہیں تو جائز ہے کہ مرزا صاحب ساری عمر گالیاں دیتے رہے اور اس طرح اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کرتے رہے۔

☆......قادیانی مربیو، اور ان کے پیچھے بھیڑ کی طرح بغیر سوچے سمجھے چلنے والو! اصل بات یہ ہے کہ!

☆......قرآن کریم نے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کوئی اور کہیں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں تو ایک کسی خصلت کو ظاہر کرنے کے لئے۔

☆......دوسرے ایک یا دو الفاظ ایک وقت میں نہ کہ ایک ہی سانس میں دس دس بیس بیس گالیاں۔

☆......اور تیسرے کسی کا خاص نام لے کر نہیں بلکہ عمومی رنگ میں۔

☆......اور چوتھے کسی ذاتی رنجش اور دکھ کے جواب میں گالی نہیں دی، بلکہ جو لوگ رسول اکرم کو بے انتہا دکھ دیتے رہے وہ ان کے لئے بھی رحمت کی دعا کرتے رہے۔

اصل سوال اس مضمون کا یہ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ امام الزمان ہیں! بطور امام الزمان کے وہ گالی

کا جواب بھی دے سکتے ، کجا یہ کہ خود کسی کو گالی دیں۔ اور ان کا دعویٰ بھی ہے کہ انہوں نے کبھی دشنام دہی نہیں کی اور نہ ہی جواب میں کسی کو گالی دی! کیا مرزا صاحب نے ابتدا، یا جواب میں ہی سہی گالیاں نکالی ہیں یا نہیں؟

☆......قند مکرر کے طور پر بطور یاد دہانی پھر مرزا صاحب کے الفاظ میں ہی عرض کرتے ہیں ''قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے۔ اور جو امام الزمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام الزمان نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس پر آیت انک لعلی خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آ جانا ضروری ہے''۔ اس سے قبل دیئے گئے حوالہ جات ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے فتوے اور دیئے گئے معیار کی رو سے امام الزمان نہیں ہیں۔ جو لوگ اس کردار و اقرار اور ثبوت کی موجودگی کے باوجود بھی ان کو امام الزمان سمجھتے ہیں تو ہم صرف ان سے یہی درخواست کریں گے کہ افلا یتدبرون القرآن (سورۃ نساء آیت ۸۴) پس تم کیوں نہیں غور کرتے؟

مرزا غلام اے قادیانی کیسے عکس رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے دعویدار ہیں، کیسے محمد ثانی ہونے کے مدعی ہیں (نعوذ باللہ)؟ کہ ذرا ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو کر بھٹیارنوں کی طرح نہ صرف شخصیتوں کو بلکہ اس علاقے کی زمین کو بھی تا قیامت ملعون قرار دے رہے ہیں؟

☆......جس کے بروز ہونے کا ظل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں، وہ تو سراپا رحمت تھے! وہ تو رحمت اللعالمین تھے! ان پر راستے سے گزرتے ہوئے گند پھینکنے والی ایک دن موجود نہیں تھی، اس کو بجائے برا بھلا کہنے کے اس کا حال پوچھنے چلے گئے، اور یہاں مرزا صاحب گالیاں نکال رہے ہیں، جواب دے رہے ہیں۔ آئندہ بھی گالیوں سے فنا کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں! دوسرے مذاہب کے ساتھ جو سلوک مرزا صاحب نے کیا ہے اس کے نتیجے میں بعض بدنصیب آریوں اور ہندوؤں، عیسائیوں نے جو گند اُچھالا ہے اور اُچھال رہے ہیں وہ دنیا بھر کے مسلمان بھگت رہے ہیں کہ قادیانی جماعت کا اسلام سے تعلق نہ ہونے کے باوجود اپنا مسلمان ہونے کا پروپیگنڈہ کرنا ہے۔ اور دوسرے مذاہب کے لوگ لاعلمی کی وجہ سے زندیقوں کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں۔

☆......اگر مرزا صاحب مسلمان ہیں تو اسلام کے اندر کسی نئے نبی و رسول کی گنجائش نہیں، اس لئے مرزا صاحب کے دعوے غلط ہیں یا وہ مسلمان نہیں!

لیکن اگر چند لمحے کیلئے مرزا صاحب کو مسلمانوں کا نبی ہی سمجھ لیں تو کیا یہ رویہ ایک نبی کا/نبیوں کے مثیل کا/رسول کریم کی پیشگوئیوں کے مصداق کا/ان کے ظل و عکس کا ہو سکتا ہے یا ہونا چاہیے؟؟؟ مرزا صاحب نے دوسرے

مذاہب اوران کی کتابوں، خداؤں، نبیوں کے بارے میں جو خامہ فرسائیاں کی ہیں وہ ایک علیحدہ اور تفصیلی باب بلکہ کتاب کا متقاضی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو آئندہ کسی دوسرے مضمون میں۔

چھوٹی سی مثال؛صرف ایک چھوٹی سی مثال بطور جھلک کہ مرزا صاحب کے دوسرے مذاہب پر اعتراضات کیسے ہیں؟ کیا علمی اعتراضات ہیں یا محض اعتراض کے نام پر اپنے خبث کا اظہار کرر ہے ہیں؟

☆......مرزا صاحب آریوں کے خدا کے متعلق فرماتے ہیں''آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہوتا ہے، سمجھنے والے سمجھ جائیں''۔[چشمہ معرفت/ رخ جل ۲۳/صفحہ ۱۱۴]۔مرزا صاحب کے دماغ کی رسائی یہاں تک ہی تھی کہ کتاب کا نام چشمہ معرفت ہے اوراس میں بات پر زور ہے''ناف سے دس انگل نیچے کا''۔کیا مرزا صاحب کا چشمہ معرفت ناف سے دس انگلی نیچے تھا؟ کیا یہ کوئی علمی اعتراض ہے، یا مرزا صاحب کے (اپنے اعترافی بیان کے مطابق ان کو چوڑھیوں، کنجریوں سے)ذاتی تجربہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا اعتراض ہے؟

''مرزا صاحب کا حال بقول شاعر یہی ہے کہ۔

ناوک نے تیرے کوئی صید نہ چھوڑا زمانے میں''

مرزا صاحب کے کلام کے صرف چند نمونے ہی پیش کئے گئے ہیں۔

☆......کیا ایک نبی اللہ دوسرے مذاہب والوں کو اخلاقی طور پر اتنا گر کر بھی نشانہ بنا سکتا ہے؟

قادیانی عزیزو اور دوستو؛ سے سوال کرتا ہوں کہ آیا مرزا غلام احمد بانی جماعت قادیانی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں؟ ہر شریف اور انصاف پسند ایماندار آدمی کا جواب ہوگا کہ!

☆......یقیناً نہیں، یقیناً نہیں، یقیناً نہیں!

☆......کیا یہ اس اخلاق اور کیریکٹر کے ساتھ، جو کہ ہم سطور بالا میں مع ثبوت پیش کر چکے ہیں، اس مقام پر جائز ہو سکتے ہیں جس کا ان کو دعویٰ ہے؟

☆......کیا یہی امام الزمان ہیں جن کی خبر سب نبیوں نے دی تھی؟

☆......اگر تو اخلاق سے عاری امام الزمان کی بات یا خبر تھی تو پھر ان ہی کے لئے تھی۔

☆......لیکن اگر مقرب خدا کی خبر تھی تو پھر احمد یو ایک بار پھر دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دو کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب کا کیریکٹر ،مرزا صاحب کے اپنے بھی بتائے ہوئے معیار کے مطابق بھی ایک امام الزمان کا ہی کیریکٹر ہے؟

☆......کیا نبی اللہ/مہدی/مسیح/مجدد/کسی سمجھدار آدمی کا بھی کیریکٹر گالیوں کی مشین گن چلانے کا ہوتا ہے؟

☆......اوراوپر سے یہ تعلّی کہ''خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق

کے ساتھ بھیجا''۔[اربعین ۳/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۲۶]۔کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو گالیاں دینے ،غلط کام کرنے اور پھر نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اس کا انکار کرنے کی تہذیب دے کر اپنے مقربین کو بھیجتا رہا ہے؟ آپ اگر باضمیر ہیں تو آپ کا یہ فیصلہ ہوگا کہ مرزا صاحب کے کیریکٹر والے بندے نہ تو خدا کے مقرب ہو سکتے ہیں اور نہ ہی امام الزمان اور نہ ہی شریف آدمی!

☆......ان خودساختہ رسول صاحب کے تہذیب واخلاق کے نمونے آپ نے دیکھ ہی لئے ہیں،اور ایسے نمونے ان کی تمام کتابوں میں کافی زیادہ موجود ہیں۔مزید کیا کہوں،بہتر یہی ہے کہ میں مرزا صاحب کے ہی ایک شعر پر اس بات کو یہاں بند کرتا ہوں............ ؎

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے
[قادیان کے آریہ اور ہم/ رخ جلد ۲۰/صفحہ ۴۵۸]

فاعتبرو یا اولی الابصار

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قادیانی خلیفہ مرزا مسرور اور لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِین

قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد نے اپنا ۳ مارچ ۲۰۰۶ء کا سارا خطبہ ایک دن قبل ''روزنامہ جنگ لندن'' میں جناب جاوید کنول نمائندہ جیو و جنگ کی چھپنے والی خبر پر دیا ہے، اور جس میں انہوں نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں ''لعنت اللہ علیٰ الکاذبین '' اس خطبہ کے نتیجے میں، میں بھی اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں کہ جھوٹوں پر لعنت ڈالنے میں ان کی تائید کروں۔ لیکن مرزا صاحب کا خطبہ سنیں تو وہ اپنے عقائد کی اور اس بات کی تردید کر رہے ہیں جس کا سارے فسانے میں ذکر بھی نہ تھا۔

اگر ہم جنگ لندن کی خبر پڑھیں تو ہمیں یہ پوائنٹس ملتے ہیں [۱] مرزا مسرور صاحب نے ڈنمارک کا دورہ کیا۔ [۲] مرزا صاحب کی ڈنمارک کی ایک وزیر سے ملاقات ہوئی، جس میں سرکاری حکام بھی شامل تھے۔ [۳] مرزا مسرور صاحب نے اپنی جماعت کو اصلی اور بہتر مسلمان قرار دیا۔ [۴] جہاد کو منسوخ قرار دیا اور یہ تاثر دیا کہ سوائے سعودی عرب کے اور باقی دنیا میں مسلمان جہاد پر یقین نہیں رکھتے۔ [۵] اب مرزا غلام احمد ہی تا قیامت نبی ہیں اور انہوں نے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے اور کئی اسلامی احکامات تبدیل کر دیئے ہیں۔ [۶] اسی وجہ سے ڈینش اخبار کو جہاد پر بارہ [۱۲] کارٹون شائع کرنے کا حوصلہ ہوا ہے۔ [۷] آپ کے مربی نے وہاں اخباروں میں احتجاج کیا ہے۔

ہم ان باتوں کا تجزیہ کرتے ہیں کہ کیا واقعی جنگ کے رپورٹر نے جھوٹ بولا ہے، یا اب مرزا مسرور صاحب کے دورہ کے جو نتائج برآمد ہو رہے ہیں ان کی ذمہ داری سے بچنے کے لئے خطبات دیئے جا رہے ہیں اور اپنی جماعت کے افکار چھپانے اور اپنا چہرہ بچانے کے لئے قانونی کارروائی کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی بھی قسم کی قانونی کارروائی کی ان کے پاس کوئی بنیاد نہیں، اور قانونی کارروائی، قادیانی جماعت کے لئے ہر دور، ہر ملک میں خسارے کا سودا ثابت ہوئی ہے۔

[۱]..........مرزا مسرور صاحب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے ستمبر ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک کا دورہ کیا۔ اس دورہ میں انہوں نے کیا کیا اور کہا، تفصیلی موضوع ہے، ہم ایک دو باتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مرزا مسرور صاحب نے پریس کے نمائندہ کو کہا کہ ''ہم عیسائیت کی تعلیم کے مطابق کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی پیش کر دو، اپنا دوسرا گال بھی پیش کرنے آئے ہیں''۔ جناب مرزا مسرور صاحب اس پر میرے سوال یہ ہیں۔ [۱] آپ خود کو اسلام کا اصل نمائندہ کہتے ہیں اور آپ کی عملی پوزیشن یہ ہے کہ آپ کو پوری اسلامی تعلیم میں ایک بھی ایسا قول نہ ملا جس سے آپ اسلام کی متوازن و امن پسندی کی تعلیم ظاہر کر سکتے۔ ملا بھی تو صلیبی مذہب سے، جس کے بارے میں آپ کے پڑدادا اور بانی جماعت احمدیہ کا کہنا ہے کہ ''اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے، جس کو دیمک کھا چکی ہے''۔ [بحوالہ ملفوظات

/جلد۸/صفحہ۵۳/انڈیکس][۲]دوسرے آپ کی جماعت کے گالوں پر ڈنمارک میں کون سے تھپڑ پڑ رہے تھے کہ آپ کو دوسرا گال پیش کرنے کی ضرورت پڑ گئی؟ آپ تو الٹا وہاں مسلمانوں کے حقوق پر بھی قبضہ جمائے ہوئے ہیں اور آپ کے اس سے قبل ایسے کوئی بیان نہیں کہ جس سے ظاہر ہو کہ ڈنمارک میں آپ کی جماعت کو کوئی تکلیف ہو؟[۳] آپ نے بانی جماعت احمدیہ کی متابعت میں یہ کیوں نہ کہا کہ اے بد بودار مذہب والو! ہم (پاک صاف) لوگ اپنا دوسرا گال بھی پیش کرتے ہیں؟ کیونکہ اگر آپ اپنے پڑدادا کے سچے جانشین ہیں، اور حق بات بیان کرتے ہیں تو یہاں آپ نے منافقت سے کام لیا یا اپنے دادا کا قول بھول گئے، آپ کے پڑدادا فرماتے ہیں ’’عیسائیت ایک بد بودار مذہب ہے‘‘۔ بحوالہ[دافع البلاء /رخ جلد ۱۸/صفحہ۲۴۲]۔

[۲]..........مرزا مسرور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایک ریسیپشن میں وزیر سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ایسی ریسیپشن دی ہی اس لئے جاتی ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیال ہو اور خوشگوار ماحول میں، ہلکے پھلکے انداز میں ایک دوسرے کو اپنا مئوقف واضح کر دیا جائے، اب یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے موقع سے مرزا مسرور فائدہ نہ اٹھائیں اور اپنی جماعت کو دوسرے مسلمانوں سے بہتر ثابت کرنے کے لئے اپنے پڑدادا کی نبوت کا نہ بتائیں اور اپنی جماعت کی امن پسندی ظاہر کرنے کے لئے اپنی (خود ساختہ) نبوت کے بل پر جہاد کی منسوخی کا جو اعلان کیا ہے اس کے متعلق نہ بتائیں؟ لیکن کیا اس کے ساتھ انہوں نے ان حکام اور وزیر کو یہ نہیں بتایا کہ جہاد کی منسوخی کے ساتھ ان کے پڑدادا کا ایک عہد یہ بھی تھا ’’بخدا میں صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوڑوں گا‘‘۔ بحوالہ[کرامت الصادقین/رخ جلد۷/صفحہ ۹ /۷/انڈیکس صفحہ۴۷]۔ اور اگر انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی جماعت کے متعلق یہ نہیں بتایا تو کیا وہ اپنے پیشرو، خلیفہ ثانی کی طرح، یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ، اپنے پیشرو سے بھی زیادہ قریب اور بہتر انداز سے دیکھنے کے لئے اس ریسیپشن میں شامل ہوئے تھے؟ بہر حال وہ بڑے آدمی ہیں، بڑے لوگوں کی بڑی باتیں، وہی جانیں؟

[۳]..........کیا مرزا مسرور صاحب اپنے کو دنیا میں سب سے بہتر اور اپنی جماعت کو بہتر مسلمان نہیں سمجھتے اور کہتے؟ کیونکہ بانی جماعت نے اپنی جماعت کو نہ صرف بہتر مسلمان قرار دیا ہے بلکہ اپنے کو سب نبیوں سے افضل قرار دیا ہے اور صرف اپنے ’’مذہب‘‘ کو عزت والا کہا ہے کہ ’’وہ دن آتے ہیں، بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا‘‘۔[بحوالہ براہین احمدیہ ۵/ رخ جلد۲۱/صفحہ ۹۵]۔ اور ان کے پیشرو والہامی مصلح موعود فرماتے ہیں ’’اور جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں، میں نے بھی بارہا بتایا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے..........لیکن اگر دین کا معاملہ آئے گا تو پھر ان بادشاہوں کو ہماری اطاعت کرنی ہوگی‘‘۔[بحوالہ خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد/ اخبار الفضل قادیان/ جلد۲۵/نمبر۱۹۹/صفحہ ۶، ۹/مورخہ ۲۷، اگست ۱۹۳۷ء] اوپر دی گئی گائڈ لائن کو مرزا مسرور صاحب اگر تسلیم کرتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مرزا مسرور صاحب نے اپنی

جماعت کو دوسروں سے بہتر مسلمان نہ کہا ہو، یہ علیحدہ بات کہ مصلحتاً اپنی ذات کو اتنا سامنے نہ لائے ہوں؟ اور اگر مرزا مسرور صاحب اوپر بیان کردہ گائیڈ لائن کو فالو آن نہیں کرتے تو ان کی حیثیت اور عہدہ سوالیہ نشان کی زد میں آتا ہے کہ پھر وہ کس کی گائیڈ لائن پر چلتے ہیں؟

[۴]............ جماعت احمدیہ اپنے بانی کی تعلیم کو پھیلاتے ہوئے اکثر یہ پروپیگنڈہ کرتی ہے کہ اب جہاد کو خدا کے نبی اور رسول نے، خدا سے الہام/ وحی پا کر منسوخ کر دیا ہے۔ اب دین کے لئے تلوار/ بندوق کے جہاد کی ضرورت نہیں رہی۔ جیسے بانی جماعت احمدیہ اپنی ایک نظم میں کہتے ہیں ۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

نبوت کے دعاوی کو اس جگہ نظر انداز کرتے ہوئے ہمارے سوال یہ ہیں کہ [۱] کیا مرزا مسرور صاحب جہاد کی منسوخی کی وحی کے الفاظ بتا سکتے ہیں؟ کس زبان میں کب نازل ہوئی؟ [۲] جس جہاد کو مرزا صاحب اور ان کی ذریت حرام اور منسوخ قرار دے رہی ہے وہ ہے کہاں اور تھا کہاں؟ حرام تو اس کو قرار دیا جاتا ہے جس پر عمل ہو رہا ہو، اور جب مرزا صاحب جہاد کو حرام قرار دے رہے تھے تو اس وقت جہاد کہاں ہو رہا تھا؟ کون کر رہا تھا، اس وقت کی حکومت کے آنے سے ہر طرف امن ہو گیا تھا، اور اسی وجہ سے بقول مرزا صاحب کے، وہ انگریز حکومت کو محسن سمجھ کر اس کی حمایت اور تعریف کر رہے تھے اور اس کی سیاسی مخالفت بھی کرنے والے کو حرامی قرار دے رہے تھے۔ [۳] دوسرے منسوخ اس حکم کو کیا جاتا ہے جو نافذ ہو، اور اسلام میں دین کے لئے قتل کرنا، حملے کرنا، جبر سے کسی کا عقیدہ بدلنے کی اجازت ہی نہیں۔ قرآن صاف کہہ رہا ہے کہ ”لا اکراہ فی الدین “۔ یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ تو اب مرزا مسرور صاحب فرمائیں کہ ان کے پڑدادا نے کس کے حکم کو اور کس چیز کو منسوخ کیا ہے؟ اسلام میں تو ان کے پڑدادا کے تصوراتی جہاد (دین کے لئے لڑنے) کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ [۴] دین کے لئے لڑنے کی ترغیب اور تربیت تو جماعت احمدیہ ایک پیدائشی احمدی کے کان میں اس کی پیدائش سے ہی ڈالنا شروع کرتی ہے اور پھر مرنے تک ہر ذیلی تنظیم کے ہر اجلاس میں اس کو یہ عہد دہرانا پڑتا ہے ”میں خلافت احمدیہ کو قائم رکھنے کی خاطر اپنی جان، مال، عزت، غرضیکہ ہر شے ہر وقت قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ اب کیا مرزا مسرور صاحب فرمائیں گے کہ کیا یہ ”دین کے لئے جان“ بغیر لڑنے کے کیسے دی جائے گی؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چور اپنی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے دوسروں کی طرف انگلی اٹھا اٹھا کر ان کو چور کہہ رہا ہے؟ [۵] مرزا مسرور صاحب، آپ کے پڑدادا کو علم تھا مگر انہوں نے اس کو جان بوجھ کر نہیں اٹھایا کہ اسلام نے کس جہاد کا حکم یا اجازت دی ہے۔ ”قرآن کریم صاف کہتا ہے کہ تمہیں کسی پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں بلکہ جب تمہارے ملک، تمہاری املاک تمہاری جانوں پر حملہ ہو، یا لڑائی کے ذریعہ تمہیں اپنے دین پر عمل کرنے سے روکا جائے تو اس کے خلاف لڑو اس وقت تک

کہ جب تک تم سے خطرہ دور نہ ہو جائے یا تم شہید نہ ہو جاؤ''۔اب مجھے بتائیں کہ اس جہاد کو منسوخ کیا ہے مرزا صاحب نے ،تو پھر احمدی ہر ملک میں جماعت کی ہدایت کے تحت فوج میں کیوں جاتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے مختلف دور میں نہ صرف خود نیم فوجی تنظیمیں کھڑی کیں بلکہ پاکستان کی فوج میں بھی ایک سپیشل بٹالین ''فرقان فورس'' کے نام سے قائم کروائی۔[۶] مرزا صاحب بڑے فخر سے ذکر کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے انگریزوں کو پچاس گھوڑے اور سوار جنگ کے لئے مہیا کئے اور آج بھی جہاں دو انگریز بیٹھے ہوتے ہیں جماعت یہ قصہ دہراتی ہے، کیا وہ جہاد تھا یا نہیں؟[۷] جس جہاد کی قرآن اجازت دے رہا ہے کیا وہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے یا بین الاقوامی طور پر ایک تسلیم شدہ امر ہے؟ اور کیا اس جہاد کی امریکہ، یورپ، ایشیا، یا کسی بھی ملک کو یا کسی بھی مذہب کے ماننے والوں کو ممانعت ہے؟

[۵]..........کیا مرزا صاحب کو آپ اب تا قیامت نبی نہیں مانتے ؟ کیا مرزا صاحب کا یہ دعویٰ نہیں کہ اب تا قیامت جو بھی کوئی اگر آیا تو میری امت میں سے آئے گا؟ کیا مرزا صاحب کا یہ دعویٰ نہیں کہ ''میں سب نوروں میں سے آخری نور ہوں'' اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا مرزا صاحب کا یہ دعویٰ نہیں کہ اب نجات صرف ان کو نبی تسلیم کرنے میں ہے ؟اگر آپ ان دعوؤں اور مطالب کو بیان نہیں کرتے تو پھر آپ اوپر دیئے گئے حوالوں کی تردید کریں اور ہم کو بتائیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا تھا یا آپ کا عقیدہ کیا ہے؟

[۶]..........جاوید کنول صاحب نے یہ کہاں لکھا ہے کہ توہین آمیز خاکے، آپ کے حکم سے لگے ہیں؟ بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ جن عقائد کو آپ تسلیم کرتے ہیں اور جن کے پرچار کے لئے آپ نے ڈنمارک کا سفر کیا اور وہاں کے حکام تک ان عقائد کو اس دعوے کے ساتھ پہنچایا کہ آپ ۲۰۰ ملین احمدیوں کے سربراہ ہیں، ڈینش پریس نے ان کی وجہ سے حوصلہ پا کر کہ جہاد ایسا موضوع نہیں جس پر آواز اٹھے گی ایسے غلیظ کارٹون شائع کئے۔

[۷]..........آپ نے کہا کہ آپ کے مبلغ نے احتجاج کیا، مضمون لکھا، اور جماعت کا وفد ان کو ملا۔کیا یہ احتجاج ،ان باتوں پر پردہ ڈالنے کی ایک منافقانہ کوشش تو نہیں جو ستمبر میں آپ نے ڈینش حکام سے کیں اور غالباً جن کے نتیجہ میں ڈینش اخباروں کو توہین آمیز مواد شائع کرنے کا حوصلہ ہوا؟ کیونکہ جماعت احمدیہ کی پوری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب بھی کوئی توہین آمیز مواد شائع ہوا، جماعت نے کسی بھی ریزولیشن کی، ہر قسم کے احتجاج کی یہ کہتے ہوئے مخالفت کی کہ ہم ان چیزوں کے قائل نہیں بلکہ علمی رنگ میں ان کا جواب دیں گے، لیکن جواب بھی نہ دیا۔اس کی ایک مثال مرزا غلام احمد بانی جماعت، کی زندگی میں بھی ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ کے نام احتجاجی مراسلہ تک بھیجنے کی مخالفت کی، یعنی دل آزار کتب، ''امہات المومنین''، ''رنگیلا رسول''، ''شیطانی آیات'' وغیرہ غرضیکہ ہر موقع پر جماعت کا کردار تماشائی کا رہا، اب کیسے ممکن ہوگیا کہ جماعت نے اپنے بانی کے طریقہ کار کی خلاف ورزی کرتے ہوئے احتجاج ریکارڈ کرانا شروع کر دیا؟ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے؟ بلکہ آپ کے پیشرو جو مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں نے ایک بار کہا تھا کہ ''وہ کیسا

نبی ہے جس کی عزت کے لئے خون کرنا پڑے''۔ لیکن تھوڑے عرصے کے بعد خدا نے ان کے منہ پر جوتا مارا، جب ان کی اپنی ذات پر الزام لگے تو انہوں نے انتہائی جوشیلے خطبات دے کر نہ صرف جماعت کو مشتعل کر کے مخالفین کے گھروں کو آگیں لگوائیں، مارا پیٹا اور حتیٰ کہ قتل بھی کروائے۔ اور ایک خود ساختہ روحانی خلیفہ کے لئے خون بہایا گیا اور اس خلیفہ نے پھانسی پانے والے قاتل کا جنازہ بڑی شان سے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بات اس کے منہ پر پلٹا کر ماری، لیکن آپ لوگ ہیں کہ پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔

مرزا مسرور صاحب کیا آپ بتانا پسند فرمائیں گے کہ، جو پوائنٹس روزنامہ جنگ کے رپورٹر نے لکھے ہیں کیا آپ ان عقائد کی تبلیغ نہیں کرتے؟ کہیے کہ لَعنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبین

مرزا مسرور صاحب کیا آپ کا دعویٰ نہیں ہے کہ آپ ۲۰۰ ملین سے زیادہ احمدیوں کے خلیفہ ہیں؟ کیا یہ تعداد صحیح ہے؟ اگر صحیح سمجھتے ہیں تو کہیے کہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔

مرزا مسرور صاحب کیا آپ کے پڑدادا نے جس جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا ہے وہ اسلامی تعلیمات میں ہے؟ اگر ہے تو کہیے کہ لَعنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبین۔

مرزا مسرور صاحب جو عقائد آپ کی جماعت پھیلا رہی ہے، اور جس طرح بے جواز اپنا دوسرا گال پیش کر کے مسلمانوں کے نام پر اور ان کی طرف سے پیش کر کے بعض غلط کار اور انتہا پسندوں کو تھپڑ مارنے کی ترغیب دے رہی ہے اس کا لازمی اور ایک ہی نتیجہ نکلے گا کہ غلط کاروں نے جو دریدہ ذہنی کی ہے، وہ بار بار ایسا کریں۔ ہمارا آپ کو مشورہ ہے کہ آپ نہ تو مسلمان ہیں اور نہ ہی آپ کو مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ہے، اس لئے جو بھی آپ اپنے مذہب کی ہفوات پیش کرنا چاہیں ان کو اپنے مذہب کے نام پر ہی پیش کریں، نہ کہ اسلام کے نام پر، تا کہ ان کے نتائج مسلمانوں کو نہ بھگتنے پڑیں، بلکہ آپ خود ہی بھگتیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ پر ان معروضات کا کم ہی اثر ہوگا کیونکہ آپ مسلمانوں اور عیسائیوں، دونوں کے دشمن ہیں، اور اس طرح کی باتیں اور طریقے اختیار کر کے آپ دونوں کو لڑا کر اپنا اُلو سیدھا کرنے کے چکر میں ہیں، میں یہ بات بے بنیاد نہیں کہہ رہا بلکہ آپ اپنے پڑدادا کے مشن کو لے کر چل رہے ہیں اور ان کا مشن کیا تھا؟ عیسائیوں کے متعلق مرزا غلام اے قادیانی کہتے ہیں ''عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں اور وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے''۔ [بحوالہ، دافع البلاء/ رخ جلد ۱۸/ صفحہ ۲۴۰]۔ اگر اس شخص کی عیسائیوں سے کوئی صلح نہیں تو آپ اس کے جانشین ہیں اور جس کی تعلیم پھیلانا آپ کی مذہبی، اخلاقی اور خاندانی ذمہ داری ہے کیسے صلح ہو سکتی ہے؟ اور مسلمانوں کے بارے میں کہتے ہیں ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (بدکار عورتیں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی''۔ [بحوالہ، آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد ۵/ صفحہ ۵۴۷، ۵۴۸]۔ اور کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ ڈیڑھ سے دو ارب

مسلمانوں میں کتنے ہیں جو مرزا غلام اے قادیانی کی کتابوں کو محبت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں اور عمل کر رہے ہیں؟ اگر ان کی ایک بھاری تعداد مرزا غلام اے قادیانی کا انکار نہیں کر رہی اور ان کو رد نہیں کر رہی، اور ان کو جھوٹا مدعی نبوت نہیں سمجھ رہی تو خطبے میں دوبارہ ان باتوں کو دہرا کر کہیئے کہ!

لعنت اللہ علیٰ الکاذبین

اور اگر ایک بہت بھاری تعداد مرزا غلام اے قادیانی کا انکار کر رہی ہے تو کیا ان کو بدکار عورتوں کی اولاد کہنا، کسی بھی طرح پیغمبرانہ روایت ہے، بلکہ کیا معمولی شرافت کا بھی مظاہرہ ہے، کجا نبوت کا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چھوڑ دو تم

مذہب اسلام میں احکامات اوران کی تشریح کے لئے قرآن کریم کے بعد کتب احادیث کی اہمیت سے مسلمان تو کیا کافروں کو بھی انکارنہیں۔اوراس دور کے خودساختہ نبی مرزا غلام اے قادیانی نے بھی اس مؤقف سے اتفاق کرتے ہوئے ایک مرتبہ کہا کہ۔

کیوں چھوڑتے ہولوگو نبی کی حدیث کو

جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

مجھے ان کی یہ بات اچھی لگی،اسی لئے میں مجبور ہوں کہ اس بات میں ان کی تائید کروں۔ویسے بھی یہ اس دور کی بات ہے جبکہ ابھی ڈھکے چھپے لفظوں میں آئندہ کی نبوت کی تیاری ہو رہی تھی۔مرزا صاحب نے ختم نبوت پر جوڈاکہ ڈالا ،عقائد کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور اپنے آپ کو نبی قرار دے لیا۔

اس کے جواز ڈھونڈنے میں مرزا صاحب نے (کم سے کم الفاظ میں بیان کیا جائے تو انتہائی بے شرمی کے ساتھ) نہ صرف پہلی مذہبی کتب پر بلکہ قرآن کریم پر بھی دست درازیاں کیں،تحریف کی،جھوٹ باندھے اورمن مانے تراجم وتفاسیر کیے،اسی طرح اپنی خانہ ساز نبوت کو بحق ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب نے احادیث پر،اس کے بیان کرنے والوں پر بھی اپنی چیرہ دستیوں کا ہاتھ دراز کیا،چاہا تو کسی امام کے قول کو حدیث قرار دے دیا،چاہا تو ایک بار حدیث کو بے سند قرار دے کر،پیسہ اکٹھا کرنے کے لئے پھر اسی کو پیشگوئی قرار دے دیا۔اور جس حدیث کو انہوں نے چاہا رد کیا چاہے وہ ثقہ ترین احادیث میں سے ہو،اور جس حدیث کو چاہا،بطور دلیل کے پیش کر دیا چاہے وہ کتنی ضعیف ہی کیوں نہ ہو اور اس حدیث کے ضعیف ہونے کے کتنے ہی زبردست شواہد ہیں۔

جیسا کہ لکھتے ہیں ’’تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں،جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں‘‘۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد۱۹/صفحہ۱۴۰]۔یہ تو اقرار کر رہے ہیں لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی بلکہ کئی احادیث کے من مانے ترجمے کئے اور جو باتیں احادیث میں نہیں تھیں وہ بھی احادیث سے منسوب کر دیں،اور کئی احادیث کے مطالب کو اپنی من مانی تاویلات کے بنے ہوئے جال میں دھکیل دیا۔بعض حدیثوں کو بیان کرتے ہوئے دانستہ بہت سی باتوں کو چھوڑ گئے اور کچھ کو اس طرح بیان کیا کہ ایک دوسطر حدیث بیان کی اور اس کے ساتھ اپنا تبصرہ اس طرح گڈمڈ کیا کہ اس طرح ان کو اپنے من مانے معنی پہنا دیئے اوران کو پیش کر دیا اور باقی کی حدیث کو گول کر گئے۔غرضیکہ جو بھی ایک جھوٹا مدعی نبوت،قرآن،حدیث اور سنت کے ساتھ کر سکتا ہے نہ صرف مرزا صاحب نے بے دریغ کیا بلکہ آج تک کے آئمہ تلبیس میں وہ اس باب میں بھی ان تمام جھوٹے نبیوں

کے سرخیل ثابت ہوئے بلکہ خاتم الآئمہ تلبیس ہوئے۔مرزا صاحب کی احادیث پر چیرہ دستیاں تو بہت ہیں مگر خاکسار صرف چند ایک مثالوں پر ہی اکتفا کرے گا، کیونکہ مقصد اس بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کو جھوٹے نبی کی ذات میں ڈھال لیتا ہے تو کہاں تک جھوٹ کی نجاست میں منہ مارتا ہے، اور جھوٹ کے طومار سے خشک پتوں کے ڈھیروں کی طرح کئی کئی ڈھیر لگا دیتا ہے، لیکن سچائی کے ایک جھونکے سے ہی یہ ڈھیر اڑنے لگتے ہیں اور جھوٹ کی لاش کو ننگا کر دیتے ہیں اس طرح انسانوں کا سچائی پر یقین اور پختہ ہوتا ہے۔لیکن اگر مرزا جی کی ہر ایک چیرہ دستی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو میرے خیال میں کئی ایک ضخیم کتابیں بھی ناکافی ہوں گی، اس لئے اس آرٹیکل کو دیگ میں سے چاول کے ایک دانے کے طور پر ہی قبول کریں۔

احادیث کے بارے میں مرزا صاحب کی مختلف آراء :

شروع شروع میں جب مرزا صاحب اپنی مذہبی کمپنی کی مشہوری کر رہے تھے، تاکہ نبوت کے آئندہ منصوبوں کی راہ ہموار ہو جائے، کیونکہ اس وقت مرزا صاحب کو بعض نامور اہلحدیث علماء کا تعاون بھی حاصل تھا اور یہ تعاون رہنے کی امید بھی تھی۔علیحدہ بات کہ بعد میں ان کے ہدایتکاروں نے مرزا صاحب اور اہل حدیث کے بعض ناموروں کو نورا کشتی میں لگا دیا۔اس وقت مرزا صاحب کا اسلام کے مطابق تسلیم شدہ اصول!

☆.........’’حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آ گیا اور کروڑہا مخلوق ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک، اور باپوں سے دادوں تک، اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہہ طور پر مشہور ہو گیا، اور اپنے اصل مبدا تک اس کے آثار اور انوار نظر آ گئے اس میں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اوّل درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے، پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد، راستگو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا‘‘۔[شہادت القرآن/ رخ جلد ۶/صفحہ ۳۰۴]۔

☆.........اور دوسری جگہ اپنے مریدوں کو تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ’’یاد رکھو کہ جو شخص احادیث کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلام کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ جو بغیر مدد احادیث ادھورا رہ جاتا ہے، جو کہتا ہے کہ مجھے احادیث کی ضرورت نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا‘‘۔ مرزا نے حدیث مبارکہ پر دست درازیوں کے ساتھ قرآن کریم کی آیات پر بھی دست درازیاں کیں۔[ملفوظات/جلد ۱۰/صفحہ ۲۶۵]۔

☆ ....اس مؤقف کے بعد مرزا صاحب اوران کی جماعت اب مسیح اور مہدی والی حدیثوں کی تاویلیں اور جرح، حتیٰ کہ انکار کیوں کرتی ہے؟ کیا اس لئے کہ اس کے بغیر خود ساختہ نبوت کا کوئی راستہ نظر نہ آیا؟ اب مرزا صاحب اپنے مقاصد کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اوپر دیئے گئے دونوں حوالوں کو ذہن میں رکھیں اور پھر دیکھیں کہ کتنی فنکاری سے احادیث کو قرآن کریم کا مقابل قرار دے کر احادیث کے وجود کے بارے میں سوال کھڑے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

☆ ....مرزا صاحب نے ایک اور آسان نسخہ ڈھونڈا کہ ان کے دعوے چونکہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ کی علامات و آثار، نہایت تفصیل کے ساتھ احادیث میں موجود ہیں اور ان کے پاس ان سے بھاگنے کی کوئی صورت نہیں، یا پھر مسلمانوں کی نظر میں منکر حدیث بنیں، اس سے بچنے کے لئے مرزا صاحب کے ذہن نے اس کا پہلا حل تو یہ ڈھونڈا کہ قرآن اور احادیث کے تعلق کو فنکاری کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل لا کر احادیث کی ضرورت اور عدم ضرورت کے سوالات پیدا کئے جائیں، میری اس بات کی تصدیق مرزا صاحب کے یہ اقوال کر رہے ہیں۔

☆ ...."کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان لوگوں کو وصیت تھی کہ میرے بعد بخاری کو ماننا؟ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تو یہ تھی کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ ہم قرآن کے بارے میں پوچھے جائیں گے نہ کہ زید اور بکر کے جمع کردہ سرمایہ کے بارے میں یہ سوال ہم سے نہ ہوگا کہ تم صحاح ستہ وغیرہ پر ایمان کیوں نہ لائے۔ پوچھا تو یہ جائے گا کہ قرآن پر ایمان کیوں نہ لائے"۔ [ملفوظات/ جلد ۴/ صفحہ ۱۵۱]۔

☆ ......یہ بات کر کے سب سے پہلے نمبر پر تو مرزا صاحب اپنے ہی اس قول کے مصداق بنتے ہیں" کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو، جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو"۔

☆ ......دوسرے نمبر پر اس سوال کا جواب کہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں؟ خود قرآن کریم دے رہا ہے۔

☆ ......کہئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے چلو، اللہ تم سے محبت کرے گا (آل عمران: ع ۴)۔ اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنے کا کیا مطلب ہے، کیا کوئی بقائمی ہوش وحواس کہہ سکتا ہے کہ پیچھے چلنے کا مطلب صرف قرآنی آیات ہیں؟ اور کیا ان کے اقوال اور عمل بھی شامل ہیں یا نہیں؟

☆ ......پھر اس قرآنی آیت کا کیا جواب دیں گے "اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس واسطے کہ اس کے حکم پر چلا جائے اللہ کے فرمان سے"۔ (نساء: ع ۹)

☆ ......اور اسی طرح کی ایک اور آیت "اور ہم نے بنایا ان کو امام و پیشوا، وہ ہدایت و رہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم سے"۔ (الانبیاء: ع ۵) یہ دونوں آیات سے واضح ہو رہا ہے کہ قرآنی احکام کے ساتھ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کی پابندی کرنی بھی لازمی ہے اور اقوال کریمانہ ہمیں صرف احادیث کے ذریعہ سے ہی ملتے ہیں۔

☆......مرزا صاحب اوران کی قبیل کے بعض افراد یہ کہتے ہیں کہ قرآن مقدم ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مقدم ہے اور کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے خلاف ہو، جبکہ حدیثوں کی صحت اور درست ہونے کے قواعد بھی مرتب ہیں جن سے مرزا صاحب بھی اتفاق کر چکے ہیں۔ ان قواعد کے تحت بڑی آسانی کے ساتھ صحیح اور ضعیف حدیث میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

☆......اب یہ علیحدہ بات ہے کہ قرآن کریم کے معنی نہ سمجھ آئیں تو حدیث کو قرآن کے مخالف قرار دے دو چاہے کتنی معتبر ہی کیوں نہ ہو، یہ کیوں نہیں تحقیق کر لیتے کہ سلف صالحین اس بارہ میں کیا کہتے ہیں اور اگر خود ساختہ معنے اور تفسیر کر کے حدیث پر اعتراض کرتے ہو تو پھر اپنے فتویٰ کے مطابق خبیث ہو۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ترجمہ کرے کہ وانتھوا کا ترجمہ اس طرح ہے ''و'' کے معنی اور ہیں ''ا'' کا مطلب ہے آئے گا اور ''نتھو'' صاف ظاہر ہے کہ نتھو ہے، اس طرح کہے کہ صحیح معنے یہ بنتے ہیں کہ ''اور آئے گا نتھو تمہارے پاس''۔ چونکہ حدیث میں ہمیں حوالہ نہیں ملتا اور قرآن مقدم ہے اس لئے نتھو کے آنے کے خلاف ہر قول مردود ہے۔ اور مرزا صاحب کے ترجمہ اور تفاسیر بھی اسی طرح کی ہیں۔

☆......آخری بات کہ امام بخاریؒ اور دوسرے اماموںؒ نے اپنے اقوال پیش کئے ہیں یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے؟

☆......مزید لکھتے ہیں ''لیکن قرآن شریف ایسے احتمالات سے پاک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن شریف تک ہی ہے۔ پھر آپ فوت ہو گئے۔ اگر یہ احادیث صحیح ہوتیں اور مدار ان پر ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما جاتے کہ میں نے حدیث جمع نہیں کیں۔ فلاں فلاں آوے گا تو جمع کرے گا تم ان کو ماننا''۔ [ملفوظات/ جلد۴/ صفحہ۱۵۱]۔

☆......مرزا صاحب کی اس بات کا جواب کچھ تو اوپر بھی دیا جا چکا ہے، لیکن مرزا صاحب کی اپنی تحریر (بطور مجدد، جس کے جُبہ میں خدا ہے اور جس کو علم قرآن خدا نے سکھایا ہے اور جس کو خدا ایک لحہ غلطی پر نہیں رہنے دیتا) جواب دے رہی ہے۔ ''حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آ گیا اور کروڑ ہا مخلوق ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک، اور باپوں سے دادوں تک، اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہہ طور پر مشہور ہو گیا، اور اپنے اصل مبدا تک اس کے آثار اور انوار نظر آ گئے اس میں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل ور آمد کو اول درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے، پھر جب کہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد، راست گو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا در حقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا''۔ [شہادت القرآن/ رخ جلد۶/ صفحہ ۳۰۴]۔

☆......اس کے بعد ہم مرزا صاحب کے استدلال کو قرآن کریم سے پرکھتے ہیں تو ہمیں یہ جواب ملتا ہے ''اور جب ان

سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کتاب کی طرف جس کو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف تو اے رسول !تو دیکھے گا ان منافقوں کو کہ اعراض اور روگردانی کرتے ہیں تیری طرف سے"۔(نساء:ع ۹)

☆.........مرزا مریدوں کو احادیث پر تنقید کرنے کا راستہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ بحث کے قواعد ہمیشہ یاد رکھو۔اول قواعد مرتب ہوں، پھر سوال مرتب ہوں، کتاب اللہ کو مقدم رکھا جائے۔احادیث ان کے (کن کے؟ ناقل) اقرار کے بموجب خود ظنیات ہیں۔یعنی صدق اور کذب کا ان میں احتمال ہے۔اس کے یہ معنی ہیں کہ ممکن ہے سچ ہو، اور ممکن ہے کہ جھوٹ ہو۔[ملفوظات/ جلد۴/ صفحہ۱۵۱]۔

☆.....ان باتوں کا جواب اس سے قبل دیا جا چکا ہے۔لیکن اس کے باوجود جس کو مرزا صاحب ظنیات قرار دے رہے ہیں ،یہ بیان کرتے ہوئے نہیں سوچا کہ جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو رونق بخشی ،صحابہؓ نے قرآن کریم ،آپ ﷺ کے اقوال، عمل غرضیکہ ہر بات کو جس طرح آپ ﷺ نے پیش کیا قبول کیا، دل و دماغ کی گہرائیوں میں بٹھایا اور آپ ﷺ کی حیات مقدسہ میں، اور آپ ﷺ کے بعد اس کو انتہائی دیانتداری اور، شغف اور حفاظت کے ساتھ اگلی نسلوں کو منتقل کیا۔اس کے بعد امت کے بہترین افراد کو اللہ تعالیٰ نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدوین، ترتیب ،تحقیق، ترجمہ و تشریح تعلیم کے لئے چُنا، اور احادیث کی تدوین تو تابعین کے دور میں شروع ہو چکی تھی ،اور تابعین کو براہ راست صحابہ کرامؓ سے یہ ورثہ منتقل ہوا تھا۔

☆.....موطا کا مجموعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے تقریباً ایک سو بیس [۱۲۰] برس کے بعد مرتب ہوا اور اس سے اندازاً بیس برس قبل تک کئی اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔اور بے شمار تابعین موجود تھے۔ان تمام حقائق کے باوجود احادیث کو ظنیات قرار دینا کس کا کام ہو سکتا ہے، قارئین خود یہ فیصلہ کریں؟

☆.....ایک اور بات بھی ہے کہ مرزا صاحب نے بخاری شریف کو بعد قرآن کریم کے اصح الکتب قرار دیا ہے، لکھتے ہیں "جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے"۔[شہادت القرآن/ رخ جلد۶/ صفحہ ۳۳۷]۔اور بخاری شریف اور مسلم شریف کو صحیحین قرار دیا ہے، اس کے باوجود بھی اگر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ظنیات کہتے ہیں۔تو مرزا صاحب کا ہی کہنا ہے کہ جھوٹے اور منافق کے اقوال میں تضاد ہوتا ہے۔اب ان باتوں کو سامنے رکھ کر مرزا صاحب کو جو مرضی قرار دے لیں۔

احادیث کے متعلق ذہنوں میں شکوک:

چونکہ مرزا صاحب کو یقین تھا کہ یہ عذر کافی نہیں ہوگا دوسرا طریقہ اختیار کیا کہ احادیث کے ایک بہت بڑے حصہ کے متعلق شکوک ذہنوں میں ڈالنا شروع کر رہے ہیں!

☆.........مرزا صاحب نے ایک اور آسان نسخہ ڈھونڈا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کو بیان کر کے اس پر اپنا یہ نوٹ

لگایا" بخاری جوفن حدیث میں ایک ناقد بصیر ہے ان تمام روایات کو معتبر نہیں سمجھتا۔ یہ خیال ہرگز نہیں ہوسکتا کہ بخاری جیسے جدوجہد کرنے والے کو وہ تمام روایات رطب و یابس پہنچی ہی نہیں، بلکہ صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ بخاری نے ان کو معتبر نہیں سمجھا، اس نے دیکھا کہ دوسری حدیثیں اپنی ظاہری صورت میں امامکم منکم کی حدیث سے معارض ہیں اور یہ حدیث غایت درجہ کی صحت پر پہنچ گئی ہے اس لئے اس نے ان مخالف المفہوم حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ کر اپنی صحیح کو ان سے پُر نہیں کیا"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۱۷۳]۔

اب اگر مرزا جی کی اس رطب و یابس میں چھپے ہوئے پیغام کو دیکھیں تو کس پُر کاری سے قاری کے ذہن میں یہ بٹھا رہے ہیں کہ صحیح بخاری کے سوا جتنی بھی کتب احادیث ہیں، خواہ صحیح، خواہ سند، سب رطب و یابس ہیں۔ دیکھیں ایک ہی تمہید سے کس فنکاری کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہزار ہا احادیث اور ارشادات کو رطب و یابس قرار دے دیا اور ان اماموںؒ کی سالہا سالوں کی احادیث مبارکہ کو جمع کرنے، مدون کرنے، ان کی صحت پر تحقیق کرنے کی کاوشوں پر پانی پھیر دیا اور نیز وہ جو ہزاروں شرعی مسائل ان حدیثوں سے نکلتے ہیں ان کو بھی مشکوک کر دیا۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ امام بخاریؒ ہی صرف حامل علم نبوی تھے تو یہ بھی غلط ہوگا۔ دیباچہ بخاری شریف صفحہ ۸۰ پر امام بخاریؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح، بخاری شریف میں صرف دو ہزار احادیث درج ہیں۔ صرف ان پر کیسے انحصار کر سکتے ہیں جبکہ خود امام بخاریؒ کا اپنا بیان ایک لاکھ صحیح حدیثوں کا ہے اور اس کی ایک بڑی واضح مثال کہ حجتہ الوداع کا قصہ اور مسلم کی حدیث جو جابرؓ سے مروی ہے بخاری شریف میں نہیں ہے، حالانکہ سارا عالم اسلام اس کو صحیح سمجھتا ہے اور مرزا جی نے بھی اس کی صحت سے عدم اتفاق نہیں کیا۔

اور صرف اسی آخری نصیحت سے ہی علماء کرام نے تقریباً ڈیڑھ سو سے زیادہ مسائل نکالے ہیں۔ اب مرزا جی تو نہیں رہے ان کے سلسلے کے علماء ہی بتائیں گے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کیوں نہیں لیا اور ان کے نہ لکھنے کی وجہ سے کیا یہ بھی رطب و یابس ہے؟

خود ہی دیکھ لیجئے کہ کتنا غلط اصول پیش کیا مرزا جی نے اور اپنی ہی تحریر کے خلاف۔ اور اس کے علاوہ مرزا صاحب نے کئی وضعی حدیثیں، بڑی ڈھٹائی سے صحیح بخاری سے منسوب کر دیں حالانکہ ان کا کوئی وجود نہیں، ویسے بھی کئی حدیثیں مرزا صاحب نے اپنے ذہنی کارخانے میں گھڑی ہیں۔

کس طرح:۔ اب مرزا صاحب لوگوں کے منہ تو نہیں پکڑ سکتے تھے۔ جب علماء کرام نے اعتراض کیے، تو مرزا جی کی پرکاری کی انتہا دیکھئے کہ اب احادیث کو چھانٹنے کا جواز پیش کرتے ہیں!

☆.........جب مرزا صاحب نے حدیثوں میں بیان کردہ تفصیلات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے دعوؤں کے ثبوت

میں کچھ حدیثوں کو لے لیا اور کچھ کو جزوی طور پر قبول کیا اور باقی احادیث سے مکمل اغماض و بے تعلقی دکھائی۔ اس اغماز کا جواز کیا دیتے ہیں۔ ''تمام احادیث صحیح نہیں بلکہ بعض تلفیق پر مبنی ہیں اور ان میں اختلاف بہت ہے اور امت میں افتراق کا باعث احادیث ہوئی ہیں۔ انہی کی وجہ سے شافعی، حنبلی، مالکی، حنفی اور شیعہ فرقے بنے ہیں اور مؤلف امت سے اختلاف کو مٹانے اور قرآن مجید کو قبلہ (کون سے قبلہ کی بات کر رہے ہو قادیان میں نازل ہونے والے تذکرہ کی یا مکہ مدینہ میں نازل ہونے والے قرآن کو؟ ناقل) بنانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں''۔[آئینہ کمالات اسلام / رخ جلد۵/صفحہ ۴۲، انڈیکس]۔ ان باتوں کا جواب بھی اس سے قبل آچکا ہے۔ اس جگہ موقع نہیں ورنہ سوال اٹھاتا کہ آپ نے کون سا اتفاق پیدا کیا اور کتنا اختلاف؟

☆............اور دوسری جگہ لکھتے ہیں ''جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے''۔[اربعین ۴/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۵۴]۔

☆......لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ایسی کوئی فہرست نہیں چھوڑی جس سے ہم جیسوں کو پتہ چل سکے کہ خدا نے ان کو کیا بتایا۔

☆......اور نہ ہی کوئی ایسا ثقہ اصول چھوڑا جس کو اختیار کر کے ایک عام آدمی نہ سہی ایک عالم ہی کو پتہ چل جاتا کہ مرزا جی نے اللہ تعالیٰ سے آخر کون سا اصول پایا، جس کو وہ بھی اختیار کر کے صحیح احادیث پیش کر سکے اور غیر صحیح حدیث کے بیان کرنے سے بچ کر لوگوں کے اور اپنے ایمان کو بچاوے۔

☆......اور نہ ہی قرآن کا کوئی صحیح معنوں والا ترجمہ، جس پر خدا نے ان کو اطلاع بخشی ہے، اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ شاید قادیانی جماعت کے بزرجمہر کچھ بتا سکیں؟

راوی حدیث پر اعتبار متزلزل:

مرزا صاحب اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ان کی سب سے بڑے راوی حدیث پر اعتبار متزلزل کرنے کی کوشش بھی ملاحظہ کیجئے:

☆............احادیث پر لوگوں کا اعتبار ڈھل مل کرنے میں مرزا جی نے، اس ہستی، اس صحابیؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر، جس کے توسط سے سب سے زیادہ احادیث امت تک پہنچی ہیں، ایسے خیالات کا اور گھٹیا زبان کا استعمال کیا ہے کہ کوئی سچا مسلمان ایسی بات کا سوچ بھی نہیں سکتا، اور اس طرح مرزا جی نے ایسی کم ظرفی کا مظاہرہ کر کے گناہ بھی کمایا ہے اور مسلمانوں کا دل بھی دکھایا ہے، اور اسلام، احادیث کے دشمنوں کو خوش بھی کیا ہے، مرزا صاحب لکھتے ہیں بلکہ یہ کہنا صحیح

ہوگا کہ مرزا صاحب کا قلم ان کے دل کا بغض اگلتا ہے اور ایک بار نہیں کئی بار اور کئی جگہ؟

☆......''ابو ہریرہؓ غبی تھا، درایت اچھی نہیں رکھتا تھا''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد۱۹/صفحہ۱۲۷]۔

☆......ابو ہریرہؓ فہم قرآن میں ناقص ہے۔اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے''۔[ضمیمہ نصرت الحق/ رخ جلد۲۱/صفحہ۴۱۰]۔

☆......''درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا''۔[ضمیمہ نزول المسیح / رخ جلد۱۹/صفحہ۱۲۷]۔

☆......یہ لکھتے ہوئے نہ تو کبھی مرزا کا قلم کانپا اور نہ ہی یہ حدیث سامنے آئی کہ ''جس نے مجھ پر اور میرے صحابہ پر تنقید کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے''۔لیکن مرزا صاحب کو کونسا جہنم کا ڈر تھا ان کے باقی کون سے کام جنت میں جانے والے ہیں یا شرافت اور انسانیت کے معیاروں پر پورا اتر رہے ہیں؟ جو شخص ایسے جلیل القدر صحابیؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے خیالات کا اظہار کرے، تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا جھوٹا دعویدار ہے، اور ایسا شخص تو مسلمانوں میں شریف آدمی کا مقام بھی نہیں پانے کے قابل، کہ کجا اس کا مجدد، مسیح، مہدی و نبی وغیرہ کا دعویٰ قبول کیا جائے۔

حدیث پیش کرنے کا ٹنٹا ہی ختم کرتے ہیں:

☆......لیکن اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی لوگوں کا اعتراض رہتا ہے تو فیصلہ کرتے ہیں کہ حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے کا ٹنٹا ہی اڑا دو اور اپنے کو حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے سے آزاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد۱۹/صفحہ۱۴۰]۔اب آپ دیکھیں کہ اس تحریر کا کیا مطلب نکلتا ہے۔

☆......اول اگر ایک حدیث قرآن کے مطابق بھی ہے لیکن مرزا صاحب کی وحی کے مطابق نہیں تو وہ بھی ردی کا کاغذ ہے، یعنی بالواسطہ طور پر مرزا نے اپنی وحی یا الہام کو قرآن سے بھی برتر قرار دے لیا۔

☆......دوسرے عالم اسلام کے تیرہ سو سالہ علمی ذخیرہ کو اپنے قلم کی ایک جنبش سے کالعدم قرار دے دیا، حالانکہ صرف اور صرف احادیث سے ہی کسی مہدی یا مسیح کے آنے کی خبر ملتی ہے اور اسی علمی ذخیرہ کو رد کر دیا جس سے مرزا صاحب کو اپنے دعوے کی بنیاد ملی۔مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے مواد ملا (جس کو مرزا صاحب نے اپنی مرضی کے مطابق توڑا مروڑا)''جس تھالی میں کھائے، اسی میں چھید کرے'' کے مصداق مرزا غلام اے قادیانی صاحب جیسے''صاحب لوگ'' ہی ہوتے ہیں۔

☆......جیسا کہ آپ شروع میں مرزا صاحب کا حوالہ دیکھ آئے ہیں کہ جو شخص احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتا ہے وہ

ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوسکتا،اور یہاں یہ خود مان رہے ہیں کہ احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں تو پھر اپنے بقول مرزا صاحب ہرگز ہرگز مومن بھی نہیں، کجا مجدد، مامور، مسیح، یا نبی وغیرہ وغیرہ۔

مال اکٹھا کرنے کے لئے بے سند (بقول مرزا صاحب) حدیث بھی کام آتی ہے:

☆.......... جب ہر نام پر، ہر خواہش پر مال اکٹھا کرنے کی باری آتی ہے اس وقت جو احادیث مرزا صاحب نے ''بے سند''، ''بے بنیاد''، ''ضعیف'' اور امام بخاریؒ کی رد کی ہوئی قرار دی ہے، وہ حدیث مال سمیٹنے کے لئے کس طرح موم کی ناک کی طرح موڑ کر ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء''۔ ''رسول اللہ کی پیشگوئی''۔ ''جس کی ضرورت حدیث میں تسلیم شدہ''۔ ''جس کی وجہ سے مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ حدیث والی مسجد اقصیٰ'' قرار پاتی ہے۔

☆..... حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید مینارہ پر نازل ہوں گے۔اس حدیث پر جرح کرتے ہیں اور اس کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ذرا آپ بھی پڑھیئے ''ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دمشق میں کوئی منارہ تھا، اس سے پایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی منارہ بنا تو وہ سند نہیں ہے'' اسی طرح آنحضرت کے وقت میں سن ہجری نہ تھا، یہ سن خلافت دوم میں بنا ہے تو اس حدیث سے سن ہجری کی صدی کیونکر مراد لی جاسکتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سن ''فیل'' مروج تھا اور اس سن کا سن ہجری سے ۵۳ سال کا فرق ہے، لہٰذا یہ حدیث سند نہیں ہے'' (اصل فارسی اور عربی میں ہے)۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد۵/صفحہ ۴۷۲]۔

☆..... لیکن مزید اس حدیث پر دوسری جگہ لکھتے ہیں ''ناگہاں مسیح ابن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا مگر ابن ماجہ کا قول ہے کہ بیت المقدس میں اترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اترے گا جہاں حضرت مہدی ہوں گے .... (دیکھئے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں، ناقل) ''یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا''۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۲۰۹و۲۱۰]۔

☆.......... دیکھیں مرزا غلام اے قادیانی (اپنے بقول) بطور حَکم، مجدد، محدث، اور مسیح وغیرہ وغیرہ اس حدیث مبارکہ کو غلط ثابت کر چکے ہیں۔لیکن اب دیکھئے ایک وقت میں جس حدیث کو بے سند اور ضعیف قرار دیتے ہیں، مال کمانے کے لئے اس کا حوالہ دے کر لوگوں سے کیسے پیسے اکٹھے کئے جا رہے ہیں؟ شوکت اسلام کے نام چندہ کی اپیل (ذاتی جائیداد اور رسوخ کو وسیع کرنے کے لئے) کا ٹائٹل لگا کر کشکول پھیلاتے ہوئے اشتہار شائع کرتے ہیں اور اس میں لکھتے ہیں (اشتہار کے چیدہ چیدہ حصے اس طرح پیش کئے ہیں کہ مفہوم میں کوئی فرق نہ پڑے، اگر کسی کو اعتراض ہو تو مکمل اشتہار پڑھ کر دیکھ لے۔انشاءاللہ اصل مفہوم میں ذرہ بھر فرق نہ ہوگا)۔

☆......''قادیان کی مسجد جو میرے (بے نماز، ناقل) والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اونچی زمین پر بنائی تھی۔اب شوکت اسلام کے لئے بہت وسیع کی گئی۔اب اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ حدیث رسول اللہ کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے (کس حدیث کا منشا ہے کہ مینارہ بنایا جاوے؟اور اگر ہے تو کون بناوے؟ ناقل) اور وہ منارہ تین کاموں کے لئے مخصوص ہو، [۱] اول یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنجوقتہ بانگ نماز دیا کرے۔[۲] دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا۔[۳] تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانچ سو کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائے گا۔

☆......اس تیسری وجہ کی مزید تشریح میں اور باتوں کے علاوہ یہ دلچسپ تشریح بھی لکھتے ہیں ''تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ دیوار میں نصب کیا جائے گا اس میں یہ حقیقت مخفی ہے......سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا ہے......غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لئے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کی یاددہانی ہے۔

☆......اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ حدیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا (واہ مرزا صاحب، آپ کے دجل اور تحریف کے کیا کہنے، کہیں یہ نہیں لکھا کہ صاحب المنارہ ہوگا بلکہ یہ لکھا ہے کہ سفید مینارہ پر نازل ہوگا اور ہر سمجھدار کم از کم مینارہ پر اترنے یا صاحب المنارہ ہونے میں جو تضاد ہے سمجھ سکتا ہے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت کو کہ وہ کسی ایک کمزور حدیث کو ہی پیش کر دیں جس میں مسیح کے لئے ''صاحب المنارہ'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہو، جو وہ کبھی بھی نہیں پیش کر سکتے، انشاء اللہ، ناقل) یعنی اس کے زمانے میں سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ جائے گی......(احمدیو! کیا واقعی سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ گئی ہے؟ دنیا کی بات بھی نہیں کہتا بلکہ اپنی جماعت کی اندرونی حالت پر ہی حلف اٹھا کر اپنے ضمیر کا جواب دے دو؟ ناقل)......اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے۔(حدیث کا تو آپ انکار کر چکے، اب کہاں اور کس نے قرار دیا ہے؟ ناقل) جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ بھی مسجد اقصیٰ ہے (اس زمانہ میں یورپ اور امریکہ ہی نہیں ہندوستان میں ہی کئی مینار مرزا جی کے مجوزہ مینار سے اونچے تھے۔اور حقیقتاً نیز روحانی طور پر بھی مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، مسجد اقصیٰ کے مینار اونچے تھے، ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔لیکن مرزا جی ایسی ہی دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے، ناقل)۔

☆......ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔(حاشیہ میں اس کی تشریح کرتے ہوئے ہمارا گاؤں قادیان اور یہ مسجد دمشق کے شرقی جانب ہے اور چونکہ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ دمشق سے ملحق ہوگا بلکہ دمشق سے شرقی طرف واقع ہوگا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے (جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی، ناقل) مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔دمشق کا

ذکراس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے...... کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اس کا نزول ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے۔.......... (اب ذرا تھوڑا سا پیچھے جائیں جہاں منارہ والی حدیث کو بے سند اور ضعیف قرار دیا، اور یہاں صحیح قرار پا رہی ہے، ناقل)۔

اس دلیل کا جائزہ لیں تو ہنسی آتی ہے، قادیان دمشق سے مشرق نہیں بلکہ جنوب مشرق میں واقع ہے۔

اور مثال کے طور پر اب کوئی یہ کہے کہ مرزا صاحب کا الہام ہے قادیان کے جنوب میں ایک کھیت میں ایک عقاب شکار کرے گا، ابھی پرندوں کی آمد اور عقاب کی آمد کا وقت ہی نہیں آیا، اور مرزا صاحب کا کوئی مرید سری لنکا میں رہتا ہے، وہ اپنے پالتو شکرے کو اڑائے اور کہہ دے کہ یہاں عقاب اور پرندے دیکھے ہیں، کیونکہ سری لنکا قادیان کے جنوب میں ہے اس لئے مرزا جی کا الہام پورا ہو گیا۔ کوئی عقل کو ہاتھ مارو بھائیو، اب اگر کوئی کہتا ہے کہاں ایک لال رنگ کی عمارت قادیان کے مغرب میں ہے تو تم اس کو قادیان کے مضافات میں دیکھو گے یا روس میں جا کر، کیونکہ روس بھی مغرب میں ہے۔

☆......اور اگر واقعی اتنی دور حدیث مبارکہ سے مراد تھی تو اتنا لمبا چکر کاٹنے کی کیا ضرورت تھی، رسول کریم نے مکہ یا مدینہ سے سمت کیوں نہ بتائی۔ وہاں سے تو قادیان زیادہ مشرق کی جانب آتا ہے۔

☆......ایک اور بے ہودگی کہ ''وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے'' جو ابھی صرف مرزا جی کے خیالوں میں ہے۔

☆......منار جس کا حدیثوں میں ذکر ہے کیا وہ مسجد اقصیٰ جو بیت المقدس میں ہے کا منارہ تھا یا دمشق کی کسی مسجد کا، اور مسجد اقصیٰ کے ساتھ کسی کمزور ترین احادیث میں بھی ذکر آیا ہے؟

☆..........مرزا کا کہنا ہے کہ ''اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت حدیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارہ کا خرچ دس ہزار سے کم نہیں۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت انجام دیں گے (اس میں کیا شک ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر پہلے تمہارے اور اب تمہاری اولاد کے شاہی اللے تللے پورے کرنا واقعی بھاری خدمت ہے، ناقل۔ [اشتہار نمبر ۲۲۱ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء] [مجموعہ اشتہارات / جلد ۳/ صفحہ ۲۸۲ تا ۲۹۷]۔ جب لوگوں کی جیب سے پیسے نکالنے کا خیال آیا تو جو بات بے سند تھی، اس کو حدیث نبویہ کی تسلیم شدہ ضرورت قرار دے دیا۔

☆......اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دوسرے [اشتہار نمبر ۲۲۳ مندرجہ صفحہ نمبر ۳۱۴ تا ۳۲۴، مجموعہ اشتہارات، جلد ۳] میں بڑے جذباتی انداز اور مریدوں کے اخلاق اور جذبہ قربانی کو بلیک میل کرتے ہوئے ان کے مال کے طلبگار ہوتے ہیں اور تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولا خیر الاصفیاء خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل

ہوگا اس کا نزول ایک سفید منارہ کے قریب ہوگا جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے"۔[ایضاً/صفحہ ۳۱۵]۔

☆..........اب آپ اوپر دیئے ہوئے حوالہ جات کا جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

☆......پہلے دو حوالہ جات (آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام) میں مرزا صاحب نے ان روایات کو بطور ملہم، مجدد، مسیح موعود، جس کو خدا ایک لمحہ بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا، اور کوئی لفظ خدا کی منشاء کے بغیر نہیں بولتا، ان احادیث کو جن میں مسیح علیہ السلام کا سفید منارہ پر نازل ہونے کا ذکر ہے بے سند اور ضعیف قرار دیا ہے۔

☆......پھر ان تمام احادیث یا ان کے وہ حصے جو مرزا صاحب نے حوالہ کے طور پر دیئے ہیں ان میں بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ سفید منارہ پر نازل ہوگا، یہ نہیں سفید منارہ کے قریب اور یہ بھی نہیں کہ وہ آ کر سفید منارہ لوگوں کی جیب کاٹ کر بنائے گا۔

☆......جب بے نماز باپ کی بنائی ہوئی مسجد پر منارہ بنانے کے لئے مرزا صاحب کو پیسے اکٹھے کرنے کا خیال آیا تو انہی احادیث کو جن کو الہامی حیثیت میں غلط یا بے سند اور ضعیف قرار دے چکے تھے یک جنبش قلم نہ صرف صحیح (بغیر اس تشریح کے کہ کب سے باسند ہوگئی ہے؟ یا اس بات کا اقرار کہ پہلے غلطی لگی) قرار دے دیا بلکہ پاک پیشگوئی قرار دے کر اس کا مصداق اپنی مسجد کو بنالیا اور پھر ایک بار نہیں کئی بار، واہ مرزا جی واہ کیا کہنے، ویسے میرے خیال میں ایسی ہی صورت میں کسی شاعر نے آپ جیسے کے لئے خوب کہا ہے "چت لیٹیں تو اوڑھنی پٹ لیٹیں تو بچھونا"۔

☆......مرزا صاحب کا حوالہ جیسا کہ پہلے دے چکے ہیں کہ ان کے بقول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی سفید منارہ نہیں تھا، تو جب آپ نے دعویٰ کیا تو سفید منارہ کے اوپر اترنے کی بات چھوڑیں، منارہ کے قریب نازل ہونے کے لئے بھی (دمشق کے مشرق میں) قادیان میں تو کیا دور دور تک کوئی منارہ نہ تھا، لیکن آپ پھر بھی (پتہ نہیں کہاں سے دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے) بغیر منارہ کے ہی نازل ہوگئے۔اب یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نزول کے بعد سفید منارہ بنائیں گے۔اور مرزا صاحب نے اس کے علاوہ بھی جو تاویلیں کی ہیں، ان کے کیا کہنے۔

☆..........پڑھنے والے صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ، اے نبی تاویلات، تو دجل میں (کم از کم) اپنے وقت میں سب سے اونچے منارہ دجل پر کھڑا تھا۔اور پھر خدا نے جیسے شداد کو اس کی اپنی ہی بنائی ہوئی جنت میں داخل نہیں ہونے دیا اسی طرح مرزا صاحب بھی اس منارہ پر چڑھنے اور اس کو مکمل دیکھنے کی حسرت ہی دل میں لئے اس دنیا سے چلے گئے اور خدا تعالیٰ کی مرضی، کہ یہ منارہ مرزا صاحب کی زندگی میں پورا نہ ہوا اس طرح خدا نے بتا دیا کہ جھوٹے مدعیان نبوت کے وہ منصوبے جو وہ پاک نبیوں اور اللہ کی گواہی کے طور پر بناتے ہیں کبھی پورے نہیں ہوتے اور مرزا صاحب اپنی کئی دوسری پیشگوئیوں کی طرح اس منارہ کو بھی مکمل دیکھنے کی حسرت لئے رخصت ہوئے۔

مجددیت کے ثبوت میں جماعت احمدیہ اکثر ایک حدیث پیش کرتی ہے۔

☆.........''ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجددلھا دینھا۔ مشکوٰۃ ،کتاب العلم،ترجمہ:یعنی ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا''۔

☆......اب آپ دیکھیں کہ یہ حدیث پہلی بات یہ کہ [ابوداؤد/کتاب الملاہم/جلددوم/صفحہ۳۲]۔ کے مطابق یہ روایت موقوف ہےلہٰذا حجت نہیں''۔

☆......اور''کتاب تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی ابنِ وہب جو مدلس ہے،لہٰذا قابل اعتبار نہیں''۔

☆......ان روایتوں کو مرزا صاحب اس طرح نظر انداز کرتے ہیں جیسے کہ ان کا وجود ہی نہیں، حالانکہ دیانتداری کا تقاضا تھا کہ جب ایک روایت پیش کی ہے تو اس کے بارے میں دوسری کتب احادیث میں جو درج ہے وہ بھی پیش کرنا چاہیے تھا اور قاری کو فیصلہ کرنے دینا تھا کہ وہ اس دلیل کو مرزا صاحب کے مئوقف کے مطابق تسلیم کرے یا نہ کرے، کیونکہ مرزا صاحب بقول ان کے کوئی عام مصنف نہیں بلکہ سلطان القلم اور مجددیت اور ماموریت کا دعویٰ کر رہے تھے۔جس شخص کا اتنا بڑا دعویٰ ہو اس کی تحریر بھی انتہائی شفاف ہونی چاہیے۔

☆......اس کے علاوہ جو اہم بات ہے ،وہ یہ کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ (نعوذ باللہ) بقول مرزا صاحب کے غبی ہیں اور جو غبی ہو اس کی بات سند نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی بات میں غلطی کا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت ،نبوت وغیرہ وغیرہ کا تھا۔اور جس کو مرزا صاحب غبی اور عقل وفہم سے عاری قرار دیتے ہیں اس کی بیان کی ہوئی بات کو اپنی مجدویت کا بنیادی ثبوت بنانا مرزا صاحب کا ہی حوصلہ ہے،واہ مرزا جی،شرم مگر تم کو نہیں آتی۔لیکن مرزا صاحب کا کام تھا کہ میٹھا ہپ ہپ ،کڑوا تھو تھو،یعنی جو چیز مرزا صاحب کی ضرورت کے مطابق ہو وہ صحیح ہے اور جو مرزا صاحب کی ضرورت سے مطابقت نہیں رکھتی چاہے وہ کتنی ہی با عتبار کیوں نہ ہو مرزا صاحب کے نزدیک ردی کی ٹوکری میں پھینکے جانے کے لائق ہے۔لیکن بات صرف یہیں تک نہیں بلکہ!

وضعی حدیث ، جب اور جہاں دل چاہا، حدیث وضع کر لی!

☆.........مرزا صاحب کرشن کو نبی ثابت کرنے کے لئے ایک اپنے وضع کردہ خیال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے منسوب کرکے یہ حدیث کے طور پر پیش کیا''کان فی الھند نبیاأسود اللون اسمہ کاھنا''۔ترجمہ:ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اس کا نام کاھنا تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔[ضمیمہ چشمہ معرفت/ ر خ جلد۲۳/صفحہ۳۸۲]۔کوئی احمدی کہلانے والا بتا سکتا ہے کہ حدیث کی کون سی کتاب میں یہ حدیث ہے؟

☆.........ایک اور جگہ مرزا صاحب نے لکھا''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں، مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض

خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ هذا خليفة الله المهدی۔اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جوایسی کتاب میں درج ہے جواصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے"۔[شہادت القرآن/ رخ جلد۶/صفحہ ۳۳۷]۔دیکھیں مرزا صاحب بخاری شریف میں دعویٰ کر رہے ہیں لیکن کوئی شخص بخاری شریف میں یہ حدیث نہیں دکھا سکتا۔لیکن اصل سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ مہدی موعود کا بھی ہے۔اور کون نہیں جانتا کہ مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر صرف احادیث سے ہی ہم کو ملی ہے۔مرزا صاحب کی جو کتاب بھی جماعت احمدیہ شائع کرتی ہے اس کے مرزا غلام اے قادیانی نام کے بعد "مسیح موعود و مہدی موعود" کا ٹائٹل لکھا ہوتا ہے۔اور مہدی کے متعلق احادیث کے بارے میں مرزا غلام اے قادیانی یوں گوہرافشانی کرتے ہیں۔

☆............لکھتے ہیں کہ "محقق کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۳۴۴]۔

اوران محققین میں امام بخاریؒ اور مسلمؒ کو بھی شامل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "امام بخاری اور مسلم نے مہدی کا کوئی ذکر نہیں کیا اور امام مہدی کا نام تک نہیں لیا"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۶۷۔انڈیکس]۔تھوڑا پیچھے مہدی کے بارے میں حدیث کو بخاری شریف کی حدیث بتارہے ہیں۔

☆............مرزا صاحب اپنے آپ کو فاطمی ثابت کرنے کے لئے اتنی دور دور کی کوڑیاں لائے ہیں،کبھی دادیاں اور کبھی کم از کم ایک دادی سادات سے بتاتے ہیں،اور کبھی (معاذ اللہ) حضرت فاطمۃ الزہرہ کی ران پر کشف میں سر رکھتے ہیں (استغفر اللہ) کبھی الہامی طور پر فاطمی النسل ہونے کے دعوے کرتے ہیں اور کبھی سادات کی دامادی کو بھی فاطمی ہونے کا جواز بناتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح بنی فاطمہ سے تعلق ثابت ہوجائے،تاکہ احادیث کے مطابق اپنے آپ کو مہدی قرار دے سکیں،لیکن اپنی بودی کوششوں اور بے پر کی خوب اڑانے کے بعد بھی چونکہ اندازہ ہوگیا تھا کہ بات نہیں بنی،اس لئے ایسے کسی سوال کا ٹنٹا اڑانے کے لئے اب کیا دلیل پیش کرتے ہیں،لکھتے ہیں کہ "یہ بات یادرکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کا انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسین کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو،باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں پر جما ہوا ہے۔اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں"۔[کشف الغطاء/ رخ جلد۱۴/صفحہ ۱۹۷]۔

☆......مرزا صاحب نے اپنے آپ کو بنی فاطمہ سے قرار دیا ہے۔لکھتے ہیں کہ "سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں

،سو میں اگر چہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔(ساتھ ہی کئی سے اب ایک پر آگئے) یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی''۔[ایک غلطی کا ازالہ،حاشیہ/رخ جلد ۱۸/صفحہ ۲۱۲]۔

☆......''اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے (عربی عبارت کا ترجمہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں) یعنی تمام حمد اور تعریف اس خدا کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات اور فخر علونسب جو دونوں مماثل ومشابہ ہیں عطا فرمایا یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی''۔[تحفہ گولڑویہ/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۱۱۷]۔اس کے علاوہ،[ضمیمہ تریاق القلوب ۲،/رخ جلد ۱۵/صفحہ ۲۸۵و۲۸۶]،میں بھی ایسا ہی الہام ہے۔

☆......جب ہم مرزا صاحب کا کشف الغطاء والافتوىٰ اور اس کے بعد مرزا صاحب کا بنی فاطمہ سے ہونے کا دعویٰ دیکھتے ہیں تو انتہائی اہم سوال یہ اٹھتا ہے یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ بقول مرزا صاحب کے ایک جھوٹ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر کے آنے والے مہدی بنی فاطمہ سے ہو گا حدیث قرار دے دیا گیا۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے نام پر بہتان کو،جھوٹ کو پورا ہونے دیتا ہے اور بنی فاطمہ سے مرزا صاحب کو مہدی بنا دیتا ہے۔اور اپنے بنائے ہوئے نبیوں کے سردار پر بہتان لگانے والوں کو سچا کر دیتا ہے!

☆......اگر ایسا نہیں ہے اور مرزا صاحب کا فتویٰ صحیح ہے تو پھر مرزا صاحب کا بنی فاطمہ سے ہونا جھوٹ ہے۔

☆......اگر بنی فاطمہ سے ہیں تو پھر مہدی کا دعویٰ غلط ہے۔

☆......دوسری جگہ لکھتے ہیں اپنے بنی فاطمہ سے ہونے کی نفی کرتے ہیں۔لکھتے ہیں کہ''اسی کی مثل خدا تعالیٰ نے آج یہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ آخری خلیفہ محمدی یعنی مہدی ومسیح کو سیدوں میں سے نہیں بنایا بلکہ فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک کو خلیفہ بنایا۔تا کہ یہ نشان ہو کہ نبوت محمدی کی گدی کے دعویداروں کی حالت تقویٰ اب کیسی ہے''۔[ملفوظات/جلد ۲/صفحہ ۳۰۳]۔

☆......جو شخص اتنی ڈھٹائی سے اپنے خاندان کے بارہ میں مکر جائے اس کی باقی باتوں اور دعوؤں کا کیا اعتبار؟

☆......''میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ ومن عزتی وغیرہ ہے،بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے......مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں''۔[ضمیمہ براہین احمدیہ،حصہ پنجم/رخ جلد ۲۱/صفحہ ۳۵۶]۔یہ کتاب مرزا صاحب کے مرنے سے ایک سال ۱۹۰۷ء میں قبل مکمل ہوئی اور ان کی موت کے بعد شائع ہوئی۔تعجب ہے کہ تمام احادیث کو مجروح قرار دینے کے باوجود بھی مہدی کا دعویٰ قائم ہے۔

☆..........آگے اسی کتاب میں لکھتے ہیں''اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش بلکہ

اکثر موضوع ہیں۔اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں۔بعض آئمہ نے ان حدیثوں کے ابطال کے لئے خاص کتابیں لکھی ہیں اور بڑے زور سے ان کا رد کیا ہے۔اور جبکہ یہ حال ہے کہ خود مہدی کا آنا ہی معرض شک وشبہ میں ہے تو پھر ابدال کا بیعت کرنا کب ایک یقینی امر ہوسکتا ہے۔جب اصل ہی نہیں تو فروع کب صحیح ٹھہر سکتے ہیں"۔[ضمیمہ براہین احمدیہ ۵/رخ جلد۲۱/صفحہ۳۵۷]۔

☆.........اس کے باوجود بھی مرزا صاحب نے شرم وحیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جب اپنی ذات کے لئے خلیفۃ اللہ المہدی الموعود کا دعویٰ مخصوص کر ہی لیا ہے تو ان کے پیروکار بتائیں کہ کیا مرزا صاحب کے لئے آسمان سے آواز آئی، مرزا صاحب کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر نے ایک بار ٹی وی پر کہا تھا کہ یہ حدیث کی پیشگوئی مرزا کا نام ٹی وی پر آنے سے پوری ہوگئی، لیکن وہ یہ کہتے ہوئے بھول گئے کہ اس سے بہت عرصہ قبل اوران گنت مرتبہ زیادہ تو ٹی وی پر یہ الفاظ آچکے ہیں کہ مرزا کذاب، جھوٹا نبی اور دجال ہے، اگر ٹی وی پر اپنے مریدوں کے ذریعہ نام آنا یا نشر ہونا سچائی کی سند ہے تو پھر زیادہ معتبر سند مخالفین قادیانیت کی ہے۔

مسیح اور مہدی کا ہونا واہیات:

انگریزوں کو خوش اور مطمئن رکھنے کے لئے مسیح اور مہدی کا ہونا واہیات قرار دے رہے ہیں۔

☆......لکھتے ہیں کہ"اس گورنمنٹ دانشمند کو ان واہیات باتوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔کوئی مہدی ہو یا مسیح ہو اس سے ان کو کچھ غرض واسطہ نہیں"۔[ایام الصلح / رخ جلد۱۴/صفحہ۳۱۸]۔

☆......مرزا(معاذ اللہ) احادیث رسول میں بیان کردہ پیشگوئی کے وقوع کو، واہیات باتیں قرار دیتے ہیں۔ایسے خیالات ظاہر کرنے کے بعد یہ مرزا صاحب کا ہی حوصلہ ہے کہ وہ "مسیح موعود" اور "مہدی موعود" کا بھی دعویٰ کرکے منجملہ دوسری بے شمار واہیاتیوں کے ساتھ اور بہت بڑی واہیاتیوں کا بھی ارتکاب کر گئے ہیں۔

☆......اور مسیح موعود کے طور پر جہاد کو منسوخ کرنے کے بارے میں جو دلیل بالتاویل دیتے ہیں اس کا جواز حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ مسیح آکر جہاد کو موقوف کردے گا اور اس بات کو پُر زور طور پر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"کیوں چھوڑتے ہو لوگو تم نبی کی حدیث کو...... جو چھوڑتا ہے تم چھوڑ دو اس خبیث کو"

[ضمیمہ تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۷۸]

☆......احمدیو! سوچو کہ کیا یہ شخص جو ہر لحہ جھوٹ، تاویل، تحریف کی چھریاں اپنے (بظاہر) مقدس لبادے میں چھپائے پھرتا ہے اور جس کا خدا ہر لحہ اس کے پہلے الہاموں پر تنسیخ کا خط پھیر کر اس کو سو فیصد مخالف الہامات کرتا ہے، کیا تم اس کو ڈھونڈ رہے ہو یا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو! جو اپنے نبی کو ایک بار بیان کی ہوئی بات پر ہمیشہ قائم رہتا ہے اگر تو

مذہبی دکانداری کی پیروی کرنی ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر ایمان، اسلام، شرافت کی پیروی کرنی ہے تو پھر آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑنا ہوگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑنا ہوگا۔ ہر چیز تو اس دنیا میں ممکن ہے مگر مرزا کا دین اور حقیقی اسلام ایک ہوں یہ ممکن نہیں۔

☆......مرزا صاحب نے اپنی کتاب [ست بچن] میں لکھا ہے "کسی عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا ہی منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے، [صفحہ ۳۰]۔

☆......اور اسی کتاب [ست بچن کے صفحہ ۱۳] پر لکھتے ہیں "ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق"۔

اس فقیر در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون میں بھی اور اپنے دوسرے مضامین میں بھی آپ کے سامنے مرزا صاحب کی الہام کے نام پر متضاد باتیں رکھی ہیں، اب آپ بقول مرزا صاحب کے ان کو پاگل سمجھ لیں یا منافق، بہرحال یہ طے ہے کہ مرزا صاحب نبی، مجدد یا ولی تو دور کی بات ہے ایک کھرے انسان بھی نہیں تھے، وہ ایسے بے شرم انسان تھے جس کو کبھی بھی خدا کا نام (جو اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں کھلے طور پر کہتا ہے کہ میری باتوں میں تضاد نہیں اور میں اپنے وعدے پورے کرتا ہوں) لے کر ایک بات کہہ کر پھر اسی بات کے مخالف بات کو اسی خدا کے نام پر کہتے، اعلان کرتے ہوئے ذرہ بھر بھی جھجک محسوس نہیں ہوئی، بلکہ ڈنکے کی چوٹ پہلی بات کے مخالف بات کر کے دونوں کو الہام قرار دے کر خدا کو متناقض بات کہنے والا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اور جس حدیث کو پہلے غلط اور بے بنیاد کہا اسی کو پیسے بٹورنے کی خاطر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی قرار دے ڈالا اور دنیاوی مال کے حصول کی خاطر ایمان، شرافت، سچائی، قرآن شریف، احادیث، غرضیکہ ہر چیز داؤ پر لگا دی۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی ہی تحریروں اور فیصلہ کے مطابق، ایک پاگل یا مجہول اور نبوت کے ناجائز دعویدار کے پیچھے لگتے ہو یا ہادی برحق کے جھنڈے تلے آتے ہو۔ احادیث کو چھوڑ کر اپنے ہی قول کے مطابق "خبیث" قرار پانے والے مرزا صاحب کو گلے لگاتے ہو یا چھوڑتے ہو؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ ہدایت پر رکھے اور انجام بخیر کرے۔ آمین!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عذرِ گناہ..... بدتر از گناہ

مرزا غلام اے قادیانی کی یوں تو ہر بات نرالی تھی، بڑی دور کی کوڑیاں لاتے تھے، اور ایسی ایسی دلیلوں اور تاویلوں کو جوڑ کر، اور حوالوں کو توڑ مروڑ کر اپنی بات پیش کرتے تھے کہ بھان متی نے کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا لے کر کیا کنبہ جوڑا ہوگا۔ مرزا صاحب کا دعویٰ مہدی اور مسیح موعود کا تھا، اور جس مقام کا دعویٰ ان کا تھا اس کے لئے نہ صرف تمام ارکان اسلام کو بجالانا فرض تھا۔ اس مختصر مضمون میں یہ جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

قرآن کریم میں حج کے بارے میں ارشاد ہے کہ "لوگوں پر فرض ہے اللہ کے لئے خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ جس کو وہاں تک راہ مل سکے اور جو نہ مانے (اور باوجود قدرت کے حج نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے نیاز ہے"۔ [آل عمران، آیت ۹۷]۔

حدیث شریف میں حج کے متعلق آیا ہے کہ "ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا.......... انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے، انہوں نے عرض کیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جانتے ہیں کہ جہاد سب نیک عملوں سے بڑھ کر ہے۔ تو ہم جہاد کریں، آپ نے فرمایا نہیں عمدہ جہاد حج ہے مبرور ہو"۔ [صحیح البخاری / پارہ ۶/ کتاب المناسک/ حدیث نمبر ۱۴۳۰]۔

مرزا غلام اے قادیانی کے دعویٰ بلکہ متفق علیہ احادیث بھی موجود ہیں کہ مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کا طواف کریں گے۔ مرزا صاحب سے جب بھی سوال کیا جاتا کہ آپ نے حج نہیں کیا، احادیث کے مطابق آپ کو حج کرنا چاہیے، پہلے تو مرزا صاحب نے احادیث کے بارے میں قدم بہ قدم شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی، لیکن جب اس سے بھی کام نہ بنا تو حدیث کا سوال ختم کرنے کے لئے کہہ دیا کہ میرے دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ میری وحی ہے (اور مرزا صاحب اپنی وحی کو قرآن کریم کے مقابل/ برابر سمجھتے تھے) اور مزید فرمایا کہ ہاں جو حدیث میری (یعنی مرزا صاحب) وحی کے مطابق ہے اس کو ہم پیش کردیتے ہیں اور مرزا صاحب یہ کہتے ہوئے بالکل بھول جاتے ہیں کہ جس مقام کا دعویٰ وہ کررہے ہیں، اس مقام اور دعوے کے بارے میں یعنی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، اور مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور حج کے موقع پر لوگ ان کو طواف کرتے ہوئے پہچانیں گے محض اور محض احادیث سے ہی ثابت ہے اور مسلمان اگر مہدی علیہ السلام کے منتظر ہیں تو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں، نہ کہ مرزا صاحب کی خودساختہ وحی کی روشنی میں۔

اب مرزا صاحب کے جوابات پڑھئے اور سر دھنیئے کہ حج کیوں نہیں کیا؟

☆......مرزا صاحب اپنی کتاب، ایام الصلح، میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے حج پر جانے کی حدیث موجود ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس حدیث کی اہمیت کم کرنے کے لئے دجل سے کام لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اگر بموجب نصوص قرآنیہ وحدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھلانی چاہئیں تا ان پر عمل کیا جائے''۔[ایام الصلح / رخ جلد۱۴/صفحہ ۴۱۶]۔اب آپ دیکھیں ایک طرف پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ میرے دعویٰ کو حدیث سے کوئی تعلق نہیں، اس کی بنیاد میری وحی ہے، دوسری طرف جو حدیث ان کی وحی کے مطابق نہیں ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل ہے، اور جس حدیث میں مہدی علیہ السلام کے آنے کی خبر دی گئی ہے اسی میں یہ بھی موجود ہے کہ لوگ ان کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے پہچانیں گے۔اس کے باوجود بھی مرزا صاحب کو نہ نظر آئے تو ان کی نیت کا فتور ہے۔

☆......پھر سوال کرتے ہیں کہ'' آپ اس سوال کا جواب دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اوّل اس کا فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے''۔[ایام الصلح / رخ جلد۱۴/صفحہ ۴۱۶]۔پہلا سوال تو یہ ہے کہ مسیح موعود نے اپنی زندگی میں دجال کو شکست دے دی، اس کو ختم کر دیا؟ اس کا جواب ہمارے قادیانی دوست یہ دیتے ہیں کہ''تین سو سال کے عرصہ میں فتح نصیب ہوگی''اس کے جواب میں پھر یہ سوال ہے کہ تمام احادیث تو مسیح موعود کی زندگی میں ہی دجال کے خاتمہ کی بات کر رہی ہیں، دوسرے اگر ہم یہ بات مان بھی لیں تو اب دجال کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک سو پچیس سال ہوگئے ہیں مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو، اس عرصہ میں کیا دجال کی طاقت کا تیسرا حصہ تباہ ہوگیا ہے؟ چلو اس کو بھی چھوڑو کیا دجالیت کا سوواں حصہ بھی ختم ہوا ہے؟ جواب اگر نہیں میں ہے اور یقیناً نہیں میں ہے تو مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے جو تیر ایک سو پچیس سال میں چلا لئے ہیں وہی تیر آئندہ بھی چلائیں گے! لیکن مسیح موعود کے بارے میں خود ان کا حج کرنا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر جانا احادیث کی کتابوں میں لکھا ہے یا نہیں؟ اگر لکھا ہے تو کیا مرزا صاحب حج پر گئے؟

☆......مرزا صاحب اسی کتاب میں اور اسی صفحہ پر (حوالہ مندرجہ بالا) لکھتے ہیں کہ''ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا''اب مرزا صاحب کا دجل کھل گیا، کہ احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قیا مت کے قریب دجال کا خروج ہوگا اور کوشش کرے گا کہ حرمین شریف میں داخل ہو اور وہ مشرق سے مدینہ کی طرف چلے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے مامور ہوں گے اور وہ دجال کو داخل نہیں ہونے دیں گے اور دجال توبہ نہیں کرے گا بلکہ مسیح موعود کے ہاتھوں مارا جائے گا لیکن مرزا صاحب ان احادیث کے برخلاف خود ساختہ خیالات پھیلا کر دجل سے قادیانی لوگوں کو بے وقوف بنا گئے۔چونکہ مرزا صاحب خود اپنے دعوؤں اور ان کے لئے دجل سے پُر دلیلوں اور تاویلوں کو دجل اور جھوٹ سے پھیلاتے رہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک کذاب اور خود ساختہ نبی کو دجال کی طرح حرمین شریفین میں داخل نہیں ہونے دیا۔

☆......مرزا صاحب اسی طرح اسی صفحہ پر (حوالہ مندرجہ بالا) لکھتے ہیں "یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں، صحیح بخاری سے اس کا حل مل سکتا ہے اگر رسول اللہ کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج کرنا ہے تو بہر حال ہم حج کو جائیں گے۔ ہر چہ باداباد"۔ کوئی شخص کیسے مسیح موعود بن سکتا ہے جب کہ اس نے تمام ارکان اسلام ہی ادا نہ کئے ہوں، کیا اللہ تعالیٰ اتنا مجبور ہے کہ ایک شخص کو احیاء اسلام کے لئے دنیا میں بھیجتا ہے مگر اس کے لئے حالات پیدا نہیں کرتا کہ وہ تمام ارکان اسلام ادا کر سکے؟ اور جو شخص خود اسلام پر مکمل طور پر عمل پیرا نہیں وہ دوسروں کے لئے حَکم کیسے بن سکتا ہے؟ دوسرے مرزا صاحب کا دعویٰ مہدی موعود کا بھی ہے اور مہدی رضوان اللہ علیہ کو تو بمطابق سچے نبی کی پیشگوئیوں کے خانہ کعبہ میں پہچان کر اس کی بیعت کرنی تھی۔ اور اس کا مطلب ہے کہ دعویٰ مہدی کا غلط ہے۔ اگر ایک دعویٰ غلط ہے تو دوسرے خود بخود غلط ہو گئے!

☆......پھر ایک مرتبہ حج پر نہ جانے کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل ہے، ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں، ان سے فرصت اور فراغت ہولے"۔ [ملفوظات احمدیہ/ جلد ۵/ صفحہ ۲۶۴/ مرتب منظور احمد قادیانی]، بحوالہ [تجزیہ قادیانیت، صفحہ ۴۲، مصنف مولانا محمد اقبال رنگونی، مانچسٹر، برطانیہ]۔ مرزا صاحب نے قتل خنزیر والی حدیث پر بھی مختلف آراء دیں ہیں، جن میں کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتلِ خنزیر کے حوالے سے مذاق اڑایا گیا ہے، اور کبھی سانسیوں، چماروں کی موج کروائی گئی ہے، اور اب خود مرزا صاحب بہ نفس نفیس خنزیر کو مارنے والے سانسی چمار بننا پسند کر رہے ہیں تا کہ حج پر نہ جانے کا کوئی جواز دے سکیں۔ ذرا مرزا صاحب کے ایک ساتھی کی روایت بھی پڑھ لیں "میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مراد مرزا غلام اے قادیانی، ناقل) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سؤروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو سانسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا"۔ [سیرت المہدی/ جلد ۳/ صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۲/ مصنف مرزا بشیر احمد ایم۔اے، پسر مرزا قادیانی]۔ اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں، یہ تحریر ہی اپنے اوپر تبصرہ ہے۔ مرزا صاحب اپنے اندر کے سؤر کو تو مار نہیں سکے، اسلام کے لئے کون سے سؤروں کو مارا ہے یا مارنا تھا؟

☆......پھر ایک بار سوال کیا گیا کہ آپ حج پر نہیں گئے تو مرزا صاحب جواب دیتے ہیں "تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں"۔ [ملفوظات/ جلد ۹/ صفحہ

۳۲۴]۔یعنی نہ نومن تیل ہوگا اور نہ رادھا ناچے گی۔اب کوئی یا کچھ اشخاص اس کام میں لگ جائیں کہ پوری امت مسلمہ کے علماء کرام کوڈھونڈ واوران سے بلا چون وچرا مرزا صاحب کی اجرائے نبوت پر مہر لگواؤ اور ساتھ ہی درخواست لکھواؤ کہ حضور مرزا صاحب، خدا کے لئے ہم پر احسان کرواور حج کر آؤ۔جب آؤ گے تو ہم سب با جماعت مرزا جی پر ایمان لے آئیں گے۔اگر ہم مرزا صاحب کا تمام کلام چھوڑ دیں، صرف یہی ایک حوالہ سامنے رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ،حدیث نبوی کے ارشاد سے بچنے کے لئے ایک بیہودہ انسان،ایک جھوٹا نبی کیسی کیسی بیہودہ اور نامعقول،تجاویز،تاویلات اور بہانے ڈھونڈ سکتا ہے۔صرف اسی ایک حوالے پر مزید بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے،لیکن یہاں مرزا صاحب کے حج پر نہ جانے کے عیارانہ،ملحدانہ بہانوں کا ذکر کرر ہے ہیں،اس لئے تفصیلی تبصرہ کسی اور موقع پر وما توفیقی الا باللّٰہ ۔آپ خود دیکھ لیں کہ کیا ایک ایسا شخص جو نعوذ باللہ بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کرتا ہو کیا یہ جواب اس کے شایان شان ہے؟

☆......مرزا غلام اے قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے،جن کو مرزا صاحب نے قمر الانبیاء کا خطاب دیا ہوا تھا،مرزا صاحب کی سیرت پر تین جلدوں پر مشتمل ایک کتاب''سیرت المہدی''میں مرزا صاحب کے حج پر نہ جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پہلے تو مرزا صاحب کے مالی حالات ایسے نہیں تھے کہ حج کر سکتے،دوسرے وہ تبلیغ اسلام میں ایسے مشغول رہے کہ فرصت نہ ملی،اور تیسرے بعد میں مرزا صاحب کے خلاف فتوؤں کی وجہ سے ان کے لئے سفر محفوظ نہیں تھا۔اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ان تینوں اعتذارات میں سے ایک بھی عذر خود بیان نہیں کیا بلکہ اوپر دیئے گئے حوالوں سے ثابت ہے کہ ان کے جواب ہمیشہ مختلف لیکن بے بنیاد ہوتے رہے ہیں،اس لئے مرزا صاحب اپنے دیئے ہوئے جوابات/بیان کے مقابلے پر ان کے بیٹے کے دیئے ہوئے جواب کی کوئی مسلمہ حیثیت نہیں،لیکن اس کے باوجود اگر کسی قادیانی بھائی کو اسی جواب پر اصرار ہے تو وہ ان باتوں کا جواب دیں،پہلی بات کہ اگر مرزا صاحب کی مالی حیثیت ایسی نہ تھی تو وہ براہین احمدیہ میں دس ہزار روپیہ کا چیلنج کہاں سے دے رہے تھے؟اور اپنے آپ کو رئیس قادیان کیسے لکھتے تھے؟اگر ان کے پاس پیسے نہیں تھے اور وہ کنگلے تھے تو کیا اسلام کے نام پر دس ہزار کا چیلنج دینا اور اپنے کو کتاب کے ٹائیٹل پر رئیس قادیان لکھنا اور ظاہر کرنا دھوکا نہیں تھا؟ کیا ایک دھوکے باز مسیح آپ کو قبول ہے؟دوسرا عذر تبلیغ اسلام میں مشغول تھے ،مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک اللہ کی اطاعت ،دوسرے انگریز حکومت کی تابعداری،اوران خیالات کو پھیلانے میں ساری عمر لگے رہے،اور مرزا صاحب کے اپنے بقول وہ لگاتار ایک لمبا عرصہ (۲۰ سال سے زائد) تمام عرب وعجم میں یہ خیالات پھیلاتے رہے،تو وہاں جا کر ذاتی طور پر کیوں نہیں یہ خیالات پھیلانے کی کوشش کی،حج کے موقع پر آپ کی ایک تقریر کروڑوں مسلمانوں کو انگریزی حکومت کا خیر خواہ بنا دیتی،کیونکہ بقول مرزا صاحب کے وہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ مہدی اور مسیح تھے،اور وہیں لوگوں نے ان کو پہچاننا تھا؟لوگ بھی پہچان لیتے اور پوری دنیا میں ایک بار ہی پیغام پہنچ جاتا؟ تیسرے راستے محفوظ نہیں رہے،مولویوں کے فتویٰ کی وجہ سے،تو مرزا صاحب کا الہام ہے

کہ، میں قتل کے منصوبوں وغیرہ سے بچایا جاؤں گا، بلکہ یہ بھی الہام/ وحی ہے کہ جو تجھ پر حملہ کرے گا میں اس پر حملہ کروں گا ۔اب اس سے بہتر کون سا وقت تھا اپنے الہام کی سچائی ثابت کرنے کا، پھر مرزا صاحب کی وحی ہے کہ خدا نے ان کو کہا ہے کہ جو تیرا ارادہ ہے وہ میرا ارادہ ہے، اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے حج کا ارادہ کیا یا نہیں؟ اگر نہیں کیا تو مسیح موعود تو کیا صحیح مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتے۔اور اگر ارادہ کیا اور پورا نہیں ہوا تو کیا خدا پر بہتان نہیں باندھا کہ اس نے ان کے ارادہ کو اپنا ارادہ کہا ہے؟ یہ ماننا پڑے گا کہ یہ جھوٹ بولا ہے یا شیطانی الہام تھا اس لئے پورا نہیں ہوا۔اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ مجھے طاقت دی گئی ہے کہ میں جس کام کو کہوں ہو جا، وہ ہو جائے گا؟ اب یہ بتائیں کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی موقع تھا کہ وہ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پورا کرنے والے بن جاتے؟ اگر اس موقع پر کن فیکون کی طاقت نہیں دکھائی تو اس سے بہتر اور کون سا موقع تھا؟ کیا کہیں اور کسی کام میں یہ طاقت دکھائی تو بتائیں؟

☆......اب جب یہ جوابات بھی لوگوں کو مطمئن نہیں کر سکے اور مرزا صاحب پر بار بار یہ اعتراض وارد ہوا تو احساس ہوا کہ لوگوں کے اعتراض کا شافی جواب نہیں دیا گیا، اب اس کو خدا کے حکم کی خلاف ورزی قرار دے دیا اور ساتھ ہی حسب عادت (جو کہ جماعت کی اب نا قابل تبدیل دفاعی مٹریٹجی بن چکی ہے کہ مرزا صاحب تو دور کی بات، خلیفہ کو بھی چھوڑو، جب ان کے کسی مربی (عالم) پر بھی اعتراض کرو گے تو وہ بھی بجائے اس اعتراض کا عقلی یا کسی اور دلیل سے جواب دے، فوراً جواباً حضرت سرور کونین رسول پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر بھی عیسائیوں یا یہودیوں کا کیا ہوا اعتراض سامنے رکھ دیں گے)رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر الزام جوڑ دیا کہ مکہ میں انہوں نے تیرہ سال حج نہیں کیا۔اب ذرا یہ جواب ان کے اپنے الفاظ میں بھی پڑھ لیجئے۔" مخالفوں کے اس اعتراض پر کہ مرزا صاحب حج کیوں نہیں کرتے فرمایا،" کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو خدمت خدا تعالیٰ نے اوّل رکھی ہے اس کو پس انداز کر کے دوسرا کام شروع کر دیوے۔یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عام لوگوں کی طرح ملہمین کی عادت کام کرنے کی نہیں ہوتی۔وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی سے ہر ایک امر کو بجالاتے ہیں۔اگر چہ تمام شرعی احکامات پر عمل کرتے ہیں مگر ہر ایک حکم کی تقدیم و تاخیر الٰہی ارادہ سے کرتے ہیں۔اب اگر ہم حج کو چلے جاویں تو گویا خدا کے حکم کی مخالفت کرنے والے ٹھہریں گے اور من استطاع الیہ سبیلا۔(آل عمران،۹۸) کے بارے میں حج الکرامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو حج ساکت ہے۔حالانکہ اب جو لوگ جاتے ہیں ان کی کئی نمازیں فوت ہوتی ہیں۔ماموریں کا اوّل فرض تبلیغ کا ہوتا ہے ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ سال مکہ میں رہے آپ نے کتنی مرتبہ حج کئے تھے؟ ایک دفعہ بھی نہیں کیا"۔[ملفوظات /جلد۵/ صفحہ ۳۸۸]۔یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا صاحب کا کوئی الہام یا وحی ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو حج پر جانے سے روکا ہو؟ (کیونکہ مرزا صاحب نے حج نہیں کیا) یا کم از کم تاخیر کرنے کا ہی کہا ہو؟ دوسری بات کہ مرزا صاحب نے اپنے فیصلہ کی بنیاد حج الکرامہ کی اوپر دی گئی آیت قرآنی کی تشریح بھی بیان کی ہے، سوال یہ ہے کہ کیا مرزا

صاحب حج الکرامہ میں لکھی ہوئی باقی باتوں کو بھی تسلیم کرتے ہیں؟اوراب مرزا صاحب کی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳سال مکہ میں رہے اورایک دفعہ بھی حج نہیں کیا،اس کا ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب یاان کی جماعت کے پاس کوئی حوالہ ہولیکن اہم بات، یہ فقیر درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ،مرزا کے جس دجل اور فریب کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس وقت تک حج کے باقاعدہ احکامات ہی نازل نہیں ہوئے تھے اور یہ حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔

☆......اور میری سمجھ کے مطابق خدا تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسی لیے ایک بار فرض حج کے لئے فرمایا تاکہ تاقیامت امت پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔صاحب ثروت کو تو نہیں فرق پڑتا لیکن کم استطاعت والوں کو مبرا بھی کر دیا،ورنہ اگر زیادہ کا حکم ہوتا تو زیادہ مرتبہ حج کرنا پڑتا۔اسی طرح نمازوں کے باقاعدہ احکامات بھی مدینہ منورہ میں ہی نازل ہوئے تھے،اگر مرزا صاحب کی دلیل تسلیم کر لی جائے تو پھر کل کو نمازوں کے لئے بھی کوئی یہی عذر پیش کردے گا کہ مکہ معظمہ میں نمازیں ادا نہیں بھی کی جاتی رہیں۔کہ تبلیغ پہلے ہے اور نمازیں بعد میں،اگر انسان اس طرح کی تاویلیں کرنی شروع کردے تو کوئی بھی رکن نہیں بچتا تو پھر تبلیغ کس بات کی اور کیا کروگے؟لے دے کے ایک تبلیغ ہی رہ جاتی ہے جو قادیانی قیادت اوران کے چیلے چانٹے کررہے ہیں وہ بھی اپنی ہی جماعت کو!اوروہ ہے چندہ، چندہ، چندہ،نماز کے ساتھ یاد آیا کہ قادیانی نمازوں پر بظاہر بڑا زور دیتے ہیں لیکن اسی (۸۰) فیصد نمازوں میں ڈنڈی مارتے ہیں اور جب بھی کوئی جلسہ یا میٹنگ وغیرہ ہوتی ہے تو نمازیں جمع کر لیتے ہیں اور جمع بھی ظہر کے ساتھ عصر کی ،مغرب کے ساتھ عشاء کی کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ایک اور سوال یہ ہے کہ کس بنیاد پر مرزا صاحب نے کہا ہے کہ آج کل حج پر جانے والوں کی نمازیں ساقط ہوتی ہیں؟اور پہلے قادیان پھر ربوہ،اب لندن میں جوانہوں نے اپنے جلسہ میں شمولیت کو حج کانعم البدل قرار دیا ہے وہاں پر جانے والوں کی نمازیں بھی ساقط ہوتی ہیں یانہیں؟اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر جلسہ کا حکم بھی بند کرواور اگر جواب نہ میں ہے تو جس طرح جلسہ پر جانے والوں کی نمازیں ساقط نہیں ہوتیں تو حج پر جانے والوں کی بھی نہیں ہوسکتیں۔

☆......مرزا صاحب اوران کی اولاد نے مرزا صاحب کے حج نہ کرنے کے جو بھی جواز پیش کئے وہ ہر عقلمند ایک نظر میں ہی دیکھ لیتا ہے کہ مرزا صاحب اگر مسلمان تھے تو انہوں نے توفیق ہونے کے باوجود حج نہ کیا اوراوپر سے عذر بھی بے تکے پیش کئے اوراس کہاوت کو سچ ثابت کردیا کہ عذر گناہ، بدتر از گناہ۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے خدا کے نام پر بہتان باندھا کہ خدا نے مجدد، محدث، مثیل مسیح، پھر مسیح موعود (اور نہ جانے کیا کیا بلا) نیز ان کو وحی کی، نبی اور رسول کہا،لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ جس حیثیت میں بھی، جس معاملہ میں بھی اور جب بھی مرزا صاحب نے تحدی سے کوئی پیشگوئی کی خدا نے وہ کبھی پوری نہ ہونے دی اس لئے کہ وہ خدا پر اپنی وحی، نبوت ورسالت کا بہتان باندھ رہے تھے۔اسی طرح حج کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے منہ سے

ایسے بے تکے جواب نکلوائے اوران کے خانہ کعبہ کودیکھنے کے بھی اسباب پیدا نہ ہونے دیئے اوران کے دل اوردماغ پرمہر لگا کرایسے بے تکے جواب نکلوادیئے تا کہ یہ کاذب نبی اوراس کے کذب کو لے کر چلنے والے اپنے دعوے کی کاذبیت کو چھپائے نہ چھپاسکیں اور ہر پہلو سے ان کا کذب بار بار تا قیامت ظاہر ہوتا رہے۔

مرزا قادیانی نے نہ صرف خود حج نہیں کیا بلکہ الفاظ کے ہیر پھیر میں دوسروں کو بھی حج سے روکتے رہے، پڑھیے اور سر دھنیئے ''دیکھو حج کے واسطے جانا خلوص اور محبت سے آسان ہے مگر واپسی ایسی حالت میں مشکل۔ بہت ہیں جو وہاں سے نامراد اور سخت دل ہو کر آتے ہیں۔اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہاں کی حقیقت ان کو نہیں ملتی۔قشر کو دیکھ کر رائے زنی کرنے لگ جاتے ہیں، وہاں کے فیوض سے محروم ہوتے ہیں اپنی بدکاریوں کی وجہ سے اور پھر الزام دوسروں پر دھرتے ہیں۔اس واسطے ضروری ہے کہ مامور کی خدمت میں صدق اور استقلال سے کچھ عرصہ رہا جاوے تا کہ اس کے اندرونی حالات سے بھی آگاہی ہو اور صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے''۔[الحکم/جلد۷/نمبر۱۰/صفحہ۳و۴/۱۷مارچ ۱۹۰۳ء/ملفوظات/جلد۵/صفحہ۱۷۷]۔

اگر ہم اوپر دیئے گئے حوالہ کا گہرائی کے ساتھ تجزیہ کریں تو یہ ایک پورے مضمون کا متقاضی ہے لیکن مختصراً چند نکات پیش کرتا ہوں!

☆......محبت اور خلوص کے ساتھ حج پر جانا آسان ہے اور واپسی پر بجائے ان میں بہتری کے جانے والی حالت میں بھی مشکل ہے۔

☆......بہت ہیں یعنی کافی ہیں جو بجائے بامراد ہو۔ کے نامراد ہو کر، اور بجائے نرم دل کے سخت دل ہو کر آتے ہیں۔

☆......وہاں ان کو ایمان کی حقیقت نہیں ملتی۔یہ تو تھی مرزا صاحب کی لن ترانی، اب ذرا یہ بھی پڑھ لیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ ایمان کی حقیقت حج پر ملتی ہے یا نہیں؟ حدیث میں آیا ہے کہ ''ہم سے آدم بن ابی ایاس..........ابو ہریرہؓ سے سنا ،کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے سنا آپ فرماتے تھے، جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے اور شہوت اور گناہ کی باتیں نہ کرے۔تو وہ ایسا پاک ہو کر لوٹے گا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا''۔[صحیح البخاری

/پارہ۶/کتاب المناسک/حدیث نمبر۱۴۳۱]۔

☆......حج پر روحانی پھل کو نہیں کھاتے بلکہ ان روحانی پھلوں کے چھلکے (قشر) سے آگے ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔

☆......حج کے فیوض حاصل کرنے کی بجائے بدکاریاں کر کے آتے ہیں اور پھر ان بدکاریوں کا الزام دوسروں پر رکھتے ہیں۔

☆......حج کے فوائد اٹھانے کے لئے صرف اسلام کی تعلیم کافی نہیں بلکہ پہلے کسی مامور کو ڈھونڈو، اس کے پاس کچھ عرصہ رہو

تب حج پر جانا فائدہ مند ہوگا۔یہاں مرزا صاحب کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس آکر رہو،اور وقت گزارو، پیسے مرزا صاحب کو دے دو اور پھر بجائے حج کے، یہ سمجھتے ہوئے اپنے گھر واپس چلے جاؤ کہ مرزا صاحب کی صحبت میں حج کا ثواب مل گیا ہے۔ایسی کئی مثالوں میں سے شہزادہ عبداللطیف کی مثال ہی کافی ہے کہ کابل سے حج کرنے نکلے،مرزا جی کے پاس آئے اور پھر حج پر جانے کی بجائے کچھ عرصہ گزار کر افغانستان لوٹ گئے اور وہاں جاتے ہی ملک اور دین سے غداری کے الزام میں سنگسار ہوئے۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ''لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (یعنی قادیان میں،ناقل)نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر، کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی''۔[آئینہ کمالات اسلام/ رخ جلد۵/صفحہ۳۵۲]۔یعنی حج قادیان میں بھی ہوسکتا ہے؟مرزا صاحب کا یہ شعر بھی اس بات کی تائید کرتا ہے۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
[درثمین/صفحہ۵۷]۔

اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کے پاس آکر انسان کیا حاصل کرتا ہے اور سلوک کی کون سی منازل طے کرتا ہے۔ان ساری باتوں کا مختصر اور جامع جواب مرزا صاحب کی اپنی تحریریں ہی دے رہی ہیں۔

☆......مرزا صاحب لکھتے ہیں''میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں ان کے متعلق عمدہ رائے کا اظہار کرسکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔بعض ایسے بھی ہیں کہ اوّل ان میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا،مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ صرف بلغم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔وہ تھک گئے اور درماندہ ہوگئے۔اور نابکار دنیا نے انہیں اپنے دام تزویر کے نیچے دبالیا''۔[فتح اسلام/ رخ جلد۳/صفحہ۴۰]۔

☆......دوسری جگہ لکھتے ہیں''میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہوجاتے ہیں۔اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف''۔[براہین احمدیہ،حصہ پنجم/ رخ جلد۲۱/صفحہ۱۱۴]۔یہ ۱۹۰۷ء میں طبع ہوئی۔اس پر ایک انسان یہی تبصرہ کرسکتا ہے کہ مرزا صاحب

جن لوگوں سے عزت پاتے تھے، جن پر رئیسوں کی طرح عیش کرتے تھے اور جائیدادیں بنائیں، انہی لوگوں کی بڑی تعداد کو مردار کی طرف دوڑنے والا کتا قرار دے رہے ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسے احسان فراموشوں کو ہی ''جس تھالی میں کھائے اسی میں تھوکنے والا'' کہا کا خطاب برحق ہوگا یا نہیں؟ یا پھر جو لوگ اس الزام کو تسلیم کر رہے ہیں سادگی کی وجہ سے ان کو کیا یہ مشورہ دینا جائز نہیں ہوگا کہ تم اچھے انسان ہو اور یہ خطاب واپس کر کے ان کی طرف لوٹ آؤ جو تمہیں انشاءاللہ انسان ہی سمجھیں گے۔

اور ہزار باتوں کی ایک بات، مرزا صاحب اپنی کتاب [ازالہ اوہام، حصہ اول/ ر خ جلد۳/صفحہ۲۱۱]، میں لکھتے ہیں کہ ''مسلم کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا'' اور میرے خیال میں مرزا صاحب نے اپنے بے بنیاد دلائل، بیہودہ تاویلات، حق کو چھپانے والے غلط طریق اختیار کر کے اپنے آپ کو اگر اصلی نہیں تو اس معہود دجال کا چھوٹا بھائی ضرور ثابت کر دیا ہے، اس لئے بھی وہ مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے۔

فاعتبروا یااولی الابصار

ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قادیانیوں کو مرزا صاحب کے دجل، چالبازیوں، جھوٹ، تحریفات، تاویلات کو حقیقی طور پر سمجھنے میں مدد دے اور مرزائی مکڑی کے جال سے نکلنے کی توفیق دے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مرزا کی تعلیم کے فرق کو کھلے طور پر واضح کرے اور ان کو واپس صحیح دین میں لائے، آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمرِ مرزا صاحب

اسلام کی تاریخ میں بہت سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کیلئے عالم اسلام ہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی دعائیں کرتے ہیں اور اسی عالم اسلام میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جن کی پیدائش نہ صرف عالم اسلام ہی بلکہ کل عالم کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے؟ مرزا غلام احمد صاحب بھی میرے خیال میں ایسے ہی لوگوں میں شامل ہیں جنکے بارے میں کئی میرے جیسے دل ہی دل میں رب سے سوال کرتے ہوں گے کہ ربا، مرزا جی کو پیدا کرنے میں تیری کیا مصلحت تھی؟ یہ ضروری بھی نہیں کہ ہر بات انسان کو سمجھ میں آجائے، لیکن تجسس کا مادہ خدا نے انسان میں پیدا کیا ہے اس کی وجہ سے انسان نہ سمجھ میں آنے والی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ایک لطیفہ والی بات ہے جب میں قادیانی جماعت میں تھا اور مرزا صاحب کے افکار اور کردار کے بارے میں جب تضادات سامنے آتے تھے تو میں رب سے پوچھا کرتا تھا کہ ''ربا یہ نبی بنایا ہے تو نے''؟ اور اسی سوال نے مجھے اس ماحول سے نکالا اور مسلمانوں کی صفوں میں لا کھڑا کیا ہے۔ خیر اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے جو دعوے کیے ہیں ان کو سمجھنے اور انکار کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کی زندگی کے ہر گوشے سے پردہ اٹھانا چاہیے، آیئے آج ہم ملکر انکی پیدائش کا جائزہ لیتے ہیں۔

جب ہم مرزا صاحب کی پیدائش کے بارے میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر کھنگالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۱ء سے لیکر ۱۸۳۹ء تک ہوتی رہی۔ اور میرے خیال میں جماعت کے کرتوں دھرتوں نے دانستہ اس مسئلے کو ابہام میں رکھا ہے کہ بوقت ضرورت کوئی بھی حوالہ دے سکیں یا اس حوالے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی کسی شرمندگی سے بچنے کے لئے کوئی تاویل مل سکے۔ اصل میں مرزا صاحب نے فرمایا کہ ''خدا نے فرمایا: یعنی ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت کریں گے۔ اسی برس یا اس کے قریب قریب یعنی دو چار برس کم یا زیادہ اور تو ایک دور کی نسل دیکھے گا''۔ [تحفہ گولڑویہ/صفحہ ۶۹/ روحانی خزائن/جلد ۱۷]۔

''خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عُمر کروں گا۔ تا لوگ کمی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں''۔ [ضمیمہ تحفہ گولڑویہ/صفحہ ۴۴/ روحانی خزائن/جلد ۱۷]۔

''مثلاً خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تبھی جلد مر گیا۔ اس لئے پہلے ہی اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ ثمانین حولا او قریبا من ذالک او تزید علیه سنینا و تریٰ نسلاً بعیداً۔ یعنی تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا دو چار سال کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل دیکھ لے گا۔ یہ الہام قریباً پینتیس برس سے ہو چکا ہے''۔ [اربعین ۳/ رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۱۸و۴۱۹]۔

''اور زندگی پوری کر کے خدا کے حکم کے ساتھ جانا جیسا کہ میرے لئے بھی اسی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے

جب تک میں یہ سب کچھ پورا کرلوں''۔[رسالہ تحفۃ الندوہ/صفحہ۹۳/روحانی خزائن/جلد۱۹]

حال میں ایک رویاء کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ۱۵۔سال اور بڑھانے کیلئے دعا کی ہے۔[ملفوظات/جلد۶، صفحہ۲۹۳/شائع کردہ ایڈیشنل ناظر اشاعت/۲۰ نومبر۱۹۸۴ء]اس جگہ اخویم مولوی مردان علی صاحب صدر محاسب دفتر سرکار نظام حیدر آباد دکن بھی ذکر کے لائق ہیں۔۔۔۔۔۔وہ لکھتے ہیں کہ میں نے سچے دل سے پانچ برس اپنی عمر میں سے آپ کے نام لگا دیئے ہیں۔خدا تعالیٰ میری عمر میں سے کاٹ کر آپ کی عمر میں شامل کردے سو خدا تعالیٰ اس ایثار کی جزا ان کو یہ بخشے کہ ان کی عمر دراز کردے۔[ازالہ اوہام حصہ دوم/صفحہ۶۲۴/روحانی خزائن/جلد۳]۔

اس طرح ایک کتاب فروش نے بھی اپنی عمر کے پانچ سال مرزا صاحب کو دیئے ہیں اور ایک اور صاحب نے بھی پانچ سال یا دس سال اپنی عمر کے مرزا صاحب کو دیئے ہیں۔اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو مرزا صاحب کی عمر ایک سو دس سے ایک سو بیس برس کے درمیان ہونی چاہیے۔مگر ہم مان لیتے ہیں کہ رویا والی پندرہ سال عمر بڑھانے کی دعا اللہ نے (اپنے نبی؟) کی قبول نہیں کی اور دوسروں نے جو اپنی عمروں سے پانچ پانچ اور دس سال مرزا صاحب کی نذر کئے تھے وہ نذر بھی اللہ نے (اپنے نبی؟ کے حق میں) قبول نہیں،تو پھر بھی الہام/پیشگوئی/خدا کے وعدہ کے مطابق مرزا صاحب کی عمر کم وبیش اسی برس تو ہونی چاہیے اس کے علاوہ سوال یہ ہے کہ کونسی دور کی نسل انہوں نے دیکھی؟۔ہم جائزہ لیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی پیدائش اور عمر کے متعلق کیا کہا اور دوسروں نے کیا کہا؟ خاص طور پر انکے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد (اپنے ابّا کے خود ساختہ خطاب) قمر الانبیاء (ہے کوئی احمدی جو اس ٹائیٹل ''قمر الانبیاء'' کی تشریح کردے؟) نے اپنی مرتب کردہ کتاب سیرۃ المہدی کی تین جلدوں میں جس طرح نئی نئی تاریخیں پیش کی ہیں یہ بھی ایک دلچسپ باب ہے،افسوس ہے کہ اس مختصر مضمون میں سب کچھ تفصیلاً نہیں بیان ہوسکتا۔

(۱)مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ''اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا۔اور ابھی ریش وبروت کا آغاز نہیں تھا''۔[حاشیہ،صفحہ۱۷۷/کتاب البریہ/روحانی خزائن جلد۱۳]۔اور یہ ایسی عمر ہوتی ہے کہ آدمی اس عمر میں گذرے/دیکھے ہوئے واقعات کے بارے میں غلطی کا شکار کم ہی ہوسکتا ہے؟

(۲)میری عمر قریباً چونتیس یا پینتیس برس کے ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔(مرزا صاحب کے والد صاحب ۱۸۷۶ء میں فوت ہوئے۔ناقل)۔[حاشیہ،صفحہ۱۹۲/کتاب البریہ/رخ جلد۱۳] اور ایک ایسا حادثہ جو بقول مرزا صاحب کے ان کے لئے فکر اور تردد لے کر آیا اس کے بارے میں بھی یہی بات قرین قیاس ہے کہ مرزا صاحب کو اپنی عمر اور مسائل کا صحیح اندازہ ہوگا؟

(۳)ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی

سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار
تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں
جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار
[براہین احمدیہ حصہ پنجم/صفحہ۱۳۵/ رخ جلد۲۱]

(۴)۸جنوری۱۹۰۴ءکوایک سوال کے جواب میں آپ نے اپنی عمر۶۵یا۶۶ سال بتائی۔[ملفوظات/ جلد۶/ صفحہ۲۹۳]۔

(۵)میری عمراس وقت تخمیناً۶۷ سال ہے(۱۹۰۵ء)۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/صفحہ۱۱۸/ رخ جلد۲۱]

(۶)مرزا صاحب۴ نومبر۱۹۰۵ءکو فرماتے ہیں'' میری عمر۶۷ سال ہیں''[لیکچر لدھیانہ/ رخ جلد۲۰/ صفحہ۲۹۳]۔

(۷)عمر کا اصل اندازہ تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے، مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے اب اس وقت تک جو سنہ ہجری۱۳۲۳ھ ہے میری عمر ستر برس کے قریب ہے واللہ اعلم(۱۹۰۵ء)[براہین احمدیہ حصہ پنجم/صفحہ۳۶۵/ رخ جلد۲۱]۔

(۸)ایک تخمینہ کے مطابق سال ولادت۱۸۳۱ءہو سکتا ہے۔[سیرت المہدی/ حصہ سوم/صفحہ۴۷/ مرتب مرزا بشیراحمد قادیانی]۔

(۹)معراج دین نے تاریخ ولادت ۱۷فروری۱۸۳۲ءمقرر کی ہے۔[سیرت المہدی/ حصہ سوم/ صفحہ۳۰۲/ مرتب مرزا البشیراحمد قادیانی]۔

(۱۰) جبکہ دیگر۱۸۳۳ءیا۱۸۳۴ءکوسال ولادت قرار دیتے ہیں۔[سیرت المہدی/ حصہ سوم/صفحہ۱۹۴/ مرتب مرزا البشیراحمد قادیانی]۔

(۱۱)مشہور قادیانی دوست محمد شاہد لکھتے ہیں کہ! سرلیپل گریفن نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوۃ والسلام کے ذاتی حالات بھی بیان کئے ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے:''یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ غلام احمد جومرزا غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا ہے، مسلمانوں کے ایک مشہور مذہبی فرقہ احمدیہ کا بانی ہوا۔ یہ شخص۱۸۳۷ءمیں پیدا ہوا۔[تاریخ احمدیت/ جلد۱/صفحہ۴۱/ مولف دوست محمد شاہد قادیانی]ادارۃ المصنفین ،ربوہ] (چناب نگر) نوٹ: کتاب تاریخ احمدیت۲۰۰۱ءمیں نظارت اشاعت ربوہ سے خریدی گئی اوراس پر نہ تو سن اشاعت درج ہے اور نہ ہی ناشر کا اتہ پتہ، ناقل۔

(۱۲)صحیح تحقیق کے مطابق تاریخ ولادت۱۳ فروری۱۸۳۵ءہے۔[تاریخ احمدیت/ جلد۱/ صفحہ۴۷/ مولف دوست محمد شاہد قادیانی،ادارۃ المصنفین ،ربوہ]۔

(۱۳)چونکہ پنجاب کے دیہاتوں میں پیدائش کا کوئی مستند ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا، اس لئے پیدائش کے

بارے میں قیاس ہی کیا جا سکتا ہے۔وہ (مرزا غلام احمد صاحب۔ناقل) غالباً ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو بمقام قادیان ضلع گورداسپور، پنجاب میں پیدا ہوئے۔[دی احمدیہ موومنٹ، صفحہ۲۲/مصنفہ سپینسر لاوان/منوہر بک سروس، نئی دہلی/پہلا ایڈیشن ۱۹۷۴ء]۔

(۱۴) مرزا غلام احمد خان پنجاب کے گاؤں قادیان، ضلع گورداسپور میں ۱۸ جون ۱۸۳۹ء کو پیدا ہوئے۔اسی سال رنجیت سنگھ کی وفات ہوئی تھی۔[دی احمدیہ موومنٹ، صفحہ۲۲/مصنفہ، ایچ اے والٹر/منوہر بک سروس، نئی دہلی، دوبارہ اشاعت ۱۹۹۱ء۔پہلا ایڈیشن ۱۹۱۸ء]۔

(۱۵) حال ہی میں احمد کی پیدائش کے بارے میں جو مبہم سے ریفرنیس ریویو آف ریلیجنز ۱۵، صفحہ ۲۶ پر پیش کئے گئے، کے مطابق پیدائش کا سال ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء ہے۔مگر عموی طور پر وہی تاریخ تسلیم کی جاتی ہے جو بائیوگرافی میں لکھی ہے (یعنی ۱۸ جون ۱۸۳۹ء۔ناقل) [دی احمدیہ موومنٹ، صفحہ۲۲/مصنفہ، ایچ اے والٹر، منوہر بک سروس، نئی دہلی، دوبارہ اشاعت ۱۹۹۱ء۔پہلا ایڈیشن ۱۹۱۸ء]۔

(۱۶) مرزا صاحب کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔۹ ربیع الاول ۱۳۲۶ ہجری کو خدا سے جا ملے۔زیادہ تر مرزا صاحب کی عمر کا اندازہ ۱۸۳۵ء سے ۱۸۳۹ء کے درمیان ہی لگایا جاتا ہے اسطرح مستند راویوں اور اُنکے اپنے بیانات کے مطابق انکی عمر ۶۹ سے ۷۳ سال کے درمیان بنتی ہے۔

جب مرزا صاحب کی وفات کے بعد اعتراضات ہوئے تو پھر مختلف حساب اور توجیہات پیش کی گئیں۔آئندہ حوالوں کو قارئین غور سے پڑھیں اور خود ہی نتیجہ نکال لیں کہ مرزا صاحب کی عمر کیا تھی؟

مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد، ایم اے، کیا فرماتے ہیں والد صاحب کی عمر ۸۰ سال کے قریب پورا کرنے کیلئے!

(۱) ۔۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔[روایت نمبر ۴۶۷/سیرت المہدی حصہ دوم/صفحہ۱۵۰/مرتب مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی]۔

(۲) ۔مرزا بشیر احمد مزید لکھتے ہیں کہ!اس نقشہ کی رو سے ۱۸۳۲ عیسوی کی تاریخ بھی درست سمجھی جاسکتی ہے۔مگر دوسرے قرائن سے جن میں سے بعض اوپر بیان ہو چکے ہیں۔اور بعض آگے بیان کئے جائیں گے صحیح یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش ۱۸۳۵ عیسوی میں ہوئی تھی۔پس ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔[روایت نمبر ۶۱۳/سیرت المہدی حصہ سوم/صفحہ ۷۵ و ۷۶/مرتب مرزا بشیر احمد قادیانی]۔

(۳) ۔احمدی (قادیانی دوستو!ذرا مرزا صاحب کے فرزند کی تحریر مزید پڑھیئے!یہ اجتماع اور تطابق جو حضرت

مسیح موعود علیہ لسلام نے اپنی ولادت اور سال و وقت کے متعلق فرمایا ہے۔اس کی تلاش سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ آپ کی ولادت جس جمعہ کو ہوئی تھی۔ وہ ۱۴۔ ماہ رمضان المبارک ۱۲۴۷ہجری کا دن تھا اور بحساب سمت بکرمی یکم پھاگن سمہ ۱۸۸۸ کے مطابق تاریخ تھی۔ جو عیسوی سن کے حساب سے ۱۷ فروری ۱۸۳۲ء کے مطابق ہوتی ہے۔پس اس طریق سے حضور موصوف کی عمر ہر ایک حساب سے حسب ذیل ثابت ہوتی ہے۔

(الف) گویا ہندی بکرمی سالوں کی رو سے آپکی عمر ۷۶ سال ۴ ماہ ہوئی۔

(ب) عیسوی سال ۱۷ فروری ۱۸۳۲ء کو آپ کی ولادت ہوئی اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ اپنے خالق حقیقی رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔پس اس حساب سے آپ نے ۷۶ سال دو ماہ اور ۹ دن عمر پائی سن ہجری مقدس کے مطابق آپ ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۴۷ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۹ ربیع الاول ۱۳۲۶ ہجری کو خدا سے جا ملے۔اس حساب سے آپ کی عمر ۷۸ سال ۵ ماہ اور ۲۵ دن ہوئے یعنی ساڑھے اٹھتر سال ہوئی۔

''اس سے اب صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے۔کہ آنحضور کی عمر الٰہی الہام کے مطابق ۸۰ سال کے قریب ہوئی''۔[روایت نمبر ۹۶۵/ سیرت المہدی حصہ سوم/صفحہ ۳۰۱ و ۳۰۲/ مرتب مرزا بشیر احمد قادیانی]۔

اوپر والے حوالوں سے ہی ثابت ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب کے زندگی کے باقی کاموں کی طرح عمر کا مسئلہ بھی معجون مرکب ہی ہے، ابھی کافی حوالہ جات دیئے ہی نہیں جا رہے، مثلاً ایک نے اپنی عمر کے دس سال مرزا صاحب کو دیئے، ایک کباب فروش نے اپنی عمر کے پانچ برس انکو دیئے اور بھی اس قسم کے کئی حوالے ہیں، ان حوالوں سے ابہام بڑھتا ہی جائیگا۔مرزا صاحب کی اپنی عمر کے بارے میں بھی مختلف بیانوں نے بھی ابہام پیدا کیا ہے ان میں سے ایک مثال کہ براہین احمدیہ حصہ پنجم جو کہ ۱۹۰۵ء میں لکھی گئی، صفحہ ایک سو اٹھارہ پر اپنی عمر ۶۷ سال بتاتے ہیں اور اسی کتاب میں صفحہ ۳۶۵ پر اپنی عمر ۷۰ برس لکھتے ہیں۔لیکن پھر بھی مرزا صاحب کا بیان دوسروں کی نسبت زیادہ مستند مانا جائیگا۔مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء میں وہ سولہ یا سترہ برس کے تھے، یہ ایسی عمر ہے جو کہ آدمی نہیں بھول سکتا۔اب اگر اس کو بنیاد بنا کر حساب لگائیں اور ایک دو سال کا فرق بھی ملحوظ رکھ لیں تو مرزا صاحب کی عمر کم و بیش انہتر (۶۹) یا ستر (۷۰) برس بنتی ہے۔اگر انکے والد صاحب کی وفات کے وقت انکی عمر کو ۳۵ ہی مان لیا جائے، تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ ۶۸ یا ۶۹ برس عمر بنتی ہے اور انکے الہام کے مطابق ۸۰ برس کے قریب نہیں بنتی، انسانی عمر میں ایک دو برس کا اختلاف تو کسی حد تک نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور جب کہ اس سوال کے ساتھ صداقت نبوت کا سوال بھی منتھی ہو تو پھر اتنا بڑا فرق نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اور اگر ہم جماعت احمدیہ کی سرکاری تاریخ پیدائش جو کہ تاریخ احمدیت، جلد ا، میں دی ہوئی ہے تو پھر بھی مرزا غلام احمد صاحب کی عمر ۷۳ برس سے زیادہ نہیں بنتی۔جس طرح بھی دیکھیں مرزا صاحب کی، اسی (۸۰) برس کی عمر والی پیشگوئی پوری نہیں ہوتی اور اسطرح نہ صرف مرزا صاحب کی اپنی عمر کی پیشگوئی غلط نکلی بلکہ قرآن کریم کی اس آیت کی سچائی بھی ثابت ہو گئی کہ ''خدا خود تراشیدہ

میعادوں کی ذرا پیروی نہیں کرتا۔[سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۷]۔

بھائیو! اب مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اُنکا جنم محمد ﷺ کا ہی دوسرا جنم ہے، انکی بعثت رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ ہے۔اور مرزا صاحب کی پیدائش ابھی ایک ڈیڑھ صدی کی بات ہے اور کوئی سرا ہی نہیں مل رہا، بلکہ وہ خود، انکی اولاد اور انکے ماننے والے اسکو بجائے سلجھانے کے اُلجھاتے جارہے ہیں۔آخر کیوں؟ کیا یہ الجھاوے اُن کی پیشگوئی کے غلط ہونے پر واقعی پردہ ڈال دیں گے؟ ایک اور بڑی دلچسپ بات ہے کہ قادیانی حضرات بات بات پر مرزا غلام احمد صاحب کی تحریروں کے حوالے دیتے ہیں مگر جب مرزا صاحب کی اپنی عمر کی بات آتی ہے تو اس وقت مرزا صاحب کی اپنی بتائی ہوئی عمر کیوں نہیں پیش کرتے؟ کبھی معراج الدین نے یہ کہا، کبھی گریس والڈ نے یہ لکھا۔کبھی مرزا بشیر احمد صاحب اپنا حساب بکری، قمری، شمسی پیش کررہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں نہ میرے ابا جان کی سنو، ان کے دعوے مجددیت، محدثیت، نبوت وغیرہ سب صحیح ہیں بس اپنی عمر کے متعلق غلط ہے اس لئے اس کے ابا کی بات کی طرف دھیان نہ دو کہ کب وہ خود پیدا ہوا بلکہ بیٹے کی بات مانو کہ اس کو زیادہ بہتر پتہ ہے کہ اسکا ابا کب پیدا ہوا۔اور کبھی ان کے سرپرست سر لیپل گریفن نے یہ لکھا اور وہ لکھا۔جب ہم اس تمام قصہ پیدائش کا سرسری سا بھی جائزہ لیتے ہیں تو مرزا صاحب کے اپنے عمر کے بارے میں الہامات/ پیشگوئیاں/ دعوے سب غلط ٹھہرتے ہیں اور مرزا صاحب کی عمر کسی طرح بھی، نہ ہی مرزا صاحب کی اپنی بتائی ہوئی عمر (۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت عمر تقریباً ۱۶ سال تھی نہ ہی آخری اور تازہ ترین جماعتی موقف کے (مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء ہے۔تاریخ احمدیت جلد اول) مطابق ان کے الہامات یا عمر کی پیشگوئی کو پورا کرتی ہے کہ ان کی عمر اسی برس کے قریب ہوگی۔اس طرح جب ہم مرزا صاحب کے عمر کے دعوے کو ان کے اس دعوے کے ساتھ ملا کر دیکھتے ہیں کہ انکی سو پیشگوئیوں میں سے ایک بھی پیشگوئی جھوٹی نکلی ہو تو وہ اپنے دعوے میں سچے نہیں تو مرزا صاحب تو اپنی پیدائش کے باب میں ہی جھوٹے پڑ جاتے ہیں پھر مرزا صاحب کے الہام میں یہ بھی ہے کہ ایک دور کی نسل دیکھیں گے، کونسی دور کی نسل انہوں نے دیکھی؟ اور ایک جھوٹا شخص مسیح موعود، مہدی موعود، یا مجدد تو دور کی بات ہے ولی بھی نہیں ہوسکتا۔لفظ جھوٹا ہم نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی عمر کی پیشگوئی کو خدا کی طرف سے بتایا ہے اور اگر خدا کی طرف سے یہ الہام یا پیشگوئی ہوتی تو زمین و آسمان ٹل جاتے مگر خدا کی بات پوری ہوتی۔چونکہ ایسا نہیں ہوا تو مجبوراً ہمیں مرزا صاحب کو جھوٹا اور ان کے دعوے کو غلط ماننا پڑے گا۔احمدیو! مرزا صاحب کی کتابیں آنکھیں کھول کر اور غیر جانبدار ہوکر پڑھو گے تو تم پر ایسی باتیں آشکارا ہوں گی کہ تم استغفار کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ کی اصلی غلامی کی طرف پلٹ آؤ گے انشاء اللہ۔

جنبہ صاحب جواب پیش خدمت ہے

﴾اس آرٹیکل کو پڑھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ یہ آرٹیکل جس شخص کو مدِ نظر رکھ کر لکھا گیا اس شخص کا نام عبدالغفار جنبہ ہے جو کہ قادیانی ہے اور قادیانیوں کے ایک نئے فرقے اصلاح پسند نامی پارٹی کا لیڈر ہے۔اور آج کل جرمنی میں مقیم ہے اور اس عبدالغفار جنبہ قادیانی نے اپنی ایک ویب سائیٹ بھی بنا رکھی ہے جس کا نام www.alghulam.org ہے جس پر یہ فرقہ اپنی کتابیں ولٹریچر اس میں اپنی پارٹی کی تشہیر کے لئے پیش کرتا ہے۔اور اس عبدالغفار جنبہ کا دعویٰ نبوت ودعویٰ مصلح موعود کا بھی ہے۔آپ اس آرٹیکل کو پڑھنے کے بعد خود ہی اندازہ لگالیں گے کہ شیخ راحیل احمد صاحب نے ان کی کیسی خبر لی ہے۔صحیح کسی نے کہا ہے کہ بنیاد اگر ٹیڑھی ہوگی تو عمارت تو اور بھی ٹیڑھی ہوگی آج قادیانیت کئی فرقوں میں بٹ چکی ہے اور یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ جھوٹا مذہب تھا جو مرزا غلام اے قادیانی نے انگریز کے اشارے پر ایجاد کیا تھا۔ناقل﴿

جناب جنبہ صاحب، السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آپ کی سائٹ پر، آپ کا مضمون بعنوان ''ایک عرض ناصحانہ بسلسلہ آیت خاتم النبیین'' بنام خاکسار، اس احقر نے پڑھا۔زہے نصیب جواب دینا پسند کیا، شکریہ۔میرے یہ کھلے خط بنیادی طور پر مرزا مسرور احمد صاحب اور جماعت کے مولویان عرف ٹھوٹھیوں والے (جن کو ہر لمحہ مرزا خاندان کی دلالی کے سوا اور کوئی کام نہیں) کو لکھے گئے تھے جو غریب احباب جماعت کے ہر ماہ کروڑوں کے چندوں کو بغیر ڈکار لئے ٹھکانے لگا رہے ہیں، تاکہ وہ جواب دیں تو شاید میری اور کئی دوسرے میرے جیسوں کی اگر غلط فہمی ہے تو دور کرسکیں، اور احباب جماعت احمدیہ بھی مخاطب تھے، تاکہ ان کو پتہ چلے کہ یہ مذہبی مگرمچھوں کا گروہ ان کو کس دلدل میں کھینچ کر لے گیا ہے، اور آپ کو بھی اس لئے بھیجا گیا تھا کہ آپ مرزا صاحب کی پیروی میں آج مدعی نبوت ہیں اور آپ اپنے کو مرزا جی کے مشن کی تکمیل کرنے والوں میں سرفہرست کے طور پر ہونے کے مدعی ہیں، مرزا غلام احمد صاحب کی پیشگوئی مصلح موعود کی کئی نشانیوں میں سے ایک نشانی مصلح موعود کی یہ بھی تھی کہ ''وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا'' لیکن مجھے مایوسی ہوئی، میرے خطوط کا بنیادی نکتہ مرزا صاحب کے تضادات اور ان کی مذہبی دکانداری کو آشکارا کرنا اور ان کی روحانی قلابازیوں کو اجاگر کرنا تھا، اور نہ کہ ختم نبوت پر کوئی علمی بحث شروع کرنا، جس کو ''آپ جیسا الہامی ذہین اور فہیم'' نہ سمجھ سکا۔وفات عیسیٰؑ اور ختم نبوت پر بحث اس لئے نہیں شروع کرنا چاہتا تھا، کیونکہ سو سال سے زیادہ عرصہ سے یہ بحث جاری ہے۔اور قادیانی مذہب ایک ہی رٹ پر ''کہ میں نہ مانوں'' اور ایک ہی طریق پر کہ ''ہر حوالے میں تحریف یا من مانی تشریح'' پر قائم ہے جس کی وجہ سے آج تک کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا۔لیکن آپ نے اس نکتہ کو جس پر میرے دونوں خطوط میں سب سے زیادہ زور تھا، سمجھا ہی نہیں یا مرزا صاحب کی طرح دانستہ اغماض برتا، یا ممکن ہے کہ آپ کے پاس جو جواب ہے اس سے آپ خود بھی مطمئن نہیں اس لئے بات کا رخ موڑا، وجہ جو بھی ہو آپ میرے

خیال میں کم ازکم مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر پورے نہیں اتر سکے کہ ''وہ سخت فہیم اور ذہین ہوگا'' خاکسار آپ کے مضمون میں بیان کئے گئے نکات کا اسی ترتیب سے جواب عرض کرنے کی کوشش کرے گا جس ترتیب سے آپ نے پیش کئے ہیں ،لیکن ختم نبوت کے موضوع پر آپ کے ہر حوالے کا جواب فی الحال اس لئے بھی نہ دے سکوں گا کہ کئی حوالوں کی تصدیق یا تردید کا میرے پاس یقینی ذریعہ نہیں اور کتب حاصل کرنے کی کوشش میں ہوں، جیسے ہی کتب ملیں گی ،ان پر بھی بات ہو جائے گی۔لیکن جن کو چیک کرسکتا ہوں ان پر بات ہوسکتی ہے،اس کے علاوہ بزرگان دین کے حوالوں کی بجائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اور ان مجددین کے نقطہ نظر سے بات کرنے کی کوشش کروں گا، جو مرزا صاحب کے نزدیک بھی بظاہر مسلمہ مجددین تھے بظاہر اس لئے کہ ان کی تحریروں کا جائزہ لیا جائے تو ایک ہی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اپنی بات کو منوانے کے لئے مرزا صاحب نے جس چیز کو حیض کے کپڑے قرار دیا،اس کو ضرورت کے وقت ماتھے کی پٹی بنالیا اور سفید و صاف چادر کو غلیظ قرار دے کر پرے پھینک دیا مختصراً خرد کا نام جنوں اور جنوں کا نام خرد رکھ دیا۔میں سمجھتا ہوں کہ مرزا صاحب اور ان کی اولاد اور ان کے باجگوار مربیان نے اس سیدھے سادھے مسئلے (ختم نبوت) کو الجھاؤں کی دلدل میں تبدیل کردیا ہے،اور دلدل میں اترنے کا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا،لیکن قرآن کریم و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی متفق علیہ و متواتر احادیث کے ناقابل تردید حوالہ جات پیش کرنے کے باوجود بھی ،اگر آپ مزید اس موضوع پر مباحثہ چاہیں گے تو خاکسار کو کوئی اعتراض نہیں اور یہ احقر اس کے لئے بھی تیار ہے۔مرزا صاحب کی بات کو اگر انسان سمجھنا چاہے تو سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان کی اپنی تحریروں کو پس پشت نہ ڈالیں اور تمام تضادات کو سامنے رکھ کر خدا کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ دے کہ کیا مرزا جی کا یہ دعویٰ کوئی اہمیت رکھتا ہے کہ خدا ان کو ایک لمحہ بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا اور اگر ایک یہ دعویٰ ہی غلط ثابت ہوتا ہے تو مرزا صاحب کے کسی ایک دعویٰ کی بھی بنیاد ہی نہیں رہتی۔خاکسار سمجھتا ہے کہ مذہبی اور گروہی تعصب و شخصی مفاد، دیانتدارانہ فیصلہ کرنے میں روک ڈال سکتا ہے،اس لئے خاص طور پر آپکے دعوؤں کے پیش نظر یہ امر اور بھی ضروری ہے کہ آپ انتہائی باریک بینی سے اس احقر کی گزارشات کی طرف توجہ کریں کیونکہ اگر کوئی جزا سزا والا دن ہے تو اس دن کوئی تاویل یا کوئی سید، مرزا یا شیخ کام نہیں آئے گا ماسوائے آپ کے صاف ضمیر کے ،اللہ تعالیٰ ہم دونوں کی رہنمائی فرمادے اور جو غلطی پر ہے اس کی اصلاح کرے،آمین۔

خیر اندیش.........شیخ راحیل احمد

سب سے پہلی بات جو آپ نے کہی سورۃ الاحزاب کی آیت ماکان محمد.........کا حوالہ دیا ہے اس کے متعلق آپنے لکھا ہے''اب ایک عام مسلمان بھی بخوبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ اس آیت خاتم النبیین سے مراد نبوت کا خاتمہ نہیں بلکہ اس سے مراد تشریعی نبوت کا خاتمہ ہے''۔

اقوال: میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک کو بعد میں لیتے ہیں، یورپ کے کسی

بھی ملک کسی بھی شہر میں آپ اور میں اکٹھے نکلتے ہیں اور جو بھی مسلمان ملتا ہے (قادیانی نہیں) اس سے پوچھ لیتے ہیں کہ بھئی تم خاتم النبیین کے کیا معنی سمجھتے اور کرتے ہو؟ اگر اکثریت (۹۹٪) آپ کے معنوں کے خلاف ہو تو آپ خود ہی اپنی غلط بیانی یا کم از کم خوش فہمی کو اسی سائٹ پر غلط کہیں اور اگر آپ کی بات کی اکثریت تائید کر دے تو میں اپنی غلطی کا اعتراف کروں گا۔ اور اگر آپ کے نزدیک احمدی مسلمان ہیں تو وہ آپ کی خوش فہمی ہے اس کا علاج اسی طرح نہ میرے پاس ہے بلکہ حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں، جس طرح آپ کے دعویٰ کا علاج کسی کے پاس نہیں، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ۔اور وہ ہی آپ کی اس قسم کی غلطیوں کی اصلاح کر سکتا ہے۔

دوسری بات جو آپ نے بزرگان دین کے حوالوں سے کہی، ''میں آپ کی تسلی کے لئے لفظ خاتم کی لغوی معنوں کی روشنی میں بزرگان سلف، علمائے ربانی، مجدد دین، اور اولیائے کرام کے ارشادات درج کرتا ہوں، جن کی نیکی اور تقویٰ اور علم پر پوری امت فخر کرتی ہے''۔

اقوال: آپ کے پیش کئے گئے حوالے تحریف شدہ ہیں، مجھے یقین ہے کہ تحریف آپ نے خود نہیں کی، بلکہ قادیانی جماعت کی ان کتابوں میں ہی محرف شدہ حوالے دیئے گئے ہیں جہاں سے آپ نے نقل کئے، اب پہلی بات تو یہ کہ جو معنی آپ لغوی سمجھ رہے ہیں ان میں سے کئی معنی دراصل لغو ہیں، دوسری بات جن بزرگان دین کے جو معنی آپ پیش کر رہے ہیں اگر واقعی وہ صحیح ہیں اور امت مسلمہ ان بزرگان دین پر فخر بھی کرتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ امت مسلمہ کی ایک انتہائی بھاری تعداد وہ معنی قبول نہیں کر رہی جو آپ بیان کر رہے ہیں، یا کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ نے جو معنی پیش کئے ہیں '' خاتم ، ان معنوں میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آخری ہے اور قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتی، مگر غیر تشریعی، تابع محمدی اور امتی نبوت کا امکان ختم نہیں ہوا'' تحریف شدہ معنی ہوں، جو کہ صرف بہائی اور مرزائی صاحبان کی مخصوص ضروریات پوری کرر ہے ہیں۔ یا یہ بھی تو ممکن ہے کہ ان بزرگوں کو معنی سمجھنے میں غلطی لگی ہو، اور آپ نے بھی مرزا صاحب کی اتباع میں قادیانی تشریحات کو اس لئے قبول کر لیا ہو کہ آپ کے بے بنیاد دعویٰ کو بھی صرف اسی قسم کی تشریحات کے ذریعہ ہی سہارا مل سکتا ہے، مجھے امید ہے کہ آپ نے حوالوں کو بڑی احتیاط سے تحقیق کی ہوگی، کیونکہ آپ کا دعویٰ مصلح موعود اور غالباً مثیل مسیح کا بھی ہے، اس لئے اگر آپ کا دعویٰ صحیح ہے تو آپ کی بات قانون کا درجہ رکھتی ہے، اور اس لئے اگر کوئی حوالہ غلط ہے تو اس کے ذمہ دار آپ ہیں، نہ کہ کوئی اور کتاب یا شخص، کیونکہ بقول آپ کے، آپ کو الہامی رہنمائی حاصل ہے! تیسری بات کہ آپ نے نواب صدیق حسن خان، نانوتوی صاحب وغیرہ کے جو حوالے دیئے ہیں یہ بزرگان مرزا صاحب کی زندگی میں ہی مرزا جی کو کافر قرار دے چکے ہیں اور مرزا جی ان کو غلط! کیا آپ ان کی باقی تشریحات بھی ماننے کو تیار ہیں یا جو کچھ انہوں نے لکھا ہے سب مانتے ہیں، یا مرزا جی اور ان کے چیلوں چانٹوں کی طرح ان بزرگان دین کی کتابوں کو پنساری کی دکان سمجھا ہے کہ میں نے تو اس دکان سے صرف ہلدی خریدنا ہے، یعنی جو اس وقت ہماری ضرورت ہے، اس کو لے لو، باقی

سب ضرورت نہیں؟اس کے علاوہ مرزا جی بھی ان علماء وآئمہ کرام کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کر چکے ہیں اس کے بعد بھی ان کے حوالے لینا اور پیش کرنا اسی خود ساختہ نبی کی ذریت کا ہی کام ہے۔ممکن ہے کہ آپ مجھے کہیں کہ تم مرزا صاحب کے حوالے دے رہے ہو،تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں مرزا صاحب کے حوالے ان کو نبی اور پتہ نہیں کیا کیا بلا ماننے والوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں تا کہ ان کی آنکھیں کھل جائیں،نہ کہ آپ نے عقیدے کے طور پر یا اپنے مسلمان بھائیوں کومس گائیڈ کرنے کے لئے،اور چھ جلدوں میں سے صرف ایک یا دو سطر پیش نہیں کی بلکہ ان کی ہر کتاب اور ہر تحریر کا پوسٹ مارٹم کر رہا ہوں،اور ان کی پیدائش سے لے کر موت تک ہر پہلو پیش کر رہا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک پہلو سے بھی مرزا جی کو صحیح ثابت کر دو تو میں اپنے خیالات چھوڑنے کو تیار ہوں؟

عقیدہ ختم نبوت کے معنی اور اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی اصلاح و رہنمائی کے لئے حضرت آدمؑ سے سلسلہ نبوت شروع کیا اور اس سلسلہ کی آخری کڑی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے،آنحضرت کو خاتم الانبیاء کہا،جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ آخر الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بھیجا جائے گا۔اور یہ عقیدہ شرعی اصطلاح میں ابتدائے اسلام سے لے کر اب تک بلا استثناء ،عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے،اور یہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے،جن کو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کیا گیا ہے،اور ہر مسلمان (قادیانی نہیں) اس پر ایمان رکھتا رہا اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل و تخصیص کے خاتم الانبیاء ہیں،قرآن کریم کی ایک سو دس آیات اور دو سو سے زیادہ احادیث اس پر موید و گواہ ہیں۔اسلام میں سب سے پہلا اجماع ہی اسی بات پر ہوا کہ جعلی مدعی نبوت کو قتل کیا جائے،رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو جنگیں لڑی گئیں ان سب میں ملا کر کل شہید ہونے والوں کی تعداد ۲۵۹ تھی،اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو پہلی جنگ لڑی گئی وہ جنگ مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی،اس میں ۱۲۰۰ اصحابہؓ و تابعینؒ نے شہادت حاصل کی جس میں ۷۰۰ حفاظ و عالم قرآن تھے۔

قرآن کریم کی رو سے کہ حضرت رسول کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں:

”نہ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔الاحزاب:۴۱ [تفسیر صغیر،جماعت احمدیہ ربوہ گروپ] دوسرا ترجمہ مرزا صاحب کے قریبی مرید کا ہے۔”محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں،لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تو ہر چیز کو جاننے والا ہے،[بیان القرآن جلد ۲/صفحہ ۱۱۰۳/ از مولانا محمد علی،لاہوری پارٹی]۔ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی سکے کے دونوں رُخ بظاہر وہی معنی کر رہے ہیں جو عامتہ المسلمین معنی کرتے ہیں اور یہی ان کا دجل ہے لفظ خاتم

النبیین کی تفسیر وتشریح میں یہ دونوں گروہ ڈنڈی مارتے ہیں اس پر ہم بعد میں آئیں گے۔لیکن اس سے قبل اس آیت کی تشریح ان آئمہ کرامؒ کی کتابوں سے، جن کی حیثیت کو جماعت احمدیہ بھی تسلیم کرتی ہے۔

☆......امام حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں ''یہ آیت اس مسئلہ میں نص ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہوسکتا، کیونکہ مقام نبوت ورسالت سے عام ہے، کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا، اور اس مسئلہ پر کہ آپکے بعد کوئی نبی ورسول نہیں، آنحضرت کی متواتر احادیث وارد ہیں۔ جو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں''۔[تفسیر ابن کثیر/ جلد۳/ صفحہ۴۹۳]۔

☆......امام قرطبی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں ''ابن عطیہ نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم وجدید علمائے امت کے نزدیک کامل عموم پر ہیں جو نص قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ''۔[تفسیر قرطبی/ جلد۱۴/ صفحہ۱۹۶]۔

☆......امام غزالی فرماتے ہیں ''بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول۔ اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل وتخصیص نہیں، پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے''۔[الاقتصاد فی الاعتقاد/ صفحہ۱۲۳]۔

☆......حافظ ابن حزم ظاہریؒ، کتاب الفصل فی الملل والنحل میں لکھتے ہیں ''وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، آپ کے معجزات اور آپ کی کتاب (قرآن کریم) کو نقل کیا ہے، انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے یہ خبر دی تھی کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں''۔[کتاب الفصل/ جلد۱/ صفحہ۷۷]۔

☆......علامہ سید محمد آلوسی تفسیر روح المعانی میں زیر آیت خاتم النبیین کے لکھتے ہیں ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے، جس پر قرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا''۔[روح المعانی/ جلد۲۲/ صفحہ۴۱]۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت اور مثال دے کر بتادیا کہ جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں، اسی طرح وہ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں، ایک عام آدمی کی سمجھ میں بھی بات آتی ہے لیکن مرزا صاحب جیسے مدعیان نبوت کے جال میں گرنے سے بچانے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول کھول کر بتادیا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں، اور نہ کوئی رسول ہے، اور ان معنوں سے مرزا صاحب بھی ایک لمبا عرصہ نہ صرف متفق تھے بلکہ بڑے زور اور شور سے پرچار بھی کرتے رہے۔

حدیث کی رو سے کہ حضرت رسول کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں:

☆......حدیث ﴿۱﴾ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ اور آراستہ بنایا مگر ایک زاویئے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے اردگرد گھومتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا (قصر نبوت کی) یہ اینٹ میں ہوں، میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا، قصرِ نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ بخاری، مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابن عساکر۔ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کے علاوہ، حضرت جابرؓ بن عبداللہ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ ایک اینٹ جو آخری تھی رکھ دی گئی ہے اس میں اب کوئی اینٹ نہ لگے گی اور نہ نکلے گی، کیونکہ محل کی خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث میں حضور محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کی ایک محسوس مثال بیان فرما دی اور اہل علم و عقل جانتے ہیں کہ محسوسات میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

☆......حدیث ﴿۲﴾ ''حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا ''تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہ السلام) سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور مسلم کی ایک روایت ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں''۔ اس حدیث کو اس کے علاوہ چودہ اصحابؓ نے بھی بیان کیا ہے۔ یعنی متواتر حدیث ہے۔

☆......حدیث ﴿۳﴾ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں''۔ اس حدیث کو بھی حضرت ثوبانؓ کے علاوہ گیارہ اور اصحابؓ نے بیان کیا ہے یعنی متواتر حدیث ہے۔

☆......حدیث ﴿۴﴾ ''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی'' حافظ ابن الحجرؒ نے کتاب فتح الباری میں اس حدیث میں بروایت ابویعلیٰ اتنا اضافہ کیا ہے کہ ''لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا کہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا مومن کا خواب جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے''۔ اس مضمون کو مزید چھ راویوں نے بھی بیان کیا ہے جن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ابن عباسؓ بھی شامل ہیں، جناب من، جنبہ صاحب آپ نے جوام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث پیش کی ہے اس کو اس حدیث نے غلط ثابت کر دیا لیکن میں آگے چل کر اس پر کچھ مزید عرض کروں گا۔

☆......حدیث ﴿۵﴾ ''حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے'' اس کے علاوہ یہ حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت عصمہ بن مالکؓ

سے بھی مروی ہے،اوراسی حدیث کی تشریح میں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں ''حضرت فاروقؓ کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ'' اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے''یعنی وہ تمام لوازمات وکمالات جو نبوت کیلئے درکار ہیں سب حضرت عمرؓ میں موجود ہیں،لیکن چونکہ منصب نبوت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ منصب نبوت کی دولت سے مشرف نہیں ہوئے''۔پس جناب جو آپ نے امام ربانیؒ کا حوالہ دیا تھا اس حوالہ سے اس حوالے کا بھی باطل ہونا یا تحریف شدہ ہونا ثابت ہو گیا۔اور یہ تمام احادیث ثابت کر رہی ہیں کہ کسی بھی قسم کی نبوت کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔

بے شمار احادیث شریفہ ہیں جن سے اس موضوع پر تفصیلاً روشنی پڑتی ہے اور یہ آرٹیکل اتنی طوالت کا متحمل نہیں ہوسکتا،لیکن یہ احادیث اکثر متواترہ احادیث ہیں اور تواتر کے بارہ میں بزرگان دین نے جو فرمایا ہے وہ تو الگ رہا،خود مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں ''مرزا صاحب کا تسلیم شدہ اصول:'' حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آ گیا اور کروڑہا مخلوق ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہہ طور پر مشہور ہو گیا،اور اپنے اصل مبدا تک اس کے آثار اور انوار نظر آ گئے اس میں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی،اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اوّل درجے کے ملقیات میں سے یقین کرے،پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد راست گو اور متدیّن راویوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا ''۔[شہادت القرآن/ رخ جلد۶/صفحہ۳۰۴]۔میرے محترم اب ان حدیثوں کی تاویلیں اور جرح کیوں؟ کیا اس لئے کہ اس کے بغیر خود ساختہ نبوت کا کوئی راستہ نظر نہ آیا؟اور آپ کو بھی یہی تاویلیں مدد دے سکتی ہیں آپ کے ذہنی خلجان کے نتیجے میں کئے ہوئے دعویٰ مصلح موعود کے لئے،اس لئے سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ آپ تو ان سے چمٹیں گے ہی۔

اکابر امت کی تصریحات کی رُو سے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیاء ہیں:

قرآن کریم کی آیات اور احادیث کی روشنی میں امت میں یہ عقیدہ برابر چلا آ رہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا اور جو کوئی ایسا دعویٰ کرے وہ مسلمان نہیں رہتا بلکہ مرتد کے حکم کے تحت آتا ہے۔اکابرین امت تواتر کے ساتھ یہی عقیدہ پیش کرتے آئے ہیں،ان میں سے چند کی تصریحات:

☆......علامہ علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں رقم طراز ہیں'' دعوی النبوة بعد نبیینا صلی اللّٰه علیه وسلم کفر بالاجماع ۔ترجمہ:ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے''۔[شرح فقہ الاکبر/صفحہ۲۰۲]۔

☆......حافظ ابن حزمؒ ایک جگہ لکھتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ''ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین '' اور حضور کے ارشاد ''لا نبی بعدی '' سن کر کوئی مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد زمین میں کسی نبی کی بعثت ثابت کی جائے سوائے نزول عیسیٰؑ کے آخر زمانہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث سے ثابت ہے''۔[کتاب الفصل/ جلد۴/ صفحہ ۱۸/ بحوالہ تحفہ قادیانیت/ جلد۱/ صفحہ ۳۷]۔

☆......حافظ فضل اللہ توریشتیؒ نے ایک رسالہ معتمد فی المعتقد'' فارسی زبان میں لکھا ہے اور اس میں مسئلہ ختم نبوت پر تفصیل سے لکھا ہے ایک اقتباس ''بحمد اللہ! یہ مسئلہ اہل اسلام کے درمیان اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کی تشریح و وضاحت کی ضرورت ہو۔ اتنی وضاحت بھی ہم نے قرآن کریم سے اس اندیشہ کی بنیاد پر کردی کہ مبادا کوئی زندیق کسی جاہل کو شبہ میں ڈالے۔ اور عقیدہ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر یہ شخص آپ کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ نے خبر دی ہے ان میں آپ کو سچا سمجھتا، اور جن دلائل اور جس طریق تواتر سے آپ کی رسالت و نبوت ہمارے لئے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے زمانہ اور قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا اور جس شخص کا اس ختم نبوت میں شک ہو، اور جو شخص یہ کہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوا تھا یا اب موجود ہے یا آئندہ کوئی نبی ہوگا، اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ آپ کے بعد نبی ہوسکتا ہے وہ کافر ہے''۔[معتمد فی المعتقد/ صفحہ ۹۷]۔

☆......حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر القرآن میں آیت خاتم النبیین کی تشریح میں لکھتے ہیں ''پس بندوں پر اللہ کی رحمت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجنا، پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء اور رسل علیہ السلام کو ختم کیا اور دین حنیف کو آپ کے کامل کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں تا کہ امت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ کے بعد اس مقام نبوت کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، افترا پرداز، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ شعبدہ بازی کرے، اور قسم قسم کے جادو، طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے، اس لئے کہ یہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی (مدعی نبوت) کے ہاتھ یمن میں اور مسیلمہ کذاب (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر یمامہ میں فاسدہ اور اقوال باردہ ظاہر کئے جن کو دیکھ کر ہر عقل و فہم اور تمیز والا سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوت پر، یہاں تک کہ وہ مسیح دجال پر ختم کردیئے جائیں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے امور پیدا فرمائے گا کہ علماء اور مسلمان اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے''۔[تفسیر ابن کثیر/ جلد۴/ صفحہ ۲۴۰]۔

☆......علامہ سفارینی حنبلیؒ اپنی کتاب شرح عقیدہ سفارینی میں لکھتے ہیں ''جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت حاصل ہوسکتی ہے

وہ زندیق اور واجب القتل ہے کیونکہ اس کا کلام وعقیدہ اس بات کا مقتضی ہے کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں اور یہ بات نص قرآن اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن سے قطعاً ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں"۔[محمد بن احمد سفارینی/جلد۲/صفحہ۲۰۷/مطبع المنار مصر۱۳۲۳ھ]۔

☆......قاضی عیاضؒ "الشفا" میں لکھتے ہیں "اسی طرح جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی شخص کے نبی ہونے کا مدعی ہو......یا خود اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کے حصول کو اور صفائے قلب کے ذریعہ مرتبہ نبوت تک پہنچنے کو جائز رکھے......اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے خواہ صراحتاً نبوت کا دعویٰ نہ کرے تو یہ سب لوگ کافر ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ تمام انسانوں کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں، اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام ظاہر پر محمول ہے، اور یہ کہ بغیر کسی تاویل وتخصیص کے اس کے ظاہری مفہوم ہی مراد ہے اس لئے ان تمام لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں، اور ان کا کفر کتاب وسنت اور اجماع کی رو سے قطعی ہے"۔[الشفا/جلد۲/صفحہ۲۴۶و۲۴۷]۔

اس احقر نے اب تک جو مواد پیش کیا ہے اس کے جائزے سے یہ باتیں سامنے آتی ہیں ☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ ☆ اس لئے ان کے بعد نبی کی ضرورت نہیں کہ ان پر دین مکمل کر دیا گیا اور اب یہ دین تا قیامت چلے گا۔ ☆ تا اس آیت کا کوئی غلط مطلب نہ لیا جائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشمار احادیث متواترہ مروی ہیں کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی بند ہے ۔☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہی نہیں زندیق ہے۔

آیئے اب اس بات کا جائزہ لیں کہ مرزا غلام احمد صاحب جن کو آپ نبی مانتے ہیں کہ مندرجہ بالا نتائج سے مرزا غلام احمد صاحب بھی اتفاق کرتے ہیں یا نہیں، اور مرزا صاحب کے عقائد، قرآن، احادیث متواترہ، اور آئمہ کرام کی تشریحات کے مطابق ہیں یا نہیں؟ مرزا جی فرماتے ہیں!

☆......"میں جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی"۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۱/صفحہ۲۳۰]۔

☆......"خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا"۔[ازالہ اوہام دوئم/رخ

جلد۳/صفحہ۴۱۶]۔

☆......حسب تصریح قرآن کریم، رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے، کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی؟[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ ۳۸۷]۔

☆......قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو"۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد۳/صفحہ۵۱۱]۔اور اب ہم مرزا صاحب کی تشریح پیش کریں گے لیکن اس سے قبل مرزا صاحب نے کس حیثیت سے یہ بات کہی، یہ بھی انتہائی قابل غور ہے۔

☆......"سورۃ الاحزاب آیت ۴۱ کی تشریح میں لکھتے ہیں "یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے، مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا"۔[ازالہ اوہام]۔

☆......دوسری جگہ (آیت مندرجہ بالا) کی تشریح میں فرماتے ہیں۔" کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی سے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازے کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسول کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے جبکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا"۔[حمامتہ البشریٰ/ رخ جلد۷/صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱]۔

☆......"میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔[آسمانی فیصلہ/ رخ جلد۴/صفحہ۳۱۳]۔

"ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں" [مجموعہ اشتہارات/ جلد۲/صفحہ ۲۹۷، مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء]۔

آپ کہیں گے کہ یہ پہلے کے خیالات ہیں بعد میں تصیح کرلی نہیں جناب، صاحب من، اقرار کے بعد کوئی قاضی انکار نہیں سن سکتا۔یہ میرے الفاظ نہیں بلکہ آپ کے نبی کے الفاظ ہیں، لکھتے ہیں" تعجب کرتا ہوں کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے مولوی محمد حسین صاحب کے حافظہ پر کیسے پتھر پڑ گئے، یاد نہ رہا کہ" اشاعتہ السنتہ" میں کیا لکھا ہے اور اب کیا کہتے ہیں صاحب من، اقرار کے بعد کوئی قاضی انکار نہیں سن سکتا۔آپ تو اقرار کرچکے ہیں"۔[نزول المسیح ضمیمہ/ رخ جلد۱۹/صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰]۔اور جناب یہ اقرار کس حیثیت اور کن حالات میں کیا ہے اگر آپ اس کو سامنے رکھیں تو میرے خیال میں اس کے بعد کسی بھی بات کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔مرزا صاحب نے جب یہ باتیں لکھیں تو ان کا دعویٰ ملہم ہونے کا تھا، قرآن ان کو اللہ نے الہاماً سکھایا تھا، نیز اس وقت مرزا جی مجدد وقت اور امام الزماں ہونے کے دعویدار تھے۔مرزا صاحب نے براہین احمدیہ جب لکھنی شروع کی تو اس وقت یہ دعوے کئے اور اس احقر نے دانستہ تمام حوالے اس کے بعد کے دیئے ہیں

۔مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ قرآن ان کو اللہ نے سکھایا ہے، فرماتے ہیں۔

☆......''مجھے خدا تعالیٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا ہے کہ الرحمٰن علم القرآن کہ خدا نے مجھے قرآن سکھلایا''۔[براہین احمدیہ جلد۳/رخ جلد۱/صفحہ ۲۶۵]۔

☆......''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے''۔[سراج منیر/رخ جلد۱۲/صفحہ۱۴]۔اب آپ دیکھیں کہ پہلی جلد میں جو دعویٰ تھا کہ خدا نے قرآن سکھایا ہے وہ بارھویں جلد میں بھی نہ صرف قائم ہے بلکہ پہلے سے بھی بڑھا ہوا ہے،یعنی اس الہامی دعوے پر قائم رہتے ہوئے مرزا صاحب نے اپنی کتاب حمامتہ البشریٰ میں اور دوسری کتابوں میں آیت خاتم النبیین کی جو تشریح کی اس کے مطابق مرزا صاحب ان باتوں کے قائل تھے۔

☆رسول کریم آخری نبی ہیں۔☆ان کے بعد کوئی نیا رسول نہیں آئے گا۔☆وحی نبوت بند ہے۔☆مدعی نبوت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔☆مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔اور یہ وہی باتیں ہیں جو کہ قرآن حدیث اور آئمہ کی تفاسیر کے مطابق ہیں۔اب اس کے بعد اگر آپ،یا مرزا صاحب خود،یا ''مرزائی ٹھوٹھیوں والے'' کوئی اور معنی نکالیں تو قبول نہیں، کہ بقول مرزا جی''صاحب من،اقرار کے بعد کوئی قاضی انکار نہیں سن سکتا،آپ تو اقرار کر چکے ہیں''۔

لیکن بات یہیں نہیں رہتی مرزا صاحب کا دعویٰ ان تحریروں کے لکھتے وقت مجدد کا بھی تھا اور مجدد کیا ہوتا ہے؟ کیا حیثیت ہوتی ہے؟ آپ کی کتاب سے مرزا جی کا حوالہ۔

☆......''یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے، کیونکہ وہ فرماتا ہے، ومن کفر بعد ذالک فاولائک هم الفاسقون ،یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص انکا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے''۔[رخ جلد ۶/صفحہ ۳۴۴/بحوالہ مصلح موعود/صفحہ ۱۲۲/مصنف عبدالغفار جنبہ مدعی مصلح موعود]۔

☆......مجدد کی تعریف میں مرزا صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ''جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں......اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی۔کیونکہ وہ کلی مصفا کئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے۔[فتح اسلام،حاشیہ/رخ جلد۳/صفحہ۷]۔

☆......ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ''اسے علوم لدنیہ اور آیات سماویہ عطا کی جاتی ہیں''[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ ۱۷۹]۔

ویسے جناب جنبہ صاحب: آپ کو میں دیانتدار آدمی سمجھتا ہوں لیکن لگتا ہے کہ آپ بھی مرزا صاحب کی راہوں میں قدم مار رہے ہیں اور انہی کی طرح جو حوالہ اپنے مطلب کا ہے اس کو سامنے لاتا اور جس سے خود کسی طریق سے زد میں آتا ہو اس سے اغماض برتنا، میرا مطلب ہے کہ پہلا حوالہ چونکہ آپ کو فٹ بیٹھتا تھا وہ تو آپ نے اپنی کتاب میں لگا دیا لیکن مجدد کے بارے میں دوسرے حوالوں میں جہاں اس کی کوالٹی کا ذکر ہے کہ علوم لدنیہ وہ سماوی عطا کی جاتی ہیں، وہ کلی مصفا کئے گئے، اور بہ کمال وتمام کھینچے گئے سے نظر چرا کر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ یہ کوالٹی کیسے دکھائیں گے؟ خیر یہ تو بیچ میں جملہ معترضہ آ گیا، مجدد کی تعریف جو مرزا صاحب نے مختلف موقعوں پر بیان کی اس کے نتیجے میں مجدد غلطی نہیں کر سکتا، کم از کم دین کے بنیادی مسئلوں میں اور ختم نبوت کا مسئلہ عقائد سے تعلق رکھتا ہے اور بنیادی عقائد پر خدا تعالیٰ مجدد کو ہر طرح سے الہام سے سکھا کر سمجھا کر مصفا کر کے مبعوث کرتا ہے اور اس حیثیت میں مجدد جو بھی فیصلہ دے چند سال کے بعد اس میں تبدیلی نہیں کرے گا۔ اور اس حیثیت سے بھی مرزا صاحب نے وہی باتیں کہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور ختم نبوت کے بارے میں مرزا خود ساختہ مجددیت کے دور میں بھی ۱۸۹۷ء تک قائم رہے اور مدعی نبوت پر لعنت ڈالی۔ اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب کو خاندانی طور پر مراق کا مرض تھا اور ان کے بزرگوں میں بھی کچھ دماغی امراض کا شکار رہے تھے اور مراق ومالیخولیا میں مبتلا ہونے کے بعد مریض جو ہیں وہ مختلف کام شروع کر دیتے ہیں اگر مریض مذہبی رجحانات کا مالک ہے تو وہ خبط عظمت میں مبتلا ہو کر نبوت، وغیرہ کے دعوے کرتا ہے حتیٰ کہ خدائی کے دعوے تک پہنچ جاتا ہے اور آپ دیکھ لیں کہ مرزا صاحب خدائی کے دعوے تک پہنچے، لیکن ذہین تھے، شروع شروع میں اپنے مالیخولیا اور مراق پر کچھ کنٹرول رکھا اور ملہم اور مجدد تک رہے لیکن ۱۸۸۸ء میں بشیر اوّل کی وفات کے بعد مرزا صاحب کے دوروں میں شدت پیدا ہو گئی دورے مرزا جی کے کنٹرول سے باہر ہو گئے، اور اب پبلک میں بھی دورے پڑنے لگ گئے (تفصیل کے لئے [سیرت المہدی/ جلد ا/ روایت ۱۹/ مصنف مرزا بشیر احمد، ایم اے] اس طرح اگر پہلے الہامی دعویٰ صحیح بھی تھا تو ان دوروں کے بعد شیطان کی مزاحمت نہ کر سکے اور وہ مرزا جی کی وحی میں داخل ہونا شروع ہو گیا، (ویسے اپنے مطالعہ کے نتیجہ میں میرا خیال ہے۔ کہ الہامات اور مجددیت کے دعوے بھی من گھڑت تھے اس موضوع پر پھر کبھی سہی، اگر اللہ نے توفیق دی) مرزا صاحب خود بھی شیطان کے دخل کے قائل تھے فرماتے ہیں کہ!

☆......''قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے۔ اور پہلی کتابیں توریت اور انجیل اس دخل کی مصدق ہیں، اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت ومطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں''۔ [ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۴۴۰]۔

مرزا جی کی دکانداری کچھ نہ کچھ چل نکلی تھی اوپر سے ''گورے خدا'' کی بھی آشیرباد تھی، مرزا جی نے ۱۸۸۹ء میں بیعت لینی شروع کر دی، سر سید احمد خان کے دو تین مرید بھی مرزا صاحب کی بیعت میں شامل ہو گئے تو مرزا صاحب کو بارش

کی طرح الہام ہوئے کہ قرآن کریم میں تین جگہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا گئے ہیں (یہ بات سرسید کو بغیر الہام کے ۱۸۷۲ء میں ہی معلوم ہو گئی تھی کہ قرآن کریم میں تین جگہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں، لیکن مرزا صاحب کے خدا کو ستر سال پتہ نہ لگا) اگلی کتاب میں مرزا صاحب نے اس کو تیس جگہ بنا دیا، اب یہاں سے کھیل شروع ہوتا ہے، کبھی ظلی نبی اور کبھی بروزی، کبھی نبوت ناقصہ، کبھی محدث، کبھی مسیح، کبھی مہدی، غرض اسی طرح کھیل تماشے کرتے مرزا جی نے ۱۹۰۱ء میں ایک رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' کے نام سے شائع کیا اور آخر کھل کر خود ساختہ نبوت کی ٹوپی اپنے سر پر چڑھا ہی لی، اور امت مسلمہ میں آیت خاتم النبیین کے جو معنی تواتر اور تسلسل سے چلے آ رہے تھے ان کے خلاف قدم اٹھا کر اپنے آپ کو الحاد اور تحریف کے گڑھے میں گرا لیا، ان کی اپنی تحریر میری تائید کرتی ہے۔

☆...... لکھتے ہیں کہ ''غرض برخلاف اس متبادر مسلسل معنوں کے جو قرآن شریف میں اول سے آخر تک سمجھے جاتے ہیں۔ ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑنا یہی تو الحاد اور تحریف ہے۔ خدا مسلمانوں کو اس سے بچاوے''۔ [ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/صفحہ ۵۰۱]۔ اور اس الحاد کی دلدل میں خود تو پھنسے ہی تھے پتہ نہیں کتنوں کو اپنی زندگی میں ہی اور باقی کئی نسلوں کو پیدائش کے ساتھ ہی کفر و الحاد میں کھینچ لیا، اور وہ نسلیں جتنا ہاتھ پاؤں مارتی ہیں اس دلدل سے نکلنے کی کوشش میں اتنا ہی مزید دھنستی ہیں، اس سے بھی زیادہ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد جو کہ اپنے آپ کو مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں اپنی کتاب حقیقت النبوۃ میں ایک طویل بحث کرتے ہیں جس میں ابا کے حوالے بھی منسوخ کرتے ہیں اور ان سے حجت پکڑنا بھی غلط ٹھہراتے ہیں آخر میں لکھتے ہیں (کیا خوب سپر نبی ہے کہ ایک بیٹا ابا کی اپنی بتائی ہوئی عمر غلط قرار دیتا ہے، دوسرا تحریریں منسوخ کرتا ہے، ناقل)۔

☆...... ''اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے، اور چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے، جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے، اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے، پس ایک طرف آپ کی کتابوں سے اس امر کے ثابت ہونے سے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے نبی کا لفظ بار بار استعمال کیا ہے، اور دوسری طرف حقیقت الوحی سے یہ ثابت ہونے سے کہ آپ نے تریاق القلوب کے بعد نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے''۔ [حقیقت النبوۃ/صفحہ ۱۲۱]۔

☆...... کیا مرزا صاحب نے اپنی کوئی تحریر منسوخ کی ہے، اس کی کوئی سند یا حوالہ ہے، اگر نہیں، اور اگر مرزا جی نبی ہیں تو کیا ان کی کسی بھی تحریر کو کینسل کرنے کا کسی کو اختیار ہے؟ اگر نہیں تو پھر ہم مرزا صاحب کی پہلی تحریروں پر، مرزا صاحب کے اپنے بقول یہی فتوئی دیں گے ''میں تعجب کرتا ہوں کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے مولوی محمد حسین صاحب کے حافظہ پر کیسے پتھر پڑ

گئے، یاد نہ رہا کہ ''اشاعتہ السنتہ'' میں کیا لکھا ہے اور اب کیا کہتے ہیں صاحب من، اقرار کے بعد کوئی قاضی انکار نہیں سن سکتا۔ آپ تو اقرار کر چکے ہیں''۔[نزول المسیح ضمیمہ/ رخ جلد ۱۹/صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰]۔

اگر مرزا جی ایک عام مولوی کو تعجب کرتے ہوئے اپنی سابقہ تحریر سے بھاگنے نہیں دیتے تو وہ خود کیسے ایسی تحریروں سے بھاگ سکتے ہیں جو انہوں نے بطور ملہم جس کو خدا نے ہر روح سے زیادہ قرآن کا علم دیا ہوا ہے اور قوت قدسیہ سے مصفا ہونے کے بعد انہوں نے آیت خاتم النبیین کی جو پہلی تشریح کی ہے اور وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اب تک کہ متواتر عقیدہ کے مطابق ہے؟ اس تمام بحث کے نتیجہ میں ہم اسے یہی کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب خود اپنے بقول، ختم نبوت کے متواتر عقیدہ کو ماننے کے بعد اس سے منکر ہو کر الحاد و کفر میں گر گئے اور انہوں نے اپنے آپ کو نبی قرار دے کر خود مورد لعنت ٹھہرایا، اور مراق، مالیخولیا اور ہسٹیریا کے مریض ہونے کی وجہ سے بھی وہ نبی بن سکتے تھے۔ آپ کو بھی تعجب کرنا چاہیے کہ آپ پڑھے لکھے ہو کر بھی اس شخص کے پیچھے لگ کر اپنے آپ کو مورد عذاب کیوں بنا رہے ہیں؟

☆......آپ نے جو سورۃ نساء کی آیت ۶۹ ''من یطع اللّٰہ والرسول......وحسن اولٰئک رفیقا'' کی جو تشریح کی ہے وہ غلط اور گھسی پٹی تشریح ہے جو مرزائی کافی عرصے سے کر رہے ہیں، اس میں مع کا لفظ ہے، جس کے معنی ساتھ ہوتے ہیں، یہاں معیت ہے عینیت نہیں، چونکہ دنیا میں ہر مومن کو معیت حاصل نہیں ہوتی، اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرت ہی ہے، آیت مبارکہ میں درجات ملنے کا ذکر نہیں، بلکہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ آخرت میں انبیاء، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ حسن اولٰئک رفیقا ظاہر کرتے ہیں۔ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدینؒ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کا شان نزول لکھا ہے ''بعض صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات پر ہوں گے تو آپ کی زیارت کیسے ہوگی؟ پس یہ آیت نازل ہوئی، آگے فرماتے ہیں یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرامؓ، انبیاء علیہم السلام کی زیارت و حاضری سے فیضیاب ہوں گے، اگرچہ ان کا ٹھکانہ دوسروں کی نسبت بلند مقام پر ہوگا۔ جلالین/صفحہ ۸۰۔ اور مزید اس حدیث کی کیا تشریح کریں گے؟ قال رسول اللّٰہ ﷺ التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین و الشھداء۔ ترجمہ آپ نے فرمایا کہ سچا تاجر امانت دار (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا''۔ اب اگر آپ کے معنی لئے جائیں تو ہر سچا اور ایماندار تاجر نبی ہوگا، کتنے نبی دکھا سکتے ہیں آپ؟ پھر آپ ان اللّٰہ مع الصابرین کے کیا معنی کریں گے؟

☆......آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث کا حوالہ دیا ہے، وہ بے سند ہے اور دنیا کی کسی کتاب میں اس کی سند نہیں، اور ایک بے سند قول سے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف استدلال کرنا، دجل اور فریب نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسرے جہاں مجمع البحار میں یہ بے سند حدیث مذکور ہے، وہاں سے استدلال کرتے وقت پورا قول بھی نقل نہیں

کیا گیا اور وہ بھی ادھورا پیش کیا ہے، اس میں ہے ھذا ناظر الی نزول عیسیٰ علیہ السلام، زیادہ تفصیل کا موقع نہیں، دوسرے حضرت عائشہؓ سے جو متواتر حدیث مروی ہے ''کہ نبوت میں سے اس کا جز صرف مبشرات باقی رہ جائیں گے'' آپ کی روایت کے بے اصل ہونے کا بھانڈا پھوڑ دیتی ہے۔

☆...... مرزا جی نے اللہ اور اس کے رسول کی کون سی ایسی پیروی کی، جس کے نتیجے میں ان کو نبوت ملی، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار (خلفاء راشدینؓ) یا دوسرے صحابہ کرام جنہوں نے ان کی صحبت سے براہ راست فیض اٹھایا اس نعمت سے محروم رہے؟ مرزا جی تو کہتے ہیں کہ ''جب میرا باپ وفات پا گیا تو تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا، جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہوگئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہوگیا، پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی''۔ [نور الحق/رخ جلد ۸/صفحہ ۳۸]۔ اب باپ کی سیرت کیا تھی؟ باپ نے کبھی نماز نہیں پڑھی (سیرت المہدی) مقدمہ بازی کرتے کرتے فوت ہوئے اور بھائی بھی مقدمہ بازی میں ہی اور انہی صدموں سے فوت ہوئے، کیا اسی سیرت پر خدا نے مرزا جی کو چنا؟ مرزا جی، جس نے باپ کے ساتھ مل کر صرف ایک درخت کاٹنے پر مزارعوں کو برسوں مقدموں میں پھنسائے رکھا، کیا یہی اور اسی قسم کے خاص کام تھے، جو مرزا جی نے باپ اور بھائی سے سیکھے؟ اگر باپ اور بھائی سے کوئی صحیح و شرعی کام سیکھا ہو تو وہ بھی بتا دیں؟

دوسرے میرے خط میں دیئے ہوئے جن احادیث شریفہ کے حوالوں کا آپ نے اپنے آرٹیکل میں ذکر کر کے پوچھا ہے کہ کیا آئمہ کرام کو (جن کے ادھورے حوالے آپ نے جماعت احمدیہ کی کتابوں سے دیئے ہیں) ان کو ان حدیثوں کا نہیں علم تھا؟ میرا جوابی سوال ہے کہ بطور (خود ساختہ) ملہم، مجدد، مامور وغیرہ کیا ۲۲ سال تک مرزا جی کو ان حوالوں کا نہیں علم تھا؟

لغت کی رو سے کہ حضرت رسول کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں:

اگر لفظ خاتم النبیین پر چھوڑیں تو بھی آپ کے بتائے ہوئے یا سمجھے ہوئے معنی نہیں نکلتے، یہ احقر چند مثالیں پیش کرتا ہے کہ ۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

☆...... ''اور خاتم بالفتح اس آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے، پس خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے ''وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے، اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النبیین ہے'' [تفسیر روح المعانی، جلد ۲۲/صفحہ ۳۲]۔

☆...... ''اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح و بالکسر) میں وہ صرف معنی آخر ہی ہیں اور اس لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاوی نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے''۔ [تفسیر احمدی از علامہ احمد

عرف ملاجیونؒ، بحوالہ آئینہ قادیانیت/صفحہ۲۵]۔

☆......''امام راغب اصفہانیؒ کی تصنیف مفردات القرآن کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب نہیں اس میں لکھا ہے کہ'' آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا، یعنی آپ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرمادیا'' [مفردات راغب/صفحہ۱۴۲]۔

☆......''اسی طرح المحکم لابن السیدہ، لغت عرب کی معتمد ترین کتاب ہے، جس کے بارے میں علامہ سیوطیؒ نے کہا ہے کہ یہ ان معتبرات میں سے ہے، جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جا سکتا ہے''اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کا انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے''۔[بحوالہ آئینہ قادیانیت/صفحہ۲۶]۔

☆......''عرب وعجم کی لغت کی مستند کتاب ''لسان العرب'' ہے، جس کو مرزاجی بھی استعمال کرتے تھے، اس میں لکھا ہے ،خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انہی معنی پر نقل کیا جاتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء (آخر الانبیاء) ہیں''۔[لسان العرب/جلد۴/صفحہ۲۵/طبع بیروت]۔

☆......''تاج العروس'' میں لکھا ہے''اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کردیا''۔

☆......''قاموس'' میں لکھا ہے''اور خاتم بالکسر اور بالفتح قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین یعنی آخر النبیین''۔

ان لغات عرب سے آپ کو بطور نمونہ کچھ حوالوں سے اندازہ ہو چکا ہوگا کہ لفظ خاتم النبیین کا سوائے آخری نبی کے اور کوئی ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور آخر میں مرزاجی کا بھی ایک حوالہ۔

☆......''میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا''۔[تریاق القلوب/رخ جلد۱۵/صفحہ۴۷۹]۔

آپ کا دعویٰ اور آپ کا مرزاجی کے الہامات سے استدلال اور آپ کی خاتم النبیین کی تشریح پر ایک نظر:

اب آپ کے دعویٰ کے متعلق مختصراً عرض کروں گا، تفصیلی تبصرہ، بشرط توفیق باللہ کسی دوسری نشست میں، لیکن قبل اس کے کہ میں اس موضوع کو چھیڑوں، آپ ہی کی کتاب ''مصلح موعود'' کے ☆صفحہ ۱۲۸ سے مرزاجی کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہوں گا''وہ تلخ الفاظ جو اظہار حق کے لئے ضروری ہیں اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہیں وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف سنا دینا نہ صرف جائز بلکہ واجبات وقت سے ہے تا مداہنہ کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں''۔[ازالہ اوہام/رخ جلد۳/صفحہ

۱۴۱]۔اور آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کی ذات کا مخالف نہیں ،اور آپ کی کئی ذاتی خوبیوں کا معترف ہوں ،لیکن آپ کی ذاتی خوبیاں ایسی نہیں جن پر بندہ نبوت کا دعویٰ کردے۔اختلاف آپ کے اپنے الہامات کو غلط سمجھنے کی وجہ سے،آپ کے غلط دعویٰ سے ہے۔

☆......آپ کا دعویٰ مصلح موعود،صحیح نہیں ہے،اس لئے کہ جس شخص کی پیشگوئیوں کو آپ بنیاد بنا کر مصلح موعود کا دعویٰ کر رہے ہیں،میں نے خود اس کے اپنے اقوال کے ذریعہ اس شخص کے دعوے کے غبارے کی ہوا نکال دی ہے اور وہ بمطابق قرآن ،احادیث اور آئمہ وفقہاء کے کافر، زندیق اور جہنمی ہے اور ایسے شخص کا پیروکار یا اس کے الہاموں سے نسبت رکھنے والا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

☆......آپ کا دعویٰ مصلح موعود صرف اور صرف آپ کے ذہنی خلجان کا نتیجہ ہے۔کیونکہ مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ آپ اپنے پاس سے مرزا صاحب کی طرح الہام نہیں گھڑ رہے۔

☆......مرزا غلام احمد صاحب اپنی پیشگوئی کے بعد اپنی موت تک اس پیشگوئی کا مصداق اپنی اولاد کو سمجھتے رہے،اس بات کی آپ نے بھی تصدیق کی ہے لیکن آپ کا مؤقف ہے کہ یہ مرزا جی کی اجتہادی غلطی تھی،اب آپ دیکھیں کہ آپ کے خود ساختہ نبی کیا کہتے ہیں؟''نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعویٰ کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا''۔[اعجاز احمدی/ رخ جلد۱۹/صفحہ ۱۳۵]۔اور آپ دیکھ لیں کہ ۱۸۸۶ء کے شروع سے لے کر موت تک وہ اس بات کی طرف رجحان رکھتے تھے، کیونکہ انہوں نے مبارک کے مرنے کے ساتھ ہی اعلان کیا تھا کہ ان کو ایک یحییٰ کی خبر دی گئی ہے اور اس طرح اس خبر میں کم وبیش ۲۱ سال تواتر رہا،اب آپ بھی ان کے بیٹوں کی طرح ان کے اس حوالے کو منسوخ کر دیں تو علیحدہ بات ہے۔لیکن اگر آپ مرزا جی کے سچے مرید ہیں تو اس حوالے کے ہوتے ہوئے آپ مرزا جی کے اس فعل کو اجتہادی غلطی نہیں کہہ سکتے ،نہ صرف مندرجہ بالا حوالہ کی وجہ سے بلکہ ایک اور بھی وجہ سے، کیونکہ مرزا صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ''خدا ان کو ایک لحہ بھی غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا،تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مرزا صاحب کو ان کے دعویٰ کے متعلق قریب سے بھی دکھایا جائے اور ایک لحہ بھی غلطی پر قائم نہ رہیں۔لیکن پھر بھی 21 سال تک ان کو سمجھ نہ آئے کہ اس پیشگوئی میں ان کی صلبی اولاد شامل نہیں ،اگر آپ کا مئوقف تسلیم کرلیا جائے تو دو میں سے ایک بات ہے کہ یا آپ کے نبی نے غلطی کی یا آپ غلطی کر رہے ہیں (میرے خیال میں آپ دونوں ہی غلط ہیں)۔

☆......اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا جی خود فرما رہے ہیں کہ نبی کو اس کے دعویٰ اور اس کی تعلیم کے متعلق بہت قریب سے دکھایا جاتا ہے لیکن دوسری طرف ان کو تیئس برس تک نہیں پتہ چلتا کہ وہ نبی ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو کس قسم کے،مثال کے طور پر مرزا صاحب ایک جگہ کہتے ہیں، ☆''میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا

یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے''۔[جنگ مقدس/ رخ جلد۶/صفحہ۱۵۶]۔☆دوسری جگہ کہتے ہیں''یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانے میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں''۔[حقیقت الوحی ،حاشیہ/رخ جلد۲۲/صفحہ۱۵۴]۔☆پھر ۱۸۹۹ء میں کہا کہ''پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا''۔[ایام الصلح/ رخ جلد۱۵/صفحہ۴۰۰]۔☆تیسری جگہ کہتے ہیں''بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں،شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا''۔[فتح اسلام،دیباچہ/رخ جلد۳/صفحہ۱۱]۔☆پھر کہتے ہیں کہ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں''۔[فتح اسلام،دیباچہ/رخ جلد۳/صفحہ۱۱]۔☆ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ''شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں،کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی''۔[اربعین۴/رخ جلد۱۷/صفحہ۴۳۵]۔

ان حوالوں کو دیکھیں اور بتائیں کہ اگر مرزا جی نبی ہوتے تو کیا اس طرح قلابازیاں کھاتے،کیا خدا ان کو دعویٰ اور تعلیم کے متعلق قریب سے نہ بتاتا۔یہ جھوٹا نبی ہے اسی لئے اس کو خدا نے تیئس سال تک کوئی صحیح دعویٰ نہیں کرنے دیا ۔اور ایک جھوٹے شخص کو اپنا ہادی و رہنما ماننے والے کا دعویٰ کبھی بھی صحیح نہیں ہوسکتا۔

☆......آپ کی بات ہر صاحب عقل شخص مانے گا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود نہیں تھا اور یہ بات ثابت کرنے اور کہنے والے آپ اکیلے نہیں۔کیونکہ مرزا محمود کا دامن ہر لحاظ سے آلودہ تھا،دوسرے یہ کوئی پیشگوئی نہیں تھی،بلکہ ایک سارا توجہ کھینچنے کا حربہ تھا اور آپ اگر دیانتداری سے غور کریں گے تو مجھ سے اتفاق کریں گے،مرزا صاحب چلہ کشی کرنے جاتے ہیں تو اعلان کرتے جاتے ہیں کہ میں فلاں جگہ چلہ کشی کرنے جا رہا ہوں،اور وہاں پہنچ کر اشتہار شائع کرتے ہیں،کہ میں اتنا عرصہ چلہ کشی کر رہا ہوں مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے،حالانکہ بزرگان دین جب بھی چلہ کشی کرتے ہیں تو خاموشی اور گمنامی میں ،جب سب لوگوں کی نظریں ان کی طرف متوجہ ہو گئیں تو ہوشیار شعبدہ باز کی طرح اپنی پٹاری سے یہ پیشگوئی نکالی اور آپ اس کے الفاظ بخوبی جانتے ہیں ان میں سے ایک بھی وعدہ پورا نہیں ہوا،اور ۲۲ سال تک بار بار نیا اعلان کرنے کے،پرانے اعلانوں کی تاویلیں کرنے کے اور کسی نے اس پیشگوئی کا کچھ نہیں دیکھا۔اور آپ پر بھی اس کی ایک بھی نشانی فٹ نہیں بیٹھتی،آپ کہیں گے کہ ضروری نہیں کہ پیشگوئی کی ہر بات پوری ہو،یہ مرزا جی والا استدلال ہے،ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا کے کہے ہوئے الفاظ ہوں اور پورے نہ ہوں،اور آپ پر تو یہ کسی طرح بھی پورے نہیں ہوتے۔اس لئے بھی میرا خیال ہے کہ آپ اس دعویٰ میں حق بجانب نہیں۔

☆......بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے،بطور مجدد دعویٰ کیا کہ اس نے ایک کتاب پچاس جلدوں میں لکھنی ہے،جس میں

اسلام کے دفاع کے تین سو دلائل دیئے جائیں گے اور ان کا رد کسی کے پاس نہیں، لیکن چار جلدوں کے بعد ۲۳ سال تک اس کتاب کو نہ لکھ سکے، ان کے اپنے بیٹے کے بقول براہین احمدیہ میں ایک بھی دلیل پوری نہیں لکھ سکے، اور گیارہ سال کے بعد خود ہی اقرار کیا کہ اس میں تحقیق وغیرہ کچھ نہیں، بلکہ مسلمانوں کا عقیدہ سرسری لکھ دیا، اور یہ سب خدا نے اس کی بات کو پورا اس لئے نہ ہونے دیا کہ اس نے خدا پر مجددیت عطا کرنے کا جھوٹ باندھا تھا اور دعویٰ کیا کہ یہ سب الہاماً لکھا اور بعد میں خدا نے اس کے اپنے منہ سے ان الہاموں کے الٹ باتیں لکھوائیں اور دعوے کروائے۔

☆......اسی طرح مصلح موعود کی جھوٹی پیشگوئی خدا کی طرف منسوب کر کے بیان کی، اور جس بیٹے کے بھی متعلق اعلان کیا کہ یہ اس پیشگوئی کا مصداق ہے اسی کو خدا نے اٹھالیا۔ حالانکہ مرزا جی اپنی کتاب، حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں کہ ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے کہا میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے''۔[حقیقت الوحی/رخ جلد۲۲/صفحہ۱۰۹]۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا ان کا ارادہ پورا ہوا؟ آپ کا مؤقف ہے کہ مرزا صاحب کو اس کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی لگی ہے؟ مجھے یہ بتا دیں کہ مرزا صاحب کو اپنی کس پیش گوئی کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی نہیں لگی؟ مولانا عبدالحق غزنوی؟ عبداللہ آتھم؟ محمدی بیگم؟ مصلح موعود؟ عبدالحکیم پٹیالوی؟ اپنی عمر اور موت؟ مولوی ثناء اللہ؟ منظور الٰہی کا مبارک لڑکا؟ یہ ایک لمبی فہرست ہے۔

☆......چند لمحے کے لئے ہم اگر اس کو پیشگوئی مان بھی لیں اور جس طرح اپنے آپ کو اس کا مورد قرار دیتے ہیں، آپ سے پہلے بھی کئی لوگ اس قسم کے دعوے کر چکے ہیں، ان کے دعاوی بھی آپ ہی کی طرح بے بنیاد ہیں، ان میں اور آپ میں ہم کیسے فرق کریں؟ اور مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ دوئم و پسر مرزا جی نے بھی جب دیکھا کہ اب مرزا جی جو کھڑکی اپنی نبوت کی کھولی ہے اور اس کھڑکی سے مرزا جی کے مخلص مریدین دھڑا دھڑ اس میدان میں داخل ہو رہے ہیں اور ان کی پیری مریدی خطرہ میں پڑ گئی ہے تو گھبرا کر کہنے لگے ''دیکھو ہماری جماعت میں کتنے ہی مدعی نبوت کھڑے ہو گئے ہیں، میں ان میں سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ نہیں بولتے، واقعہ میں انہیں الہام ہوئے اور کوئی تعجب کی بات نہیں، اب بھی ہوتے ہیں، مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے الہامات کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ ان میں بعض سے مجھے ذاتی واقفیت ہے اور میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ان میں اخلاص پایا جاتا تھا، خشیت اللہ پائی جاتی تھی، آگے خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے، مگر ابتداء میں ان کی حالت مخلصانہ تھی، ان کے الہاموں کا ایک حصہ خدائی الہاموں کا تھا، مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے الہاموں کی حکمت کو نہ سمجھا اور ٹھوکر کھا گئے''۔[خطبہ مرزا بشیر الدین محمود احمد، الفضل/۳۰ مارچ ۱۹۲۸ء/بحوالہ تحفہ قادیانیت/جلد۱/صفحہ ۴۹۷/مصنف، مولانا محمد یوسف لدھیانوی]۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ اپنے الہام ہونے کے بعد شروع میں مرزا جی کو الہام ہوئے وہ تیرہ سو سالہ عقائد کے مطابق تھے لیکن بعد میں اپنے الہامات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ٹھوکر کھا گئے ہوں؟

☆......یہ احقر آپ کی دلچسپی کے لئے ان برساتی نبیوں کے نام جو میرے علم میں ہیں دے دیتا ہوں، کیونکہ میں جانتا ہوں

کہ آپ کو بھی ان کے بارے میں کوئی علم نہ ہے، چراغدین جمونی، منشی ظہیر الدین اروپی، محمد بخش قادیانی، مسٹر یار محمد پلیڈر، عبداللہ تیماپوری، سید عابد علی، عبداللطیف گناچوری، ڈاکٹر محمد صدیق بہاری، احمد سعید سمبڑیالی، احمد نور کابلی، نبی بخش مرزائی، عبداللہ پٹواری، فضل احمد چنگابنگیالی، غلام محمد مصلح موعود قدرت ثانی، اور اب عبدالغفار جنبہ صاحب۔ اس کے علاوہ بھی کچھ نام ہیں لیکن ان کے بارے میں میرے پاس مصدقہ معلومات نہیں اس لئے ان کے نام نہیں دے رہا، لیکن میرے خیال میں یہ بھی کافی ہیں۔

☆......جس طرح آپ نے اپنی کتاب کے بارے میں بلند و بانگ دعوے کئے ہیں اسی طرح آپ کے ایک پیشرو عبداللہ تیماپوری نے بھی اپنی تفسیر سورۃ فاتحہ کے بارے میں اسی قسم کے دعوے کئے ہیں، آپ کی دلچسپی کے لئے ان کی تفسیر سے ایک اقتباس ''ناظرین یہ وہی تفسیر کبیر (یعنی تیماپوری کی تصنیف، ناقل) ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مرزا غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک رویاء (خواب) میں دیکھا ہے، آپ کے ملفوظات کے سنہری چوغہ کو شیطان لوگوں کی نظروں سے غائب کرنے کے لئے لے بھاگا تھا، یہ خاکسار شیطان سے چھین کر واپس لایا ہے، اس کی تعبیر خود حضرت صاحب نے یہ کی ہے کہ وہ تفسیر ہمارے لئے موجب عزت و زینت ہوگی، الحمدللہ اس تفسیر مبارک سے حضور کی رویائے صادقہ روحانی و جسمانی طریق میں مجسم بن کر پوری ہوئی، یہ خاکپائے غلامان رسول اللہ آپ ہی کی اتباع کی برکت سے مردگی سے زندہ ہو کر ایک قاش عرفانِ الٰہی و عشق نبوت محمدی کی آپ ہی کے ہاتھوں سے کھایا ہے، جس کی خوشخبری براہین کے حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۲۴۸ میں دی گئی ہے، اور اس عاجز کی زندگی کے ساتھ دین اسلام کی تروتازگی و ترقی منظور الٰہی ہے۔ میرے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود کی صداقت زور آور حملوں کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوگی''۔[تفسیر آسمانی سبعا من الثانی/صفحہ الف/مئولف عبداللہ تیماپوری/بحوالہ احتساب قادیانیت/جلد ۹/صفحہ ۴ و ۵ ۷]۔ ان کے ذریعہ اسلام کی ترقی اور وہ خود کہاں ہیں؟ اس احقر کو آپ کا بھی حال یہی نظر آتا ہے۔

☆......اب آپ کی کتاب ''مصلح موعود'' کے صفحہ ۱۵۹ سے ۱۶۳ تک جو آپ نے مرزا صاحب کی پیشگوئی لکھی ہے اور اس کو اپنے حق میں پیش کیا ہے اس کا مختصر تجزیہ یا تبصرہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس پیشگوئی کو پہلے ایک پیشگوئی کے طور پر بیان کیا گیا تھا، لیکن جب مرزا صاحب کے بقول اس پیشگوئی کا مصداق بشیر اوّل پیدا ہونے کے کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا اور مخالفین نے اعتراض کئے تو اس کی تاویلیں کی گئیں کہ مرزا صاحب دراصل نبی تاویلات ہیں اور اس پیشگوئی کو دو حصوں میں قرار دے دیا۔

☆......خیر اب آگے چلتے ہیں آپ کی طرف ''مرزا صاحب کی پیشگوئی میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ الفاظ موجود ہیں اور ۲۲ برس سے زیادہ اس مصلح موعود کو اپنے تخم اور ذریت سے قرار دیتے رہے'' اور آپ نہ ان کے تخم سے ہیں اور نہ ان کی ذریت سے، لیکن اگر مرزا جی کی طرح اپنی نسلیں بیشمار بنانا چاہتے ہیں تو پھر علیحدہ بات ہے!

☆......مرزا جی نے اس مصلح موعود کے آنے کی ایک وجہ یہ لکھی ہے ''تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے'' آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ نے اب تک دین اسلام کا شرف اور مرتبہ کس طرح لوگوں پر ظاہر کیا ہے؟اور باطل کو کہاں کہاں سے نحوست کے ساتھ بھگایا ہے؟ آپ کی عمر ماشاء اللہ پچاس برس سے زیادہ ہو چکی ہے،آپ کے نبی تو اس عمر میں اپنی دکانداری کو مضبوط بنیاد فراہم کر چکے تھے،اور آپ کی تو ابھی تک شروعات بھی نہیں ہو سکی؟اس عمر میں تو قویٰ بھی مضمحل رہتے ہیں اور نہ آپ کے پاس وسائل ہیں،نہ ہی صحت ہے،اور نہ ہی اسلام پر کوئی ایسا علمی کام ہے،جس سے ہم امید رکھ سکیں کہ آپ انقلاب برپا کریں گے،اگر آپ نے مرزا جی کا کلام ہی پیش کرنا ہے تو وہ تو جھوٹ،تعلیوں اور گالیوں سے بھرا ہوا ہے اور تضادات کے باعث،مرزا جی کا کلام تیس سال تک پڑھنے کے باوجود کوئی شخص دعوے سے نہیں کہہ سکتا کہ لیلیٰ مرد ہے یا عورت،اور اوپر سے دعاوی خدائی تک؟اور دوسرے پھر آپ کی کیا ضرورت تھی یا ہے؟

☆......آگے لکھا ہے کہ''اس کے آنے کے ساتھ فضل آئے گا'' آپ کے ساتھ کون سا خاص فضل ہوا اور دوسروں کے لئے تو چھوڑیں بعد میں سوال کریں گے،اگر آپ کے اپنے خاندان کے لئے بھی کوئی مخصوص فضل آپ کے آنے سے ہوا ہے تو بیان کریں تاکہ دنیا بھی دیکھے کہ پیشگوئی کتنی شان سے پوری ہوئی۔

☆......آپ کا کہنا کہ''وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا''۔صاحب شکوہ جب کسی طرف بھی نکلتا ہے تو ہر ایک کی نظر پڑتی ہے اور ان کے دل سے آواز اٹھتی ہے کہ یہ صاحب شکوہ جا رہا ہے اور یہاں میرے خیال میں آپ کے گھر والوں کو بھی نہیں پتہ چلتا ہوگا کہ کب گئے اور کب آئے،رہی دولت تو اسی کتاب میں چوہدری منیر صاحب کا بیان ہے کہ جب آپ کو جماعت نے بلایا تو آپ انعامی رقم ادھار حاصل کر کے گئے تھے اور میرے خیال میں ابھی بھی ان حالات میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوئی۔

☆......''وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس سے اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو صاف کرے گا'' آپ بتائیں کہ اب تک روحانی یا جسمانی (جیسا آپ چاہیں) طور پر کتنوں کو ہدایت دی ہے یا صحت دی ہے؟ کتنوں کے دلوں کی صفائی ہوئی ہے؟ کتنوں نے آپ کا پیغام قبول کیا ہے؟ کتنوں نے تصدیق کی ہے؟

☆......''وہ کلمۃ اللہ ہے'' کلمۃ اللہ کیا ہوتا ہے؟اس کی کیا نشانی ہے؟اس کے مطابق از راہ کرم بتائیں کہ آپ کیسے کلمۃ اللہ ہیں؟

☆......''وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا......آپ کی ذہانت اور آپ کا فہم ایک نارمل انسان کا ہے مگر''سخت'' کا کوئی ثبوت نظر نہیں آتا،اور کیا ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے یا ایک کتاب لکھ دینے سے بندہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہو جاتا ہے؟ آپ کا اپنا اقرار ہے کہ آپ مذہبی علوم میں اُمّی ہیں اور بہت ساری باتوں کا علم یا جواب آپ کے پاس

نہیں، باوجودیکہ آپ کا دعویٰ مصلح موعود کا ہے۔ اگر آپ کو کوئی خاص علوم دیئے گئے ہیں تو ہمیں ان کا پرتو آپ کی تحریروں میں نظر نہیں آتا۔

☆......"علوم باطنی وظاہری سے پُر کیا جائے گا" اور جہاں تک باطنی علوم کا تعلق ہے، وہ شریعت کی پوری طرح پابندی بچپن سے ہی کی جائے، اور احکام دین کی پوری طرح پابندی کرے تو پھر باطنی علوم حاصل ہوتے ہیں اور آپ نے اپنے انٹرویو میں بھی بتایا ہے کہ آپ نماز وغیرہ کا اتنا التزام نہیں کرتے تھے مرزا صاحب نے خواب میں آ کر آپ کو نماز پڑھنے کی طرف توجہ دلائی، اور پھر آپ عربی بھی نہیں جانتے نہ ہی مرزا صاحب کی طرح آپ کا دعویٰ الہامی طور پر فہم قرآن کا ہے۔ اور علوم ظاہری؟ اور آپ کی علمی اور اصلاحی قابلیت تو یہ ہے کہ ختم نبوت اور وفات عیسیٰ پر بجائے اس کے کوئی نئی علمی، قرآنی، بات پیش کرنے کے، آپ وہی گھسے پٹے، غلط تشریح اور ادھورے، نامکمل حوالوں والے دلائل دے رہے ہیں، جو آپ کی سابق جماعت دے رہی ہے، اور جن کا ہر لحاظ سے مکمل طور پر قرآن، حدیث ولغت ومفسرین کی تشریحات کے ساتھ علمائے اسلام بار بار غلط ثابت کر چکے ہیں، اگر آپ نے بھی کبھی جماعت کی مخالفت کرنے والے علماء اور آئمہ کرام کی کتابیں پڑھی ہوتیں تو آپ کے جوابات یقیناً یہ نہ ہوتے۔

☆......آپ نے صراط الذین انعمت علیھم کا ذکر کیا ہے اور آپ نے اس کو کبھی سوچا اور سمجھا ہے کہ یہ معنی غلط اور ادھورے ہیں، لیکن آپ کیسے سوچتے، آپ بھی ان کے ہی سدھائے ہوئے ہیں، جن کے بیان کردہ اور گھڑے ہوئے معنی وتفسیر آپ نے پیش کئے ہیں، اور دوسرے آپ کے خیالوں کے نتیجہ میں کئے ہوئے دعویٰ کے لئے بھی یہی معنی مددگار ہو سکتے ہیں۔ لیکن آپ ذرا اس کو مکمل پڑھیئے، کیونکہ ادھوری آیت کے معنی بھی ادھورے ہوتے ہیں۔ یعنی آیت کے پہلے اور بعد کے حصہ کو ملا کر پڑھیں تو معنی یہ بنیں گے، ہمیں ہدایت دے سیدھے راستے پر، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تم نے انعام کئے، اور نہ کہ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تمہارا غضب نازل ہوا اور گمراہیوں کے راستہ پر نہیں"۔ اب آپ دیکھیں کہ پوری آیت پڑھنے سے معنی ہی بدل جاتے ہیں، اور مغضوب کون ہیں، سورۃ النحل کی آیت ۱۰۶ کے مطابق مغضوب وہ ہے جس کا سینہ کفر پر کھل جائے۔

☆......دوسری بات اگر آپ کے معنی لئے جائیں تو کیا یہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسرے مذاہب کے مقابل میں شرم کی بات نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے اصحابؓ اور پوری امت ۱۴۰۰ سو سال سے کم از کم ۳۴ بار یہ دعا روزانہ مانگتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے ایک نبی آتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ اور میں سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، یعنی اس کے بعد کی دعائیں جو مانگی جارہی ہیں نہیں سنی جائیں گی، لیکن دوسرے مذاہب کو بغیر اس طرح مانگے نبیوں کا ڈھیر عطا کر دیا جاتا ہے؟ کیا بہتر ہے بغیر مانگے ہزاروں نبی یا کروڑوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں ایک نبی، وہ بھی سخت زبان، بیماریوں اور

مالیخولیا، مراق کا شکار، جس کی ایک بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور ساری عمر وہ خود بھی تاویلیں کرتا رہا اور اس کی امت آج بھی ہر روز کوئی نہ کوئی نئی تاویل ڈھونڈتی ہے؟ یا یہ بہتر ہے کہ نبیوں کے ڈھیر کا ہزاروں سال کا کام ایک طرف، پھر بھی مکمل نہیں ہوتا، اور دوسری طرف ایک خاتم النبیین کا کام نہ صرف مکمل اور اتنا جاندار کہ اب تا قیامت کسی نبی کی ضرورت نہیں ؟اب آپ خود ہی دیانتداری سے فیصلہ کریں کہ کونسی صورت بہتر ہے نبوت جاری کی یا خاتم النبیین کی؟ ایک طرف ایک نبی کی ایک دعا سے ہزاروں نبی پیدا ہونا، دوسری طرف نبیوں کے سردار اور ان کے اربوں متعلقین کی ہزاروں سال کی دعاؤں کے نتیجہ میں صرف ایک نبی، اور وہ بھی ایسا نبی جس کی امت ڈیڑھ سو سال میں بھی چار پانچ لاکھ سے زیادہ نہیں اور ان میں بھی نوے فیصد سے زیادہ ہر قسم کے غیر شرعی کاموں میں مشغول؟ کوئی حلال گوشت کے نام پر سور کا گوشت مکس کر کے دے رہا ہے (بحوالہ بی بی سی کی رپورٹ) کوئی اپنے ہوٹلوں کی کمائی سے (جن میں شراب کی کمائی شامل ہے) ان کے نام نہاد ترجمہ قرآن کے چندے دے رہا ہے اور ربوہ کے ''روحانی'' ماحول کے تو آپ خود بھی کسی حد تک گواہ ہیں۔

☆...... ''جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا''۔ ہم دنیاداروں اور گناہ گاروں کو بھی تو کوئی جلالی نشانی دکھائیں تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ خدا کے جلال کو دیکھ کر ہی اپنی اصلاح کر لیں ویسے تو ہمیں بغیر آپ کے جلال کے کچھ نظر بھی نہیں آرہا۔ میرے بھائی ذرا سوچو کہ شاید آپ کو بھی اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی لگ رہی ہو؟

☆...... ''وہ جلد جلد بڑھے گا'' آپ کو تقریباً بیس برس پہلے الہام ہونا شروع ہوا اور خدا نے آپ کو بتانا شروع کیا کہ آپ مصلح موعود ہیں اور آپ کو اس بات کی سمجھ لگتے لگتے بھی بیس سال لگے تب آپ نے پورے یقین سے اپنا مقدمہ قادیانی خلیفہ یا لوگوں کے آگے رکھا، ان بیس سالوں میں آپ نہ تو روحانی طور پر قدم بڑھا سکے، نہ ہی اولاد میں بڑھوتری ہوئی، نہ ہی مالی طور پر بڑھے، نہ ہی ابھی تک کوئی ہم خیال پیدا ہو سکے، کیا یہی جلد جلد بڑھنا ہے؟ یا جلد جلد بڑھنے کا کوئی اور مطلب ہے تو پلیز بتائیں؟

☆...... ''اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا'' کتنے اسیر ہیں جن کو ظاہری یا روحانی طور پر آپ نے اسیری سے رہائی بخشی ،آپ اگر پچاس سال کی عمر تک ایک بھی اسیر کی رہائی کا موجب نہیں ہوئے تو جب کہ اب آپ جسمانی، ذہنی طور پر زوال کی طرف مائل نہیں ہوئے تو عمر کے لحاظ سے مائل ہونے والے ہیں کیا کریں گے؟

☆...... ''زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا'' کیا آپ صرف قادیانیوں کے مصلح موعود ہیں؟ یا صرف مسلمانوں کے؟ یا کل انسانوں کے، آپ کے بارے میں تو ابھی جرمنی میں رہنے والے احمدی بھی نہیں جانتے تو دوسرے ملکوں کے احمدی، مسلمان، غیر مذاہب والے آپ کی روحانیت سے کیا فائدہ اٹھائیں گے؟ مرزا جی کی طرح تین سو سال کا عرصہ نہ مقرر کیجئے گا، مرزا صاحب بہت ہوشیار مذہبی دکاندار تھے، انہوں نے بہت اونچی اونچی ڈینگیں ماری تھیں، اب ان کو پورا کیسے کرتے، کہا کہ خدا نے بتایا ہے کہ تین سو سال لگیں گے۔ مطلب اس وقت تو مانو، میری جیبیں بھرو، بعد میں کل کس نے دیکھی ہے۔ اولاد در اولاد ہو جائے گی، نہ ہم ہوں گے نہ کوئی پوچھنے والا باقی ہوگا۔ یاد رکھئے یہ جھوٹا سلسلہ ہے۔

☆......''قومیں اس سے برکت پائیں گی، تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا''۔ آپ سے قومیں تو بہت دور کی بات، قوم بھی بہت دور کی بات، آپ کا شہر ربوہ بھی دور کی بات، آپ کا گاؤں ڈاور [چناب نگر کے قریب ایک قصبہ کا نام ہے] بھی دور کی بات، آپ کے خاندان نے بھی آپ سے کوئی برکت پائی ہو تو بتائیں، بلکہ الٹا آپ کی پڑھائی کے لئے جدی زمین بھی گروی رکھ دی گئی۔ آپ جہاں رہ رہے ہیں وہاں چند افراد جو آپ کو نیک بھی جانتے ہیں، آپ سے برکت نہ پا سکے۔ اور اگر پچاس سال عمر تک ایک محلّہ یا ایک خاندان بھی برکت نہ پاسکا تو آگے کیا امید رکھی جائے؟

☆......اب آپ کے اس اعتراض کی طرف کہ میری زبان سخت ہے، کیا آپ نے مرزا صاحب کی تحریریں دیکھی ہیں صرف ایک دو نمونے ''جو شخص میری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے وہ حلال زادہ نہیں''۔ [انوار الاسلام/ رخ جلد ۹/ صفحہ ۱۳]۔ اور حرام زادہ تو ویسے بھی مرزا جی کی الہامی گالی ہے، میں مرزا جی کی گالیوں میں فتح کا قائل ہوں، مرزا صاحب دوسروں کو گالیاں دینے کے مقابلے میں ہمیشہ فتح یاب ہوئے، ایک اور مثال ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں''۔ [نجم الہدیٰ/ رخ جلد ۱۴/ صفحہ ۵۳]۔ اور الف سے لے کری تک ہر قسم کی گالی مرزا صاحب کے ہاں ملتی ہے۔ اس میدان میں لوگ وہاں سے بامراد لوٹیں گے۔

جنبہ صاحب سے دردمندانہ اپیل

جنبہ صاحب اس احقر نے آپ کو سیب کے موافق اور مرزا صاحب کو کیکر سے تشبیہ دی ہے تو اس رنگ میں کہ خاکسار کے ذاتی مشاہدہ کے مطابق آپ اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرتے ہیں، آپ میں نہ تو صلاحیت ہے اور نہ ہی اس طرف رجحان ہے کہ اپنے اس قسم کے دعوے کو دکانداری کی بنیاد بنائیں، آپ میں ظاہری طور پر عیب، میں نے کوئی نہیں دیکھے اندر کا حال اللہ جانتا ہے، اس پر سوائے خدا کے اور کوئی رائے نہیں دے سکتا، بجائے پیسے بنانے کے پلے سے خرچ کر کے اپنی کتاب بانٹتے پھر رہے ہیں، لیکن مرزا صاحب کا تو نہ اہل وعیال سے نہ ہی ان کے اپنے مزارعین سے صحیح سلوک تھا، اپنے بیٹے کی لکھی ہوئی روایات ان کے کردار پر ناقابل بیان اعتراضات کی مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ بدزبانی کی مرزا جی نے انتہا کر دی، اپنی کتاب شائع کرنے سے بہت قبل ہزاروں روپیہ پیشگی وصول کر کے کتاب بھی پوری نہ دی، الہامات میں بعد المشرقین ہے، ان کے الہامات دوُرخے ہی نہیں بلکہ کثیر انگے ہیں۔ خدا پر جھوٹ باندھے ہیں آپ ربوہ کی تربیت کے زیر اثر اس طرح کے دعوے کر رہے ہیں، سوچئے کہ کہیں مرزا کے الہامات کو سمجھنے میں تو آپ کو غلطی نہیں لگ رہی، کہیں شیطان نے تو نہیں دخل دے دیا، میری اس مخلصانہ بات پر غور کیجئے گا کہ مجھے آپ سے ایک ذاتی تعلق اور انس ہے اور آپ جانتے ہیں کہ خاکسار کو آپ کی بھلائی بہت عزیز ہے۔ چھوڑئے جھوٹے نبی کو اور پکڑئے دامن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اھدنا الصراط المستقیم، امید ہے کہ حسب وعدہ اس آرٹیکل کو اپنی سائیٹ پر بھی لگائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿تقریر (۱)﴾

﴿شیخ راحیل احمد صاحب، جرمنی﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

تشہد۔امابعدفاعوذباللہ۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ،رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ،اللھم صلّ علیٰ محمد وعلی آل محمدکما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمیدمجید اللھم بارك علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔" السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔اگر مجھ سے کوئی ایسی بات نادانستہ طور پر منہ سے نکل جائے تو میں آپکی وسیع القلبی سے امید رکھتا ہوں کہ آپ میرے پس منظر اور تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے معاف کر دیں گے اور مکرم مولانا زاہد صاحب بعد میں میری غلطیوں کی طرف میری توجہ مبذول کروا کر مجھ سے نیکی کریں گے۔اللہ کا شکر ہے کہ آج اس نے مجھے آپ کے سامنے ایک مسلمان کی حیثیت سے کھڑا کیا ہے۔میرے لئے یہ دن انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ میں اپنے مسلمان ہونے کے اخباری اعلان کے بعد پہلی بار کسی اس قسم کی محفل میں جہاں اتنے بھائی اکٹھے ہوں ان کے سامنے اس طرح اپنا عہد دہرانے آیا ہوں اور میری خوش قسمتی کہ محفل بھی کیسی، رسول عربی ﷺ کے عاشقان کی محفل، وہ محفل جس میں آج آسمان بھی اپنے حبیب اللہ کے طفیل رحمتیں بھیج رہا ہوگا۔

آپ سب بھی میرے انتہائی دلی شکریہ کے مستحق ہیں کہ آپ نے مجھ سے بے نام، بے مایہ اور گناہگار شخص کو یہ عزت دی۔محبت سے بلایا، آپ نے دراصل محمد ﷺ کے طفیل مجھے عزت دی اور خدا کی قسم اصل عزت ہی وہی ہے جو محمد ﷺ کے طفیل سے ملے، باقی ساری عزتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔آج کی رات جب کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بات ہو رہی ہو تو اسکے علاوہ کوئی اور بات اچھی بھی نہیں لگتی اور نہ ہی رسول مکی و مدنی ﷺ کے ذکر مصفا کے بعد کسی بات کی اہمیت رہ جاتی ہے۔میں کافی دن یہ سوچتا رہا کہ آج کے دن جب رحمۃ اللعالمین کا ذکر ہوگا تو اُس کے بعد کوئی اور ذکر کرنا مناسب ہو گا یا نہیں، دوسرے جہاں پہلے ہی جید علماء وفضلاء موجود ہوں گے وہاں میں ان کے سامنے طفل نو مکتب کی حیثیت میں ہوں گا۔میرے دل میں خدا تعالیٰ نے ڈالی کہ آج کے دن یہاں آپ کے سامنے اس حیثیت میں کھڑا ہونا بھی ماشاءاللہ دراصل عظمت رسول ﷺ کا ہی اعترف ہے اور انکی ختم نبوت کا ہی فیض ہے۔کہ میں جو قادیان میں احمدیوں کے گھر میں پیدا ہوا، اسکے بعد جب سے ربوہ (اب چناب نگر) آباد ہوا ہے، اسوقت سے مستقل رہائش وہیں رہی ہے۔اور میرا ایک مکان بھی وہاں ہے۔میری دادی جان کے والد، مرزا صاحب کے صحابی تھے۔اور میری دادی ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئی تھیں اور پیدائشی

احمدی تھیں۔لیکن میرے دادا جان نے تقریباً ۱۹۱۳ء میں بیعت کی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں وفات پا گئے۔ ہاں البتہ میرے پردادا شیخ نذر محمد صاحب تھانیدار، گلی شیخ جھنڈو، گوجرانوالہ اور انکی باقی اولاد میں سے کوئی احمدی نہیں ہوا۔ میری اہلیہ کے دادا اور نانا مرزا صاحب کے ''صحابی'' تھے۔ یہ جماعت کے ایک بہت بڑے عالم کی بھانجی بھی ہیں۔اور اس پس منظر کے ساتھ آج آپ کے سامنے اعلان کررہا ہوں کہ خدا کی قسم کوئی نیا نبی نہیں محمد صلی اللہ ﷺ کے بعد اور جب میں آج اپنی ذات اور عقیدہ کی بات کرونگا تو یہ بھی مدح رسول، اعتراف عظمت رسول ہی ہوگا۔آپ نے بھی مجھے اسی لئے بلایا ہے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں، اپنے کانوں سے سنیں کہ آج کے دور میں بھی خاتم الانبیاء کے نشانات نظر آتے ہیں اور اپنے گھروں میں، اپنے دوستوں کو جا کر بتا سکیں کہ خدا کی قسم آج بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی کرامات زندہ وتابندہ ہیں، آج بھی انکی برکتوں سے دنیا کو فیض پہنچ رہا ہے۔آج بھی اسلام کی ضیاء پاشیوں کے سامنے ظلمت کو بھاگتے ہی بن پڑتی ہے جب میں مرزا قادیانی کا ذکر ان کی جھوٹی نبوت کا پول کھولنے کے لئے کرتا ہوں تو دراصل نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ ﷺ کی ہی مدح ہے۔

مجھ سے اکثر یہ سوال ہوتا ہے کہ میرا بنیادی اختلاف مرزا صاحب کی تعلیم سے ہوا، یا نظام جماعت سے؟ جناب اگر صرف سسٹم سے یا نظام جماعت سے اختلاف ہوتا تو میں یقیناً اسکا کوئی رستہ ڈھونڈ لیتا، اور نظام کے اندر رہ کر ان سے لڑتا، جیسا کہ اکثر میں نے کیا تھا۔ مجھے تفصیلی مطالعہ اور تقابل کے بعد جب اس چیز کا ادراک ہوا کہ مرزا صاحب کی تعلیم اسلام نہیں بلکہ اسلام کے درخت پر آکاس بیل ہے تو پھر بحیثیت باضمیر شخص کے میرے لئے اس جماعت کے اندر رہنا ناممکن تھا۔اب قادیانی جماعت کے افراد کو ''پال ٹاک'' پر یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ میں مرتد ہو گیا ہوں کیونکہ بطور قادیانی میرا یہ ایمان تھا کہ قادیانیت ہی اصل اسلام ہے؟ میں ہنستا ہوں، اور جانتا ہوں کہ ان کی تعلیم کے مطابق ہے وہ اسکے علاوہ اور کچھ کہہ بھی نہیں سکتے، اور آج بھی میں اُن کے اس قسم کے فتوے سے اسی طرح اختلاف کرتا ہوں جیسا کہ میں ذاتی طور پر جماعت کے اندر کھلے عام اس روش کی مخالفت کرتا رہا ہوں اور جماعت جن کو نکال دیتی تھی یا خود جماعت چھوڑ دیتے تھے باوجودیکہ ان سے رابطہ کو پسند نہیں کرتی تھی لیکن میں عہدے دار ہوتے ہوئے بھی کھلے عام ان سے ملتا تھا، لین دین کرتا تھا، خوشی غمی میں شامل ہوتا تھا۔اور متعدد افراد اس بات کے گواہ ہیں۔کسی شخص کے جماعت کو چھوڑنے کے بعد جماعت سے جو بھی بن پڑتا ہے کرتے ہیں۔کیا یہ غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی نہیں کہ لوگوں کو ان کے ضمیر کے خلاف جماعت سے نکلے یا نکالے ہوئے لوگوں سے زبردستی ملنے سے روکا جائے۔ بڑوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ بچوں کی زندگیاں بھی تلخ کر دیتے ہیں اور مجھے ہر طرح سے نقصان پہنچا رہے ہیں، گالیوں کے فون آرہے ہیں، چھرے مارنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ ہراساں کررہے ہیں، قریبی رشتہ داروں پر مکمل طور پر قطع تعلق کرنے کے لئے دباؤ ڈال رہے ہیں۔ میری بچیوں کے رشتے تڑوائے جارہے ہیں۔اسکے علاوہ آج مجھ پر اور میرے خاندان پر بے بنیاد الزامات و بہتانات لگائے جارہے ہیں، یہ الزام اسوقت کہاں تھے، جب تک میں نے علیحدگی کا اعلان نہیں کیا تھا؟ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود میں اور میرے اہل خانہ

اسلام قبول کرنے کے بعد۔ بہت خوش ہیں اور مطمئن ہیں۔ بلاتخصیص فرقہ، بے شمار مسلمان بھائیوں نے امریکہ، آسٹریلیا، یورو پین ممالک، پاکستان، سعودی عرب، عرب امارات سے، بذریعہ ٹیلیفون اور ذاتی طور پر تشریف لا کر مجھے مبارکبادیں دیں نیز بہت اچھے طریقے سے اور میری توقعات سے بہت بڑھکر خوش آمدید کہا ہے۔ اور ہر طرح سے تعاون کی پیشکش کی ہے۔ اسمیں کروڑ پتی بھی شامل تھے اور غریب بھی نواز شریف صاحب کے داماد کیپٹن صفدر صاحب نے فون کر کے اپنی اور نواز شریف صاحب کی طرف سے مبارکباد دی۔ سابق صدر پاکستان محترم رفیق تارڑ صاحب نے فون کر کے مبارکباد دی۔ محترم قائد تحریک کے صاحبزادہ حسن محی لدین صاحب نے لندن سے فون کیا اور قائد تحریک صاحب کی طرف سے پیغام دیا اسکے علاوہ مکہ مکرمہ سے علماء کرام نے فون کیئے۔ میں ان سب کا دلی ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ انکو جزا دے، آمین۔ اب آتے ہیں کچھ مرزا جی کی طرف اسلامی دنیا میں ۱۴۰۰ سو سال سے، مسلم امت کبھی بھی سیاسی، سماجی، اور مذہبی طور پر ایک نقطہ پر اس طرح متحد نہیں ہوئے جس طرح ختم نبوت پر۔ اور ملت اسلامیہ کو مرزا صاحب کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے ملت اسلامی کو اکٹھے بیٹھنے کا موقع دے دیا۔ مرزا صاحب جماعت احمدیہ کے بانی ہیں، اس لئے ان کی زندگی، دعویٰ جات، پیشگوئیاں، تحریرات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ دراصل کسی ماہر نفسیات کو مرزا صاحب کی زندگی، دعویٰ جات اور طریقہ کار کا نفسیاتی تجزیہ کرنا چاہیے، مرزا صاحب ایک ایسے دور اور وقت میں پیدا ہوئے جبکہ ہندوستان مین طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا، سلطنت مغلیہ عملی طور پر صرف دہلی تک محدود ہو چکی تھی۔ جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی جاگیریں اور ریاستیں مغلیہ سلطنت کے سامنے تو سر اُٹھا رہی تھیں، لیکن انگریزوں اور سکھوں کے سامنے سر جھکا رہی تھیں۔ انہی میں مرزا صاحب کے بڑوں کی جاگیر بھی شامل تھی۔ انکے والد پہلے سکھوں کے ساتھ جا ملے اور ان کی فوج میں جرنیل بنے لیکن جب انگریز زور پکڑ گئے تو انکا دامن تھام لیا، چونکہ پچھلی دو صدیوں سے اس علاقے کے جاگیردار تھے، رموزِ سیاست سمجھتے تھے، اندازہ لگا لیا کہ انگریز اب ایک لمبا عرصہ اس ملک میں قیام کریگا، اس لئے نہ صرف اسکے آگے سر جھکایا بلکہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف طاقت سے بڑھ کر انگریزوں کے شانہ بشانہ جنگ کی، جسکا ذکر کئی جگہ پر مرزا صاحب نے بڑے فخر سے کیا ہے۔ اس دور میں جب کہ جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے زیادہ تر مسلمانوں کو ہی نشانہ بنایا، اور مسلمان اکابر کو دہشت ناک سزائیں سنائیں۔ مسلمانوں کی سیاسی وسماجی اور مذہبی زندگی تہ و بالا ہو چکی تھی، اس پر عیسائی مشنریوں کا جارحانہ رویہ اور تحریرات ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ برٹش ایمپائر کی اس فتح کو اپنی یعنی عیسائیت کی فتح کا پیش خیمہ سمجھ رہے تھے (اور اس وقت تک سمجھتے رہے جب تک برطانوی حکومت نے پادریوں کے ذہن نشین نہیں کر دیا کہ یہ پادریوں کی نہیں برٹش ایمپائر کی فتح ہے)، اور انکی اسلام کے خلاف سخت زبانی نے عوام الناس کے دل میں یہ خوف بٹھا دیا تھا کہ برٹش حکومت جلد ہی تلوار کے زور پر سب کو عیسائی بنا لے گی۔ دوسری طرف ہندو تنظیمیں بھی ایکٹو ہو رہی تھیں، مثلاً راجا رام موہن رائے کی تنظیم ''برہمو سماج'' جو ۱۸۲۰ءمیں کلکتہ میں قائم ہوئی تھی۔ مسٹر کیشب چندرا سین کی سربراہی

میں بنگالی برہمو سماج ۱۸۵۰ء سے ۱۸۶۰ء کے درمیان پورے برصغیر میں مشنریز پھیل گئے تھے۔اور ۱۸۶۳ء میں باقاعدہ لاہور میں سماج پارٹی قائم کردی گئی تھی۔انہی دنوں آریہ سماج نے بھی پنجاب میں جگہ جگہ اپنی شاخیں قائم کرلی تھیں اور سوامی دیانند شمالی ہندوستان میں بہت سرگرم تھا اور مسلمانوں پر حملے ہورہے تھے مسلمان منتشر اور مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے اور کسی مسیحا کے انتظار میں تھے۔دوسری طرف مسلمانوں کو انتشار کا شکار دیکھ کر مرزا صاحب کو جرأت ہوئی کہ وہ اپنی پلاننگ کرکے دنیا میں اپنے روزگار کا بندوبست کرسکیں۔اس دوران مرزا صاحب نے اپنے شیعہ استاد سے منطق اور اس قسم کے دوسرے علوم حاصل کئے،اپنے والد کے مقدمات کی پیروی اور سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران انگریزی قوانین سے واقفیت حاصل کی،جس سے مرزا صاحب کو جو جاگیردار گھرانے سے تعلق کی وجہ سے رموز مملکت سمجھتے تھے،اس بات کا اندازہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی کہ برٹش ایمپائر مذہبی معاملات میں قانونی طور پر کوئی دخل نہیں دیتی اور پادریوں کی طرح دوسرے مذاہب کے لوگ بھی عیسائیت پر تنقید کرسکتے ہیں۔نیز قیام سیالکوٹ کے دوران پادریوں سے بحث مباحثہ کرتے رہے،جسکی وجہ سے عیسائیت کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔مرزا صاحب کے دعویٰ جات، الہامات مرزا صاحب اور تحریریں تضادات سے بھرپور ہیں۔بہت سی تحریریں تو اُس پیر کے دعوے کی طرح ہیں جس نے کسی مرید کے پوچھنے پر کہ میری بیوی کے ہاں کیا ہوگا، پیر نے لکھ دیا کہ ''لڑکا نہ لڑکی'' اب اس سے جو مرضی مطلب نکال لیں،مرزا صاحب کا مدعی نبوت ہونے کا دعویٰ بھی اسی طرح ہے،''نہیں نبی ہوں،'' اب بندہ مکتہ comma(c) کو بوقت ضرورت نہیں کے بعد لگالے اور چاہے تو نبی کے بعد لگالے!!!

یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔مرزا صاحب کی تحریریں، خاص طور پر ختم نبوت اور دعویٰ نبوت کے متعلق، کسی شاعر کے اس شعر کے مصداق ہیں ۔

اے شیخ تیری داڑھی کا کیا کہنا

چت لیٹے اوڑھنی، پٹ لیٹے تو بچھونا

اور مرزا صاحب فرماتے ہیں ''کسی عقلمند اور صاف دل انسان کی کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو، اُس کا کلام بیشک متناقض ہوجاتا ہے''۔[روحانی خزائن/ جلد نمبر ۱۰/ ست بچن صفحہ ۱۴۲]، شائع کردہ ایڈیشنل ناظر اشاعت ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء مرزا صاحب کے دعویٰ کے مطابق ایک صاف دل انسان کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا تو نبی کے کلام میں تو کسی قیمت پر بھی تناقض نہیں ہونا چاہیے۔ ویسے بھی مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ''مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے''۔[روحانی خزائن/ جلد نمبر ۱۹/ کشتی نوح صفحہ ۶۱] آیئے مرزا صاحب کی تحریروں اور دعوؤں سے اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا اُن کی زندگی، افعال دعویٰ نبوت پر

پورے اُترتے ہیں؟ کیونکہ مرزا صاحب نے خود ہی ایک معیار پیش کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ''میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو۔تو میں اقرار کرونگا کہ میں کاذب ہوں''۔[روحانی خزائن/جلد ۱۷/اربعین ۴/صفحہ ۴۶۱]۔

مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۱ء سے لیکر ۱۸۳۹ء تک ہوتی رہی۔اور میرے خیال میں جماعت کے کرتوں دھرتوں نے دانستہ اس مسئلے کو ابہام میں رکھا ہے کہ بوقت ضرورت کوئی بھی حوالہ دے سکیں یا اس حوالے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی کسی شرمندگی سے بچنے کے لئے کوئی تاویل مل سکے۔اصل میں مرزا صاحب نے فرمایا کہ)''خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عُمر کرونگا۔تا لوگ کمی عُمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں''۔[ضمیمہ تحفہ گولڑویہ/صفحہ ۴۴/ جلد ۱۷]اور زندگی پوری کر کے خُدا کے حکم کے ساتھ جانا جیسا کہ میرے لئے بھی اسی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے جب تک میں یہ سب کچھ پورا کرلوں۔[رسالہ تحفۃ الندوہ/صفحہ ۹۳/ جلد ۱۹]مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ''اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا''۔[حاشیہ/صفحہ ۱۷۷/کتاب البریہ/ رخ جلد/13]مرزا صاحب کے والد صاحب ۱۸۷۶ء میں فوت ہوئے،اسوقت مرزا صاحب نے اپنی عمر تقریباً پینتیس (۳۵) سال بتائی۔۸ جنوری ۱۹۰۴ء کو ایک سوال کے جواب میں آپ نے اپنی عمر ۶۵ یا ۶۶ سال بتائی۔[ملفوظات/ جلد ۶ /صفحہ ۲۹۳]میری عمر اس وقت تخمیناً ۶۷ سال ہے (۱۹۰۵ء)۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/صفحہ ۱۱۸/ رخ جلد ۲۱] ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی۔سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار۔۔۔۔تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں۔جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار۔(۱۹۰۵ء)۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/صفحہ ۱۳۵/ رخ جلد ۲۱]عمر کا اصل اندازہ تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے،مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے اب اس وقت تک جو سنہ ہجری ۱۳۲۳ ہے میری عمر ستر برس کے قریب ہے واللہ اعلم (۱۹۰۵ء)۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم/صفحہ ۳۶۵/ رخ جلد ۲۱]ایک تخمینہ کے مطابق سال ولادت ۱۸۳۱ء ہو سکتا ہے۔[سیرت المہدی/ حصہ سوم/صفحہ ۷۴]معراج دین نے تاریخ ولادت ۱۷ فروری ۱۸۳۲ء مقرر کی ہے۔[سیرت المہدی/ حصہ سوم/صفحہ ۳۰۲] جبکہ دیگر ۱۸۳۳ء یا ۱۸۳۴ء کو سال ولادت قرار دیتے ہیں۔[سیرت المہدی/ حصہ سوم/صفحہ ۱۹۴] حال میں ایک رویاء کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ۱۵ سال اور بڑھانے کیلئے دعا کی ہے۔[ملفوظات /جلد ۶/ صفحہ ۲۹۳]مرزا غلام احمد صاحب غالباً ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو بمقام قادیان ضلع گورداسپور، پنجاب میں پیدا ہوئے۔[دی احمدیہ مودمنٹ مصنفہ سپینسر لاوان،۱۳]مرزا غلام احمد خان پنجاب کے گاؤں قادیان، ضلع گورداسپور میں ۱۸ جون ۱۸۳۹ء کو پیدا ہوئے۔اسی سال رنجیت سنگھ کی وفات ہوئی تھی۔[دی احمدیہ مودمنٹ/صفحہ ۲۲/ مصنفہ،ایچ اے والٹر]مرزا صاحب کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔۹ ربیع الاول ۱۳۲۶ ہجری کو خدا سے جا ملے۔اسطرح مستند راویوں اور اُنکے اپنے بیانات کے مطابق انکی عمر ۶۸ سے ۷۲ سال کے درمیان بنتی ہے۔

جب مرزا صاحب کی وفات کے بعد اعتراضات ہوئے تو پھر مختلف حساب اور توجیہات پیش کی گئیں۔ آئندہ حوالوں کو قارئین غور سے پڑھیں اور خود ہی نتیجہ نکال لیں کہ مرزا صاحب کی عمر کیا تھی؟ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد، ایم اے، قمر لانبیاء کیا فرماتے ہیں والد صاحب کی عمر ۸۰ سال کے قریب پورا کرنے کیلئے !

۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ [روایت نمبر ۴۶۷/ سیرت المہدی/ حصہ دوم/ صفحہ ۱۵۰]۔ اس نقشہ کی رو سے ۱۸۳۲ عیسوی کی تاریخ بھی درست سمجھی جاسکتی ہے۔ مگر دوسرے قرائن سے جن میں سے بعض اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور بعض آگے بیان کئے جائیں گے صحیح یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش ۱۸۳۵ء عیسوی میں ہوئی تھی۔ پس ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔ [روایت نمبر ۶۱۳/ سیرت المہدی/ حصہ سوم/ صفحہ ۷۵]۔ یہ اجتماع اور تطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ لسلام نے اپنی ولادت اور سال و وقت کے متعلق فرمایا ہے۔ اس کی تلاش سے یہ نتیجہ حاصل ہوا، کہ آپ کی ولادت جس جمعہ کو ہوئی تھی۔ وہ ۱۴۔ ماہ رمضان المبارک ۱۲۴۷ ہجری کا دن تھا اور بحساب سمت بکرمی یکم پھاگن سمہ ۱۸۸۸ کے مطابق تاریخ تھی۔ جو عیسوی سن کے حساب سے ۱۷ فروری ۱۸۳۲ء کے مطابق ہوتی ہے۔ پس اس طریق سے حضور موصوف کی عمر ہر ایک حساب سے حسب ذیل ثابت ہوتی ہے۔ (الف) گویا ہندی بکرمی سالوں کی رو سے آپکی عمر ۷۶ سال ۴ ماہ ہوئی۔ (ب) عیسوی سال ۱۷ فروری ۱۸۳۲ء کو آپ کی ولادت ہوئی اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ اپنے خالق حقیقی رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ پس اس حساب سے آپ نے ۷۶ سال دو ماہ اور ۹ دن عمر پائی سن ہجری مقدس کے مطابق آپ ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۴۷ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۹ ربیع الاول ۱۳۲۶ ہجری کو خدا سے جا ملے۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۷۸ سال ۵ ماہ اور ۲۵ دن ہوئے یعنی ساڑھے اٹھتر سال ہوئی۔" اس سے اب صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آنحضور کی عمر الہی الہام کے مطابق ۸۰ سال کے قریب ہوئی"۔ روایت نمبر ۹۶۵، سیرت المہدی مرزا صاحب کی پیدائش کی طرح، اُنکے خاندان کا تعین کرنا بھی آسان نہیں۔ مرزا صاحب نے ایک جگہ اپنا شجرہ نسب یوں دیا "اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مُرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گُل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے☆۔ اور میرے بزرگوں کے پُرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مُلک میں سمرقند سے آئے تھے" لیکن مہدی بننے کی تیاری ہو رہی تھی اور کہیں حدیث میں پڑھا ہوگا کہ جو ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا، وہ فارسی الاصل ہوگا اور اب خاندانی ریکارڈ کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے الہاماً فارسی الاصل بن گئے ☆ "عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں"۔ [حاشیہ، صفحہ ۱۶۲/ کتاب البریہ/ رخ جلد ۱۳] اسرائیلی اور فاطمی!!! "غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی۔ اور میں دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب

ہوں۔اور احادیث اور آثار کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنیوالے مہدی آخر الزمان کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا"۔[صفحہ ۱۱۸/ کتاب تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷]،طوالت کے خوف سے تمام حوالہ جات تفصیل سے نہیں دیئے جاسکتے،لیکن اگر کوئی تفصیل جاننا چاہتا ہے کہ مرزا صاحب بنی فاطمہ اور بنی اسرائیل کیسے بنے تو اسکو تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۱۴ سے ۱۱۷ تک خود پڑھنا چاہیے،اُسکے بعد قاری خود بخود پکار اُٹھے گا کہ بات جو بھی کی خدا کی قسم لاجواب کی۔ویسے ابھی کُچھ اور بھی دلچسپ حوالے پیش کرتا ہوں۔خاندان چینی حدود سے!"شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فصوص الحکم میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اسکا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا۔اور اُسکی پیدائش میں یہ ندرت ہوگی کہ اُسکے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی۔یعنی اس طرح پر خدا اناث کا مادہ اُس سے الگ کردے گا۔سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی ہے اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں"۔[حاشیہ صفحہ ۱۲۷/ کتاب تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷]،بنی فاطمہ میں سے ہونے کے ثبوت!!! یہ ہے کہ سادات کی جڑھ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں۔سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں اُن کے گئیں۔ماسوا اس کے یہ مرتبہ فضیلت جو ہمارے خاندان کو حاصل ہے صرف انسانی روایتوں تک محدود نہیں بلکہ خدا نے اپنی پاک وحی سے اسکی تصدیق کی ہے۔[حاشیہ صفحہ ۴۲۶/ کتاب نزول المسیح / رخ جلد ۱۸]،اب کئی دادیوں سے ایک بر اُتر آئے ہیں!!!!"یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی"۔[حاشیہ،صفحہ ۲۱۲/ کتاب ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد ۱۸]، بنی فاطمہ ہونے کا ثبوت،سادات کی دامادی !!!!"اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے (عربی عبارت کا ترجمہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں) یعنی تمام حمد اور تعریف اُس خدا کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات اور فخر علوٗ نسب جو دونوں مماثل ومشابہ ہیں عطا فرمایا یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی"۔[صفحہ ۱۱۷/ کتاب تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد ۱۷] مرزا صاحب کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ!

"کلما قلت قلت من امرہ وما فعلت شیئا من امری ۔یعنی میں نے جو کچھ کہا،وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا"۔[روحانی خزائن/ جلد نمبر ۱۹/ مواہب الرحمان/ صفحہ ۲۲۱]"ان اللہ لا یترکنی علیٰ خطاء طرفۃ عین و یعصمنی عن کل مین۔یعنی اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا۔اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے"۔

"اور جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے،اُس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے"۔(یہ عبارت عربی،فارسی و اُردو میں لکھی ہے۔ناقل)۔[روحانی خزائن جلد نمبر ۱۶/ خطبہ الہامیہ/ صفحہ ۲۵۹]"تاریخ کو دیکھو۔کہ

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جسکا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا تھا اور ماں صرف چند دن کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی"۔[روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳/ پیغام صلح/صفحہ ۴۶۵] "آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو والدین سے مادری زبان سیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا، کیونکہ چھ ماہ کی عمر تک دونوں فوت ہو چکے تھے"۔[روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴/ ایام الصلح / حاشیہ صفحہ ۳۹۶] "تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے"۔[روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳/ پیغام صلح/صفحہ ۲۹۹]۔

بقول مرزا صاحب کے انکو دق تھی، جس سے لوگ بھاگتے ہیں۔مرزا صاحب پر مراق اور ہسٹیریا کے دورے پڑتے تھے، جو کہ ڈاکٹرز کی آراء کے مطابق، جذباتی اور ذہنی طور پر ابنارمل ہونے کی نشانی ہے۔مرزا صاحب بقول ان کے ایک لمبا عرصہ قوت مردی سے محروم رہے، اسطرح نہ صرف ایسی حالت میں ایک لڑکی سے شادی کی ہے بلکہ پہلی بیوی (پھجے دی ماں) کے حقوق بھی کافی عرصہ سے ادا نہیں کر رہے تھے اور یہ شرعی اور اخلاقی طور پر ایک جرم ہے۔مرزا صاحب ہمیشہ کی سردرد، دوران سر اور تشنج دل کے مریض تھے، بسا اوقات دن میں سو سو بار پیشاب آتے تھے اسکا مطلب تو یہ ہے کہ عام طور پر بھی ساٹھ ستر بار تو پیشاب آتا ہوگا اور اکثر اسہال کا شکار بھی رہتے تھے، یعنی اکثر لوٹا ہاتھ میں ہوتا تھا، اور زیادتی پیشاب کی وجہ سے ضعف اور کمزوری اور دوسری بیماریاں بھی اپنا اثر دکھا رہی ہیں، دایاں بازو کام نہیں کرتا تھا، نماز کے وقت وضو حتیٰ کہ، اس سے پانی تک نہیں پی سکتے تھے، اسکو بائیں ہاتھ سے سہارا دیتے تھے، دورہ پڑتا تھا تو ٹانگیں باندھنی پڑ جاتی تھیں، چیخیں مارتے تھے۔مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ انکی گواہی تمام نبیوں نے دی ہے، قرآن نے دی ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ محمد ثانی ہونے کا ہے، اب آپ خود سوچو کہ اللہ کو اتنی کونسی مجبوری تھی کہ ایسی عظیم الشان شخصیت اور کام کے لئے ایک بیمار اور عارضی نہیں بلکہ مستقل بیمار شخص، اور پھر بیماریاں بھی کونسی دق، ہسٹیریا، مالیخولیا، مراق، دوران سر، ہمیشہ کی سردرد، بیکار بازو، کثرت بول، کثرت اسہال، اور نامردی، ذیابیطیس، کا حامل ہی اس رتبہ پر بٹھانا تھا؟؟؟ کیا خاتم الانبیاء، ختم الرسلین، فخر انسانیت، سرکار دو عالم، رحمۃ اللعالمین، شاہ لولاک کی بعثت ثانیہ یا محمد ثانی کے طور پر ایسے شخص کو ہی بھیجنا تھا ، جو اپنے اہل وعیال کے حقوق ہی نہیں ادا کرتا تھا، جسکو لوٹے سے ہی فرصت نہیں تھی؟؟؟

اور مرزا صاحب فرماتے ہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفٰے میں تفریق کرتا ہے، اُس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔(یہ عبارت عربی، فارسی و اُردو میں لکھی ہے۔ناقل)۔[روحانی خزائن جلد نمبر ۱۶/ خطبہ الہامیہ/صفحہ ۲۵۹] ان حوالوں کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعوؤں کا مختصر جائزہ لیتے ہیں ملہم!!! ۱۸۸۰ تک مرزا صاحب کا دعویٰ صرف ملہم ہونے کا تھا۔مجدد!!! ۱۸۸۲ ءمیں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا مسیح موعود!!! ۱۸۹۱ ءمیں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا مہدی موعود!!! ۱۸۹۸ ءمیں مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے قائل ہیں اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔اور وحی ولایت

جوزیرسایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کوملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اوراس سے زیادہ جوشخص ہم پر الزام لگادے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔[مجموعہ اشتہارات/جلد۲/صفحہ۲۹۷و۲۹۸] محمد ثانی!!!''اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک اگرکوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کوتوڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔لیکن اگرکوئی شخص اُسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاداور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہواور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہوتو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔کیونکہ وہ محمد ہے گوظلی طور پر۔پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جسکا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمدؐ خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اُسی محمد ﷺ کی تصویر اور اُسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آنہیں سکتا۔کیونکہ اُس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے''۔[روحانی خزائن جلد نمبر۱۸/ ایک غلطی کا ازالہ/ صفحہ۲۰۹]''اور پھر دوسری جگہ یہ الہام ہے۔ان الذین صدوا من سبیل اللہ رد علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ ۔یعنی جولوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی اصل نے اُن کا رد لکھا۔خدا نے اُسکی کوشش کا شکریہ ادا کیا''۔[صفحہ۱۱۶/کتاب تحفہ گولڑویہ/ رخ جلد۱۷]''لو لاك لما خلقت الا فلاك ۔اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا''۔[صفحہ۱۰۲/ کتاب حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲]''تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے''۔[صفحہ۱۰۸/ کتاب حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲]''میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔میں وہی ارادہ کرونگا جو تمہارا ارادہ ہے''۔[صفحہ۱۰۸/ کتاب حقیقت الوحی/ رخ جلد۲۲]''جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ''تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین وآسمان تیرے ساتھ ہیں،جیسا کہ میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھ سے اس مقام اتحاد میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں۔خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔تو اُس سے نکلا اور اُس نے تمام دنیا سے تجھ کو چُنا''۔[صفحہ۱۰۰و۱۰۱/ کتاب البریہ/ رخ جلد۱۳]''جس طرف تیرا منہ اُس طرف خدا کا منہ''۔[صفحہ۱۰۱/ کتاب البریہ/ رخ جلد۱۳] تو میرے ساتھ ہے۔تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔تیری میری طرف وہ نسبت ہے جسکی مخلوق کو آگاہی نہیں۔[صفحہ۱۰۳/ کتاب البریہ/ رخ جلد۱۳] میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبالیا.........(پورا ڈیڑھ صفحہ ہے اور آخر میں کیا فرماتے ہیں۔ناقل)

اور اُس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق

اس کی ترتیب وتفریق کی۔اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انّا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔[صفحہ ۱۰۳ او ۱۰۵/کتاب البریہ/رخ جلد ۱۳] دجال کا حدیثوں میں ذکر پایا جاتا ہے کہ وہ پہلے نبوت کا دعویٰ کریگا اور پھر خدائی کا دعویدار بن جائیگا۔[صفحہ ۲۳۳/تحفہ گولڑویہ/رخ جلد ۱۷]۔

''ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جسکا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جسکا دعویٰ ہے کہ میں اُس کی زندگی میں ہی ۴،اگست ۱۹۰۸ءتک ہلاک ہو جاؤں گا۔اور یہ اُس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔پہلے اُس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ اسکو کی تھی مرتد ہو گیا۔نصیحت یہ تھی کہ اُس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نجات ہو سکتی ہے۔گو کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی بھی خبر رکھتا ہو۔چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف اس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا آخر میں نے اُسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔تب اُس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اُس کی زندگی میں ہی ۴،اگست ۱۹۰۸ءتک اُس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔مگر خدا نے اُس پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائیگا اور خدا اُسکو ہلاک کریگا اور میں اُس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔سو یہ وہ مقدمہ ہے جسکا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اُسکی مدد کریگا۔یہ تو بطور نمونہ وہ نشان لکھے گئے ہیں جو دشمنوں سے متعلق تھے''۔[روحانی خزائن/جلد نمبر ۲۳/ چشمہ معرفت/ صفحہ ۳۳۶]

''میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم اور ایسا ہی تیرے اہل کے ساتھ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل۔میں رحمان ہوں۔میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔اور پھر آخر اُردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھادوں گا۔یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھادوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے''۔[اشتہار نمبر ۲۸۰/ مجموعہ اشتہارات/ جلد سوم/صفحہ ۵۹۱] شائع کردہ ایڈیشنل ناظر اشاعت ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء۔

مرزا غلام احمد صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور ہیضہ سے وفات پا گئے اور عبدالحکیم خان صاحب اسکے بعد ۱۹۱۹ءتک زندہ رہے اور معمول کے مطابق فوت ہوئے۔مگر روحانی خزائن جلد ۲۳ کے انڈیکس میں صفحہ ۳۹ پر ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے آگے لکھا ہے کہ''بیس برس تک حضور کا مرید رہا۔پھر مرتد ہو کر حضور کی موت کی پیشگوئی کی لیکن خود حضور کی

پیشگوئیوں کے مطابق ہلاک ہوا" واہ بھئی واہ کیا مقدس جھوٹ ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اسکی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی"۔[روحانی خزائن/جلد نمبر ۵/پیغام صلح/صفحہ ۳۲۲]، شائع کردہ ایڈیشنل ناظر اشاعت ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء۔

(یہ کافی لمبا خط یا اشتہار ہے، چونکہ اتنا حصہ ہی دیا گیا ہے جو کہ مفہوم کو برقرار رکھے۔ حوالہ موجود ہے۔ جو صاحب مکمل اشتہار دیکھنا چاہیں، اصل کتاب میں دیکھ سکتے ہیں۔ ناقل)"اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اُٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا با لحق و انت خیر الفاتحین، آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد المسیح الموعود محافاہ اللہ وایدہ۔ مرقوم تاریخ ۱۵، اپریل ۱۹۰۷ء"۔[اشتہار نمبر ۲۷۶، مجموعہ اشتہارات/جلد سوم/صفحہ ۵۷۸] ومولوی ثناء اللہ صاحب، مرزا غلام احمد صاحب کی وفات (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کے ٹھیک ۴۰ سال کے بعد ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا [پاکستان] میں فوت ہوئے۔

"جس سفر میں آپکو سفر آخرت پیش آیا۔ تب بھی بندہ آپکے ہمراہ تھا۔ اور اس شام کی میر میں بھی شریک تھا۔ جسکے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت صاحب جس رات بیمار ہوئے اس رات میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا۔ اور آپ کا حال دیکھا۔ تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپکا انتقال ہو گیا۔ بحوالہ حیات ناصر (سوانح حیات میر ناصر نواب صاحب)، صفحہ ۱۴، قادیانیوں کے لئے پیغام؟

احمدی دوستوں کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ مرزا صاحب کی تحریروں کو غور سے پڑھیں تو آپ کو ان کے دعوے اور ڈراوے ہوا بھرے غباروں سے زیادہ نہیں نظر آئیں گے۔ مرزا صاحب کے کردار اور شخصیت کو پرکھیں، انکی اپنی کتب، انکے

صاحبزادگان کی کتب اوران کے اصحاب کی کتب کے مطالعہ سے آپ کو بہت کچھ نظر آئیگا۔لیکن وہ نہیں جو یہ آپ کو پڑھانا چاہ رہے ہیں، بلکہ وہ پڑھیں جو یہ خود غلطی سے شائع کر چکے ہیں اور اب اسکو چھپاتے پھر رہے ہیں اور آپ خود کہہ اُٹھیں گے کہ مرزا صاحب کچھ بھی ہو سکتے ہیں مگر نبی نہیں، اور نہ ہی کسی نام اور رنگ میں اس درجے کے اہل ہو سکتے ہیں۔مرزا صاحب کو مان کر کوئی شخص احمدی یا قادیانی تو ہو سکتا ہے مگر مسلمان نہیں۔ اسلام اللہ کا بنایا ہوا دین ہے اور احمدیت مرزا صاحب کا بنایا ہوا دین ہے۔لہٰذا یہ دو الگ الگ مذہب ہیں۔

<u>مسلمانوں کے لئے پیغام</u>؟ مسلمان بھائیوں کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ عام احمدی کو برا نہ کہو اور گالی نہ دو، پیار محبت سے ان کو بلاؤ، کیونکہ وہ مجبور ہیں، بے قصور ہیں۔وہ صرف پڑھائے ہوئے ہی نہیں بلکہ سدھائے ہوئے ہیں۔ڈائیلاگ سے، حکمت سے ان کو سمجھایا جا سکتا ہے۔ان میں کافی اچھے لوگ بھی ہیں لیکن انکے لئے انکا سماجی، مذہبی اور نفسیاتی جال توڑنا اتنا آسان نہیں، اس جال کو توڑنے میں آپ اپنے اخلاق، حکمت اور حسن سلوک سے ان کی مدد کر سکتے ہیں، آپ کا سخت رویہ یا سخت الفاظ انکو جماعت کے خول میں پناہ کے لئے دھکیل سکتا ہے، لیکن آپکی نرمی اور حسن اخلاق انکو اسلام کی آغوش میں آنے کیلئے پل کا کام دیگا۔،اب آخر میں آپ میں اس وقت کافی بھائی بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے فون کر کے حوصلہ افزائی کی، مبارکباد دی اور خوش آمدید کہا اور جنہوں نے فون نہیں کیا یقیناً ان کو اطلاع نہیں ہوگی یا نمبر نہیں مل سکا ہوگا ورنہ مجھے یقین ہے کہ ان کے جذبات اور محسوسات بھی کسی طرح کم نہیں ہوں گے، نیک جذبات اور تمناؤں کے لئے میں آپ سب کا اپنی اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں اکیلے پن کا احساس نہیں ہونے دیا لیکن یہ بھی نہ بھولیں کہ آپ سب کی ذمہ داری ہے کہ قادیانی فرقہ کے خاتمہ کے لئے حکمت، اخلاص اور پیار کے ساتھ ہر طرح سے کام کریں۔مگر ایک اپیل آپ سب سے کہ ہم نے ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے اور اپنی اصلاح کرنی ہے، وہ اصلاح آپ لوگوں کے ساتھ تعلق کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے اور اگر آپ نے تعلق میں کمزوری دکھائی تو میں اور میرے جیسے اور لوگ جو اسطرف آئیں گے، وہ ضائع ہو سکتے ہیں اور اگر خدا کا یہ انعام ضائع ہوا تو ضائع ہونے والے تو جواب دہ ہونگے ہی مگر آپ پر بھی جواب دہی آئے گی۔ہمیں اپنے غموں اور خوشیوں میں شریک کریں اور ہماری خوشی اور غم میں شریک ہوں۔ہمیں دین سکھائیں، دین کی باتیں بتائیں۔اب ہم آپکے ہیں اور آپ ہمارے ہیں۔آپ سب کا بے انتہا شکریہ کہ آپ نے ہمیں بلایا، عزت دی اور پھر اتنے صبر سے سنا۔

میں اپنی بات مرزا صاحب کے اپنے ہی الہام پر ختم کرتا ہوں ''وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا''۔[صفحہ ۱۰۸،/کتاب حقیقت الوحی/رخ جلد ۲۲] اللہ حافظ۔اور آپ سب خیریت سے اپنے گھروں کو پہنچیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقریر(۲)

﴿شیخ راحیل احمد صاحب، جرمنی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تشہد وتعوذ۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّ جَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَا تَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْ ءٍ عَلِيْمًا۔(الاحزاب۳۳:۴۰)

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

قبل اس کے کہ میں اپنی بات شروع کروں، میں آپکے عہدیداران و ذمہ داران تحریک کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جنہوں نے اس بے مایہ و بے حیثیت کو اس مقدس تقریب میں شامل ہونے کی نہ صرف دعوت ہی دی بلکہ آپ جیسے صاحب علم اور صاحب بصیرت، اور مجھ کم علم سے بہتر دینی علم اور دینی جذبہ رکھنے والوں سے مخاطب ہونے کا اعزاز بھی بخشا اور اس سے زیادہ آپ سب کا شکریہ کہ آپ جو کہ اہل علم کو سننے والے ہیں میرے جیسے طفل مکتب کو بھی سننے کا حوصلہ دکھا رہے ہیں، لیکن اس سب سے پہلے اللہ تبارک تعالیٰ کا شکریہ کہ جس نے میرے دل میں ہدایت ڈالی جسکے طفیل میں آج آپکے ساتھ اس مقدس اور بابرکت تقریب میں بحیثیت مسلمان کے شامل ہوں۔ ساتھ ہی ایک درخواست کہ اگر میرے منہ سے کوئی ایسی بات نکل جائے جو اہلسنت والجماعت کے مطابق نہ ہو تو براہ کرم ناراض نہ ہوئیے گا کہ میرے سابقہ پچاس سال سے زائد عقیدہ کی وجہ سے کوئی غلطی ہو سکتی ہے، اور کوئی صاحب علم بعد میں مجھے اس طرف توجہ دلا دیں، اس طرح میری غلطی کی اصلاح ہو جائیگی۔

کیا ہم انسانوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود بابرکت کے نزول سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہو سکتی؟ بنی نوع انسان کے لئے اس سے بڑا کوئی انعام نہیں ہو سکتا ایک ایسی کامل ہستی کی وساطت سے انسانیت کی ایک کامل شبیہہ، ایک کامل تصویر مہیا کر دی گئی، اس کے ذریعہ ایک کامل کتاب اتاری گئی، تا کہ ہم اس طرح تا قیامت، صراط مستقیم اور مغضوب علیہم و لا الضالین کے راستہ میں، انسانیت اور ظلم میں، اخلاق اور بد اخلاقی میں، صبر اور بے صبری میں، سلوک اور بے سلوکی میں، وحدانیت اور شرک میں، حلال اور حرام میں، دین اور بے دینی میں، امانت اور بد دیانتی میں، ظالم اور مظلوم میں، غرضیکہ زندگی اور آخرت کے لئے ہر چیز میں کھلا کھلا فرق کر سکیں اور اپنی دین و دنیا کو سنوار سکیں۔

غالب نے کیا خوب کہا ہے کہ ۔

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا

سو آیئے آج ہم اس انسان کامل ونور کامل کا اس انداز سے ذکر خیر کریں کہ دل ودماغ کے اندھے، اور نابینا بھی اس نور کی روشنی کو محسوس کریں۔ آیئے فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہونے والے آفتاب کی حیات بخش شعاؤں کا تذکرہ کریں جنہوں نے نخل انسانیت میں لاتعداد خوبصورت ترین پھول کھلائے، لاتعداد شیریں پھل دیئے، اور انسانیت کے باغ میں آفاقی خوش رنگی پیدا کی اور انشاء اللہ تا قیامت یہ پھل پیدا ہوتے رہیں گے اور تا ابد یہ پھول اپنی خوش رنگیاں بکھیرتے رہیں گے۔ آیئے بطحا کی وادیوں سے اُٹھنے والی اس دلکش آواز کا تذکرہ کریں جس کے بولوں نے انسانیت اور شرافت کے کانوں میں ابدی رس گھول دیئے۔ آیئے مکہ کی وادی میں پیدا ہونے والے اس ابدی تازگی والے کائنات کے حسین ترین پھول کا تذکرہ کریں جسکی خوشبو اور لازوال رنگوں سے تا قیامت انسانی ذہن اور ضمیر تازگی حاصل کرتا رہے گا انشاء اللہ۔ آیئے آج مدینہ کی بستی میں قیام کرنے والے اس نور کا ذکر کریں جسکے نوری قیام نے اس مدینہ کو ابدی مدینہ منورہ بلکہ مقدس بھی بنا دیا۔ آیئے آمنہ کے لعل کی اس پرشفقت نظر کی یاد تازہ کریں جس نے نسل انسانی کو ماں سے بھی زیادہ پیاری نظروں کا ادراک دیا اور انسانیت کو پیار کی نظر کا ایسا سنگ میل نظر آیا جس تک تا قیامت کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ عبد اللہ کے اس فرزند کا ذکر کریں جس نے انسان کو اللہ کا عبد بننے کا صحیح گُر سکھایا۔ عبد المطلب کے اس پوتے کا ذکر کریں جسکی ہر سانس، ہر حرکت، ہر نظر، ہر بات کا مطلب ہی انسان کی فلاح تھا۔ اس کامل عبد کا ذکر کریں جس کی عبادتوں نے آسمانی فضلوں اور رحمتوں کی لازوال، تا قیامت مسلسل بارشوں کو فلاح انسانی کے لئے زمیں پر کھینچ لیا ہے، اور اگر ہم نے ہی بدقسمتی سے ان بارشوں اور اپنے درمیان کوتاہیوں، گناہوں، بداعمالیوں اور ناشکرے پن کی چھتریاں تان لی ہیں اور اپنی زندگیوں کی شاخوں کو نہیں سینچ رہے، نہیں شاداب ہونے دے رہے تو پھر ہمارا مقدر یہی ہوگا جو آج عالم اسلام کا نظر آرہا ہے۔ اس کی رحمت اور فضل کا نہ تو کوئی کنارہ ہے اور نہ کوئی کمی اور یہ باران رحمت، رحمۃ اللعالمین کے صدقے تا قیامت جاری ہے۔ آیئے آج اس آفاقی نبی کا ذکر کریں جسکے ذکر کے بغیر آفاقی سچائیاں کبھی مکمل نہیں ہوسکتیں۔

آیئے ہم آج مل کر عہد کریں (میرے ساتھ ملکر براہ کرم انشاء اللہ کہیں) کہ ہم اُسوۂ حسنہ یعنی اُسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ آیئے ہم عہد کریں کہ ہم اپنی زبانوں سے، اپنے ہاتھوں سے، اپنی نظروں سے، اپنے وسائل سے، اپنی طاقت سے، اپنی دولت سے، اپنی اولاد سے، اپنے اثر ورسوخ سے، اپنے عمل سے کسی کو بھی دکھ، تکلیف دینے سے پرہیز کریں گے، خاص طور پر اپنے مسلمان بھائی کے لئے اور بالعموم بنی نوع انسان کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں زیادہ سے زیادہ نافع الناس بننے کی کوشش کریں گے۔ یاد رکھیئے کہ نیکی کا اصل بیان اس کے عمل میں ہے اور اپنے انداز بیان کو ایسا بنا دیں کہ شاعر تو رازداں کو رقیب بناتا ہے لیکن ہمارا رقیب اور، دشمن بھی اپنا رازدان بن جائے۔ خدا کی قسم آج بھی اسوۂ رسول میں وہ طاقت ہے اور تا قیامت یہ طاقت لازوال رہے گی کہ اس پر عمل سے دشمن بھی اپنے پیارے بن جاتے ہیں۔ یقین رکھیں کہ آپکا کامیاب بیان، صرف اور صرف آپکا کامیاب عمل ہی ہے اور یہ بیان

صرف نماز روزہ تک ہی محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر معلوم پہلو کا احاطہ کرتا ہے۔ جس دن ہم نے اپنے اخلاق، اپنے عمل، اپنے کردار، اپنے قول وفعل، اپنے لین دین، اپنے سلوک، اپنے طریق، اپنی نظر، اپنا وقت، اپنا مال، اپنی اولاد، ان سب کو اسوۂ رسول کے تابع کر دیا تو خدا کی قسم دنیا کی کوئی طاقت آپکی کامیابی کو نہیں روک سکتی، نہیں روک سکتی اور نہیں روک سکتی۔ آؤ اور پورے یقین سے ادھر آؤ کہ بلا شبہ فلاح اسی میں ہے، جن مصنوعی عزتوں کی طرف ہم بھاگ رہے ہیں وہ سب جھوٹ ہیں اور حقیقی عزت صرف محمد ﷺ کی غلامی میں ہے باقی سب جھوٹ ہے، نجات صرف خاتم النبیین ﷺ کے مقام کو پہچاننے میں ہے اس کے بغیر باقی سب جہل ہے۔

خاتم النبیین کا مفہوم کیا ہے؟ کیا صرف آخری نبی ہونا ہی اس کا مفہوم ہے؟ کیا یہ کوئی واقعی فخر کی بات ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ آخری نبی ہیں؟ نہیں یہ کوئی ایسے فخر کی بات نہیں کہ ہم اچھلتے پھریں، ہاں مگر اس طرح فخر کی بات ہے کہ جس طرح انبیاء علیہ السلام اپنے وقتوں میں، اپنے زمانوں میں، اپنی قوموں میں، ہر لحاظ سے اس وقت کے سب انسانوں سے بہتر تھے اور اس وقت کے مطابق ایک مثال تھے، اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے بعد نسل انسانی پر رحم کیا اور انکو ایک کامل نبی عطا کیا، جسکو کمالات نبوت میں، نیکی میں، شرافت میں، اخلاق میں، حسن سلوک میں غرضیکہ ہر اچھی بات میں جہاں انسان کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں اس حد تک پہنچا کر کہا کہ اے بنی نوع انسان آج میں نے اس ہستی میں انسانیت کے تمام اخلاق حسنہ کی تکمیل کر دی ہے اور اس کامل انسان میں کمالات نبوت بھی تکمیل تک پہنچا دیئے ہیں اس لئے اس کے بعد تمہیں کسی اور آئیڈیل کی، کسی نبی کی، کسی دین کی ضرورت نہیں مگر جو میں نے اس پر نازل کیا۔ میں نے شروع میں جو آیت کریمہ تلاوت کی تھی ہمیں یہی بتاتی ہے کہ جس طرح رسول کریم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اسی طرح بوجہ کمال کے آخری نبی بھی ہیں اور بوجہ اکملیت کے ہی آخری نبی ہونا باعث فضیلت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ''میں ان لوگوں کے لئے بھی رسول ہوں جن کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے''۔ یہ اسی طرح ہے جب سورج نصف النہار پر ہو تو چاند ستاروں کی ضرورت نہیں پڑتی اسی طرح اب نبوت کا سورج تا قیامت نصف النہار پر چمکتا رہے گا اس لئے کسی دوسرے نبی کی تا قیامت ضرورت نہیں۔ میری پیدائش، اور اُٹھان جماعت احمدیہ میں ہوئی ہے اور عمر بھی وہیں گزری ہے۔ میں کسی عالم کی تقریر یا کتاب دیکھ کر مسلمان نہیں ہوا، مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیت کے مصداق ''اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے گمراہی میں رکھتا ہے میری راہنمائی اس طرح کی کہ میں مرزا غلام احمد کی کتابیں پڑھکر اور ان کے تضادات دیکھ کر مسلمان ہوا ہوں اور کتابیں کیوں نہیں پڑھیں مسلم علماء کی، کیونکہ اکثر کتابیں Provocative تھیں اور ان کا انداز بیان مدلل سے زیادہ مشتعل تھا۔ لیکن اس کے مقابلے میں بعض علماء نے تحقیر آمیز انداز سے صرف نظر کرتے ہوئے بڑے شستہ اور مدلل انداز سے اپنا مؤقف پیش کیا ہے کہ ان کے لئے دعا نکلتی ہے، مثال کے طور پر مولانا یوسف لدھیانوی صاحب شہیدؒ ہوئے اور

اسی طرح چند دوسرے۔خیر یہ تو بیچ میں بات آگئی، مرزا صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں’’ کیونکہ میں بارہا بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت ’’و آخرین منھم لمّا یلحقو بھم ‘‘ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنخضرت کا وجود ہی قرار دیا ہے‘‘ بحوالہ[ایک غلطی کا ازالہ/ رخ جلد۱۸/ صفحہ۲۱۲]۔اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ’’ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بد قسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے‘‘[کشتی نوح/ رخ جلد۱۹/ صفحہ۶۱]اور ان کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے’’ چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی، حتیٰ کے ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں‘‘[بحوالہ کلمۃ الفصل/ صفحہ۱۰۴/ مصنف مرزا بشیر احمد، ایم۔اے]۔مرزا صاحب منہ سے تو آنحضورﷺ کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں لیکن جب ہم حقیقتاً ان کی تحریروں کا تجزیہ کرتے ہیں تو وہ اور ان کی اولاد اور ان کے علماء دراصل مرزا صاحب کو ہی خاتم الانبیاء کے طور پر پیش کرتے ہیں، نعوذ باللہ۔مرزا صاحب کا بخشا ہوا دام ہمرنگ زمیں ہی بچھا کر جماعت احمدیہ دنیا میں مسلمانوں کا شکار کر رہی ہے، اور آکاس بیل کو شجرِ اسلام کی شاخوں پر چڑھا کر اسکو اس شجر کے پھل کے طور پر پیش کر رہے ہیں، اس لئے ان حربوں کو پہچان کرنا کام بنانے کا کام بھی بیان رسول ﷺ میں ہی آئے گا اور جب ہم قادیانی تحریک اور اس جیسی دوسری تحریکوں کے غُبار سے شجرِ اسلام کو صاف کرلیں گے تو یہ شجرِ زیادہ سرسبز، زیادہ سایہ دار، پھل دار، اور زیادہ خوشبودار نظر آئیگا۔

قادیانی خاتم کے معنی مُہر کے کرتے ہیں، چلئے ان کے معنی ہی مان لئے، اب اپنے نبی کی نبوت پر رسول کریم کی مہر تو دکھادیں، جسکو وہ نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کا وجود ہی قرار دیتے ہو اس کے اخلاق، اس کے حیا، اسکی باتوں، اس کے اوصاف، اس کی زندگی، اسکے وعدوں، اسکی امانت، اسکی دیانت، اسکا اپنے اہل و عیال سے سلوک، اس کی عفت، غرض کسی بات پر ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مہر دکھادو۔اور اگر واقعی ہی دیانت داری سے غور کریں گے تو کبھی نہیں دکھا سکیں گے، انشاءاللہ۔

اب میں آپکو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے نزدیک اور مجھے یقین ہے کہ آپ بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ جب ہم ایسی ناپاک جسارتوں کو بے نقاب کرتے ہیں یا کریں گے تو دراصل بالواسطہ طور پر ہم حضرت محمد ﷺ کی تعریف کا ہی حق ادا کرتے ہیں اور کریں گے۔لیکن یہ بات انتہائی اہم ہے کہ ہم نے اپنا یہ فرض کس طرح ادا کرنا ہے؟

ہم نے یہ فرض حکمت، سچائی، اخلاق اور دلائل کے ساتھ ادا کرنا ہے، ہم نے جھوٹ، بیوقوفی، بداخلاقی، گالم گلوچ، اشتعال کو پرے پھینکنا ہے اور قریب نہیں آنے دینا، میرا ایمان ہے کہ سچائی کو جھوٹ کی ٹانگوں کی ضرورت نہیں اور محمد ﷺ کی عزت و ناموس کا دفاع ان کے ہی بتائے ہوئے طریق سے ہوسکتا ہے۔

ہمیں خدا تعالیٰ نے رسول کریم کے اعمال، اقوال اور نمونہ کی صورت میں سچے موتیوں کا ایک ایسا ڈھیر عنایت کیا

ہے کہ بنی نوع انسان تا قیامت بھی یہاں سے موتی اٹھاتے رہیں گے تو یہ اسی طرح کم نہیں ہوگا، جس طرح سمندر سے ایک چلو پانی لے لیں تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس ڈھیر سے چند موتی آپکے سامنے رکھنے لگا ہوں مگر اس طرح کے ایک ذکر اس پاک ہستی محمد ﷺ کا اور ایک ذکر خود ساختہ نبی کا تا کہ اسکا جو دعویٰ ہے کہ وہ اور محمد ﷺ نعوذ باللہ ایک ہی وجود ہیں آپ پر بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے اور قادیانی امت کے لئے بھی حجت ہو کہ خدا کی قسم کوئی نہیں جو اسکا ثانی ہو اور نہ ہی ہوسکتا ہے، یہ خدا کا وعدہ ہے اور زمین آسمان تو ٹل سکتے ہیں مگر خدا کا وعدہ غلط نہیں ہوسکتا۔ اس طرح بیان کا طریقہ اختیار کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب بعض دفعہ خوبصورت چیز کے قریب بدصورت چیز رکھیں تو نہ صرف خوبصورتی مزید ابھر تی ہے بلکہ بدصورت چیز بھی اپنی بدصورتی میں نمایاں ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس طرح کسی جعلی نبی کے ماننے والے کو بھی اس کے جعلی پن کا احساس ہو جائے۔

<u>رسول کریم ﷺ</u> کے سدا بہار دیانت اور امانت کے واقعات نہ صرف نسل انسانی کا انمول سرمایہ ہیں بلکہ ایک ایسا نمونہ ہیں کہ جیسے جیسے ہم ان کی تفصیلات اور نتائج اور اثرات پر غور کرتے ہیں، ہمارے سامنے نہ صرف امانت کے فلسفہ کی نئی جہتیں سامنے آتی ہیں بلکہ اسکی لازوال خوشبو سے انسانی ضمیر مہک مہک جاتا ہے۔ اور نہ صرف آپکی امت بلکہ ہر زمانے کے اشد ترین مخالفین بھی بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ دیانت اور امانت کی کوئی سدا بہار مثال ہے تو رسول اکرم ﷺ کی زندگی مبارک۔ جب آپ کی عمر تقریباً ۲۴/ ۲۵ سال تھی، اور آپکی دیانت کے قصے چہار سو، زبان زد عام ہو رہے تھے، حضرت خدیجہؓ جو کہ مکہ مکرمہ میں ایک انتہائی مالدار خاتون تھیں نے آپ سے رابطہ کیا اور آپ سے درخواست کی کہ آپ میرے مال تجارت کے قافلے کو اپنی نگرانی اور سیادت میں لیکر جائیں، میں آپکے ساتھ خدمت کے لئے اپنے غلام میسرہ کو ہمراہ کر دیتی ہوں۔ آنحضور نے اس درخواست کو قبول فرمایا اور قافلہ لیکر چلے۔ جب سفر تجارت سے کامیاب واپسی ہوئی اور آپ نے جب اپنی امانت کا بوجھ اتارا تو اس مال میں اتنا زیادہ منافع ہوا تھا کہ اس سے قبل کبھی اتنا منافع نہیں ہوا تھا، اس پر مستزاد یہ کہ جب حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے آپکی دیانت، تقویٰ اور امانت کے تحفظ کا بتایا تو حضرت خدیجہؓ نے آپکو شادی کا پیغام بھیجا جو کہ آپ نے حضرت خدیجہؓ کی شرافت، نجابت اور اخلاق حسنہ کو دیکھتے ہوئے قبول کر لیا۔ اب جن صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ دراصل محمد ﷺ ہی ہیں نعوذ باللہ، انکا کردار کیا ہے۔ مرزا غلام احمد کی بھی تقریباً یہی عمر تھی، مگر شادی شدہ تھے اور دو بچوں کے باپ تھے، اسکا مطلب ہے کہ برے بھلے کی تمیز تھی، مرزا صاحب کے والد صاحب نے ان کو سرکاری خزانے سے پنشن لینے کے لئے بھیجا، جو کہ سات سو روپے تھی اور یہ پنشن انکے خاندان کا کم وبیش سال بھر کا خرچ تھا ، اور خاندان میں ان کے والدین، انکے بھائی اور انکے بیوی بچے، انکے اپنے بیوی بچے اور ملازمین، اس کے علاوہ غالباً کچھ اور لوگ بھی متعلقین میں شامل تھے۔ مرزا صاحب نے پنشن وصول کی اور چند دن میں ادھر ادھر اڑا دی اور اسکے بعد شرمندگی کی وجہ سے گھر میں نہیں آئے اور سیالکوٹ جا کر ملازمت کر لی۔ انکے بیٹے نے جو روایت لکھی ہے وہ اس طرح ہے "بیان

کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو بہلا پھسلا کر اور دھوکا دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، پھر جب سارا روپیہ اس نے اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے'' [روایت نمبر ۴۹/ سیرت المہدی/ جلد اول/ صفحہ ۴۳، مصنفہ مرزا بشیر احمد]۔ اب آپ دیکھیں کہ مرزا امام الدین مرزا صاحب کا چچازاد بھائی تھا اور ان کو اچھی طرح جانتے تھے، اور پھر یہ نہیں کہ اس واقعہ سے تعلق ختم ہو گیا بعد میں مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے شادی کروانے کے عوض اس کو کچھ رقم بھی دینے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ بیل ہی نہیں منڈھے چڑھی، دوسرے مرزا صاحب کے بیٹے اور جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں'' مسیحیت یا نبوت کا دعویٰ کرنے والا اگر درحقیقت سچا ہے تو یہ امر ضروری ہے کہ اس کا فہم اور درایت اور لوگوں سے بڑھکر ہو'' [بحوالہ حقیقت النبوۃ/ ضمیمہ نمبر ۳]۔ اب آپ خود دیکھ لیں کہ کیا فرق ہے ایک خدا کے مقرر کردہ نبی میں اور ایک خود ساختہ میڈان قادیان بنے ہوئے نبی میں۔ اور اس زمانے کا سات سو روپیہ کتنا ہوتا ہے آجکل کے حساب سے؟ کم وبیش ساڑھے چار لاکھ روپیہ؟

جب ذکر ام المومنین کا چھڑا ہے تو لگے ہاتھوں یہ بھی واقعہ سن لیجئے۔ جب ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے رسول کریم ﷺ کی شادی ہوئی تو وہ اس وقت مکہ مکرمہ کی مالدار ترین خاتون تھیں، انہوں نے تمام دولت رسول کریم کے قدموں میں ڈھیر کر دی، حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ رسول کریم ﷺ جتنی جلد ممکن ہوا تمام دولت ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیں گے اور رسول کریم ﷺ نے کیا بھی ایسا ہی، حتیٰ کہ بعض اوقات ایسا سخت وقت بھی آیا کہ کھانے کو کچھ نہیں تھا گھر میں، مگر ناز و نعم میں پلی ہوئی خدیجہؓ کے ماتھے پر زندگی بھر بھی ایک بل تک نہ آیا بلکہ الٹا ان کو حسرت تھی کہ کاش اور مال ہوتا تو وہ بھی سرور کونین کے قدموں میں نچھاور کر دیتیں، یہ کردار تھا اس خاتون کا جسکو خدا تعالیٰ نے رہتی دنیا تک ام المومنین بنا دیا اور جنکو ام المومنین کہتے ہوئے انسان کا سر فخر سے سربلند ہو جاتا ہے۔ اب ام المومنین آف قادیان کا بھی واقعہ ملاحظہ فرمائیں، مرزا صاحب کے بیٹے لکھتے ہیں کہ'' خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ رہن نامہ جس کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا باغ حضرت والدہ صاحبہ کے پاس رہن رکھا تھا، میں نے دیکھا ہے وہ باقاعدہ رجسٹری شدہ ہے اور اس کی تاریخ ۲۵ جون ۱۸۹۸ء ہے، زر رہن پانچ ہزار روپیہ ہے، جس میں سے ایک ہزار نقد درج ہے اور باقی بصورت زیورات ہے۔ اس رہن میں حضرت صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں۔'' اقرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا، بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں تب فک الرہن کرالوں ورنہ بعد انفصال میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے بتیسویں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپوں میں بیع بالوفا ہو جائیگا اور مجھے دعویٰ ملکیت نہیں رہیگا۔

قبضہ اسکا آج سے کرا دیا ہے اور داخل خارج کرا دونگا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ بکرمی سے مرتہنہ دے گی اور پیداوار لے گی'' [روایت نمبر ۳۶۶/ سیرت المہدی/ جلد دوئم/ صفحہ ۵۲ و ۵۳، مصنف مرزا بشیر احمد]۔ اب آپ اس رہن نامہ کے ایک ایک لفظ پر غور کریں اور سر دھنیں کہ یہ ایک خود ساختہ پیغمبر کی بیوی کا اپنے خاوند سے کیا رویہ ہے، لیکن آپ ذرا یہ بھی غور کریں کہ ایک خود ساختہ پیغمبر کے گھر میں چھ کلو سونا بھی پڑا ہوا ہے اور کہاں سے آیا؟ یہ بھی ایک سوال ہے، کیونکہ وہ ایک محکمہ انہار کے نقشہ نویس کی بیٹی تھیں، دوسری طرف جسکی برابری کا نعوذ باللہ دعویٰ ہے اس محسن انسانیت کا یہ حال تھا کہ شام تک گھر میں اگلے دن کیلئے کچھ جمع نہیں رہنے دیتے تھے۔

اب ایک دوسرا پہلو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور نبی اللہ کے اپنے وقت کے بادشاہوں اور دوسرے معزز لوگوں کو خطوط بھیجے، وقت کی کمی کے پیش نظر تمام خطوط یا ہر پہلو پر تو بات نہیں ہو سکے گی مگر میں ایک خط جو کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ روم یا قیصر روم کے نام لکھا، اسوقت روم ایک بڑی طاقت تھا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں، ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط ہے محمد اللہ کے بندہ اور اسکے رسول کی جانب سے ہرقل کی جانب جو کہ روم کا بڑا شخص ہے، سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ امابعد میں تجھ کو دعوت دیتا ہوں، اس کلمہ کی جو اسلام کی طرف لانے والا ہے یعنی کلمہ طیبہ کی۔ اسلام لے آ سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ دہرا اجر عطا کریگا، جیسا کہ اہل کتاب سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے (اولئک یوتون اجرھم مرتین)۔ پس اگر تو اسلام سے روگردانی کرے تو تمام رعایا کے اسلام نہ لانے کا گناہ تجھ پر ہوگا کہ تیرے اتباع میں اسلام کے قبول سے باز رہے اور اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مسلم ہے۔ وہ یہ کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک گردانیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود نہ بنائیں۔ پس اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں یعنی اللہ کے حکم کے تابع ہو چکے ہیں''۔ اب آپ دیکھئے کہ اس زمانہ کے مروج طریق کے مطابق کتنے وقار سے اور عزت سے مخاطب کرتے ہیں ایک عالمی طاقت کے سربراہ کو، صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مقصد صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہے نہ کہ ذاتی پیغام، اللہ کے پیغام کی آڑ میں، نہ کسی جواب کی تمنا، نہ کسی رسید کی، نہ کسی خوشنودی کی، نہ ہی کہیں کاسہ لیسی ٹپکتی ہے اس خط سے، اب میں مرزا صاحب کے کچھ اقتباسات پیش کروں گا، پورے پورے خطوط کے بیان اس جگہ ممکن نہیں، اور دوسرے اصل مقصد فرق واضح کرنا ہے کہ میڈ بائی اللہ نبی میں اور میڈ بائی انگریز نبی میں کیا فرق ہوتا ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کی پچاس سالہ جشن تاجپوشی پر مرزا صاحب نے ۶۳ صفحات کی ایک کتاب لکھی، جس میں ملکہ کو جوبلی کی مبارک باد دیتے ہوئے اپنا اور اپنی جماعت کا تعارف کروایا اور انگریزی حکومت سے اپنے اور اپنے بزرگوں کے وفاداری کے قصے بیان کئے، پھر ان افراد کی فہرست دی جو شامل ہوئے، اس کو مرزا صاحب اس طرح شروع کرتے ہیں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ عریضہ مبارکبادی، اس شخص کی طرف سے ہے۔ جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے آیا

ہے۔جسکا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے........اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے........یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔مبارک!مبارک!مبارک!!!(صفحہ ۲۵۳) اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھایا........جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے........اور ایسا ہو کہ جلسہ جوبلی کی تقریب پر(جس کی خوشی سے کروڑ ہا دل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس شور سے زمین مبارکباد کے لئے اچھل رہی ہے(صفحہ ۲۵۴).....اگرچہ میں اس شکر گزاری کے لئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں۔اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔لیکن میرے لئے یہ ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔(صفحہ ۲۵۵)ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے (صفحہ ۲۶۶)غرضیکہ تمام کتاب اسی طرح کی باتوں سے پُر ہے۔اب ہوتا کیا ہے ملکہ اس کتاب کو اتنی بھی اہمیت نہیں دیتی، کہ اس کا دفتر اس کی رسید ہی بجھوادے، جواب نہ ملنے پر مایوسی کی گہرائیوں میں غوطے کھاتے ہوئے مرزا صاحب نے جواب لینے کا یہ طریقہ نکالا کہ اسی کتاب کو انتہائی معمولی ردوبدل کے ساتھ ستارہ قیصریہ کے نام سے دوبارہ بھیجا، قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ ان کتابوں کا مقصد ملکہ وکٹوریہ کو تبلیغ اسلام تھا۔ویسے تو کتاب کا جو چند سطور میں نے ابھی آپکے سامنے پیش کی ہیں وہی کافی ہیں کتاب لکھنے اور بھیجنے کو مگر کتاب ستارہ قیصریہ کے ان حوالہ جات سے آپکو اگر پہلے کوئی کسر رہ گئی تھی تو اب روز روشن کی طرح جناب مرزا صاحب کا یہ خط اور کتاب ملکہ وکٹوریہ کو بھیجنے کا مقصد واضح ہو جائیگا۔فرماتے ہیں کہ ”اس عاجز کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص، اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازبیان کرسکوں۔اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائیگی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا..........لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں، دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ قیصرہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں“۔(ستارہ قیصریہ صفحہ۲) آگے پھر لکھتے

ہیں" میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے، اپنی پاک فراست سے اسے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرمائیں"۔(ستارہ قیصریہ صفحہ۴)

لیکن بات صرف یہیں ہی نہیں رہتی، رسول کریم ﷺ کا ایک بڑا ہی مشہور واقعہ ہے کہ جب کفار مکہ آنحضور کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور حسین عورتوں، مال و دولت اور سرداری کی پیش کش کی صرف اس شرط پر کہ جو خبریں ان کو خدا تعالیٰ دیتا ہے وہ آگے بیان نہ کریں اور ان کے بتوں کو برا بھلا نہ کہیں اور پیشکش قبول نہ کرنے کی صورت میں پورے عرب کی تلواریں رسول کریم کا سر قلم کرنے کو تیار تھیں، اب ایک طرف تو ہر قسم کی عزت اور مراعات کی پیشکش ہے اور دوسری طرف نہ قبول کرنے کی صورت میں زندگی ختم کرنے کی دھمکی ہے اور خدا کے رسول کا جواب کیا تھا، کہ چچا اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج رکھ دیں اور دوسرے پر چاند، یا دوسری صورت میں میری زندگی بھی لے لیں، مگر میں خدا کا پیغام پہنچانے سے کبھی بھی باز نہیں آسکتا، یہ جواب اس لئے تھا کہ وہ خدا کا نبی تھا، اب میڈان قادیان نبی کی بات بھی سن لیں "غرض ایک مرسل اور مامور کے لئے خلافت اور نبوت کا منصب ثابت کرنا کسی ایسی تائید الٰہی کو چاہتا ہے، جسکے ساتھ پیشگوئی ہو اور اس پیشگوئی کی ضرورت سمجھتا ہے جس کے ساتھ تائید ہو"۔[نزول المسیح /صفحہ ۵۰۵، حاشیہ/ رخ جلد ۱۹] اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب ایک اشتہار دیتے ہیں "اپنے مریدوں کے لئے اطلاع، جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لئے اعلان، جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ پر عدالت جے ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دلآزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے"........آگے اس اشتہار میں ہی لکھتے ہیں، "اور ہم تو ایک عرصہ گزر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شائع بھی کر چکے کہ آئندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے"[مجموعہ اشتہارات/ جلد سوم/صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۶] اب آپ دیکھیں کہ قران کریم بھی واضح طور پر کہتا ہے کہ نبی پر جو ہم نے نہیں اتارا ،اسکو وہ وحی کے طور پر پیش کرنے کا حق نہیں اور جو اس پر نازل کیا ہے اسکا ان کو چھپانے کا حق نہیں، اب اگر مرزا صاحب واقعی خدا کے نبی ہیں تو ان کو کس نے حق دیا ہے کہ خدا تعالیٰ جو پیشگوئیاں ان پر نازل کرتا ہے وہ ایک مجسٹریٹ یا ڈپٹی کمشنر کے کہنے سے بیان نہ کریں، لیکن اگر میڈ بائی انگریز ہیں تو پھر مجسٹریٹ ان کو روک سکتا ہے اور یہی فرق ہوتا ہے اللہ کے مبعوث کئے ہوئے نبی میں اور میڈان قادیان نبی میں۔ یہ تاثر دیتے ہیں کہ دوسرے اشتعال انگیزی اختیار کرتے ہیں اسی انگریز کی، جسکی کاسہ لیسی کرتے اور دوسروں کو کاسہ لیسی کی طرف مائل کرتے ہوئے مرزا صاحب کی ساری زندگی گزری،

ایک اور عدالت کیا فیصلہ دیتی ہے۔ ''غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انھوں نے خود پڑھ لیا اور اسپر دستخط کر دیئے ہیں، باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں، جن سے اُن لوگوں کی ایذا متصور ہے، جن کے مذہبی خیالات اسکے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔......جو اثر اسکی باتوں سے اسکے بے علم مریدوں پر ہوگا اسکی ذمہ داری انہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ میانہ روی اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی رو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اسکی زد کے اندر آجاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، گورداسپور ۲۳، اگست ۱۸۹۷ء۔ یاد رہے کہ یہ وہی ڈگلس صاحب ہیں جن کو مرزا صاحب نے اس زمانے کا پیلاطوس قرار دیا تھا اور جن کے انصاف کی بے حد تعریف کی تھی۔ کیا رسول کریم کا رویہ بھی دوسروں کی تحقیر کرنے والا اور ایذا دینے والا تھا؟ یاد رکھیئے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو نہ تو رسول کریم کے برابر کھڑا کیا جا رہا ہے اور نہ ہی وہ اس قابل ہیں کہ ان کا موازنہ رسول کریم سے بھی کیا جائے، لیکن چونکہ مرزا صاحب نے بزعم خود اس طرح کے دعوے کئے ہیں اس لئے ان کے دعوؤں کی قلعی کھولنے کے لئے یہ موازنہ کیا گیا ہے اور یہ موازنہ دو برابر کی چیزوں کا نہیں بلکہ سچ اور جھوٹ کا ہے۔ ویسے تو مرزا صاحب کی زندگی کا جو بھی پہلو لیں تو کہنا کیا چاہتے ہیں اس کو سنیں اور بس آپ ان کی تحریر اور دلائل کی پھرتیاں ہی دیکھیں، ان کی خود ساختہ تشریحات، تحریفات اور تضادات کے ذریعہ ایسی ایسی موشگافیاں دیکھنے کو ملیں گی کہ ایک بار تو آپ چکرا کر رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دامن رسول سے صحیح طور پر وابستہ رہنے کی توفیق دے، آمین ثم آمین۔ لاکھوں درود اور سلام اس کملی والے محسن انسانیت پر۔ آپ سب کا دوبارہ بہت بہت شکریہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیغام دل برائے کانفرنس تحفظ ناموس رسالت ﷺ

محترم امیر الاحرار حضرت پیرجی سید عطاء المھیمن شاہ صاحب، محترم حضرت کفیل بخاری صاحب، محترم عبد اللطیف خالد چیمہ صاحب، محترم حضرات علمائے کرام، میرے قابل احترام شرکائے جلسہ تحفظ ناموس رسالت۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سب سے پہلے تو مجلس احرار اسلام پاکستان مبارکباد کی مستحق ہے کہ وہ اپنے بزرگوں اور جماعت کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے تحفظ ناموس رسالت کی یہ کانفرنس منعقد کر رہی ہے، اور اس سے زیادہ میرے بزرگ اور بھائی شرکاء جلسہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جب بھی ان کے کانوں میں آواز پڑتی ہے یہ شمع رسالت کے پروانے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ناموس رسالت کے لئے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

میں آپکے ملک کا شہری نہیں اس لئے پاکستان کی سیاست کیا ہے یا کیا نہیں، مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس میں ملوث ہونے کا حق ہے۔ لیکن جسطرح رسول کریم ﷺ کی رسالت کسی ملک کی حدود کی پابند نہیں اسی طرح عشق رسول ﷺ بھی کسی دنیاوی حدود کا پابند نہیں، اور میں اس پاک ہستی سے آپ ہی کی طرح محبت کرتا ہوں اور اسی پاک ہستی کی محبت کے طفیل، اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو جھوٹے مدعی نبوت کے سحر سے نجات دلائی، الحمد للہ۔

ایک چینی کہاوت ہے کہ ”کلہاڑی کو درخت کاٹنے کے لئے دستہ لکڑی ہی مہیا کرتی ہے“ اور یہ حقیقت ہے کہ آج جو توہین آمیز کارٹون شائع ہوئے ہیں اور پچھلی ایک صدی سے جو اس قسم کا گند سامنے آرہا ہے اس میں کسی نہ کسی رنگ میں بنیادی اسلامی عقائد سے منحرف لیکن خود کو مسلمان کے طور پر پیش کرنیوالوں کا ہاتھ کبھی براہ راست اور کبھی بالواسطہ طور پر ملوث نظر آئیگا۔ اس سلسلے مَیں میں اپنے تجربے کی رو سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ قادیانی جماعت کے عقائد، ان کا رویہ اور اور انکی حوصلہ افزائی، لیکن سب سے بڑھ کر انکے جھوٹے اور مکار نبی کی اپنی تحریریں بھی ایسے ناپاک ذہن کو جرأت دیتی ہیں کہ وہ اپنی مجرمانہ ذہنیت کا اظہار کر سکیں۔ مجھ سے ایک بار کسی نے کہا تھا کہ اگر مرزا غلام احمد نبی کہلانا چاہتا ہے تو تمہارا کیا جاتا ہے؟ میں نے اسکو جواب میں کہا کہ ”تم ایک بڑا خاندان ہو اور بہت سے بہن بھائی ہو، اس دوران اگر ایک شخص آپکو بھائی کہہ کر آپ میں شامل ہوتا ہے۔ اپنی ظاہری حالت میں بے غرض اور عبادت گزار نظر آتا ہے اور قسمیں کھاتا ہے کہ میں تمہاری ماں کو اپنی ماں سمجھتا ہوں، آپ اس پر یقین کر لیتے ہو اور اسکو اپنے خاندان کا ہی ایک فرد سمجھنا شروع کر دیتے ہو۔ اور ایک دن اچانک کہتا ہے کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ تمہارے باپ نے میرے وجود میں دوبارہ جنم لیا ہے، اس لئے کہ تمہاری ماں کو مرد کی ضرورت ہے، آج سے میں تمہارا باپ ہوں اور جب تک تم مجھے اپنا صحیح باپ تسلیم نہ کرو گے تم جائیداد سے بھی عاق ہو، اور اس گھر سے تمہارا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی تم اپنی ماں کو ماں کہنے کا حق رکھو گے اور نہ ہی اپنے باپ کی

ولدیت استعمال کرسکو گے، توتم کیا کروگے؟ کہنے لگا کہ کیا ہم پاگل ہیں جو اسکے اس دعوے کو مان لیں گے؟ ہم بہن بھائی ملکر ہر طریقے سے اسکو اپنے گھر اور جائیداد سے پرے کردیں گے۔ میں نے اسکو کہا کہ، نبی برحق خاتم الانبیاء ﷺ فرما گئے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا کہ میں نبی ہوں، اب اسلام میرے بغیر مردہ ہے، اور میرے بغیر نجات نہیں اور میرے مانے بغیر تم مسلمان نہیں، تو مسلمان مرزا قادیانی کو رَد نہ کریں تو اور کیا کریں؟ مسلمانوں کا مطالبہ صرف ایک ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بے شک اپنے لئے کوئی نیا مذہب کھڑا کرے، جس طرح چاہے عبادت کرے، لیکن ہمارے رسول پاک ﷺ کا، اور اسلام کا نام نہ استعمال کرے۔ اور نہ ہی ہم مسلمانوں کو اسلام سے باہر قرار دینے کا حق اپنے لئے مخصوص کرے۔

ناموس رسالت ﷺ ایک ایسا حساس معاملہ اور مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے اور اس پر کسی قسم کی آنچ آئے تو غیر تمند مسلمان کا جوش میں آنا فطری بات ہے لیکن اس جوش کو ہوش میں نہ رکھنا اور بے مہار چھوڑ دینا، نہ صرف رسول پاک ﷺ کی پر حکمت زندگی اور ان کی چھوڑی ہوئی تعلیم کے خلاف ہے بلکہ آپکے اپنے لئے اور امت مسلمہ کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔ اور آپکا نہ صرف اپنے جوش کو پر حکمت طریقہ سے استعمال کر کے امت مسلمہ کے خلاف فتنوں کو ناکام بنانا ہے بلکہ ایسے عناصر پر بھی کڑی نظر رکھنا ہے جو ہمارے امن کے شہزادے، رسول ﷺ کے نام پر ہنگامے کر کے اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور دوسروں کو مسلمانوں پر ہنسنے کا موقع فراہم کرتے ہیں بلکہ اپنے بھائیوں کی اور قومی املاک کو نقصان پہنچا کر کسی کا فائدہ نہیں کرتے سوائے اپنے دشمنوں کے۔ میری اپنے بھائیوں سے اپیل ہے کہ ایسی حرکتوں پر احتجاج ہمارا حق ہے لیکن احتجاج بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق کریں، اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ناموس رسول ﷺ کے معاملہ میں دنیا بھر کے مسلمان نہ صرف آپکی طرح دُکھی ہیں بلکہ آپکے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے نیک مقاصد میں برکت ڈالے اور قبول کرے، آمین

والسلام

فقیر در مصطفیٰ ﷺ شیخ راحیل احمد۔ جرمنی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیغام نامہ شیخ راحیل احمد بنام شرکائے کانفرنس

۷ ستمبر ۲۰۰۳ء بمقام چناب نگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے محترم علمائے کرام، میرے پیارے مسلمان بھائیو!

السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ!

دودن قبل اس ناچیز کو برادر محترم عبیداللہ صاحب نے انٹرنیٹ کے ذریعہ، جناب جرنیل ختم نبوت حضرت مولانا منظور چنیوٹی صاحب مدظلہ کا حکم پہنچایا کہ چناب نگر میں سات ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی دن کی یاد میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کے شرکاء کے سامنے بیان کرنے کے لئے اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ لکھ کر بھجواؤں۔ اسوقت ایک طرف نظر اپنی تہی دامنی، اور سیاہ کاریوں پر پڑی، تو دوسری طرف اس غفورالرحیم کی بے انتہا نوازشوں پر پڑتے ہی دل سے آواز اُٹھی کہ اللہ تو بے نیاز ہے میری خطاؤں سے، اور مجھے ڈھانپ رکھا ہے اپنی عطاؤں سے۔ اتنے بڑے بڑے بزرگان دین و علمائے کرام کے پُر مغز وروح پرور ارشادات کے درمیان اس جاہل، بے علم و بے عمل کا واقعہ قبول اسلام و پیغام پڑھ کر سنایا جائیگا۔ یقیناً یہ اللہ ہی ہے جو عزت دیتا ہے۔ بھائیو یہ جو قبول اسلام کی سعادت ملی ہے، مجھے اور میرے خاندان کو، اسمیں میرا اپنا کوئی کمال نہیں اور کوئی حصہ نہیں بلکہ قرآن پاک کی ابدی صداقت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے جو جسکو چاہتا ہے ہدایت کے نور سے نوازتا ہے، اور جو ہدایت نہیں چاہتے انہیں ظلمت کے اندھیروں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ خدائے واحدہُ لاشریک نے ہمیشہ مجھ پر فضل کئے ہیں، لیکن اب سب فضلوں سے بڑھ کر جو فضل مجھ سے بے مایہ پر کیا کہ، میں جس نے قادیانیوں کے گھر آنکھ کھولی اور قادیانیت میں تیسری/ چوتھی نسل تھی، اور خالص قادیانی ماحول میں سدھایا گیا، ہاں بھائیو قادیانیت میں بندہ پرورش نہیں پاتا بلکہ سدھایا جاتا ہے، ربوہ میں تعلیم پائی اور عمر بھر مختلف عہدوں پر فائز رہا، اور ۵۶ سال کی عمر میں، خدائے پاک مجھے ظلمت سے نکال کر روشنی میں لایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل یہیں پر ہی نہیں رُکتا بلکہ میرے ساتھ میرے خاندان کے مزید نو (۹) افراد کو بھی محمد ﷺ کے ہاتھوں سے جلائی ہوئی شمع کی روشنی میں لا بٹھاتا ہے۔ اور اپنے حبیب کے صدقے مجھے میرے خاندان کے ساتھ قبول حق کی توفیق دی، الحمدللہ۔

۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ کراچی میں میری واقفیت ایک بہت پیارے اور نیک فطرت انسان سے ہوئی اور یہ واقفیت وقت کے ساتھ ساتھ گہری دوستی اور بے لوث دوستی میں ڈھل گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ دوست کہنے لگے کہ دیکھو یار،

مسلمان ہو جاؤ یا پھر مجھے بھی قادیانی بنالو، بات ہنسی مزاح میں ٹل گئی، لیکن وہ میرا پیارا بھائی مذاق نہیں کر رہا تھا بلکہ سنجیدہ تھا۔ آخر طے پایا کہ ہم کچھ عرصہ کے بعد اکٹھے بیٹھیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ دلیل سے بات کر کے کسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ غلطی خوردہ بھائی ہے اور سعید فطرت ہے، میرے پاس سچائی ہے، جب بھی بیٹھیں گے میں منٹوں میں اسکو قائل کر کے احمدی بنالوں گا۔ بلکہ عالم تصور میں اسکو احمدی کے طور پر دیکھنا بھی شروع کر دیا اور اسوقت کے مربی کو بھی کہا کہ جلد ہی آپکو خوشخبری دوں گا، پر قدرت میری اس نا سمجھی پر اسوقت یقیناً ہنس رہی ہوگی، کہ اس کے مقدر میں کیا لکھا ہے اور یہ کیا سوچ رہا ہے۔ ہمارا یہ پروگرام کسی نہ کسی وجہ سے، آج سے کل پر ٹلتا رہا۔ پھر میں کراچی چھوڑ کر چناب نگر (اسوقت ربوہ) آگیا۔ اور وہ پروگرام بظاہر وہیں ٹھہر گیا، مگر میرے اُس عزیز بھائی کے ذہن میں زندہ رہا، ہم پھر اس طرح اکٹھے نہیں بیٹھ سکے، میں جرمنی آگیا، لیکن دلوں کے اندر ایک دوسرے کی چاہت کی شمع اسی آب و تاب سے روشن رہی، جب بھی رابطہ ہوتا تو اسکا ایک ہی سوال ہوتا کہ مسلمان کب ہو رہے ہو یا مجھے کب قادیانی بنا رہے ہو، اسکی دعائیں خدا نے سنیں اور کئی سال پہلے ایک دو باتیں خدا تعالیٰ میرے سامنے لایا کہ میں کچھ سوچنے پر مجبور ہوا اور جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پٹی ہٹائی اور میں نے کھلے دل سے مطالعہ شروع کیا تو میرا دن بدن یقین پختہ ہوتا گیا کہ مرزا صاحب کچھ بھی ہو سکتے ہیں پر نبی اور امام مہدی و محدث نہیں، اور جماعت احمدیہ کا مذہب کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر محمد ﷺ والا اسلام نہیں!!! آیئے میں آپکو اس شخص کا نام بتاؤں، جو سینتیس (۳۷) سال تک ہمت نہیں ہارا اور آج وہ بھی میری طرح ہی آپکی محبتوں اور دعاؤں کا سزاوار ہے، کہ وہ سائے کی طرح ساتھ لگا رہا اور ضمیر کی چبھن بن کر مجھے کسوکے لگاتا رہا، اور دعاؤں میں یاد رکھتا رہا، اسکا نام ہے جمشید بھٹی، الیکٹریکل انسٹرکٹر، پاک بحریہ، کراچی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ جب میرے لئے اور میرے اہل خانہ کے لئے دعا کریں تو اسکو اور اسکے اہل خانہ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

میں یہاں مسئلہ ختم نبوت یا وفات/حیات عیسیٰ علیہ السلام پر کوئی بات نہیں کرونگا کہ جید علماء کرام ان چیزوں پر مجھ سے کہیں زیادہ بہتر اور مدلل طریق پر روشنی ڈال چکے ہیں، لیکن ایک چیز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ عام قادیانی سے محبت سے پیش آئیں، اسکو گالی مت دیں وہ غریب تو سدھایا ہوا ہے، اسکے لئے دعا کریں، حکمت کے ساتھ اس سے بات کریں، اور وفات عیسیٰ علیہ السلام یا ختم نبوت کے مسئلہ کی بجائے جناب مرزا صاحب کی ذات و کردار کی طرف توجہ دلائیں جو بہت ضروری ہے، آپ قادیانی دوستوں سے پوچھئے کہ وہ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہیں؟ وہ آپ کو بتائیں گے کہ وہ مسیح موعود، مہدی موعود مانتے ہیں، نبی مانتے ہیں یا محدث مانتے ہیں، تو اب ان سے کہئے کہ آئیں مرزا صاحب کی ذات اور شخصیت پر گفتگو کرتے ہیں، اور ان سے پوچھیں اگر مرزا صاحب اپنی ہی تحریروں، اقوال، گفتگو، و اپنے ساتھیوں کی تحریروں اور انکی اپنی اولاد کی تحریروں سے ہی اس حیثیت کے اہل ثابت نہ ہوں تو پھر ان کا کیا ردعمل ہوگا۔ ان سے کہیں کہ مرزا صاحب کی کریڈیبلٹی ثابت کر دو تو پھر کسی بات کی ضرورت نہیں۔ اس موضوع کو عام آدمی بھی ڈسکس کر سکتا ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اس میدان میں کبھی نہیں ٹھہر سکیں گے۔ ان کی زندگی کے ایسے گوشے دبیز پردوں میں چھپائے گئے ہیں، مگر علمائے حق نے عرق ریزی کے ساتھ ایسے ایسے گوشوں کو بھی کھنگالا ہے کہ بندہ ان کاوشوں پر عش عش کر اُٹھتا ہے۔ احمدیوں کی آنکھوں پر جیسی بھی عینک چڑھائی گئی ہے، جب آپ حکمت سے انکے سامنے یہ چیزیں پیش کریں گے تو ان پر ضرور اثر ہوگا، انشاءاللہ۔

میں پچھلے کئی سالوں کے مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ یقیناً اسلام نہیں، اور نہ ہی اسلامی فرقہ ہے۔ بلکہ ایک نیا مذہب ہے، جو آکاس بیل کی طرح اسلام کے درخت پر چڑھا دیا گیا ہے۔ اسلام کے بانی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اور احمدیت کے بانی مرزا غلام احمد صاحب تھے۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر کوئی بھی شخص مسلمان ہوسکتا ہے، لیکن مرزا صاحب کو مان کر کوئی شخص صرف احمدی یا قادیانی تو ہوسکتا ہے مگر مسلمان نہیں، کیونکہ اسلام اللہ کا عطا کردہ دین ہے اور قادیانیت انسان کا بنایا ہوا مذہب۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی حضرات کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہی پڑھتے ہیں، لیکن اسمیں وہ مرزا صاحب کو شامل سمجھتے ہیں، اگر کوئی انکار کرے تو اسے کہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی کتاب کلمۃ الفصل پڑھ لے۔ لیکن جب مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں تو خدا کی قسم اس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہوتی اور وہ کلمہ خالص محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کبارؓ کی جماعت پیدا کر کے گئے تھے اور مرزا صاحب صرف منافقین کی جماعت پیدا کر کے گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں صرف وہی رہ سکتا ہے جو منافق بن کر رہے، خود مرزا محمود صاحب کی منطق کے مطابق ۹۹ فیصد سے زیادہ احمدی منافق ہیں۔ جماعت احمدیہ مذہب کے نام پر پیسہ اکٹھا کرنے والی جماعت ہے، جو چندہ نہیں بلکہ جگا ٹیکس لیتی ہے۔ اب میں اپنے احمدی/ قادیانی دوستوں سے، (جو یہاں موجود ہیں اور ان کی وساطت سے باقی دوستوں سے) ایک سوال کرتا ہوں، کہ چلیں ہم کچھ دیر کے لئے آپ کی بات مان لیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نبی ہیں، نبی کی دعائیں اس کی اُمت کے لئے اللہ قبول کرتا ہے یا نہیں، اور نبی کی دعاؤں میں اسکی امت میں نیک، متقی، پرہیزگار اور امامت کے قابل لوگوں کے پیدا ہونے کی دعا شامل ہوتی ہے یا نہیں؟ اب یا تو مرزا صاحب کی دعاؤں کو قبولیت نہیں تھی یا پھر انہوں نے اپنی امت میں نیک لوگوں کے پیدا ہونے کی دعا ہی نہیں کی، دونوں طرح سے انکی نبوت مشکوک ٹھہرتی ہے، کیونکہ جماعت کے دعویٰ کے مطابق، جماعت کی تعداد بیس کروڑ ہے۔ (حالانکہ تعداد محل نظر ہے، مگر وقتی طور پر یہ بھی مان لیتے ہیں)۔ کیا بیس کروڑ احمدیوں میں ایک بھی تقویٰ، پاکیزگی اور دیانت وقیادت کے معیار پر پورا نہیں اترتا تھا، جسکو آپ خلیفہ بنا سکتے، کیا تقویٰ، پاکیزگی اور قیادت کے قابل صرف مرزا صاحب کا خاندان ہے، جب آپ اس جماعت میں رہ کر، پچھلے ایک سو سال سے زیادہ کے عرصہ میں بھی، خاندان مرزا غلام احمد صاحب سے باہر ایک بھی متقی نہیں پیدا کر سکے، تو پھر آپ کے لئے قابل غور لحہ ہے، کہ اس بانجھ جماعت میں آپ کو کیا مل رہا ہے؟ آیئے اسلام میں آیئے، آج بھی اُمت

محمدیہ میں آپکو لاکھوں متقی ملیں گے!

صرف آپ مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیجئے۔انکی کتابیں دیکھئے،انکے اقوال پڑھیے۔انکے اصحاب کی تحریریں دیکھئے،انکے بیٹوں کی تحریریں دیکھئے،لیکن وہ تحریریں نہیں جو یہ آپکو دکھاتے ہیں، بلکہ وہ جوانہوں نے شائع کیں اوراب انکو چھپاتے پھرتے ہیں،تو یقینا میری طرح آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مرزا صاحب کچھ بھی ہو سکتے ہیں مگر نبی یا محدث نہیں ہو سکتے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ایمان کی روشنی میں رکھے اور آپ کو بھی محمد ﷺ کی اصلی غلامی میں آنے کی توفیق دے،آمین۔

میں آپ سب کا شکر گزار ہوں کہ مجھ جیسے گناہ گار اور بے مایہ شخص کو آپ نے عزت بخشی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا مددگار ہو،آمین۔والسلام!

آپکا بھائی اور خادم

شیخ راحیل احمد۔جرمنی ۶ ستمبر...... ۲۰۰۳ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انٹرویو سیّد منیر احمد، جرمنی

(سابق قادیانی)

﴿شیخ راحیل احمد، جرمنی﴾

﴿تعارف﴾......دنیا میں کئی جھوٹے نبی پیدا ہوئے لیکن امت مسلمہ کے اندر جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں میں ایک عہد حاضر کا بہت ہی نمایاں مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو خود تو اپنی زندگی میں چند ہزار پیروکار بنا سکا لیکن اس طرح ان کی آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں بھی قادیانی بن گئیں اور اس طرح وہ لاکھوں لوگوں کو نجات کے نام پر جہنم کی طرف دھکیل گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان پکے قادیانیوں کی اولادوں میں سے بعض کو ہدایت دے، تو اس نے مختلف طریقوں سے ان کے دل اور ذہن میں قادیانی نبوت کے جھوٹے پن کا احساس پیدا کر کے ان کو حوصلہ دیا کہ وہ ان زنجیروں کو توڑ سکیں اور اس بات کی پرواہ نہ کریں گے بظاہر دنیاوی طور پر ان کو اسکی کیا قیمت دینی پڑے گی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ جو اسلام میں شامل ہوئے، ان کو اتنی قیمت نہیں ادا کرنی پڑی جتنی قادیانیت کو خود چھوڑنے والوں کو اکثر ادا کرنی پڑی۔ اس کی، میری طرح کی ایک اور مثال جناب سید منیر ہیں، جو ۵، ۶ سال قبل اس جماعت کو خیر باد کہہ چکے ہیں لیکن بعض نامعلوم وجوہات کی بناء پر ان کے قبول اسلام کی خبر ایک آدھ اخبار میں سرسری رنگ میں شائع ہوئی، اور لوگوں کو ان کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا۔ چند ماہ قبل ان کے بارے میں خاکسار کو پتہ چلا، ان سے رابطہ کیا اور اس کے بعد ان کے بارے میں ختم نبوت کے ڈائریکٹر مولانا عبدالرحمن باوا کو بتایا، ان کے ذریعہ ان کے بارے میں امت، اسلام اور جنگ، نقیب ختم نبوت اور پاکستان کے کئی دوسرے اخباروں میں خبریں چھپیں۔ سید منیر خدا کی رضا کی خاطر ابھی تک دنیاوی طور پر اس کی قیمت چکا رہے ہیں، انکی اور قادیانیت سے دوسرے تائب ہونے والوں کی استقامت کی دعا کیجئے گا۔ اگر خدا نے توفیق دی اور آپ نے اس سلسلہ کو پسند کیا تو اسی طرح اور بھی جھوٹی نبوت سے بیزار ہونے والوں کے انٹرویو پیش کرنے کی کوشش کروں گا، انشاء اللہ۔

فقیر درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ راحیل احمد، جرمنی

راحیل شیخ......السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

سید منیر......وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

راحیل شیخ......آپ کو جھوٹی نبوت کے جال کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور خالص دین میں آنا مبارک ہو، اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی برکات سے نہ صرف آپ بلکہ آپ کا خاندان اور رہتی دنیا تک آپ کی

نسلیں بھی مستفیض ہوں، آمین۔ میں اور میری ٹیم اپنی طرف سے، اپنے قارئین کی طرف سے آپ کو قادیانیت چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

سید منیر......شکریہ، آپ ہماری استقامت کے لئے دعا کریں، کیونکہ اس وقت میرے قادیانی قریبی عزیز ہمارے لئے جماعت کے اشارہ پر بہت سے مسائل پیدا کر رہے ہیں۔

راحیل شیخ......ہم چند سوالات بطور انٹرویو آپ سے کر رہے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صراط مستقیم پر آنے کی توفیق بخشی ہے، ممکن ہے کہ آپ کے منہ سے نکلا ہوا کوئی فقرہ، کوئی لفظ، کسی اور اندھیرے میں پھنسے ہوئے نیک فطرت انسان کے لئے، راستہ دکھانے والی روشنی بن جائے، اور اس کی ہدایت آپ کے لئے اور آپ کی نسلوں کے لئے صدقہ جاریہ ہو، آمین۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں جہاں تک ممکن ہو آپ کے قبول اسلام کے حالات محفوظ ہو جائیں تا کہ آپ کی آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے فخر کا باعث ہو بلکہ دوسرے پڑھنے والوں کی دعائیں بھی آپ کو تا قیامت پہنچتی رہیں، آمین۔

سید منیر......جی میں حاضر ہوں، اور جہاں تک ممکن ہو، آپ کے سوالوں کے صحیح جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

راحیل شیخ......آپ کا نام اور عمر اور تعلیم اور آپ کا ذریعہ روزگار یعنی آپ نے کونسا ہنر سیکھا ہے؟

سید منیر......میرا نام سید منیر احمد ہے اور میری عمر اس وقت تقریباً ۷۵ سال ہے۔ میں پاکستان میں پاکستانی فوج اور پھر پاکستان پولیس میں ملازم رہا ہوں۔ اس کے بعد تقریباً تین سال چناب نگر (سابق ربوہ) میں تیسرے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد کے بیٹے مرزا فرید احمد کی ایمبیسی سگریٹ کی ایجنسی چلاتا رہا ہوں۔ (منافقت کی بھی حد ہوتی ہے، مرزا ناصر نے ربوہ میں کھلے عام سگریٹ پینے پر پابندی لگائی ہوئی تھی، راحیل شیخ) یہاں جرمنی میں مختلف کام کئے ہیں۔

راحیل شیخ......آپ کا خاندانی پس منظر؟

سید منیر......ہم سید ہیں، اور ہمارے بزرگ بخارا سے تین چار سو سال قبل تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے اور پھر یہیں کے ہو گئے۔

راحیل شیخ......آپ کتنی پشت سے قادیانیت میں ہیں؟

سید منیر......میرے والد صاحب نے قادیانیت قبول کی تھی، اس طرح میں پیدائشی قادیانی تھا۔

راحیل شیخ......آپ کے ننھیال اور ددھیال میں کوئی مشہور قادیانی شخصیات ہوں تو ان کا تعارف؟

سید منیر......کوئی مشہور قادیانی نہیں تھا، لیکن میرے والد مخلص قادیانی تھے۔

راحیل شیخ......کیا آپ قادیانی جماعت میں عہدہ دار تھے، اگر تھے تو اس کی کچھ تفصیل؟

سید منیر......میں جرمنی کے شہر ''آخن'' کی جماعت میں لوکل طور پر زعیم انصار اللہ، سیکرٹری امور عامہ رہا ہوں اور ''ریجن نارڈرہائن'' کی اصلاحی کمیٹی کا ممبر تھا۔

راحیل شیخ......آپ کے ساتھ آپ کے خاندان یا دوستوں سے اگر کوئی قادیانیت سے تائب ہوئے ہوں تو ان کا مختصر تعارف؟

سید منیر......نہیں کوئی دوست یا رشتہ دار ساتھ نہیں تھا۔ میرے ساتھ صرف میری اہلیہ اور چار بچوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

راحیل شیخ......وہ کون سی بات یا وجہ تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قادیانیت سے متنفر کیا؟

سید منیر......میں قرآن اور حدیث پڑھتا تھا۔ مرزا غلام احمد کی کئی کتابیں پڑھیں جو کہ حدیثوں سے نہیں ملتی تھیں۔ یعنی مرزا غلام احمد کی زبان نہایت گندی تھی۔ اس کی عمر کا اکثر حصہ غلط کاموں میں گزرا ہے۔

راحیل شیخ......قادیانیت اور اسلام کے فرق کو سمجھنے میں آپ کی مدد کس نے کی؟

سید منیر......خدا تعالیٰ، اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم نیز احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وسلم، لیکن سب سے بڑھ کر مرزا غلام احمد کے اپنے جھوٹ اور تضاد بیانی نے۔

راحیل شیخ......کیا آپ کو یہ قدم اٹھانے میں کسی عزیز، دوست، رشتہ دار کی طرف سے اخلاقی یا کسی بھی قسم کی مدد ملی، اگر ملی تو اس کی نوعیت کیا؟

سید منیر......نہیں کسی نے کوئی مدد نہیں کی۔ نہ کسی نے شخصی طور پر اور نہ ہی کسی مذہبی تنظیم کا اس میں کوئی دخل ہے۔

راحیل شیخ......آپ نے کس عالم کے ہاتھ پر قبول اسلام کا اعلان کیا، یا آپ نے بغیر کسی عالم کے، اخباروں یا میڈیا کے ذریعہ اپنے ترک قادیانیت اور قبول اسلام کا اعلان کیا؟

سید منیر......عبدالجلیل زیتون، یہ عرب ہیں اور ملک شام کے رہنے والے ہیں۔

راحیل شیخ......جس عالم کے بابرکت ہاتھ پر آپ نے قبول اسلام کا اعلان کیا ان کی مصروفیات اور مختصر حالات زندگی پر

روشنی ڈالیں گے؟

سید منیر......امام مسجد ہیں اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔

راحیل شیخ......آپ کو یا آپ کے کسی قریبی شخصیت کو اس سلسلے میں کوئی بشارت یا خوشخبری والا خواب آیا ہو تو اس کی کسی حد تک تفصیل؟

سید منیر......آج سے تقریباً چھ یا سات سال پہلے محرم الحرام کا مہینہ تھا۔ میں رات دو بجے نماز تہجد پڑھ کر سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر بہت سے لوگ اکھٹے ہیں جیسے کسی کی انتظار میں ہیں۔ تو میں بھی وہاں پر چلا گیا تو ایک بزرگ بہت خوبصورت، سفید رنگ، سفید داڑھی وہاں کھڑے ہیں۔ تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں تو وہ بزرگ کہنے لگے آپ کو معلوم نہیں کہ یہاں سے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزرنے والے ہیں تو میں بھی وہاں کھڑا ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قادیانی جماعت کا چوتھا خلیفہ مرزا طاہر چند آدمیوں کے ساتھ کھڑا رو رہا ہے۔ یعنی اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں تو میں ان بزرگوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ قادیانی جماعت کا بادشاہ کیوں رو رہا ہے تو اس بزرگ نے کہا کہ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آیا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ملنے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قادیانی مجھے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے، اتنے میں میں سامنے دیکھتا ہوں تو کچھ لوگ سامنے سے گزرنے لگے تو میں نے ان بزرگ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اتنے خوبصورت۔ ان بزرگ نے جواب میں کہا کہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدینؓ ہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ یہ سب کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو وہ بزرگ جواب دیتے ہیں کہ آج محرم کی دسویں ہے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدینؓ، حضرت امام حسین کی قبر پر دعا مانگنے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ اب اس سے زیادہ واضح اور کس اشارے کا انتظار کرو گے، اس کے چند دن بعد میں نے گھر کے قریب ایک عربی مسلمانوں کی مسجد میں جا کر اپنے حق کو قبول کرنے اور جھوٹے مذہب قادیانیت سے برأت کا اعلان کر دیا، الحمد للہ۔

راحیل شیخ......کیا آپ بتا سکتے ہیں، آپ کے اسلام میں آنے کے بعد اور اس سے پہلے بطور قادیانی آپ کی زندگی محسوسات اور خیالات میں کیا فرق پڑا ہے؟

سید منیر......وہی فرق محسوس کرتا ہوں جو کفر اور اسلام میں ہے، پہلے ایک بے سکونی تھی، صحیح اسلام میں آنے کے بعد ایک سکون اور یقین سا محسوس ہوتا ہے۔

راحیل شیخ......کیا آپ شادی شدہ ہیں، اگر ہیں تو کیا آپ کی اہلیہ نے بھی آپ کے ساتھ اسلام قبول کیا ہے؟

سید منیر......جی میری بیوی بھی میرے ساتھ ہی اسلام میں داخل ہوئی ہیں۔

راحیل شیخ......کیا آپ کے بچوں نے بھی اسلام قبول کیا ہے؟ کیا کوئی بچہ ابھی تک احمدی جماعت میں ہے، اگر ہے، اس کے ساتھ آپ کے تعلقات کی نوعیت اب کیسی ہے؟

سید منیر......ایک بیٹی اور بیٹے نے اسلام قبول نہیں کیا اور ان کے ساتھ تعلقات ٹھیک نہیں، بلکہ قادیانی میرے ان بچوں کو میرے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔

(نوٹ):اس وقت جب یہ انٹرویو کیا گیا تھا سید منیر شاہ صاحب کا بیٹا قادیانی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آج ان کے بیٹے کے ایمان کی دولت سے نواز دیا، وہ خود گھر پر آ کر اپنے والد کے ہاتھ پر اسلام لایا اور کلمہ طیبہ پڑھا اور قادیانیت پر لعنت بھیج چکا ہے۔ سید منیر شاہ صاحب کا بیٹا اور ان کی بیوی یعنی بہو دونوں قادیانیت چھوڑ کر اسلام لا چکے ہیں، الحمدللہ۔ مرتب)

راحیل شیخ......آپ قادیانی جماعت میں عقائد کے علاوہ اور کون سی باتیں غلط محسوس کرتے ہیں؟

سید منیر......عقیدہ تو غلط ہے ہی، لیکن اس جماعت میں انسان کی کوئی عزت نہیں اور سارا سسٹم صرف ایک خاندان کے فائدہ کے لئے بنایا گیا ہے۔

راحیل شیخ......یہ جو آئے دن میڈیا پر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے بیٹوں اور دوسرے خاندان کے بارے میں خبریں آتی رہتی ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ مکمل جزوی طور پر صحیح ہیں، یا غلط پروپیگنڈہ ہے؟

سید منیر......اکثر باتیں صحیح ہوتی ہیں۔ لیکن جو قادیانی بتاتے ہیں وہ اکثر جھوٹ کو ہوشیاری سے پیش کیا جاتا ہے۔

راحیل شیخ......مرزا خاندان کا ایک عام احمدی سے کیا سلوک ہے؟

سید منیر......جیسا مالک کا نوکر کے ساتھ، جاگیر دار کا مزارعہ کے ساتھ۔

راحیل شیخ......آپ کے خیال میں ایک عام احمدی اپنی آمد کا کم وبیش کتنے فیصد جماعت کو دیتا ہے؟

سید منیر......کم وبیش سولہ فیصد، اور اس کے علاوہ بھی بہت سے چندے ہیں۔

راحیل شیخ......کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جماعت کے تمام چندہ جات اور مالی وسائل بنیادی طور پر مرزا خاندان کے تصرف اور ان کے اللوں تللوں پر خرچ ہو رہا ہے؟

سید منیر......جی ہاں، اس کے علاوہ اس جماعت میں چندے کا مصرف اور کیا ہو سکتا ہے؟

راحیل شیخ......کیا ایک عام احمدی، بالخصوص ایک غریب احمدی کو جماعت کی طرف سے بوقت ضرورت مالی مدد ملتی ہے؟

سید منیر......کوئی مدد نہیں ملتی بلکہ کئی غربت کی وجہ سے بھی جماعت چھوڑ گئے ہیں۔

راحیل شیخ......کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی آئندہ نسل کی ایک بھاری تعداد اس جھوٹے مذہب کو خیر باد کہہ دے گی؟

سید منیر......بالکل، انشاء اللہ خیر باد کہہ دے گی۔

راحیل شیخ......قادیانیت چھوڑنے پر آپ کے احمدی رشتہ داروں کا کیا ردعمل اور سلوک ہے؟

سید منیر......قادیانیت چھوڑنے کی وجہ سے تقریباً سب رشتہ دار میرے خلاف ہیں اور قادیانی جماعت کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

راحیل شیخ......آپ کے قادیانی دوستوں یا دوسروں سے تعلقات میں کیا فرق پڑا؟

سید منیر......قادیانی دوست، صرف قادیانی جماعت تک ہی ہوتے ہیں اس کے بعد نہیں، اور اس طرح ان کے زیر اثر ایک دو مسلم (جو اسلام کو نہیں سمجھتے) بھی پیچھے ہٹ گئے، حالانکہ جب تک میں قادیانی تھا وہ دوست تھے۔

راحیل شیخ......کیا آپ کو قادیانیت چھوڑنے پر کسی طرف سے کوئی دھمکیاں ملی ہیں یا نقصان پہنچایا گیا؟

سید منیر......میرے بچے جو میرے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے ہیں ان کو میرے قادیانی بچوں کے ذریعہ ورغلانے اور میرے خلاف کھڑا کرنے کی مسلسل کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور دھمکیاں بھی ملتی رہتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں مجھے پیغام بھیجا ہے میرے بھائی نے کہ ہم نے حضور (مرزا مسرور احمد، قادیانی) سے اجازت مانگی ہے تمہیں سیدھا کرنے کی، اجازت مل گئی تو تیرے ساتھ وہ سلوک کریں گے کہ دنیا دیکھے گی۔

راحیل شیخ......کیا آپ کو ڈر ہے کہ قادیانی جماعت یا اس کے ممبر انفرادی طور پر آئندہ بھی آپ کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں یا پہنچائیں گے؟

سید منیر......جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ مجھے دھمکی ملی ہے اور یہ دھمکی دینے والوں کا پورا گروپ ہے جو میرے بڑے بھائی شبیر احمد، میرے قادیانی بیٹے مظفر احمد (اب وہ مسلمان ہو گیا ہے)، اور میرے دو بھانجوں نعیم احمد، اور ندیم احمد اور میرے قادیانی داماد سعید پر مشتمل ہے اور ان کی پشت پر جماعت کی سپورٹ ہے۔ اور مزے کی بات ہے کہ ندیم اور نعیم کا

والد سید صابر علی شاہ جو کہ میرا بہنوئی بھی ہے، کھیالی، گجرانوالہ کے مین بازار میں اس کی ''بخاری کریانہ'' کے نام سے دکان ہے، اور وہیں چیمہ مسجد کے قریب رہتا ہے، وہاں مسلمان کی حیثیت سے رہ رہا ہے، حالانکہ ساری اولاد بھی قادیانیوں میں بیاہی ہوئی ہے، اور جب اپنے آبائی گاؤں ''کیرانوالہ ضلع گجرات، میں جاتے ہیں تو نمازیں، جنازے، غمی خوشی اس کی قادیانیوں کے ساتھ ہے، جو وہاں پاکستان میں پیدائشی قادیانی ہونے کے باوجود مسلمان بن کر رہ رہا ہے اور مسلمانوں کے سر پر اپنی دکان چلا رہا ہے اس کے بیٹے مجھے اسلام قبول کرنے پر ایسا سبق سکھانے کی دھمکی دے رہے ہیں کہ دنیا دیکھے گی؟ اس کے علاوہ میرے چھوٹے بیٹوں کو ہر طرح ورغلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

راحیل شیخ......کیا آپ آئندہ ردقادیانیت کا کام کریں گے، بحث ومباحثہ سے، یا تحریر وتقریر کے ذریعے؟ (اگر آپ کا ایسا ارادہ ہو تو کسی بھی قسم کے مالی یا مادی مفاد کے بغیر بے لوث طور پر ہم مقدور بھر تعاون کرنے کو تیار ہیں، انشاءاللہ)۔

سید منیر......میں بھی بے لوث ہر خدمت کرنے کو تیار ہوں۔

راحیل شیخ......قبول اسلام کے بعد آپ کے ساتھ مسلمانوں کا رویہ کیسا ہے؟

سید منیر......شروع میں تو صرف عربوں سے واسطہ پڑا، وہ اچھی طرح ملتے تھے، اور ملتے ہیں، اب کچھ پاکستانی مسلمانوں سے واقفیت ہوئی، ان کا رویہ مناسب ہے، لیکن وہ کافی دور دور رہتے ہیں، نزدیک کوئی نہیں، اس لئے میرے بچوں کے ساتھ کھیلنے والا کوئی مسلمان بچہ نہیں، قریب قادیانیوں کے گھر ہیں، ان کے بچے میرے بچوں کے ہم عمر ہیں، اس طرح ان بچوں کے ذریعہ وہ میرے بچوں کو مجھ سے اور اسلام سے بددل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہاں علماء میں سے ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ناظم اعلیٰ مولانا سہیل باوا صاحب بغیر کسی مطلب کے ہر ہفتہ ایک دو بار ٹیلیفون پر رابطہ کرتے ہیں، حال چال پوچھتے ہیں۔ لندن آنے کی دعوت بھی دی ہے انہوں نے، اور ہمیشہ پوچھتے ہیں کہ جب بھی کسی تعاون کی ضرورت ہو وہ تعاون کے لئے تیار ہیں۔ اس طرح انسان کا حوصلہ بڑھتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ قادیانیوں کی یلغار کے موقع پر وہ اکیلا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، آمین۔

راحیل شیخ......آپ کا اپنے سابقہ قادیانی، رشتہ داروں، دوستوں اور جماعتی ساتھیوں کے لئے کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

سید منیر......میرا پیغام اپنے سابقہ دوستوں اور رشتہ داروں سے جو قادیانی ہیں، یہ ہے کہ ''آپ ایک جھوٹے انسان کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چل رہے ہیں، خدا کے سچے دین اسلام کو پہچانیں۔ اس کفر یعنی قادیانیت سے باہر نکل کر دیکھیں کہ سچائی کیا ہے۔ آپ کو جھوٹے اسلام کے نام پر لوٹا جا رہا ہے۔ آپ کی نسلیں برباد ہو رہی ہیں۔ یہ خاندان صرف اپنی عیاشی کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ دوزخ کی آگ سے بچیں اور پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کا اسلام قبول کر لیں۔خدا تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کریں۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سیدھا راستہ دکھائے،آمین۔

::::::::::::::::::::::::

☆......اس انٹرویوں کے دوسرے دن مکرم سید منیر احمد کو ایک وکیل کا خط ملا ہے کہ جس میں سید منیر احمد کی بیٹی منورہ نے وکیل کے ذریعہ ان کو نوٹس بھجوایا ہے کہ وہ اس کو اسلام کی طرف بلانے سے باز آجائیں۔ورنہ ان کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی۔جس معاشرے سے آپ اور میں یا منیر احمد تعلق رکھتے ہیں اس معاشرے میں ایک باپ اگر زیادتی بھی کرے تو بیٹی کیا بلکہ بیٹا بھی آگے سے خاموش ہو جاتے ہیں اور صرف بات کہنے یا کوئی کام کرنے کا کہنے پر وکیلوں کے ذریعہ نوٹس نہیں دیتے،اور نہ ہی کوئی باپ اپنی بیٹی کے بارے میں ایسی بات کرتا ہے جس میں اس کی بیٹی کی سبکی ہو جیسا کہ وکیل کے خط سے ظاہر ہوتا ہے۔لیکن قادیانی جماعت اپنے ممبروں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ قادیانیت چھوڑنے والے اپنے عزیزوں کو،تمام رشتے اور اصول و روایات بھلا کر جہاں تک ممکن ہو ذلیل اور رسوا کریں۔ایک جھوٹے نبی کی امت سے یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ خدا قطع رحمی سے منع کرتا ہے اور یہ بحکم قطع رحمی کراتے ہیں۔

☆اب اس خط کا مضمون☆

رائز فرش/ بار برا مارٹے لوک/ ارسلا کشن پٹیل،وکلاء

خط نمبر 08345-05/M/vi......مقام Erlangen......تاریخ Den,15-09-2005

جناب منیر احمد صاحب!

آپ کی بیٹی نے میرے ذمہ لگایا ہے کہ میں اس کے حقوق کی حفاظت کروں۔

اس سلسلے میں آپ کی بیٹی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ اس کو لمبے لمبے خطوط لکھتے ہیں اور اکثر ٹیلیفون کرتے ہیں،اور اس طرح کوشش کرتے ہیں کہ وہ اپنے عقیدہ کو چھوڑ دے،جیسا کہ کچھ عرصہ قبل آپ نے خود کیا ہے۔

اس کے علاوہ آپ اس کو دھمکا رہے ہیں کہ آپ اس کے خاوند،دوسرے رشتہ دار اور جاننے والوں کو جو یہاں ہیں اور پاکستان میں بھی ہیں ایسے خطوط لکھیں گے،جس میں اس کے بارے میں بری باتیں اور جھوٹی کہانیاں ہوں گی،حتیٰ کہ اپنے آخری خط میں یہاں تک لکھا ہے کہ یہ ایک نیک کام ہوگا اگر اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تو۔

میری موکلہ ایسی صورت حال زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتی،آپ کی بیٹی ایک بالغ عورت ہے جس کا حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کے بارے میں خود فیصلہ کرے۔

میں اپنی موکلہ کے نام اور اس کے دیئے ہوئے اختیار کے تحت آپ کو خبردار کرنا چاہتا ہوں،کہ آپ فوری طور پر سے میری موکلہ نیز اس کے شوہر کو خط لکھنا اور ٹیلیفون سے کسی بھی قسم کا رابطہ ختم کر دیں،نیز میری موکلہ کے بارے میں اس کے دوستوں اور جاننے والوں میں غلط کہانیاں پھیلانے سے باز آجائیں۔

اگر میری موکلہ کو اب آپ کی طرف سے کوئی خط ملا یا ٹیلیفون کیا تو مت بھولیں کہ آپ کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کی جائے گی۔

دوستانہ سلام کے ساتھ...... دستخط مارٹے لوک وکیل...... منسلک، نقل مختار نامہ منورہ احمد

☆سید منیر احمد کا اس خط پر تبصرہ☆

میں ایک قانون پسند شہری ہوں اور قانون کا احترام کرتا ہوں، میں اپنی بیٹی کی خواہش پر اس سے ہر قسم کا تعلق ہمیشہ کے لئے ختم کر چکا ہوں۔ باقی جب اولاد والدین کے لئے اپنے عمل سے مسائل پیدا کرے تو بعض اوقات والدین کے سامنے وہ بچہ نہ ہو تو وہ خط یا ٹیلیفون کے ذریعہ اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہیں، اور ہوسکتا ہے کہ میں نے دکھ میں کوئی سخت بات لکھ دی ہو جو مجھے یاد نہیں یا یہ لکھ دیا ہو کہ اس سے بہتر تھا کہ تم مر جاتیں۔ بہر حال جس طرح میں اپنی بیٹی کو جانتا ہوں، وہ خود سے ایسا قدم اٹھانے والی نہیں اور مجھے جماعت میں اپنے تجربات کے بعد یہ یقین ہے کہ میری بیٹی نے باوجود مذہبی اختلاف کے یہ قدم خود نہیں اٹھایا بلکہ جماعت کے مجبور کرنے سے وکیل کے ذریعہ یہ خط لکھوایا ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ اللہ ان سب کو ہدایت دے، آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

انٹرویو شیخ راحیل احمد صاحب

﴿مولانا سہیل باوا، فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ ناظم اعلیٰ ختم نبوت اکیڈمی، لندن﴾

قارئین، شیخ راحیل احمد صاحب، پیدائشی قادیانی (احمدی) تھے، جن کا تعلق ربوی فرقہ سے تھا۔۵۴ سال تک قادیانی گروہ میں رہے۔ آٹھ سال کی عمر میں بچوں کی قادیانی تنظیم اطفال الاحمدیہ میں اپنی گلی کے سائق مقرر ہوئے۔ اس طرح تقریباً ۴۴ سال قادیانی تنظیموں کے ساتھ مختلف اعزازی حیثیتوں میں لوکل سطح سے لے کر جنرل اور ملکی سطح پر عملی طور پر کام کیا۔ اور ہم کو بعض قادیانیوں نے بتایا کہ شیخ صاحب نے جرمنی میں جہاں وہ ایک لمبے عرصے سے رہائش پذیر ہیں، قادیانی جماعت کے لئے بہت اور ہمہ گیر کام کیا تھا۔ پتہ نہیں کیا ہوا کہ بلاوجہ جماعت چھوڑ کر چلا گیا، حالانکہ اسکو یہاں (جماعت میں) کوئی تکلیف نہیں تھی اور بہت عزت تھی۔ شیخ راحیل احمد صاحب ایک ہنس مکھ، صحیح مؤقف پر ڈٹ جانے والے اور سچائی کی خاطر کسی بھی نقصان کی پرواہ نہ کرنے والے، منافقت سے پاک اور کھری بات کرنے والے شخص ہیں، اور شاید انہی خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکو قادیانیت کی ظلمت سے نکال کر اسلام کی روشنی بخشی ہے۔ اپنے اہل خانہ کے لئے مشفق والد اور اچھے شوہر ہیں، مطالعہ کے بے حد شوقین، ان کی ذاتی لائبریری میں ساڑھے تین ہزار سے زیادہ کتب ہیں، حق کو پہچاننے کے بعد ۲۴، اگست ۲۰۰۳ء کو ان کا جماعت احمدیہ کو چھوڑ کر اپنے بیوی بچوں سمیت اسلام قبول کرنے کا اعلان جرمنی کی قادیانی جماعت کے لئے تو ایک اچانک دھماکے کی طرح ہی تھا، مگر اسکے اثرات قادیانیوں میں بڑی دور تک محسوس کئے گئے۔ شیخ صاحب کے انٹرویو مختلف لوگوں نے کیئے، جو زیادہ تر صرف چند امور کا احاطہ کرتے ہیں اور عرصہ سے ایک جامع انٹرویو کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی دوسرے اب ۶، ۷ سال اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی پہلی زندگی کے ساتھ کیا فرق محسوس کرتے ہیں۔ نیز شیخ صاحب حال ہی میں ۴ ماہ تک ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں گزار کر آئے ہیں۔ انکی صحت کاملہ کے لئے اپنے قارئین سے دعا کی اپیل بھی کرتے ہیں۔

قادیانیت سے بہت سے لوگ تائب ہوئے، لیکن جو بات شیخ راحیل صاحب کو بہت سے دوسرے قادیانیت چھوڑنے والوں سے ممتاز کرتی ہے کہ ایک تو انہوں نے قادیانی گروہ سے کسی ذاتی اختلاف کی وجہ سے علیحدگی نہیں کی بلکہ مرزا غلام اے قادیانی کی تحریریں اور سیرت کے مطالعہ، کے بعد ضمیر کی آواز پر قادیانی گروہ کو چھوڑا۔ دوسرے انہوں نے قادیانیت کو چھوڑتے ہی اس دشمن اسلام عقیدہ کے خلاف قلمی اور تقریری جہاد شروع کیا اور اس جہاد میں شیخ صاحب نے قادیانی گروہ کے سسٹم یا اس کے اندرونی معاملات کی بجائے بانی قادیانیت مرزا غلام اے قادیانی، کی تحریروں اور تحریفوں، تاویلات اور کذبات کو اپنی تحریر اور تقریر کی بنیاد بنایا ہے۔ اور مسلسل اس جہاد میں مشغول ہیں، حتیٰ کہ اپنی جان لیوا بیماری کے دوران بھی اور اب جبکہ ابھی بھی انکی صحت کی حالت اجازت نہیں دیتی، لیکن شیخ صاحب مسلسل قلمی جہاد میں تن دہی سے

مصروف ہیں۔اللہ تعالیٰ انکی مساعیوں کوقبول فرمائے اور انکی تحریروں کو قادیانیوں کے لئے راہ راست کا موجب بنائے۔ آمین! ختم نبوت اکیڈمی کی ویب سائٹ انکا انٹرویو پیش کر رہی ہے، اس انٹرویو کے پڑھنے کے بعد اگر کوئی سوال ہو تو اایڈیٹر ویب سائٹ کو بھجوادیں۔مولانا سہیل باوا۔ناظم اعلیٰ ختم نبوت اکیڈمی،لندن۔(۱۵/مئی ۲۰۰۹ء کو شیخ صاحب وفات پاگئے)

☆☆☆☆☆☆☆☆

س:۔ شیخ صاحب،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ج:۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔محترم باوا صاحب!

س:۔ ہم آپ کا جوانٹرویو آج کرر ہے ہیں،اگر آپ ہمارے سوالوں کا تفصیل سے جواب دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے انٹرویو کا مقصد پورا ہوگا؟

ج:۔ جی میں کوشش کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہے آپ کے سوالوں کا مناسب تفصیلی جواب دے سکوں۔لیکن بھائی انٹرویو تو اہم لوگوں کے کئے جاتے ہیں جنہوں نے کچھ کیا ہو۔میں تو نہ تین میں نہ تیرہ میں۔نہ کوئی ایسا کام یا کارنامہ،جس کی وجہ سے میں اپنے آپ کو انٹرویو کا اہل سمجھوں؟اس لئے انٹرویو دیتے ہوئے کچھ حیا سی محسوس کرتا ہوں۔

س:۔ یہ آپ ہم پر چھوڑیں کہ ہم کیوں انٹرویو کر رہے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کا ایک جامع انٹرویو بہت ضروری ہے۔ آپ اپنے وعدہ کے مطابق ہمارے سوالات کے جوابات دیتے جائیں۔ہم جانتے ہیں کہ اس انٹرویو کے بہت سے لوگ منتظر ہیں۔

ج:۔ ٹھیک ہے جناب! میں وعدہ کے مطابق حاضر ہوں،آپ بخوشی سوالات کریں۔

س:۔ آپ کی اس وقت عمر کیا ہے،اور کیا پیدائشی احمدی تھے؟

ج:۔ جی میرے میٹرک کے سرٹیفکیٹ کے مطابق تاریخ پیدائش،۲۱ جولائی ۱۹۴۷ء کو میں قادیان میں پیدا ہوا،اصل مہینہ غالباً ستمبر یا اکتوبر ہے۔سکول میں داخلہ کے وقت تین مہینہ کے قریب عمر بڑھائی گئی تھی۔جب میری عمر دس (۱۰) دن تھی تو قادیان کو میرے والدین اور دادی جان اور دوسرے احمدی رشتہ داروں نے ملٹری کی حفاظت میں چھوڑا۔میرے تایا فوج میں تھے،بعد میں کیپٹن کے عہدہ سے پنشن پائی۔انہوں نے اس کا بندوبست کیا تھا۔دو تین ماہ تک موضع ایمن آباد ضلع گجرانوالہ میں رہے۔اسکے بعد جب تک ربوہ (اب چناب نگر) آباد نہیں ہوا،والدین کوئٹہ میں رہے اور وہاں کاروبار شروع کیا،ربوہ آباد ہونے والے جماعت کے ملازمین کو چھوڑ کر پہلے پچاس آباد کار گھرانوں میں سے ایک ہمارا گھرانہ بھی

تھا، میرے والدین تو کوئٹہ میں ہی رہے لیکن میری دادی جان مجھے ساتھ لے کر ربوہ میں آباد ہونے آ گئیں۔ اسوقت سے مستقل رہائش وہیں رہی ہے۔ اور میری اہلیہ کا ایک چھوٹا سا ذاتی مکان بھی وہاں ہے جو میں نے ان کو تحفہ کے طور پر دیا تھا، آج کل میری والدہ اس میں رہائش پذیر ہیں۔

س:۔ کیا آپکے والدین حیات ہیں؟

ج:۔ جی میرے والد شیخ نذیر احمد فیض تو ۱۹۸۶ء میں فوت ہو گئے تھے اس وقت میں جرمنی آ چکا تھا۔ والدہ بقید حیات ہیں۔ اور وہ ابھی تک قادیانی عقیدہ پر قائم ہیں۔ ان سے رابطہ ہے۔ جب بھی فون پر بات ہوتی ہے، کہتی ہیں کہ تم نے جماعت چھوڑ دی ہے تو چلو جو ٹھیک سمجھا کر لیا، مگر جماعت کے متعلق اپنا قلم روک دو اور مُنہ بند کر لو۔ ان کی یہ بات میرے لئے تسلیم کرنا اس لئے مشکل ہے کہ میں احمدیوں میں زندگی گزار کر آیا ہوں۔ جب میں اُن میں تھا تو میں ان کی بہتری چاہتا تھا، اور آج بھی چاہتا ہوں۔ لیکن دونوں وقتوں میں ایک بہت بڑا اور واضح فرق ہے، کہ جب میں ان میں تھا تو ان سے اپنی ذات کے حوالے سے چاہتا تھا، اب میں ان کو خدا کی رضا کے لئے چاہتا ہوں اور جس غلط نبی کے پیچھے لگ کر وہ لا علمی میں کفر میں پڑے ہوئے ہیں، اس سے ان کو باہر نکالنا چاہتا ہوں اور میرا قلمی یا تقریری جہاد اسی سلسلے میں ہے۔

س:۔ آپ کے کتنے بہن بھائی ہیں اور کیا وہ بھی مسلمان ہوئے؟

ج:۔ میری صرف ایک بہن ہیں۔ وہ اپنی فیملی کے ساتھ کوئٹہ میں رہتی ہیں اور وہ قادیانی ہیں، ان کے تمام سسرال اور سمدھی قادیانی ہیں۔ ان کے ساتھ قادیانیت سے توبہ کے بعد باقاعدہ رابطہ نہیں ہے۔

س:۔ آپکا کچھ مزید خاندانی پس منظر؟

ج:۔ میرے آباؤ اجداد کا تعلق گجرانوالہ کی قانونگو شیخ برادری سے ہے۔ میرے پردادا شیخ نذر محمد صاحب مرحوم تھانیدار تھے۔ آج بھی پرانے لوگ ان کو نذر روڈیرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ میرے دادا شیخ فیض محمد صاحب مرحوم ۱۴ء۔۱۹۱۳ء میں اپنے ماموں نیز سسر شیخ اصغر علی صاحب مرحوم، (جنہوں نے غالباً ۹۸، ۱۸۹۷ء میں مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت کی تھی) کے مجبور کرنے پر احمدی ہوئے تھے۔ میرے ددھیالی زیادہ تر سول ملازمتوں میں مصروف ہیں اور ان کی ایک بڑی تعداد اچھے عہدوں پر متعین ہے۔ کچھ لوگ کاروبار کی طرف بھی گئے ہیں۔

س:۔ آپ بتا رہے ہیں کہ ددھیال سارے مسلمان تھے پھر آپکے دادا کیسے مجبوراً قادیانی ہوئے؟

ج:۔ یہ بھی ایک دلچسپ کہانی ہے۔ میری دادی کے والد نے دو شادیاں کیں مگر اولاد نہیں ہوئی۔ انکی ملاقات، راجہ صوفی نبی بخش آف راولپنڈی، جو کہ غالباً ریلوے میں ملازم تھے، اور مرزا پر ایمان لانے سے پہلے کسی پیر صاحب کے خلیفہ بھی

تھے۔رمل، نجوم وغیرہ،تعویذ وغیرہ کا کام بھی کرتے تھے اور فضل محمد چنگا بنگیالوی کے دوست تھے،سے ہوئی۔راجہ صاحب قادیانی ہو چکے تھے۔انہوں نے میری دادی کے والد کو بھی پھنسالیا۔میری دادی کے والد نے کہا کہ اگر میرے گھر اولاد ہو جائے تو میں مرزا صاحب کو سچا مان لوں گا۔راجہ صاحب نے اپنی بیٹی سے شیخ اصغر علی کا نکاح کر دیا اوران سے ۱۴ بچے پیدا ہوئے (۷ لڑکے اور ۷ لڑکیاں)۔جن میں میری دادی سب سے بڑی تھیں۔ ۱۹۰۰ء کے شروع میں پیدا ہوئیں۔میری دادی کی پیدائش پر میری پردادی جو کہ میری دادی کی پھوپھی تھیں، نے اپنے بیٹے کے لئے مانگ لیا۔کچھ عرصہ کے بعد میری پردادی فوت ہوگئیں پر وصیت کر گئیں کہ میری بھتیجی ہر قیمت پر اس گھر میں بہو بن کر آئے۔جب میری دادی ۱۳ برس کی ہوئیں تو میرے پردادا نے شادی کے لئے کہا،اس وقت میری دادی کے والدین نے جو کہ جانتے تھے کہ یہ وصیت ہر قیمت پر پورا کریں گے،شرط لگادی کہ جماعت کی طرف سے اجازت نہیں،ہاں اگر لڑکا احمدی ہو جائے تو ہم شادی کر دیں گے،چونکہ میرے پردادا نے اپنی مرتی ہوئی بیوی سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انکی بھتیجی کو ضرور بہو بنا کر لائیں گے اس لئے انہوں نے میرے دادا کو احمدی ہونے کی اجازت دے دی۔اس طرح کھینچا تانی میں میرے دادا کو مرزائیوں نے لڑکی دیکر قادیانی بنالیا۔

س:۔ بیوگی کے وقت آپکی دادی صاحبہ کی کیا عمر تھی اور کتنے بچے تھے؟

ج:۔ میری دادی جان جب بیوہ ہوئیں تو انکی عمر ۲۹، ۳۰ برس تھی۔۴ بچے تھے۔میرے تایا ۱۵، ۱۶ برس کی عمر میں تھے۔ ایک پھوپھی ۱۱ برس کی تھیں۔میرے والد ۶، ۷ برس کی عمر میں تھے۔اور چھوٹی پھوپھی ۴/ ۵ برس کی عمر میں تھیں۔دادا صاحب کی ۱۹۳۰ء میں وفات پردادی صاحبہ جو کہ بڑی کٹر قسم کی قادیانی تھیں اور وہ اپنی پیدائش کو مرزا قادیانی کی دعا کے سبب سمجھتی تھیں،اس ڈر کی وجہ سے کہ اگر وہ گجرانوالہ چلی گئیں تو بچے قادیانی نہیں رہیں گے۔بجائے اپنے سسرال جا کر رہنے کے قادیان میں اپنے والد صاحب کے قریب رہائش پذیر ہوگئیں تھیں،کہ میرے پردادا جان اور انکی باقی اولاد اور سب قریبی رشتہ دار مسلمان تھے۔دادی جان نے اپنے خاوند اور بچوں کے حصہ میں آنے والی جائیداد بھی اس قادیانیت کی خاطر چھوڑ دی۔اور میرے پردادا کی طرف سے انکی اور بچوں کی کفالت کی بھی پیش کش ٹھکرا دی۔میری دادی جان، بڑی خوبیوں والی، ہمت والی، سلیقہ شعار خاتون تھیں، بدقسمتی سے قادیانی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔میرے دادا شیخ فیض محمد ریلوے میں گارڈ تھے۔اچانک فوت ہوئے۔انکے تمام فنڈز وغیرہ، دادی جان کو ملے۔اس سے انہوں نے قادیان میں مکان بنالیا۔اور بڑی محنت سے بچوں کو پال پوس کر جوان کیا اور انکی شادیاں کیں۔میری دادی جان نے نوے برس کی عمر پائی، مجھے انہوں نے ہی پالا پوسا ہے، بہت پیار دیا۔اور وہ مجھے مُربی بنانا چاہتی تھیں۔لیکن میرا ذہن اس طرف مائل نہیں ہوا۔جسکا انہیں دُکھ تھا۔

س:۔ تو بچوں کی کفالت کیسے کی؟ کیا جماعت نے کوئی مدد کی؟

ج:۔ جماعت نے کیا مدد کرنی تھی۔ جماعت کی انسانی ہمدردی وہاں جاگتی ہے، جہاں اسے سیاسی فائدہ نظر آتا ہو یا کچھ مُرغے پھنسنے کی امید ہو۔آج بھی جماعت کے پاس جب کہ کروڑوں کے فنڈز ہیں، وہ اپنے خاص لوگوں کے علاوہ کسی حقیقی ضرورت مند قادیانی کی بھی مدد نہیں کرتی۔ اگر کوئی قادیانی جماعت سے مدد یا قرض کی اپیل کر دے تو اتنا ذلیل کرتے ہیں کہ آدمی سوچتا ہے کہ میں نے ان سے مدد یا قرض کیوں مانگ لیا۔اور اکثر وہ اپنی درخواست واپس لے لیتا ہے یا جماعت اوّل تو انکار کر دیتی ہے یا پھر اتنی کم مدد پیش کرتی ہے کہ مانگنے والا خود ہی شرمندہ ہو کر انکار کر دیتا ہے۔ بلکہ وہ تو جوزکوٰۃ پر زندہ رہتے ہیں، جماعت ان سے بھی مختلف مدات میں بیس سے پچیس فی صد چندہ لے جاتی ہے۔قادیانی جماعت پیدائش سے لیکر مرنے تک، کسی نومولود، یتیم، مسکین، بیوہ محتاج، نابینا، بیمار، بھوک سے بلکتا ہوا، بے روزگار کے استثناء کے بغیر، غرضیکہ ہر قادیانی سے بھتہ لیتی ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے کہ میری دادی نہایت کفایت شعار اور سُگھڑ تھیں، جماعت تو بہت دور کی بات ہے۔انہوں نے اپنی بیوگی کا بوجھ اپنے والدین یا سات عدد بھائیوں میں سے کسی ایک پر بھی نہیں ڈالا۔میرے تایا کیپٹن شیخ نثار احمد، جلد ہی میٹرک کرنے کے بعد ملٹری میں چلے گئے اور انہوں نے اپنی والدہ کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ بلکہ وہ بھی موصیہ تھیں، یعنی جماعتی تربیت کی وجہ سے انہوں نے بھی جنت کی بکنگ کی ہوئی تھی اور چندے دینے میں باقاعدہ تھیں۔اور اپنی آخری سانس تک قادیانی جماعت کو بھتہ دیتی رہیں۔لیکن انکی قسمت میں ''قادیانی یا ربوی بہشتی مقبرہ'' میں دفن ہونا نہیں لکھا تھا۔ ہاں ان کے نام کی تختی وہاں لگ گئی ہے۔میرے علم کے مطابق میری دادی جان سمیت چودہ بہن بھائیوں میں سے اس بہشتی مقبرے میں ایک بھائی اور ایک بہن دفن ہیں۔

س:۔ آپ کے ہمراہ کن لوگوں نے اسلام قبول کیا؟

ج:۔ میرے سمیت کل دس افراد نے، میری اہلیہ عظمت راحیل، میرے چھ بچوں (ندرت جبیں، نصرت نازیہ، عصمت شگفتہ، ثروت بشریٰ، بشریٰ اقبال اور بیٹا شیخ سہیل احمد) نے، میرے بڑے داماد نے، اور میرا نواسہ نہال جاوید بھی اس میں شامل ہے۔

س:۔ آپکے سسرال میں بھی سب قادیانی ہیں یا کوئی مسلمان بھی ہیں؟

ج:۔ میرے سُسرال کنجاہ ضلع گجرات کے ہیں میرے سسرال میں، میرے سسر محمد اسمٰعیل صاحب بھی شادی کی وجہ سے قادیانی ہوئے تھے۔ میری ساس سردار بیگم مشہور قادیانی عالم مولوی محمد صادق سماٹری، مصنف ''حقانیت احمدیت'' وہ ۴۵ سال سے زائد عرصہ کے لئے مبلغ قادیانی جماعت برائے سماٹرا، انڈونیشیا وغیرہ، بعد میں قادیانی ادارۃ المصنفین کے

انچارج کے طور پر کام کرنے والے، کی چھوٹی بہن تھیں۔ ساس سسر تو فوت ہو چکے ہیں، لیکن دو برادر نسبتی (سالے) اور تین سالیاں کٹر احمدی ہیں۔ مولانا اللہ وسایا صاحب کا چنگا بنگیال میں جو مناظرہ ہوا تھا وہ میری سالی کے گھر میں ہی ہوا تھا۔ اور ان سب نے قادیانیت کو چھوڑنے کی وجہ سے اپنی بہن اور اور ساتھ میں اور بچے بھی، کے ساتھ ہر قسم کا مرنا جینا، رابطہ وغیرہ ختم کر دیا ہے۔ لیکن میرے سسر کے ایک بھائی اور انکی اولاد کے علاوہ باقی بہن بھائی اور انکی اولادیں مسلمان ہیں۔ ایک بات بڑی دلچسپ، کتاب ''اندر کی باتیں'' کے مرتب عبدالباسط بھی انہی مولوی صاحب کے فرزند ہیں۔ اس کے علاوہ ان مولوی صاحب کا ایک نواسہ بھی اور ایک پوتی بھی جماعت سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اُمید ہے کہ بات انشاء اللہ آگے بھی بڑھے گی۔

س:۔ پاکستان میں آپ کیا کام کرتے تھے؟

ج:۔ میں نے ساڑھے چودہ سال کی عمر میں ۱۹۶۲ء میں ٹی آئی ہائی سکول ربوہ سے میٹرک کیا۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء سے ستمبر ۱۹۶۳ء تک ملتان رہا۔ پھر کچھ عرصہ لائل پور (آج کل فیصل آباد)۔ ۱۹۶۴ء میں پاک بحریہ میں بھرتی ہو کر چلا گیا۔ ملازمت کے آخری ۵،۶ برسوں کے دوران چھوٹا موٹا سائڈ بزنس بھی کرتا رہا۔ ۱۹۸۰ء میں پاک بحریہ کو چھوڑ دیا۔ اور ربوہ چلا گیا۔ وہاں میں نے کچھ مصنوعات کی ایجنسیاں حاصل کر کے کاروبار کیا۔

س:۔ پاکستان سے جرمنی کب منتقل ہوئے؟

ج:۔ آخر ۱۹۸۴ء میں، وجوہات میں کسی مصلحت کی وجہ سے یہاں نہیں بیان کرونگا، بعض باتوں پر خاموشی بہتر ہوتی ہے۔ لیکن میری فیملی کچھ سالوں کے بعد ۱۹۸۸ء کے آخر میں جرمن شفٹ ہوئی۔

س:۔ کیا آپکے خاندان میں پہلے سے مسلمان افراد ہیں؟

ج:۔ میرے دادا جان مرحوم کے سب بہن بھائی اور ان کی اولادیں مسلمان ہیں۔ ان سے بھی جب ہماری دادی صاحبہ نے جماعت کے حکم پر رابطے منقطع کر دیئے، تو نہ میرے تایا اور والد اور نہ ہی میری پھوپھیوں کا اُن سے کوئی رابطہ رہا اور اس وجہ سے اگلی نسل مکمل طور پر ایک دوسرے سے ناواقف رہ گئی۔ اسی طرح ننھیال کا معاملہ بھی ہے۔ میرے بڑے ماموں ماسٹر شیر علی قادیانی تھے اور انہوں نے میری والدہ کو بھی بڑی ہوشیاری سے قادیانیت میں کھینچا۔ میرے نانا نانی بھی الحمدللہ مسلمان تھے، چھوٹے سگے ماموں محمد عالم اور میری خالہ بھی مسلمان تھے۔ خالہ کے تین بیٹوں میں سے دو بیٹے مسلمان ہیں، ایک شادی کی وجہ سے قادیانی ہے۔ میرا تقریباً سارا ننھیالی جہاں تک مجھے علم ہے کہ مسلمان ہیں لیکن والدہ کے قادیانی ہونے کے بعد جب والدہ کا رابطہ نہیں رہا تو ہمارا کیسے ہو سکتا تھا۔ لیکن ایک بات کہ میرے قادیانی ماموں کا ایک بیٹا رشید

راشد، میٹرک کے بعد جامعہ میں مربی بن رہا تھا۔ تیسرے سال میں اس نے دیکھا کہ مرزا کی کتب میں کچھ اور لکھا ہوا ہے اور اس سے قبل سکھایا، بتایا کچھ اور تھا۔ اس نے علم بغاوت بلند کر دیا، اور اپنے پروفیسروں کو کہا کہ اگر مرزا غلام اے قادیانی نبی ہو سکتا ہے تو پھر ماؤزے تنگ کو اس سے بھی بڑا نبی مان لو۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور قادیانیت چھوڑ دی، گھر سے بھی نکال دیا گیا، اس کے ساتھ کافی کچھ ہوا، اس کو سرکاری طور پر پاگل قرار دلوانے کی بھی کوشش کی گئی، لیکن اس کے پائے استقامت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لیکن ماموں کے دوسرے بیٹے بے غیرت ہیں۔ ان کو جماعت نے دو تین بار نکالا بھی لیکن وہ ناک رگڑ کر قادیانی جماعت میں واپس چلے گئے۔

س:۔ آپ نے مرزا مسرور کی بیعت کیوں نہیں کی تھی؟

ج:۔ کیونکہ میرا جماعت کی تعلیمات پر اعتقاد نہیں رہا تھا اور جماعت کو چھوڑنے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ جب مرزا مسرور خلیفہ بنا تو اس وقت میں دل کی تکلیف کی وجہ سے ہسپتال میں تھا۔ غالباً اگست کے دوسرے ہفتے کے درمیان ہسپتال سے گھر آیا اور اور ۲۳، اگست کو جماعت کے چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔

س:۔ آپکے ساتھ اہلیہ اور بچوں نے بھی جماعت چھوڑنے کا اعلان کیا ہے، کیا ان پر آپکی طرف سے کوئی دباؤ تو نہیں تھا؟

ج:۔ جی نہیں! یہ ہر بندے کا خدا سے ذاتی معاملہ ہے اور ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ میں اپنے بچوں کے ساتھ کئی مہینے بلکہ ایک سال سے زیادہ، کھلے ذہن اور ماحول میں بات کرتا رہا ہوں۔ ان کو میرے ذاتی فیصلہ کا بہت پہلے اندازہ ہو گیا تھا۔ آخر ایک دن جب میں نے اپنا جماعت سے کسی مناسب وقت علیحدگی کا فیصلہ انکو سنایا تو ان کو کہا کہ میری خواہش ہے کہ ہم سب خاندان مل کر اس گند سے نکلیں، اگر آپ احمدی (قادیانی) رہنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، لیکن دُکھ ضرور ہوگا۔ ان کو میں نے سوچنے اور آزادانہ فیصلہ کا موقع دیا۔ ۲، ۳ ہفتوں کے بعد میرے تمام بچوں نے متفقہ طور پر میرے ساتھ قادیانیت پر چار حرف بھیج کر اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ الحمدللہ! اور اگر وہ اب بھی کسی وقت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنا چاہیں تو یہ انکا حق ہے کہ وہ اپنے اللہ سے اپنا تعلق کس طرح نبھانا چاہتے ہیں۔ لیکن میری اہلیہ اَڑ گئیں کہ میں تو باپ دادے کا مذہب نہیں چھوڑوں گی، تم اور تمہاری اولاد مرتد ہوتی ہے تو ہو۔

س:۔ اسلام قبول کرنے کے اعلان میں تو آپکی اہلیہ بھی شامل تھیں۔ اتنی مخالفت کرتے ہوئے انہوں نے کس طرح اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا؟

ج:۔ میری اہلیہ کو کافی عرصہ سے اندازہ ہو گیا تھا کہ حالات کدھر جا رہے ہیں، لیکن ان کو یقین تھا کہ میں اولاد، خاندان، رشتہ دار اور جماعت میں حیثیت اور عزت کی وجہ سے، اور دوسرے کئی دباؤ کی وجہ سے علیحدگی کا فیصلہ نہیں کر سکوں گا۔ مگر

جب بچوں نے بھی ساتھ دینے کا فیصلہ کیا، تو میری اہلیہ پہلی بار صحیح طور پر فکر مند ہوگئیں۔ آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ چاہے وہ گھر میں اکیلی رہ جائیں لیکن وہ اپنا عقیدہ نہیں بدلیں گی۔ میں نے اور بچوں نے ان کو مزید کچھ عرصہ سوچنے، سمجھنے کے لئے وقت دینے کا فیصلہ کیا۔ ہم کئی ماہ کوشش کرتے رہے وہ سننے کی روادار ہی نہ تھیں۔ آخر جس دن صبح کو میں نے ختم نبوت کی مسجد میں جانا تھا، اس سے قبل والی شام کو ان کو بتایا کہ ممکن ہے کہ میں شاید کل ہی اعلان کر دوں۔ اگر تم ساتھ آ جاؤ تو بہتر ہے، ورنہ تمہیں اپنے عقیدہ پر قائم رہنے کی آزادی ہے، بے شک چندے دو، ان کے اجلاسوں میں جاؤ، کوئی جبر نہیں، ہاں لیکن اللہ کے لئے جماعت کے ہاتھوں میں کھیل کر اپنا اور اپنے خاندان کی تباہی کا باعث نہ بننا۔ تو یہ بڑی پریشانی کے عالم میں گھر میں گھومنا شروع ہوگئیں، کبھی باغیچہ میں جا رہی ہیں، کبھی تہ خانہ میں، کبھی اوپر والی منزل میں، کبھی کمروں میں۔ کھانا بھی بڑی بددلی سے دیا۔ آخر کار انہوں نے مصلیٰ پکڑا اور نماز پڑھنا شروع ہوگئیں، اللہ سے لڑائی شروع کر دی، کہ میرا گھرانہ مرتد ہو رہا ہے، ان کو بچا لے۔ دو گھنٹے سے زیادہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ضد کرتی رہیں، آخر سجدے میں ہی رو دھو کر، تھک ہار کر سو گئیں۔ میں نے انکو سونے دیا، اُنکے سر کے نیچے تکیہ رکھا، اوپر کمبل ڈال دیا کہ جب یہ خود جاگیں گی تو آپ بستر پر چلی جائیں گی۔ جب صبح اُٹھا تو طبیعت میں اہلیہ کی وجہ سے کافی بوجھ تھا کہ یہ پاس آ کر پوچھنے لگیں کہ آج واقعی آفن باخ، ختم نبوت کے سنٹر میں جا رہے ہو، میں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر سوال کیا کہ کس وقت جانا ہے، میں نے کچھ تردد سے وقت بتایا۔ پھر پوچھنے لگیں کہ کس کس کا اعلان کرو گے، صرف اپنا یا بچوں کا بھی؟ میں نے جواب دیا کہ اپنا اور بچوں کا بھی۔ اسکے بعد ناشتہ لے کر آئیں اور بیٹھ گئیں، پوچھنے لگیں کہ کونسے کپڑے پہن کر جاؤ گے۔ میں نے کہا جو بھی تیار ہیں پہن جاؤں گا۔ کہنے لگیں کہ نہیں اللہ کے گھر میں جانا ہے؟ میں نے شلوار قمیض، ٹوپی وغیرہ ہر چیز تیار کر دی ہے۔ میں نے جو گزشتہ شام کی مقابل پر انکا اس وقت کا سکون دیکھ کر اندرونی طور پر مضطرب ہو رہا تھا، طنزیہ کہا کہ میں تو مرتد ہونے جا رہا ہوں، تمہیں اس سے کیا کہ کیا پہنوں یا کیا نہیں؟ میری بات کو نظر انداز کر کے پھر سوال کرتی ہیں کہ کیا آج واقعی اعلان کر رہے ہو؟ میں نے کہا ممکن ہے آج یا زیادہ سے زیادہ کل تک۔ پھر دوسرا سوال کیا کہ اعلان میں کون کون شامل ہے، میں نے تھوڑا سا تلخی سے کہا کہ تمہیں پتہ ہے کہ میں اور تمام بچے شامل ہیں، پھر بار بار سوال کا کیا مطلب؟ کہنے لگیں، کہ کیا میں نہیں شامل، اسپر میں نے کہا کہ اگر تم ساتھ ہو تو اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے؟ اسپر اچانک میرے لئے جیسے ہر طرف دھنک رنگ تھا، کہ اچانک کہنے لگیں کہ اسلام قبول کرنے میں مَیں بھی آپ کے ساتھ شامل ہوں! الحمد للہ، میں نے پوچھا کہ یہ فیصلہ کیسے ہوا، کہنے لگی کہ ابھی جائیں، دیر ہو جائیگی، شام کو آئیں گے تو بتاؤں گی۔ واپسی پر مٹھائی ضرور لے کر آنا اس خوشی کی۔ یقین کریں کہ مجھے اپنا گھر جو ٹوٹتا ہوا نظر آ رہا تھا، اللہ نے بچا دیا، میں اتنا جذباتی ہوا کہ تیس چالیس کلومیٹر تک خوشی سے روتا ہوا گاڑی چلاتا رہا۔

س:۔ پھر انہوں نے کیا بتایا؟

ج:۔ شام کو جب واپس آیا تو انہوں نے تفصیل سے بتایا (یہاں پوری تفصیل نہیں) کہ وہ جب دعا کر کے سو گئیں تو انہوں نے خواب دیکھا کہ ''ایک بڑا سا ہال ہے۔اس پر سرکنڈوں اور مٹی کی چھت پڑی ہوئی ہے۔ہم دونوں میاں بیوی اور ہماری بڑی بیٹی ندرت مل کر اس چھت کو ایک طرف اکٹھا کر دیتے ہیں۔ جیسے ہی وہ چھت اکٹھا ہوتی ہے، غائب ہو جاتی ہے اور اچانک ایک پختہ، سُرخ رنگ کی خوبصورت اینٹوں اور چاندی کی طرح سفید سٹیل کی پٹیوں پر مشتمل انتہائی مضبوط چھت اس ہال پر نظر آتی ہے۔ میں (پنجابی میں) کہتی ہوں کہ اصل چھت تو یہ ہے۔اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میرے دل میں خدا نے ڈالا کہ جو چھت آپ ہٹا رہے ہیں ناپائیدار ہے، لیکن پائیدار چھت اب خدا تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے براہ راست مجھے سادہ طریق سے واضح طور پر سمجھا دیا، اب میں کیوں پیچھے رہتی۔ الحمدللہ۔

س:۔ اعلان کس طرح کیا اور اس وقت آپکی کیفیت کیا تھی؟

ج:۔ ختم نبوت کے سینٹر پہنچے، کچھ دیر کی گفتگو کے بعد اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ ابھی اعلان کر دیا جائے۔ظہر کی نماز پر اعلان کرنے سے پہلے میں نے اپنے بیوی بچوں اور داماد سے مولانا صاحب کی ٹیلیفون پر گفتگو کروائی تاکہ وہ پورے یقین کے ساتھ اسکا بھی اعلان کر سکیں کہ تمام اہل خانہ ساتھ ہیں۔ اسکے بعد ظہر کی نماز کے بعد میں کھڑا ہوا چند لمحے کے لئے قادیانیت، قادیانیوں، میں گزرا وقت، قادیانی گروہ کے لئے ایک طویل عرصہ کی خدمات، اس جماعت میں عزت، والدہ، رشتہ دار، غرضیکہ لحات میں یہ سب خیال فلم کی طرح ذہن میں چلے۔ لیکن ان سب پر اللہ تعالیٰ نے میرے ضمیر کی آواز بھاری کر دی اور میری زبان پر قادیانیت پر چار حرف بھیج کر کلمہ کا ورد جاری کرا دیا اور اللہ نے اپنے فضل سے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کرا دیا۔

س:۔ آپ نے مسجد توحید، آفن باخ، جرمنی میں جب اعلان کیا تھا، جماعت کو کیسے اطلاع ہوئی؟

ج:۔ عصر کی نماز کے بعد وہاں گھر سے روانہ ہوئے۔ گھر پہنچتے ہی میں نے ایک خط مرزا مسرور، سربراہ قادیانی گروہ کے نام جماعت کی علیحدگی کا لکھ کر جرمن کے مرکز، جرمنی کی جلسہ گاہ، لندن مرکز، کولون کا ریجنل مرکز، کو فیکس کیا۔ میں نے بعض مسلم دوستوں کے مشورہ سے میں نے اپنے اس خط میں قادیانیت چھوڑنے کی وجوہ براہ راست قادیانی عقائد پر حملہ کرنے کی بجائے ہلکی پھلکی تحریر کیں، کیونکہ میں جانتا تھا کہ اب جماعت ہر طرح پیچھا کریگی اور نقصان پہنچانے کی کوشش کریگی، پھر بھی ایک کوشش تھی کہ فوری طور پر کوئی تنازع شروع نہ ہو۔ کیونکہ بعض مسائل کے لئے میں کچھ وقت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ہونی ہو کر رہی۔

س:۔ اخبارات میں کیا آیا؟ کس طرح عملی جامہ پہنایا؟

ج :۔ ہاں میں نے جنگ لندن اور دو اخبارات، اب یاد نہیں کونسے کو بھی فیکس کر دیا تھا اپنا اعلان ۔ یہ اعلان ''ویب سائٹ الحفیظ اورگ'' پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ کئی دنوں سے ایک تناؤ کی کیفیت تھی، ہسپتال سے چند دن ہوئے تھے واپس آیا تھا۔ پھر سفر کی تھکان اس لئے شام کو میں تھکا ہارا جلد سو گیا۔ دس ساڑھے دس بجے کا وقت تھا کہ ایک فون آیا، اس فون کا مجھے اتنا یاد ہے کہ ختم نبوت کا نام بتایا، اپنا نام بادا بتایا، اب پتہ نہیں آپ تھے یا بڑے بادا صاحب، انہوں نے مجھے پوچھا کہ کیا آپ نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میں نے کہا جی۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں اپنا اعلان فیکس کر دیں، فیکس نمبر دیا، میں نے کہا کہ جو اپنا خط میں نے مرزا مسرور کو بھیجا ہے وہ آپکو بھی بھجوا دیتا ہوں ۔ اگر مزید کچھ چاہیے تو صبح بات ہوگی۔ میں نے اس فیکس پر بھی اپنا وہ خط فیکس کر دیا۔ اگلے دن تو مجھے پتہ نہیں چلا، لیکن تیسرے دن مجھے پتہ چلا کہ کسی اخبار نے مجھے جرمنی کا امیر قرار دے دیا ہے۔ میں نے فوراً اس اخبار کو فیکس کی اور فون کیا مگر اس اخبار نے تردید نہیں چھاپی۔ اس اخبار سے دوسرے کئی اخباروں اور رسالوں نے اسی طرح خبر چھاپ دی کہ جرمنی کی قادیانی جماعت کے امیر شیخ راحیل نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ میرے لئے یہ بات بڑی پریشانی کا باعث بنی اور آج بھی ہے، کہ میں نے ایک نیک کام کیا جس میں پتہ نہیں کیوں اور کس طرح، اور کس نے جھوٹ ملا دیا۔ میں مقامی، ریجنل، اور مرکزی سطح پر مختلف حیثیتوں میں کام کرتا رہا ہوں لیکن کبھی ملکی سطح پر امیر، یا نائب امیر یا قائم مقام امیر بھی نہیں بنایا گیا۔ میں اب تک اپنی تقاریر اور بیانات اور کچھ مضامین میں اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں، لیکن ابھی تک مکمل طور پر یہ غلط فہمی دور نہیں ہوئی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ انٹرویو اب واضح طور پر اس غلط فہمی کو دور کر دیگا۔ انشاءاللہ۔

س :۔ اسکی کچھ تفصیل کہ قادیانیت چھوڑنے کی وجہ یا وجوہات کیا ہیں؟

ج :۔ یہ بات کچھ تفصیل طلب ہے۔ ایک انتہائی مخلص قادیانی کی زندگی میں کئی بار کچھ سوالات اُٹھتے ہیں۔ بعض سسٹم پر، بعض عہدیداروں کے رویہ یا حرکات پر، بعض کے نزدیک خلیفہ پر بھی، اور بعض پڑھے لکھے حلقوں میں کچھ اور بھی سوال اُٹھتے ہیں، لیکن ڈائریکٹ مرزا غلام اے قادیانی صاحب پر بہت کم سوال اُٹھے ہیں، اس کی بڑی وجہ تو قادیانی صاحب کی کتابوں سے اور ان کے مندرجات سے ناواقفیت ہے۔ جماعت میں جب بھی عہدیداروں پر اعتراض آتا ہے تو فوراً کہا جاتا ہے کہ ہمارے لئے خلیفہ نمونہ ہے اور اس کو دیکھو۔ دوسری بات کہ منافقوں سے بچو اور ایسے اعترض منافق کرتے ہیں۔ اور اسی ایک ''منافقوں سے بچو'' کی آڑ میں جماعت تک خبر پہنچ جاتی ہے کہ فلاں شخص یہ بات کر رہا تھا، کیونکہ وہاں جو لوگ موجود ہوں گے، ہر ایک ڈر رہا ہوگا کہ اگر میں نے خبر نہ دی، زید نے، یا بکر نے دے دی، تو کہیں مجھ سے جواب طلبی نہ ہو جائے کہ آپ نے خبر کیوں نہیں دی۔ خلیفہ کے بارے میں اگر کہیں بات ہوتی ہے تو آپس میں انتہائی معتبر دستوں میں۔ میرا کراچی میں قیام کے ددران ایک مئوقف تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود کا مصلح موعود ہونا اجتہادی غلطی ہے۔ میرا

مئوقف یہ تھا کہ مرزا غلام اے قادیانی کے بقول وہ اتنا زبردست نبی ہے جسکا انتظار ہر نبی اور، ہر ولی اور ہر مذہب کے لوگ کر رہے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ مرزا صاحب کا کام بھی اتنا زبردست ہوگا کہ کم از کم ایک صدی تک کسی مصلح کی ضرورت نہ پڑے۔ لیکن ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب کی وفات کے ۷ سال کے بعد ہی ایک نیا نبی (مصلح موعود) اصلاح کے لئے مرزا صاحب کے تخت پر براجمان ہو جاتا ہے۔ اب دو باتوں میں سے ایک بات لازمی ہے یا تو مصلح موعود کا دعویٰ غلط ہے یا پھر مرزا صاحب کا کام اتنا بودہ اور بے ہودہ ہے کہ اس کو قائم رکھنے، آگے چلانے کے لئے صرف سات سال کے بعد ایک مصلح کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ اس کا جواب مجھے کبھی نہیں ملا لیکن چونکہ میں نے اپنا اعتراض عام پبلک میں تو نہیں لیکن کھلے عام پڑھے لکھے حلقے میں پیش کیا تھا نیز میری زندگی ان کے سامنے تھی اور جماعت کے لئے خدمات بھی اس لئے منافق کا بھی لیبل نہیں لگا سکے۔ دوسرے اس قسم کے سوالوں کا ایک جواب جماعت کے پاس یہ بھی ہے کہ ضروری تو نہیں کہ ہر بات تمہاری سمجھ میں آجائے اس لئے ایمان بالغیب پر عمل کرو۔

لیکن اصل موڑ جو قادیانی جماعت اور میرے راستے الگ کرنے کا باعث بنا۔[ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/ص ۱۹۲]۔ کا پہلا آدھا صفحہ ہے۔ اس میں تین باتیں میرے سامنے آئیں، جن کی طرف اس سے قبل کبھی بھی میری توجہ نہیں ہوئی تھی۔ پہلی بات کہ مرزا صاحب کو کم فہم لوگ مسیح موعود سمجھ بیٹھے ہیں۔ دوسری یہ کہ جو کہتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح ابن مریم کا ہے وہ مفتری اور کذاب ہے، اور تیسری یہ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ مثیل کا ہے کسی اصلی مقام کا نہیں! اس عبارت نے مجھے واضح کر دیا کہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے اور میں نے مزید تحقیق شروع کر دی۔ اس طرح ہر آنے والا دن مجھ پر جماعت کی حقیقت، دجل، تحریف، تاویلات کو واضح کرتا گیا اور میرے قدموں سے جماعت کا دیا ہوا راستہ نکلتا چلا گیا۔

س:۔ آپ نے جماعت کے کس کس عہدے پر کام کیا ہے؟

ج:۔ پہلی بار مجھے آٹھ سال کی عمر میں اپنی گلی کا سائق بنایا گیا، اور اسکے بعد دو، تین گلیوں کا سائق بنایا گیا۔ پھر اپنے محلہ کا نائب منتظم اطفال۔ پھر کراچی میں اپنے حلقہ کا زعیم، سیکرٹری مال، پھر اپنی مجلس میں جو ۱۵ سے ۲۰ حلقوں پر مشتمل تھی معتمد (جنرل سیکرٹری)، ناظم اشاعت، ناظم عمومی، نائب قائد وغیرہ۔ پھر ربوہ شفٹ ہونے کے بعد وہاں مختلف ذمہ داریاں، پھر جرمنی میں گوئنگن جماعت کا جنرل سیکرٹری، پھر اس پورے علاقہ کے لئے پریس سیکرٹری۔ اسکے بعد کولون ریجن (۳/ ا جرمن علاقہ کو جماعت نے تنظیمی امور کے لئے کولون ریجن کا نام دیا تھا) کا پریس سیکرٹری، پل ہائم جماعت کا صدر اور کتنے ہی دوسرے عہدے۔ جماعت کی مرکزی اسائلم کمیٹی کا رکن اور کولون ریجن میں اسائلم سیل کا انچارج، اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تبلیغ وغیرہ وغیرہ۔ آخری عہدہ جس سے باقاعدہ جماعت سے علیحدگی سے تقریباً تین سال قبل استعفیٰ دیا تھا یہ ہیومینیٹی فرسٹ کی مرکزی کمیٹی کے رکن اور ترجمان کی حیثیت سے تھا۔

س:۔ نظام جماعت سے آپ کا کیا بنیادی اختلاف ہوا؟

ج:۔ جناب صرف سسٹم سے یا نظام جماعت سے اختلاف کے حل کا راستہ مل جاتا ہے، اور ایسے اختلافات پر نظام کے اندر رہ کر ان سے لڑنا چاہیے، جیسا کہ اکثر میں نے کیا تھا۔ مجھے تفصیلی مطالعہ اور تقابل کے بعد مرزا صاحب کی زندگی اور تعلیم کے کھلے کھلے تضادات نے جماعت سے غیر مطمئن کیا ہے، جب انکے دعاوی پر ہی یقین نہیں رہا تو پھر بحیثیت باضمیر اور بااصول شخص کے میرے لئے اس جماعت کے اندر رہنا ناممکن تھا۔

س:۔ پیچھے کچھ عرصہ قبل آپکا تحریری کام رُکا تو نہیں تھا لیکن کچھ مدھم پڑ گیا تھا، کیا اسکی کوئی خاص وجوہ تھیں؟

ج:۔ جی! اس کی بنیادی وجہ تو یہ تھی کہ جب میں نے قادیانیت کو چھوڑا تو صرف اور صرف مرزا غلام اے قادیانی کی گنجلک، متضاد، تحریفات سے پُر، تاویلات، اور بے منطق، تعلیمات کا ایک لمبے عرصے تک مطالعہ، تجزیہ اور قادیانی پڑھے لکھوں سے دوبدو گفتگو کے بعد اس باطل عقیدہ کو چھوڑا۔ اس دوران مجھے نہ تو کسی مسلمان عالم کی کوئی کتاب میسر آئی اور نہ ہی اس طرف سنجیدگی سے دھیان گیا۔ قادیانیت چھوڑنے کے بعد میں تذبذب میں تھا کہ میرا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے؟ قادیانیت کے خلاف میدان میں اتروں یا پھر بہت سے دوسرے سابق قادیانیوں کی طرح گوشہ نشین ہو جاؤں؟ اس دوران بہت سے مسلمانوں نے رابطہ کیا۔ ان میں سے ایک میرے محترم ڈاکٹر سید راشد علی، صاحب نے مشورہ دیا کہ مجھے کچھ لکھنا چاہیے۔

س:۔ آپ کے خیال میں جماعت کے چندہ جات کتنے ہیں؟

ج:۔ جناب www.ahmedi.org پر ایک صاحب ہیں ابن فیض، انہوں نے اپنے آرٹیکل جماعت کے چندہ جات میں اڑتالیس (۴۸) چندوں کی تفصیل دی ہے۔ اور میرے خیال میں انکی دی ہوئی تفصیل مستند ہے۔ اس سائٹ کے دوسرے آرٹیکلز بھی فکر انگیز ہیں۔

س:۔ مرزا طاہر کو ربوہ یا قادیان میں کیوں نہیں دفن کیا گیا؟

ج:۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان دنوں ہسپتال میں داخل تھا اور زندگی موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔ ہسپتال سے آنے کے بعد میں نے جماعت سے رابطہ بھی نہیں رکھا اور تھوڑے دنوں کے بعد میں نے جماعت چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔

س:۔ کیا آپ نے قادیانی ہوتے ہوئے کبھی نظام جماعت کے خلاف آواز اُٹھائی تھی؟

ج:۔ جی بے شمار مرتبہ، اسی لئے اکثر بڑے عہدیداروں سے میرا اصولی اختلاف ہوتا رہتا تھا۔

س:۔ جماعت بیعتوں کی جو تعداد بتاتی ہے، کیا وہ صحیح ہے یا جھوٹ پر مبنی ہے؟

ج:۔ میرا مختصر ترین جواب یہ ہے کہ جھوٹ ہے۔

س:۔ جماعت چھوڑنے کے بعد جماعت نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے۔

ج:۔ کسی شخص کے جماعت کو چھوڑنے کے بعد جماعت سے جو بھی بن پڑتا ہے کرتے ہیں۔کیا یہ غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی نہیں کہ لوگوں کو جماعت سے نکلے یا نکالے ہوئے لوگوں سے ملنے سے روکا جائے۔ بڑوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ بچوں کی زندگیاں بھی تلخ کر دیتے ہیں اور مجھے ہر طرح سے نقصان پہنچا رہے ہیں، ہراساں کر رہے ہیں، قریبی رشتہ داروں پر مکمل طور پر قطع تعلق کرنے کے لئے دباؤ ڈال رہے ہیں۔ اسکے علاوہ آج مجھ پر اور میرے خاندان پر بے بنیاد الزامات و بہتانات لگائے جا رہے ہیں، یہ الزام اسوقت کہاں تھے، جب تک میں نے علیحدگی کا اعلان نہیں کیا تھا؟

س:۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے جذبات کیا ہیں؟

ج:۔ بہت خوش ہوں، بلا تخصیص فرقہ، بے شمار مسلمان بھائیوں نے امریکہ، آسٹریلیا، یوروپین ممالک، پاکستان، سعودی عرب، عرب امارات سے، بذریعہ ٹیلیفون اور ذاتی طور پر تشریف لا کر مجھے مبارکبادیں دیں نیز بہت اچھے طریقے سے اور میری توقعات سے بہت بڑھکر خوش آمدید کہا ہے۔ اور ہر طرح سے تعاون کی پیشکش کی ہے۔اس میں کروڑ پتی بھی شامل تھے اور غریب بھی۔ میں ان سب کا دلی ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے، آمین۔

س:۔ قادیانی جماعت کے افراد کو' پال ٹاک (چیٹ ویب سائٹ)'' پر اکثر یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ آپ مرتد ہو گئے ہیں، تو کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں، کیونکہ بطور قادیانی آپکا یہ ایمان تھا کہ قادیانیت ہی اصل اسلام ہے؟

ج:۔ کیا آپ اس وقت کسی قادیانی سے انٹرویو کر رہے ہیں یا مسلم سے؟ جب میں قادیانی تھا، اس جماعت میں جو سکھایا گیا تھا اس پر آنکھیں بند کر کے یقین کرتا تھا اور پیدائش سے جماعت اور مرزا صاحب کے دجل ہر ممکن طریقے سے ذہنوں میں بٹھائے جا رہے تھے، اس لئے بھی کبھی کبھی باوجود ذہنوں میں سوال اُٹھنے کے، اور کئی کا شافی جواب نہ ملنے پر بھی جماعت کی تعلیم یا مرزا صاحب کے متعلق کبھی بنیادی شک نہ پیدا ہوا۔اس لئے میں جب قادیانی گروہ میں تھا تو اس قسم کے معاملات میں میری سوچ اسی گروہ کے مطابق تھی۔ اور اگر اب وہ لوگ میرے بارہ میں کوئی بھی رائے دیتے ہیں تو وہ اپنے پس منظر، تعلیم اور سوچ کی روح سے جماعت کا ہی مؤقف پیش کریں گے، اب وہ مؤقف دنیا کے نزدیک غلط ہے یا صحیح۔ جسکو ان میں سے بہت سے دیانتداری سے صحیح سمجھتے ہیں۔اور یکھیں جی ان کی تعلیم کے مطابق وہ اسکے علاوہ اور کچھ کہہ بھی نہیں سکتے، اور آج بھی میں اُن کے اس قسم کے فتوے سے اسی طرح اختلاف کرتا ہوں جیسا کہ میں ذاتی طور پر جماعت

کے اندر کھلے عام اس روش کی مخالفت کرتا رہا ہوں اور جماعت جن کو باہر نکال دیتی تھی یا خود جماعت چھوڑ دیتے تھے باوجودیکہ ان سے رابطہ کو سختی کے ساتھ رَد کرتی تھی لیکن میں عہدے دار ہوتے ہوئے بھی کھلے عام ان سے ملتا تھا، لین دین کرتا تھا، خوشی غمی میں شامل ہوتا تھا۔اور متعدد افراد اس بات کے گواہ ہیں۔

س:۔قادیان کا کیا مقام تھا آپ کے نزدیک؟

ج:۔میری جائے پیدائش ہے اور تھی۔ جب قادیانی تھا تو خیال تھا کہ جنم بھومی جا کر دیکھوں گا۔ ۱۹۹۶ء میں ویزہ بھی لگوایا، لیکن اللہ تعالیٰ نے رکاوٹ ڈال دی۔ قادیانیت چھوڑنے کے بعد کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ قادیان دیکھنا چاہیے۔جائے پیدائش ہے بس اس سے کم یا زیادہ میرے لئے نہیں!!!

ہاں اگر آپ میرے لئے دعا کر سکتے ہیں تو یہ دعا کریں کے اللہ تعالیٰ مجھے مدینے کی گلیاں دکھا دے۔ روزہ رسول ﷺ کی جالیاں چومنے کی سعادت نصیب ہو جائے، اب یہی ایک تڑپ ہے، یہی ایک بڑی آرزو ہے، بظاہر اس کے لئے میری صحت بہت بڑی رکاٹ ہے کہ ڈاکٹروں نے مجھے کئی سالوں سے ہوائی جہاز کے سفر سے منع کر دیا ہوا ہے۔ اور اس وقت تو پہلے سے بہت ہی زیادہ خراب صورت حال ہے۔لیکن معجزے اور کرامات بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں، ممکن ہے کہ وہ کسی نیک بندہ کی سُن لے اور کوئی معجزہ دکھا دے، جیسے ابھی اس نے بظاہر تمام ہوتی ہوئی میری زندگی کو طول دے کر کیا ہے۔الحمدللہ۔

س:۔ آپکی صحت کی موجودہ حالت بھی تسلی بخش نہیں بلکہ تشویشناک ہے، آپ سے لمبی بات کرنا بھی مشکل ہے لیکن آپ پھر بھی جہاد میں مشغول ہیں؟

ج:۔ محترم میری ساری زندگی ایک کفریہ گروہ میں گزری۔میرے پاس لمبے سفر کے لئے زادراہ کچھ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مہلت دی ہے کہ میں نے جن کاموں یا مضامین کو شروع کیا ہوا ہے، ان میں سے جتنی وہ توفیق دے مکمل کرلوں۔الحمدللہ ہسپتال سے آنے کے بعد کچھ پرانے ادھورے مضامین پر کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔لیکن کم و بیش ۴ نئے مضامین، جن میں سے ایک ستائیس (۲۷) صفحات پر، ایک تینتیس (۳۳) صفحات پر، ایک سات صفحات پر اور ایک مختصر مضمون لکھنے کی توفیق دی ہے، جو آپکی ویب سائٹ پر لگ بھی چکے ہیں۔میری دعا ہے کہ جب اِس عارضی دنیا سے میرا وقت رُخصت آئے تو اس وقت بھی میں ردقادیانیت کے کام میں مصروف ہوں، تا کہ میں سوال جواب کے وقت کم از کم یہ تو کہہ سکوں کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے پلے کچھ نہیں کہ میں تمہارے سامنے پیش کرسکوں مگر یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ میں آخری لمحہ تک جتنی آپ نے توفیق دی، رسول پاک ﷺ کی توہین کرنے والے، ان کے مقام اور نام پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے، اسلام کی تعلیم میں تحریف کرنے والے کے خلاف تیغ بکف رہا ہوں۔آپ اور قارئین ازراہ کرم اس دعا

پر آمین کہہ دیں۔آمین!

س:۔ قادیانیوں کے لئے کوئی پیغام؟

ج:۔ احمدی دوستوں کے لئے میرا پیغام یہ ہے آپ حقیقتاً رسول اللہ ﷺ کے ماننے والے ہو، اور آپ اپنے خیال میں انکی احادیث کے نتیجہ میں ان کے دعوؤں کو تسلیم کر رہے ہو، لیکن مرزا صاحب کا دعویٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول والی ایک بھی حدیث کے مطابق بھی نہیں ۔آپ سمجھتے ہو کہ وہ مہدی علیہ رضوان والی احادیث کے مطابق ہے، تو مرزا صاحب نے مہدی رضوان علیہ کی آمد کے بارے میں تمام احادیث مبارکہ کو غلط قرار دیا ہے اور مہدی کے آنے کا انکار کر رہے ہیں، اسکے باوجود بھی اپنے کو مہدی کہتے ہیں۔جس حدیث شریف کے نتیجہ میں خود کو مجدد قرار دیتے ہیں، اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ کو غبی اور درایت وفہم سے عاری قرار دیتے ہیں۔آپ سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب عاشق قرآن ہیں۔لیکن مرزا صاحب نے نہ صرف معنی، مطالب، وتفسیر میں تحریف کی ہے بلکہ براہ راست کئی آیات مبارکہ میں بھی تحریف کی ہے۔مرزا صاحب نے اکثر روزے نہیں رکھے۔خود کو رئیس قادیان کہلانے کے باوجود، گھر میں چھ کلو سونا ہونے کے باوجود کبھی زکوٰۃ نہیں دی۔حج نہیں کیا۔نمازوں میں خلاف شریعت نئی بدعات ڈال دیں۔

میری آپ سے انتہائی دردمندانہ اپیل ہے کہ مرزا صاحب کی تحریروں کو غور سے پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ ان کے دعوے اور ڈراوے ہوا بھرے غبارے ہیں۔مرزا صاحب کے کردار اور شخصیت کو پرکھیں گے تو پہاڑ کھودنے کے بعد کردار کا جو چوہا برآمد ہوگا وہ بھی مرا ہوا اور سڑاند چھوڑتا ہوا۔انکی اپنی کتب، انکے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کی لکھی ہوئی تین جلدوں میں سیرت المہدی اور ان کے اصحاب کی سیرت مرزا صاحب پر کتب کے مطالعہ سے آپ کو یہ سب کچھ نظر آئیگا، شرط یہ ہے کہ غیر جانبدار ہو کر، ضمیر کو حاظر ناظر رکھ کر پڑھیں۔لیکن وہ نہیں جو یہ آپ کو پڑھاتے ہیں یا پڑھانا چاہ رہے ہیں، بلکہ وہ پڑھیں جو یہ خود غلطی سے شائع کر چکے ہیں اور اب اسکو ایک ناجائز بچے کی طرح چھپاتے پھر رہے ہیں۔اگر آپ نے انصاف کی نظر سے پڑھکر اپنی رائے کا جائزہ لیں گے تو بلا شک وشبہ آپ خود پکار اُٹھیں گے کہ مرزا صاحب کچھ بھی ہو سکتے ہیں مگر مجدد، مسیح، مہدی، نبی وغیرہ تو بہت دور کی بات، شریف آدمی بھی نہیں ہو سکتے۔مرزا صاحب کو مان کر کوئی شخص احمدی/ قادیانی/مرزائی تو ہو سکتا ہے مگر مسلمان نہیں۔اسلام اللہ تعالیٰ کا بذریعہ خاتم الانبیاء، نبیوں کے سردار، رحمت اللعالمین، حضرت محمد مصطفٰے ﷺ فداہ نفسی، روحی کے ذریعہ انسانیت کو دیا ہوا دین ہے اور قادیانیت المعروف بہ احمدیت، زحمت اللعالم، انسانوں کی جائے عار (مرزا صاحب کا اپنے آپ کو دیا ہوا لقب)، مرزا صاحب کے ذریعہ شیطان کا، اسلام میں نقب لگا کر بنایا ہوا دین ہے۔لہٰذا یہ دو الگ الگ مذہب ہیں۔اسلام ایک پھول ہے تو قادیانیت اسکے مقابل پر ایک کانٹا ہے۔

س:۔ مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام؟

ج:۔ مسلمان بھائیوں کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ عام احمدی کو برا نہ کہو اور گالی نہ دو، پیار محبت سے ان کو بلاؤ، کیونکہ وہ مجبور ہیں، بے قصور ہیں۔ وہ صرف پڑھائے ہوئے ہی نہیں بلکہ سدھائے ہوئے ہیں۔ ڈائیلاگ اور، حکمت سے، باوجودیکہ یہ لمبا راستہ ہے مگر سیدھا ہے۔ ان میں سے بہت کو سمجھایا جا سکتا ہے۔ ان میں کافی اچھے لوگ بھی ہیں لیکن انکے لئے انکا سماجی، مذہبی اور نفسیاتی جال توڑنا اتنا آسان نہیں۔ اس جال کو توڑنے میں آپ اپنے اخلاق، حکمت اور حسن سلوک سے ان کی مدد کر سکتے ہیں۔ آپ کا سخت رویہ یا سخت الفاظ نہ صرف جماعت کے لوگوں کو وہاں سے باہر نہ نکلنے کی ہمت افزائی کریں گے، بلکہ اگر کچھ لوگ باہر آنے کا سوچ رہے ہیں یا کنارے پر پہنچ چکے ہیں ان کو بھی جماعت کے خول میں پناہ کے لئے واپس دھکیل سکتا ہے، لیکن آپکی نرمی اور حسن اخلاق انکو اسلام کی آغوش میں آنے کیلئے پُل کا کام دیں گے۔

س:۔ شیخ صاحب آپکا ہم سے بات کرنے کا اور قیمتی وقت دینے کا بہت شکریہ، انشاءاللہ آئندہ بھی آپ سے رابطہ رہے گا، شکریہ!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انٹرویو شیخ راحیل احمد صاحب

﴿محمد اسلم علی پوری صاحب، حال مقیم ڈنمارک، ایک بہت ہی سلجھے ہوئے انسان ،ملنسار، بااخلاق، اور ردِ قادیانیت وردِ عیسائیت کی دنیا میں ایک نام ور شخصیت ہیں، ماشاءاللہ اس وقت وہ دو ویب سائیٹس بھی اپنی نگرانی میں چلا رہے ہیں، ان کی ویب سائیٹ پر اکثر سابق قادیانیوں کے مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں، جو کہ نہایت ہی دلچسپ اور ایمان افروز ہوتے ہیں ان کی ویب سائیٹ www.slavesofaslave.com جو کہ رد قادیانیت کے عنوان پر اور دوسری www.holesinholy.com جو کہ ردعیسائیت کے عنوان پر ان دونوں کو دعوت اسلام پیش کر رہیں ہیں۔ اسلم صاحب کا شیخ راحیل صاحب سے بہت دوستانہ تعلق تھا، انہوں نے شیخ صاحب کا انٹرویو بھی کر رکھا تھا جو کہ آپ کی خدمت میں مطالعہ کی نظر کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد اسلم علی پوری صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے یہ انٹرویو اس کتاب مضامین راحیل کیلئے مہیا کیا۔﴾

﴿ازنوکِ قلم﴾

﴿محمد اسلم علی پوری صاحب، حال مقیم، ڈنمارک﴾

ختم نبوت کی بے نیام تلوار، قادیانیت کا ماہر اسرار شیخ راحیل احمد، نادر گفتار، بلند کردار، اخلاص شعار، راست گفتار، نیکو کار، قادیانیوں کی منافقت سے بیزار، سچائی کا پرستار، نرمئی گفتار، خوئے انکسار، ذہانت سے ضیا بار، معقولات کا علمبردار، مسلمانوں کا افتخار، تحریک ختم نبوت کا وقار، وضع دار، زود اشتعال و شرارہ پار، خوش گفتار، خوش رفتار، سخن سنجوں کا شہر یار، آہن کردار شیخ راحیل احمد، اس عظیم انسان کے ساتھ ان کے دولت کدہ (جرمنی) پر نیز ان کے ہمراہ برطانیہ کے تبلیغی دورے میں گزرے ہوئے یادگار حسین لمحات کو یہ ناچیز راقم الحروف (محمد اسلم علی پوری) اپنی زندگی کا نہایت قیمتی سرمایہ اور بخشش کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ شیخ راحیل احمد کو قریب سے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ تو ایسا نایاب انسان ہے جو خیر مجسم کے علاوہ کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ ان کی آنکھوں میں مروت تبسم میں حلاوت اور ان کے مزاج کی بے نظیر شرافت انسانی دل کو فوراً موہ لیتی ہے۔ وہ مہذب شائستہ اور صاحب علم وفضل انسان ہیں مجھ ناچیز کو یہ سوچ کر تعجب ہونے لگتا ہے کہ اس خوش رو، خوش وضع ،خوش طبع ،خوش فکر، خوش اخلاق، خوش پوشاک، خوش دماغ اور خوش مزاج رکھنے والے انسان نے ۵۵ سال کا طویل عرصہ تنگ دل، تنگ نظر اور تنگ ظرف قادیائیت میں کیسے گزار لیا؟ یہ تلخ حقیقت ہے کہ شیخ راحیل احمد جب قادیانی تھے تو ایک مخلص قادیانی ہونے کے ناطے قادیانیت کی توسیع کیلئے شدت سے سرگرم عمل تھے لیکن یہ خوبصورتی ان کی عظمت واخلاص کی دلیل ہے کہ پیدائشی قادیانی ہونے کے باوجود جب ان پر اس قادیانی فتنے کا باطل ہونا آشکارا ہو گیا تو انہوں نے اسے ترک کرنے میں لحہ بھر کا توقف نہیں کیا اور پھر اسی شدومد سے اس کا تعاقب کرتے رہے انہوں نے قادیانیت کا مکروہ چہرہ

مسلمانوں اور قادیانیوں کے سامنے پیش کیا۔وہ بلاشبہ قادیانیت کے ہفت قلزم تھے۔وہ کوہِ عزم تھے،خوف سے نا آشنا ،بات کے پکے،قول کے سچے،دھن کے پورے،اسلام کے بہترین دوست اور مرزائیت کے بدترین دشمن تھے۔وہ اس قدر ذی علم اور صاحب اخلاص کہ محبت کیے جانے اور جی بھر کر محبت کیے جانے کے قابل تھے۔ان کے افکار سے روشنی حاصل کرنے کے لئے ان سے ایک انٹرویو میں ان سے سوالات کئے گئے جن کے جوابات ان کے بے پناہ علم کی چغلی کھاتے ہیں۔قارئین کرام کے ایمان کی تازگی کے لئے ان کے خیالات کو من وعن پیش کیا جاتا ہے۔

س؛......ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا!

ج؛......میرا تعلق گوجرانوالہ کی قانون گو شیخ برادری سے ہے۔میرے پردادا شیخ نذر محمد مرحوم گوجرانوالہ میں تھانیدار تھے ۔آج بھی پرانے لوگ ان کو نذر روڈیرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

س؛......آپ کے خاندان میں قادیانیت کیسے گھس آئی؟

ج؛......میرے دادا شیخ فیض محمد کے ماموں اور سسر شیخ اصغر علی نے غالباً ۹۸،۱۸۹۷ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کی تھی ان کی تحریک پر ہی میرے پردادا شیخ فیض محمد نے ۱۹۱۳ء میں قادیانیت قبول کی۔ ۱۹۳۰ء میں جب میرے دادا فوت ہوگئے تو اس کے بعد میری دادی صاحبہ اپنے والد کے پاس قادیان میں شفٹ ہوگئیں۔

س؛......آپ کا قادیانیت کے ساتھ تعلق کیسا تھا؟

ج؛......میں تو پیدائشی قادیانی تھا۔میری پیدائش ۱۹۴۷ء میں قادیان میں ہوئی۔پاکستان آنے کے بعد سے میری مستقل رہائش ربوہ (موجودہ چناب نگر) ہی میں ہے۔میرا ایک مکان بھی ربوہ یعنی چناب نگر میں موجود ہے۔قادیانی جماعت سے میرا تعلق بہت ہی وفادارانہ اور انتہائی خادمانہ تھا۔میں نے جماعت کے ساتھ پوری اطاعت اور وفاداری کا مظاہرہ کیا ۔سب ہی مجھ سے بے حد خوش تھے۔میں نے قادیانی جماعت میں بے شمار عہدوں پر کام کیا ہے۔پہلی بار مجھے آٹھ سال کی عمر میں اپنی گلی کا سائق بنایا گیا اور اس کے بعد دو تین گلیوں کا۔پھر اپنے محلے کا نائب منتظم اطفال،پھر کراچی میں اپنے حلقہ کا ذعیم،سیکرٹری مال،پھر ۱۵ سے ۲۰ حلقوں پر مشتمل اپنی مجلس میں معتمد (جنرل سیکرٹری) ناظم اشاعت،ناظم عمومی،نائب قائد وغیرہ۔پھر ربوہ شفٹ ہونے پر وہاں مختلف ذمہ داریاں نبھاتا رہا۔۱۹۸۴ء کے آخر میں میں جرمنی شفٹ ہوگیا۔جرمنی میں مجھے گوٹنگن جماعت کا جنرل سیکرٹری پھر اس علاقہ کا پریس سیکرٹری مقرر کیا گیا۔جرمنی کے ۳/۱ علاقہ کو جماعت نے تنظیمی امور کے لئے کولون ریجن کا نام دیا تھا۔مجھے اس کولون ریجن کا پریس سیکرٹری مقرر کیا گیا۔اس طرح مجھے پل ہائم جماعت احمدیہ کا صدر،جماعت کی مرکزی اسائلم کمیٹی کا رکن،کولون ریجن میں سیاسی پناہ کی کمیٹی کا انچارج،اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری

،ہیومینٹی فرسٹ کی مرکزی کمیٹی کا رکن اور ترجمان اور اس کے علاوہ جماعت احمدیہ میں بے شمار عہدوں پر کام کرتا رہا۔ میں نے جماعت میں بے حد فعال زندگی گزاری ہے۔اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ میں نے قادیانی جماعت میں ہوتے ہوئے بھی بے شمار مرتبہ نظام جماعت کے خلاف آواز اٹھائی اور اکثر بڑے عہدیداروں سے میرا اصولی اختلاف ہوتا رہتا تھا۔

س؛......آپ کی اندھیری زندگی میں اسلام کی روشنی کیسے پہنچی؟

ج؛......میں تو باطل کے اندھیروں میں گم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے خاندان پر احسان کیا اور مجھے نورِ ہدایت سے سرفراز فرما کے فلاح دارین کا وسیلہ عطا فرمایا۔میں ۵۵ سال تک دوسرے سب قادیانیوں کی طرح اندھے یقین اور جماعت کے بزرجمہروں کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی موعود، مسیح موعود اور نبی خیال کرتا رہا۔پھر ایک مسئلہ پر گفتگو کی وجہ سے میری توجہ ایک مربی صاحب نے اپنے دلائل میں لاجواب ہونے پر (نادانستہ طور پر) مرزا قادیانی کی کتابوں کے مطالعہ کی طرف مبذول کرائی۔خاکسار نے ایک کتاب اٹھائی اور وہ جہاں سے کھلی وہاں آج تک جو جماعت نے ہمیں سکھایا تھا اس کے خلاف لکھا ہوا تھا۔میں تو حیران رہ گیا کہ یا خدایہ کیا ماجرہ ہے؟اسی لمحہ میں نے فیصلہ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں غیر جانبدار ہو کر پڑھوں گا جب میں نے ان کی کتابوں اور سیرت کا مطالعہ کیا تو مجھے مرزا قادیانی کے دعوؤں میں بے شمار تضادات نظر آئے۔مجھے احساس ہوا کہ مرزا قادیانی جھوٹا ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہے کہ ''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔

کئی برس کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا قادیانی کے تمام دعوے بے بنیاد ہیں۔دھوکہ کی ٹٹی ہیں مرزا صاحب کی جھولی میں کوئی ہیرا تو کیا صاف پتھر بھی نہیں ہے اور اگر ہے تو صرف جھوٹ ہی جھوٹ ہے مجھ پر یہ حقیقت کھلی کہ مرزا قادیانی نے یہ سارا کھڑاک اپنی روٹی کے لئے پھیلایا تھا وہ اپنی کسی بات میں سچے نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنے ان بے بنیاد خود ساختہ دعوؤں کے ذریعے خود اپنی اور اپنی اولاد کے لئے اس دنیا میں کافی سرمایہ اکٹھا کر لیا حالانکہ جب انہوں نے دعویٰ کیا تھا تو ان کی جائیداد پر اصل مالیت سے زیادہ قرضہ تھا انہوں نے اپنے ماننے والوں کو دنیا کے مال سے بھی محروم کیا اور انہیں آخرت میں جہنم کی آگ کا ایندھن بننے کے لئے چھوڑ دیا۔

س؛......مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج؛......میں اپنی رائے پیش کروں تو شاید قادیانی حضرات اسے تعصب گردانیں،آپ ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد کی کتاب ''سیرت المہدی'' کا ہی مطالعہ کریں تو مرزا صاحب کی شخصیت کا پورا نقشہ آپ کی آنکھوں کے سامنے آجائے

گا۔اس کے مطابق مرزا قادیانی پوری پوری رات نا کتخدا لڑکیوں اور نامحرم عورتوں سے اپنے جسم کو دبواتا اور اپنی خدمت کراتا تھا مرزا قادیانی کے سلوٹوں بھرے کپڑے وپگڑی سے اس کی شخصیت کا اندازہ کریں اس کے واسکٹ کے بٹن کوٹ کے کاج میں لگے ہوتے تھے، کوٹ کے بٹن قمیض کے کاجوں میں اور قمیض کے بٹن کہیں اور اٹکے ہوتے تھے۔ان کی واسکٹ اور کوٹ پر تیل کے داغ لگے ہوتے تھے۔جرابوں میں ایڑی آگے پنجہ پیچھے کی طرف ہوتا تھا۔دایاں پاؤں کا جوتا بائیں پاؤں میں اور بائیں پاؤں کا جوتا دائیں پاؤں میں ہوتا تھا۔جوتے کی ایڑی بٹھائی ہوتی تھی جب چلتے تو ٹھپ ٹھپ کی آواز آتی تھی۔استنجا کے ڈھیلے اور گڑ کی ڈلیاں ایک ہی جیب میں رکھتے تھے۔مرزائی یہ پڑھ کر اپنے ایمان سے کہیں کہ کیا ایک نارمل انسان کا حلیہ ایسا ہوتا ہے، نبی ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔

س؛......آپ نے اسلام کس طرح قبول کیا؟

ج؛......جب میں نے زندگی میں پہلی دفعہ مرزا قادیانی کی کتابوں کا تفصیلی مطالعہ کیا تو مجھے مرزا صاحب کی زندگی ان کی تعلیمات اور ان کے عمل میں کھلا تضاد نظر آیا اس کے بعد مجھے ان کے دعوؤں پر یقین ہی نہ رہا۔اور جب میرا ان کے دعوؤں سے ہی یقین اٹھ گیا تو بحیثیت ایک باضمیر اور بااصول شخص کے میرا اس جماعت کے اندر رہنا ناممکن تھا۔پہلے میں نے عملی طور پر جماعت سے تعلق ختم کیا اور پھر اعلانیہ طور پر جماعت سے تعلق توڑ لیا۔

لیکن میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ میری بیوی تھی۔جس صبح کو میں نے اسلام قبول کرنا تھا اس رات کو میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ کل صبح میں تو اسلام قبول کرنے جارہا ہوں کیا تم بھی میرے ساتھ مسلمان ہونا چاہتی ہو؟ میری بیوی نے سختی سے قادیانیت چھوڑنے سے انکار کر دیا۔میں ساری رات بستر پر لیٹا ہوا بس یہی سوچتا رہا کہ عمر بھر ساتھ دینے والی میری اس بیوی کا ساتھ کل صبح چھوٹ جائے گا، اور ہم دونوں کل ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو جائیں گے۔یہ خیال آتا تو میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آجاتے۔میں صبح اسلام قبول کرنے کے لئے جانے لگا تو میری بیوی بھی میرے ساتھ جانے کے لئے تیار بیٹھی تھی۔میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اسے رات کو خواب میں اشارہ ہوا ہے کہ اصل اسلام وہ ہے جو تمہارا خاوند قبول کرنے جارہا ہے۔میں نے اسے کہا کہ تم کتنی خوش قسمت ہو کہ جس راستہ کو تلاش کرنے میں مجھے برسوں لگے اس راستہ کو تم پل بھر میں پا گئیں۔میرے سمیت الحمدللہ کل دس افراد نے اسلام قبول کیا۔ان میں میری اہلیہ، چھ بچوں، داماد، اور میرا چھوٹا نواسہ بھی شامل ہے۔عقیدہ خدا سے انسان کا ذاتی معاملہ ہے۔ہر شخص اپنے اعمال کا خود ہی ذمہ دار ہے۔میں انہیں سمجھاتا رہا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر آپ قادیانی رہنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔مسلمان ہونے کے بعد بھی ان سے میں نے یہ بار بار کہا کہ آپ اپنے فیصلے پر کسی وقت بھی نظر ثانی کر سکتے ہیں۔دراصل میں ان پر مذہب تبدیل کرنے کے لئے دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔میں چاہتا تھا کہ وہ دل سے اسلام قبول کریں میرے ایک

سگے ماموں، میری خالہ ان کے بچے، میرا تقریباً سارا ننھیال، میرے دادا مرحوم کے بہن بھائی کے علاوہ بھی میرے خاندان کے کچھ افراد قادیانی جماعت سے لاتعلق ہو چکے ہیں۔

س:...... قادیانی جماعت چھوڑنے کے بعد قادیانی جماعت کا آپ کے ساتھ رویہ کیسا رہا؟

ج:...... اگر کوئی شخص جماعت کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر جماعت سے جو بھی بن پڑتا ہے وہ کرتی ہے ان نکلے ہوئے یا نکالے ہوئے لوگوں سے قادیانیوں کو ملنے سے روک کر غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی امر کا مظاہرہ کیا جاتا ہے ان کے بچوں تک کی زندگی تلخ کر دی جاتی ہے۔ میرے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔ ربوہ میں مجھ پر حملہ کیا گیا میرے قریبی رشتہ داروں کو مجھ سے ملنے نہیں دیا جاتا مجھ پر اور میرے خاندان پر بے بنیاد الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ پروپیگنڈہ اپنے عروج پر ہے لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ خدا نے مجھے اسلام کی نعمت دی ہے اس سے بہتر نعمت دنیا میں اور کیا ہو سکتی ہے؟ میں اور میرا خاندان اس نعمت ملنے پر بے حد خوش ہیں۔

س:...... اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے جذبات کیا ہیں؟

ج:...... میں بے حد خوش ہوں، بلا تخصیص فرقہ، پارٹی میرے بے شمار بھائیوں نے امریکہ، آسٹریلیا، یورپین ممالک عرب ممالک پاکستان اور دیگر ممالک سے بذریعہ ٹیلی فون اور ذاتی طور پر تشریف لا کر مجھے مبارک دی نیز بہت ہی اچھے طریقے سے اور میری توقعات سے بڑھ کر خوش آمدید کہا ہے اور ہر طرح سے تعاون کی پیش کش کی ہے۔ ان میں کروڑوں پتی بھی شامل تھے اور غریب بھی۔ میں ان سب کا ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے آمین۔ اب میں خود کو ایک آزاد انسان محسوس کر رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی اصل آزادی ہے۔ بہت سے معاملات میں میرے ذہن پر جو بوجھ تھا وہ ہٹ گیا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کسی قادیانی کے گھر میں بھی عام طور پر مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی کوئی تصویر نہیں ہوتی لیکن مرزا قادیانی کی تصویر ہر گھر میں ملتی ہے اس لئے وہاں تربیت ہی ایسے کی جاتی ہے جب میں بھی قادیانی تھا تو اس وقت میرے ذہن میں بھی مکہ اور مدینہ کے لئے کوئی خاص بات نہ تھی، اب مجھے ان شہروں سے محبت ہے۔

س:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیوں کیا؟

ج:...... مرزا صاحب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے تھے۔ خاتم النبیین کا ترجمہ بھی انہوں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں ''ختم کرنے والا ہے نبیوں کا'' کیا ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کا آنا جائز نہیں سمجھتے تھے دیکھئے [ازالہ اوہام/ رخ جلد ۳/ صفحہ ۵۱۱] وہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے اندر خود ہی لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ

ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ ان کے وہی عقائد ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے اور حیات ونزول مسیح علیہ السلام کے چودہ سو سالہ متفقہ مسلمانوں کے عقائد سے کم وبیش ۵۲ سال تک متفق رہے۔ ان کے عقائد میں اس وقت تبدیلی آنی شروع ہوئی جب ان کو بشیر اوّل کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہسٹیریا اور مراق وغیرہ کے دورے پڑنے شروع ہو گئے دیکھئے [سیرت المہدی/حصہ دوم/صفحہ ۵۵] پہلے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا پھر مجدد بنے پھر عیسیٰ ابن مریم بن گئے پھر (معاذ اللہ) حضور سے بھی افضل بن کر خدا ہی بن بیٹھے۔ [سراج منیر/رخ جلد ۱۴/صفحہ ۵] پھر نبوت کے دعوے سے انکار کر جاتے ہیں [مجموعہ اشتہارات/جلد ۱/صفحہ ۴۳۰] یہ دو اکتوبر ۱۸۹۱ء کو خط لکھ کر نبوت کا انکار کیا گیا۔ پھر ۳ فروری ۱۸۹۲ء کو نبی کے دعوے سے منکر ہو گئے [مجموعہ اشتہارات/جلد ۱/صفحہ ۳۱۳] پھر ان کے مالیخولیا نے انہیں چین نہ لینے دیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ [دافع البلاء/رخ جلد ۱۸/صفحہ ۴۳۱] پھر حضورؐ سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ کر دیا [اربعین/رخ جلد ۱۷/صفحہ ۴۳۵] پہلے خدا کا بیٹا بنا [البشریٰ/جلد اول/صفحہ ۴۹] پھر خود ہی خدا بن گیا [کتاب البریہ/رخ جلد ۱۳/صفحہ ۱۰۵، ۱۰۳] ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا [نور الحق حصہ دوم/رخ جلد ۸/صفحہ ۲۷۴] تو وہ بقول خود ۵۲ سال تک حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے عقیدہ پر کیسے قائم رہے؟ انکی یا تو پہلی بات غلط ہے اور یا پھر یہ دوسری!

س؛......آپ نے موجودہ خلیفہ کو تین معرکتہ الآراء خط لکھے ہیں آخر کیوں؟

ج؛......میں بھی ربوہ کا رہنے والا ہوں مرزا مسرور بھی ربوہ کا رہنے والا ہے اس لئے خلیفہ مسرور کا مجھ پر حق تھا اور میرا فرض بھی تھا کہ اسے سیدھے راستے کی طرف بلاؤں اور آگ سے بچاؤں چنانچہ میں نے اپنا فرض نبھا دیا ہے اب وہ مانے نہ مانے اس کی مرضی ہے۔

س؛......موجودہ خلیفہ مسرور احمد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج؛......میں کچھ نہیں کہتا لوگ اس خلیفہ پر مئوکد بہ عذاب کی قسمیں کھا کر طرح طرح کے الزام لگا رہے ہیں۔ ان کے احترام کا حال یہ ہے کہ ایک مربی کا خلیفہ کے کمرے میں بلاوا آتا ہے تو دوسرا مربی پوچھتا ہے کہ کیا تیل کی شیشی جیب میں ہے؟

س؛......آپ اپنے سابق ساتھیوں اور رشتہ داروں یعنی قادیانیوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔

ج؛......میرے قادیانی دوستو! آپ خود غور سے مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھیں تو آپ بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ وہ جھوٹا اور دھوکہ باز انسان تھا۔ اب بھی ہوش کرو کہ کن کے ہاتھوں میں اپنا ایمان، مال ودولت، وقت، عزت وآبرو، اولاد اور خود کو

گروی رکھا ہوا ہے۔وہ بھی کسی چیز کے بدلے میں نہیں۔انہوں نے تمہادی دنیا تو چھین لی ہے اب بھی آنکھیں نہ کھولو گے تو آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔مجھے آپ سے ہمدردی ہے میں نے آپ کے درمیان زندگی کے ۵۵ سال گزارے ہیں تمہارا یہ مذہب تمہارے اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک تاریک پردے کی طرح حائل ہو گیا ہے اس پردے کو پرے ہٹاؤ گے تو نورِ خدا کا جلوہ دیکھ سکو گے۔میں آپ کا یا جماعت احمدیہ کا دشمن نہیں ہوں بلکہ آپ سب کو دوزخ کی آگ سے بچانا چاہتا ہوں اور آپ کا سابق ساتھی ہونے کی بناء پر آپ کا یہ مجھ پر حق بھی ہے۔یہ دنیا چندروزہ ہے لیکن اصل اور ہمیشہ کی زندگی آگے کی ہے۔اس کی فکر کریں اور کفریہ عقائد پر لات مارتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائیں،آپ کو عزت ملے گی،خوف سے نجات مل جائے گی۔سوچو کس کے پیچھے لگے ہوئے ہو!تمہیں بتلایا جاتا ہے کہ تمہارا خلیفہ ہر سال بے شمار بیعتوں کا دعویٰ کرتا ہے کیا تم نے لوگوں کو بیعت کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا ہے؟بس ہر شہر والے یونہی کہتے ہیں کہ ہمارے شہر میں تو لوگ سست ہیں دوسرے شہروں میں بڑا کام ہو رہا ہے حالانکہ یہ صرف کاغذی کام کا پروپیگنڈہ ہے اس پروپیگنڈے سے اپنی جان چھڑاؤ اور اپنی اور اپنے خاندانوں کی عاقبت خراب ہونے سے بچاؤ۔جعلی مدعیان نبوت سے بچو،جماعت احمدیہ کی بنیاد جھوٹے الہامات،جھوٹی قسموں،جھوٹی پیشگوئیوں اور مال وزر کی ہوس پر رکھی گئی ہے۔اپنی جماعت کے ممبروں اور عہدیداروں کے کردار ہی پرکھ لیں کہ وہ کن راستوں پر چل رہے ہیں۔تمہارے عہدیدار بھی عبادت سے بھاگتے ہیں آپ کی عبادت گاہوں میں حاضری کی جھوٹی رپورٹیں مرکز کو بھیجی جاتی ہیں۔جرأت کریں اس دھوکہ سے باہر نکل آئیں۔مجھے خدا نے اس جال سے نکال لیا ہے۔خدا کے لئے آپ بھی اس جال سے نکل آئیں۔

یہی میری آپ سے اپیل ہے خلیفہ صاحب!آپ بھی یہ غلط عقیدہ چھوڑ دیں!خدا آپ کا حامی وناصر ہو،آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الفتویٰ انٹرنیشنل نمبر ۳۰ (AlFatwa International no,30)

شیخ راحیل احمد صاحب کا قبول اسلام

(ستمبر ۲۰۰۳ء تا فروری ۲۰۰۴ء / رجب ۱۴۲۴ھ تا محرم الحرام ۱۴۲۵ھ)

مدیر: ڈاکٹر سید راشد علی عرب امارات

جرمنی کی خبریں شیخ راحیل احمد کا قبول اسلام

شیخ راحیل احمد پیدائشی احمدی قادیانی تھے اور جرمن جماعت میں بہت فعال تھے۔ جماعت کے کئی عہدوں پر فائز رہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اگست ۲۰۰۳ء میں انہوں نے مع اپنے خاندان، بیٹیوں اور داماد کے احمدیت سے برأت کا اعلان کر کے اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا!

''پچھلے کئی سال کے مطالعہ اور غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ قادیانی گروپ کوئی اسلامی فرقہ نہیں بلکہ مذہب کے نام پر پیسہ اکٹھا کرنے والا ادارہ ہے۔ میں طویل عرصہ تک جماعت احمدیہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہا ہوں۔ اس وجہ سے بعض ایسی باتیں میرے سامنے آئیں کہ میں نے مناسب سمجھا کہ میں اس جماعت سے علیحدگی اختیار کرلوں اور اسلام کے نام پر استحصالی نظام توڑ کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح غلامی میں آجاؤں''۔

(بحوالہ روزنامہ امت اخبار کراچی/ بتاریخ ۲۷/ اگست ۲۰۰۳ء)

۷ ستمبر ۲۰۰۳ء کو ختم نبوت کانفرنس کے نام اپنے پیغام میں شیخ راحیل احمد صاحب نے فرمایا!

''یہ جو قبول اسلام کی سعادت ملی ہے مجھے اور میرے خاندان کو، اس میں میرا اپنا کوئی کمال نہیں اور کوئی حصہ نہیں بلکہ قرآن پاک کی ابدی صداقت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کے نور سے نوازتا ہے اور جو ہدایت نہیں چاہتے انہیں ظلمت (کفر) کے اندھیروں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ خدائے واحد لاشریک نے ہمیشہ مجھ پر فضل کئے ہیں لیکن اب سب فضلوں سے بڑھ کر فضل مجھ سے بے مایہ پر کیا کہ میں جس نے قادیانیوں کے گھر آنکھ کھولی اور قادیانیت کی تیسری، چوتھی نسل تھی۔ اور خالص قادیانی ماحول میں سدھایا گیا (ہاں بھائیو! قادیانیت میں بندہ پرورش نہیں پاتا بلکہ سدھایا جاتا ہے) ربوہ میں تعلیم پائی اور عمر بھر مختلف عہدوں پر فائز رہا اور ۵۶ سال کی عمر میں خدائے پاک مجھے ظلمت سے نکال کر روشنی میں لایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل یہیں پر ہی نہیں رکتا بلکہ میرے ساتھ میرے خاندان کے مزید نو ۹، افراد کو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے جلائی ہوئی شمع کی روشنی میں لا بٹھاتا ہے۔ اور اپنے حبیب کے صدقے مجھے میرے خاندان کے ساتھ قبول حق کی توفیق دی، الحمد للہ''۔

آپ نے مسلمانوں کے نام پیغام میں فرمایا!

''ایک چیز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ عام قادیانی سے محبت سے پیش آئیں،اس کو گالی مت دیں،وہ غریب تو سدھایا ہوا ہے،اس کے لئے دعا کریں۔حکمت کے ساتھ اس سے بات کریں،اور وفات مسیح علیہ السلام یا ختم نبوت کے مسئلہ کی بجائے جناب مرزا صاحب کی ذات و کردار کی طرف توجہ دلائیں،جو بہت ضروری ہے۔آپ قادیانی دوستوں سے پوچھئے کہ وہ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہیں؟وہ آپ کو بتائیں گے کہ وہ مسیح موعود مانتے ہیں یا محدث مانتے ہیں ،تو اب ان سے کہیں کہ آئیں مرزا صاحب کی ذات اور شخصیت پر گفتگو کرتے ہیں۔اوران سے پوچھیں اگر مرزا صاحب اپنی تحریروں،قول،گفتگو،واپنے صحابہ کی تحریروں اوران کی اپنی اولاد کی تحریروں سے ہی اس حیثیت کے اہل ثابت نہ ہوں تو پھران کا کیا ردعمل ہوگا۔ان سے کہیں کہ مرزا صاحب کی کریڈیبلٹی ثابت کر دوتو پھر کسی بات کی ضرورت نہیں۔اس موضوع کو عام آدمی بھی ڈسکس کر سکتا ہے۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اس میدان میں کبھی نہیں ٹھہر سکیں گے۔ان کی زندگی کے ایسے گوشے دبیز پردوں میں چھپائے گئے ہیں،مگر علمائے حق نے عرق ریزی کے ساتھ ایسے ایسے گوشوں کو بھی کھنگالا ہے کہ بندہ ان کاوشوں پر عش عش کر اٹھتا ہے۔ان کی آنکھوں پر جیسی بھی عینک چڑھائی گئی ہو۔جب آپ حکمت سے ان کے سامنے یہ چیزیں پیش کریں تو ان پر ضرور اثر ہوگا،انشاء اللہ۔

میں پچھلے کئی سالوں کے مطالعے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ یقیناً اسلام نہیں،اور نہ ہی اسلامی فرقہ ہے۔بلکہ ایک نیا مذہب ہے جو آکاس بیل کی طرح اسلام کے درخت پر چڑھا دیا گیا ہے۔اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور احمدیت کے بانی مرزا غلام احمد صاحب تھے۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر کوئی بھی شخص مسلمان ہو سکتا ہے۔لیکن مرزا صاحب کو مان کر کوئی شخص صرف احمدی قادیانی تو ہو سکتا ہے مگر مسلمان نہیں۔کیونکہ اسلام اللہ کا عطا کردہ دین ہے۔اور قادیانیت انسان کا بنایا ہوا مذہب ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی حضرات کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی پڑھتے ہیں لیکن اس میں وہ اسم محمد میں مرزا صاحب کو شامل سمجھتے ہیں،اگر کوئی انکار کرے تو اسے کہیں کہ مرزا بشیر احمد (ابن مرزا غلام احمد قادیانی) کی کتاب کلمۃ الفصل پڑھ لے۔لیکن جب مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں تو خدا کی قسم اس میں کوئی ملونی نہیں ہوتی اور وہ کلمہ خالص محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہوتا ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کبار کی جماعت پیدا کر کے گئے تھے اور مرزا صاحب صرف منافقین کی جماعت پیدا کر کے گئے ہیں۔جماعت احمدیہ میں صرف وہی رہ سکتا ہے جو منافق بن کر رہے۔خود مرزا محمود صاحب کی کی منطق کے مطابق ۹۹ فیصد سے زیادہ احمدی منافق ہیں۔جماعت احمدیہ مذہب کے نام پر پیسہ اکٹھا کرنے والی جماعت ہے۔جو چندہ نہیں بلکہ جگا ٹیکس لیتی ہے''۔

احمدیوں/قادیانیوں کے نام آپ نے اپنے پیغام میں فرمایا!

''اب میں اپنے احمدی/قادیانی دوستوں سے (جو یہاں موجود ہیں اوران کی وساطت سے باقی دوستوں سے)ایک سوال کرتا ہوں کہ چلیں ہم کچھ دیر کے لئے آپ کی بات مان لیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نبی ہیں۔نبی کی

دعائیں اس کی امت کے لئے اللہ قبول کرتا ہے یانہیں۔اور نبی کی دعاؤں میں اس کی امت میں نیک متقی، پرہیز گار اور امامت کے قابل لوگوں کے پیدا ہونے کی دعا شامل ہوتی ہے یانہیں؟اب یا تو مرزا صاحب کی دعاؤں کی قبولیت نہیں تھی یا پھرانہوں نے اپنی امت میں نیک لوگوں کے پیدا ہونے کی دعا ہی نہیں کی،دونوں طرح سے ان کی نبوت مشکوک ٹھہرتی ہے، کیونکہ جماعت کے دعویٰ کے مطابق، جماعت کی تعداد بیس کروڑ ہے(حالانکہ تعداد محل نظر ہے،مگر وقتی طور پر یہ بھی مان لیتے ہیں) کیا بیس کروڑ احمدیوں میں ایک بھی تقویٰ،یا پاکیزگی اور دیانت وقیادت کے معیار پر پورا نہیں اترتا تھا،جس کو آپ خلیفہ بنا سکتے۔کیا تقویٰ، پاکیزگی اور قیادت کے قابل صرف مرزا صاحب کا خاندان ہے،جب آپ اس جماعت میں رہ کر پچھلے ایک سو سال سے زیادہ کے عرصہ میں بھی،خاندان مرزا غلام احمد صاحب سے باہر ایک بھی متقی نہیں پیدا کر سکے تو پھر آپ کے لئے قابل غور لمحہ ہے کہ اس بانجھ جماعت میں آپ کو کیا مل رہا ہے۔آیئے اسلام میں آیئے ،آج بھی امت محمدیہ میں آپ کو لاکھوں متقی ملیں گے صرف آپ مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیجئے۔ان کی کتابیں دیکھئے،ان کے اقوال پڑھئے،ان کے صحابہ کی تحریریں دیکھئے،ان کے بیٹوں کی تحریریں دیکھئے لیکن وہ تحریریں نہیں جو یہ آپ کو دکھاتے ہیں بلکہ وہ جوانہوں نے شائع کیں اوراب وہ ان کو چھپاتے پھرتے ہیں۔تو یقیناً میری طرح آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مرزا صاحب کچھ بھی ہو سکتے ہیں مگر نبی محدث نہیں ہو سکتے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی روشنی میں رکھے اور آپ کو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی غلامی میں آنے کی توفیق دے،آمین''۔

(شیخ راحیل احمد از جرمنی/۶ستمبر ۲۰۰۳ء پیغام بنام ختم نبوت کانفرنس)

شیخ راحیل احمد صاحب کا احمدیت سے تائب ہونا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے احمدیوں میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔جماعت کے سرکردہ حضرات بمع خلیفہ صاحب کے اس چیز کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جماعت کی طرف سے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق اب ان کی کردار کشی کی مہم جاری ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الفتویٰ انٹرنیشنل نمبر۳۲

AlFatwa International no,32

(اکتوبر ۲۰۰۴ء تا جنوری ۲۰۰۵ء / رمضان المبارک تا ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ)

﴿عرب امارات UAE سے شائع ہونے والا رسالہ اور نیٹ کی دنیا پر موجود الفتویٰ نامی میگزین﴾

معزز قارعین کرام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

فارسی کا مشہور مقولہ ہے: رحمت خداوندی بہانہ می جوید (خدا کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے) قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ دکھ، بیماری، تکلیفیں اور موت زندگی کا حصہ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی آزمائش کے لئے نازل ہوتی ہیں اور ان پر صبر کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرتے ہیں اور اجر عطا فرماتے ہیں۔ گویا دکھ بیماری وغیرہ اگرچہ بظاہر زحمت معلوم ہوتی ہیں مگر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

مگر قادیانی/احمدیہ مذہب میں دکھ، بیماری کے بارے میں بالکل ہی مختلف نظریہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ، بانی جماعت احمدیہ، کی کتب اور جماعت کے دیگر لٹریچر کا مطالعہ کیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ دکھ بیماری وغیرہ کو عذاب الٰہی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ان کے اس نظریہ کا بھی، مرزا صاحب کے دیگر عقائد کی طرح دوہرا معیار ہے۔ یعنی عذاب الٰہی اسی وقت تک سمجھا جاتا ہے جب کوئی مخالف اس کا شکار ہو۔ خود اس بیماری کا شکار ہوں تو جماعت کے حلقوں پر ایک پراسرار سی خاموشی طاری ہو جاتی ہے یا پھر تاویلات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ کوئی مخالف یا مرزا صاحب کی جماعت چھوڑ کر مسلمان ہو جانے والا شخص کسی مشکل میں گرفتار ہو جائے یا بیمار ہو جائے یا قضائے الٰہی سے مر جائے تو جماعت کی پراپیگنڈہ مشینری فوراً حرکت میں آجاتی اور اس کو مرزا صاحب کی توہین کے نتیجے میں عذاب الٰہی قرار دیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی صاحب کا بھی اپنے مخالفین کے ساتھ یہی طرز عمل رہا۔ ساری عمر ہسٹیریا اور طاعون وغیرہ کو عذاب الٰہی گردانتے تھے مگر اس میں بھی اپنی دوغلی پالیسی سے باز نہیں آتے تھے۔ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں!

’’پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائے گا...... پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا کہ اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور ہمارے دشمن نیست ونابود ہوں‘‘۔

[تتمہ حقیقت الوحی، حاشیہ/ روحانی خزائن جلد۲۲/صفحہ ۵۶۸ تا ۵۷۰]

مرزا صاحب اپنی منہ مانگی موت (ہیضہ) کا شکار ہوئے، خلیفہ ثانی مرزا محمود برسوں فالج زدہ اور پاگل رہنے

کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوا، خلیفہ چہارم مرزا طاہر احمد پر مباہلے کے نتیجے میں فالج کا حملہ ہوا...... غرضیکہ بے شمار مثالیں موجود ہیں جو عذاب الٰہی کی واضح نشانیاں تھیں مگر جماعت کے احباب کو وہ نظر نہیں آتیں۔ ہاں مخالفینِ جماعت کی معمولی تکالیف کو بھی عذاب الٰہی قرار دینے میں نہ مرزا صاحب کبھی چوکے اور نہ جماعت کی پراپیگنڈہ مشینری کسی سے پیچھے رہی۔

گزشتہ سال جرمنی کی جماعت احمدیہ کے ایک اہم رکن، شیخ راحیل احمد صاحب جو کہ پشتوں سے قادیانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے احمدیت وقادیانیت کو ترک کرکے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اسلام لانے سے پیشتر آپ دل کے شدید عارضہ میں مبتلا رہے اور جماعتی احباب کے خیال کے مطابق قریب المرگ تھے۔ مگر بحمد اللہ اسلام لاتے ہی آپ کی بیماری میں افاقہ ہوگیا اور آپ اپنا فرض سمجھ کر تندہی کے ساتھ مرزا صاحب کے باطل عقائد کا پردہ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے سے چاک کرنے میں مصروف ہوگئے۔ اس سلسلے میں گذشتہ ماہ آپ نے پاکستان کا سفر کیا اور وہاں کے مختلف شہروں میں جلسوں میں مسلمانوں اور احمدی احباب سے خطاب کیا۔ سوئے اتفاق سے سفر کے اختتام پر آپ بیمار ہوگئے اور اسلام آباد کے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ وہاں سے آپ کو جرمنی کے ہسپتال میں منتقل کردیا گیا۔ اگرچہ آپ ابھی بھی ہسپتال میں زیر علاج ہیں مگر کل (۱۴ نومبر ۲۰۰۴ء) جب میری ان سے فون پر گفتگو ہوئی تو عید کے موقع پر آپ کو دو دن کے لئے گھر جانے کی اجازت دی گئی تھی۔ جماعتی حلقوں کی طرف سے جس قسم کا پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے اس کی ایک جھلک مندرجہ ذیل خط میں نظر آتی ہے جو کہ احمدی آرگ نامی انٹرنیٹ ویب سائٹ پر شائع کیا گیا ہے۔

''اب شیخ راحیل جو حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کے خلاف بدزبانی کررہا ہے اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا اور زندگی میں دے کر نشان عبرت بنادیا ہے۔ احمدی آرگ اگر تجھ میں ہمت ہے اور جو تو کہتا ہے کہ میں جھوٹے کو بے نقاب کرتا ہوں تو میرا یہ خط بغیر کسی کانٹ کے لگاؤ تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ سچے مسیح موعود کی مخالفت کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ جاؤ جا کر دیکھ لو کہ اب پاکستان کے شہر اسلام آباد میں راحیل کس طرح اپاہج پڑا ڈاکٹر ڈوئی کی طرح ہاتھ پاؤں ہلانے سے بھی قاصر ہے۔ اس نے مسیح موعود کی توہین کی اور اللہ تعالیٰ کی ذات نے اسے اس سرزمین پر لے جاکر ذلیل وخوار کیا جہاں اس نے اس کے مسیح کی توہین کی۔ اب شیخ راحیل نشان عبرت ہوگا۔ ہماری جماعت کے لوگوں نے اسلام آباد کے ہسپتال میں دیکھا کہ وہ نہ تو چل سکتا ہے اور نہ ہی اپنی اس زبان سے بات کرسکتا ہے جو اللہ کے پیارے کے خلاف چلتی تھی۔ لگاؤ میرا یہ خط تا دنیا کو پتا چلے کہ اس کے مہدی اور مسیح کی مخالفت کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ایک نہ ایک دن تو پیش ہوگا فنا کے سامنے، فقط ایک احمدی''۔ از ربوہ۔ (خط مطبوعہ احمدیہ گزٹ اشاعت اکتوبر ۲۰۰۴ء ahmedi.org)

معزز قارئین! یہ خط قادیانی/احمدی ذہنیت کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے میں احمدی حضرات اپنے جھوٹے نبی سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہیں۔ شیخ راحیل احمد صاحب سے میری ۱۳، اور ۱۴ نومبر ۲۰۰۴ء کو

تفصیلی گفتگو ہوئی ہے جس میں شیخ صاحب نے احمدیت کے خلاف اپنے قلمی اور تقریری جہاد کے آئندہ پروگرام پر تبادلہ خیال کیا۔ ان کو عید کے موقعے پر دو دن کے لئے گھر آنے کی ڈاکٹروں نے اجازت دی ہے۔ ان حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چلنے پھرنے پر اور بات چیت کرنے پر قادر ہیں۔ مگر کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق احمدی پراپیگنڈہ مشینری جماعتی احباب کو کسی بھی طرح یقین دلانا چاہتی ہے کہ احمدیت چھوڑنے کے نتیجے میں شیخ راحیل احمد صاحب عذاب الٰہی کا شکار ہوئے تا کہ اگر کسی اور کے ذہن میں جماعت چھوڑنے کا خیال پرورش پا رہا ہو تو وہ خوفزدہ ہو کر اس خیال سے دستبردار ہو جائے۔

چونکہ بیماری مرزا صاحب اور انکی جماعت کے نزدیک عذاب الٰہی کی علامت ہے چنانچہ آیئے اسی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے مرزا صاحب کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کن بیماریوں کا شکار رہے۔ یہ فیصلہ قارئین کریں گے کہ مرزا صاحب کس حد تک عذاب الٰہی کا شکار رہے اور یہ کہ کیا ایسی بیماریوں کا حامل شخص اللہ کا نبی ہو سکتا ہے؟ ذیل کی تحریر شیخ راحیل احمد صاحب کی قلمی کاوش کا نتیجہ ہے۔

فقط: ڈاکٹر سید راشد علی

[از دبا الفجیرہ عرب امارات مورخہ ۱۵ نومبر ۲۰۰۴ء]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ضمیمہ (خبریں)

جرمنی میں قادیانی جماعت کے اہم ذمہ دار نے خاندان سمیت اسلام قبول کرلیا

شیخ راحیل احمد پیدائشی قادیانی تھے اور مرکزی جماعت کے اہم عہدوں پر فائز تھے جماعت احمدیہ کوئی اسلامی فرقہ نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنا ضروری سمجھا شیخ راحیل احمد

لاہور ۲۷/اگست جرمنی کی جماعت احمدیہ کے سربراہ اور عالمی جماعت کے مرکزی رہنما شیخ راحیل احمد نے قادیانی مذہب سے توبہ کرتے ہوئے اسلام قبول کرلیا ہے۔ان کے داماد سمیت خاندان کے دیگر ۹/افراد نے بھی جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کرلی۔

ذرائع کے مطابق شیخ راحیل کی عمر ۵۶ سال ہے وہ قادیان میں پیدا ہوئے اور بعد ازاں ربوہ منتقل ہو گئے ۔ پیدائشی قادیانی ہونے کے سبب جماعت احمدیہ کے متحرک رکن کے طور پر طویل عرصے تک کام کرتے رہے۔وہ گذشتہ کئی سالوں سے مرکزی جماعت کے اہم عہدوں پر فائز رہے۔اور بعد ازاں جرمنی منتقل ہونے کے بعد انہیں قادیانی جماعت جرمنی کا ذمہ دار نامزد کر دیا گیا۔انہوں نے پاکستان میں قادیانیوں کے سیاسی حالات اور حکومتوں کی جانب سے قادیانی مخالف اقدامات پر دو کتابیں بھی تحریر کی ہیں۔شیخ راحیل احمد انٹرنیٹ کے ذریعے بھی قادیانیوں کی جانب سے مناظروں اور مباحثوں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ان کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی اور اسلام قبول کئے جانے کی اطلاع مرزا مسرور احمد کو گذشتہ روز جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں دی گئی۔اتوار کے روز سالانہ جلسہ احمدیہ جرمنی میں شرکت کے لئے جرمنی پہنچے ہیں۔ذرائع کا کہنا ہے کہ شیخ راحیل کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کے سبب جرمنی میں ہونے والا سالانہ جلسہ بری طرح ناکامی کا شکار ہو گیا ہے۔ختم نبوت اکیڈمی لندن کے مرکزی رہنما مولانا سہیل باوا نے شیخ راحیل کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ شیخ راحیل گذشتہ ایک سال سے ان سے پالٹاک پر بات کرتے رہے ہیں اور ''دانش'' کے فرضی نام کے ساتھ انہوں نے قادیانی مذہب کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا مگر اب اللہ عزوجل نے انہیں ہدایت دی ہے اور انہوں نے ۹/افراد کے ساتھ اسلام قبول کرلیا ہے اور وہ دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔دریں اثنا جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا مسرور احمد کے نام لکھے گئے اپنے خط میں شیخ راحیل احمد نے کہا ہے کہ وہ سترہ سال سے جرمنی میں ہیں اور اب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں اور جماعت احمدیہ سے ان کی وابستگی بے معنی ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کوئی اسلامی فرقہ نہیں ہے بلکہ مذہب کے نام پر پیسا اکٹھا کرنے والا ادارہ ہے اگر عہدیداروں کو غلط بات، سیاست سے بچنے یا کسی مجبوری کے سبب جماعت کے کام سے معذرت کی جائے تو شراب پینے والے افراد مسلط کر دیئے جاتے ہیں

۔انہوں نے جماعت احمدیہ کے دیگر عہدیداروں کی جانب سے جرمنی میں جماعت احمدیہ کے نام پر مال کمانے ظلم کرنے اور دیگر اقدامات کا بھی ذکر کیا ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اب اسلام کے نام پر استحصالی نظام سے تعلق توڑ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح غلامی میں آجائیں ۔انہوں نے خط کی نقول جماعت احمدیہ کے دیگر ذمہ داروں کو بھی روانہ کر دیں ہیں۔

[روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور ۲۷/ اگست ۲۰۰۳ء]

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' اکتوبر ۲۰۰۳ صفحہ ۶۲ تا ۶۳]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جرمنی میں معروف شاعر، ڈاکٹر مظفر احمد مظفر بھی قادیانیت سے تائب ہو گئے
قبل ازیں شیخ راحیل احمد، شیخ جاوید اقبال، افتخار احمد اور شمشیر ڈوگر بھی
اپنے خاندانوں سمیت اسلام قبول کر چکے ہیں

آخن باخ (نمائندہ خصوصی) جرمنی میں مقیم ایک اور قادیانی رہنما نے قادیانیت سے تائب ہو کر اہل خانہ سمیت اسلام قبول کر لیا ہے، جسے قادیانیوں کے لئے ایک بڑا دھچکا قرار دیا جا رہا ہے۔ مظفر احمد نے فرینکفرٹ کے قریب واقع علاقہ آخن باخ کی جامع مسجد توحید میں مولانا مشتاق الرحمن کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتے ہوئے قادیانیت چھوڑنے کا باقاعدہ اعلان کیا۔ ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ اور تین بچوں نے بھی قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا ہے۔ قبل ازیں جرمنی میں ہی مقیم قادیانی جماعت کے سرکردہ لیڈر شیخ راحیل احمد بھی اسلام قبول کر چکے ہیں اور ان دونوں کے قبول اسلام سے جرمنی اور پورے یورپ میں قادیانیوں کو شدید دھچکا پہنچا ہے اور وہ اپنی سرگرمیوں کے حوالے سے انتہائی پریشان ہیں کیونکہ شیخ راحیل احمد اور مظفر احمد مظفر ان کے اندرونی حلقے سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی غیر قانونی و غیر اخلاقی استحصالی سرگرمیوں کا پردہ چاک کر دیں گے۔ مظفر احمد مظفر قادیانیوں کے مشہور دانشور اور شاعر تھے اور انہیں ان کی سرگرم رفاقت کی بنا پر گولڈ میڈل بھی دیا گیا تھا۔ وہ جرمنی میں قادیانی جماعت کے سربراہ عبداللہ واگس کے قریبی اور با اعتماد ساتھی سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے رواں سال کے اوائل ہی میں مرزا طاہر کے مرنے سے قبل قادیانی جماعت سے علیحدگی کا نوٹس دے دیا تھا۔ بعد ازاں انہوں نے باقاعدہ علیحدگی اختیار کر لی اور قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان بھی کر دیا۔ گزشتہ جمعہ کے روز آخن باخ کی مسجد توحید میں نمازِ جمعہ کے اجتماع میں انہوں نے قادیانیت سے تائب ہونے کا باضابطہ اعلان کیا اور اسلام قبول کر لیا۔ مولانا مشتاق الرحمن نے ان سے شہادت لی۔ اس موقع پر مسجد میں موجود سینکڑوں مسلمانوں نے اللہ کی کبریائی کا نعرہ لگایا اور مظفر احمد مظفر کو راہ نجات پا جانے کی مبارک باد دی۔ اس موقع پر متعدد علماء کرام بھی موجود تھے۔

[مطبوعہ "ضرب مومن" کراچی ۲۶ ستمبر تا ۲/ اکتوبر ۲۰۰۳ء]

مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری نشر و اشاعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے ہر دو حضرات کو فون کر کے امیر احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری اور مجلس احرار اسلام کی طرف سے مبارک باد پیش کی اور ان کے اسلام پر استقامت کی دعا کی۔)

جرمنی میں قادیانیت سے تائب ہونے والے نومسلموں کے اعزاز میں پارٹی

آخن باخ (اسلام نیوز) قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام کی سچائی قبول کرنے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح غلامی میں آنے والے شیخ راحیل احمد اور شیخ جاوید اقبال کے ساتھ اسلامک کلچر سینٹر ڈوئیٹس کولون میں ایک تعارفی اور ملن پارٹی کا

اہتمام کیا گیا۔یاد رہے کہ شیخ راحیل احمد ایک لمبا عرصہ جرمنی میں قادیانی جماعت کے مختلف مقامی، ریجنل اور مرکزی عہدوں پر فائز رہے ہیں اور انہوں نے ایک لمبے عرصہ کے مطالعہ، تجزیہ اور اسلامی تعلیمات سے موازنہ اور تقابل کے بعد جماعت قادیانیہ کو خیر باد کہا ہے اور جب وہ حق الیقین کو پہنچ گئے تو تقریباً تین برس قبل انہوں نے حکمت سے کام لیتے ہوئے پہلے اپنے جماعتی عہدوں کو چھوڑا اور اس کے بعد اپنے اہل خانہ کو ذہنی طور پر تیار کیا اور پھر تمام اہل خاندان نے مل کر قادیانیت کو چھوڑنے کا اعلان کیا۔اسی طرح شیخ جاوید اقبال نے بھی جو ان کے قریبی عزیز ہیں، مطالعہ اور قائل ہونے کے بعد ان کے ساتھ ہی اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ جماعت چھوڑنے کا اعلان کیا۔اس تقریب میں سینٹر کا ہال پوری طرح فل تھا اور احباب کی کافی تعداد تقریب میں شمولیت کی غرض سے بروقت ہی پہنچ گئی تھی۔نماز ظہر کے بعد اس بھرپور تقریب سے سب سے پہلے تبلیغی جماعت کے میر نثار نے خطاب کیا اور انہوں نے اسلام میں داخل ہونے کی اہمیت واضح کی۔اس کے بعد شیخ راحیل احمد کو خطاب کی دعوت دی گئی۔انہوں نے اپنی تقریر میں مدلل طریق سے مختصر قادیانیت اور اسلام کے فرق اور اپنے اسلام کی طرف راغب ہونے کے بارے میں بیان کیا۔تمام شرکائے محفل نے شیخ راحیل احمد صاحب کے خطاب کو بہت سراہا۔اس کے بعد اہلیان کولون کی طرف سے افتخار احمد نے شیخ صاحب کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی اسی لئے دی ہے کہ وہ اسلام کی خدمت کرسکیں۔یاد رہے کہ پہلے وہ بھی قادیانی تھے تین سال قبل انہوں نے جماعت قادیانیہ کو خیر باد کہا تھا۔افتخار احمد صاحب نے بتایا کہ جب انہیں بحثوں کا پتہ چلا تو وہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ! مجھے شیخ راحیل ساتھی کے طور پر دے دے کیونکہ قادیانیت کے لئے شیخ راحیل نے بہت کام کیا ہے۔اگر مسلمان ہو جائیں تو ہم اسلام کے لئے مل کر دن رات کام کریں اور اللہ نے دعا سن لی۔دراصل افتخار احمد جب خود قادیانی تھے تو انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے بھی قادیانی جماعت کے لئے بہت کام کیا تھا۔اب وہ مسلم اتحاد کے لئے بہت سرگرم ہیں۔اس کے بعد شمشیر ڈوگر نے کہا کہ وہ بھی قادیانیت سے تائب ہوئے ہیں۔شیخ کے قادیانی جماعت میں کام اور اہمیت پر اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر روشنی ڈالی اور امید ظاہر کی کہ شیخ اسی طرح اب اہلیان کولون کے لئے بھی کام کریں گے نیز دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی زندگی میں کم از کم سو قادیانی تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوتے ہوئے دکھائے۔(آمین) اس کے بعد مکرم مشتاق بٹ نے ختم نبوت جرمنی کی طرف سے مولانا مشتاق الرحمٰن جو کسی انتہائی ضروری مصروفیت کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے، کی نمائندگی کرتے ہوئے شیخ راحیل اور جاوید اقبال صاحبان کو اسلام میں خوش آمدید کہتے ہوئے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ آپ آج یہاں صرف زبانی کلامی خوش آمدید کہہ کر ہی نہ بھول جائیں بلکہ عملی طور پر بھی اپنے نئے بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔اس کے بعد اہلیان کولون کی طرف سے شیخ راحیل احمد اور جاوید اقبال کو تیمور بیگ اور محمد منشا نے پھولوں کے گلدستے اور مٹھائی پیش کی۔اس کے علاوہ بعض دوسرے سرکردہ احباب کی طرف سے سب حاضرین کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام عمدہ پیمانہ پر کیا گیا تھا۔آخر میں نومسلموں کی استقامت اور باقی قادیانیوں کی ہدایت کے لئے دعا کے ساتھ نماز عصر کی

ادائیگی پر اس خوش کن تقریب کا اختتام ہوا۔

[مطبوعہ: روزنامہ ''اسلام'' ملتان، ۲۲/اکتوبر ۲۰۰۳ء]

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' /نومبر ۲۰۰۳ء]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزا قادیانی کی تعلیمات سے متنفر ہو کر مسلمان ہوا ہوں: شیخ راحیل احمد

مرزا قادیانی اپنی تحریرات اور تعلیمات کی رو سے

پہلے دن سے دائرہ اسلام سے خارج تھا!

﴿جامع مسجد احرار چناب نگر میں اجتماع سے سید عطاء المہیمن بخاری و دیگر علماء کا خطاب﴾

چناب نگر (یکم اکتوبر) جرمنی کے سابق قادیانی لیڈر شیخ راحیل احمد، جو ان دنوں پاکستان کے دورے پر ہیں ، نے جامع مسجد احرار چناب نگر میں بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں ردِ قادیانیت پر مبنی لٹریچر پڑھ کر نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی تعلیمات سے متنفر ہو کر مسلمان ہوا ہوں۔ قادیانی اگر مرزا قادیانی کی تعلیمات کا بغور جائزہ لیں تو وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ نبی تو بہت دور کی بات ہے، مرزا قادیانی شریف انسان کہلانے کا بھی حق دار نہیں۔ نماز جمعتہ المبارک سے قبل منعقد ہونے والے اجتماع سے قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ نے بھی خطاب کیا۔ شیخ راحیل احمد نے کہا کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا ہے کہ میں کفر و گمراہی اور ارتداد کی وادی سے نکل کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آگیا ہوں۔ مجلس احرار اسلام، دیگر دینی جماعتوں اور تمام مسلمانوں نے مجھے جو عزت دی ہے میں اس کے شکریے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریرات اور تعلیمات کی رو سے پہلے دن سے دائرہ اسلام سے خارج تھا۔ انہوں نے قادیانیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں کل تک تمہاری مشینری کا پرزہ رہا ہوں۔ میں اندر کی ساری باتیں خوب جانتا ہوں۔ مجھے قادیانیوں سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں۔ میں سمجھتا ہوں قادیانیت ایک دھوکے کا نام ہے اور جو بھی دھوکے کے اس حصار اور چندے کے دھندے کے فراڈ سے نجات حاصل کرے گا وہ نجات پا جائے گا۔ شیخ راحیل احمد نے کہا کہ مرزا قادیانی اپنے ہی دعوے کے مطابق انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اب بھی قادیانی جماعت یہود و نصاریٰ کے اسلام کش عزائم کی تکمیل کے لئے کام کر رہی ہے ۔انہوں نے کہا اسلام اور قادیانیت آپس میں متصادم ہیں۔ قادیانی جماعت سود کو حلال قرار دیتی ہے۔ قادیانی جماعت میں نہ کسی کا مال محفوظ ہے اور نہ ہی عزت۔ یہ لوگ عزتوں کے سوداگر ہیں اور مال اکٹھا کرنے کے لئے نت نئے حربے اور قانون لاگو کر کے قادیانیوں کا بھی استحصال کر رہے ہیں۔ انہوں نے دینی رہنماؤں سے دردمندانہ اپیل کی کہ وہ قادیانیوں کو دعوت اسلام حکمت و دانائی سے دیں اور ایسے اقدامات نہ کریں جن سے بیرون ممالک قادیانی الٹا فائدہ اٹھائیں۔ انہوں نے شہداء ختم نبوت اور قائدین تحریک ختم نبوت کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں اسلام کا ہراول دستہ قرار دیا اور ان کی جدوجہد کو ہدیہ تبریک پیش کیا۔ قبل ازیں شیخ راحیل احمد جب مسجد احرار پہنچے تو ان کا والہانہ استقبال کیا گیا

اور فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ دریں اثناء جامع مسجد احرار میں سالانہ مجلس قرأت ونعت منعقد ہوئی، جس میں ملک بھر سے قراء کرام اور نعت خواں حضرات نے شرکت کی۔

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' نومبر ۲۰۰۴ء/صفحہ ۵۳تا۵۴]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جرمنی میں ایک اور قادیانی فیملی کا قبول اسلام

قادیانی سازشوں کا ہر میدان میں مقابلہ کریں گے (سید منیر احمد شاہ صاحب)

﴿شیخ راحیل احمد، جرمنی﴾

جرمنی کے شہر اوسنا بروک کے رہائشی سید منیر احمد شاہ، جو کہ پیدائشی قادیانی تھے، نے اپنی بیوی اور چار بچوں سمیت قادیانی مذہب پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا ہے (الحمد للہ)۔ سید منیر احمد شاہ، قادیانی جماعت میں مختلف مقامی عہدوں پر فائز رہے ہیں اور ان کے بیان کے مطابق وہ تیسرے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد کے بیٹے مرزا فرید احمد کے قریبی حلقے میں شامل تھے اور چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں اس کی (ایمبیسی) سگریٹ کی ایجنسی چلاتے رہے ہیں۔ ان کی بیوی شاکرہ بیگم، مرزا غلام احمد قادیانی کے مشہور بدنام زمانہ شاعر قاضی ظہور الدین اکمل (محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ...... اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں (نعوذ باللہ، ناقل) کی بھتیجی ہیں۔ کچھ عرصہ قبل منیر شاہ نے مقامی عربی مسلمانوں کی مسجد میں جا کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا، لیکن قادیانی سازشوں کی وجہ سے اس اعلان کی اشاعت نہ ہو سکی۔ کیونکہ اس کی اشاعت سے قادیانیوں کے مورال پر اثر پڑتا۔ اس کی خاکسار کو اطلاع ہوئی تو فوراً منیر شاہ صاحب سے رابطہ کیا اور ان کے ساتھ پروگرام طے کر کے ۱۲/ جون ۲۰۰۵ء اتوار کے روز، خاکسار اور برادرم افتخار احمد دوسرے رفقاء کے ساتھ کولون شہر سے روانہ ہوئے اور تقریباً تین سو کلو میٹر دور اوسنا بروک پہنچے۔ راستے میں خدا تعالیٰ نے ایک معجزہ دکھایا کہ خاکسار کی گاڑی نیند کا جھونکا آنے کی وجہ سے بے قابو ہو کر موٹروے کی درمیانی ریلنگ سے ٹکرائی اور گھومتی ہوئی تین چکر کھا کر ایک کھائی میں جا گری۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے صدقے گاڑی میں بیٹھے ہوؤں کو اس طرح بچایا کہ کسی کو ایک خراش تک بھی نہیں آئی اور گاڑی کو بھی بہت معمولی نقصان پہنچا۔ اوسنا بروک میں مقامی مسلمانوں نے جلسہ کا انتظام کیا تھا۔ اس جلسہ سے خاکسار (شیخ راحیل احمد) افتخار احمد صاحب اور سید منیر شاہ صاحب نے خطاب کیا۔ اس جلسہ میں تبلیغی جماعت کے کچھ دوست ہنوور سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس جلسہ میں خاکسار نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی پر تقریر کی۔ برادرم افتخار صاحب نے مرزا قادیانی کے حلیہ اور اخلاق پر حاضرین کو بتایا۔ اس کے بعد اپنے خطاب میں منیر شاہ صاحب نے ان قادیانی سازشوں اور ان پر ہر طرف سے پڑنے والے دباؤ کی تفصیل بتائی اور جلسہ میں انہوں نے اور دوسرے حاضرین نے عہد کیا کہ وہ ختم نبوت کے کام کے لئے آئندہ اپنا دن اور رات ایک کر دیں گے اور قادیانی سازشوں کا ہر میدان میں مقابلہ کریں گے، انشاء اللہ۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن شاہ بخاری، نائب امیر چودھری ثناء اللہ بھٹہ، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سیکرٹری اطلاعات عبد اللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے جناب سید منیر احمد شاہ اور ان کے خاندان کو اسلام قبول کرنے پر مبارک باد دی ہے اور ان کے لئے ایمان کی استقامت کی دعا کی ہے۔

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' جولائی ۲۰۰۵ء/صفحہ ۴۳]

سید منیر احمد شاہ کے اعزاز میں اہالیان کولون کا جلسہ

﴿شیخ راحیل احمد، جرمنی﴾

جرمنی کے شہر کولون میں مسلمانوں نے ۱۹ جون ۲۰۰۵ء بروز اتوار، جرمنی کے شہر اوسنابروک میں رہنے والے نو مسلم (سابق قادیانی) سید منیر احمد شاہ صاحب کے اعزاز میں جلسہ رکھا۔ نو مسلم سید منیر احمد شاہ صاحب ۳۰۰ کلومیٹر دور سے آٹھ نو ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائے۔ اہالیان کولون کی طرف سے اس جلسہ کا انتظام کرنے والوں میں سابق قادیانی افتخار احمد، اور کئی دوسرے مخلصین شامل تھے۔ اس جلسہ کو خطاب کرنے والوں میں، جناب نثار میر صاحب، شیخ راحیل احمد، شہزاد صبا صاحب، نو مسلم سید منیر احمد شاہ صاحب اور خطیب منہاج القرآن، فرانکفرٹ مکرم مولانا محمد احمد اعوان شامل تھے۔

جلسہ کا آغاز جناب نثار میر صاحب انجینئر کولون کی زیر صدارت، تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد افتخار احمد نے حمد باری تعالیٰ خوش الحانی کے ساتھ سنائی۔ مکرم نثار میر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں ختم نبوت کی اہمیت اور اسلام میں داخل ہونے کی برکات کا ذکر کیا۔ شیخ راحیل احمد نے نو مسلم سید منیر شاہ صاحب کو اسلام قبول کرنے پر خوش آمدید کہا اور حاضرین کو توجہ دلائی کہ جب ایک قادیانی اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس کی کیا توقعات ہوتی ہیں اور اس کو اسلام کو سمجھنے کے لئے مسلمان بھائیوں کے مخلصانہ تعاون کی کتنی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور نئے آنے والے اور خوش آمدید کہنے والوں کے درمیان ایک قریبی اور اچھا تعلق دوسروں کو بھی کفر چھوڑ کر اسلام میں آنے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ اوسنابروک کے مکرم شہزاد صاحب نے جرمن زبان میں اسلام قبول کرنے اور اسلامی عبادات کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد سید منیر شاہ صاحب مہمان خصوصی کا خطاب تھا۔ سید منیر احمد شاہ صاحب نے، جو کہ پیدائشی قادیانی تھے اور قادیانی جماعت میں مقامی عہدوں پر بھی کام کرتے رہے تھے، کچھ عرصہ قبل اپنے بیوی بچوں سمیت قادیانیت سے تائب ہو کر مقامی عربوں کے زیرِ اہتمام مسجد میں جا کر، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کا رابطہ مقامی مسلمانوں کے ساتھ نہیں تھا۔ جلسہ میں منیر شاہ صاحب نے اپنے اسلام قبول کرنے کی وجوہات بتائیں، انہوں نے بتایا کہ ۹/۱۰ محرام کی درمیانی رات خواب میں ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ سابق قادیانی خلیفہ مرزا طاہر اور اس کے ساتھی رو رہے ہیں، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نفرت کا اظہار کیا ہے۔ صبح اٹھنے پر انہوں نے اپنے آپ سے کہا کہ اس سے زیادہ اور کیا انتظار کرو گے، انہوں نے بیوی بچوں کے ساتھ مشورہ کر کے جھوٹے قادیانی مذہب کو چھوڑ دیا۔ اور بتایا کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بچپن سے ہی

غیر مطمئن تھے اور اکثر صراط مستقیم کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔انہوں نے مزید بتایا کہ قادیانی مسلمانوں، ان کی تعلیم اور ختم نبوت کے عقیدہ کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں تا کہ ان مسلمان بھائیوں کو جو قادیانی خیالات کو نہیں جانتے ، اندازہ ہو کہ قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں اور قادیانی دجل کا مقابلہ کرنے کے لئے اپیل کی اور اپنی تقریر کلمہ کے ورد پر ختم کی ۔مکرم افتخار احمد صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم پڑھی۔ نظم سے پہلے افتخار صاحب نے بھی اپنے ایک خواب میں مقدس مقامات کی زیارت کا ذکر کیا اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کے خواب لوگوں کو سنائے اور بتایا کہ مسلمان تو مقدس مقامات اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ رہے ہیں لیکن مرزا غلام احمد قادیانی خوابوں میں بلیوں کو پھانسی دے رہا ہے اور سنڈھوں کے کٹے ہوئے سر دیکھتا تھا۔سب سے آخر میں مہمان خصوصی مولانا محمد احمد اعوان ایم۔اے نے انتہائی پر مغز تقریر کی اور مختلف پہلوؤں سے، مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روشنی ڈالی۔

اختتام جلسہ پر ہر ایک شخص نے برادرم منیر احمد شاہ صاحب سے معانقہ کیا۔جلسہ میں صرف کولون کے قرب و جوار سے ہی نہیں بلکہ بہت دور دور سے مثلاً فرینکفرٹ ،اوسنا بروک ،سٹٹ گارڈ اور دوسری جگہوں سے بھی احباب تشریف لائے اور پاکستانی مسلمانوں کے علاوہ ترکی، عربی اور انڈیا کے مسلمان بھی شامل تھے اور اس بابرکت جلسہ کی رونق بڑھائی، جلسہ کی جگہ کھچا کھچ بھری ہوئی تھی بلکہ کم پڑ گئی تھی الحمد للہ۔آخر میں نثار میر صاحب نے سب کا شکریہ ادا کیا، سب حاضرین کی تواضع کھانے اور مشروبات سے کی گئی اور اہالیان کولون کی طرف سے سید منیر احمد صاحب کو پھولوں کے گلدستے بھی پیش کئے گئے ۔اس طرح یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔خدا کرے کہ اس جلسہ کی برکات بہت سے سعید روحوں تک پہنچیں ۔(آمین)

[ماہنامہ ’’نقیب ختم نبوت/ اگست ۲۰۰۵ء/صفحہ ۴۸تا۴۹]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مکتوب شیخ راحیل احمد بنام عبداللطیف خالد چیمہ

جرمنی میں سید منیر احمد شاہ کا قبولِ اسلام

(ضروری وضاحت)

محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب
سیکرٹری نشرواشاعت مجلس احرار اسلام پاکستان

اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ

گزشتہ دنوں بعض پاکستانی اخبارات میں سید منیر احمد شاہ صاحب کے قبول اسلام کے سلسلے میں چھپنے والی خبروں میں منیر احمد صاحب اور میرے حوالے سے نامعلوم وجوہات کی بنا پر بعض غلط باتیں منسوب ہوگئیں ہیں، اور ان کی اصلاح ضروری ہے، اور خاص طور پر میں نے اسلام کو سچائی کی وجہ سے قبول کیا ہے اور جھوٹ سے نکل کر آیا ہوں۔ اس لئے میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا کہ میں مسلمان ہو کر جھوٹی شہرت اور نام کے لئے جھوٹ کا سہارا لوں، یا جھوٹ کو تسلیم کرلوں۔

میں شیخ راحیل احمد بڑی وضاحت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ سید منیر احمد شاہ صاحب کا قبول اسلام میں خاکسار کا کسی قسم کا کوئی دخل نہیں۔ ہاں خاکسار نے ان کے اسلام قبول کرنے کی خبر چونکہ منظر عام پر نہیں آئی تھی۔ اس لئے ان کی اپنی خواہش پر تا کہ ہر قادیانی اور دوسروں تک خبر پہنچ جائے کہ ان کا اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ لندن میں مقیم نمائندہ ایک پاکستانی اخبار کو، جناب منیر شاہ صاحب کے اسلام کی خبر پہنچائی اور منیر شاہ صاحب کے اپنے بیان کے مطابق اس میں کسی تنظیم یا شخص کا بھی دخل نہیں بلکہ ان کو بچپن سے اس مذہب سے کراہت تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ذریعے ان کی رہنمائی کی، جس پر کچھ عرصہ قبل وہ اپنی اہلیہ اور چار بچوں کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے۔ منیر شاہ صاحب کبھی مرکزی سطح کے عہدیدار نہیں رہے۔ ہاں! صرف مقامی تنظیم میں عہدے دار رہے اور ربوہ میں ان کی یا کسی اور کی بھی سگریٹ کی کوئی فیکٹری نہیں تھی بلکہ وہ مرزا فرید کی سگریٹ کی ایجنسی چلاتے تھے۔ ان پر مختلف طریقوں سے دباؤ ضرور تھا لیکن ان کو کھلے عام قتل کی دھمکیاں قادیانیوں نے نہیں دیں۔

یہ وضاحت اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس قسم کے جھوٹ ایک شخص کے قبول اسلام کو مذاق اور داغدار بنا دیتے ہیں اور جھوٹ کی وادی سے آئندہ باہر آنے والوں کے لئے بھی رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اپنے کفر کو اسلام کہہ کر پیش کرنے والے قادیانیوں کے ہاتھ میں ایسا ہتھیار پکڑاتے ہیں جس سے وہ سچائی پر حملے کرتے ہیں۔ اس لئے خاکسار اس اپیل کے ساتھ کہ میرے محترم اخباری نمائندگان کوشش کریں کہ سنسنی خیزی پیدا کرنے کے لئے دینی خبریں نہ توڑی و مروڑی جائیں۔

احقر: شیخ راحیل احمد......(جرمنی)

۲۲ جون ۲۰۰۵ء

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' اگست ۲۰۰۵ء/صفحہ ۵۰]

☆☆☆☆☆☆☆☆

جامع مسجد احرار چناب نگر میں سابق قادیانی لیڈر شیخ راحیل احمد کی ایمان افروز باتیں

﴿پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب، سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام﴾

جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب ہماری جماعت میں بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے اور انہوں نے ان خداداد صلاحیتوں کو جماعت کے لئے بے دریغ استعمال کر کے ہمارا ہماری جماعت کو استحکام سے ہمکنار کیا ہے۔وہیں آخرت کے لئے بھی بہت کچھ اکٹھا کر لیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی ان خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں مزید جماعت کی خدمت کا حوصلہ عطا فرمائے، آمین۔

شیخ راحیل احمد کو سب سے پہلے انہوں نے ہی پاکستان میں متعارف کرایا تھا جب شیخ صاحب نے جرمنی میں قادیانیت کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کیا۔تو ہماری جماعت میں سے چیمہ صاحب ہی نے ان کے ساتھ رابطہ قائم کیا تھا۔انہیں مبارک اور سلامتی کے اس اقدام پر مجلس احرار اسلام کی طرف سے مبارک باد پیش کی۔اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلا کر ان کی ان لمحات میں حوصلہ افزائی کی جس کی شیخ راحیل احمد کو اس وقت اشد ضرورت تھی۔ویسے بھی یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے جماعت احرار کے لئے ہی مخصوص کر دیا ہے کہ جب بھی کوئی نامور قادیانی مسلمان ہوتا ہے اور اسے قادیانیت کی جانب سے مختلف نوعیت کے خطرات کا سامنا ہوتا ہے۔تو مجلس احرار اسلام ہی آگے بڑھ کر اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اس کے تحفظ کا ہر ممکن اہتمام کرتی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا خاصا کرم ہے۔جس پر مجلس احرار اسلام کا ہر کارکن اس کا شکر ادا کرتے ہوئے فخر بھی محسوس کرتا ہے اور عجز و انکساری سے اس کی بارگاہ میں سر بھی جھکا دیتا ہے، عبدالکریم مباہلہ نے قادیان میں جب اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا تھا تو کونسی ابتلا نہیں کہ جس میں اسے مبتلا کرنے کی قادیانیوں نے کوشش نہیں کی تھی۔اس پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، وہ بچ گیا، اور اس کی جگہ اس کا ہم شکل مستری محمد حسین شہید ہوا۔اس کے مکان کو آگ لگا دی گئی، احرار رضا کاروں نے دن رات ایک کر کے اسے ہر ممکن امداد مہیا کی۔اسی طرح مولانا لال حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ کو بھی اسلام قبول کرنے پر جب قادیانیوں کی طرف سے قتل کی دھمکیاں موصول ہوئیں تو مجلس احرار اسلام کے کارکن ہی ان کے تحفظ کے لئے آگے بڑھے اور ان کی ہر ممکن مدد کر کے قادیانیوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنا دیا تھا۔اس کے بعد ابو سیف مولانا عتیق الرحمان تائب نے اسلام قبول کیا تو قادیان کے اندر احرار رضا کاروں کی مدد سے ہی انہیں ہر ممکن تحفظ حاصل ہوا تھا۔اس طرح پروفیسر عطاء اللہ اعوان نے جب اسلام قبول کیا تو انہیں بھی امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ نے ہر طرح کی مدد مہیا کی اور انہیں ختم نبوت کے دفتر میں لا کر بٹھا دیا جہاں انہوں نے اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور بالآخر اردو میں ایم، اے کر

کے پروفیسر بنے اور ایس،ای کالج بہاولپور سے ریٹائر ہوئے۔غرض یہ کہ ایسے بیسیوں واقعات ہیں۔یہ چند باتیں پس منظر کے طور پر بیان کر دی گئی ہیں تا کہ اصل بات اجاگر ہو سکے۔موضوع تو شیخ راحیل احمد کی ان باتوں کا ہے جو ہم نے ان کی زبان سے سنیں اور جس سے ہمارا ایمان تازہ ہو گیا۔شیخ راحیل احمد پاکستان تشریف لائے تو لاہور کے ایئر پورٹ پر ان کا استقبال کیا گیا۔مجلس احرار اسلام کی طرف سے عبداللطیف خالد چیمہ صاحب،سید محمد کفیل بخاری،محمد ارسلان،محمد معاویہ رضوان اور دوسرے کئی احرار ساتھی استقبال کرنے والوں میں موجود تھے۔لاہور میں مرکزی دفتر احرار اسلام میں ایک سادہ مگر پُرشکوہ تقریب میں جناب شیخ راحیل احمد صاحب کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔اس تقریب میں شمولیت سے میں محروم رہا،مجھے انہیں دیکھنے اور سننے کا شرف چناب نگر احرار مرکز میں ہوا۔مجلس احرار اسلام چناب نگر کی جانب سے انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے یہ تقریب منعقد کی گئی تھی۔نمازِ جمعہ سے پہلے جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور اس کے بعد میں نے چند باتیں ان کی خدمت میں عرض کیں۔جس کے بعد انہوں نے حاضرین کی ایک بہت بڑی تعداد جو مسجد احرار میں جمع ہو گئی تھی،کو خطاب کیا۔

انہوں نے کہا کہ میں نے قادیانیت کو ردِ قادیانیت کا لٹریچر پڑھ کر نہیں چھوڑا، بلکہ قادیانیت کا لٹریچر پڑھ کر چھوڑا ہے انہوں نے برملا کہا کہ قادیانی لٹریچر میں وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک سلیم الفطرت انسان کو قادیانیت سے متنفر کرنے کے لئے کافی ہے شرط یہ ہے کہ انسان ''کومن سنس'' اور اپنے ضمیر کے صاف اور شفاف آئینے کو سامنے رکھ کر پڑھے۔انہوں نے کہا کہ میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کو جب بغور پڑھا تو میرے دل سے ایک آواز اٹھی کہ اتنی گھناؤنی تحریر ایک نبی تو نہیں لکھ سکتا۔اور میرے دماغ نے میرے دل کی آواز کی تصدیق کر دی۔جیسے جیسے میں نے قادیانی کتابوں کا مطالعہ کیا میں قادیانیت سے متنفر ہوتا گیا اور آخر ایک دن میں نے یہ مکمل ارادہ کر لیا کہ اس مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو جاؤں گا۔انہوں ے نے کہا کہ یہ بات میرے اعلانِ اسلام سے تقریباً سات سال پہلے کی ہے۔سات سال تک میں اس بات کی کوشش میں مصروف رہا کہ میں اپنے اہل وعیال کو کس طرح اس بات کا قائل کروں کہ وہ بھی میرے ساتھ مسلمان ہو جائیں۔انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور بشیر الدین محمود کی کتابوں سے کئی ایسے حوالے پیش کیے جنہوں نے انہیں قادیانیت چھوڑنے پر مجبور کیا۔سات سال کا عرصہ انہوں نے کہا کہ میرے لئے بڑا صبر آزما عرصہ تھا۔جو میں نے اپنے بچوں،اپنے داماد اور اپنے نواسے کو قادیانیت سے توڑ کر اسلام کے ساتھ جوڑنے میں صرف کیا۔لیکن انہوں نے کہا کہ میری بیوی مسلمان ہونے پر آمادہ نہ ہوئی۔حتیٰ کہ جس دن میں نے اعلان اسلام اور مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا تو اس سے ایک دن پہلے یعنی شام کے وقت میری بیوی نے مجھے صاف طور پر کہہ دیا کہ''تم اگر مرتد ہونا چاہتے ہو تو شوق سے ہو جاؤ میں تو اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گی''۔اس فقرے سے مجھے بڑا صدمہ ہوا۔کیونکہ میں چاہتا تھا کہ میرا سارا کنبہ جس کو میں نے بڑی محنت سے بنایا اور سنوارا تھا،وہ خراب نہ ہو اور میری بیوی بھی میرے ساتھ مسلمان ہو جائے۔اس لئے بھی کہ

وہ میرے دکھ سکھ کی ساتھی تھی اور بطور بیوی مجھے اس سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں تھی۔اس صدمے کے باوجود میرے حوصلے اور میرے عزم میں کوئی فرق نہ آیا اور میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ میں اس کے بغیر بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔

ہوا کیا کہ عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے جب میری بیوی جائے نماز پر گئی تو نماز سے فراغت کے بعد اس نے رونا شروع کر دیا۔اور تقریباً دو ڈھائی گھنٹے روتی رہی اس دوران میں اپنی بچیوں کو اس کے پاس بھیجتا رہا اور ایک دو بار خود بھی اسکے پاس گیا۔رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کسی قسم کا کوئی جواب دینے سے صریحاً انکار کر دیا۔ڈھائی گھنٹے تک رونے کے بعد جب وہ نڈھال ہو گئی تو وہیں پر سو گئیں۔میں نے اپنی ایک بیٹی سے کہا کہ جاؤ ماں کے سر کے نیچے سرہانہ رکھ دو اور اوپر ایک چادر دے دو۔جس کے بعد ہم بھی آرام سے سو گئے۔صبح ہوئی تو ہم سب نے مسلمان ہونے کے لئے غسل کیا۔نئے کپڑے پہن کر تیار ہونے لگے۔جب ہم تیار ہو رہے تھے تو میں نے ایک بار پھر اپنی بیوی سے پوچھا کہ ہم تو مسلمان ہونے جا رہے ہیں اور کہا کہ اب تم جانو اور تمہارا کام۔میں یہ بات سن کر حیران و ششدر رہ گیا جب میری بیوی نے مجھے جواب میں کہا کہ تم اکیلے نہیں جاؤ گے، میں بھی تمہارے ساتھ مسلمان ہونے کے لئے جاؤں گی۔میں نے انتہائی غیر متوقع جواب سنا تو میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو اُمڈ آئے میں نے کہا کہ آخر اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے، کہنے لگی اب اس وقت نہیں بتاؤں گی جب مسلمان ہو کر آئیں گے تو پھر بتاؤں گی۔میں نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اللہ نے میری سن لی اور پورے کا پورا کنبہ مسلمان ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔خیر جب ہم ایک دوست کی وساطت سے ایک مسجد میں جا کر اسلام قبول کر کے اسلام میں داخل ہو گئے تو واپسی پر ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ہم نے گھر میں آ کر مٹھائی تقسیم کی۔ماحول انتہائی پاکیزہ محسوس ہونے لگا۔دل بار بار گواہی دے رہا تھا کہ تم اب راہِ راست پر آ گئے ہو اور تمہاری عاقبت سنور گئی ہے۔میں اس بابرکت ماحول سے لطف اندوز ہو رہا تھا لیکن اس بات کا اشتیاق بھی رہ رہ کر میرے دل میں چٹکیاں لے رہا تھا کہ بیوی سے پوچھوں آخر شام سات بجے تک ہمیں مرتد کہنے والی خود دین اسلام قبول کرنے پر کیسے تیار ہو گئی؟ چنانچہ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے اپنا ایک خواب بیان کیا۔

''جب میں روتے روتے سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ میرے ساتھ ہیں اور ہم ایک کچی سی چھت جو کہ انتہائی بھدی شکستہ اور ٹوٹی پھوٹی سی ہے اس کے نیچے ہیں۔میں نے تم سے کہا کہ دیکھا کتنی بھدی سی چھت ہے اسے لپیٹ نہ دیا جائے۔میں نے اس چھت کو اس طرح لپیٹنا شروع کیا کہ جیسے بچھی ہوئی صف کو کوئی لپیٹتا ہے۔جیسے جیسے میں اس چھت کو لپیٹتی گئی نیچے سے چمکتی چاندنی کی طرح روشن اور سرخ اینٹوں سے بنی ہوئی ایک خوبصورت چھت اس کی جگہ لیتی گئی اور میں خوش ہو کر تم سے کہنے لگی دیکھو اصل چھت تو یہ ہے ہم تو بڑی بھدی چھت کے نیچے رہ رہے تھے۔اب ہم اس روشن خوبصورت اور چاندنی کی طرح چمکتی ہوئی چھت کے نیچے رہیں گے۔اس خواب نے میرے دل و دماغ کی تمام الجھنوں کو ختم کر کے رکھ دیا اور میں بھی مسلمان ہونے کے لئے تیار ہو گئی۔کیونکہ خواب میں وہ سب کچھ بتا دیا گیا جو میرے

دل ودماغ میں نہیں آ رہا تھا‘‘۔

شیخ راحیل احمد نے کہا کہ اب میری بیوی مجھ سے زیادہ مضبوط ہے۔جب مختلف اطراف سے ہمارے رشتے داروں نے ہم پر دباؤ ڈالنا شروع کیا،تو ان کو جواب میں جو کچھ میری بیوی نے کہا ہے وہ میں بھی نہیں کہہ سکا۔اس نے ہر رشتہ دار کو ایک بات ہی کہی ہے کہ اگر کسی نے ہمیں دوبارہ قادیانی ہونے کے لئے کہا تو میں اس کی ٹانگیں توڑ دوں گی۔شیخ راحیل احمد جب یہ سب کچھ بیان کر رہے تھے تو ہم سننے والواں کی بھی عجیب وغریب حالت تھی۔آنکھوں میں آنسو،دل کی دھڑکن تیز،ایمان کی کیفیت میں تازگی کا احساس اور ہر سننے والے کے چہرے سے خوشی عیاں تھی،اور لوگ بار بار صداقتِ اسلام کے حق میں اور قادیانیت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔انہوں نے مزید کہا کہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے والی ہر جماعت کو میری طرف سے ایک اپیل ہے کہ قادیانیت کا محاسبہ مثبت اور حُسنِ اخلاق سے کیا جائے۔اشتعال انگیزی کو یہ لوگ ایکسپلائیٹ کر کے کئی فوائد حاصل کرتے ہیں۔اس محاسبے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری امر ہے۔اس تقریر کے بعد مجلس احرار اسلام کے امیر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے مخصوص انداز میں شیخ راحیل احمد کو مبارک باد پیش کی،ان کے اس اقدام کو سراہا اور مجلس احرار اسلام کی طرف سے ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔

نماز جمعہ کے بعد ہم ایک کمرے میں پھر اکٹھے ہوئے تو میں نے شیخ راحیل احمد کی خدمت میں اپنی تازہ تالیف ’’اقبال اور قادیانیت‘‘ پیش کی جسے انہوں نے یہ کہتے ہوئے قبول فرمایا کہ جن کتابوں کو میں خریدنا چاہتا تھا اس میں یہ آپ کی کتاب بھی شامل تھی۔اس کتاب سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا تحفہ ہو سکتا ہے؟

اس کے بعد جامع مسجد احرار کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے چناب نگر کے قادیانی حضرات کی طرف سے اٹھائے گئے چند سوالات کئے جس کا انہوں نے بڑی اچھی طرح سے جواب دیا۔مثلاً انہوں نے کہا کہ یہاں کے قادیانی کہتے ہیں کہ اس آدمی کی جماعت احمدیہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔اس کے جواب میں شیخ راحیل احمد نے کہا کہ قادیانیت کی پوری زندگی میں میری کوئی ایک درخواست ایسی نہیں ہے جس میں میں نے اپنے خلیفہ کو ملنے کی خواہش کا اظہار کیا ہو،لیکن مرزا طاہر کے دو خطوط اس وقت بھی میرے پاس موجود ہیں جس میں اس نے مجھے ملنے کے لئے کہا۔اس سے میری اہمیت واضح ہوتی ہے۔میں قادیانیوں کی مرکزی شوریٰ کے چند آدمیوں میں سے ایک ہوں۔

مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ چناب نگر کے قادیانی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس قسم کے جاسوس ہم آپ کی طرف بھیجتے رہتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں۔اس کے جواب میں شیخ راحیل احمد نے کہا کہ اگر جاسوسی کی نیت سے بظاہر مسلمان ہونا مقصود تھا تو میں اپنے پورے کنبے کے ساتھ مسلمان نہ ہوتا۔جاسوسی کے لئے تو ضروری تھا کہ میں اکیلا ہی مسلمان ہوتا اور میرے مسلمان ہونے کی ایک بین دلیل یہ ہے کہ میں نے اگست ۲۰۰۳ء میں اسلام قبول کیا جس کے بعد میں نے اپنی دو

بچیوں کا نکاح مسلمانوں سے پڑھایا اور وہ مسلمان خاوندوں کے ساتھ اپنے گھروں میں آباد ہیں۔

پھر مولانا نے کہا کہ یہاں چناب نگر کے قادیانی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ختم نبوت اور احرار والوں نے پیسے دے کر اسے اپنی طرف بلا لیا ہے اور اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اس کے جواب میں شیخ راحیل احمد نے کہا کہ ان سے کہو کہ جتنے پیسے مجھے ملے ہیں، اس سے دگنے پیسے ان کو دینے کے لئے تیار ہوں، وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' نومبر ۲۰۰۴ء/صفحہ ۴۹ تا ۵۲]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تعزیتی پیغامات

مضامین

تعزیتی پیغامات

شیخ راحیل احمد صاحب کا ہمیں داغِ مفارقت دے جانا کسی سانحہ سے کم نہیں۔ ویسے تو اس فنا آثار دنیا میں ہر ذی روح نے موت کے ذائقے سے آشنا ہونا ہے مگر بعض احباب کی جدائی ہمیں قبل از وقت دکھائی دیتی ہے۔

شیخ صاحب مدت العمر تک صحرائے تشکک کی خاک چھانتے رہے۔ قسمت کی یاوری اور بخت آوری نے خداپاک کی رحمت اور نبی پاک ﷺ کی شان کریمانہ کے طفیل جب بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم کا راستہ سجھایا تو وہ بسرعت تمام منزل پر پہنچ گئے۔ اُن کے دل ونگاہ اور فکر ونظر معطر ومنور ہو گئے تو اُن کے ضمیر کی روشنی نے انہیں اعلائے کلمۃ الحق کا نعرہ بلند کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری چند برس حق گوئی و بے باکی میں صرف کیے۔ انہیں جان کا خطرہ تھا قدم قدم پر نفسِ اعداء نورِ حق بجھانے کے درپے دکھائی دیتا تھا مگر اللہ کے شیروں کا روباہی سے کیا تعلق؟

مجھے شیخ صاحب کی وفات حسرت آیات کا دلی رنج ہے۔ لاریب اللہ تعالیٰ نے ان سے بڑا کام لیا ہے مگر احساس کے گنبد میں یہ صدا گونجتی ہے کہ اے راہِ عدم کے مسافر تو نے تعجیل کا مظاہرہ کیا ہے۔ شیخ راحیل احمد مرحوم کی باتیں اُن کا لہجہ، اُن کی سوچ، اُن کا اخلاص اور سب سے بڑھ کر ان کی روشن ضمیری ہماری لوحِ یادداشت سے کبھی محو نہ ہو گی۔

یوں دلنشین ہوا ہے وہ روشن ضمیر شخص
جاتا نہیں ہے دل سے روایات کی طرح

مولانا محمد مغیرہ (چناب نگر)

☆☆☆☆☆☆☆

کاروانِ ردِ مرزائیت کے ہر مجاہد کے خرمن دل پر یہ خبر بجلی بن کر گری کہ شیخ راحیل احمد صاحب علائق دینوی سے منہ موڑ گئے ہیں۔ انفرادی طور پر مجھے یوں گمان گزرتا ہے کہ جیسے میں کسی متاعِ عزیز سے محروم ہو گیا ہوں۔ سرورِ کونین ﷺ کی شانِ نبی خاتم ﷺ پر ایمان کی پختگی دراصل شیخ راحیل احمد پر اللہ پاک کا احسان عظیم ہے۔ اگر چہ وہ ظاہری طور پر ہم میں نہیں رہے مگر ان کے فانوسِ ایمان کی ضیاء پاشیوں سے قادیانی دجل و فریب اور احمدی تلبیس و کذب کے ایوانوں کی ظلمتیں گریزاں رہیں گی۔

اہلِ جہان ہزار کریں کم کسی کی شان
وہ کیا گرے گا جس کو اُٹھایا حضور نے

شاہد کاشمیری

☆☆☆☆☆☆☆

شیخ راحیل احمد کا سانحہء ارتحال

﴿عبداللطیف خالد چیمہ صاحب﴾

مشہور سابق قادیانی رہنما شیخ راحیل احمد ۱۵/مئی کو جرمنی میں انتقال فرما گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون شیخ صاحب مرحوم ۱۹۴۷ء میں قادیان (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ۸ سال کی عمر میں سائق (سالار) اطفال الاحمدیہ ربوہ مقرر ہوئے بتدریج جماعتی ذمہ داریاں سنبھالتے رہے تا آنکہ ۱۹۸۴ء میں مرحوم صدر ضیاء الحق کے ہاتھوں امتناع قادیانیت ایکٹ کے اجراء کے بعد قادیانی جماعت کی پالیسی کے مطابق جرمنی چلے گئے اور وہاں بھی قادیانی جماعت کے رکن رکین رہے۔ جرمنی کی قادیانی جماعت کی ذیلی تنظیم ''ہیومنٹی فرسٹ'' میں اہم کردار ادا کیا۔ کم وبیش سن ۲۰۰۰ء کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دل میں یہ داعیہ پیدا فرمادیا کہ وہ قادیانیت اور خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات و تصنیفات کا دوسرے زاویے سے جائزہ لینے لگے اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ نبی و مسیح موعود یا مہدی تو کجا مرزا غلام احمد قادیانی ایک شریف انسان کہلوانے کا بھی حق دار نہیں۔ غور و فکر، تجسس و تحقیق اور جستجو ان کو گمراہی و تاریکی سے نکال کر روشنی اور ایمان کی طرف لے آئی اور انہوں نے ۲۳/ اگست ۲۰۰۳ء ہفتہ کو بعد نماز ظہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی کے امیر مولانا مشتاق الرحمن کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور ان کی اہلیہ، چھے بچے، داماد اور ایک شیر خوار نواسہ یعنی کل دس افراد ظلمت و گمراہی سے نکل کر دامنِ جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو گئے اور پھر یہ گھرانہ شعوری طور پر تندہی کے ساتھ اپنی سابقہ زندگی کا کفارہ ادا کرنے لگا۔ راقم الحروف نے لندن سے جناب سہیل باوا صاحب سے شیخ صاحب کا فون نمبر لے کر امیر مرکزیہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، جماعت اور مسلمانوں کی جانب سے اُن کا خیر مقدم کیا اور مبارک باد پیش کی۔ چیچہ وطنی سے عزیز القدر سید رمیز احمد نے نیٹ پر ان سے مسلسل رابطہ رکھا۔ تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ ان کا پاکستان آنے کا پروگرام بنا تو میں نے فون پر ان کو لاہور دفتر احرار میں قیام کی دعوت دی، جو انہوں نے قبول فرما کر ہمیں عزت بخشی۔ ۲۱/ دسمبر ۲۰۰۴ء کو وہ لاہور پہنچے تو سید محمد کفیل بخاری، جناب محمد متین خالد، محمد معاویہ رضوان، برادرم فاروق احمد خان اور راقم الحروف سمیت دیگر احباب نے اُن کا پرتپاک استقبال کیا۔ چودھری محمد اکرام، میاں محمد اویس، قاری یوسف احرار، ڈاکٹر شاہد کاشمیری، ملک محمد یوسف، چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ اور دیگر احباب نے ان کی میزبانی کی۔ لاہور اور چناب نگر میں متعدد تقاریب منعقد ہوئیں۔ ساہیوال، چیچہ وطنی اور ملتان میں ان کے اعزاز میں منعقد ہونے والے اجتماعات و تقریبات ان کی طبیعت زیادہ ناساز ہو جانے کی وجہ سے منعقد نہ ہو سکیں۔ وہ شدید بیماری کی حالت میں چناب نگر سے اسلام آباد کے ایک ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ جہاں ہمارے بے تکلف دوست مسعود اشفاق نے ان کا دل لگائے رکھا۔ جہاں سے وہ انتہائی تکلیف کی کیفیت میں جرمنی چلے گئے۔ ان کی طبیعت سنبھلی تو پھر قادیانیت کی حقیقت سے

دنیا کو آشکارا کرنے لگے۔

۲۰۰۶ء میں راقم الحروف سفر برطانیہ پر لندن پہنچا تو چند روز بعد شیخ راحیل احمد بھی لندن تشریف لے آئے۔ مقصد کی مجلسوں اور متعدد تقریبات کے علاوہ وہ اصول دوستی سے بھی خوب آگاہ تھے اور انتہائی خوش طبعی کے ساتھ کئی دن خوب وقت گزرا۔ اس دوران برادرِ عزیز عرفان اشرف چیمہ (میری قیام گاہ) اپنے اعزاز میں منعقدہ عشائیہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے جس میں مولانا محمد عیسیٰ منصوری، جناب عبدالرحمٰن باوا اور چند ماہ پہلے انتقال کر جانے والے ہمارے بہت ہی مہربان مولانا قاری عمران خان جہانگیری اور دیگر حضرات شریک تھے۔ اس مجلس کی یادیں ہمیں ہمیشہ ستاتی رہیں گی۔ بعدازاں وہ جرمنی تشریف لے گئے لیکن رابطہ مسلسل اتنا مضبوط اور کام کی نئی نئی تدبیریں! دو سال قبل جرمنی میں مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے کام کو منظم کرنے کے لئے جناب سید منیر احمد شاہ بخاری کو شیخ صاحب مرحوم سے مشورے کے بعد ذمہ دار مقرر کیا گیا۔ اور نہ صرف جرمنی بلکہ پوری دنیا بالخصوص یورپ میں پُر امن کام کی نت نئی تدبیروں پر گفتگو ہوتی رہی۔ وہ ہر پہلو سے کام کو مشورے اور معروضی صورتحال کے ساتھ آگے بڑھانے کے قائل تھے۔

شیخ راحیل احمد سمجھتے تھے کہ اشتعال انگیز اقدامات اور بیانات کو قادیانی جماعت الٹا استعمال کر کے انسانی حقوق کے عالمی اداروں اور بین الاقوامی لابیوں کو متاثر کرتی ہے۔ وہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں سے مسلسل دردمندانہ اپیل کرتے رہے کہ وہ اسلام دشمن لابیوں خصوصاً قادیانیوں کے طریق کار کو پوری طرح سمجھیں اور پھر ان تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ازسرِنو اپنی حکمت عملی تیار کریں۔

شیخ راحیل احمد کی نماز جنازہ ۱۹/مئی منگل کو بعد نماز ظہر جرمنی کے شہر ایلسا ڈور میں عالمی مبلغ ختم نبوت جناب عبدالرحمٰن باوا نے پڑھائی۔ مجلس احرار اسلام جرمنی کے امیر سید منیر احمد شاہ بخاری، ختم نبوت سینٹر بیلجیم کے امیر حاجی عبدالحمید، افتخار احمد سمیت ڈیڑھ سو کے لگ بھگ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور شیخ راحیل احمد مرحوم کی چھ سال کے عرصے میں گراں قدر خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ مرحوم کے پسماندگان کی طرح ہم سب خود بھی تعزیت کے قابل ہیں۔ وہ بڑی سرعت کے ساتھ اپنے حصے کا تحفظ ختم نبوت کا مبارک کام نبٹا کر اپنے اللہ کے حضور پہنچ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کے خاندان، متوسلین اور ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کے کام کو آگے بڑھانے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین۔

انشاء اللہ شیخ راحیل احمد پر مفصل مضمون میں بقیہ بہت سی باتوں اور یادوں کا ذکر ہو سکے گا کہ مجھے فرمانے لگے کہ "میں چلا گیا تو مجھ پر کچھ لکھ دینا۔ اور اگر میں پاکستان میں فوت ہو جاؤں تو مجھے دریائے چناب کے قریب چناب نگر میں ایسی جگہ دفن کرنا جہاں سے مرزائیوں کا گزر ہوتا ہو۔ مرحوم کے مرزا مسرور کے نام خطوط چھپ کر پوری دنیا میں پہنچ چکے ہیں اور مرزا مسرور کوئی جواب نہیں دے پایا۔ مرحوم کے متعدد مضامین کا مجموعہ "مقالات راحیل" کے نام سے انشاء اللہ تعالیٰ

جلد شائع ہو جائے گا۔ اللہ کرے کہ مرحوم کے خیالات قادیانیوں کے لئے ذریعہ ہدایت ونجات بن جائیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مرحوم کے متوسلین اور ہم سب ان کے کام کے ڈھب کو آگے بڑھانے والے بن جائیں تا کہ فتنہ قادیانیت کی حقیقت بے نقاب ہو اور پوری دنیا میں تحریک ختم نبوت کا مقدس کام آگے بڑھتا رہے۔ آمین یارب العالمین۔

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان/ جون ۲۰۰۹ء/صفحہ ۴ تا ۵]

☆☆☆☆☆☆☆☆

قابل رشک......شیخ راحیل احمد (مرحوم)

﴿سیف اللہ خالد﴾

قابل رشک تھا وہ شخص جو کفر نگر قادیان میں پیدا ہوا، مرزا کی ذریت میں سے ''بہترین دماغوں'' نے اس کی تربیت کی۔ ۵۶ برس تک وہ بت کدہ ربوہ کی خدمت کرتا رہا، مگر جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوا تو سچا عاشق رسول تھا۔ ختم نبوت کا ایسا مجاہد کہ جس نے مرزائیت کے ایوانِ باطل میں زلزلہ بپا کیے رکھا۔ جو کچھ سیکھا تھا وہ ختم نبوت کے دفاع میں استعمال کیا۔ مرزائی شاطروں کے داؤ پیچ، ان کا انداز، ان کی مہارت بالآخر ختم نبوت کے کام آئی اور ۵۶ برس کی غفلت کی زندگی کے آخری ۶ برسوں میں انہوں نے یوں کفارہ ادا کیا کہ آنکھیں حیرت و استعجاب سے پھٹی رہ گئیں۔ بڑے دعویدار انگشت بدنداں سوال کرتے پائے گئے کہ جب ختم نبوت کے محاذ کی وارث شخصیات اور تنظیمیں اپنے کام سے غافل ہیں تو اس ایک شخص نے اتنا کام کس طرح کر دیا اور وہ بھی یورپ میں بیٹھ کر۔ دراصل انہیں وقت پر کام نمٹانے کی جلدی تھی۔ اپنے حصے کا بوجھ اٹھانے کی جلدی تھی۔ کوئی ایک ہفتہ قبل ہی مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل برادرم عبداللطیف خالد چیمہ سے کہنے لگے ''گواہ رہنا کہ میں مرزا کا کفر اور دجل بے نقاب کر کے اس حال میں دنیا سے جا رہا ہوں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا ادنیٰ سپاہی'' اور پھر کہا ''یار دعا کرو کہ رب صرف اتنی مہلت دے دے کہ ردِ مرزائیت کے سلسلے میں جو دو چار مضامین لکھنا باقی ہیں وہ مکمل کر لوں''۔ اور پھر کل جرمنی سے خبر آ گئی کہ وہ چلا گیا۔ اپنے حصے کا کام نمٹا کر شیخ راحیل نے ابدی زندگی کا سفر اختیار کر لیا۔

یقیناً موت کا ایک وقت متعین ہے۔ وہ لمحہ جو قبر میں لکھا ہے اسے ٹالنا ممکن نہیں اور اس طرح اس لمحہ سے قبل کسی کی زندگی ختم کرنا بھی کسی کا اختیار نہیں۔ البتہ رب نے ایک اختیار ضرور دے دیا ہے کہ جتنی مہلت دستیاب ہے اسے پوری طرح استعمال کیا جائے۔ اس حوالے سے شیخ راحیل خوش قسمت انسان تھے کہ ۲۱/ اگست ۲۰۰۳ء کو قبول اسلام کے بعد وہ مطمئن نہیں ہو بیٹھے بلکہ تیغ براں بن کر عالم مرزائیت پر ٹوٹ پڑے۔ وہ اندر کے آدمی تھے۔ خالصتاً اس مقصد کی خاطر تربیت یافتہ مرزائیت کے کفر کو بھی جانتے تھے اور اس کفر کے دفاع کی صورتوں سے بھی آگاہ تھے۔ انہوں نے یوں تاک تاک کر نشانے لگائے کہ غنیم ہراساں ہو کر رہ گیا اور پھر مشاہدے کی بات ہے کہ یکے بعد دیگرے گروہ در گروہ لوگوں نے مرزائیت سے توبہ کی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں پناہ لی۔

بہر حال وہ کوئی عام آدمی نہیں تھے۔ ۸ برس کی عمر میں انہیں قادیانی بچوں کی جماعت کا ذمہ دار بنا دیا گیا اور پھر وہ مرکزی سطح پر اہم ترین لوگوں میں شمار ہونے لگے۔ جرمنی میں قادیانی جماعت کی ذیلی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ کے ذمہ دار تھے۔ ۲۰۰۳ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا مشتاق کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے کالی کملی والے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی صف میں شریک ہو گئے۔ ان کی اہلیہ، بچے اور داماد بھی ان کے ساتھ ہی اندھیروں سے نکل کر روشنی کی طرف آ گئے۔ البتہ ایک بات کا انہیں آخر تک قلق رہا کہ والدہ نے ان کی بات قبول نہیں کی۔ وہ اب بھی اپنے

مذہب پر کاربند چناب نگر میں مقیم ہیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ انہیں بھی ہدایت سے نوازے۔

شیخ راحیل ۲۰۰۴ء میں لاہور تشریف لائے تو ملاقات ہوئی۔ ایک تفصیلی نشست، جس میں انہیں سمجھنے اور ان کی سوچ کو پرکھنے کا موقع ملا۔ جب بار بار میرے منہ سے لفظ مرزا ملعون سنا تو بولے ''ملعون ہونے میں تو شک نہیں، وہ شخص نبی تو کیا، ایک شریف آدمی کہلوانے کے قابل بھی نہیں مگر داعی کو یہ انداز نہیں بھاتا۔ اس طرح سے بھٹکے ہوئے اور گمراہ لوگوں کو دین کی دعوت نہیں دی جا سکتی۔ وہ سنیں گے ہی نہیں۔ اس لئے اب آپ لوگوں کو انداز بدلنا چاہیے۔ مرزائیوں کو دعوتِ دین کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان کا مؤقف تھا کہ اگر ہم جدید اسلوب میں اپنی بات پہنچانے کی صلاحیت اختیار کر لیں تو بہت سے لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھائی دے سکتا ہے۔ وہ آخر وقت تک ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے احباب کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے رہے کہ یہ انٹرنیٹ کا دور ہے۔ کانفرنس و جلسہ بھی ضروری ہے مگر اس دور کے تقاضوں کے مطابق اگر نئی قادیانی نسل کے ذہنوں پر دستک دی جائے تو بہت سوں کو گمراہی سے بچایا جا سکتا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ اس مقدس مشن کی دعویدار شخصیات اور تنظیمات کو اور بہت سے بکھیڑے ہیں اور ویسے بھی لوگ تعزیتی مضمون کو بھی طنزیہ جگت بازی کے آزار سے نہ بچا سکیں، انہیں یہ باریک بات کس طرح سمجھ آسکتی ہے۔ لہٰذا انہوں نے بہت اچھی راہ اختیار کی کہ اس پر آزردہ ہونے کے بجائے اپنی راہ خود تلاش کی اور قلم کو تلوار بنا کر جہاد میں جت گئے۔ ان کی تربیت، آئیڈیاز کی تخلیق، منصوبہ بندی اور حالات کے مطابق دعوتی کام کا طریقہ متعین کرنے کے ماہر کے طور پر ہوئی تھی۔ لہٰذا انہوں نے اپنی ان صلاحیتوں کو خوب خوب استعمال کیا۔ مرزائیوں کے حالیہ سربراہ مرزا مسرور (مفرور پڑھنا بھی غلط نہ ہوگا) کے نام تین خطوط ان کی مہارت کا شاہکار ہیں۔ ان تین خطوط میں انہوں نے مرزائیت کا وہ بھرکس نکالا ہے کہ باوجود ذاتی تعلق کے مسرور کو جواب کی ہمت نہیں ہوئی اور پھر ان خطوط کو انگریزی اور اردو میں شائع کروا کر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کرنا بھی ان کا فیصلہ تھا۔ خصوصاً قادیانیوں تک پہنچانا بہت فائدہ مند رہا۔ آخری ایام میں ان کے تمام تحقیقی کام کو ''مقالات راحیل'' کے نام سے شائع کرنے کا کام بھی تیزی سے جاری تھا مگر افسوس کہ وہ مقالات کی اشاعت تک مہلت نہ پا سکے۔ اب جلد ہی یہ اہم کتاب شائع ہو کر ان کے نامہ اعمال میں خیر کثیر کا سبب بنے گی۔

شیخ راحیل کی زندگی کا ایک اہم ترین پہلو ۱۹۷۴ء میں کراچی میں ان کی اپنی سابق جماعت کے لئے خدمات ہیں، جسے وہ اپنا زمانہ کفر یا زمانہ جاہلیت کہا کرتے تھے کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے ایام میں مرزائیوں نے ان کی ڈیوٹی کراچی میں لگا رکھی تھی، جہاں وہ دن بھر اس محاذ پر کام کرنے والی مسلمانوں کی دینی جماعتوں کے دفاتر میں پھرتے، کارکنوں سے ملتے اور ان کے مستقبل کے منصوبوں سے اپنی قیادت کو باخبر رکھتے۔ کاش کے ہماری دینی جماعتیں دشمن کے کام کرنے کے انداز کو سمجھیں اور اس کے مطابق جواب بھی دیں۔ مگر شاید یہ منزل ابھی دور ہے۔ سیاست کا چسکا اور شخصیت پرستی کا گھن جب تک لگا رہے گا کسی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ (مطبوعہ: روزنامہ ''امت'' کراچی/ ۱۹ مئی ۲۰۰۹ء)

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان/ جون ۲۰۰۹ء/ صفحہ ۳۴ تا ۳۵]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ راحیل احمدؒ کے آخری قیمتی لمحات

﴿سہیل باوا﴾
(ختم نبوت اکیڈمی لندن)

۱۵مئی ۲۰۰۹ء جمعۃ المبارک کی صبح لندن کے وقت کے مطابق ۹ بجے حسب معمول دفتر میں موجود اپنے کاموں میں مصروف تھا۔احقر کے فون پر گھنٹی بجی فون اٹھایا تو دوسری طرف شیخ راحیل صاحبؒ کے داماد علی صاحب تھے۔دل دھڑکا،علی صاحب فرمانے لگے کہ شیخ صاحب آج ہم سے جدا ہوگئے اور روتے ہوئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہا اور فرمایا آپ شیخ صاحبؒ کے تمام متعلقین اور ختم نبوت کے تمام علماء کو اطلاع کردیں۔احقر نے فوری حضرت والد صاحب مدظلہ کو اطلاع دی۔والد صاحب نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہا اور فرمایا کہ آپ تجہیز و تکفین کے لئے ختم نبوت سینٹر بیلجیم حضرت حاجی عبدالحمید صاحب سے رابطہ کریں۔احقر نے سب سے پہلے شیخ راحیل احمد صاحبؒ کے گھر فون کرکے ان کے صاحبزادہ سہیل راحیل احمد اور شیخ صاحب کے داماد محمد نوید اور جاوید اقبال سے تعزیت کی اور میں نے عرض کیا کہ شیخ راحیل احمد صاحب نے قادیانیت سے توبہ تائب اور اسلام میں داخل ہونے کے لئے ۲۲/اگست ۲۰۰۳ء جمعۃ المبارک کے دن کا انتخاب فضیلت کے باعث کیا۔اس کے بدلے میں انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے بھی شیخ صاحب کے انتقال کا دن جمعۃ المبارک مقرر کیا۔یہ بڑی ہی اعزاز کی بات ہے۔جمعۃ المبارک کا دن ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا اور جس مسلمان کو ہو جائے وہ بڑا خوش نصیب ہوتا ہے۔احقر نے سابق قادیانی مظفر احمد مظفر اور عبدالباسط اور لندن میں مقیم شاہد کمال،پاکستان میں سید محمد کفیل بخاری صاحب،عبداللطیف خالد چیمہ صاحب،متین خالد صاحب اور دیگر متعلقین کو بھی اطلاع کردی۔ان سب حضرات نے احقر سے تعزیت کی اور فرمایا کہ اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر تو سب ہی کو جانا ہے مگر شیخ راحیل احمدؒ صاحب کے جانے سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پُر کرنا مشکل نظر آتا ہے،اور دنیا بھر کے ختم نبوت کے کارکنان اور انٹرنیٹ کے ساتھیوں نے بھی فون پر تعزیت کرتے ہوئے اپنے رنج وغم کا اظہار کیا،اور ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں شیخ راحیل احمدؒ صاحب کی بیش بہا خدمات کو سراہا اور بلندی درجات کے لئے دعا کی۔سچ بات تو یہ ہے کہ ہم خود ایک دوسرے کی تعزیت کے مستحق ہیں۔اس لئے کہ یہ اجتماعی صدمہ ہے اور عظیم دینی صدمہ ہے،مگر اس موقع پر میں حضرت شیخ راحیل احمدؒ صاحب کے بہت قریبی دوست سابق قادیانی جرمنی میں مقیم جناب منیر احمد شاہ صاحب کو سب سے زیادہ تعزیت کا مستحق سمجھتا ہوں۔منیر احمد شاہ صاحب کے ساتھ شیخ راحیل احمد صاحب کا بھائیوں والا معاملہ تھا۔اللہ تعالیٰ ان کو اور ہم سب کو صبر عطاء فرمائیں۔ابھی ہی چند ہفتوں قبل خطیب برطانیہ ختم نبوت اکیڈمی لندن مرکز کے مخلص اور بزرگ حضرت مولانا عمران جہانگیری کا مانچسٹر میں انتقال ہوا۔حضرت مولانا عمران جہانگیریؒ ہر کسی سے خوش خلقی سے ملتے یہ ان

کی عادت تھی۔ حضرت مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔اس کے بعد ایک اور خبر آئی کہ حضرت مولانا خبیبؒ بھی رخصت ہو گئے۔ ابھی یہ زخم تازہ ہی تھے کہ ایک اور خبر نے ہمارے دل کو چھلنی کر دیا۔۵/مئی ۲۰۰۹ء کی علی الصبح ۲ بجے امام اہل سنت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب بھی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔امام اہل سنت کی نماز جنازہ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب نے پڑھائی جس میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی، ہر دل، دل گرفتہ اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ یہ جنازہ پاکستان کی تاریخ کے بڑے جنازوں میں سے ایک تھا۔اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کی دینی خدمات قبول فرمائے آمین، آہ نہایت افسوس ہے کہ ہم ان سب کی خدمات کو بالائے طاق رکھ کر دوسری راہ کو گامزن ہونے لگے......اصحاب قلم اٹھتے جا رہے ہیں اور کاروان اہل علم رواں دواں ہیں اپنی منزل مقصود کی طرف......اس غم کے موقع پر چند اصحاب قلم اپنے اکابر کی یاد تازہ کر رہے ہیں اور انہی کی طرح قلم کو تھامے ہوئے تھے کہ ایسے میں ایک اور اہل قلم بھی اٹھ گئے! جو اہل یورپ کی جان، داعی ہدایت، ختم نبوت کے سپہ سالار مجاہد ختم نبوت، ختم نبوت اکیڈمی کے روح رواں، انٹرنیٹ پر آنے والے حضرات کی دلوں کی دھڑکن شیخ راحیل احمدؒ صاحب بھی داغ مفارقت دے گئے۔ بہر کیف موت تو برحق ہے۔اس میں کسی کو کوئی شک نہیں۔ ہر متنفس اور ہر ذی روح نے بالآخر موت کی گھاٹی سے گزرنا ہے، جو آیا ہے جانے کے لئے آیا ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ ہر ایک کے جانے کا اثر یکساں نہیں ہوتا۔شیخ سعدیؒ نے اسے اپنے رنگ میں یوں بیان کیا ہے کہ۔

یادداری کہ وقت زادن تو ہمہ خنداں بدند و تو گریاں
آن چناں ذی کہ وقت مردن تو ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

ترجمہ:اے انسان جب تو پیدا ہوا تھا تو تو رو رہا تھا اور تیرے گھر والے بہت خوش تھے کہ خدا نے بیٹا دیا ہے......تو اب اس طرح زندگی گزار کر جب تو دنیا سے جانے لگے تو تو خوش اور ساری دنیا والے تیری موت پر آنسو بہا رہے ہوں۔

راقم نے شیخ راحیل احمدؒ صاحب کو پہلی بار ۲۰۰۰ء میں انٹرنیٹ پر قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہوئے سنا، لیکن کبھی رابطہ نہ ہوا، لیکن اللہ تعالیٰ نے رابطے کا سبب اس طرح بنا دیا کہ راقم کو سابق قادیانی مظفر احمد مظفر صاحب نے ۲۲/اگست ۲۰۰۳ء صبح دفتر ختم نبوت اکیڈمی میں لندن جرمنی سے فون کر کے کہا کہ آپ کو اچھی خبر سنانا چاہتا ہوں۔قادیانی جماعت کے ایک عہدے دار پیدائشی قادیانی، ایسا شخص جو کہ سچائی کی خاطر کسی کو بھی نقصان کی پرواہ نہ کرنے والے، اپنے بیوی بچوں سمیت جمعتہ المبارک کو قبول اسلام اور قادیانیت سے برأت کا اعلان کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔راقم نے مظفر احمد مظفر صاحب سے کہا کہ اگر آپ شیخ راحیل احمد صاحبؒ کا فون نمبر دے سکتے ہیں تو عنایت فرمائیں۔فون نمبر ملتے ہی یکدم شیخ راحیل احمد صاحب سے رابطہ کیا۔یہ شیخ راحیل احمدؒ صاحب سے احقر کا پہلا رابطہ تھا۔راقم نے اپنا تعارف کرایا، بہت ہی

میٹھے لہجہ میں بات کی، بہت ہی مختصر بات ہوئی۔ راقم نے اپنی طرف سے والد صاحب اور ختم نبوت کی جماعت کے رفقاء کی طرف سے مبارک باد پیش کی۔

شیخ راحیل احمدؒ صاحب ۵۵ سال تک قادیانی بھی رہے اور قادیانیت کی تبلیغ بھی کرتے رہے، پھر ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے قادیانیت کی ظلمت سے نکال کر اسلام کی روشنی بخشی۔ شیخ راحیل احمد صاحب کے گھر کے کل دس افراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح غلامی میں داخل ہوئے۔ اسی روز مرزا مسرور کے نام ایک خط کے ذریعہ شیخ راحیل احمد صاحب نے اسلام قبول کرنے اور قادیانی جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے کی اطلاع کردی، اور میڈیا کے ذریعہ بھی اپنے اسلام قبول کرنے کی خبر جاری کردی۔ اس خبر نے قادیانی ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا اور اس کے اثرات قادیانیوں نے بڑی دور تک محسوس کیے۔ شیخ راحیل احمد صاحب فتنہ قادیانیت کے لئے جرمنی میں ہی نہیں بلکہ پورے یورپ کے قادیانیوں کے لئے سدِ سکندری ثابت ہوئے۔ جو کام تنہا اللہ تعالیٰ نے شیخ راحیل احمد صاحب سے ۶ سالوں میں فتنہ قادیانیت اور قادیانیوں کو دعوت اسلام کے لئے لیا، اتنا کام ایک مستقل جماعت کے کام کرنے کا تھا۔ جرمنی میں قادیانیوں گروہ کی حرکات پر گہری نظر رکھے ہوئے تھے اور قادیانی گروہ کے عزائم وعقائد اور جماعتی چندہ سسٹم کو بے نقاب کر کے قادیانیوں کے چھکے چھڑا دیئے، اور قادیانیوں کو دعوت ایمان دینے میں بہت محنت اور کوشش کی وہ قابل رشک ہے۔ شیخ صاحب بار ہا یہ فرماتے اب میری زندگی کا مقصد صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور ختم نبوت کی حفاظت ہے، اور ان مجبور قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دینی ہے جو قادیانی جماعت کو کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں چھوڑ پا رہے ہیں۔

شیخ صاحبؒ راقم کو بار بار ایک بات کی طرف توجہ دلاتے تھے کہ آپ ختم نبوت کے کارکنان سے گزارش کریں کہ وہ قادیانیوں کو اسلام کی دعوت بڑی ہی نرمی اور پیار ومحبت کے ساتھ دیں کیونکہ وہ بہت مجبور ہیں۔ وہ صرف پڑھائے نہیں بلکہ سدھائے ہوئے ہیں۔ ان کی برین واشنگ ہوئی ہے آپ ان کو ڈائیلاگ سے، حکمت سے دعوت دیں، قادیانیوں میں سے کافی لوگوں کو سمجھایا جاسکتا ہے قادیانی جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے، جن پر مرزا غلام قادیانی اور قادیانی جماعت کی حقیقت واضح ہوچکی ہے لیکن ان کے لئے ان کا سماجی اور نفسیاتی جال توڑنا اتنا آسان نہیں ہے، کئی قادیانی جال کو توڑنا چاہتے ہیں لیکن ان کو صحیح گائیڈ کرنے والا نہیں ملتا۔ اس جال کو توڑنے میں آپ کے کارکنان کے اخلاق، حکمت اور حسن سلوک سے ان قادیانیوں کو آپ حضرات اور یہ کارکنان مدد دے سکتے ہیں۔ شیخ صاحب کا دعوت دینے کا ایک خاص انداز تھا۔ انٹرنیٹ پر آنے والے حضرات نے شیخ راحیل احمد صاحب کو خوب سنا ہے۔ کئی کئی گھنٹوں تک قادیانیوں سے محو گفتگو رہتے تھے۔ شیخ صاحب کا مشفقانہ تکلم، شیریں گفتگو انہی کی طرف کھینچتی تھی، اور طبیعت کی شگفتگی اور طرز تکلم سے متاثر ہو کر کئی قادیانی حضرات نے کئی ملکوں سے خفیہ رابطہ رکھا ہوا تھا اور اپنے اشکالات فون کے ذریعہ اور انٹرنیٹ پر اور خود حاضر ہو کر کرتے اور تسلی بخش جوابات لے کر کئی قادیانیوں نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر شیخ صاحب کے

ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔شیخ صاحب کی خدمات کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔سفیر ختم نبوت فاتح ربوہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کوشیخ صاحب کے قبول اسلام کی خبر لندن دفتر ختم نبوت اکیڈمی میں راقم نے دی۔حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب بہت خوش ہوئے اور راقم کو فرمایا میرا شیخ صاحب سے فوری رابطہ کرائیں۔احقر نے شیخ صاحب سے فون پر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا رابطہ کرایا،حضرتؒ نے شیخ صاحب کو مبارک باد دی اور چناب نگر ختم نبوت اور فتح مباہلہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔شیخ صاحب کانفرنس میں شرکت تو نہ کر سکے لیکن کانفرنس کے شرکاء کے نام ایک پیغام ارسال فرمایا جس کو حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے پڑھا جس کا فوری اثر یہ ہوا کہ ایک قادیانی خاندان نے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کے ہاتھ پر قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔

شیخ صاحب تحفظ ختم نبوت اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کے سلسلے میں دو دفعہ ختم نبوت اکیڈمی لندن مرکز کی دعوت پر ایک ہفتہ کے دورے پر برطانیہ تشریف لائے تو احقر کو یہ پہلی ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔پورے ملک میں شیخ صاحب کو زبردست استقبالیہ دیا گیا۔شیخ صاحب کی برطانیہ آمد پر ختم نبوت اکیڈمی لندن مرکز سمیت کئی مقامات پر سوال و جواب پر مشتمل خصوصی نشستیں منعقد کی گئیں۔جس میں قادیانیوں نے بھی شیخ صاحب سے ملاقات کی۔شیخ صاحب نہایت بے تکلف انسان تھے۔دفتر ختم نبوت اکیڈمی کا کتب خانہ میں لاکھوں کتابیں اور خصوصاً ۱۹۷۴ء قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے والی ۱۳ دنوں کی کارروائی کی اصل کاپیاں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ آپ کے پاس کتابوں کا ذخیرہ ہے۔ان کتابوں کا مطالعہ کے لئے مجھے جرمنی سے لندن دفتر ختم نبوت منتقل ہونا پڑے گا۔شیخ صاحب نے اسلام قبول کرنے کے بعد ردِ قادیانیت کا باقاعدہ مطالعہ شروع کیا جس کے بعد کثرت مطالعہ کا مزاج ہی بن گیا تھا۔شیخ صاحب کے داماد علی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ جب دیکھو ابا جی کے ہاتھ میں کتاب ہے اور مطالعہ ہو رہا ہے۔وفات سے قبل قلب کے عارضہ کے باوجود رات کے تین تین بجے تک مطالعہ میں منہمک دیکھا گیا۔

احقر کو وفات سے ایک ہفتہ قبل شیخ صاحب نے فون کر کے فرمایا کہ احتساب قادیانیت ۲۳ جلدیں میں نے مطالعہ کر لی ہیں۔براہ کرم احتساب قادیانیت کی جلد نمبر ۲۴ اور ۲۵ علی صاحب کے ساتھ روانہ فرمائیں۔شیخ صاحب کے پاس اپنے کتب خانے میں ۹ ہزار کتابیں اپنی ذاتی موجود تھی جو کہ شیخ صاحب کی کل کائنات تھی۔شیخ صاحب کی زندگی کی ہر ہر ساعت قادیانیوں کو اسلام کی دعوت کے لئے وقف تھی۔اللہ تعالیٰ نے شیخ صاحب کو قلم پر مکمل دسترس کی خوبی بھی ودیعت فرمائی تھی۔اپنے شائستہ قلم سے تردید مرزائیت پر سب سے پہلے احقر کی فرمائش پر مرحوم کے شہکار قلم سے مرزا مسرور کے نام تین کھلے خط تحریر فرمائے،جس کو پوری دنیا کے اخبارات ورسائل نے شائع کیا اور ختم نبوت اکیڈمی لندن مرکز اور مجلس احرار اسلام پاکستان نے لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے دنیا بھر میں تقسیم کئے۔ان خطوط میں مرزا مسرور سمیت

پوری قادیانی جماعت کودعوت ایمان دی گئی ہے،مگر مرزامسرور سمیت قادیانی جماعت میں کوئی فرد ایسانہیں جوان خطوط کا جواب دے سکے؟ شیخ صاحب کے شوق تحریر نے انگڑائی لی۔درجنوں بے مثال ولا جواب مضامین تحریر فرما کر قادیانی ہتھکنڈوں کا پردہ چاک کیا۔ان مضامین میں،مرزاصاحب کا عالم برزخ سے انٹرویو،مرزا جی اوراسلامی عبادت،آئینہ جو ان کودکھایا تو،مرزاصاحب کی گل افشانیاں،چھوڑ دوتم،قادیانی خلیفہ مرزامسروراورلعنت اللہ علی الکاذبین،عذرگناہ بدتراز گناہ،عرض میری فیصلہ آپ کا،ہفوات مرزاصاحب،دائم المرض مرزاصاحب،دجال اورمرزاصاحب،ہائے اس ستمگرکوکیا کہیں نبی یامنافق،دیکھوکیا کہتی ہے تصویرتمہاری؟اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً مختصرانداز میں مرزائیت کامکروہ چہرہ بےنقاب کرنے کے لئے مضامین لکھے۔جیساکہ میں عرض کرچکاہوں کہ شیخ صاحب کے وفات سے ایک ہفتہ قبل بیماری کے ایام میں احقر کی فون پرشیخ صاحب کامضمون (مرزا جی اوراسلامی عبادت) کے سلسلے میں گفتگو ہوئی تو راقم نے عرض کیا شیخ صاحب آپ کوسخت آرام کی ضرورت ہے۔آپ لکھائی کا کام بندکردیں۔شیخ صاحب فرمانے لگے کہ پتانہیں میری زندگی کی کتنی سانسیں باقی ہیں،لیکن میں چاہتاہوں کہ میری آخری سانس بھی عقیدہ ختم نبوت کے دفاع میں لگے تاکہ میری پچھلی زندگی کاکفارہ بن سکے۔واقعی احقرکوبڑاہی اس وقت رشک آیاجب بیماری کی تکلیف اورشدت کے باوجود بات کرنے میں کسی قسم کی گھبراہٹ اورکرب وبےچینی کااظہارنہیں تھا۔بیماری کے ایام میں جب فون پرگفتگو ہوئی،ایک مرتبہ بھی ان کے منہ سے ہائے سننے میں نہیں آیا بلکہ یہ فرماتے اگرچہ میں سخت بیمار ہوں لیکن الحمدللہ میراضمیراور میرا دل مطمئن ہے۔آخری وقت میں قلبی اطمینان کی یہ دولت خاص اللہ کے مقبول بندوں کونصیب ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہرمسلمان کو یہ دولت نصیب فرمائے آمین۔حقیقت یہ ہے کہ شیخ راحیل احمد صاحب نے ایمان اوراسلام والی زندگی کے آخری لمحات اور آخری سانسوں کوقیمتی بنایااورشیخ صاحب نے اس کوثابت کرکے دکھایا۔گھرسے ہسپتال منتقلی کے باوجود بذریعہ ای میل ہسپتال سے اپنامضمون ارسال فرمایا۔جی چاہتاتھاکہ حضرت شیخ راحیل احمد کے وجود سے ہم لوگ اوربھی مستفید ہوتے،مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ،شیخ صاحب کانماز جنازہ عالمی مبلغ ختم نبوت حضرت عبدالرحمن باواصاحب دامت برکاتہم نے پڑھایااورجرمنی کے شہرایلساڈورکے مسلم قبرستان میں سپردخاک کیاگیا۔جنازہ میں جرمنی،بیلجیم،لندن سے حاجی عبدالحمید صاحب،مفتی عمیرصاحب،قاری یوسف صاحب اورسابق قادیانی منیراحمد شاہ صاحب،افتخاراحمد صاحب،اورتحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے شرکت کی۔حق تعالیٰ شانہ شیخ راحیل احمد صاحب کوآغوش رحمت میں جگہ عطافرمائیں اوراپنے نیک مخلص بندوں کے ساتھ ان کودرجات عالیہ نصیب فرمائیں۔آمین۔

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان/ جولائی ۲۰۰۹ء/صفحہ ۳۴ تا ۳۸]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قادیانیت کا مستقبل......؟

﴿زبیراحمد ظہیر﴾

شیخ راحیل احمد جرمنی میں قادیانیوں کے اہم ذمہ دار تھے،اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔گزشتہ سال وہ پہلی بار پاکستان آئے ہمیں اطلاع ملی کہ ایک سال قبل قادیانیت سے تائب ہونے والے خوش نصیب شیخ راحیل احمد آج ہی لاہور پہنچے ہیں اور مجلس احرار اسلام لاہور کے دفتر میں ہیں۔اس وقت حسن اتفاق سے شفیع الرحمن احرار کراچی میں ہمارے ساتھ موجود تھے،انہوں نے لاہور میں سید کفیل شاہ بخاری سے رابطے کا مشورہ دیا۔انہیں فون کیا،انہوں نے بتایا کہ شیخ راحیل میرے پاس بیٹھے ہیں۔ہم نے ان سے انٹرویو کرنے کی بات کی تو شاہ جی نے ریسیور شیخ راحیل صاحب کو تھما دیا۔ہم نے قادیانیوں کی تعداد سے عادات تک ساری باتیں ان سے پوچھ ڈالیں۔پھر ہم نے قادیانیوں کے اس طریق واردات کے بارے میں استفسار کیا جس کے سہارے قادیانیت برسوں سے احمدیوں کی دل جوئی کرتی آرہی ہے اور انہیں مایوس کن صورتحال میں اپنی اہمیت کا احساس دلاتی ہے۔

اس سوال پر شیخ راحیل نے جو انکشاف کیا،اس نے ہمیں شیخ راحیل کا انٹرویو بھی دل جمعی سے لکھنے نہ دیا۔کیونکہ وہ انکشاف ہی کچھ ایسا تھا جس کا ہمارے پیشے سے گہرا تعلق تھا۔لہٰذا ہمیں وہ انٹرویو رپورٹ کرتے وقت بار بار سوچنا پڑا اور ہر بار یہ خیال آتا رہا کہ اس انٹرویو کو رپورٹ نہ کیا جائے۔مبادا کہیں ہم بھی اس گناہ میں شامل نہ ہوجائیں۔جو قادیانیت کی تقویت کا سبب بنتا ہے مگر ہم قادیانیت کی سرکوبی کے لئے علماء کرام کی اس طویل جدوجہد اور ہزاروں قربانیوں کو بھی فراموش نہ کرسکے۔اس لئے کہ ختم نبوت کی تحریک اور قربانیاں ایک حقیقت ہے جو ہماری ملکی تاریخ کا اہم حصہ ہے لہٰذا ہم ایک خیال اور گمان پر حقیقت کو قربان نہیں کرسکتے تھے کیونکہ اس طرح تو ایک حقیقت کو جھٹلانے کا گناہ سرزد ہوجاتا جس کا کوئی ذی شعور متحمل نہیں ہوسکتا۔قادیانیت کے طریقِ واردات کے حوالے سے شیخ راحیل کا انکشاف یہ تھا کہ قادیانی اپنے خلاف اخبارات ورسائل میں چھپنے والی خبروں اور مضامین کو قادیانیت کی تقویت کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اپنے لوگوں کو من گھڑت مذہب پر قائم رکھنے کے لئے انہیں بتاتے ہیں کہ ہم سے مسلمان کتنے خائف ہیں۔انہیں پاکستان میں ہر جگہ قادیانی نظر آتے ہیں،سرکاری عہدوں پر اور ہر شعبے میں انہیں قادیانی ہی دکھائی دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

قادیانی رہنما اپنے لوگوں کو بتاتے ہیں کہ اگر ہم کافر قرار دینے کے باوجود بھی مسلمان ہم سے خائف ہیں تو یہ ہماری کامیابی کی علامت ہے اس طریق واردات سے مایوس اور تذبذب کا شکار قادیانی بھی رام ہوجاتے ہیں۔اس انکشاف پر ہمیں شیخ راحیل کے انٹرویو سے بھی ایسا ہی لگنے لگا کہ یہ انٹرویو کب قادیانیت کے لئے استعمال ہوگا۔اس طریق واردات کی تفصیلات سے پیدا ہونے والے سوال پر ہم نے قادیانیت کے خلاف بولنے والے علماء کرام کو لا جواب کرنا شروع کردیا۔پھر ہمیں خیال آیا کہ اخبارات کی کٹنگ اور علماء کرام کے قادیانیت کے خلاف بیانات شاید قادیانیت کی تقویت کا اتنا سبب نہ ہوں جتنا ہمارے سوالوں کا یہ سلسلہ قادیانیت کی تقویت کا سبب بن رہا ہے۔پھر اس پر ہم نے قادیانیت کے خلاف ایسی معلومات جمع کرنے کا تہیہ کرلیا جو اخبارات میں رپورٹ ہونے کے باوجود بھی قادیانیت کی تقویت کا کبھی سبب نہ بن سکیں۔ہم اس کاوش میں کتنے کامیاب ہوئے اس کا فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے۔ہمیں صرف وہ

معلومات دینی ہیں جن کا تعلق قادیانیت کے اندرونی اختلافات سے ہے۔ یہ اختلافات اب بغاوت کی شکل اختیار کر چکے ہیں اور یہ بغاوت اس یورپ میں ہوئی ہے جو اس وقت قادیانیت کے بیس کیمپ کا درجہ رکھتا ہے۔

یورپ میں قادیانیوں کے چار گروہوں نے قادیانی سربراہ مرزا مسرور سے بغاوت کر دی ہے۔ مرزا مسرور سے بغاوت کرنے والا ایک گروہ کینیڈا میں سرگرم ہے جس کی قیادت مبشر ڈار نامی قادیانی کر رہا ہے۔ یہ گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کو تو تسلیم کرتا ہے تاہم خلافت کے معاملے پر اس گروہ نے جمہوری طریق سے خلیفہ کے انتخاب کی حمایت شروع کر دی ہے۔ یہ گروہ خلافت پر موروثیت کے قبضے کے سخت خلاف ہے اس کی پاداش میں اس گروہ کو مرزا مسرور نے قادیانیت سے نکال دیا ہے۔ دوسرا بڑا گروہ جرمنی میں سرگرم ہے۔ عبدالغفار جنبہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق مرزا محمود کو ٹھہرانے کی بجائے خود کو باور کرانا شروع کر دیا ہے، اس وجہ سے اس گروہ کو بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ مرزا مسرور نے اپنے مریدوں کو ان گروہوں سے مراسم رکھنے سے روک دیا ہے۔ تیسرا بڑا گروہ ان قادیانیوں کا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کے سارے جانشینوں بشمول مرزا ناصر، مرزا محمود، مرزا مسرور کے سخت مخالف ہیں اور انہیں کھلے عام برا بھلا کہتے ہیں۔ چوتھا بڑا گروہ ان قادیانیوں کا ہے جو قادیانیت کے ۲۸ قسم کے چندوں اور ٹیکسوں سے تنگ ہیں اور اپنی بدحالی کا ذمہ دار مرزا مسرور کو گردانتے ہیں۔

ان باغی گروہوں نے قادیانیوں کی نوجوان نسل کو بھی اپنا ہم خیال بنانا شروع کر دیا ہے تاکہ ان چندوں سے قادیانیوں کی جان چھڑائی جاسکے۔ اگر یہ باغی تحریک کامیاب ہوگئی تو چندوں کا سلسلہ بھی گھٹ جائے گا اور اس کے نتیجے میں مجبوراً مرزا مسرور کو جانشین کا انتخاب ووٹ کے ذریعے کرنا ہوگا، پھر خلافت جھوٹے نبی کے خاندان سے بغیر کسی الہام کے ختم ہو جائے گی۔ قادیانیت کے یہ باغی گروہ اگرچہ الگ کر دیئے گئے مگر ان گروہوں کی قادیانی سربراہوں کے خاندانوں کے خفیہ معاملات تک رسائی ہے۔ مرزا ناصر کے بیٹے مرزا لقمان کے جنسی اسکینڈل کو منظر عام پر لانے اور ویب سائٹس پر اسے لانچ کرانے میں ان ہی باغی گروہوں کا ہاتھ ہے۔

یہ وہ معلومات ہیں جنہیں قادیانی کٹنگ کروا کر قادیانیت کی تقویت کے لئے کبھی استعمال نہیں کر سکتے اور نہ ہی اپنے ٹی وی چینل پر اس کی تردید کر سکتے ہیں، اس لئے کہ ان معلومات کی تردید بھی قادیانیوں کو وہاں تک لے جائے گی جہاں تک پہنچنے سے قادیانیوں کو بچانے کے لئے قادیانی سربراہوں نے مناظروں اور مباہلوں کا سلسلہ ختم کر دیا ہے تاکہ مناظروں سے ہونے والی بدنامی سے بغاوت کا سلسلہ ختم ہو سکے لیکن اس سے بھی بغاوت کا سدِ باب نہ ہو سکا۔

قادیانیت میں بغاوت کیوں ہو رہی ہے......؟ اس لئے کہ اس کی ساری قیادت مرزا غلام احمد قادیانی کے مشن پر مکمل نہیں چل رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے احکامات میں اتنا تضاد ہے کہ کوئی بھی اس کی ہدایات پر مکمل عمل نہیں کر سکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک ایک ہدایت نامے کی تشریح مرزا غلام احمد کی زبانی اتنی زیادہ اور اس قدر متضاد ہے کہ اس پر عمل ممکن ہی نہیں۔ اس صورتحال سے پتہ چلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مشن پر چلنا کسی آنے والے قادیانی سربراہ کے لئے بھی ممکن نہیں۔ اس لئے بھی کہ اس پر مرزا غلام احمد قادیانی خود ساری زندگی عمل نہیں کر سکا۔

[ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' جولائی ۲۰۰۵ء/صفحہ ۴۱، ۴۲، ۴۷]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆